ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزۂ صاحبقران

یہ توسب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے اِن داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ اِن داستانونکو برسون سنو اور پھر تمام نہون - آفرین اُنکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبیع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ اِن داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی - اِن داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۲ ″

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین مع جلد دوم تورج نامہ طبع ہوگئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیۂ طلسم ہوشربا دو جلدونمین تصنیف کیا - انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین پھر طلسم نور افشان تین جلدونمین تصنیف کیا - یہ سب جلدین طبع ہو کر نذر ناظرین ہوئین اب طلسم ہفت پیکر تین جلدونمین تصنیف کیا جسکی ہر جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملاحظہ ناظرین سے گذر چکی ہے - یہ سب جلدین قابل دید ہین اور رنگا طرز تحریر بعبارت رنگین مثل ہوشربا ہے - بالفعل ایرج نامہ جلد دوم جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از جانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۸ ع

بار سوم

بلعوض جزو اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا حق نولکشور پریس محفوظ ہے

قیمت فی جلد

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو وغیرہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اردو	
بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان - انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین - باشندۂ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا - انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے - آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین بُلائے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کے واسطے دیا - یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اُسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردو سے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس تدریس بھی کم بلکہ کالعدم ہے تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے بہت صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑکر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرنے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۰ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد	

نام کتاب	قیمت
مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین تفصیل ذیل ہین -	
۱ - جلد مہدی نامہ -	[illegible]
۲ - جلد روضۃ الالباب موسوم بہ معزالدین نامہ -	[illegible]
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	[illegible]
۴ - جلد شمس الانہار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۵ - جلد مطلع الانوار -	[illegible]
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	[illegible]
۷ - جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ -	[illegible]
۹ - جلد تفریح الاحباب ترجمہ معزالدین نامہ -	[illegible]
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر - ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی مقصود حسین -	[illegible]
الف لیلہ با تصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہے اُسکا ترجمہ اُردو مین بہت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان مرحوم نے چھاپا مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان تحصیلدار حامد مع تصاویر -	[illegible]
فسانۂ عجائب کلان جلی قلم با تصویر عبارت رنگین و نمکین از رجب علی بیگ سرور -	۹ رپیہ
فسانۂ عجائب بوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ المتخلص سرور -	[illegible]
ایضاً - بلا تصویر قلم حسب مراتب بالا -	۲
جادۂ تسخیر مقصب از نواب محمد حید علیخان صاحب	[illegible]

ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہؑ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہؑ صاحبقران ایک بحر مواج ہے جسکی تہ تک نہنگ فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے اِن داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ اِن داستانونکو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرین اُنکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابوالفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ اِن داستانون کو تصنیف فرمایا اور اُنکی تدوین مین کسقدر عرقریزی کی۔ اِس داستان عزیز الوجود اور ہر دل عزیز کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۲ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۲ "

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین مع حصہ دوم تورج نامہ طبع ہو گئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوشربا دو جلدونمین تصنیف کیا۔ انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین پھر طلسم نورافشان تین جلدونمین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدین طبع ہو کر نذر ناظرین ہوئین اب طلسم ہفت پیکر تین جلدونمین تصنیف کیا جسکی ہر جلد زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملاحظۂ ناظرین سے گذر چکی ہے۔ یہ سب جلدین قابل دید ہین اور انکا طرز تحریر و عبارت رنگین مثل ہوشربا ہے۔ بالفعل ایرج نامہ جلد دوم جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے ازجانب مطبع اودھ اخبار بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار سوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۸۹۲ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس اُس خالق بیچون بیچرا کی درگاہ مین جسنے طلسم دُنیا کو اس خوبصورتی سے آراستہ فرمایا جسکی راہ پر پیچ کے نشیب و فراز سے گذرنے مین پاے وہم و خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہی اور اگر کوئی مہندس کامل اور فرزانہ عاقل اس راہ دشوار گذار روش ظلمات مین اشہب تیز گام عقل سے بالا دوی کرے تو اُسکی فہم مین قصور ہی۔ اور نعت اُس حبیب خدا اشرف انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسکو حق تعالےٰ نے باعث ایجاد ہجدہ ہزار عالم قرار دیکے لولاک لما خلقت الافلاک انکی شان مین فرمایا اور منقبت اُس شاہ ذوالفقار حیدر کرار کی جو خدا کی طرف سے سرکوب کفرہ فجار مقرر ہوئے اور جنکی تیغ انتقام سے کفار اشرار قتل یا مسلمان ہوئے اور جو خطاب لافتیٰ الا علی سے سرفراز فرمائے گئے اور تحیات زاکیات اُنکی اولاد امجاد پر تا روز قیامت اما بعد یہ ذرہ بیمقدار خاک پاے سخنوران عالی تبار اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ارباب لیاقت و اصحاب فہم و فراست مین دست بستہ التماس کرتا ہی کہ اس حقیر پر تقصیر کو یہ لیاقت نہ تھی کہ اتنی بڑی کتاب ضخیم یعنی داستان امیر حمزہ صاحبقران کے دفترون کا ترجمہ کرتا اور زمرہ مترجمان عالیشان مین اپنے کو منسلک جانکر مضمون نگاری کا دم بھرتا البتہ عہد طفولیت سے داستان گوئی کا شوق ہی اور اُستادون کے خوان فیض سے زلہ ربائی کا ذوق ہی نہ یہ کہ تصنیف و تالیف پر جرأت ہوتی یا یہ کہ کبھی اسکی ضرورت ہوتی مگر اتفاق روزگار سے امیر باکرم رئیس ذی ہمم مسند آراے بزم ثروت و اجلال خورشید منیر فلک ابہت و اقبال صاحب خلق موفور جناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ نے بذریعہ لائق و فائق محب واثق جناب شیخ حامد حسین صاحب کے اس ذرہ بیمقدار کی عزت افزائی فرمائی اور خدمت ترجمہ کرنے دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران کی میرے سپرد ہوئی۔ چونکہ المامور معذور قول بزرگان ہی پس رد الخلائق انکا نکر سکا اور اپنا افتخار سمجھکر اس امر بزرگ اور مہم سترگ پر کمر ہمت باندھی۔ چنانچہ بفضل کردگار اور بہ اقبال آقاے نامدار اس حقیر نے دفتر اول یعنی نوشیروان نامہ کی

ہر دو جلد اور دفتر دوم کو چاپ باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند
مالک مطبع ہوا اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہون خدا کی رحمت سے امیدوار ہون کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ
بحسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہی کہ جہان کہین اس ترجمہ مین بوجہ عدم لیاقت
کمترین کے غلطی ہو تو دامن رحمت سے پوشیدہ فرمادین لان العذر عند کرام الناس مقبول والعفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگارین اور عجائبات وہان کے قابل ملاحظہ ناظرین ہین

کہ جب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار احراک کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر ایک سپاہی
کی صورت بنکر چپکا کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہی کہ اسی اثنا مین دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھکر جانے لگا سب کے بعد ایک
مرد پیر باریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوئے خادم و خدمتگار ہمراہ لیئے باہر چلا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم
ہوتا ہی گلیم عیاری اوڑھکر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر کتنے آتے ایک مکان مین داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ
تخت و تکیہ چوکا لگا ہوا ہی اور ایک حجرے مین تخت علیحدہ بچھا ہوا ہی اُس مرد پیر نے لباس درباری اُتارا دوسری پوشاک پہنی
وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھین رخصت کیا آپ تنہا رہگیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کے واسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا
بند کر دو اور وضو کرنے لگا دونون غلامون نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اُس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونون غلام پیچھے
اسکے کھڑے ہوئے شریک نماز ہوئے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہو کر تسبیح ہاتھ مین لیکر وظیفہ پڑھنے لگا عمرو
اپنے دل مین خوش ہوا کہ جو تیرا گمان تھا وہ صحیح نکلا اب اس سے کچھ حال پوچھا چاہیئے اور اپنے کو ظاہر کیجیے پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر
دیکھو یہ کچھ لشکر اسلام کا ذکر کرتا ہی یا نہین چپکا کھڑا ہوا تھا کہ اُس مرد پیر نے اپنے غلامون سے کہا کہ افسوس لشکر حمزہ مفت برباد
ہوتا ہی اور یونہین چند روز گذرے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹجائیگا اگر کوئی بھی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو
مین اُسے تدبیر بتاتا یہ سنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی دشمن خداوند زبرجد شاہ ہی
بختیارک کئی مرتبہ تیرے مقدمے مین کہہ چکا ہی لیکن زبرجد شاہ کو اعتبار نہین آیا اور مجھے گمان تھا کہ تو پوشیدہ ہو کر حال
دریافت کرین جاسوس ہون زبرجد شاہ کا جا کر اُس سے تیرا حال بیان کرتا ہون بس یہ آواز سنتے ہی اُس مرد پیر کے
بدن مین رعشہ پڑ گیا پیشاب تک خطا ہو گیا رنگت زرد ہو گئی قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑے عمرو نے دیکھا کہ حال ابتر ہی
ایسا نہ ہو مارے صدمے کے مرجائے تو مفت ایک خدا پرست کا خون تیری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اتاری
اور اس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نہ کر مین عیار ہون حمزہ کا میرا نام عمرو ہی مسلمان ہون اب اُسکی جان
مین جان آئی لپٹگیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھی یہ کونسی دل لگی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہی ہنستا ہی اگر ایک
لحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کرتے تو مین مرجاؤن غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مین مشتاق تھا آپکی ملاقات
کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمائیے کہ آپ میرے ساتھ یہان کیونکر آئے عمرو نے کہا مین دروازہ بارگاہ
زبرجد شاہ پر کھڑا تھا مین نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین گلیم ابراہیمی
اوڑھے ہوئے آپ کے ساتھ چلا آیا غرض اُس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھو کر پیچھے عمرو
نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہی کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہین اور بہت مدت سے یہین یہان رہتا ہون عمرو نے
کہا کہ آپ کو یہ معلوم ہی کہ اعراک کی آواز سے کیون لوگ بیہوش جاتے ہین خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر ہی
اسکا بقراط جادو ہی اُسنے اسیر سحر کیا ہی کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھا کر گرتے ہین اور وہ سحر بقراط نے طلسم بند کر دیا ہی

جب تک بقراط نہ مارا جائیگا اعواک پر کوئی غالب نہوگا عمرو نے پوچھا کہ بقراط رہتا ہی کہان ہی خواجہ افتخار بولے کہ
اعواک جس پہاڑ کی طرف سے آتا ہو وہین بقراط رہتا ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ افتخار
سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ سوا تمھارے کون ہی جو بقراط کو مارے اور
اعواک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہی اور ثواب بہت خسیس ہوگیا ہی مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا
ہی بوٹی بوٹی میری بنتی ہی کوئی قرضدار مین کیا کرسکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو کو دیا کہ خواجہ جسوقت
تم اعواک کو مار وگے یہ روپیہ ہم سے لینا عمرو نے کہا ھیھات مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت کو رشوت دون
کہ وہ قبض روح کو آئے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اسیوقت روپیہ منگواکر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا اور
ایک سمت روانہ ہوا اس روز جو اعواک میدان داری کرکے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب
ہوگیا عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا سے نکلکر دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہی اور اندر اسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا
ہی دو چار اسکے خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہی کوئی دو گھڑی رات گئی ہی عمرو بصورت ایک گوئیے کی بنکر دور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر گانے بجانے لگا رباب کی آواز جو بقراط کے کان مین پہونچی بیچین ہوکر اٹھا اگر سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سننے
جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی بس یہ سنتے ہی عمرو نے رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچی کہ
کچھ نہ پوچھیے ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا انھون نے مجھے تباہ کردیا پہلے مین مازندران کیان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد
کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا لقائی خدائی مین آیا خوب کمایا خوب اڑایا آخرکار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین اسی
کے ساتھ یہانتک آیا وہ اپنے حال مین گرفتار ہی یہ کہکر رونے لگا بقراط نے بہت سی تشفی دی پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی کہا کہ ہر بابی ربابی
مجھے کہتے ہین بقراط بولا کہ ای ہر بابی تو خاطر جمع رکھ سب خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہی کہا کہ پیر و مرشد انسے کوئی عہدہ برا نہین
ہوسکتا ایک عیار حمزہ کا عمرو ہی کہ آفت روزگار ہی اسنے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے ہان اگر وہ مارا جائے تو یہ خدا پرست
شاید مٹین بقراط بولا ایسا ہی ہوگا تم خاطر جمع رکھو مین سوچا کہ اب کسطرح اس حیلہ ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات خوشی
مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا اسیوقت حکم دیا کہ کھانا لاؤ خادمون نے حاضر کیا بقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا بقراط نے
بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا کہا ای ہر بابی اب تم رباب بجاکر کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع
کیا اور لگا الاپنے دو تین ٹھمریان غزلین گائین بقراط نہایت مسرور ہوا اور مالا مروارید کا گلے سے اتارکر عمرو کو دیا عمرو بولا
بلبلیان لون شراب بھی تو مجھے پلوائیے کہ نشہ ہو تو کچھ جی لگے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہی کہا یہ تو ہماری جنم گھٹی مین ہی اور مین ساقی گری
بھی خوب کرتا ہون بقراط نے کہا تو بھی شراب پی مجھکو بھی پلا عمرو نے شیشہ و ساغر اٹھاکر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہراکر شراب
انڈیلی ساتھ ہی داروے بیہوشی بھی اسمین ملادی بقراط پیتا چلا جاتا ہی عمرو پلائے جاتا ہی ایکبار کہا کہ بس عمرو دائرہ بجاکر گانے لگا
اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اڑائی اب بقراط مست ہوا کہا کہ ای ہر بابی کیا خوب نہ کیا تو نے میرا جی چاہتا ہی کہ ناچون
اور ہاتھ اٹھاکر گت بھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور چیخ مارکر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگگیا جو اٹھکر قریب
آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اب بقراط کو وہان سے لیکر باہر برج کے آیا کہ
شاید کوئی حامی اسکا آجائے تو غضب ہو جائے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھود کر سر تلے ٹانگین اوپر کرکے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی
لکڑیان خشک جمعکر آگ لگاکے راہی ہوا کہ بقراط کو جہنم کا فرا آٹھ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات سے پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعواک دامنہ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین فلفل سرخ گھوڑے کی مقعد مین

رکھی ہوئی ہی تو اُسکی گرمی سے جلاتا ہی اور وہ مرد پیر دگلا پرانا پہنے ہوئے پھٹی سی پگڑی سر پر باندھے ہوئے پائجامہ
مارکین کا جسمین ہزارون پیوند لگے ہوئے تلوار چمڑے کے مڑہ کے پرتلے مین پڑی ہوئی آنکھون سے کیچڑ ناک سے
رینٹ بہ رہا ہی جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اگر مقابل اعواک رعد آواز ہوا بختیارک نے جو یہ وضع دیکھی لقا سے
کہا یا خداوند یہ مرد پیر عمرو بن امیہ ضمری ہی افسوس اعواک مارا گیا لقا نے کہا کیا واہیات بکتا ہی مین نے یہ تقدیر
ہی نہین کی بختیارک بولا خیر دیکھئے تماشا کیا ہوتا ہی مگر اعواک نے جو اس مرد ضعیف کو دیکھا للکارا کہ تو کیون میرے
سامنے آیا ہی کہا کہ تجھے قتل کرنے آیا ہون اعواک بولا کیون شامت آئی ہی دور ہو میرے سامنے سے یہ پکارا کہ او
حرامزادے تو نے بہت سے خدا پرستون کو ایذا دی ہی دیکھ تو آج کیا کرتا ہون تو جاتا کہان ہی اعواک اور برہم ہوا کہ
تو مجھے برا بھلا کہتا ہی قضا تیری تیرے پاس تجھے لائی ہی کہا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسکی قضا آئی ہی بہتر یہ ہی کہ زبرجد شاہ
پر لعنت کر دین اسلام قبول کر نہین ایک دم مین سر تیرا کاٹے لیتا ہون یہان تو یہ گفتگو ہو اور اہل اسلام حیران
ہین کہ یہ مرد پیر کون ہی انجام کار اعواک نے گفتگو سے مرد پیر کی برہم ہو کر نعرہ کیا لیکن آواز نے اسکی بالکل اثر نہ کیا
عمرو نے کہا او حرامزادے وہ وقت گیا کہ تیری آواز مین اثر تھا وہ تمام باعث بقراط جادو کے سحر کا تھا مین نے اسے
مار ڈالا تو نہین مجھے پہچانتا منم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ کافران و سربرندہ جادوگران شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامور این بگفت و نقرہ کے حقہ آتشبازی داغ کر مارا کہ اُسکے سینے پر پڑا لباس اسکا جلنے لگا وہ بھاگا ہی تھا
کہ عمرو نے دوڑ کر تیغچہ مارا بیاض گردن پر پڑا صاف تن سے سر جدا ہو گیا بختیارک پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت
بر لات اعلےٰ و منات معلیٰ اور عمرو نے للکارا کہ ای کافران بیحیا وای نابکاران تیرہ و غابر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم
سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مارا مین نے اعواک رعد آواز کو کفار تو
اداس و پریشان پھر گئے صاحبقران نے اشقر کو بڑھا کر عمرو کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ خواجہ چہ کارے کردی
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند * اور ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا وہ روپیہ
ابھی داخل کیجئے امیر نے باقی روپیہ دے دیا عمرو نے تمام حال بقراط جادو کے مارنے کا بیان کیا امیر نے بہت تعریف کی
کہ خواجہ عیاری تمہارا حصہ ہی مگر امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکر خواجہ افتخار سے میرا سلام کہو اور اسکا سبب بھی دریافت
کرو کہ میرے سردارون اور فرزندون نے کیون اس کافر کو سجدہ کیا عمرو نے عرض کیا بہت خوب اور وہان سے روانہ ہوا
خواجہ افتخار کے پاس جاکر عمرو نے سلام کیا اور کیفیت بقراط جادو کے مارنے کی اور اعواک کے ہلاک کرنے کی بیان
کی خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اب عمرو نے یہ ذکر چھیڑا کہ حمزہ صاحبقران نے آپ کو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی کہ
اسکا کیا سبب ہی جو شخص زبرجد شاہ کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک ساحرہ آفت زمانہ علامہ فہامہ
جادو اسکا نام ہی تمام زمانے کے ساحر اُس سے موافق ہین سجدہ کرتے ہین خدا جانتے ہین وہ لکاتہ زبرجد شاہ پر عاشق
ہی یہ قیطول حلق بر ہوا اُسی نے بنائے ہین خدائی زبرجد شاہ کی اُسی کے باعث سے ہی اُسنے ایک لعل سحر کا بناکر زبرجد
شاہ کے تاج مین لگا دیا ہی جو اس لعل کو جو کوئی دیکھتا ہی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا ہی عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب پھر آپ
کیونکر بچے ہوئے ہین اور سجدہ نہین کیا کہا کہ مجھکو حضرت خضر علے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تختی دی ہی کہ اُسپر
اسمائے الٰہی کندہ ہین اُسکی برکت سے مین سجدہ کرنے سے بچا ہوا ہون مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا خواجہ عمرو نے کہا خواجہ صاحب
وہ تختی آپ مجھے دیجئے کہ مین جاکر اس ملعون سے وہ تاج مع لعل کے چھین لاؤن اور داڑھی بھی مونڈ آؤن خواجہ افتخار
نے کہا کہ ای عمرو اگر وہ تختی میرے پاس نہ ہوگی تو جاتا آنا میرا بند ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ خواجہ صاحب ایک دن

آپ دربار مین نہ جائیے کل مین تختی لاکر آپ کو دیدونگا خواجہ بولا کر قسم کھاؤ عمرو نے قسم کھائی خواجہ افتخار نے وہ تختی
حوالے کی دیکھا عمرو نے کہ تختی یاقوت کی ہی اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین مگر پڑھے نہین جاتے عمرو نے اُسے اپنے بازو پر
باندھ لیا خواجہ سے رخصت ہوکر بارگاہ زبرجد شاہ کی طرف چلا پہر رات گئے گلیم عیاری اوڑھ کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا
تو سناٹا ہی کوئی شخص نہین مگر وہ جو مکان بر روے ہوا ہی اسمین روشنی معلوم ہوتی ہی خواجہ عمرو فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس مکان
معلق مین پہونچون اگر جست کرتا ہون تو اتنی بلندی پر پہونچا نہ جائیگا سوچتے سوچتے بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا
کہ ای عمرو حکیم ارسطو جو قصر جمشید مین جانے کا قصد کرتا تھا تو اُسنے ایک تینگ بنایا تھا اسمین لٹککر جاتا تھا بس ایک بڑا سا
تینگ بناکر بہت موٹی ڈور باندھکر کمند آصفاے باصفا پر اڑایا تھا اور تینگ کو غوطہ دیکر اُس قصر معلق پر گرایا اور آپ
کمند پر چڑھ کر اوپر آیا دیکھا تو زبرجد شاہ غافل پڑا سو رہا ہی اور کوئی متنفس وہان نہین ہی دو ایک خدمتگار دن کو بیہوش
کیا بعد اُسکے زبرجد شاہ کو داروے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا وہ تاج اُسکے سر پر سے اتار نذر زنبیل کیا اور داڑھی پر اُنگلی
سوت کر خوب کورے استرے سے مونڈا چار ابرو کا صفایا کیا اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین باندھ دیا قضاے کار خواجہ عمرو
چلتے وقت اسباب بلے کر داخل زنبیل کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک تختی پہلو مین زبرجد شاہ کے زمردی رکھی ہی اُسپر لکھا ہی کہ اگر
آسمان پر جانے کا قصد کرے تو اس تختی کو سر پر رکھے اتنا بلند ہوگا کہ آسمان تک پہونچ جائیگا اور اگر زمین پر آنے کا ارادہ ہو تو
پاؤن کے نیچے رکھے زمین پر پہونچ جائیگا اور داہنی طرف جانا چاہے تو بائین پہلو مین دبائے اور بائین طرف آنا چاہیے
تو داہنی طرف لائے اور سامنے جانا چاہے تو پشت پر اسے باندھے اور پس پشت جانے کا عزم ہو تو سینے پر رکھے عمرو اُس تختی کو
دیکھکر بہت خوش ہوا دل مین کہا بہت خوب چیز ہاتھ لگی غرض وہ تختی اُٹھالی زبرجد شاہ کو قصر سے نیچے ڈالدیا اور یہ
وہ تاج زبرجد شاہ کا اپنے سر پر رکھکر بردے ہوا وہان سے روانہ ہوا سامنے حمزہ صاحبقران کے آیا پکارا
حمزہ مجھے سجدہ کر صاحبقران کی نگاہ جو اُس تاج پر پڑی اور وہ لعل درخشان نظر آیا بے اختیار سجدے مین جھکا چاہتے
تھے کہ عمرو نے تختی خواجہ افتخار کی سامنے پھینک دی صاحبقران پر جو عکس پڑا سجدہ کرنے سے محفوظ رہے
یا تو جھکے تھے یا لاحول پڑھ کر سیدھے ہوئے اور پکارے کہ خواجہ واقعی کیا غضب کا سحر ہی اب لعل کو توڑ دو کہ
سردار اور فرزند میرے قید سے نجات پائین عمرو نے کہا کہ مین خواجہ افتخار سے جاکر پوچھتا ہون جیسا وہ کہینگے ویسا
عمل مین لاؤنگا یہ کہکر خواجہ افتخار کی خدمت مین راہی ہوا اُدھر زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا اپنے کو قصر معلق
سے نیچے پایا حیران ہوا کہ مجھے یہان کون لایا کہ اسی اثنا مین لقا اور بختیارک اور تمام سردار زبرجد شاہ کے آکر
موجود ہوئے مگر جو آتا ہی صورت کو زبرجد شاہ کی دیکھکر مسکراتا ہی اپنے دل مین کہتا ہی کہ آج تو خداوند کی
عجب قطع ہی طرفہ خبیث ہی انجام کار بختیارک نے پوچھا کہ یا خداوند زبرجد شاہ آج آپ کی یہ کیا قطع ہی
تاج سر پر نہین داڑھی منڈی ہوئی ایک مونچھ ندارد یہ کیا ماجرا ہی یہ سُنکر ابتو یہ بچا بہت گھبرائے کہا کہ ہان
مین بھی حیران ہون کہ مین تو قصر معلق مین سوتا تھا جب آنکھ کھلی تو اپنے کو قصر کے نیچے بارگاہ مین پایا یہ جو کہتا ہی کہ
داڑھی مونچھین منڈی ہوئی ہین اسکی خبر نہین یہ کہکر آئینہ منگواکر دیکھا تو واقع مین داڑھی منڈی پائی تاج سر پر نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ کسنے میرا حال بنایا بختیارک نے کہا ای زبرجد شاہ یہ کام مرشد کامل ہادی رہنما نظر کردہ ہفت پیغمبران
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہی کہ وہ ہر ایک کافر سے خراج داڑھی کا لیتے ہین باج ستانندہ ریش کافران
اُنکا لقب ہی زبرجد شاہ نے کہا اے بختیارک مین مکان معلق مین تھا وہان وہ کیونکر گیا بختیارک
نے کہا کہ یہ مکان معلق تو سامنے معلوم ہوتا ہی وہ تو آسمان پر پہونچتے ہین اگر دروازہ بند ہو تو دراون

کے راستے سے آئین اگر میرے کہنے پر یقین نہین ہی تو آپ کی مونچھ مین رقعہ بندھا ہی اُسے کھولکر پڑھیے معلوم ہو جائیگا
زبرجد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ پر ہاتھ جو پھیرا رقعہ
ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اے کافر آگاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار حمزہ صاحبقران
میرا دستور ہی کہ کافر سے ڈاڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہو اس سے پوچھ لے کر وہ مجھکو ماہ بماہ
خراج بھیجے جاتا ہی جب اسکے مونچھ ڈاڑھی قائم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کر دے اگر اسکے خلاف
کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزاے معقول دونگا اور چاہتا ہون تجھے مار ڈالتا مگر دعاے
حمزۂ صاحبقران کو کہ اُنکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کرون فقط تیرا تاج و تخت لیکر چلا گیا بہتر یہ ہی کہ تو ہوش
مین آ کر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھکر نہایت خائف و ترسان ہوا اور
بختیارک سے کہا تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح اسے مارتا ہون کہ مرغان
ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زبرجد شاہ اُٹھا دربار برخاست
ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوتے زبرجد شاہ کھانا کھا کر سو رہا سہ پہر کو دربار مین منہ پر نقاب ڈال
کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہو گئے مگر بختیارک رہگیا زبرجد شاہ نے منقل منگوا کر اُسپر مشک و عنبر
جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُسوقت زبرجد شاہ نے بال دمامہ جادو چنڈال کا بازو پر سے
کھولا آگ کو دکھایا اس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیونی آسمان پر سے
نمایان ہوئی عجب شکل تھی کہ جسکے دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا رنگ دریاہ و تار منہ پر چیچک کے غار بڑے بڑے
دانت دو باہر نکلے ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ تھی ہری زبانین
نکالے سر کو لپٹے ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین منہ سے بوے بد اسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار قدم
پر لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زبرجد شاہ اسے دیکھکر
اُٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا علیحدہ لیجا کر کہا کہ اے دستگیر بیکسان وای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے کہ عیار حمزہ
مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا اور تاج میرا اُس لعل بے بہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ مین سامنے اپنے
بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دمامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین بنایا تھا اب ایسا
بننا بہت مشکل ہی اور کہان تو ایسے کے تیسے نالائق کے نالائق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو اپنے شہر مین
نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اسے بلایا لقا کے تعاقب مین خداپرست آئے کہ وہ بلاے بے درمان ہین شہر کے شہر
جادوگرون کے انھون نے غارت کر دیے عیار حمزہ پرکالۂ آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اُسنے میرے شاگرد بقراط جادو
کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون ایسے روز نحس میرے آئے
ہین کہ دم نہین مار سکتی ہون یہ نحوست مجھ سے دفع ہو جائے تو پھر جو کچھ ہوسکیگا کرونگی ایک خداپرست کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور خبردار مجھکو اب نہ بلانا یہ کہکر اُٹھی چلی گئی زبرجد شاہ نے بختیارک کو بلایا اور کہا اے
بختیارک کسی سے دمامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سنا تم نے کہ دمامہ جادو کیا
کہ گئی بختیارک بولا یا خداوند سب سن رہا تھا وہ منہ موڑ کر آپ سے چلی گئی زبرجد شاہ نے کہا کچھ
اندیشہ نہین اور یہ کہکر نقشناس مقبولی کو بلایا یہ عیار ہی اسکا بلاے جہان آفت زمان فن عیاری مین
یکتا جب وہ آیا کہا اے نقشناس اگر تو جا کر عمرو کو پکڑ لائے تو دولت دنیا سے نہال کر دون برابر عمرو کے

جواہر تو لدون نشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور ائیں دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری
عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سُنیئے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار بہت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زبرجد شاہ
کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے
یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جبتک دمامہ جادو زندہ ہی کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح
جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا اب رخصت ہو کر خدمت حمزہ میں آیا
کیفیت بیان کی کہا حمزہ جبتک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا
خواجہ تلاش کرو دمامہ جادو کہان رہتی ہی عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی نکلا
ہر کوہ و دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہی کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان بقراط جادو کو مارا
تھا وہان ایک غار ہی انہین سے آواز صحیفۂ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کیا کہ جو سُنا تو بہت خوش لحانی سے کوئی
پڑھ رہا ہی عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید بندھا ہوا
عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز آگالدان ایک جانب پشت خار فولادی گھڑونچی پر کورے
گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے گجھرے ڈھنکے ہوئے صافی کھاروے کی اُنپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہوئی
دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروا لباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے ٹنگے ہوئے کسی مین
قمری کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہی کسی مین طوطا نبی جی بھیجو کہہ رہا ہی کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر
وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہی ماتھے پر گھٹا سیاہ پڑا ہی عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد با خدا ہی اس سے پتا دمامہ جادو کا
معلوم ہو جائیگا بس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے دوڑ کر
قدمون کو چوم لیا سامنے با دب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ بابا تم متردد کیون ہو غرض عمرو نے کہا کہ آپ کو
جب نام میرا معلوم ہو گیا کام بھی منکشف ہو گیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب دیا کہ بابا فقیر اپنا
صاحب کمال نہین ہی عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہی کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری خوش نیتی
ہی کیون بابا تم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان راچہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا مکان معلوم ہو جائیگا
آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہو آج جو ٹکڑا فقیر کو میسر ہو اُسکے کھاؤ
عمرو کو دمبدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہی القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر پر تزویر نے کھانا منگوا کر سامنے رکھا
عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی فقیر کی
طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھک کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش او دزد باریک گون ساربان زاد
منم نشناس عقوبی عیار زبرجد شاہ جاتا کہان ہی عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر اُٹھے کہ لڑکھڑا کر گرا نشناس نے
مشکین باندھ لین اور پشتارے مین باندھ کر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پشتارے سے باہر نکال دیا ہی اور
لیے چلا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ او ساربان زادے تونے خداوند زبرجد شاہ کو ذلیل کیا ہی دیکھ تو تیری
کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکساری کر رہا ہی کہ ای عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہو تو مجھسے لے اور مجھے
زبرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہی کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زبرجد نگار
دکھائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعائین مانگنے کہ ای پروردگار عالم سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی

مددگار نہین ہو ای خالق عالم بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے نشناس نے کہا کہ او
ساربان زادے اب تو روتا ہی اپنے حال پر تو نے کیون خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر
میری زندگی ہی تو بچونگا خدا میرا مجھکو بچائیگا یہ سنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھون تو تیرا خدا کیونکر
تجھے بچاتا ہی عمرو نے جواب نہ دیا تہ دل سے دعا مانگی کہ ای پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار
باقی ہو تو اس ظالم کے پنجے سے نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک
کچھ سوار اور کچھ پیادے قراول میرشکار جانور صید گیر لیے ہوے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلتے چلے جاتے ہین
نشناس خواجہ افتخار کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین عجب ایک علامۂ زمانہ کو پکڑ لایا ہون کہ جسکا زمانے مین عدیل و نظیر نہین ہی جسنے ایک زمانے کو آزار پہونچا
رکھا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی دزد باریک گردن لک لکے
ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردہ ہفت پیغمبران باج ستانندہ ریش
کافران ہی تو نے بہت برا کیا جو اسے گرفتار کیا اور لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو چھین لو پشتارہ نشناس
پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو مین نے باشارۂ خداوند اسیر دام تزویر کیا ہی اگر آپ چھڑا دیجیے گا تو خداوند آپسے
بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نالائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا کیا ہی لاکھ لعنت
ہو زبرجد شاہ پر اور اسکے پرستار روسیاہ پر لوگون نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کر لیا عمرو نے پکارا کہ او
حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خداوند نے مجھے کیونکر بچا دیا اسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے مین
سے نکلوایا حلقے کمند کے کاٹے عمرو قدمون سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بدذات کو
نشناس سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہین پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے مین نے لعنت کی زبرجد شاہ
پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ مین جوش کرین
تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی مصرع این را کبیے گو کہ ترا نشناسد + اور
غضبناک ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلوارین کھینچ کر گرے نشناس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور وہین
اسکی لاش کو پھینک کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پہونچے مجھے
بچایا نہین تو مجھے یقین مرگ ہو چکا تھا خواجہ افتخار نے کہا کہ ای عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھسے
شب کو اگر حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عنقریب خواجہ عمرو کو پکڑے لاتا ہی
تم اسے چھڑا دو اور خدمت مین حمزہ کی جا کر رہو مین جو یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا ہر رات سے تیاری چلنے کی ہی اسباب
و مال و عیال و اطفال شکار کے حیلے سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا یہی باتین
کرتے ہوے قریب لشکر اسلام کے پہونچے یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آتے ہین سب سردارون کو
استقبال کے واسطے بھیجا آپ بھی دروازۂ بارگاہ تک آئے خواجہ نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اندر جا کر
بادشاہ اسلام کو نذر دی پایۂ تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہین تو مارا گیا تھا
نشناس عیار زبرجد شاہ کا بفریب مجھکو پکڑ لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے
خواجہ افتخار کو خلعت دیا اور ایک خیمہ انکے واسطے علیحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین تو خبر لشکر کفار
کے واسطے جاتا ہون دیکھون وہان کیا نقشہ ہی امیر نے فرمایا خدا حافظ ہی تمھارا عمرو روانہ ہوا ادھر

ہرکارون نے جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقربی عمرو کو اسیر کیے ہوئے
پشتارہ بدوش آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار ہو بچے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اُسکے
خواجہ افتخار جاکر حمزہ کے شریک ہوئے بختیارک نے پگڑی تو سر پر سے اُچھالی اور پکارا صلوہ بر محمد وآل محمد
لعنت برلات اعلی ومنات معلی اور کیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہی آپ
یقین نلاتے تھے اب تو آپکو ثابت ہوا زبرجد شاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو برا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہی
افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا اور اُسی وقت اُٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود عنبر جلایا جب خوشبو اُسکی پھیلی
تو بال دمامہ جادو کا بازو پر سے کھولکر آگ پر رکھا کہ اُس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالۂ آتش چمکے اور دمامہ جادو
مثل بلاے آسمانی کے نازل ہوئی پکاری کہ مین تجھسے کہہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اوپر سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے
نہ مانا زبرجد شاہ رونے لگا اور کہا کہ ای مادر مہربان وای زوجۂ مشفقہ سُنا آپنے کہ نشناس عقربی عیار بھی مارا گیا
اور اب خدا پرست مجھے بھی زندہ نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال اُنکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگوا کر
اُسپر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور کہا کہ اس پانی کو مشکون مین ملوا کر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑکوا دے ایک حصار گرد
قلعے کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا پھر جو کوئی اہل اسلام سے اُدھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اُس حصار مین چسپیدہ
ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا عیش وعشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہی اگر یہ دو
مہینے مجھپر سے گذر گئے اور مین صحیح وسلامت رہی تو آکر سب خدا پرستون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زبرجد شاہ کے پاس تھا چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ مجھے بلائیگا اور اسطرح
اُڑکر چلی گئی زبرجد شاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو بلا کر وہ پانی جو دمامہ جادو دے گئی تھی دیا کہ اسے مشکون مین
ملا کر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑک آؤ سقون نے وہ پانی ملا ملا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اُسی وقت ایک
حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زبرجد شاہ
کے پاس آئی تھی اور کہہ گئی ہی کہ اب دو مہینے تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کہ بلا آئیگی دوسرے دن ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر زبرجد نگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہی اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہی
مانند تصویر کے چسپیدہ ہو جاتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین پکارا
پکار جی چا روے کہ کوئی شہر زبرجد نگار کی طرف نہ جائے اسوقت تمام لشکر مین ڈھنڈورا پٹا سب کو خبر ہوئی
ایک ایک ہوشیار ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے ہین
وہ کیونکر اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے اُنھون نے بیان کیا کہ ای
شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہی اُنھین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا کہ
دمامہ جادو کہان ہی خواجہ نے عرض کیا یہ مجھکو نہین معلوم کبھی اُسنے اپنا مکان رہنے کا زبرجد شاہ کو بھی نہین
بتایا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چار طرف پھرو تلاش کرو پتا اسکا لگاؤ سبھون نے ہر چند
جستجو کی لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ
دو مہینے وہ نہ ماری گئی تو اسکو قضا بھی نہین ہی اور پھر کوئی اُس سے عہدہ برا بھی نہ ہو سکیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہمارے واسطے راوٹی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم خدا ہو اُسی وقت
راوٹی سفید انکے واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا کھا کر وضو کرکے اُس راوٹی مین

داخل ہوئے نماز مغرب وعشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع وخشوع وبگریہ وزاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار
ہون کہ مکان دمامہ جادو کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جاکر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
مین راضی برضا ہون دعا مانگتے مانگتے صبح ہوگئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح وتہلیل کی آنے لگی برقع
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب سلام
دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اس افسر صاحبقرانی کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادو کے تمام
سردار اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے
سمت مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادو کا پاؤگے بس یہ فرماکر حضرت غائب ہوگئے صاحبقران نماز شکر پڑھکر
عبادت خانے سے باہر آئے سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جائے اور
خواجہ زادون کو بلوا کر احکام نکلوائے انھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین
اور ساتھ انکے دو جوان زبردست اور ایک عیار جائے تو چاہ الماس فتح ہو امیر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
اور عیارون مین عمرو بن امیہ نامدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
ڈرتا ہون تیرے ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم
عنایت پروردگار پر تکیہ کرکے جاتے ہین یہ کہکر ناموس مین داخل ہوے اور رخصت ہو کر نکل آئے بادشاہ اسلام
گلے مین ہاتھ ڈالکر بہت روئے اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ ادھر تشریف
لیے جاتے ہین ہم عالم تنہائی مین کیا کرینگے اگر آپکے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہریار
افسر لشکر کا کون ہے جو ناموس کسکے سپرد کیا جائے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر آئین
قدمون کو بوسہ دونگا غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ
ہوئے لیکن عمرو کو دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے چلا آتا ہے
قریب آکر کہا حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانہ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ بھیجنا ہو گا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
فرمایا کہ خیر خواجہ جاؤ مگر ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤگے عمرو بولا حمزہ مین ناچار
ہون دیدہ ودانستہ کنوئین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کرکے ایک طرف کو راہی ہوا سرے تک لشکر کے
بادشاہ اسلام بھی امیر کے ساتھ ساتھ آئے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین اور قسم
اپنے سر کی دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے
امیر پکارے خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانہ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپکو چاہ الماس
تک پہونچا لون تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمھین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین
کرتے ہوئے چاہ الماس کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج شکار کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا مگر اسعد
نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپنے اس شادی مین میری وہ آبرو دی کہ مجھکو فلک ہفتم پر پہونچا دیا اور

وصل سے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا اگر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبیے
قارن قمر بین کے کہے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فیلسوفیان نہین جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ نوعدگر
ہوئی تو مین اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہو جاؤنگا کسواسطے کہ یہ آفتاب پرست برملا کہتا ہی
کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون ابھی تھوڑے دن ہوئے جو قارن قمر بین کو نامہ دیکر بھیجا تھا مگر قدرت خدا
کہ وہ حرامزادہ وہان سے جوتیان کھا آیا اگر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم یہ رسوائیان سُنتے تو اپنی جان دیدیتے
یا اس بابجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نورالدہر نے کہا اسد برب کعبہ مین ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکین
باندھکر تیرے حوالے کرونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا وہان سے
آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہی نورالدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان جنگ و جدال
ہوگا لیکن ادھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا سامان دعوت مُہیا کیا خورشید نے کہا
ای ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہی کہ تجھسے بھائی چارہ کیا اور پھر پیکر بانو کو لے گیا ایرج نے نام اسد
کا سُنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ ای خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے کونسا ایسا رنج تھا
کہ جو مجھکو نہین پہونچا مین نے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے مین سے نکال لیگیا
انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھسے بھلا تم کیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کرکے دیکھو تو دل مین ہزارون
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین برسم ایلچی گری یہان سے جاتا ہون اور اُس دیوانے کو
مار کر چلا آتا ہون ایرج نے کہا ای خورشید وہ دیوانہ بڑا گھاتیا ہی وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا
خورشید نے نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھکر مرکب پر سوار ہوکر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون
نے خبر دی کہ خورشید برسم ایلچی گری یہان آتا ہی اب وہ وقت ہی کہ شاہزادہ نورالدہر محل مین جاچکا ہی
ہر فن تاجدار تخت پر بیٹھا ہی اسد دنگل شوکت پر متمکن ہی اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سُنی سب سردارون
سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مجھے بھائی شاہزادہ نورالدہر کا سمجھتے ہو یا نہین سبنے عرض کیا کہ بیشک و شبہہ ہم آپ کو
برابر شاہزادہ نورالدہر کے جانتے ہین اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ مین کہونگا وہ بجالاؤگے سبھون نے عرض کیا
کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان تک دینے کو موجود ہین فرمائیے جو ارشاد ہو بجالائین اسد بولا کہ بھائیو اس
ستارہ پرست سے اور مجھسے کمال دوستی اور بھائی چارہ تھا اُسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا یہ مجھسے بگڑکر
اب شریک اُس آفتاب پرست کا ہوا ہی اسلیے مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہی جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھسے
گفتگوے سخت ہونے لگے اور مین تمھین اشارہ کرون تم سب ایکمرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا
بہت خوب ہم حاضر ہین کہ اس اثنا مین خورشید درانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نورالدہر کا
دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختر اختران کی ایسی تیسی کی تھی
تو اپنے کو بھول گیا اور مقام پر شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھ گیا نہین سُنا تو نے اس قول کو شعر تکیہ بجاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کُنی ✤ ایاز حد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھا دیکھ اُٹھ
یہان سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہی بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ اُٹھیگا تو اُٹھوا دونگا
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول کیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہی تو نے کیا کیا آج ادائیان میرے ساتھ کین اور مین نے
تحمل کیا مین صاحبقران ہون اگر نورالدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دیوانہ پن میرے ساتھ ظاہر نہ کر

اور بیہودہ نہ بک بس یہ کہتا تھا کہ اسد نے سب سرداروں کو اشارہ کیا کہ گرفتار کر لو اسے یہ شاہزادہ نورالدہر کے ڈنگل پر سے نہیں اُٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے تھے دوڑ پڑے اور لپٹ گئے خورشید نے چاہا کہ اُٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہین پکڑ لیا اور مشکین باندھ لین بلا کر آہنگرون کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اسی وقت جلاد حاضر ہوا اور خورشید کو لیجا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوئے منتظر حکم استادہ ہی کہ ہرمز تاجدار نے کہا اے اسد دلاور بے شاہزادہ نورالدہر کی اطلاع کے اسکا قتل کرنا اچھا نہین اُنسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہی اسد نے کہا اے شہریار مین نے اجازت لے لی ہی اور جلاد سے کہا کہ کیا دیکھتا ہی جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لائیے نہین تو اسد خورشید کو مارے ڈالتا ہی جلاد نے جو قتل کرنے مین تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہی اس سے کہا کہ دور ہو مردک مین اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا خورشید نے کہا کہ اے اسد مین ایلچی گری کے بہانے سے تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہی کہ چاہ کندہ را چاہ در پیش معلوم ہوا کہ میری قضا تیرے ہاتھون تھی خیر کچھ مضائقہ نہین اسد قریب خورشید کے پہونچا ہی تلوار کا ہاتھ بلند کیا تھا کہ اُسیوقت شاہزادہ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ اے اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آئے کوئی اُسے قتل کرتا ہی یہ رکا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا اے ایرج تم کیون آئے ہو ایرج نے کہا کہ مین نے سُنا تھا خورشید قتل ہوتا ہی اسکے بچانے کو آیا ہون کوئی بھی ایلچی کو قتل کرتا ہی نورالدہر نے کہا مین کب قتل ہونے دیتا ہون اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل کرنے کو آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ قید خورشید کی دور کرین اُسوقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینکدی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا دونون مرکبون پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکرون کو چلے راہ مین ایرج نے پوچھا کہ اے خورشید تم کیونکر گرفتار ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رو وغیرہ مجھپر یکا یک آ پڑے مین گرفتار ہو گیا ایرج نے کہا اے خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہین ہی جسقدر ان لوگون کا ہی یہ کشیدہ رو منارہ گردن غضب کے ہین خورشید نے کہا بھائی بلوے کی بات اور ہی میدان مین سب کو مارینگے کہان جانے پاتے ہین اور پہلے تو مین اس دیوانے کو میدان مین بلاؤنگا اُسکو مار کر اورون سے سامنا کرونگا یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آ کر خورشید نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہر کارون نے آ کر شاہزادۂ نورالدہر کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے اُسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نشیب و فراز بکر چلے گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے بعد اُسکے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول مکار دغاباز اگر تجھکو دعوی شجاعت کا ہی تو میرے مقابلہ کو آ کیا بھاگ بھاگ کر لڑا کرتا ہی چورون کی طرح سرکھ ہو کر لڑ تو مزا ہی اسد نے چاہا کہ مقابلے کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ اے اسد

مین تجھے خورشید کے مقابلے کو نجانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآنہ ہوسکیگا اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے
مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین خورشید سے
دست و گریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نورالدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا کہ مین
اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین تھین کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو مانند مہر تابان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار و جلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اُسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہی وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہی اور
میدان مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارزطلبی کر رہا ہی نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا
کسواسطے کہ عمرو سے اور مجھسے بھائی چارہ ہی مجھے کب گوارا ہی کہ میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے
کو اُڑایا مقابل خورشید ہوا خورشید نگاوزان ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹ گئے زانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر
ایک دوسرے سے مقابل ہوا اگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہی اور
ہاتھ پاؤن عورتون کے ایسے ہین حیران ہوکر پوچھا ای نقابدار گمنام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھسے تو مقابلہ ان
خدا پرستون سے پڑا ہوا ہی نقابدار بولا مین طرفدار ہون خدا پرستونکا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے ہوتے کوئی
خدا پرستون سے آنکھ نہین ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے
ہاتھ سے لا اپنا حربہ نقابدار پکارا کہ بیشیدستی اپنا دستور نہین خورشید نے نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار
پر مارا اسنے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا نہ آیا
ہاتھون سے سنانین پٹکدین تلوارین کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تھکلی دی کہ تلوار پٹ پڑی
قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھگئے کود کود کر سرگرم ہوے چار پہر دن کشتی
رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہی جبتک
ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا ہم نہ جائینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کرا کر بیٹھا نورالدہر و اسد و مہر تاجدار
ایک جانب خیمہ استادہ کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھ رہے ہین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا
کہ نقابدار قنتورہ پوش نے لنگر خورشید کا اُکھیڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھکر حوالے کیا
اپنے عیارکے اور لشکر سے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہو جاؤ اور اپنے ملک کو
چلے جاؤ یہ کہکر ایک سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے مُنھ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ
کو چلا گیا ادھر لشکر خورشید کا حیران و پریشان ہوکر کوچ کر کے شہر اختریہ کو روانہ ہوا نورالدہر و اسد پھر کر اپنے
خیمے مین داخل ہوے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد ہمدم سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہوگیا اور
نقابدار اُسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُس سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا ای شہریار چلے جانا نقابدار کا بہتر
ہوا یہ نقابدار وہ بلا ہین کہ صاحبقران تک اُسنے عہدہ برآ نہین ہوئے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہین ایرج نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہی قارن قمر مین نے کہا کچھ حال اسکا نہین کھلتا کہ کیا آفت ہی ایرج نے کہا
خورشید کو نیر اعظم کے سپرد کیا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نورالدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارہ زرین
بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین مہر تاجدار کی حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین
طبل جنگ بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ شاہزادہ عالم و عالمیان سے مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا کچھ پروا نہین جو خالق

چاہیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون
لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو فوج اسلام میدان کارزار مین آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ مین قائم ہوا اُدھر
سے فوج آفتاب پرستون کی کمال عظم وشان سے دکھائی دی آگے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا آگر ایک طرف
قائم ہوا صفین آراستہ ہونے لگی آفتاب بھی بلند ہو آیا مگر ابتک شاہزادہ نورالدہر کا میدان مین پتا نہین اسدنے کہا
کیا سبب ہی کہ بھائی صاحب ابتک معرکہ کارزار مین نہین آئے جاکر دیکھون تو سہی کیا ماجرا ہی اسد اور طہماس دونون
خوابگاہ مین شاہزادے کی آئے دیکھا تو خادم وخدمتگار کھڑے ہین اور شاہزادہ دوشالہ تانے بیخبر سوتا ہی پوچھا اُن خادمون
سے کہ شاہزادہ ابھی تک کیون نہین بیدار ہوا شب کو کس وقت سونے کا اتفاق ہوا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ سوئے تو اپنے
معمول پر تھے مگر ابھی تک نہین چونکے بلکہ نماز صبح بھی قضا ہو گئی بس اسدنے جلدی سے کونا دوشالے کا مُنھ پر سے سرکایا
تو عجب حالت دیکھی کہ سر اُس افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون سے تمام توشک تر ہی زلفین دونون طرف رخسارون
پر لپٹی ہوئی ہین چشم حیرت کھولے ہوئے آثار تبسم چہرے پر ظاہر ہین بس یہ عالم دیکھتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا اور پکارا کہ ای
طہماس بھائی صاحب کو کسی نے مار ڈالا سر کٹا ہوا پڑا ہی تم بھی آخری دیدار دیکھ لو اور پکارا کہ شاہزادہ عالی یوفا افسوس
مجھکو کہین کا تمنے نہ رکھا آخری وقت مین کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور دونون ہاتھ مُنھ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہو گیا ادھر
طہماس نے گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقائے نامدار وای مولائے ذیوقار تم آپ
تنہا سفر کر گئے اور اس خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جائے کیا کرے یہ دونون اس عالم مین ہین اب ایک غلغلہ
ہوا اور یہ خبر وحشت اثر ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ مین پہونچی کہ شاہزادہ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ مین آکر
رات کو ذبح کر گیا اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر رہے ہین یہ سُنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور
روتا پیٹتا دوڑا کہ ہائے ہائے یہ کیا ہو گیا پھر تو تمام فوج مین ایک حشر برپا ہو گیا سردار خاک اُڑانے لگے میدان سے پھر کر
آئے اسد اور طہماس تو دیوانے ہو کر ایک ایک کفنی گلے مین پہن کر نکلے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو لیے ہوئے مُنھ سے مُنھ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل مین
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر جنگل مین نمایان ہین القصہ کہانتک اس نوحہ وماتم کو طول دیا جائے لاش اُس شہریار
کی اُٹھوائی تمام سردار کاندھا بدلواتے گئے لیجا کر دامن کوہ مین دفن کیا گنبد بہت پُرتکلف قبر پر استادہ کرایا
قرآن خوان مقرر کیے تمام لشکر سیاہ پوش ہوا دو روز تک رونے پیٹنے مین کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر گہر سے اختر شناس
نے نورالدہر کو جو علم نجوم مین دیکھا زندہ پایا اور معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر
ہرمز تاجدار سے عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ وسالم ہی بعد چند روز کے انشاء اللہ آپ سے ملاقی ہوگا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سُنیے ایرج کا جس وقت اُسنے
یہ سُنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی جوانی پر قسم ہی
نیر اعظم کی کہ مین اُسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جائے اور اُس وقت پریشان میدان سے
پھر کر آیا لباس سیاہ پہنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مرتد نے
بہکایا کہ ای بندہ آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھین کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سرسبز نہ ہوتے شکر کیجیے نیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اُتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے

ایرج نے کہا کیا خوب ہین نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہین اور اُسی وقت لباس سیاہ
دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی
مجھے لندھور نے دی تھی دیوانہ مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بزور چھین لونگا شاپور
جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نورالدہر یہ پیغام سُنکر درہم و برہم ہوئے پکارے کہ ای شہریار ہم
بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہین ہرمز تاجدار نے گھبرائے اختر شناس سے پوچھا کہ تم کیا صلاح دیتے ہو
گھبرائے اختر شناس نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہے اگر نہ دیجیے گا تو کشت و خون
ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ و سلامت ہے تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت دے کر رخصت کیا
اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہین شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سردارون کو سمجھایا کہ صاحبو ہم اپنے
رنج والم مین گرفتار ہین لڑنا بھڑنا کیسا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نورالدہر زندہ ظاہر ہوگا تو اُسوقت سمجھ لینا سبھون نے
عرض کیا ای شہریار ہم آپکے مطیع ہین جو آپ مناسب جانین وہ کرین ہرمز تاجدار نے اُسیوقت بارگاہ سلیمانی شترون
قاطرون چھکڑون پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی بدستور سابق جلوس کیا دو دن
کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا بہت خوب مرکب ہے اُسے آپ اپنی سواری کے واسطے
ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نورالدہر تو زندہ نہین جو اُسپر چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار
سے کہلا بھیجا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا مجھے بھیجدو اگر نورالدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہنچا
گھبرائے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو اُسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہے سردار مانع ہوئے کہ
ایرج اسیطرح ہر روز دباؤ ڈالکے اسباب شاہزادے کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے
کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور ہم تو بارگاہ دینے مین بھی راضی نہ تھے آپنے بھیجدی گھبرائے اختر شناس
نے کہا جہانتک رفع شر کیا جائے کیجیے میری صلاح یہ ہے کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہے ہم
تو شاہزادے کے غم مین بیٹھے ہین اور وہ لوگون کے بھڑکانے سے اسباب نورالدہر کا منگوا بھیجتا ہے آپ جانشین
حمزۂ صاحبقران ہین مرد بزرگ ہین آپ اسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سُنکر اُسیوقت سوار ہوکر
ایرج کے پاس آکر کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو لوگ بھڑکاتے ہین اور تم بھڑکانے سے لوگون کے اسباب نورالدہر کا طلب
کرتے ہو غضب کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نورالدہر کے غم مین سیاہ پوش ہوئے تھے یا اب ایسے بیمروت
ہوگئے یہ طریقہ اچھا نہین اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہے مین نے تمکو اثاثہ صاحبقرانی سب دیدیا
کوئی چیز تمسے عزیز نہین کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا مین کوئی شے طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کرکے
یہان سے چلے جائین میرے سامنے نہ رہین لندھور نے کہا اچھا یہ ہوسکتا ہے اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار سے
کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے کوچ کرکے چلے جائیے کوئی آپ سے نہ اسباب مانگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اسیوقت مع لشکر
کوچ کرکے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب و ہوا یہان کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان کو ہوئی
کہ لشکر نورالدہر کا شہر مشتری حصار پر جاکے اترا ہے بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہان سے جائینگے وہ موقع دیکھکر
یہان آئینگے اور آپکے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف مین لائینگے جس طرح اور آپکے ملک مانند اختم اور
مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے مین کر لیے آپ اُنسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا اور کسی
سمت کو چلے جاؤ ایرج نے بھی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر مین نہ رہو ورنہ

سب کو قتل کرونگا جب یہ پیغام ہرمز تاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرین
عادی کشیدہ رو منارہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آئے تھے وہین پلٹ چلین اور ایرج
سے لڑین بعضون نے کہا کہ ایرج کو یہان آنے دو جسوقت وہ یہان آئیگا سمجھ لینگے ہرمز تاجدار نے سہیل خان
گھرائے اخترشناس چالاک بن عمرو وغیرہ کو علحدہ لیجا کر مشورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُسوقت ہین ہو کہ جب اور
کچھ تدبیر نہ ہو سکے اور مین چاہتا ہون کہ ان سردارون مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار ہو سہیل خان کا
شعلہ شب گرد وہ بھی وہان موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو مین ایرج کو جا کر پکڑ لاؤن جب تک
شاہزادہ نورالدہر آئے ایرج کو مقید رکھیے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہو اگر ایرج تجھسے
آسکے تو پکڑ لا وہ عیار یہ سنکر اُسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ
جا کر ایرج سے کہدینا کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ یہ جواب لیکر راہی ہوا اگر حال سُنیے
شعلہ شب گرد کا یہ دامنہ آذر کوہ مین پہونچا قضائے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ بیلچے قراول ساتھ
مین شکار کھیل رہا ہو ایک آدھ سے پوچھا کہ یہ کون ہو معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہو بس یہ
سُنتے ہی سامنے ایرج کے آکر سلام کیا ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہو اُسنے عرض کیا کہ مین کوکا ہون ملکہ گیتی افروز کا مہروند
میرا نام ہو ایرج نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سُنا باغ باغ ہوگیا پوچھا کہ کہان سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر
قاسم کے واسطے ظلمات کو بھیجا تھا ایرج نے پوچھا کہ پھر کیا خبر لائے بولا کہ آپ بیٹھیے تو مین جو کچھ حال ہو گذارش کرون
ایرج اُسے ساتھ لیکر خیمے مین آیا بہت سی خاطر مدارات کرکے مخاطب ہوا کہ اجمال بیان کرو اُسنے کہا اے شہریار گیتی افروز
تو آپ پر بدل و جان عاشق ہو جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اُسوقت
سے وہ آپ کو دیکھکر بہزار جان عاشق و شیدا ہو علامت محبت چہرے سے ہویدا ہو اور اب جو آپ نے نامہ
قارن قہرمین کے ہاتھ بھیجا تھا وہ نامہ جب سے دیکھا ہو اور زیادہ بیقرار ہو کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہو مگر کیا کرے
اپنے اختیار مین نہین ناچار مجبور ہو بہانہ قاسم کا ہو مگر آپ کے فراق مین رویا کرتی ہو بالفعل لوگون نے مشہور
کیا تھا کہ قاسم زندہ و سلامت چاہ الماس سے نکلا اس پتے پر ملکہ نے مجھے خبر طلسم کے واسطے بھیجا تھا سو اے شہریار
واقع مین قاسم چاہ الماس سے سلامت تو نکلا ہو مگر مرنے سے بدتر ہو کسواسطے کہ جو شخص تینون اژدہے کے
پیٹ مین رہنے اُسکی زندگی کیونکر ہو نہایت زرد و ضعیف ہو تپ ایک دم اُسے نہین چھوڑتی کوئی دس پانچ دن
کا مہمان ہو مرجائیگا مجھے قاسم نے جو دیکھا کہا کہ اے مہروند میرا تو وقت اخیر ہو گیتی افروز سے کہنا کہ مین نے
اجازت دی تم اور شوہر کرلو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے مین ظلمات سے آیا ہون آپکی تلاش مین تھا
کہ یہ خوشخبری سناؤن ایرج کا یہ عالم ہو کہ پھولا نہین سماتا ہو مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہو ہر بار اشرفیان اور جواہر
انعام مین دیتا ہو اور کہتا ہو اے مہروند دیکھ تو مین تیرا کیا مرتبہ کرتا ہون دولت دنیا سے تجھکو غنی کر دونگا پھر پوچھا
کہ اے مہروند حمزہ کہان ہو کیا صورت ہو مہروند نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا مین رعشہ ہو
عمرو اُسی غم مین اندھا ہوگیا پہلوان عادی کو عارضہ استسقا ہو کر یب مارا گیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین
کسکو کیا کہا کہ نورالدہر کو ایرج نے کہا کہ حمزہ نے بیٹون کے ہوتے پوتے کو کیون جانشین کیا عیار نے کہا کہ
زبرجد شاہ نے سب فرزندون اور سردارون کو قتل کیا اب کوئی نہین رہا ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے
مہروند مین پھر ایک نامہ لکھتا ہون تو گیتی افروز کو جا کر دینا اُسنے عرض کیا بہت اچھا مین آنکھون سے نامہ آپکا لیجاؤنگا

اور زبانی بھی آپ کا اشتیاق ظاہر کرونگا ایرج نے کہا کہ اب میرے ساتھ لشکر مین چلو اُسنے کہا بہت اچھا مگر
بہ صورت مبدل چلونگا القصہ ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا ایرج اُسے ساتھ لیے ہوئے شادان و فرحان داخل بارگاہ
ہوا بہزاد و مرتد قارن قہرمین کو بلایا اُنسے تمام حال بیان کیا کہ یہ کوکا ہی ملکہ گیتی افروز کا اسکے ہاتھوں نامہ
خوب پہونچیگا اور اسی وقت خط شوقیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر مہروند کو دیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا نہایت اعزاز و اکرام
سے پیش آیا جب رات ہوئی قارن و بہزاد کو سویرے سے رخصت کیا مہروند عملی کا پلنگ اپنے پلنگ کے برابر
بچھوایا باتین کرنے لگا ایک دو گھڑی گذری تھی کہ ایرج سو گیا شعلہ نے سو قع دیکھکر داروے بیہوشی باطمینان
تمام ایرج کے دماغ مین پھونکی اور باندھکر پشتارہ لیکر ایرج کا چلا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی صحرا مین ہونچا
ہی کہ ادھر سے وہ دیو عیار آتا تھا جب دونون قریب ہوئے وہ دیو نے دیکھا کہ یہ لشکر ایرج کی طرف سے
پشتارہ بدوش آتا ہی پکارا کہ تو کون ہی اور پیٹھ پر تیری کیا ہی شعلہ نے کہا کہ تو کون ہی پوچھنے والا تو اپنے رستے چلا جا
مین اپنے راستے جاتا ہون وہ دیو بولا مین تجھے نہ جانے دونگا جبتک مفصل حال مین لونگا کہ کہانسے پر ہاتھ ڈالا
شعلہ شب گرد نے جواب دیا کہ مین عیار ہون سہیل خان کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون وہ دیو بولا کہ زندگی اپنی
چاہتا ہی تو ایرج کو میرے حوالے کر دے اور تو چلا جا شعلہ نے کہا مین نے کمال محنت و مشقت سے اسے اسیر کیا ہی
کیونکر تجھے دے دون ہر گز نہ دونگا وہ دیو نے کہا مین زبردستی لونگا کب ہوسکتا ہی کہ میرے سامنے سے تو ایرج کو بیجا اور یہ
کہکر تیغچہ شعلہ پر مارا شعلہ نے اُسکا وار روکا اور اپنا تیغچہ وہ دیو پر مارا وہ دیو نے تیغچہ شعلہ کا چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر
زمین پر دے مارا کہ شعلہ چاروں شانے چت گرا پشتارہ ایرج کا ایک طرف گر پڑا وہ دیو چھاتی پر شعلہ کی چڑھ بیٹھا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ ذبح کرے شعلہ دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگا کہ ای حافظ حقیقی و اے نگہبان تحقیقی اس ظالم
کے ہاتھ سے تُجھے بچا اور میری محنت کو ٹھکانے لگا واسطہ اپنے بندگان خاص کا شعر چو عاجز رہانندہ دائم ترا بحر
درین عاجزی چون نخوانم ترا + کہ ایک آواز پیدا ہوئی ذرا ٹھہر جا وہ دیو ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کسکی آواز ہی کوئی اُسے
نظر نہ آیا پھر اُسنے قصد کیا کہ خنجر شعلہ کی گردن پر پھیرے کہ وہ آواز نزدیک سے آئی کہ او حرامزادے نہین مانتا تو آیا
مین اب جو دیکھا تو ایک حبشی بلند بالا قوی ہیکل سامنے سے نمودار ہوا اور پھر نعرہ کیا کہ کیون تو اُسے ذبح کرتا ہی تو
کون ہی اور یہ کون ہی وہ دیو بولا کہ مین عیار ہون ایرج کا اور یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری کا ایرج کو پکڑے
لیے جاتا تھا مین نے اُسے گرفتار کیا ارادہ قتل تھا کہ آپ پہونچے اُس حبشی نے کہا ہان یہ ارادہ ہی مین کب تجھے زندہ چھوڑتا
ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور خنجر کھینچکر چلا وہ دیو پر ایسا رعب غالب ہوا کہ بھاگا سامنے سے اس حبشی نے
بھاگتے ہوے پر خنجر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کے پار گذر گیا وہ ہاے کرکے گرا سر اُسکا دور کر کاٹ لیا شعلہ شب گرد
کی مشکین کھولدین کہا کہ پشتارہ ایرج کا لیجا اسنے کہا کہ ای بہادر بڑا احسان تونے مجھپر کیا کہ جان بخشی میری کی اب اپنے
نام نامی سے آگاہ کر وہ بولا کہ مجھے جانسوز بن قران کہتے ہین یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شعلہ شب گرد ایرج کا
پشتارہ لیکر پھر روانہ ہوا ادھر لشکر ایرج مین صبح کو معلوم ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہی اور وہ خدمتگار بھی نہین
ہی بہزاد و مرتد نے کہا کہ مین تو کل ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی شاپور نے بتیرا دیکھکر کہا کہ یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری
کا جو ایرج کو لیگیا طرماسپ بولا کہ چلو تعاقب مین شاید لیجائے و یلم نے کہا کہ ادھر چلیں صلاح ہوئی کہ مشتری حصار
کی طرف بس پہ شیاطین تعاقب مین روانہ ہوئے راہ مین وہ دیو کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا یقین ہو گیا کہ اسی طرف گیا
ہی اور مرکبون کو تیز کیا دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ آ پہونچے ہم کب چھوڑتے ہین

تجھکو کہ تو ایرج کو لیجائے شعلہ شب گرد نے دیکھا کہ طرماسپ آ پہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اوسپر چڑھ گیا
اور ایرج کا سر پشتارے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھدیا اور پکارا کہ اگر اب تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مار ڈالا
اب طرماسپ ٹھٹکا کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوے کھڑا ہے شعلہ شب گرد دعائین مانگ رہا ہے
کہ ای پروردگار مجھے ان ظالمون سے بھی بچا سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہے ہنوز
دعا تمام نہوئی تھی کہ پردہ بیابان سے گرد اڑی اور ایک نقابدار پریوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور
قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ باش ای کافران بیحیا کب چھوڑتا ہون تمھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو
بہزاد مرتد نے گھوڑے کو جھکایا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہے پہلے تجھکو مارلین تو آگا
کو اپنے چھڑا لین یہ کہکر تلوار اوس نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار اسکی روک کے جواب اپنا وار کیا تلوار سپر کو قلم کرکے
سر پر گری کرتا دو ابرو اتر گئی زخم کاری بہزاد مرتد کے لگا بس یہ دیکھتے ہی دیلم شباط زنگی نے سامنا کیا اور گشت ہفتمنگ
مارا نقابدار نے تلوار سے اوسے قلم کیا اور وہی تلوار جو ماری دیلم نے گھبرا کر سپر اٹھا دی تلوار سپر کو کاٹ کر دو ابرو
اتر گئی دیلم شباط بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ دو بہادر کو
کو زخمی کیا آ ہا مین دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر برابر نقابدار کے آکر برچھا جو ہاتھ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر
مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخر کار نقابدار نے نیزہ طرماسپ ہوائی کیا طرماسپ
غیظ و غضب مین آیا اور پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضائقہ ہے نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حال بازی یہ کہکر سات سو من کا ساطور دو دستی نقابدار پر مارا نقابدار نے ضرب ساطور
کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ پیچھے کو ہٹا آرا ہو گیا تلوار
ساطور کو قلم کرکے جوگری میلا ران پر طرماسپ کی بیٹھا کر ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی
یہ بھی زخمی ہوا غشی طاری ہوئی لوگ طرماسپ کو اٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور بارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا
نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آئے تھے شکست
کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے اتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلہ شب گرد نے
کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو
قضائے کار اتفاقات روزگار ادھر سے یہ جاتا تھا ادھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوئے اداس
و پریشان چلا آتا تھا شعلہ کو جو دیکھا پوچھا تو کہان سے آتا ہے اوسنے تمام احوال ایرج کے پکڑ لانے کا بیان کیا اسد نے
جو سنا کہ ایرج نقابدار کے پاس ہے اوسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اوس سے لیجیے اور قتل کیجیے جب قریب پہونچا دیکھا
کہ بازار آراستہ ہے خیمہ استادہ ہے سیر کرتا چلا آتا ہے دروازہ بارگاہ پر پہونچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنے کا حال
سنکے دروازے پر آکے استقبال کیا اسد نے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لیگیا
بہت عزت سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب عوت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حالت ہے تمھاری
لباس فقیرانہ کیون پہنا ہے اسد نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ ای نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ
نور الدہر لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے دیکھا کہ مین مقابلہ نور الدہر کا نہین کر سکتا
رات کو کسی کو بھیج کر سر اوس شیر بیشہ شجاعت نہنگ دریائے مروت کا کٹوا ڈالا مین اوسکے ماتم مین فقیر ہوا یہ کہکر
پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رویا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سنی تھی مگر تحقیق نہ تھا اب مفصل معلوم ہوا افسوس اس

باجی نے بہت بُرا کیا یہی باتین تھین کہ بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار رہے نوش فرمایئے کہا کہ لاؤ اور سعد عادی
سے خطاب کیا کہ بیٹا ہاتھ دھوؤ کھانا کھاؤ اسد بھرآنکھوں مین آنسو بھر لایا بولا ای نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھون کے سامنے سے اُٹھ جائے کھانا کیونکر کھایا جائے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہی اور پینے کو خون جگر
ہی نقابدار نے کہا سچ ہی مگر جو کچھ کھایا جائے کھالو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی مجھے
دکھادین اور نام اپنا بتا دین کسواسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہی نقابدار
نے کہا اچھا آپ کھانا کھائیے مین صورت دکھاؤنگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اُٹھا ہاتھ دھوئے
نقابدار نے سب کو ہٹایا نقاب مُنھ پر سے اُٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی کچھ فرق نہ تھا
پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہی کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزۂ صاحبقران کا ہون عمر و بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموں جان آپ عمو ہین شاہزادہ نورالدہر کے اور یہ آفتاب پرست خونی ہی اسنے
بھائی صاحب کو مارا ضرور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت بلا کر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو
زندانخانے سے لاؤ چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا کہ ای
ایرج یہ کیا نامردی تو نے کی کہ نورالدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب ڈھایا ایرج نے جواب دیا ای نقابدار قسم ہی
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھ پر گمان ہی غلط ہی جب مجھے کہتا ہی جھوٹھ کہتا ہی
بہتان لیتا ہی اسد پکارا او بزازبچے ہمکو تو جھوٹا کہتا ہی جسوقت نورالدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی
تو نے نامہ قتل نورالدہر مین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ ترا مُہری موجود ہی اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈالدیا ایرج نے اپنی مُہر اُسپر دیکھی تو قسم کھاکر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مُہر کردی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ وہ نوشتہ ہی تیرا کہ نورالدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تو نے قتوو
کو لکھا تھا کہ مین طرماسپ کو واسطے قتل نورالدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تو نے اقبال شاہ کو مار ڈالا
تھا اُس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہی اسد نے کہا پھر کیون مکرتا ہی تو ہی تو
باعث قتل نورالدہر کا ہوا ہی مین تجھے زندہ نچھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اسی وقت جلاد آکر
موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کر اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا اسد
نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہی بس برہم ہوکر خود اُٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو او مردک مین آپ اسے قتل
کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب ہونچا تلوار علی کی
ہی چاہتا ہی کہ قتل کرے کہ نیچے گرا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھکر رہگیا خنجر گھسیٹ کر چاہا کہ اپنے کو
ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہی احتمال ہی کہ نورالدہر زندہ ہو اور کوئی
ساحر اُسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نورالدہر کی صورت بناکر سر اُسکا کاٹ کر ڈال گیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اُسنے سُنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اُسوقت باعث
اُسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا والآخرہ ہوتا ہی تیسرے یہ کہ
خدا نخواستہ نورالدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مرگیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہوا
اس سے بہتر یہ ہی کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہی کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیل گئے
ایسا سمجھایا کہ اسد معقول ہوا گردن جھکالی کہا ماموجان آپ بجا فرماتے ہین چلیے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

مین موجود ہین جلو اور وہان سے کوچ کر کے سامنے لشکر ایرج کے دامنۂ کوہ مین اُترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو ہمنے چاہا تھا کہ قتل کرین لیکن اُسکو تپنچہ لگیا اب ہم ور نقابدار ریوش مقابلے کو لشکر ایرج کے آئے ہین آپ بھی مع فوج یہان تشریف لا ئیے مگر اتفاق کار جبر نقابدار جو القانب و الساب ورکنار تنگ و شبارنگ کوہ تخت دریانشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ یہ عمرو بن حمزۂ یونانی فرزند اکبر صاحبقران با اقبال ہین خدمت مین آکر حاضر ہوئے ملازمت کی نذرین دین نقابدار نے انکو خلعت دیے بہت سی شفقت فرمائی یہ چارون اپنی فوج سمیت شریک ہوئے القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے آگاہ ہوئے گہراے اختر شناس سے صلاح کی کہ تم کیا کہتے ہو گہراے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ اہو شہر یار جانا اچھا نہین ہے ایرج اور نورالدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے کے ساتھ چلیے گا یہ کلام گہراے اختر شناس کا سُنکر عادی کشیدہ رومنارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا کہ ای گہراے اختر شناس کیا کرین کہ تو مقرب شاہزادہ نورالدہر ہے اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی بھجوادی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر آذر کوہ کو روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور گہراے اختر شناس نے اور سردارون کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے قبل شعلہ شب گرد عیار آیا تھا اُسنے تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلہ شب گرد کو تعاقب مین کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جاکر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے وہ راہی ہوا لیکن حال سُنیے لشکر آفتاب پرستان کا کہ جسوقت بہزاد مرند دیلم شاطر زنگی طرماسپ بن طہماس زخمی شکست کھائے ہوئے بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے اُنھون نے دوپہر کے بعد آکر عرض کی کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ بچہ ایرج کو اُٹھا کر لے گیا سب آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھکر کہا کہ ایرج جلد آئیگا گھبرانے کا مقام نہین ہے دوسرا دن تھا کہ نقابدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رومنارہ گردن وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے سُنی نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد مرند اور طرماسپ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو نہین تو ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ اور قارن قمر مین سوار ہوکر لندھور کے پاس آئے اور کہا کہ اسوقت مین سواے آپکے ہماری کفالت کرنے والا اور کوئی نہین ہے آپ دستگیری کرینگے تو بچین گے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج کی حفاظت کے واسطے ہون کہ اُسے کوئی نہ گزند ہو نچائے اسلیے مین نہین ہون کہ تمھاری طرف ہوکر اہل اسلام سے لڑون ایک تو اسد مجھے بدنام کر رہا ہے دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ آپ نے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور اُنھون نے آپ کہنے سے خدا پرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری ملتجی کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہے اُسپر عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کسواسطے کہ اسد مجھکو بھی خون نورالدہر مین شریک کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نورالدہر کا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ہمسے قسم لیجے جو ہمنے نورالدہر کو قتل کروایا ہو نیراعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا او مالک مین نے تم لوگون کے واسطے اسقدر بدنامیان اُٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا چاہے اسد مین

زندہ دیکھے چاہے قتل کرے مین اگر تمھاری سعی کو گیا وہ دیوانہ غم مین لور الدہر کے بڑی بنا ہوا ہی میری بات
نہ مانی تو مجھے اس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھسے یہ نہ ہوگا کہ مین نبیرۂ صاحبقران سے
لڑون بس جاؤ جو تمھین بن پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال بیان کیا
بہزاد مرتد نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہی خیر نیر اعظم جو بہتر جانینگے وہ کرینگے مگر
یہان اسد نے نقابدار سے کہا کہ دو شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین ویلم شباط زنگی اور طرماسپ
وہ دونون آپکے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر انکا کام تمام کیجیے اور
کشیدہ رومنارہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آنینگے تو ایک ایک آفتاب پرست کو کچا کھا جائینگے نقابدار نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوے تھے
خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آئے عرض کیا کہ اسد بن کرب لاور نے طبل جنگ بجوایا ہی
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی
پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی کل سامنا ہی خدا پرستون سے ہر ایک لات حرب و ضرب
درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ بھئی کل نہین معلوم کون زندہ
رہے کون مارا جائے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا
ہوئے نقیب نہیب ہوے کر نکلگئے اُس وقت ارکان مردم در کہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا
اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گھوڑا ابھی عرق کر لایا روک کر
گھوڑے کو کھڑا ہوا رخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خدا پرستان جسے تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے
اسد غازی نے غیظ و غضب مین آکر نعرہ کیا کہ او نالائق آیا مین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے
کہا کہ بیٹا تم کیون جاتے ہو مین جاتا ہون اور اسے مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کر چکا آپ دیکھیے تماشا
کہ کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ پروردگار کے سپرد کیا اسد مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان مردم در کے آیا
بعد از نکا ورزنی ارکان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ اسکا نیزہ پر روک کر چند طعن مین ہوائی کیا کہ روز روشن نظرون
مین اُسکی شب تار ہوگیا جھپٹ کر وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اسکی رد کرکے جو بغیظ و غضب ایک ہاتھ مارا تلوار ریا تو
سر پر جھلی تھی یا زیر زنگ جاکر زمین کو بوسہ دیا مع کر گردن چار ٹکڑے ہوئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک
سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اسکا حدید تیغ زن تھا مقابلہ کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اُسکا رد کرکے جو
ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہوے اور ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اُسکے رد کیے جب
تھک کر ذرا ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری خنیو کھلگیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے
اسد کے ہاتھ سے بدرک اسفل پہونچے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت اداس کمال پریشان تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہی ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے
ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا اے فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران با نخوت کو
قتل کیا ناحق تمھین لوگ کم زور شعور کرتے تھین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے یا کسی کا نہین لکھتا ہون وکوتک تو
مین نے مارے اور دیر کیے مین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے لگے لکھا کر مستفنڈا ہوا ہی اور لندھور بن سعدان ج
اشانۂ صاحبقرانی دے کر اسے ناز رون پر چڑھا دیا ہی مین عمدہ بر آ نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو

اور بڑے بہادر ہو مگر اب تم بیٹھو ہمین ان آفتاب پرستون سے سامنا کرنے دو کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکالین اسد نے
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ماموجان جیسا مزاج مین آئے مین بھلا منع کرسکتا ہون مگر آپ کا سن لڑنے کا نہین ہی اس سے
مین چاہتا تھا کہ آپ کو تکلیف نہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی ہی جہانتک ہوسکے آدمی اپنے کو اسمین
صرف کرے اگر مارا گیا شہید ہوا اگر انکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر اسمین صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو
آئے ہین تجھے ابھی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہی تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے
بس نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت کوس رزمی نوازش مین آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی
اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے نقابدار
نے مرکب اپنا جھکایا میدان مین آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت مشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اُسنے
نیزہ مارا نقابدار نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اُسکا پشت شمشیر پر روکا اور اپنی ضرب کی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ممات بن لاہوت مشت زن بھائی
اُسکا مقابلے کو آیا کئی تلوارین نقابدار پر مارین نقابدار نے وار اُسکے رد کرکے جوہاتھ تیغ آبدار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے
ہوئے الحاصل اُس روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیون کو زخمی کیا شام کو دونون لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر آفتاب پرستون مین بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نسیب دیکر چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ماموجان میری باری ہی نقابدار
نے کہا اچھا بھئی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد رہوار کو جھکاکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد ازنکاورزی
و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا نیلم و فیلم زنگی مقابلے کو آئے دونون نے زخم کھائے شام تک پندرہ سردار
زخمی ہوئے دو تین جان سے مارے گئے پھر میداندار ابھی ہوئی نقابدار نے نکلکر بہت سے سردار مارے اور زخمی کیے قصہ
مختصر چند میداندارون مین پہلوانان آفتاب پرستان و زمرد پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے اب کوئی ایسا
نہین رہا کہ مقابلہ کرسکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا طرابلس نے کہا کہ مین اگر زخمی نہ ہوتا تو لڑتا
انکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کردیا ہی یہی باتین تھین کہ خالد عیار مشتری حصار
سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہان سے آتا ہی جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر ہر فرتاجدار کی کیا
خبر ہی خالد بولا کہ کیا عرض کرون قیامت آیا چاہتی ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت یہان تو
یہ حشر برپا ہی کہ ایرج نوجوان کی خبر نہین کہ کہان ہی اسد نے تمام سردارون کو مار ڈالا زخمی کیا تو ایک نئی خبر
سناتا ہی کہ تو سہی کیا ہی اُسنے کہا اسد نے نامہ ہر فرتاجدار کی طلب مین لکھا تھا وہ گھرائے اختر شناس کے کہنے
سے نہین آئے مگر عادی کشیدہ رو منارہ گردن بہت سے سردار نور الدہر کے آتے ہین اور جب سے چلے ہین آج
تیسرا دن ہی کہ کچھ نہین کھایا کہتے ہین کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستون کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آ پہونچے ہین یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستون نے سنا بدنون مین رعشہ پڑ گیا ہوش و حواس باختہ ہو گیا یقین مرگ ہوا صلاح
ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے فارن قمر بین نے کہا کہ شہر عنظلی آباد نزدیک ہی سام بن عوجان
وہان کا مالک ہی وہان چلے چلیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت مین وہ مقام امن ہی وہین چلنا بہتر ہی سب
آفتاب پرست رات کو بھاگ کر عنظلی آباد کو چلے ہرکارون نے خبر اسد بن کرب دلاور کو دی کہ رات کو آفتاب پرست
بھاگ کر عنظلی آباد کو روانہ ہوئے اسد نے کہا مین نہین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہین انکو

دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترتا ہی اُسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہر چند کہا کہ ہم بھی چلتے ہین کیون
اسقدر جلدی کرتے ہو یہ جائینگے کہان جواب دیا کہ ماموجان آپ تشریف لیجائیے گا مجھے اُنکی خدمتگذاری کو جانے دیجے کہ
عنطلی آباد تک پہونچا تو آؤن یہ کہکر راہی ہوا بعد اُسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کرکے چل کھڑا ہوا مگر لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ سات کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھون کے دم نکل گئے اور
اسد رعد خون آکر گرا لگا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکارتا تھا ایہا الناس ہر کوئی تم مین سے ایسا کہ ہی
دیوانے کو روکے کہ ہم عنطلی آباد تک پہونچ جائین کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دوپہر تک آفتاب پرستون کو قتل کیا
بعد اُسکے آکر صحرا مین گھوڑون کو دانہ گھاس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دو پہر رات گئے پھر مسلح و مکمل ہوکر
لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا بھاگ چلے جاتے ہین لاشین تک اپنے کشتون کی نہین اُٹھاتے ہین بڑی رات سے
کوہستان مین آکر اترے ہین کچھ کھا پکا کر چاہتے ہین کہ دم لین جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ آیا
مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنی اسد جو آکر گرا لگا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہی کہ منھ پر اُسکے کوئی نہین
چڑھتا لاش پر لاش گرادی ہی صبح ہوتے نکلگیا القصہ آذر کوہ سے تا شہر عنطلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیئے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک مینار بنوایا ادھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر عنطلی آباد
ہوا سام بن عوجان استقبال کرکے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرالیا پل تختہ اُٹھوا دیا خندق پر آب کرادی
گولنداز توپون پر مستعد ہوکر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ کے مع فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ
کرلیا رسد بند کردی نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا اسد نے کہا کہ ماموجان یہ کافر جاکر مکان امن مین بیٹھے ہین
اب کیا ہوگا نقابدار نے کہا ای فرزند مین اُنکو کب چین لینے دونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب
پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین مین رہا صبح کو نقابدار سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر ہمراہ تھا اسد بن کرب لاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ تھا ادھر مالک بن ملکوت شاہ فیلبند دروازے پر آکے بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف
مین جمع ہوئے اسد نے کہا ماموجان مین جاکر قلعہ کو لیتا ہون آپ تماشا دیکھیے کہا ای فرزند اگر کچھ چشم زخم تجھے
پہونچا تو مین روسیاہ ہونگا سامنے صاحبقران کے مین جاکر اس قلعہ کو مسخر کیے لیتا ہون یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین
لیکر قلعہ کی طرف چلا جب زد پر پہونچا ادھر سے گولا لگا پڑنے نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا
ادھر گولندازون نے ہفت فلیتے داغ کر جو ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار بر لب خندق کھڑا ہوا ہی قلعہ مین کھلبلی مچی
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ کے مطیع ہین ہرگز گردن کشی
نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی ہمین مہلت دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد بن کرب غازی کو ہی مین پھر آتا
ہون جو اسد کہے اُسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ سعی فرمائینگے تو وہ مان جائیگا نقابدار
بولا کیا مضائقہ ہی مین سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر گیا اسد نے کہا ماموجان آپ نے قلعہ لیا ہوا کیون چھوڑ دیا
کہا کہ بھئی وہ لوگ عجز کرنے لگے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنون کی مہلت مانگتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان
وہ ایک مکار ہین اور خونی ہین نقابدار نے کہا کہ بھئی مین نے ابھی زبان نہین دی تمھارے اوپر منحصر کیا ہی
اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہین کہ ہم نورالدہر کے قتل سے آگاہ نہین اور ایرج بھی انکار کرتا تھا
اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی انکو رحم آجاتا تھا یہی باتین کرتے ہوئے خیمے مین آئے

اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر بین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہے یا نہیں قارن قمر بین نے کہا کہ میں علم نجوم میں دیکھ چکا ہوں کہ پندرہ روز میں ایرج آ جائیگا جس طرح اسد مہلت دے دیجیے جو وہ کہے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا رفتار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہے اسد نے کہا اچھا میں مہلت دیتا ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ بعد پندرہ روز کے طہماسپ و بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لایا عدول حکمی نہو گی غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مُہر کیا ہوا اسد کو لا دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت میں مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت نقابدار قنتورہ پوش جو اسے اسیر کر کے لیگیا تھا ایک مقام پر آ کے مقیم ہوا خورشید کو خیمے میں اتارا اور آپ کہیں چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پُر تکلف ہے فرش نہایت مکلف کیا ہوا ہے جھاڑ کنول لگے ہوئے ہیں مسند بچھی ہوئی ہے کنیزیں خدمت میں موجود ہیں خورشید نہایت پریشان ہوا کہ مجکو دعوی صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا پھر اپنے دل میں کہا کہ ای خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر تجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو دو دو دن ایرج اور نور الدہر سے لڑ گیا انہیں سے تجھپر کوئی غالب نہوا یہ بیشک ساحر ہے جو تجھکو اتنا جلد زیر کر لیا یہی باتیں دل سے کر رہا تھا کہ پردہ اُٹھا اور ایک نازنین مہر جبین باہر آئی شعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن　　جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

عین شباب حسن و خوبی میں لاجواب اشعار

جبین مطلع صبح ایجاد حسن　　بھویں دست و بازوئے جلاد حسن
قیامت نہاں گوشۂ چشم میں　　اجل کا مکاں گوشۂ چشم میں
ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش　　تبسم سے اڑ جائیں بجلی کے ہوش
مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ　　نگہ برق شمشیر الماس رنگ
بلائے جہاں نرگس شوخ و شنگ　　قیامت کی آمد کچھوں میں جھنگ
وہ غبغب میں اک موج آب زلال　　دکھاتی تھی اک چاہ بدر و ہلال

بس یہ دیکھتے ہی شعر

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق　　کہا صبر نے الفراق الفراق

خورشید بہزار جان عاشق و شیدا مائل و مبتلا ہو گیا اور وہ نازنین آ کر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اسکے دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ یہ کون ہے نہیں معلوم اُس نقابدار قنتورہ پوش کا ناموس ہے یا کوئی اور نازنین ہے پھر اپنے دل میں سوچا کہ ای خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہیں کر دیتا ہے یہ خدا جانے کیا ماجرا ہے کہ اس عرصے میں اُس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیوں ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعوی صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک میں ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دو پہر کی کشتی میں زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہوں اس سے مر جاتا تو اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اُس نازنین نے کہا ای خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابداروں پر حمزہ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار میں ہوں اور نقابدار میرے ساتھی ہیں ایک نقابدار شجرفی پوش کہ اسے نقابدار قہقہہ فیل سوار کہتے ہیں کہ جہاں اُسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا ہے دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اُسکی صورت دیکھکر آدمی روتے روتے مدہوش ہو جاتا ہے تیسرا نقابدار زرد پوش مقرعہ زن کہ جہاں اُسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھا کر گر پڑا چوتھا نقابدار نریمان فیل سوار ہے کہ اثنائے جنگ میں اُسکا یہ خاصہ ہے کہ ہر دم قد بڑھتا جاتا ہے حریف کسی طرح اُسپر غالب نہیں ہوتا میں اُن سبکی افسر ہوں وہ

میرے فرمانبردار ہین نہ مجھپر کوئی غالب آیا نہ اُن چارون نقابدارون پر کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزۂ صاحبقران
بھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے وہ فتنوے اور پا تتابے سحر کے بنے ہوے ہین اور وہ
طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہوسکتا اور چارون نقابدارون کا اسباب درست کیا ہوا ساحر شمشش کا ہے تمام
دریا نے کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک شخص فرعون شاہ مردود روسیاہ کہ وہ اسی حر
شمشش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہے اور اسکا وزیر منوبہر ہے مین اُسی کی بیٹی ہون اور بھتیجا ہے فرعون شاہ کا
روشن تاجدار مین اُسکی ہمشیرہ ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہے اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام
میرا ملکہ ناہید قمر طلعت ہے عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہے اور مین نے اُسکو اپنا بھائی بنایا ہے تجھکو عاشق ہوکر اُٹھا
لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کر تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شرط دون کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ ای ملکہ
مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر وچشم منظور ہے مگر دین اسلام تو جناب حمزۂ صاحبقران سے زور آزمائی
نہ کر لونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہیدہ بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو نہ سہی مگر ایرج کے طرفدار ہوکر خدا پرستون
سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سوائے میرے دوسری عورت نہ کرنا خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول
ہین اور مین تو ہمیشہ سے خدا پرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے
بیزار ہوگیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوات اب تم اُس سے عداوت نہ کرو کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا
پوتا ہے خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر
خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اُتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین دو نگ ہین ایک مین
آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہے پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہے ناہید بولی کہ نام اسکا انگشتر جہرنما
ہے وصف اسمین یہ ہے کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا
بعد اُسکے ایک تیغ دو دمین جگہ گاف دکھایا کہ اگر رویین تن آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب
دیکر کہا کہ نام اسکا اسپ باد خور ہے یہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بغیر پر پرواز کے اُڑتا ہے خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا
تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا رہا اور وعدہ ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات
ہوگی القصہ چوتھے روز خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہوکر شہر اختریہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہوکر قید ایرج سے چھوٹ کر آیا ایک دامنۂ کوہ مین اُسکے رفقا سے ملاقات ہوئی
انھین ساتھ لیکر سنجان مین گیا سعد وسعید جرگہ نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اُسکی حاصل کی
چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر پہونچی ایرج نے سر نور الدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج کو بیچا اُٹھا لےگیا
اب بالفعل نقابدار ببر پوش اسد کا شریک ہے اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو کلہ منار بنوائے
ہین اور سب آفتاب پرست شہر عظلی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد وسعید سے کہا کہ غضب ہوا شاہزادہ
نور الدہر مارا گیا غم ہے نور الدہر کے باوا جان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین تو باوا جان کے پاس جاؤنگا
سعد وسعید نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اُسیوقت غضنفر آدر کوہ کو روانہ ہوا کوچ کرکے برابر
لیسرا کے پہونچا کر دیکھا گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی مسلح ومکمل اُسکے
ساتھ زنانی سواری بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہے غضنفر گھوڑے کو اُڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہی جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کسکے ہین اُس پیر مرد نے ایک
جوان ماہ طلعت مہر صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پر ہویدا ہین جھککر غضنفر کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ پہلے آپکے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون بعد اُسکے اپنا حال گذارش کرون
غضنفر کے ساتھ جو لوگ تھے اُنھون نے کہا کہ ای عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہی غضنفر بن اسد نام ہی وہ
مرد پیر یہ سنتے ہی قدمون پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانین میری فدا ہون آپ پر میرا نام سلیم اختر شمار ہی مین
وزیر ہون عنادل شاہ کا عنادل شاہ بادشاہ ہی لیسہ سرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہی اور مین بھی دین اسلام رکھتا ہون
جسوقت لاہوت شاہ ایرج پاس چلا ہی اُسنے نامہ شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جاکر عنادل شاہ کو
اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ اور اگر وہ نہ آئے اور سرکشی کرے تو اُسے مار کر لیسہ سرا کو اپنے قبضے مین لا شہاب بن
فولاد اژدر گیر جب لیسہ سرا مین پہونچا عنادل شاہ نے مجھسے کہا کہ ای سلیم مین مرد مسلمان ہون مجھسے دین لقا پرستی
نہ قبول کیا جائیگا مین لڑونگا جب دیکھونگا میدان لڑائی مین اُسپر غالب ہوا تو قلعہ بند ہوکر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی
اُسنے لے لیا تو اپنی جان دونگا تو ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار مین چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤن تو ناموس میرا
برباد نہ ہو مین نے عنادل شاہ سے کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے
تعاقب مین گئے ہوئے ہین یہان لندھور کو چھوڑ گئے ہین وہ ایرج کے عشق مین دیوانہ ہی نور الدہر پھرکر
ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا مین کسے عرضی لکھون اگر زندگی ہی تو بچونگا نہین مارا جاؤنگا تو ناموس
کو لیجا ای پیر و مرشد یہ ناموس عنادل شاہ کا ہی مین قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہون غضنفر نے یہ حال سُنکر سعد سعید
سے کہا کہ مدد کرنا عنادل شاہ کی ایسے وقت مین ضرور ہی سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپکے ساتھ ہین غضنفر نے سلیم سے
خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو ناموس کو یہین چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب مین ہمراہ رکاب ہون بس غضنفر وہان سے
لیسہ سرا کو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ عنادل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑکر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا ہی
اور شہاب بن فولاد یورش کرکے گولون کو روکرتا ہوا لب خندق آ پہونچا ہی عنادل شاہ دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای
دادرس وای فریادرس اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون حامی ہی ہیچ کسی ایسے زبردست بندے کو اپنے کر اس ظالم کو قتل
کرے اور مجھے اسکے شر سے بچائے ہنوز دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دامنہ صحرا سے گرد اڑی اور غضنفر بن اسد پہونچا
شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آ یا مین قلعہ پر کہان جاتا ہی شہاب نے جو نعرے کی
آواز سُنی قلعہ کی طرف سے پھرا پکارا کہ او اجل رسیدہ کہان تو آیا کہ جب مین لب خندق پہونچ چکا محنت میری تو نے برباد
کی خیر پہلے تجھی کو قتل کرون تو پھر قلعہ والون کا کام تمام کرون ادھر سے غضنفر مانند شیر خشمناک کے آیا اُدھر سے شہاب نے
مرکب کو بڑھایا باہم مقابلہ ہوا بعد از نگا و رزی ایک کی دوسرے پر نظر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان
خوبصورت ہی ابھی مسل بائیس برس کا سن ہی نقشہ درست ہاتھ پانون سڈول دل مین اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول
کرے تو قابل اسکے ہی کہ رفاقت مین رکھیے ادھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہی عمر چودہ
برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوئے بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک زرہ
آستین نکلی ہوئی جرأت شجاعت چہرے پر برستی ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ ای شہریار آپ
کون ہین کہا کہ مین بیٹا ہون اسد دلاور کا نام میرا غضنفر ہی شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا
اختیار کیجیے تو باہم صلح ہو جائے غضنفر بولا ای شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی نہین ہی اور مذمت لقا کی شروع کی

بعد اسکے چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل آئینہ تمثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہوگیا شہاب
پکارا اے شہریار معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے اور اُتر کر گینڈے سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت کی مین نے
لقا پر اور دین آپ کا مین نے بدل و جان قبول کیا بس یہ تماشا جو عنادل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا
ملازمت شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ مین داخل ہوا عنادل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عنادل شاہ نے اپنے ناموس کو ملوایا ایک روز غضنفر شکار
کو نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا پہلے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے
پیچھے گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب مین وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پر فضا مین پہونچا اور درختون کی آڑ مین ہو کر غائب
ہوگیا غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے زنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہے خوشبو سے
پھولون کی دماغ معطر ہوا جاتا ہے غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی زمزمہ سارنگی کا
کھینچ رہا ہے پائین کی گمگ سمان کو پہونچ رہی ہے مجیرے کی جھنکار بلند ہے آگے بڑھکر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر فرش نور کا
ہے نازنینان مہ جبین حسینان مہ تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہے غضنفر نے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین
چاہتا تھا کہ اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جائے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہے غضنفر اُس صحبت مین جو آیا
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہے ٹکڑا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا ہے سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے بس پھرا
وہان سے کہ اسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ اے عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لگا لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہے تو جاتا کہان
ہے غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے ہم صحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آئی بولی اے عزیز مین
ساحران عنظلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران عنظلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آرہی ہون جو خدا پرست
اُدھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا مرجانا جادو ہے لیکن از بسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہے اس سبب سے تجھکو کچھ نہ کہا
لے آ اب میرے گلے مین ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب آئی غضنفر نے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا یہ لکا تہ روئین تن آہنی بدن تھی تلوار اسپر سے اُچٹ گئی بس اسنے سحر کر کے غضنفر کو پکڑ لیا اور
اسیر سحر کر کے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا بر لا مین تجھے بادشاہ ہفت اقلیم
کرونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اسنے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے وہ کر مین
تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جائے یہ کہکر غضنفر کو
اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھ کر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہو گئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے اور ظاہرا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بس وہ ساحرہ انتظام کر کے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پاؤن مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اُسی چبوترے پر بیٹھا رہ گیا
قضاے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ حضرت مین
تو آپکو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہر چند اشارے سے منع کیا کہ یہان نہ آ
گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا بس اُس حد کے اندر جو پہونچا اُلٹا لٹک گیا غضنفر پکارا کمبخت مین تجھے منع کرتا
رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہے تو بھی میرے ساتھ مبتلاے بلا ہوا خیر
ناچاری ہے یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار ہے کہا کہ تو اسکے
پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہو گیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی تو رنج نہ کرنا اور

یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے دیا بات
کرنے مین بوے بدجو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہوگیا کہا او لکاتہ مُنھ تیرا کاہے کو ہے
سنڈاس ہی اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑکر لپٹی اُسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جاکر گری اور کھسیانی ہوکر اُٹھی
شہاب کو پکڑکر غضنفر کے پاس لاکر بٹھایا اور کہا کہ موذن تم سب ایک ہی ٹٹے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا
حال کرتی ہون اور بھی تمھارے ساتھی آلین تو ایک مرتبہ سب کو قتل کرونگی یہ کہکر چلی گئی اتفاق کا جانسوز بن قران
جو صحرا نوردی کرتا ہوا اس دشت پرخطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا کہ چبوترے پر بلور کے بیٹھا ہی اور ایک شخص
اور اُسکے پاس ہی باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلودار حیران ہوا کہ یہ کیا سحر ہی چاہا کہ حال دریافت کیجے جب
قریب آیا غضنفر نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قران ہی پکار کر کہا کہ ای جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر نہ چڑھنا
ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہی اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہی کہ جو میرے پاس
آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے دیکھ کہ یہ فولاد اژدر گیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہوگیا جانسوز رکا اور پوچھا
ای شہریار وہ جادوگرنی کہان ہی مین اُسے مار ڈالونگا یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی
دیکھا ایک جوان سبزرنگ نقشہ درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہی باتین کر رہا ہی عاشق ہوگئی پکاری کہ ارے تو
میرے قیدیون سے کیون باتین کر رہا ہی تو ہی کون جانسوز نے گوپھن مین پتھر دے کر مارا کہ او لکاتہ لے اسے مرجانہ
جادو کے سینے پر پڑا مگر اچٹ گیا کچھ اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے گر کہکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز تا کمر زمین مین سما گیا
مرجانہ نے ہاتھ پکڑکر کھینچا کہ ارے موے تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر
جانسوز کا یہ عالم ہی کہ باتین کرنے مین جو اس مردار کے منھ سے بوے بد آتی ہی دماغ سڑا جاتا ہی نہایت پریشان ہی جانسوز
نے کہا او لکاتہ تو مجھے مار ڈال مین تجھے قبول نہ کرونگا تیرے منھ مین تمام زمانے کا گوہ بھرا ہوا ہی مجھسے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا
تیرے پہلو مین بیٹھنے سے خنجر پہلو پر کھانا بہتر ہی مرجانہ نے ہر چند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اُسوقت مرجانہ نے
جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس لاکر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حمایتی کتنے آتے ہین تم سبکو کباب
کرکے کھاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی مگر خورشید ستارہ پرست جو نقابدار قنتورہ پوش سے رخصت ہوکر شہر اختریہ کو چلا تھا
اسی راہ سے گذرا لشکر تو پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا ناگاہ اُسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا
ٹھیک صورت اسد کی ہی پس قریب آیا اور پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین
بہت ملتی ہی غضنفر نے خورشید کو دیکھا کہ نہایت حسین خوبصورت ہی آثار سروری و سالاری چہرے سے ظاہر ہین
پکارا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہی وہ بولا کہ مین پوتا ہون
اسد بن کرب دلاور کا نام میرا غضنفر بن اسد ہی مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی
میرے ساتھ قید ہوئے ہین خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ ای غضنفر مجھسے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت
میری اُسسے تھی کہ ایک جان دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نا لائق کی کہ مجھسے اور اس سے
عداوت قلبی ہوگئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی
قید سے تجھے نجات دوان غضنفر نے کہا ای خورشید اس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہی کوئی اُسپر غالب ہوگا کسواسطے کہ
یہ روئین تن آہنی بدن ہی خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اُسکی حقیقت کیا ہی غضنفر
بولا جب مین قید سے چھوٹونگا تو بیعت کرلونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگی

خورشید نے کہا اچھا پہلے مین اُسے مار لون پھر تجھسے گفتگو کرون بتا وہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہی آتی ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سوا ایچ کا اُسکا قد ہی رنگ سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئی آنکھین لال لال سر کے بال کھلے ہوئے بُت کمنی سے شانے تک بندھے ہوے جھولی کھاروے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب اسباب سحر درست جی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت مین اُسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملا نامید نے انگوٹھی اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمایش ضرور چاہیے ادھر مرجانہ جادو کو تو دھیان تھا ہی کہ اب کوئی اور آیا ہوگا یہ جو آئی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ یا سولہ برس کا سن عین شباب جوانی بس دیکھتے ہی عاشق ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے پاس آ کہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تیرے قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی ای عزیز یہ شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان کی قسم مجھے ابھی اٹھارواں سال ہی زیادہ سن میرا نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آ اگر تیرا جی مجھسے خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید پکارا او لکا تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ ناز نہ کرو نہین تو انھین کیطرح سے تمھین بھی قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا کر او لکا تیری گھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا کریگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون کی رسی بنا کر پھینکی وہ افعی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رہگئی آگے نہ بڑھسکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت اُسکی شگنی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا رد ہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑ کر چلی خورشید نے مرکب باد خوار کو اشارہ کیا وہ بھی آسمان پر اُڑ کر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ روئین تن کاف کھینچکر جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ تھی مرا نام من مرجانہ جادو بود اور روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اسکے ساتھ اسیر تھے قید سے رہا ہوئے جانسوز بن تران تو غضنفر سے رخصت ہوکر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین کیا تامل ہی غضنفر نے کہا ای خورشید مین تمسے بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو اور مین کھڑا تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین نہ اُنکی مدد کرونگا نہ اُنسے لڑونگا لیکن تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ ملنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ ملونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر تم بھی ایرج سے نہ ملاقات کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیعت ہوا ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے خورشید ستارہ پرست اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین بلوایا دوسرے روز غضنفر بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک ہوکر لشکر ایرج پر بعد کروفر روانہ ہوئے اُنکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج کو بارگاہ نقابدار بریپوش سے پنجہ اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین
پایا اور ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تونے بڑا
احسان کیا جان میری بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی تیرا وہ
دیو رونے لگا کہ ہاے مین برگشتہ قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی
ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی افروز کو یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہوکر پوچھا آپ
کیون آبدیدہ ہوے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے مُنھ سے نام عشق سُنکر دل میرا بیچین ہو گیا اپنی معشوقہ کو یاد کرکے رونے
لگا کہ کوئی صورت اُسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی وہ دیو یہ سُنکر اور زیادہ مضطرب ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین لے سکتا
تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے لایا مثل مشہور ہی کہ پیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان
نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا ای شہریار سُنیے حال میرا پردۂ سوم قاف مین ایک
دیو ہی ملک ابصار اُسکا نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سنجاب مین اُسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو ابصار
کی کہ نام اُسکا مہر آرا ہی مین اُسپر عاشق ہون دیو ابصار کو مین نے پیغام اُسکی خواستگاری کا دیا تھا اُسنے کہا تھا اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لا تو تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کردون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اُسنے بیان کیا کہ یہان سے
کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اُسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو افرغہ اُسکا
نام ہی وہ آئینہ اُسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغہ سے لڑا اُس سے مغلوب ہوا منت سماجت کرکے اُسکے ہاتھ سے
رہا ہوا چلتے وقت اُسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ اُدھر جاؤن وزیر
ہی ملک ابصار کا سلیم اختر شمار اُس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین دیو افرغہ پر
غالب آسکتا ہی اُسنے علم نجوم مین دیکھکر بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اُسکا ایرج نوجوان صاحبقران
آفتاب پرستان ہی وہ آئے تو دیو افرغہ زیر ہو مین نے کہا ای سلیم اختر شمار مین اُسے کیونکر پہچانون اُسنے اپنے
علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی مین آپ کو ڈھونڈھ کے یہان اُٹھا لایا آپ
اپنے ہی حال مین گرفتار ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب تو مجھے جہان دیو افرغہ ہی
وہان لیچل اُسنے کہا کہ دیو افرغہ تجھے مار ڈالیگا ایرج بولا مجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اُسکے نہ جانا کہا بہت
خوب اور اسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کرکے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پرفضا مین
پہونچا دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغہ کا نشان بتا دیا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے
کاندھے سے اُترکر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پُرفضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہر بھر مین قریب اُس طاق کے پہونچا دیکھا
کہ وہ طاق جواہر نگار ہی اور کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اُسمین نصب ہی مثل آفتاب کے
چمک ہی ایک دیو دراز قامت ہزار گز سے قد اُسکا کم ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے
کباب رکھے ہوے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے
چلا آتا ہی خوش ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمۂ چرب بھیجا ہی پکارا کہ او آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ نہ دانت
لگاؤنگا نہ ڈاڑھ لگاؤنگا بلبلا کر کہا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول اُسنے آنکھین تو بند کرلین اور منھ اپنا
کھولدیا ایرج نے قریب جاکر ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی خاک لیکر اُسکے منھ مین ڈالدی دیو نہایت

برہم ہوا کہ تو بڑا دل لگی باز ہے کہ موت قریب ہے لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا او حرامخوار مین تجھکو زیر کرنے اور آئینہ لینے
آیا ہون مین لقمہ سخت ہون تو مجھے کھا نہ سکیگا دیو افرغہ نے دیکھا کہ واقعی ہاتھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہے ایرج سے لپٹا
آمادہ کشتی ہوا داؤن پیچ ہونے لگے کسواسطے کہ یہ دیو پردہ قاف مین کشتی گیر مشہور ہے کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا
ایرج سے دن بھر کشتی رہی شام کو دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا زبردست ہے کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ
کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاونگا نہ پیونگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا
رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی دیو سنجاب دور سے دیکھ رہا ہے کہ اسی طرح کشتی ہو رہی ہے سارا دن گذرا شام ہو گئی دیو افرغہ نے
کہا او آدمزاد دو دن گذرے ہین مین بھوک سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکا ہون تیرا کیون دم نکلا جاتا
ہے آئینہ مجھے دیدے مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرا دن ہے دیو افرغہ کی یہ
کیفیت ہے کہ دم اسمین نہین ہے اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اے آدمزاد تو عجب بلاے بد ہے کہ نہ تجھکو بھوک لگتی ہے نہ پیاس
اب بھی مجھکو چھوڑ دے کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا برا حال ہے ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے
غصے مین آکر کہا اچھا مین تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منہ کھولکر چاہا کہ ایرج کو منہ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے تھپڑ
مارا کہ دیو کو چکر آگیا ایرج نے اسے اٹھا کر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا
دیو افرغہ از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ
روشن ہے اسماے الٰہی اسپر کندہ ہین جو کٹھا اُسکا الماس کا ہے ایرج نے دیکھا بہت خوش ہوا دیو سنجاب کو آواز دی کہ
آ وہ دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گر پڑا تصدق ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا ای سنجاب تو اس
بہادر کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک البصار کے بیقرار جان سے بیزار تھا
غرض اُس روز دیو افرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیو سنجاب
کی گردن پر سوار ہو کر دیو افرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردہ سوم قاف مین ملک البصار کو خبر ہوئی کہ دیو سنجاب
ایک آدمزاد کی مدد سے آئینہ سکندری لایا اور دیو آئینہ دار بھی ہمراہ ہے ملک البصار یہ سنکر نہایت مسرور ہوا کہا کہ
لاؤ دیو سنجاب کو لوگون نے دیو سنجاب سے کہا کہ بادشاہ بلاتا ہے دیو سنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا
با قصر باندھ عرض کیا کہ اے شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لا سکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہے اسنے میرے حال پر
رحم کیا کہ دیو افرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اس سے لیا ملک البصار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہے عرض کیا کہ آپکے
استقبال کو لے لائیے اسیوقت دیو البصار مع اہل دربار سوار ہو کر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے سلام کیا
بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا اے ملک البصار اب تم اپنی بیٹی کی شادی
دیو سنجاب کے ساتھ کر دو اسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہے اور سامان شادی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان نے
پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہے اسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین آفتاب پرستی کی
مدح کی ملک البصار از روے صدق و صفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی آفتاب پرست کیا
اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیو سنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کر دی بعد اسکے ایرج نوجوان نے ملک البصار سے پوچھا
کہ یہ آئینہ جو تمنے اس کد و کوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام کا بھی ہے اسنے کہا اے شہریار
حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوئے یہ عجیب و غریب شی ہے آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی تھا اور حیات اسکے
سنیے یہ آئینہ ایسا ہے کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہوا اسمین دیکھ لیجیے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شی غائب ہی بخوبی تمام نظر آئے جسوقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا یعنے تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہی حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینہ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین اُسکی سنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک البصار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے جلائیے
اور کہیے کہ ای آئینہ سکندری تجھے قسم ہی سکندر ذوالقرنین کی کہ مجھے حال فلان شہریار یا فلان شخص کا معلوم ہو جائے
ایرج نے جو کچھ ملک البصار نے کہا تھا وہی کیا پھر کہا مجھے حال حمزۂ صاحبقران اور فرزندان حمزۂ صاحبقران کا
معلوم ہو جائے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس مجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشور گیر سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذیوقار سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے کہ قال
اور بختیارک بھی وہین موجود تھے اور صاحبقران کو دیکھا کہ رب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری ساتھ
ہین ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین ایرج نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد
اُسکے حال داراب کشور کشا کا دیکھا کہ مالک اژدر ہمراہ ہی اور ملک سنجان کو چلا جاتا ہی بعد اُسکے حال خورشید
ستارہ پرست کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر غضنفر کو چھڑایا ہی اور وہ اس سے بیعت کر رہا ہی یہ دیکھکر کمال رنج ہوا اور ایسا
محو ہوا کہ پکار اُٹھا ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو دغا باز نکلا یہ بیل جول اس کے
اچھا نہین ہی ملک البصار نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین یہ ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھین اُس تک
آواز بھی آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہی ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال ملکہ گیتی افروز کا دیکھا کہ وہ نازنین جبین
مہر تکین سیاہ لباس پہنے ہوے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین گرد نجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہی بس ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تو نے یہ کیسے غم مین
اپنی حالت کی پھر ملک البصار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی نہین واقف
ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق ایذا جی کھوتے ہین کہا کہ ای ملک البصار کیا اپنا حال بیان کرون مدت سے جس شخص
پر عاشق ہون اُسکو اسوقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ ہی مین اسواسطے روتا تھا تو نے پکار کر غضب کیا
مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تو نے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہو گی پھر ایرج نوجوان ملکہ گیتی افروز
کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم کچھ تیرے ستم کی حد بھی ہی اب تو بر سر رحم آ مجھکو میری
محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھو کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو آئینہ کو
دیکھا مالک بن ملکوت شاہ کو شہر عنقطلی آباد مین قلعہ بند پایا طرماسپ اور دیلم شاطر زنگی وغیرہ زخمی نظر آئے
نگر گرد قلعہ کے نقابدار سبز پوش اور اسد غازی کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور
کہا کہ ای دیو سنجاب جلد مجھے بردہ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور ملک البصار سے کہا کہ یہ آئینہ
چند روز کے واسطے تجھے دید و میرا ایک دشمن ہی کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہی اور نہایت گریزپا ہی کہ مین اُسے نہین پاتا جب
یہ آئینہ ہو گا تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا ملک البصار نے عرض کیا ای شہریار
میری جو آرزو تھی وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجائیے مین اب اُسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہی غرض ایرج ملک البصار
سے رخصت ہوا دیو سنجاب کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال بیان کا سنیے کہ جتنے دنون کی مہلت اسد غازی
نے مالک بن ملکوت شاہ کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے اسد غازی نے کہلا بھیجا کہ اب طرماسپ و در لاہوت شاہ

اور بہزاد و مرتد کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو نہین تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہلا بھیجا کہ
آج کا دن تمام ہوجانے دیجئے کل جو چاہیے گا وہ کیجئے گا یہ جواب تو بھیجا مگر جان پر صدمہ ہو قارن قمر بین سے کہا کہ
تیرا کلام کبھی سچا نہ نکلا کل ہم سب مارے جائینگے اور ایرج ابتک نہین آیا اسنے پھر علم نجوم مین دیکھا اور کہا کہ اگر آج
ایرج نہ آئے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ بھی دیکھتے ہین اب سب انتظار مین ہین آنکھین آسمان کو لگی ہوئی ہین نیر اعظم
کو پکار رہے ہین کہ ای آفتاب تابان تیرے بندے اس تاریکی غم و الم مین گر رہے ہین دیکھیے کیونکر شکل رہائی کی
نکلتی ہو اب کوئی پہر دن باقی ہو کہ ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہو اور ہوا تند ہوتی
جاتی ہو جب وہ ابر قریب آیا اور چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب تابان چمکا قارن قمر بین پکارا کہ وہ بندۂ آفتاب بین
آپہونچا پھر تو سب نے دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہو بس نقارۂ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا
ہر ایک کو ایک عید ہوئی یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اترا سبھون سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلوادو اُسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلۂ شادمانی قلعہ مین برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ مین نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا مین بہت سے کلہ منارہ ہین یہ کسکے سرون
کے منارہ ہین اور کسنے بنوائے ہین مالک بن ملکوت شاہ رو دیا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذر کوہ سے بھاگے
دیوون نے ہتنے روز خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا وہی تین سو کلہ منار آذر کوہ سے تا شہر
عنطلی آباد و اسد غازی نے اُنکے سرون کے بنوائے ہین لشکر کا خاتمہ ہوگیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اُسکا عوض اس بوڑھے
سے نہ لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا دیو سنجاب کو تو پردۂ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوئے تھے انھون نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستون مین ایرج کے آنے کی ہوئی یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہو لشکر
آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہو بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہو رہی ہو اسد غازی نے کہا ماموجان سُنا
آپ نے مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہو کہ اس عرصے مین شاید وہ آفتاب پرست آجائے اور یہی
ہوا مین انکو مکار سمجھے ہوئے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے چُپ ہو رہا وہ برازبچہ آگیا
اب کوئی کیا کرسکتا ہو وہ زورون پر چڑھا ہوا ہو نہایت زبردست ہو نقابدار بولا ای اسد دلاور خوب ہوا ایرج
آگیا سر میدان اسکی مشکین باندھکر تمھین دیدونگا اسد بولا ماموجان فداہت مشکل ہو اُسپر غالب ہونا یہی
باتین تھین کہ اور جوڑی ہرکارون کی آئی دعا و ثنا بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہو نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہین بفضل اہرمن و بہ تائید سامری ہمارے یہان بھی بجے نقارۂ رزمی غرض دونون طرف نقارے گڑگڑائے
لشکرون تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بندوبست مین گذری صبح
کو دونون لشکر میدان جدال و قتال مین آمادۂ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان نے
مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ سپرد کیا ہو نیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کرکے مرکب کو جولان دیکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہوگیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار بر پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادھر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور تنگاور زن ہوا دونون مرکب برابر ہوگئے مسلکر
رانون مین پھیر کر مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب کے باہر ریش سفید نقابدار کی

نکلی ہوئی ہی مگر رعب و دبدبہ ہی کہ کر بوڑھا شیر ہی کہا کہ ای نقابدار تو کون ہی نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملک الموت قابض
ارواح کا فران جواب دیا کہ خیر معلوم ہوگیا کہ تو اُس دیوانے کا بھکایا ہوا ہی لا حربہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام کا
یہ طریقہ نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حملہ کرلے اسوقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار کہکر نقابدار
پر وار کیا نقابدار سیہ پوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخرکار
مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا سنانین بنانین بیکار ہوگئین نیزے ہاتھ سے پٹک پٹک دیے تلوارون کے قبضون کو تھاما
تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان ہین کہ کوندرہی ہین تین پہر کامل تلوار چلی مآل کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے
سکندری کھائی اور دفعۃً تلوار ایرج نوجوان کی سر پر بیٹھی اور تا دو ابرو اتری ہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار
جھٹکا کر نکل گئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اسی حالت مین تلوار ایرج نوجوان پر
ماری کہ سپر کاٹ گئی مگر ایرج پیچھے پر جا رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونون تہ و بالا ہوکر
گرے فوج آفتاب پرستون کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اٹھا اور مرکب دوسرا منگوا کر اسپر
سوار ہوا ادھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقون سمیت دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ
ہوگئی عین گرمی جنگ مین اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا کئی تلوارین اسد غازی
نے ایرج پر مارین ایرج نے تمام حملے اُسکے روکدیے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر اسد کے پڑی کہ تا دو ابرو
اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ
اسد غازی کے جانون پر کھیلکر بیچ مین آپڑے اسد کو سامنے سے ہٹا لے گئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار بھی
حالت نہین ہی زخمی لڑرہا ہی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار راستے مین بیہوش ہو کر
مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اُٹھا کر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کرکے چلے گئے اسد بن کرب دلاور بھی اپنے لشکر
کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا ادھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحون کو بلوا کر اُنکے
زخمون مین ٹانکے لگوائے پٹیان بندھوائین اور کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب خداپرستون
کو قتل کرونگا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خداپرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ کچھ
پروا نہین بھاگ کر مجھسے کہان جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہان جائیگا وہین پہونچکر اسکو قتل کرونگا
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہی کہا کہ مین آئینہ سکندری لایا
ہون اسمین تمام جہان کا حال معلوم ہو جاتا ہی اور یہ کہکر آئینہ صندوق مین سے نکلوایا مشک عنبر و اگر وغیرہ مجمر مین
جلوا کر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہی روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال مجھے معلوم ہو جانے
کہ وہ دیوانہ کہان ہی یہ کہکر جو آئینے مین نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہی اپنے زخم کے
علاج مین مصروف ہی رفیق اسکے گرد و اطراف جمع ہین یہ کیفیت اور مخصوص سردارون کو بھی دکھائی اور
اسیوقت سوار ہو کر چلا قضائے کار ضرغام شیردل لشکر ایرج مین موجود تھا ایرج نوجوان کو دیکھا کہ اسد غازی
کے تعاقب مین چلا ہی بھاگا وہان سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور مین پہونچا عرض کیا کہ ہوشیار
ہو جیے ایرج قریب آپہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بوق بجائی کہ تیار شوید پس سب تیار
ہوگئے دوسری بوق مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین تیسری بوق مین سوار ہو بیٹھے ضرغام شیردل سے
پوچھا کہ کس راہ سے یہ پاجی آتا ہی ضرغام شیردل نے پتا اس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آکے شبخون گرا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بوقین بج رہی ہین غل ہو رہا ہی کہ لینا مالک
بن ملکوت شاہ کو اور وہ ہزار بردون مین چھپتا پھرتا ہی اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی
آفتاب پرست بھاگتے پھرتے ہین ادہر ادہر ایرج نوجوان کچھ سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہی درہ کوہ گھیر کر
اندر درے کے گھس پڑا کہ لینا دیوانے کو جانے نہ پائے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو پھر دن
ناچتا ہی سناٹا ہی ایک متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہی گھوڑون کی لید رکابون کے شکستہ تسمے پرانی رسیان میخین ٹوٹی
ہوئی ہین ہانڈیان پھوٹی ہوئین جو لھے بنے ہوئے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین
بھاگ گیا ہی مگر جائیگا کہان چین بغیر اسکو قتل کیے چین ترلو نگا وہ مجھسے کہین چھپ سکتا ہی یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اسد میرے لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی سر پیٹ لیا کہ ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہی اور چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شبرنگ
عیار نے اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی کوس بجائی کہ ای یاران بدر ر دیدا ور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا
چلتے وقت تھال مٹھائی کے اٹھا لیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب
باقر خانیان لے لی ہین نوش جان کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد بن کرب درلا ور کہتا جاتا ہی کہ میان مالک بن
ملکوت شاہ حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ کہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا
کہ لشکر مین واویلا و امصیبتا کی آواز بلند ہی سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیوانے کا پتا بھی
نہین ہی حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجکو کشتہ کرائیے گا اقبال شاہ کے پاس پہونچا دیجیے گا دیکھیے
منہ اس شخص کا کالا ہو رہا ہی تنور مین جا کر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا ای مالک بن ملکوت شاہ مین تو اُس دیوانے کو
بغیر قتل کیے نہ بیٹھو نگا اسمین جو کچھ ہوا اور آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اب اسد غازی کہان ہی دیکھا کہ ایک صحراے
سبز مین بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہی کھا رہا ہی بس گھوڑے کو اڑا کر اسی طرف چلا یہان ضرغام شیردل
ایک درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد جو بلند ہوئی اسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آ پہونچا اسد غازی تو
مسلح و مکمل بیٹھا تھا اسی وقت اور راستے سے جاکر روز خون لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت شاہ
خیمے سے نکلکر حلال خور کی جاے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی مگر کہین پتا نہین لگتا
ایک کو پکڑتا ہی مارتا ہی کہ بتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہی جہان ہو بتا اسنے کہا مجھے نہین معلوم تلوارون سے
اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی لوگ
یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا ر دٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے ہوئے ہین زانو پر
ہاتھ مار پشت دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے یہان جو آیا
اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے کنبے بھر کو قتل
کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہاے کیا کرون اس دیوانے نے مجکو دیوانہ کر دیا مین تو آئینہ سکندری سے اسکا حال
دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار عیار اسکے
چہار طرف لگے رہتے ہین اسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی پر چم کوہ مین بیٹھا ہوا
ہی ایرج اسی طرف کو روانہ ہوا خبردار جو اسد غازی کے لگے ہوئے تھے انھون نے اسد کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی
اسد نے ضرغام شیردل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہی کہ مین فلان مقام
پر بیٹھا ہون کیا خبردار اسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیردل نے عرض کیا

کہ اے شہریار ایرج پردہ قاف سے آئینہ سکندری لایا ہے وہ جہان نما ہے اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہے وہی
آئینہ اُسے خبر دیتا ہے اسد یہ سُنکر بہت حیران ہوا کہ خیر جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشہ مرفوع مین آیا
راوی کہتا ہے کہ تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ جسوقت
بیشہ مرفوع مین پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی
چلا گیا تھا بہت پریشان ہوا طرماسپ نے کہا کہ پیر و مرشد دور کیجیے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ
دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے ہر کارون کی ڈاک بیٹھی ہے مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا اے طرماسپ
مین نے قسم کھائی ہے کہ مین اس دیوانے کو بغیر مارے صبر نہ کرونگا اسمین یا تو مین نے اُسکو مارا یا اپنی جان دی یہ کہکر
پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسد کنارہ دریا پر اپنے رفیقون سمیت موجود ہے طرماسپ سے کہا کہ اسد دریا کنارے
بیٹھا ہے ایک طرف سے تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شباطز بھی جائے ادھر سے مین جاتا ہون تین طرف سے چلکر گھیرو
چوتھی طرف دریا ہے یا تو وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اُسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہرا کے چلے شبرنگ اور ضرغام
یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری
سمت سے طرماسپ اور تیسری جانب سے دیلم شباطز چلا آتا ہے اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر
یہ دریاے قہار ہے خدا ہی بچائے تو بچیے گا ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر
نہایت مضطر ہوا دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے زخار و مواج تلطمہ سنج آفت زا ہے ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ
اُٹھ رہی ہے نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہے کہ بڑے بڑے پتھر بہتے چلے جاتے ہین تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہو جائین
دوسرا کنارہ ہمکنار عدم ہے آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک حباب ہے بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا
لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آگیا تو اسی دریا مین ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بہت خوب
ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دریا کو دیکھ رہا ہے کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہے ایک
طرف عالم یاس ہے اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ
اے پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہے تو ہاتھ سے اس آفتاب پرست کے بچا اور سب رفقا آمین کہ رہے ہین کہ
تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آئے اسد غازی نے آواز دی اے جہاز والو تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب
کی کہ اس ظالم کے پنجے سے مجھے بچاؤ اتفاقات روزگار یہ جہاز ہین خواجہ جہان گرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب
جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ بدیع الزمان جب زخمی ہو کر باغ مین آیا ہے اور اسنے شاہزادے کو چھپایا
ہے اور گرد مرد عیار نے آکر دیکھا ہے اور عالم گنجاب کو خبر دی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین نے آنکھون سے
دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہے گنجاب نے ارباب باختری کو بھیجا تھا کہ تو جاکر
پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سنکر بدیع کو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پہ مار کر زخمی ہو کر
پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور ارباب باختری فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن
آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ کنارے دریا کے کھڑے ہوئے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلوا رہے ہین کہا کہ دریافت
کرو کون لوگ ہین جہاز نزدیک آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزہ صاحبقران کا اسد بن
کرب دلاور ہے اور وہ گرد صاعقہ چلی آتی ہے ایرج قتل کو اسکے چلا آتا ہے فضل بن آشوب نے سُنا کہ یہ نواسا ہے
حمزہ صاحبقران کا جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون

آپ کے گھر کا باپ میرا پردۂ قاف مین حمزہ صاحبقران کے ساتھ لڑ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پاسکے گا اور جلد
جہازون کو آگے بڑھایا ادھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مارا اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبوایا جسوقت کنارہ دریا پر
پہونچا دیکھا کہ اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجا کر پکارا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری
تو نے میرا کیا کیا آئینہ سکندری نہین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آتو مین جانون کہ حلال زادہ
ہی یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی با تین کر رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے
طرماسپ اور ویلیم بھی آئے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کر سکے
اس دیوانہ کا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای نیر اعظم کوئی جہاز کشتی سبک غراب نا جنبو تو ا کچھ تو
بھیج کہ مین اسپر چڑھکر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ دریا مین
آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اسی طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو زبدۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمھین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکلگئے کچھ نہین سی سیاہی معلوم
ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو ایرج کو قفل ہمرین
سلیمانی سے لیکر قلعۂ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اُسنے جو نام ایرج کا سُنا جلدی
جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اُس تک پہونچا
نیر اعظم نے تجھے وقت پر پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلیے سوار ہو جیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان مع
طرماسپ اور ویلیم شباط زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا
مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی کیفیت معلوم
ہوئی اسد نے کہا کہ یارو غضب ہوا کہ اس پاجی کو بھی جہاز ملگئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے عرض کیا
پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑکر مر جائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سوا اسکے
مثل مشہور ہی کہ دبلے پر جیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی مگر وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکار اکر آقا
باپ میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمائیے آپ حلال مشکلات دافع مہمات ہین مین اس فرمانے خدا
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجھکو آکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچائیے بس دعا مانگنا تھا اور سب
رفیق آمین یارب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چار طرف اُسکے دریا حائل
ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ لوگ اُس کشتی کے پکار
رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور بس وہ کشتی قریب
آئی اور ایک تاجدار اُس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر
یہ قلعہ حضوری کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے سہراب دریا نشین
کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے مجھکو مسلمان کیا
اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اور فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اپنے قلعہ مین
اُسے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادہ نور الدہر زندہ ہی اور
وہ عنقریب جام جہان نما یعنے جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ سُہراب درباتشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ
ابھی نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اُتاری گولندازون کو حکم دیا کہ
جہاز ایرج کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اُڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہو گیا گولنداز توپون
پر بیٹھ گئے دوربینین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوئے ایرج
نوجوان نے اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہے رفیق گرد و پیش جمع ہین اور پکار رہا ہے کہ
او آفتاب پرست اب یہان آ تو معلوم ہوا ایرج نے للکارا کر او دیوانے آیا ہین کہ ادھر سے گولے پڑنے لگا ایک وہ جہاز
تو ٹکڑے اُڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے بوق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار توپون کی آواز
ملکر بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک دیکھا کیا کہ
یہ دیوانہ مکان امن مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طرماس نے کہا پیر و مرشد دیکھے چلئے جب یہان سے نکلا آئیگا
اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عنطلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کر کے ملک سیاٹل کو
راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہے ایک دن صبح کا وقت ہے بہزاد مرتد کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اور دو چار سردار ہمراہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہے فوج و سپاہی دور
دور ہین کہ ایک طرف سے سیاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سیاہی کاہے کی ہے لندھور نے کہا
کہ کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا اے شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ
قلعہ ارمنوس حصار ہے عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہے جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہے
وہ سب اسمین ہے تو گنج یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے اے دارائے ہند مجھے تم سے یہ امید نہ تھی
لندھور نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلائے بے درمان آفت جہان کا ہے جو ایک کوڑی پر اپنی جان قربان کرتا ہے
ایرج بولا خوب مجھکو تو مال و خزانہ درکار ہے مین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لاؤنگا
لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضے مین ہے دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہے ہاتھ
آنا قلعہ کا بہت دشوار ہے مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آ جائیگا اور بعد وقت ہاتھ بھی آیا تو عمرو سے بغض
لندسول لیا اس قلعہ کی طرف رخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس قلعہ کے لیے آگے نہ بڑھونگا
اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہے مین اُسکا دشمن جانی ہون مال اسکا لونگا اور حکم دیا
کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رخ نہ کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے ایرج پکارا
ہرچہ بادا باد اسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمہارے وعدہ ہے کہ جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے
اُسے ہم تم نصف نصف بانٹ لین تمھین یہ قول یاد ہے اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج بولا قول مردان
جان دارد جو منھ سے کہا وہ کہا مین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے ستے
یاد دلا دیا تم صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے ہمکو کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کر کے قریب قلعہ کے آیا
چہار طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک آدھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی
کام آئے گولے کی زد سے ہٹ کر اُترے سرہنگ ملی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست
تو نے احسان ولی اللہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دیے بھول گیا اپنے کو یا تو تو بزاز کی دکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا
خواجہ عمرو نے تجھے اِس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیمروتی کی کہ ملک عنطلی آباد اُنکی زوجہ سے چھینا اب تو یہان

ماں اُنکا لینے آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیاں تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہا کہ عدو اس سے
کیون شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا چپکے سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آکر
موجود ہو اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور ہر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کرونگا
سرہنگ نے کہا خیر اب تو یہان آیا ہی معلوم ہو جائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر باہم مشورہ
کرنا شروع کیا کہ دو ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس آکر موجود ہوا تو خیر نہین تو سمجھ لیا جائیگا یہان تو یہ
صلاح و مشورے ہین اُدھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جاکر حقہاے آتشبازی جو داغ کر
مارے ہزارہا آدمی جلگئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب
ہمارے دریافت کرو یہ کدھر سے آئے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہر چند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سراغ نہ لگا ناچار ایرج سے آکر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آئے دوسری شب کو پھر ان عیارون
نے آکر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ کی کو جو
خبر ہوئی کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مارکر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم و برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ
سے نکلکر باہر جاتے ہو جو کوئی کمین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہو جائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم
اس ارادہ سے باز رہینگے مگر سرہنگ کی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازہ
بارگاہ پر دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے
ہین شاپور شیر دل کہہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہو جائیگا جس وقت آئینگے سب کو گرفتار کرونگا اگر چالاکی
سے وہ نکلجائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہو جائیگا ایرج کہہ رہا ہی کہ ای شاپور شیر دل ایک عیار کو بھی اگر پکڑا
تو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہو جائے شاپور بولا کہ پیر و مرشد مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ کی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھا دے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا یہانتک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی اپنی
خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسب کے ساتھ ہوا طرماسب اپنے
خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لاکر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور بستر خواب
پر جاکر سو رہا سرہنگ کی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملا کر سب کو تقسیم کر دیا اندر باہر والے سب کھاکر بیہوش ہوئے
اُسوقت سرہنگ روشنی گل کر کے پاس پلنگ کے آیا طرماسب کو بیہوش کیا حلقہاے کمند مین گرفتار کرکے صاف
لیے ہوئے چلا گیا صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیر دل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات کو کوئی عیار نہین
آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہو جاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک غلغلہ بلند ہوا
کہ طرماسب بستر خواب پر سے غائب ہو گیا یہ سُنتے ہی ایرج دوڑا آکر دیکھا کہ ایک کہرام مچا ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ
طرماسب کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی شاپور شیر دل نے کہا
کہ عجب نہین سرہنگ کی طرماسب کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ بڑا غضب ہی کہ عیار اپنا کام کر جاتے ہین اور
ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین ای شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیر دل
نے سر شام سے لوگ بٹھا دیے دبے کی چوکیان قائم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات سر
سرہنگ کمی نقب دیگر دیلم شباط زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سُنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا
کہ میری کیا خطا ہے مین کسی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سرہنگ کمی بہزاد مرتد کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران
ہو کر کیا کرے شاپور شیر دل سے کہا کہ تمسے کچھ نہین ہو سکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیدیجیے مین اپنی
جان کھپاتا ہون اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہے ایرج چپ ہو رہا مگر سرہنگ کمی یونہین دس بارہ
سردارون کو لشکر ایرج سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گندا کہ آج چلکر ایرج کو
پکڑ لائیے اور اس سے توبہ کروائیے کہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کرے بس یہ تہیہ کر کے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست
ہوا اور سردار اپنے اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا شاپور شیر دل نے چہار طرف
چوکی پہرا قائم کیا آپ گرد خیمے کے پھر اگشت دیکر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سرہنگ کمی نے خیمے کے گرد چکر مارنا شروع کیا
پشت پر جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی چوسر کھیل رہا ہے کوئی گپ شپ مین مصروف ہے بہتر جی گنجیفہ کھیل
رہے ہین شراب چل رہی ہے بس سرہنگ کمی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا
اگر تمھاری طرف سے کھٹکا ہوتا ہے اور مین بھی تمھارے پاس بیٹھا ہون جو ترنے کہا آئیے بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہے اسنے
ذراسی شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملادی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہوگئے اسنے قنات چاک کر کے جھانکا دیکھا
تو نگیرہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہے پلنگ اسکے نیچے بچھا ہوا ہے اد قمچہ مانند برق کے تڑپ رہا ہے گرد شمعدانے مومی و کافوری
روشن ہین عطر کے شیشون کے مُنہ کھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہے خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چپتی پر بیٹھے ہین
نکالکر پروانے بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر جو مارے وہ شمع کی لو پر پڑے دھوین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب بیہوش
ہوگئے سرہنگ کمال سرہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا اتفاقات روزگار
ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جہان اور سردار اسیر ہوگئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجائے بس آنکھ اُسکی کھلگئی
ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اپنی بند کر لی اور ہم چشم پر چلمن مژگان ڈالدی ہاتھ کو سیدھا
کر کے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آئے تو پکڑ لیجیے سرہنگ کمی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ بڑھایا کہ دوشالہ مُنہ پر سے
لے ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ مُنہ کے بھل آ رہا ایرج اسے دبوچ بیٹھا کہا تو کون ہے سچ بتا
سرہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشمکش رنج و الم سے نجات پا جاؤن ایرج بولا کہ تو حال اپنا کہہ اُسنے کہا
کہ اے شہریار مین غلام ہون سرہنگ کمی کا نام میرا فرخ ہے بیٹی پر سرہنگ کی عاشق ہوا تھا اُسنے خبر سنکر
مجھے قید کیا تھا کل مجھے بلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جا کر پکڑ لا تو اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کر دونگا نہین مار ڈالونگا
مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون اے شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہوگیا ہائے برا ہو اس عشق
کا یہ جو چاہے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی ازبسکہ عاشق ہے اس درد سے واقف ہے کہا کہ اگر تو آفتاب پرست
ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتا دے تو وعدہ کرتا ہون کہ سرہنگ کمی کی بیٹی تجھے دلوا دونگا اُسنے کہا کہ آپ مجھے
چھوڑ دین تو کل مین آپ کو قلعہ مین لیچلونگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا
تو سرہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑ کر مجھے دیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور صحرا نشین
کو بلا کر جبراً و قہراً مشکین باندھکر حوالے کیا سرہنگ کمی طیفور صحرا نشین کو پشتارے مین باندھے لیکر چلا

صبح کو ایرج بر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو کہدو اُس کرباس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھ مین گرفتار ہوا تھا یون فریب دیکر چھوٹا مین اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جاکر
تمام حال بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دیکر چھوٹ
گیا ہلی ایک تم ہو کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگایا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہے اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین
تم تو نام عیاری کا نہ لو شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا
اُسیوقت آپ کو صورت دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ
نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہے کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے
چھوٹ گیا القصہ شاپور عیارون کو ساتھ لیکر شام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین بیٹھا رہا تمام رات
گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا ادھر بھی کسی آیندہ و روندہ
کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذرین انہین فیروز دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کر لے گئے تیسری
شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ
سرہنگ ملی تھا اسنے بھی دیکھا کہ کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہے بس پکارا کہ افسوس مین پڑیا وردے بیہوشی کی بھول آیا یا
کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہتا
ہے کہ سرہنگ ملی آیا تھا مگر پھر گیا بیٹھے رہو شاید پھر آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او دغا عیارو
تم میری فکر مین بیٹھے ہو جاؤ گے کہان میرے ہاتھ سے اور پیچھے پیچھے کھینچ خنجر کرکے لگی تلوار چلنے تمام عیار شاپور کے مارے
گئے شاپور خود بجان واحد ہزار خرابی سے بچکر نکلگیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھنکوا دین ادھر
شاپور نے آکر تمام احوال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور آج شب کو ہم تمہارے ساتھ چلین اور وہان
بیٹھکر دیکھین شاید راستہ قلعہ کے جانے کا ملجائے کہا بہت اچھا چلیے گا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون اُس گھات
کے مقام پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکلگیا ایرج
نے شاپور سے کہا کہ دیکھا تمنے کس چالاکی سے نکلگیا آؤ دیکھو تو شاید کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈھتے
ہوے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلۂ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک چرخ بلند قائم ہے اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہے ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عمرو کیا عاقل ہے دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا رکھا ہے کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے کہا کہ آپ
کہین چھپ کر کھڑے ہو رہین سرہنگ ملی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہے یہ دونون پوشیدہ کھڑے ہین
کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی سرہنگ ملی پشتارہ بردوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ اسے
پکڑ لے شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا دیکھیے تو جاتا
کیونکر ہے بس یہ دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو بس بمجرد اس کہنے
کے آواز غراڑے کی بلند ہوئی اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا کھٹولا
اوپر کھینچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کس کو یہان سے پکڑ لے گیا اور یہی باتین کرتے
ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو مالک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا خیر سمجھا
جائیگا اب سوائے ارسلان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ ملی سب کو اسیر کر لیگیا

ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج شب کو قلعہ کے اندر چلینگے اور قلعہ کو لے لینگے بارے کھانا کھا کر سو رہے دن گذر گیا
رات کو شاپور شیر دل اور ایرج دونون روانہ ہوئے اُسی غار مین آکر چھپ رہے دو پہر رات گئے دیکھا کہ سرہنگ
اُسی طرح چرخ برسے اُترا اور راہی ہو گیا ایک لمحہ بھر کے بعد شاپور نے آواز دی ارے کھٹولا نیچے پھینکو مین کچھ کام
کے واسطے آیا ہون عیار تو وہان موجود تھے ہی اُنھون نے سرہنگ کے دھوکے مین کھٹولا نیچے پھینکا ایرج اور
شاپور اُسپر سوار ہوئے کھٹولا اوپر کھنچا ایک طرفۃ العین مین اوپر آگئے بس ایرج نے نعرہ کیا منم زیدہ آفتاب پہلوان
ایرج نوجوان اور شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل اور تلوارین کھینچکر عیارون پر گرے اُنکی تلوار چلنے ادھر
سردار جو ایرج کے زندانخانے مین قید تھے اُنھون نے ایرج کے نعرے کی آواز سنکر پکڑ پکڑ ہتھکڑیان بیڑیان گلے کے
طوق جھٹکے دیکے قیدین توڑ توڑ کر نکلے لڑنے لگے مگر عیار اور سردار کا مقابلہ کیا عیار کب پہلوان کے سامنے ٹھہر سکتا ہے
طرماسپ نے چار چار کو ایک ایک ضرب مین نقش زمین کر دیا ایرج نے لاش پر لاش گرا دی دیلم شباط زنگی نے
بھی بہتون کو مارا بہت سے عیار قتل ہوئے اکثر عیار چھپ رہے اکثر عیار بھاگنے کا راستہ پاکر بھاگ گئے لشکر ایرج
بھی اسی راہ سے داخل قلعہ ہوا سرہنگ کو جو یہ حال معلوم ہوا روتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا یہان اب ایرج
نے مال عمرو کا ڈھونڈھنا شروع کیا کسی تہخانے مین کسی کوٹھری مین ایک حبہ نہ نکلا ایرج نے کہا ای بہزاد یہ فقط
نام ہی سنتے تھے کہ خواجہ عمرو کا بڑا خزانہ ہے اور نو گنج ہین اب وہ کہان گئے وہ جو مثل مشہور ہے کہ دور کے ڈھول سہانے
وہ سچ ٹھہرا بہزاد نے کہا کہ ای شہریار یہ ممکن نہین جو خزانہ عمرو کا یہان نہ ہو ایرج نے کہا نہین معلوم کہان ہے ایک
ایک گوشہ ایک ایک کونہ ہم ڈھونڈھ چکے ہر جگہ کی زمین کھدوا چکے اب کیا تحت الثریٰ مین ہوگا بہزاد مترمد
کہ رہا ہے کہ پیرو مرشد خزانہ عمرو کا یہین ہے القصہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو گئے تھے کہ وسط قلعہ مین ایک
گنبد سبز معلوم ہوا بہزاد نے کہا کہ اسے تو کھلوائیے القصہ اُس گنبد کو وا کیا اندر اُسکے آئے وہان بھی کچھ نہ پایا ایرج
نے کہا کہ کچھ کہین نہین ہے عبث مین نے لندھور کا کہنا نہ مانا خواجہ عمرو کے عیارون کو بھی قتل کیا اور کچھ ہاتھ نہ آیا
اس اثنا مین طرماسپ کے پاؤن کے نیچے سے ایک اینٹ سرکی طرماسپ نے اور زور کیا دو چار اینٹین اور
ہٹ گئین گڑھا ہو گیا ایرج نے کہا یہان کھدواؤ وہانکی زمین کو جو کھدوایا ایک دروازہ پایا اُسے جو کھولا تہخانہ معلوم
ہوا روشنی ساتھ لیکر اندر گئے دیکھا کہ انبار زر و جواہر کا لگا ہوا ہے ایرج نہایت خوش ہوا بہزاد بولا کہ دیکھا آپ نے
کسقدر خزانہ ہے ای پیرو مرشد اسنے عالم کو لوٹا ہے اس اثنا مین ایرج نے دیکھا کہ سب مال کے اوپر ایک صندوقچہ ہے اور اُسپر
لکھا ہوا ہے کہ این جان عمرو بن امیہ ضمری ست ایرج نے بہزاد سے کہا کہ کوئی بہت تحفہ چیز معلوم ہوتی ہے کہکر
صندوقچہ کھولا اُسمین ایک بڑی سی ڈبیا نکلی اُسمین لکھا تھا کہ این روح عمرو است ایرج نے اُسے زور سے کھولا اور آواز
بھق سے ہوئی غبار بیہوشی جو اُڑا ایرج اور بہزاد دونون بیہوش ہو گئے قضائے کار راستہ اس تہخانے کا باہر
سے قلعہ کے بھی ہے نقب کا منہ لگا ہوا ہے اُدھر سے سرہنگ بھی آیا کہ دیکھون مال و خزانہ ایرج کے ہاتھ
آگیا یا نہین اندر جو آیا دیکھا کہ ایرج و بہزاد دونون بیہوش پڑے ہین دل مین کہا ای سرہنگ یہ خواجہ سلامت کی
حکمت سے دونون بیہوش ہوئے ہین اب تو وہ تدبیر کر کہ مال برباد نہ ہو بس ایرج کو اُسنے پشتارے مین باندھا اور
ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر کہ منم سرہنگ ملی ایرج کو پکڑ لیا جاتا ہون ملک سبائل مین اگر زندگی اسکی چاہتے ہو
تو اس مال سے ایک حبہ برباد نہ ہونے پائے بجنسہ رکھا رہے جسوقت حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے اور خواجہ سلامت
اگر بجنسہ خزانہ اپنا دیکھ لینگے ایرج کو چھوڑ دینگے گلے مین بہزاد کے باندھ دیا اور خود وہان سے نکلکر قلعہ کے ۔ الامان کا

راستہ لیا مگر یہان بہزاد اور ایرج کو دیر جو لگی طرماسپ نے کہا یارو چلکر دیکھو تو کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ جو ابتک ایرج
نوجوان اندر سے نہین نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شباط زنگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا
تو مال وخزانہ تو لاانتہا ہے اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہے ایرج کا نام ونشان نہین حیران ہوئے کہ ایرج کیا ہوگیا دیکھا
تو بہزاد کے گلے مین ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہے اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہوگئی ہائے یہ کیا
ہوگیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے اُنھین دفن کیا
شاپور شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج
کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی
مگر خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہین ہے انکو ہمین چھوڑے حال سُنیے سرہنگ ملی کا کہ یہ شاہ راہ تو گیا نہین
کہ ایسا نہو کوئی تیرے تعاقب مین آئے کوہ وصحرا کی راہ سے چلا ہے اُڑا ہوا ہائے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے کنوان
کھائین گڑھا سب اسکے سامنے برابر ہے جست وخیز کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ شعر چنان میدوید از نشیب وفراز
کہ گردش نبیند بید شاہین وباز ؛ جاتے جاتے ایک صحرائے سبز وخرم مین پہونچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت
گنجان ہین اور ایک فقیر برتر دیر وہان بیٹھا ہوا ہے سرہنگ اُسے دیکھتا ہوا اُدھر سے گذرا کہ اُس فقیر نے
آواز دی کہ بابا ٹھہر ارے یہ تیری پیٹھ پر کیا لدا ہے سرہنگ پکارا کہ او خرد مند تجھے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہے اُسنے کہا کہ اگر
تو نہ بتائیگا تو آگے بڑھنے بھی نہ پائیگا یہ کہکر گیرکے ہاتھ زمین پر مارا کہ پانون سرہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سرہنگی
بھول گیا اور وہ فقیر اُٹھکر ہاتھ سرہنگ کا پکڑ کر کھینچ لیگیا اور خطاب کیا سچ بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہے تو کون ہے
سرہنگ نے کہا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا مین ساحران عنطلی آباد سے ہون نام میرا عنقاے جادو ہے جب سے
شہر عنطلی آباد برباد ہوا ہے مین یہان آ کر رہا ہون سرہنگ ملی سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنطلی آباد لٹا ہے اور
ملکہ جادو بھاگی ہے جب سے شاید یہ یہان آرہا ہے یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سرہنگ نے کہا کہ اے عنقاے جادو
اس پشتارے مین ایرج آفتاب پرست ہے کہ اُسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے مارے ہین اور مال و
خزانہ انکا اپنے قبضے مین لایا ہے مین اسے لیے جاتا ہون ملک سپائل مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقاے جادو
پکارا شاباش او ناعیار اگر عمرو مارا جاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون مین خداپرستون کے
نام کا دشمن ہون یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سرہنگ ملی کے لیا اور اُسی درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے
سے نکالکر ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو حلقہاے کمند مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک
جادوگر سر پہ کھڑا ہے ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہے اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہے مین نے
اس سے تجھے چھوڑایا ہے ایرج نے زور کیا حلقہاے کمند ٹوٹ گئے ایرج اُٹھکر عنقاے جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپنے
مجھپر بڑا احسان کیا نہین تو یہ عیار نہین معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ اس صحرا
مین آپنے کیون رہنا اختیار کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنطلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران
نے سب ساحران عنطلی آباد کو قتل کیا مالک بن زرد ہشت مارا گیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آرہا ایرج نوجوان
نے کہا اے عنقاے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنطلی آباد مین نہین ہے اب وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا
بادشاہ کرونگا مگر اے عنقاے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اسکا علاج کسی سے نہین ہوسکتا یہ کہکر رونے
لگا یہانتک رویا کہ آنکھین لال ہوگئین ہچکی لگگئی عنقاے جادو نے استفسار حال کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان

شاید مجھسے کچھ آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا ع مرا سوزیست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد + دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد عنقائے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ
کہیں کسی کے عاشق ہیں اور معشوق آپکا آپ کو نہیں ملتا اسکی جدائی میں بیقرار ہیں فرمایئے کہاں ہے معشوق آپکا
آپ کسپر عاشق ہیں ایرج نے کہا اے عنقائے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی میں مبتلائے درد محبت ہوں اور
جدائی یار میں بیقرار رہوں عنقائے جادو نے پوچھا فرمایئے کہاں ہے معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہاں سے بھی
لا سکتا ہوں ایرج نے کہا نہ آسمان پر نہ زمین کے اندر ہے خدا پرستوں کے قبضے میں ہے اُسنے کہا کہ نام و نشان بتلایئے میں
ابھی جاکر لاتا ہوں ایرج نے بیان کیا کہ اے عنقائے جادو تمنے سنا ہوگا کہ نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز
بیٹی لقا خدائے باختری جسکو قاسم یعنے پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب تک قاسم مرچکا مدت ہوئی کہ اژدہا
اُسنے نگل گیا لقا نے اُسے مجھے بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہے میری جدائی میں تڑپتی ہے قلعہ ذوالامان میں ہے عنقائے
جادو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اسے اٹھائے لاتا ہوں ایرج نوجوان کو کھانا کھلایا سر ہنگ ملی سامنے بندھا
ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا ایرج نے کہا میں اسے مارے ڈالتا ہوں عنقائے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو ملکہ گیتی افروز
کو لے آؤں پھر تمھیں اختیار ہے جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی
صورت بنکر تیار ہوا اڑکر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعہ ذوالامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ
آکر دیوار سرالبستان پر بیٹھا اور چہار طرف دیکھنے لگا کہ ملکہ گیتی افروز کونسی ہے قضائے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن
کی سیر میں مصروف تھیں اپنی خلیسین ہمراہ باتیں شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھیں کہ صاحبو ایسی ساعت سے
وہ مجھسے جدا ہوئے کہ پھر صورت اُنکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیاں کہہ رہی تھیں کہ
واری یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں خواجہ زادوں نے جو مدت بتائی ہے اسمیں تھوڑے ہی دن باقی ہیں خدا فضل کرے تو
اب بہت جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہے اس اثنا میں نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا
ہے اور چہار طرف دیکھ رہا ہے کہا کہ اے دل آرام میرا تیر و کمان تو اٹھالا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے
تیر کمان میں جوڑا ساتھ والیوں سے کہا کہ صاحبو میں فال دیکھتی ہوں کہ اگر اس عقاب کو میں نے مارا تو قاسم سے
ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہے اور جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع ہو جائیگی
ساتھ والیاں سوچیں کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملکہ کے دل میں
آئینگے اور عجب نہیں کہ ملکہ غم میں شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر کہا کہ بلا لوں فال
تو اچھی نہیں ہے اسکو دور کیجئے ملکہ گیتی افروز نے کہنا اُنکا نہ سنا تیر عقاب پر مارا عقاب کا خیال تو اور طرف تھا
ملکہ گوہر ملک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر دیا کا بالکل ہوش نہ تھا تیر آکر سینے پر جو پڑا پار گذر گیا اور
عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و بمطلب خود نرسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا اپنی جان نہ دینے آیا تھا
یہ صدا دیتا ہوا اڑ اچلا گیا محل میں ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی
یہ تو بڑی بلا دفع ہوئی اسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن جنیغم خوان آشام نے خوان تصدق کے
بھجوائے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کریں اور جسنے اس فال کا حال سنا کہا کہ بی بی
فال تمہاری راست آئی تمہاری کلفت کے دن بھی کٹ گئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہیں یہاں تو یہ باتیں
ہو ہی رہی ہیں مگر عنقائے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری بُرا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے مجھپر تیر مار کر کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جینا دشوار
کر دیا ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہو وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہ باتین تھین کہ
عنقائے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقائے جادو بصورت اصلی ہو گیا جان آسین ہین ہی
ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت تباہ کی ہر دم کہتا تھا کہ ای عنقا جادو مین بھی اپنی جان تیرے ساتھ دونگا
بعد تیرے زندہ نرہونگا آخر کار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے اُنھین مال و اسباب اُسکا دیکر
رخصت کر دیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہنگ ملی کو قتل کرنے اُٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر ٹپک ٹپک کر مر جائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو مجھے
نہ قتل کریگا تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا ای سرہنگ ملی
مین تجھے یہان نہ چھوڑونگا لشکر مین پہونچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان
کر کے اپنی راہ لیگا آگے بھی تو مجھسے دغا کر چکا ہی مجھے تیری بات کا اعتماد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور
سرہنگ کی مشکین باندھکر ساتھ لے لیا کر چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہو جاتی ہی سرہنگ ملی
کو درخت سے باندھ دیتا ہی گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کر کے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنیے کہ دوپہر کے وقت ایرج
نوجوان درخت کے نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری
سے پریشان ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ ای سرہنگ ملی عمرو تجھسے اپنا مال سیر کر گیا تھا اُسکی حفاظت تو
نہ کر سکا کیون تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اور ون کو معلوم ہوا اور حریف اُسمین آگئے تیری ہی نادانی سے قلعہ
بھی گیا غلام بھی عمرو کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آفتاب پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال گیا جان بھی گئی
بس اسی خیال مین رو رو کر دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا
اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سو رہا
ہی گھوڑا گھانس کھاتا پھرتا ہی قریب آکر جو دیکھا سرہنگ ملی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ ملی سے پوچھا کہ
یہ کیا معاملہ ہی مین تو شنون اُسنے تمام حال بیان کیا جانسوز بن قران نے کہا خوب مین اُسے باندھکر تیرے حوالے کرتا
ہون تو جہان جی چاہے اسے لیجا اور نکالکر دارو بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہو گیا
حلقہائے کمند سے باندھا سرہنگ ملی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تمھین اختیار ہی جہان جی چاہے جاؤ
سرہنگ ملی نے بہت سی دعائین دین جانسوز بن قران تو چلا گیا سرہنگ ملی ایرج کو پشتارے مین باندھکر پیٹھ
پر پشتارہ لگا کر ملک سبائل کو روانہ ہوا پائے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار نے کا
تتق اُٹھا کہ چرخ دوار کو تیرہ و تار کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے
نظر آیا سرہنگ ملی نے چاہا کہ راستہ کاٹ کر اور طرف جائے کہ اُدھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
اِدھر آتا تھا اب اور طرف کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے
نہ پائے سوارون نے گھوڑے دوڑائے چہار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا
ہی ناچار سرہنگ سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُسوقت سرہنگ ملی نے تمام حال بیان کیا
خورشید پکارا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار
ہو کر سرہنگ نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہو کر چلا دل مین اپنے کہا کہ ای سرہنگ ملی اقبال اس صاحب پرست کا یاد رہ

طالع مددگار ہین تو اسکا کچھ نہین کرسکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جو ارمنوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے انکو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا جاڑون پر سوار ہوکر ظلمات
کا راستہ لیا ادھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل وزنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر
شاپور شیردل کئی منزل تک برابر ایرج کو ڈھونڈھکر پھر گیا مالک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین پتا ایرج
کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سرہنگ کدھر لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے نکلوا کر
جمع کرو اور جو کچھ بہرا اسیر رہے کہ تلف نہ ہونے پائے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوا یا مال اسمین سے نکلوا کر ایک جگہہ ڈھیر
کیا چارطرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریا نشین کے بیٹھا ہی
ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہو کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہو ضرغام نے جاکر تمام حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ
قلعۂ ارمنوس حصار کھد گیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہوا اور ایرج کو سرہنگ کی پکڑ لیگیا ہی
اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا دادا جان کا مال تلف ہوا مین جاکر جہانتک لایا جائیگا لاونگا بس اپنے رفقا سمیت
قلعہ سے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کرکے بارہ ہزار صندوق مال و
جواہر کے لیگیا اور قلعۂ سرخان مین لاکر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری شب کو پھر شبخون
مارکر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طماسپ بن طہماس خود
مستعد ہوکر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مار کر لیگیا آج جسطرح ہو اسے
لیا چاہیے کوئی دوپہر رات گئی ہوگی کہ اسد نے برابر لشکر کے پہونچکر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھنکا اور تلوار کھینچکر جو گرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو ذیحیات نظر آیا اسے قتل کرنا
شروع کیا مگر طماسپ نے جو بوق کی آواز سنی گینڈے پر سوار ہوکر دوڑا برابر اسد غازی کے پہونچکر نعرہ کیا کہ او
دیوانے آیا مین کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاے اسد پکارا مجھے کیا غرض ہو کہ مین ہر کس وناکس
سے سامنا کرون اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنی اپنے باپ کے طریقے پر ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سبکو
بھگا یا ابرش گل اندام سکندری اسکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرأت
نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا طماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا
طماسپ بھی تعاقب مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے
روشنی معلوم ہوئی اسنے ضرغام شیردل سے کہا کہ دیکھو تو یہ روشنی کیسی ہی وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر
خورشید ستارہ پرست کا اترا ہوا ہی بس یہ سنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طماسپ کو لشکر خورشید سے
لڑوائے دیتا ہون اور یہ کہکر لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے
نکلگیا طماسپ جو یہان پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا ادھر ستارہ پرست بھی تیار ہو گئے لگی
تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے صبح ہوگئی طماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہی خورشید کا ہی اپنے دل مین کہا
کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہو کہ شبخون ہمارے لشکر پر جاکر گرتا تھا ادھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا
آفتاب پرستون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طماسپ سے مقابلہ ہوا طماسپ للکارا کہ او ستارہ پرست آج مجھے
معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا شریک ہوکر شبخون آکر گرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جاکر گرون البتہ
تونے میرے لشکر کو آکر تہ وبالا کردیا ہی مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طماسپ نے سانطور مارا خورشید نے

ساطور کو سپر پر روکا کہ دستہ ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین مین غرق ہو گیا مگر باگ مرکب کی جولی اور
اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرکے سر پر طرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو
اتر گئی طرماسپ نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ہو گیا گینڈا اور طرماسپ دونون گرے ستارہ پرستون
نے طرماسپ کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ طرماسپ کو قید کرو اسیوقت
آہنگرون کو بلوا کر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پانون مین ڈلوا دین جہان ایرج قید تھا وہین اسے بھی لا کر اسیر کیا
طرماسپ نے جو ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا اسلام کیا حال پوچھا کہ اس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی
خورشید کے ہاتھ کیونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ عنقائے جادو کے باعث سے اس عیار کے ہاتھ سے
چھوٹا اور مارا جانا عنقائے جادو کا مگر گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ ملی کو شکنین باندھکر ہمراہ لیکر چلنا
اور اثنائے راہ مین پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے پکتارہ
چھین لینا بیان کیا طرماسپ نے کہا آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیون کیا
چھوڑ کیون نہ دیا ایرج نے کہا ای طرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہین بلایا اور مین نے سنا ہے کہ
اب خورشید اور غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید پھر طرفدار خداپرستون کا ہو گیا
طرماسپ بولا خیر جو نیر اعظم کی مرضی لیکن یہان خورشید جو سپہر کو آرام کرکے اٹھا منھ ہاتھ دھو کر بارگاہ مین
آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے جمع ہوئے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ کے آیا
داہنی جانب خورشید کے دنگل پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت مزاج پوچھی اور کہا ای غضنفر
یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہے کہ عمرو ایسا شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا
اسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اسکے ناموس ملکہ جادو کو عوجان دریاباری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ
عورت شیرزن تھی کہ اسنے عزت اپنی بچائی عوجان کو مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارسنوس حصار کو کہ اسمین
تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ایسے نالایق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہے غضنفر بولا آپکو
اختیار ہے حقیقت مین اسکی بیمروتیان مشہور ہین شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ ہفت منظر سلیمانی پر کیا حرکت
بیہودہ کی تھی کہ انکے جسم اقدس پر کوڑا مارا تھا بیشک یہ پاجی ہے خورشید نے کہا مین اسے بلا کر تلقین بدین ستارہ پرستی
کرتا ہون اگر اسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہین تو قتل کرونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپکا نہین قبول کریگا خورشید
بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور چوبدار سے کہا کہ جا کر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار
اسد بن کرب غازی غضنفر کی بیعت کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سن رہا تھا
یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے لینے کو جاتا ہے اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تو چلکر عذر و معذرت کرکے خورشید سے بچا
اور ایرج کو قتل کرا تب اسد اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور طرماسپ کو لیے ہوئے داخل
بارگاہ ہوا بس اسد بیتاب ہو کر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھکر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدمون پر
سر رکھدیا اور کہا ای خورشید مین تمہارا گنہگار ہون یہ تلوار حاضر ہے مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمہاری کسیطرح گوارا نہین
جسقدر محبت مجھے شاہزادہ نور الدہر سے ہے اسیقدر تم سے ہے غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدر گیر سے کہا کہ دیکھو
بابا جان آئے اور اچھا رنگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدمون پر گرے ہوئے پایا سر کو اٹھا کر گلے
سے لگایا اور بولا ای اسد بن کرب دلاور مین نے بالکل خطا تمہاری معاف کی مجھکو تم سے کینہ کچھ نہین یہ کہکر

کرسی جواہر نگار منگوا کر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان
سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج نے
کہا ای خورشید پچھ مجھکو تمنے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار مکر و دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے
تمنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھکو سر میدان زیر کرو مین تمھارا دین قبول کرون ورنہ
تمھارے اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمھین چھوڑے دیتے ہین جب
سر میدان زیر کرینگے تو ستارہ پرست کرینگے بعد اسکے طرماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے
قبول کرنے مین اسنے کہا کہ آپ نے مجھے زنہاری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست
ہو جاؤن خورشید نے کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لاتے ہین
چاہا خداوند پرورین نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمھارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خرشید نے
کہا بلواؤ آہنگرون کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا توڑنا وقت پر مقرر
ہی یہ کہکر پکڑ کر ہاتھ کی ہتھکڑی پاؤن کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
اور اُٹھ کھڑا ہوا طرماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا
ساغر مے گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اُسکا گرم ہوا خورشید سے کہا کہ ای خورشید مجھکو عشق
نے مار ڈالا ہای عجب طرح کا بد قسمت ہون عنقاے جادو گیا تھا کہ قلعۂ ذو الامان مین سے ملکہ گیتی افروز
کو اُٹھا لائے وہ خود ہاتھ سے اُسکے مارا گیا ہای جسوقت عنقاے جادو تیر کھا کر میرے سامنے آکر گرا کیا تڑپ
تڑپ کر اُسنے اپنی جان دی اور مین بے نیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سنا آگ ہو گیا
نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچۂ بازاری بادر بخطا تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا
حالت کرتا ہون اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلا اتنا کہ
اسد دور ہو بچا اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تو نے اسی سے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے
باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکلگیا مگر کہان جائیگا مارونگا اسے
اور خورشید سے رخصت ہوکر مع طرماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھا
بابا وا جان خفا ہوکر چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر مجھے اور اسد غازی سے ایسا ربط و ضبط تھا کہ ہم اور
اسد یک جان دو قالب تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق مجھسے خفا ہو گئے
غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہوکر چلے گئے اور مجھے انکی خفگی سے
کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے انھین سلام تک نہین کیا آپ نے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے ملنا
اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھئی صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ برا اختلاط
نہین کیا اور اب چلکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھی مین تمھین تمھارے
باپ سے ملنے کو اب منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھئی باپ تمھارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہو گا تو
ایسا ہی ہوگا اور عجب بے کلیجے نڈر آدمی ہی کہ مرنے کو تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کر چکا مجھکو
اب اُس سے کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو آشناے راہ مین چھوڑیے حال ایرج اور طرماسپ
کا سنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آئے مال جو عمرو کا قلعہ مین سے نکلا تھا آدھا آپ لیا اور آدھا

لندھور کو دیا لندھور نے اپنا نصف حصہ اختیاطاً سے رکھوا دیا کہ کبھی یہ مال بہت بڑے شخص کا ہو دیکھیے اسکے
واسطے کیا آفت آتی ہی قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہی ا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو
آ پہونچے ایرج بولا کچھ پروا نہین ہی جو نیر اعظم چاہیگا وہ کرینگے اتنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج
اُترا ثمود عاد خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نورالدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کردیا ہی اور
کشیدہ رودیون کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائیو طبل جنگ بجواؤ کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد
اُس شہریار کے زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس برازبچے نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کرا ڈالا کشیدہ رودیون
نے کہا کہ بھائی ہم اپنے کو مردون مین شمار کرکے آئے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ
بجنے کو حکم دیا اُسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نیفے کرچلے گئے
ثمود عاد چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرہ باستے چاہا کہ مقابلے کو جاے
ایرج نے نہ جانے دیا کہا کہ مین اس لو سے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاؤنگا اور
مین نے تو سیکڑون دیوون کو مارا ہی مین جاکر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو جمکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا
ایرج کو ثمود عاد نے آنکھون مین خون اتر آیا کہا کہ او آفتاب پرست بیمروت تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے
شاہزادے کو تونے مار ڈالا ایرج نے کہا ای ثمود عاد قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ
ناحق اسعد نے مجھے بدنام کیا ہی یہ شخص غلط ہی اگر مین نورالدہر کو قتل کراتا اسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک
اپنے لشکر سمیت سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نورالدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تونے قتل نہین کرایا تو بارگاہ
سلیمانی کیون طلب کی بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا بھیجا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ
نورالدہر ہی دوسرے یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نورالدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہی یہ زندہ ہی تو
مین سر نہ اُٹھا سکونگا اس باعث سے تونے اُسکو قتل کرایا اور اب مکر کرتا ہی ہم تو بے آقا ہوگئے بغیر مارے تجھے
نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو اب دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہی لا جو حربہ تیرے پاس ہو
ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرلونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر ثمود عاد
پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا نیزے پر روکا کئی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی بعد مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی
کیا ثمود نے غیظ و غضب مین آکر چوبدست گران سنگ سر پر چرخ دے کر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا
شرارے نکلے جگر زمین خوف سے شق ہوگیا مرکب تنگ تنگ غرق ہوگیا ہر موسے پسینا جاری ہوا ملک سے بابک بند
ہوگئی ایرج بیہوش ہوگیا ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسپر کیا گذری شاہ نور دوڑا
گرد کے اندر گھسا پانی کا چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا ایرج کو بیہوش کھڑا ہوا ہی پکارا کہ شہریار ہوشیار ہو جیسے دیکھیے حریف
لاف و گزاف کر رہا ہی ایرج کی آنکھ کھلگئی کہا ای شاہ نور اس عادی نے بلا کی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون
مین درد ہو رہا ہی یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زین سے کود کر خشمناک
ہوکر ثمود عاد پر دوڑا ادھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی تماشا بینون کی یہ کیفیت ہی کہ کہتے ہین
یار دیو آدمی کی لڑائی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی جب تک ان دونون مین فیصلہ نہوگا ہمین تو کھانا پینا حرام ہی غرض کہ
پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہی کہ دم آچکا ہی فقط اپنے جسم کے لنگر پر لڑ رہا ہی کہ ایک

مقام پر ایرج نے ٹکر مار کر لنگر ثمود عاد کا توڑا اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ کر مشکیں
ثمود عاد کی ایرج نے باندھ لیں طبل بازگشت بجوا کر پھر ادو دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے ایرج بارگاہ میں
آ کر بیٹھا ثمود کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار کر
وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا مجھکو بعد شاہزادہ نور الدہر کے زندگی منظور نہیں ہے جہان آسے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کر
ایرج نے ثمود عاد کو زندانخانے میں بھیجدیا اس اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عادیوں نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے دونوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو
معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے نقیب نسب نسب کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج
مقابلے کو نکلا بعد از نگاورزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود نے
تلوار ماری ایرج نے وار اسکا رد کر کے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پہ پہنچی کہ تا ابرو اتر گئی
عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو چھا کر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقیاش کشیدہ رو
یہ حال دیکھکر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا القاش کشیدہ رو
میدان میں آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا اقران کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی لڑائی لڑ رہا ہے
اسلیے کہ سردار بہت ہیں کس کس کو زیر کرے لیجائے گا آخر کار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوئے اب کشیدہ رو
غصے میں آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھکر طہماسپ و دیلم شباط نے بھی اپنے گینڈوں کو دوڑایا لگی تلوار
چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستوں کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستوں میں ہوا کوئی منہ
پر کشیدہ رویوں کے نہیں چڑھتا بھاگے جاتے ہیں مگر ایرج نوجوان اور طہماسپ و دیلم شباط نے بہت سے
عادیوں و کشیدہ رویوں کو قتل کیا آخرکار تاب جنگ نہ لا سکے تمام عادی و کشیدہ رو اپنا اپنا مال و اسباب
لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست کتنے کام آئے
غرض حساب جو کیا اور لاشیں گنیں تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آتے تھے اور آفتاب پرست
چالیس ہزار سے زیادہ انھوں نے کھالیے تھے اور دس بیس ہزار لاشیں پڑی تھیں ایرج نے کہا یہ لوگ
بلا ہیں انکے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ نیر اعظم آفتاب تابان کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض یہی باتیں
کرتا ہوا بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوا سبھوں نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی
ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہے القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے
طہماسپ بن طہماس و دیلم شباط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام شراب
گردش میں ہے ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچے سامنے سے ہٹا دو اسی وقت خدمتگاروں نے سراچے اٹھوا دیے
چوبہائے طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے منقش کی ڈوریاں تکمہ ہائے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئیں ایرج سیر سبزہ صحرا کی
دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثنائے رب دو جہان ہیں گلہائے بوقلموں نیرنگ عالم دکھا رہے ہیں ہوا
سرد چلی آتی ہے عجب کیفیت ہے مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے
خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جسوقت گردش ہوئی علمہائے ستارہ پیکر نمودار ہوئے بعد اسکے اور جلوس گذرا
اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے آکر اترا ہرکاروں نے
آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد دونوں آئے ہیں ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہین ہو مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت وزیر کو بلاکر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال اسباب
جو عمرو بن امیہ ضمری کا تمنے لیا ہو وہ سب بجنسہٖ اسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران
ظلمات سے پھر کر آئینگے تو اُنسے فیصلہ کر کے لے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تمنے لیے ہین انھین چھوڑ دو
اور مجھسے اگر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ وجدل ہوگی وزیر نے یہ سنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست
دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چوکی مخملی منگواکر بچھوائی اسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر
پکارا کہ ایہا الناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جائے اور ہمارے نامے کا جواب
باصواب لیکر آئے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ ای خورشید مصرع
کار ما انیست و ما اینکار رایم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا ای غضنفر تمسے اور ایرج
سے عداوت قدیم ہی تمھارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہو تم ہرگز نہ جاؤ تمھارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ وہ
برازیچہ اگر دشمن ہو تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہو کہ ایلچی
رازوالے نیست خورشید ناچار ومجبور ہو کر بولا خیر جاؤ خداوند برزین تمھارا نگہبان ہو مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر
بولا تم تو ابھی سے اُس سے دبے جاتے ہو لڑوگے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیان دینا دیکھون تو وہ کیا کرتا ہی
غضنفر تو چند رفقا ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہرکارون کی ڈاک بٹھادی ہی
کہ ہین ایک ایک دم کی خبر پہونچے القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُکھڑواتا چلا آتا ہی یہ خبر
ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کر رہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے خبردار
آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسد تمام لشکر کو طی کر کے دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار پیادل کھڑے ہین
ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور بن سعدان اور رفقائے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر
کے واسطے لاؤ جب تک لوگ کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لمحہ بھر کے واسطے دنگل
اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر جواب وسوال کر کے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آ بیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ
بہزاد مرتد دوڑ پڑا کہ او دیوانہ بنج دیوانہ کیا سودائی پن کی گفتگو کرتا ہو تیرے واسطے کرسی آتی ہو اُسپر بیٹھ جانا بس یہ سنکر
غضنفر پکارا کہ او برافرادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سنا تلوار غضنفر پر ماری
غضنفر نے تلوار اسکی روک کر جو وار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر بیٹھی کہ تا دہا برو اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے
تو نے بہزاد کو زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچاکر قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار کا ہاتھ سے طرماسپ
کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منھ پھیرا غضنفر
نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو
سردارون کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اُسپر بھی وہی تلوار ماری
ایرج نے ٹھیلی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زیر بغل مین ہاتھ یا نیر اعظم آفتاب تاباں کہکر اُٹھالیا سر
چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر بیٹھا مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی اختیار کر
غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار نہ کر

تو بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیعت ہو چکا ہون اب کیا مین ہرجائی ہون کہ ہر ایک سے
بیعت کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد
کے بلانے کو روانہ ہوا لندھور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت
کرنے مین کچھ تمہارا نقصان نہین ہے جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپ کا دل میرے واسطے رکھا آپ اپنا
دل نہ دکھائیے مجھپر رحم نہ کھائیے سبحان اللہ کیا نمک حلالی آپ نے کی ہے خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپ نے آباد
کرائے عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جسطرح آپ ہوئے ہین بس اب میری سعی و سفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو مجھے قتل کر کہ اس اثنا مین جلاد آکر موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا کسکا سر رشتہ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے اسیوقت ریگ کا
چبوترہ بنا کر نطع اسپر ڈالدیا ہاتھ پکڑ کر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سر پر آ کھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہے لگا
ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچی اور تیغ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار بانکہ دار
ہے ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا مجھکو حکم دیجیے کسواسطے کہ مار ڈالنا میرا کام ہے زندہ کرنا میرا کام نہین ہے اور غضنفر
نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف دعا مانگنے
لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست سامنے
سے نظر آیا بطوق ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر لا کر بٹھالا ساقی کو
اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطردان پاندان چنگیر جو کچھ منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے مزاج پرسی کی پوچھا
کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم ایلچی گری تمہارے
پاس بھیجا تھا تمسے بعید امر ہوا کہ تمنے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہے مثل مشہور ہے کہ
ایلچی رازوالے نیست ایرج نے کہا کہ ای خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا دیکھیے بہزاد
اور طہماسپ کو کہ انکا کیا حال بنایا ہے مار ہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طہماسپ کیون اسکے ساتھ
سودائی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کرو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت مجھے آپکی
خاطر عزیز ہے اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹدی غضنفر قید
سے چھوٹ کر کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی لندھور سجدہ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجا لایا کہ غضنفر
بن اسد چھوٹ گیا مگر غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اٹھایا اور کہا کہ ای ایرج
صاحبقران مین نے بیعت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید کچھ بہادر ہے مگر یہ شجاعت و بہادری کیا جانے
مجھکو تمہاری خوشامد کرکے چھڑایا یہ بعید از جرائت و تہور ہے مین ایسے چاپلوس اور خوشامدی کی بیعت نہین کرتا اب
تمہاری بیعت کرنے پر راضی ہون اور اٹھا کہ لاؤ ہاتھ مین تمہاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آئیے بیعت کیجیے
خورشید محجوب اور شرمندہ بیٹھا ہے اور اپنے دل مین کہہ رہا ہے کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہے ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج
نے جیسے ہی ہاتھ پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر غضنفر نے
ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ او نابکار بچے ہم تیری بیعت کرینگے ادھر ہاتھ غضنفر کا بھرپور بیٹھا کہ
تمام بارگاہ آواز سے گونج گئی ایرج تیورا گیا اور ایک انگلی اسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے ایرج کو تو اٹھنے
مین دیر ہوئی غضنفر کود کر بھاگا ایک اور سردار اٹھا کہ غضنفر کو پکڑ لے مگر جو اٹھا اسے غضنفر نے

ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا نیلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار
ہو کر بوق بجا کر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہون اس دیوانے کو
غضب کیا اُسنے جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہے کہ غضنفر مارے ڈالتا ہے ایرج مرکب پر سوار ہو کر چلا کہ لینا
اس دیوانے کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہے کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہین یہان
خورشید نے اپنے دل مین کہا کہ ایرج غصے مین ہے ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے بس یہ خیال دل مین کر کے اُٹھا بارگاہ
سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب مین ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا تھا
ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آ پہونچا مین غضنفر نے ہر چند گھوڑے کو
کوڑا کیا مگر آگے نہ بڑھا اتنے مین ایرج آ پہونچا اور تلوار غضنفر پر ماری غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
ٹھا اور دونون پانون کٹ گئے غضنفر کود پڑا اور تیر کمان مین جوڑ کر مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ دو بلغے پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونون پیادہ پا
ہین غضنفر دبلا پتلا ایرج لحیم و شحیم کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ کھڑا
ہو کر پکارا کہ او دیوانے آیا مین وہین آ کر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہے ایرج کا کہ تلوون مین آبلے پڑ گئے ہین پانون
تھک گئے ہین چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ ادھر سے خورشید پہونچا ادھر شہاب بن فولاد اژدگیر اور عادل شاہ
اور سب رفقا غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہین کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ
ڈالو اور غضنفر کے لوگ بھی آ گئے تمھارے رفیق بھی آ پہونچے ناحق کشت و خون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل تمھارا
تمھارے سامنا ہے ایرج بولا اے خورشید تم ان لوگون سے ناحق ملتے ہو بابچے اس دیوانے نے تمھارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچوگے بہت بچاؤ گے یہ نہایت فیلیے ہین اور مین تو تمھارے کہنے سے پھرا جاتا ہون
مگر یہ غدار پرست اب زیر کاہ ہین تمھین معلوم کیا ہے کہ اس دیوانے نے تمسے بیعت کی ہے پھر تمھین دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے مین ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید غضنفر کو
ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا دو ہی جام
شراب کے پی کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ خبردار ایرج سے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ بجوایا ہے ایرج
نے کہا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگ بید رنگ بجے نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی
لشکرون مین تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا اسیطرح صبح ہوئی دونون لشکر میدان
جدال و قتال مین صف آرا ہوئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو چمکا کر نکلا میدان مین
آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا گھوڑا بھی پسینے مین تر ہو گیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز طلب کیا
ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم کو وہی تمھارا نگہبان ہے ایرج نوجوان مالک بن ملکوت شاہ سے
رخصت ہو کر مقابل خورشید ہوا خورشید پر تیغ نگاہ ڈالی دوڑ پڑا دونون مرکب برابر سے ہٹلئے اصل سلکر رانون مین
ایک نے دوسرے سے مقابلہ کیا بعد از ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی
یہانتک کہ سنانین بنانین بیکار ہو گئین اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھون سے
تلوارین کھینچ لین لگی تلوار چلنے دونون کیسے زبردست ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو بجلیان ہین کہ کوندی ہین یہانتک

کہ دو پہر تلوار چلی ایکبار گھوڑے نے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پہنچی کرتا دو ابر داتر گئی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن اسد نکلا آتے ہی بر س پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن قولاد اژدر گیر تے سامنا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہوا سعد و سعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوئے اب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے رات کو خورشید اور غضنفر کوچ کرکے مع لشکر چلے گئے یہان صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد و سعید کو میرے سامنے اسی وقت لوگ سعد و سعید کو زندانخانے سے لائے انھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیون نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسیان انکے واسطے بچھوائین پوچھا کہ مین نے کیونکر تمھین زیر کیا انھون نے جواب دیا کہ تو زبردست تھا ہم تیرے ہاتھون گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت مین رہو انھون نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہین قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو دونون نے کہا کہ ہمین جان دینا قبول ہے اور بیعت تیری کرنا قبول نہین ہے ایرج یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہانتک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا لیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو قید رکھو قید رکھیے لیکن مین روز قتل کیجیے گا تو مین نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ مین نے قید کیا ہے رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا ہے اور سب مجھپر ہنستے ہین اب مین اپنے کو ہنسوانے کا نہین لندھور نے سعد و سعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت کر لو آج ایرج صاحبقران بادشاہ اولوالعزم ہے مین نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہے تم بھی دست بیع ہو سعد و سعید بولے ای ہندی ہم ایرج پر عاشق نہین ہوئے ہین جو بیعت کرین اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کرین تو عاشق ہوا ہے بیعت کیے بیچارہ لندھور یہ سنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا بلاؤ جلادون کو اسی وقت جلاد آکر موجود ہوئے ایرج نے کہا جلد انھین چرخی پر کھینچکر تیرباران کرو میرے سامنے سے کہین نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دیوانہ اکثر آیا ہے اور چھڑا لیگیا ہے غرض اسی وقت ان دونون کو تیرباران کیا وہ مرد مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لندھور تو کمال متاسف اٹھکر چلا آیا یہان لاشے ان مسلمانون کے لشکر سے باہر پھنکوا دیے گئے قضائے کار اتفاقات فرنگا ضرغام شیردل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشین انکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد و سعید کو ایرج نے شہید کیا بس یہ سنتے ہی پہلے تو انکے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اسکے کہا کہ آج چلکر لاشین انکی لائینگے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو انکے خون کا عوض بھی لینگا اور فرمایا کہ سب قزاق تیار رہین القصہ رات کو کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور کنارے دریا اترکر اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دو پہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون کر کے قتل کرنے لگا سیقل سپہر گردان سپہر گردان طلائے کی گشت پر تھے دونون دوڑے کہ او دیوانے مدت کے بعد تو آیا ہے کہان چھپا بیٹھا تھا آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہین اور برابر اسد کے ہوکر پہلے سیقل سپہر گردان نے تلوار اسد غازی پر ماری اسد نے اسکا وار روک کر سر بتا کر جو کمر گاہ پر ہاتھ مارا تا تید خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے سپہر گردان دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا مین تجھسے عوض لینے کو یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی کہ مرکب کے پیچھے جاکر ٹھہری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر گردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے زنگیون کو قتل کیا اس اثنا مین خبر ایرج کو ہوئی وہ مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سنا کہ ایرج آتا ہے اسنے

لاشین سعد وسعید کی اٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے اسد پکارا کہ او بزاز بچے سعد وسعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین سیقل سپر گردان اور سپہر سپر گردان کو مار کر چلا اب تو مجھسے کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چلی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ جہازون پر سوار چلا جاتا ہے یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست آئینہ سکندری نکالکر دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہے اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیوانے ناک مین دم تو نے کر دیا اور مجبور ہوکر وہان سے پھر کر آیا سیقل سپر گردان اور سپہر سپر گردان کی لاشین اٹھوائین اور انکو جلایا پھونکا ادھر اسد نے سعد وسعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نورالدہر کو یاد کرکے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجوا کر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین ایستادہ دیکھا حیران ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی اسی طرف کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان جھت اور پردے آراستہ سائبان زربفتی آگے کھنچا ہوا نازنینان مہ جبین کا ہجوم نورالدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہے کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند تھی اسنے کہا کہ ارے بلاؤ اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہوگا سب نے آواز دی کہ آئیے ہماری خاتون آپ کو بلاتی ہین نورالدہر جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اُٹھی اور کہا آئیے خانۂ ما خانۂ شماست آپ مہمان ہین ہمارے شاہزادے نے جو صورت اسکی دیکھی مائل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑ کر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر بٹھایا اسباب عیش و عشرت سامنے مہیا کیا پوچھا کہ بھر کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آ نکلے شاہزادے نے کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون یہان اٹھا لایا وہ نازنین یہ سنکر ہنسی اور اُسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی تمھین سوتے مین اٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لائے ایسی بات نہ کہو کہ سنکر ہنسی آئے اور اُس نازنین مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھر کر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نورالدہر بولا کہ مین پوتا ہون صاحبقران کا نورالدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہے ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجوا کر سویا تھا صبح کو آنکھ جو کھلی اپنے کو یہان پایا اسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمھین کوئی اٹھا لایا ہے تو جہان کہوگے وہان پہونچا بھی دیا جائیگا تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نہ کرو اور یہ کہکر شراب پلانے لگی نورالدہر بھی نشے مین اختلاط کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بوسے لے مُنھ کے برابر جو مُنھ پہونچا ایک بوے بد مُنھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادہ نورالدہر کا پریشان ہوگیا بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یا یہ شور اشوری یا یہ بے نمکی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نورالدہر نے کہا کہ معلوم ہوا تو جادوگرنی ہے تیرے مُنھ مین سے بوے بد آتی ہے اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہے مین ساحرہ ہون نام میرا بدرہ جادو ہے بھانجی ہون دمامہ جادو کی مین ایک روز آذر کوہ کی طرف سے اُڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت شب تھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا عاشق ہوگئی اُس وقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا دل نے بیقراری کی اور آنکھون نے زاری کی ہر چند دل بیتاب کو سمجھایا اسنے نہ مانا آخر کار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بنا کر اُسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈالدیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق و شیدا جان مین تجھپر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ
برس کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ بو بے بد میرے منھ سے
آتی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھپر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نور الدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیا غضب
کر آئی افسوس اسد و طہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی بس بدرۂ جادو کو جواب دیا کہ او مردار تو نے
تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسیر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف تھوکنے کا بھی نہین
بدرۂ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نور الدہر بولا کہ جو تو چاہے سو کر بس
بدرۂ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نور الدہر کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل تجھے قید
کرون نور الدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی کھینچتا ہوا لے گیا اور مکان تاریک
مین لیجا کر بند کیا بے آب و دانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا
اسباب عیش و عشرت مہیا کیا کہا دیکھ اے عزیز کیون اذیت اُٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر ارے دیکھ اپنا
چاہنے والا نہین ملتا ہی نور الدہر نے پھر انکار کیا کہ او مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا مجھکو شیر کے پہلو مین
بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہوکر پھر پکارا کہ اے
شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر دہ زنگی تیرہ درون شاہزادے کو لیگیا
اور ایک چاہ تاریک مین لیجا کر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا اُسوقت
ساحرہ نے کہا اے شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر کہ اُسنے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نور الدہر کو قتل کرے
بدرۂ جادو نے منع کیا اور نور الدہر سے کہا ارے سیرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جائے مین تجھے بہت
چاہتی ہون مجھے قبول کر نور الدہر بولا کہ مین ہزار بار مر کر جیونگا مگر تجھسے نہ بات کرونگا بس بدرہ جادو
خفا ہوکر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نور الدہر کو پنجون مین دبوچ کر لے اُڑی اور آسمان پر سے
پھینکا کہ نور الدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا
مین تھا دوسرا دن ہوا نور الدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی اُدھر سے گذری نور الدہر پر نظر جو
پڑی زمین مین گڑے ہوئے دیکھا قریب نور الدہر کے آیا پوچھا کہ اے فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکاتہ کو مار ڈالونگا اور تمکو رہا کرونگا نور الدہر نے کہا آپ میرے
ساتھ اپنے کو نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کر سکینگے ناحق آپ بھی پھنس جائینگے قمرزاد
نے کہا اے فرزند پھر یہ بھی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نور الدہر بولا کہ بھاگیے وہ
ساحرہ آتی ہی قمرزاد ایک درخت کی آڑ مین تیر کمان مین جوڑ کر کھڑا رہا اتنے مین بدرۂ جادو آئی نور الدہر سے
کہا کیون اب تو نے سزا معقول پائی لے اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر اسی مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف
تھی اُدھر قمرزاد نے نشانہ باندھکر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن آہنی بدن ہی تیر ٹکرا کر اچٹ گیا
بدرۂ جادو نے پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موئے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہ گیا اور

بدرۂ جادو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نورالدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نورالدہر کو پکڑ کر کھینچتی ہوئی
دونوں کو باغ کی طرف لیکر چلی تھی کہ قمر زاد کے ساتھ جو دیو و پری تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرہ جادو نے اسم
سحر کا پڑھ کر گیر کہا کہ جو جہاں تھا وہیں جم کر رہگیا بدرۂ جادو اپنے باغ میں آئی قمر زاد کو لاکر سامنے بٹھایا
پوچھا کہ تو اسکا کون ہے قمر زاد نے جواب دیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے بدرہ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہاں
بدرہ جادو بولی میں اسیر عاشق ہوکر اسے اٹھا لائی ہوں لیکن یہ میری صحبت سے انکار کرتا ہے تو ہی مجھسے ہمبستر ہو
قمر زاد بولا او مردار کیا بکتی ہے ہم اہل اسلام ہیں ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت برلائے
اسنے کہا ارے موے تو بھی اسی کا ساتھی ہے میں تم دونوں کو قتل کرونگی قمر زاد نے کہا جو تجھسے ہوسکے وہ کر ہمکو مرنا
گوارا ہے لیکن تجھسے صحبت ہونا گوارا نہیں بدرہ جادو یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور دونوں کو ستونوں سے
بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قائم کیا اور آپ مبتلاے خواب مرگ ہوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ادلوس جنی
ایک طرف سے پیدا ہوا نورالدہر کو سلام کیا کہا کہ میں اس لکاتہ کو مارتا ہوں آپ نہ گھبرائیے اور تلوار کھینچکر چلا
تھا کہ آنکھ بدرہ جادو کی کھلگئی ادلوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے تو کون ہے ادلوس اُڑکر چلا گیا اسنے پہچان لیا
کہ یہ ادلوس جنی تھا رات بھر جاگی کہ پھر ادلوس آئے تو اسے بھی گرفتار کروں جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا
کہ تو ان دونوں کو لیجاکر اسی چاہ تاریک میں بند کر شعلہ زنگی کھینچتا ہوا لیگیا اور دونوں کو اسی چاہ تاریک میں بند
کیا اور چار جانب چوکی پہرا قائم کیا بدرہ جادو ہر روز ایکبار نورالدہر اور قمر زاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی
کہ میرا کام دل حاصل کرو نہیں تو اسی طرح قید خانے میں گھلا گھلا کر مار ڈالونگی مگر یہ جواب صاف دیتے ہیں کہ ہمسے
توقع کسیطرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے میں بھجدیتی ہے چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر
سوار آئی بدرہ جادو سے ملاقات کی اسنے کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خداپرستوں سے ملی ہوئی ہو اور ہمسے بھی ملتی ہو اسنے
کہا کہ ای بدرہ جادو میں تو خداپرستوں کے خون کی پیاسی ہوں انھوں نے میرا گھر برباد کرا دیا تمام طلسم کو ہر بار کے
جادوگروں کو مار ڈالا میں طلسم سے بھاگی ہوئی تھی جب خداپرست طلسم کو برباد کرکے جا چکے ہیں اُسوقت پھر وہاں
گئی بدرہ جادو بولی ای عظیمہ جادو کیوں جھوٹھ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمھارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نورالدہر
کو چھڑائے میری آنکھ کھلگئی تو وہ بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہے بلکہ اُسنے خداپرستوں
سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا بدرہ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑ لاؤ تو میں جانوں کہ تم خداپرست نہیں ہو عظیمہ جادو بولی
بلا لوں جسوقت وہ ہاتھ لگا اُسیوقت اسیر کرکے لے آؤنگی مگر آپ نورالدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ میں اسے ذبح کروں
یہی تو قاتل ہے تمام ساحران طلسم کو ہر بار کا بدرہ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا
ای بدرہ جادو جیسا کہ میں ان خداپرستوں سے جلی ہوں کوئی ایسا کم جلا ہوگا انکو پاؤں تو بیسے پر رکھکے بوٹیاں
اُڑاؤں بدرہ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو میں بہت خائف ہوں خداپرستوں سے کہ انھوں نے شہر کے شہر جادوگروں
کے تباہ و برباد کر دیے ہیں عظیمہ جادو نے کہا بلا لوں کچھ اقبال ہے انکا کہ ہمیں لوگوں میں سے انکے شریک ہوے اور
ساحروں کو قتل کرایا چنانچہ عقلی آباد میں ملکہ جادو نے تمام جادوگروں کو قتل کرایا اسیطرح اور مقاموں پر بھی ایسا ہی
کچھ ہوا نہیں تو خداپرست کیا جان رکھتے تھے کہ ہم لوگوں سے سامنا کرسکتے ایک اژدہر میں تو انکا کام تمام ہوتا اور ای
بدرہ جادو یہ خداپرست نحس قدم بھی ایسے ہیں کہ جہاں یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا جسکے پاس رہے اسے مار ڈالا
اسواسطے میں اور زیادہ مصر ہوں کہ اس موئے خداپرست کو مجھے دیدو کہ میں اسکے کباب لگاؤں بدرہ جادو نے کہا

ای عظیمہ جادو تم اسے برا نہ کہو مین بدل اسیر مائل و مبتلا ہون میری جان اسپر جاتی ہی ایسا حسین تو مین نے آج تک
نہین دیکھا وہ مجھسے انکار کرتا ہی مجھکو جلاتا ہی مین اسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اسے کوستی ہو
مجھے برا معلوم ہوتا ہی عظیمہ جادو بولی بلا لون جو وہ آپکا پیارا ہی تو ہم اسے آنکھون پر بٹھائینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور
ای ملکہ جادو حقیقت مین وہ ایسا ہی صاحب جمال ہی اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے
بہت خوشامد اور چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نورالدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت
حسین بنکو بیٹھی نورالدہر کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نورالدہر ادھر سے منھ پھیرے بیٹھا ہی بالکل
اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو نے کہا کہ لیجا اسے شعلہ زنگی آیا شاہزادہ نورالدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو
نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا ای عظیمہ جادو دیکھا تمنے ہائے کیا بیدرد ہی کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین اپنا درد
کیونکر مٹاؤن اس محبت کا ستیاناس ہائے کیا بری چیز ہی عظیمہ جادو نے اٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین
قربان لاکھ جانین میری نثار بلا لون سامنے آپ کے تو مین اس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جاکر
اسے سمجھاؤن کہا ای عظیمہ جادو تمھین اختیار ہی جاؤ سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر جبر و اکراہ و سحر اسکے دل کو پھیرنا
رجوع نہ کرنا یہ مجھ مین بھی طاقت ہی کہ بسحر اسکی طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر ای عظیمہ جادو اسمین مزہ نہین
عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین بسحر سے رجوع کیا تو پھر کیا تکلف ہی مین اسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ
جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ زنگی سے کہا کہ ملکہ عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا
اور جب یہ نورالدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا اسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی
ملکہ عظیمہ جادو اٹھکر نورالدہر کے پاس آئی سلام کیا بیٹھی نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار یہ بدرہ جادو بلائے بے درمان
آفت جہان ہی سحر مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہی مین باوجودیکہ خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سر بکھ ہوکر اسکا
سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے ہنسیے بولیے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر
جمالون تو پھر اس لکا نہ کو ماردون نورالدہر بولا ای عظیمہ جادو مین کیونکر اس سے ہنسون بولون اسکی گندہ دہنی سے تو
دماغ پریشان ہوا جاتا ہی عظیمہ جادو بولی بلا لون جس طرح ہوسکے آپ اس سے التفات کرین نورالدہر نے کہا اچھا جیسا
تم کہوگی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے ہمصحبت نہ ہونگا عظیمہ جادو تو چلی گئی جاکر سو رہی بدرہ جادو جو سویرے کو
اٹھی منھ ہاتھ دھوکر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو بھی اٹھی منھ ہاتھ دھوکر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ
جادو نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا پوچھا کر کیون عظیمہ جادو تم گئی تھین کیا کیا عظیمہ نے کہا ایسا کچھ کیا ہی کہ تم اسے بلاؤگی تو معلوم
ہوجائیگا بدرہ جادو بولی سچ بتا واسطے تمنے راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلائیے اس سے جھوٹ سچ سب ثابت
ہوجائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کی حکم کیا کہ لاؤ نورالدہر کو عظیمہ جادو بولی کہ بلا لون رفتہ رفتہ رام کیجیے کچھ کچھ
مین نے اسے آپ کی طرف راغب کیا ہی کہ اس اثنا مین نورالدہر کو لوگ لیکر آئے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھا لیا
جام شراب پیش کیا نورالدہر یا تو اسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا یا آج لیکر پی گیا اسنے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا ای
بدرہ جادو عاشق ایسے ہی ہوتے ہین جیسی تم ہو ہمین پیار بھی کرتی ہو اور ستاتی بھی ہو جو ہونا تھا ہو گیا کیا تمنے ہمین ایذائین
پہونچائین دن کی دھوپ رات کی اوس ہمارے اوپر گذری چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا پھر رو خواب ویلا نہ داب
رکھا واہ واہ سبحان اللہ اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جو تمنے جفائین کین ہمنے اٹھائین ہم تو
سمجھ چکے کہ ہمارے عزیز ہمین مردہ جان چکے ہان تمھین اسنے ملاؤ گی تو ملاقات نصیب ہوگی بس یہ سمجھ جو

شاہزادہ نورالدہر سے سُننے بلائین لینے لگی دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس
زیادہ چاہت نہ دکھائیے الغرض شراب کا جام چلنے لگا گزک اُڑنے لگی بدرۂ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ
ملکہ سبحان اللہ کیا کار نمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان کیا ہی اس روز دو پہر رات گیے تک یہی صحبت رہی
بعد اُسکے شاہزادہ الگ سو رہا بدرۂ جادو الگ سو رہی دو روز اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے
ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا کر کہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی
بلا لون آج ایسا ہی ہوگا خوب تم اُسکو شراب پلا کر مست کیجیے گا اُدھر عظیمہ جادو نے نورالدہر سے آکر کہا کہ آج اِس
نکاتہ کو مین مارتی ہون آپ بھی آج ذرا اُس سے نپٹیے گا اور عظیمہ جادو نے ادلوس سے داروے بیہوشی لی کیونکہ
ادلوس جنی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو نے تمام
شراب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نورالدہر آپ تو پیتا نہین بدرۂ جادو
کو پلائے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون نے یہ نقشہ دیکھا سرک سرک گئے نورالدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھا یا وہ تڑپنے لگی نشتر غمزے پوڑھے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان
نہین ہون تم کیا کرتے ہو نورالدہر نے بدرۂ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نورالدہر نے عظیمہ
جادو کو آواز دی جب وہ آئی نورالدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو سو کرو عظیمہ جادو نے
ادلوس جنی کو آواز دی جب وہ آیا کہا کہ بیٹا مار اس نکاتہ کو مگر یہ روئین تن آہنی بدن ہی ادلوس یہ سُنکر گیا اور دو
سلین بڑی بھری اُٹھا لایا ایک بدرۂ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اسکے سر پر مارا ہزار
ٹکڑے ہوے بدرہ جادو واصل جہنم ہوئی ایک شور و غوغا بلند ہوا تاریکی چھاگئی مکان سحر کے تمام کر جیان ہوکر
اُڑ گئے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من بدرۂ جادو بود نورالدہر اور قمر زاد اور تمام لوگ اسکے جو گرفتار سحر
تھے رہا ہوئے تمام مال و اسباب بدرۂ جادو کا نورالدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے
بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی کی قمر زاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا
کہ اب مجھے آذر کوہ پر پہونچوا دیجیے قمر زاد نے تخت پر سوار کرکے دیوون کو ہمراہ کرکے روانہ کیا دیوون نے ایک
صحرا مین لاکر اُتار دیا اور بتا دیا کہ وہ سامنے آذر کوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکے چلے گئے نورالدہر حیران و پریشان وہان
سے چل نکلا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نورالدہر کو اُٹھائے لیے
چلا گیا بعد کچھ دیر کے آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا
کسواسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت
عمدہ ہوگا خوب مزے لے لیکر کھاؤنگا نورالدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو
کھلاؤنگا تیری قضا میرے ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگلجاے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر
اس زور سے دبایا کہ ہڈی تک انگلیان ہوگئین دیو بلبلا گیا اور کہا کہ او آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے
جھٹکا دیا کہ مُنھ کے بھل سامنے آ رہا شاہزادہ اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اسے ٹانگ پر باندھکر
جو مارا چارون شانے چت زمین پر آیا سنبھلنے نہ دیا کہ کود کر چھاتی پر چڑھا پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کہا
یا مین نے تجھے مارا بس بہتر اسمین ہی کہ دین خدا پرستی اختیار کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو
خود آمادہ مرگ ہون تو مجھے مار ڈال تو بہتر ہی نورالدہر کو یہ سنکر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُتر استفسار حال کیا کہ

آخر کیون تو آمادۂ مرگ ہے وہ اور زیادہ رویا کہ آنکھون سے دو نالے خون کے بہے نورالدہر نے کہا حال تو
اپنا بیان کر اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین درد عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہے نام میرا دیو مرآت
ہے مین قبر جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہے اُسکی نگہبانی کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اُسکا
نام ہے مین اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلو اس تھا چند روز کے
بعد وہ آئینہ پری کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا
مین بھی کنارے تک طلسم کے پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤگے
تو مفت مین پھنس جاؤگے اور اُسکا کچھ نہ کرسکوگے ناچار ہوکر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یاد معشوق مین رویا کرتا
تھا ایک دن ایک دیو نے مجھے سمجھایا کہ تم تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ زلزلۂ قاف لقب سلطان
حمزۂ صاحبقران یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اٹھا لا کہ اُن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی
فتح کرینگے اور تیری معشوق کو بھی تجھے لا دینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا
زلفین خلیلی خال ابراہیمی سے پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران مین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمانے
کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد زلزلۂ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اب اپنے حسب و نسب
سے مجھے آگاہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلۂ قاف ہون نورالدہر میرا نام ہے دیو قہقہہ خشمی کو کئی مرتبہ
شکست دے چکا ہون تو مجھے انارستان سلیمانی پر لیچل خدا چاہیگا تو اُسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھے لا دونگا مگر
جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے عرض کیا میری جان تک حاضر ہے جام آپ جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو
مرآت نے دعوت شاہزادہ نورالدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھون پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم
انارستان سلیمانی کے لاکر اتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سرخ کا معلوم ہوتا ہے اور گرد قلعہ کے
خندق ہے اُسمین بجائے آب خون جوش مار رہا ہے اور آگے قلعہ کے کوسون تک درخت انار لگے ہوئے ہین شاخون مین
بڑے بڑے انار لٹکے ہوئے ہین بعضے پھٹ پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سرخ سرخ معلوم ہوتے ہین گلہائے سرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سرخی عجب کیفیت دکھاتی ہے ہوائے خوشگوار چلی آتی ہے برجون مین
سے قلعہ کے شعلہائے آتش نمایان ہین نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ کیطرف
بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اُسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نورالدہر نے
اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازۂ قلعہ تک ہو آ پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص قلعہ کیطرف
روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا یعنے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع ہوئے تھے ہوائے
تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر گرنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دب گیا اور ستون گرد و غبار بلند ہوا
کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ
نورالدہر وہان سے پھر آیا اور دیو مرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین بلحاح و زاری
بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی ہے تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راؤٹی استادہ
کی نورالدہر شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے راؤٹی مین داخل ہوا بعد نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے
دو شبانہ روز کہ بیقراری مین بسر ہوگئی تیسری شب ہے اب عجب عالم ہے کہ بھوکھ کا جدا غلبہ ہے پیاس کی الگ شدت ہے
نیند کا جدا خمار ہے بلبلا کر پکارا کہ پروردگارا واسطے اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اس طلسم کا معلوم ہو جائے اور لوح

مجھے ملے کہ طلسم کو فتح کر دن اس مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشون رہتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ
آنکھ شاہزادے کی لگ گئی عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرما رہے ہین ای نورالدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم
تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہین اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہونچیگا
وہان دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے کے آئیگا اور لوح اسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ جسوقت حوض مین پانی پی کر چلنے
پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم کر کے اسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیر نے تیرے خطا کی اُسپر تیرا
تو پھر وہ ہرن بارہ برس تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھ کر آنکھ شاہزادے کی
کھلگئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ اسپر دعا لکھی ہوئی ہی پاس رکھا ہی تمام مکان نورانی ہی خوشبو آتی ہی بہت خوش ہوا کہ
خواب تیرا سچا ہی وضو کیا نماز صبح پڑھی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آئیے مجھکو تاب
آپ کی مفارقت کی نہین تین روز آپ کو بخور و خواب بے دانہ و آب ہو چکے ہین شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا
اور سجدہ شکر بجا لا کر باہر نکل آیا دیو مرآت قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی اب
ہمنے طلسم فتح کیا اور تمھارا معشوق تمسے ملایا کیونکہ ہمارے بزرگون نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمین عنایت کی دیو مرآت
شاہزادے کو اپنے مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سو رہا
جب سہ پہر کو بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اسی حوض پر
پہونچا تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہی کہ گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف اللون نئی نئی
آوازون سے خوش الحانیان کر رہے ہین نورالدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوے سفید رنگ مثل برق جہندہ سامنے سے
پیدا ہوا کہ تمام بال اُسکے مقیش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونون سینگ مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے
تھے اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے مین اُسکے پڑی ہوئی ہی اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہی تو لوح کی تڑپ پر
نگاہ نہین ٹھہرتی ہی بلکہ خیرگی کرتی ہی نورالدہر نے اپنے دل مین کہا یہی آہو لوح دار ہی اگر خدا فضل کرے تو اُسکو
شکار کر کے لوح لیجیے طلسم کو فتح کیجیے کہ اس اثنا مین وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمین سے پیا اور رقاصی کرنے لگا
خوب ناچا کہ شاہزادہ نورالدہر محو ہو گیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر بحر کمان مین پیوستہ کیا وہ ہرن اب چاہتا
تھا کہ چوکڑی بھرے اور گریزان ہو نورالدہر نے بسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کر نشانہ ہو گیا
ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکلگیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے سے
لے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس بمجرد اُسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی صدا
بلند ہوئی آوازہ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوے جادو حافظ
لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم و سیاح این عجائبات اگر فضل الٰہی سے لوح تیرے ہاتھ
لگے تو دیکھ گرد قلعہ طلسم کے دریا بجاے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہو نا سو قدم کے
بعد ایک تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین مین نصب ہی اور قلابہ آہنی جڑا ہی یہ اسم پڑھکر تو اُسے اکھیڑ کر الگ ہٹ جانا
اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنوان نمایان ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اس چاہ مین چلا جائیگا دریا خشک ہو جائیگا
اس زمین خشک مین سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند برق لامع اس سے پکار کے کہنا کہ
ای مرکب طلسمی تو مجھے سوار کر کے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا تو یہ اسم جو حاشیہ لوح پر

لکھا ہی پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہوجائیگی اور پاس تیرے سر جھکا کر کھڑا ہو جائیگا تو اُسپر
سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد ناب کا تین سو گز بلند ہی اور اُس
مینار پر سے ایک زنجیر تا بہ زمین لٹکی ہوئی ہی وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجا کر گرد اسکے کاوا لگانے لگیگا تو اسی
حالت گردش مین اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھنا سر اُس گھوڑے کا اُٹھا کر اپنے
دامن مین لے لینا اور زنجیر پکڑ کر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائین جانب لوح
کے لکھا ہی پڑھ کر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے آکر
بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے خواہان تھا کہ
سر کمیت جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینکدیگا وہ اُسے خوش ہوکر کھا جائیگا بعد اُسکے
وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہی بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم نارستان سلیمانی
مین پہونچا دے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہو بس تو بے تامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز کریگا
پھر جہان تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دین بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا بس
نور الدہر یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اُسکے اُسی جانور پر سوار ہوکر راہی ہوا وہ
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اُسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے مین بیٹھا ہی اور وہ جانور اسقدر
بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کا کان کے برابر سے جو نکلا آنکھین شاہزادے کی بند
ہوگئین بیہوش ہوگیا اُسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اُس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اُسکی کھلی اپنے
کو ایک درہ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے وقت کھینچکر خنجر اس مرغ کی پشت پر مارا کہ سینے سے پار
گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلۂ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من طائر جادو بیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہی نور الدہر نے اپنے
دل مین کہا کہ یہی مرغ بنکر مجھکو لایا تھا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم چلا تھا کہ ایک بگولا خاک کا پیدا ہوا اور
اس لاش کو اُڑا کر آسمان پر لیگیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نور الدہر سمجھا کہ وارث اسکے روتے ہوئے
لاش کو اُسکی لیے جاتے ہین یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درہ کوہ کے اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام
کرتی ہی درخت انار کے لگے ہوئے ہین مگر پھل نہین ہین فقط پھول ہر درخت مین پھولے ہوئے ہین اور
جانوران سرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی کر رہے ہین آوازین اُنکی ایسی سریلی ہین
کہ کبھی ایسی صدائین نہ سُنی تھی نور الدہر سیر تماشا دیکھتا ہوا مزے اُنکے سُنتا ہوا چلا آتا ہی کہ ایک بارہ دری
کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سرخ کی ہی اور انواع اقسام کے ساز وہان رکھے ہین اور آوازین
اُنھین سے چلی آتی ہین مگر کوئی بجانے والا نہین معلوم ہوتا آپ سے آپ گتین نکل رہی ہین گویا وہ ساز
بارہ دری کی نوا سنجی کر رہے ہین اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہین کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہین کہ کسی آیندو روند سے اُنھین سروکار نہین شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہوگیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہان کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اتنے مین ایک آواز آئی
کہ ای عزیز آیا ہی طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش مین آ لوح کو دیکھ نہین تو گرفتار ہوجائیگا لوح چھین جائیگی
کہین کا نہ رہیگا یہ آواز جو کان مین پہونچی پردہ ہاے غفلت اُٹھ گئے ہوش مین آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا

کہ اے عزیز باتمیز تو اندر بارہ دری کے چلا جا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سُرخ پہنے
ہوئے بیٹھا ہی اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھولونکا رکھا ہی اور ایک جانور سُرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا
ہی اور ایک نازنین سُرخ پوش آگے اُس ساحر کے رقاصی کر رہی ہی اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھ کر اُس نازنین
اور گلدستے پر دم کر رہا ہی اور ایک ساز بھی رکھا ہی جو خود بخود بج رہا ہی تو اسے للکار کر او حرامزادے تو کیا یہ
شعبدہ بازیان یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہی مین ملک الموت تیری جان کا آ پہونچا وہ ساحر تیری آواز سنکر گلدستہ اُٹھائیگا
کہ تجھپر مارے تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہاے آتش چمک کر جادوگر
پر گرینگے کہ اُسکے بدن مین آگ لگجائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سُرخ کا جو اُسکے سامنے
رکھا ہی اسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نور الدہر نے جو کچھ حکم لوح کا ہوا
تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کود غل شور کی صدا کان مین اُسکے پہونچی کہ کشتی مرا نام من گلنار جادو
بود مگر نور الدہر خم مین کود کر بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کہ کھڑا ہون ایک سمت
کو چل نکلا جاتے جاتے ایک جگہہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہواے خوش چلی
آتی تھی اس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بیشہ ہی اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہوگئے ہین انکے دانے مانند یاقوت سُرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض انارون کے دانے سفید
مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر وہ انار ہنس رہے ہین
اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت انار کے
پاس لگا ہوا ہی جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہی اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہی
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نور الدہر کو جان بچانا مشکل
پڑگیا تھا کوئی گدے سے پیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ چوٹ قرار واقعی آئی گھبرا کر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر بیشہ اناران مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سیر کرکے اندر انار کے درختون کے چلا جانا کچھ خوف دل مین نہ لانا جب کوس بھر
زمین طے کر چلیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہی اور اُسپر ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلہ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور لپکتا رہا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہی تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام
اُسکا تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نور الدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان تیرہ و تار ہوگیا
ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہوگیا بعد اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ بیشہ انار ہی نہ وہ جادوگر ہی اپنے کو ایک
میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ
نظر آیا ابھی قلعہ کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور لشکر ساحران غدار کا دکھائی دیا
ہزار ہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہی اُسکے آگے

بائین

ناقوس پھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل دکر گردن آتشین پر سوار کوئی شیر واژدر آتش فشان پر سوار
بیچ مین سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد واطراف ہین اور ساحران غدار چلے
آتے ہین یاسامری یاجمشید کا غل ہی آگے تخت کے بیرقین نقرئی طلائی اُسپر سنوبان کی تصویر بنی ہوئی
بس ایک مرتبہ ان ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پر پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہی اسی نے تمام طلسم
انارستان کو فتح کیا ہی سب جادوگر در بندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پر
ہی اب یہ بچ کر نہ جانے پائے بس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے
آگ کا دریا بہا یا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیر باران کیے کسی نے سانپ بنا کر پھینکے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گیند
طلائی مارا کہ وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہو کر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے گرد ایک
دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہوئے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہو کر آتی تھی شاہزادے کے دائرے کے
پاس پہونچکر پھر جاتی تھی جسنے تیر برسائے تھے وہ تیر جو پھرے اسی ساحر پر آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا ہو گیا اور
اسکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا جسنے دریاے
آب جاری کیا تھا وہ خود اسمین ڈوب مرا اور غریق دریاے لعنت ہوا جنھے زور جادو سے عقرب پیدا
ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوئے جنکے سحر سے سانپ پیدا ہو کر دوڑے تھے وہ موذی آپ ڈسے گیا
غرض تمام ساحر سحر کر تھکے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اترا اژدر شیر
کی صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت ٹھگئی شاہزادہ
نورالدہر سے پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہو اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جانے
شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو دم کیا
ایک دم مین ہیئت اُسکی منگنی ہاتھ پانون زمین پر مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او نابکار دیکھ شکل
اپنی انارستان جادو ذلیل ہو کر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا ہی بلوہ کر کے اسے پکڑ لو
سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے لی لڑنے لگا دو چار گھڑی مین کشتون
کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرادی کوئی منھ پر شاہزادے کے نہین چڑھتا دور سے غل کر رہے ہین
شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر مقابلہ کرتا ہی تو ہاتھ
سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پر پرواز پیدا کر کے اُڑ چلا اور کہا کہ ای طلسم کشا اور کسی وقت تجھے سمجھونگا
شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑ کر کمان مین جو مارا وہ میان
سر جن پر پڑا سر کو توڑ کر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا فی النار والسقر ہوا غل و شور برپا ہوا جہان
تاریک ہو گیا پر اسکے خاک اڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من انارستان جادو
بود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک پریزاد کو
لیے ہوئے بیٹھا ہی اور اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کر دہ کہ رہی کہ تو
مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تو نے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا یہان لیکر آیا پھر مار کیون
نہین ڈالتا دیو کہ رہا ہی کہ تو عاشق ہی دیو مراٰت ہر اسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب ہوگی مین تجھے یہین
قید کر رکھونگا بس یہ کلمات سنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست تو آئینہ پری کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہان مین آ پہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سرسیاہ ودندان
سفید شاید تو طلسم کشا ہی جو طلسم کے اندر آیا مین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاؤنگا یہ کہکر
دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا تیغ گرد وغبار
بلند ہوا کہ شاہزادہ اُسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا
بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر تیغ گرد سے باہر نکلکر پکارا کسکو تو نے مارا کسکا کام تمام کیا حریف تیرا مین موجود
ہون دیو نے ابکی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اسے اُٹھا کر حلق مین ڈالے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ
مُنھہ کے بھل آ رہا ایک گھونسا جو تقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چیخ کھا کر گرا تڑپنے لگا آخر دم
توڑ توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعہ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری
شاہزادے نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوے دیو مرآت دور سے
کھڑا تماشا دیکھہ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہو گئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ
نورالدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا تو بھی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین
دین نورالدہر نے مال واسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغہ زرافشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک
گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوائے مسجدون کی
بنا پڑی سکہ نام پر ہرمز تاجدار کے جاری ہوا بعد اسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام
جمشیدی نمود یا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادہ نورالدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے
ہین ہواے خوش چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نورالدہر سے خطاب کیا کہ ای عزیز دیکھ مین کتنا بڑا
بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان وشوکت پر مجھے آیا تھا اور
کلمہ تکبر لب پر لایا تھا سرکشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی ای عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہ اسی کو
زیبندہ ہی اور اسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض وسما مالک ہر دوسرا ہی شعر مرا در رسد کبریا و منی * کہ ملکش قدیم است
وذاتش غنی * آدمی جب تک زندہ ہی اُسکے اپنے نیک وبد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو
آباد وشاد رکھے تا کہ بعد مرگ ہر ایک اُسے بہ نیکی یاد کرے دنیا سراے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نورالدہر یہ سنکر
بہت رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے کہا ہان بھی نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب
مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے
مُنھہ دھویا کہ ایکبار مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی شی کو دیکھین اُسنے عرض کیا کہ
آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی روح جمشید
کی مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر آجائیگی شاہزادہ
نورالدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھروا کر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا کہ مجھے حمزہ صاحبقران
کا حال معلوم ہو جائے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشور گیر مع عمرو وکرب ومقبل وفادار
ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زبرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے سردار مع شاہزادہ
بدیع الزمان بارگاہ مین زبرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اُسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال مجھپر روشن ہو جاوے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گہرا ے اختر شناس وجملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد وطہماس کو نہ دیکھا سخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا
مین ہے اسمین اسد مع رفقا بیٹھا ہے پھر حال طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دریافت کیا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے قریب الموت ہے بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو
مرآت کو دکھایا کہ یہ رفیق ہے میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہے جلد مجھے یہان سے نکال اسی صحرا مین
پہونچا دے اگر یہ مرگیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو مرآت نے یہ سنکر تمام کاروبار مال واسباب بنا مقبرہ
جمشیدی کا آئینہ پری کے سپرد کیا اور ہر ایک دیو سے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین ابھی
شہریار کو پہونچا کر بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نور الدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کرکے پردۂ دنیا کیطرف
روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ مقبرہ جمشید کا مابین پردہ قاف و پردۂ دنیا ہے بلکہ دنیا نزدیک ہے القصہ دیو
مرآت شاہزادۂ نور الدہر کو طرفۃ العین مین اسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اس شہریار عالیوقار کا دکھا یا قبض روح کا میری ملک الموت کو حکم
دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہے نور الدہر یہ حال طہماس کا دیکھکر بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ وسلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غش طاری تھا زندگی
سے عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسپر سے بے آب ودانہ گذرے تھے آنکھون مین دم
تھا فقط نفس شماری باقی تھی نور الدہر ہر چند پکار چلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اسی فرش خاک
پر خود بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اٹھا کر زانو پر رکھا گرد منھ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی منھ مین
ٹپکایا اور ایک چھینٹا منھ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صدف امید کو گوہر مقصود سے
مالامال پایا دیکھا نہ شاہزادۂ نور الدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہے یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہریار یہ خواب ہے یا بیداری
شاہزادۂ نور الدہر نے کہا عین بیداری ہے مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاک ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اٹھا لے گئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی بنا کر سر اسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر ڈالگئی تھی جسے تم
دیکھکر یہ سمجھے کہ نور الدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہریار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہے جو کچھ عرض کرون
نور الدہر نے بغلون مین ہاتھ دے کر اسے اٹھا بٹھایا طہماس قدمون پر سر رکھکے پھر بیہوش ہو گیا آخر کار
شاہزادے نے دیو مرآت سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو مرآت نے
ایک کاندھے پر نور الدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اڑا یہان ہرمز تاجدار کہہ رہا ہی
گہرا ے اختر شناس سے تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہے کہ شاہزادہ نور الدہر زندہ ہے اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اس شہریار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ
کب اس شہریار کو ہم دیکھنگے گہرا ے اختر شناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہے
ہرمز تاجدار نے کہا کہ علم لگاؤ کب تک ملاقات ہوگی گہرا ے اختر شناس نے پھر نجوم مین زور دیا اور دوسرا زائچہ
کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہریار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹھا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہریار جانب آسمان سے آئیگا دیو اسکو لائیگا القصہ پہر دن رہے ہرمز تاجدار

اور تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہو کہ
بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہو گیا اور اُسی اندھیرے مین ایک ستارہ چمکتا
ہوا آسمان پر نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہو گھراے اختر شناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
وہی دیو ہو اور اُسکی پشت پر وہ ستارہ باوقار نورالدہر نامدار ہو کہ اس اثنا مین وہ ابر قریب آیا کہ نورالدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادۂ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب دیو زمین
پر آیا نورالدہر پشت دیو سے کودا سب سردار دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹے نورالدہر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور
آپ ہرمز تاجدار سے قدمبوس ہوا و بغل پر آکر بیٹھا طہماس کو گھراے اختر شناس کے سپرد کیا کہ اسکا علاج
کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادہ نورالدہر تھا شربت دیدار اسکی دوا ہو گئی دو ایک
روز مین قوت و توانائی آ گئی طبیعت بحال ہو گئی اچھا ہو گیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت مین آیا گرد پھرا
تصدق ہوا تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری ہو پہونچی تھی باہے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام
نے حضور کو دیکھا نورالدہر نے اسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی
کا حال پوچھا ہرمز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہو وسط دریا مین کہ اسے قلعہ سرخان کہتے ہین اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہان چھپکر بیٹھا ہی مگر وہ وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہو سکینگے شاہزادہ نورالدہر نے
کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیون پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہرمز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جس
کوہ یا صحرا مین قیام کرتا تھا ایرج پاس آئینۂ سکندری ہو اُسمین دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد
بھاگتے بھاگتے مجبور ہو کر قلعۂ سرخان مین جا بیٹھا نورالدہر نے کہا مین اُسکے واسطے جام جم لایا ہون یہ جام آئینے
سے بھی زیادہ ہی مین اسے ابھی بھیجتا ہون اور شاہزادہ نورالدہر کے پاس تین تلوارین طلسمی ہین ایک طلسم تھہری
سے نکالی ہو کہ نام اُسکا تیغہ خان ہو دوسری طلسم خیال مین سے ہاتھ آئی ہو کہ اُسے بلارسان کہتے ہین
تیسری طلسم انارستان سے پائی ہو کہ اسکا لقب تیغۂ زر افشان ہو چنانچہ جام جم مع تیغۂ زر افشان
سلیمانی دیو مرآت کو دے کر فرمایا کہ مژدۂ سلامتی ہمارا مع ان تحفون کے اسد بن کرب کو دے آ اور کو و بتا دیو
مرآت نے عرض کیا کہ مین اسد غازی کو نہین پہچانتا نورالدہر نے کہا اچھا مین تجھین اسد غازی کو
دکھائے دیتا ہون یہ کہکر جام جہان نما مین پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ اے جام جہان نما تجھے قسم ہو روح
جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہو جائے اور صورت اُسکی نظر آ جاے بعد ایک لمحہ کے
اُسی قلعہ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کہ لے دیکھ اور
پہچان لے دیو مرآت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ اب مین نے پہچان لیا ابھی جا کر یہ
دونون تحفے پہونچاتا ہون بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغہ زر افشان لیکر روانہ ہوا یہان اسد
بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت قلعۂ سرخان مین بیٹھا ہوا اور کہ رہا ہو کہ افسوس کچھ حال بھائی صاحب
کا معلوم نہ ہوا گھراے اختر شناس کہ نجومی بیبدل ہو اکثر احکام اُسکے سچے ہوئے ہین مگر شاہزادے
کے حق مین جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور مین نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے واسطے دن بدن ترقی
ہوتی جاتی ہو یہ کہکر نورالدہر کی یاد مین رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے کہ یکایک تیز ہوا
لگی چلنے اور روے آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہو اور اُسی طرف

دیکھتا آتا ہی یہانتک کہ اسد کی جانب اسنے رُخ کیا اور لوگ تو وہان سے بھاگ گئے مگر اسد غازی نے
تیر کو کمان مین پیوستہ کر کے کمان کو کھینچا کہ سیسر قوس کا کڑکا دیو مرآت نے دیکھا کہ یہ تیر تجھیر مارا چاہتا ہی
سہم کر چلایا کہ خطا میری کیا ہی یہان تو کوئی گوشہ بھی نہین کہ اُسمین چھپ رہون ای شہریار مین شاہزادہ
نورالدہر کی خدمت سے آتا ہون تحفے آپ کے واسطے لایا ہون تجھپر تیر نہ مارے اسد غازی نے جو
نام شاہزادہ نورالدہر کا سُنا تیر و کمان کو ہاتھ سے پھینکدیا دیو کی جانب دیکھنے لگا دیو جس وقت قریب آیا قدمون
پر آکر گرا اسد نے سر اُسکا اُٹھایا گلے سے لگایا حال شاہزادۂ نورالدہر کا پوچھا دیو نے تمام حال جو شاہزادے
سے سُنا تھا بیان کیا اور وہ جام اور تیغہ نذر کیا اسد نہایت خوش ہوا اور وصف اس جام کا پوچھا دیو مرآت نے
کہا کہ یہ جام جہان نما ہی اُسمین جس شخص کا حال چاہیے دریافت کیجیے اسد نے یہ اوصاف جو سنے اچھلنے لگا کہا
کہ اب یہ برازنجچہ میرے ہاتھ سے کہان جا بچکر جائیگا بہت آئینہ سکندری پر نازان تھا مجھکو خدا نے جام جمشید
عنایت کیا دیکھو تو کیسے ناکون چنے چبواتا ہون خدا بھائی صاحب کو سلامت رکھے عجب تحفہ میرے واسطے بھیجا ہی
الغرض دیو مرآت کو رسید اُس جام اور تیغے کی دی اور ایک عرضی لکھدی کہ بھائی صاحب کو دینا اور عرض کر دینا
کہ جان نثار جلد آکر قدمبوسی مین حاضر ہوتا ہی دیو مرآت تو رسید لیکر راہی ہوا ادھر اسد دلاور نے اپنے
رفیقون سے کہا کہ اب چلکر لشکر پر اس آفتاب پرست کے شبخون مارونگا سبھون نے کہا بسم اللہ چلیے غرض
مال و اسباب تو حاکم قلعہ کے سپرد کیا اور آپ کشتیون پر سوار ہو کر دریا پار اُترا اور ایک درۂ کوہ مین پہونچ کر قریب
لشکر ایرج کے قیام کیا لشکر ایرج کا ارمنوس حصار کے سامنے اترا ہوا ہی تیاری کوچ کی ہو رہی ہی کہ دو پہر رات
گئے اسد آکر شبخون گرا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کیا کھاتا پیتا سوتا جاگتا جو ذی حیات سامنے دکھائی دیا وہ
مارا جاتا ہی تمام خیمون مین آگ لگا دی ہی سارا لشکر تہ و بالا ہی چہار طرف ایک غلغلہ ہی کہ اسد دیوانہ آکر شبخون
گرا ہی نیر اعظم اسکی شر سے بچائے یہان تک کہ اب کوئی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ ایرج بیدار ہوا سنا کہ اسد آکر
شبخون گرا ہی تمام لشکر کو قتل کر رہا ہی ایرج بولا پھر یہ قلعہ سرخان سے کہان نکلجائیگا میرے ہاتھ سے ابکی بغیر مارے
نہ چھوڑونگا اور جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر چلا اسد کو جو ایرج کے آنے کی خبر معلوم ہوئی بوق بجائی کہ
یاران بدر روید غرض مع رفقا ایک سمت کو راہی ہوا ایرج صبح تک اسد غازی کو ڈھونڈھا کیا کہین پتا
نہ لگا بہت جھنجھلایا اور پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ خون بہنے لگا اور کہا کہ جان جائیگا وہین پہنچ کر ہلاک
کرونگا اور ویلم شاطر زنگی سے خطاب کیا کہ تم جاکر کنارہ دریا کا روک لو کہ یہ دیوانہ قلعہ سرخان کی طرف
نہ جانے پائے پھر مین اسکو صحرا مین گھیر کر مار لونگا ویلم شاطر زنگی تو یہ سنکر چالیس ہزار زنگیون سے جاکر کنارہ
دریا کا روک کر کھڑا ہو رہا یہان ایرج نے آئینہ سکندری مین دیکھا معلوم ہوا کہ اسد دامنہ کوہ مین ہی بہت
خوش ہوا کہ ابھی قلعہ سرخان مین نہین پہونچنے پایا اب بچ کر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا کہ راستہ دریا کا
رکا ہوا ہی پس مع چند سرداران نامدار روانہ ہوا ادھر اسد جو آیا جتنی رات باقی رہی تھی سو کر کاٹ دی صبح کو
نماز پڑھی جام نکالکر دیکھا معلوم کیا کہ ایرج اسیطرف چلا آتا ہی اور قریب آ پہونچا ہی پس جلدی سے بوق بجائی
کہ ای یاران تیار شوید جو جس مقام پر بیٹھا تھا جس کام مین تھا سب چھوڑکر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا دوسری
بوق مین سب تیار تھے گھوڑون پر اسوار تھے تیسری بوق مین راہی ہوئے اور دوسرے راستے سے آکر لشکر ایرج
پر روز خون مارا قتل کرنا شروع کیا مگر یہان ایرج جو دامنہ کوہ مین آیا پہلے درہ کو گھیر لیا کہ کسی طرف سے نکلنے نہ پائے

بعد اُسکے لینا لینا پکڑنا پکڑنا کہتا ہوا اندر جو درے کے آیا کسی متنفس کو وہان نہ پایا گھوڑون کی لید ٹوٹی ہوئی رسیان
تسمے رکابون کے پڑے ہوئے دیکھے حیران ہوا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا سیماب کی خاصیت رکھتا ہی کہ کسی جگہہ اسے قرار
نہین نہ کبھی یہ تھکتا ہی نہ کبھی بیمار پڑتا ہی عجب طرح کا سخت جان ہی پھر خیال مین گزرا کہ شاید میرے آنے کی خبر سنکر
چلا گیا ہوگا نکالکر آئینہ سکندری کو جو دیکھا عجب طرح پر دیکھا کہ لشکر پر گرا ہوا آفتاب پرستون کو قتل کر رہا ہی
گھوڑے کو کوڑا کیا چلا اپنے لشکر کی طرف یہان اسد غازی کی یہ کیفیت ہی کہ ہزار ہا آفتاب پرست قتل کر ڈالے
ہین خیمے جلا دیے ہین کچھ دکانین حلوائیون نانبائیون کی لوٹ لی ہین کھانے کا سامان درست کر لیا ہی مگر مالک بن
ملکوت شاہ اور بہزاد مرتد کو ڈھونڈھ رہا ہی دیر بہت ہو چکی ہی یہ خیال مین گذرا کہ ایرج پھرا ہوا نہ آتا ہو بس
جام جمشید مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج قریب آپہونچا ہی بس بوق بجائی کہ ای یاران بدر روید مع رفقا صاف نکلا
چلا گیا ایرج جو لشکر مین پہونچا شور و غل سنا کہ دیوانہ لوٹ لیگیا قتل کر گیا ابھی چلا گیا ایرج نے کہا ارے یہ کیونکر
میرے آنے سے آگاہ ہو جاتا ہی ہر ایک نے جواب دیا کہ نہین معلوم کیا امر ہی مالک بن ملکوت شاہ اور
بہزاد مرتد دونون آئے اپنی سرگذشت بیان کی کہ ہم چھپے ہوئے تھے ہمکو دیوانہ ڈھونڈھ رہا تھا اگر پا جاتا تو کبھی
زندہ نہ چھوڑتا ایرج نے جواب دیا کہ مین نے تو قسم کھائی ہی کہ اس دیوانے کو بغیر مارے ہوئے گھوڑے سے نہ اترونگا تم
نہ گھبراؤ کیونکہ راستہ دریا کا مسدود ہی ولیم شاطر زنگی وہان موجود ہی یہ کہکر پھر آئینہ دیکھا اسد غازی کو ایک صحرا مین
پایا پھر اسد کے تعاقب مین روانہ ہوا اسد نے یہان لوٹ کا مال خوب نوش جان کیا اور فراغت حاصل کر کے
جام جہان نما مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج نے پھر تعاقب کیا ہی بس بوق بجائی اور مع رفقا سوار ہو کر اور راہ سے
آکر لشکر ایرج پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا ادھر ایرج جو صحرا مین پہونچا اسد کو نہ پایا وہان
سے پلٹا ادھر اسد نے جام مین جو دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج پھرا ہوا آتا ہی پھر ایک سمت کو راہی ہوا کہان تک گذارش
کیا جائے کہ ایرج نے تین شبانہ روز اسد کا تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا سات بار ان تین شبانہ روز مین اسد نے لشکر
ایرج پر شبخون مارا مگر ساتوین مرتبہ جب شبخون مار کر جانے لگا تو پکار کر کہا کہ اس نرّاز بچہ سے کہدینا کہ کیون میرے
پیچھے مفت تباہ ہوتا ہی زندگی بھر مجکو نہ پائیگا اگر اسکے پاس آئینہ سکندری ہی تو میرے پاس بھی جام جمشیدی ہی
کہ مجکو شاہزادہ نورالدہر نے بھیجا ہی وہ آئینہ مین کیفیت دیکھتا ہی مین جام مین اُسکا حال دریافت کرتا ہون
میرے تعاقب سے کچھ حاصل نہ ہوگا اگر تا قیامت میری جستجو کریگا تو بھی نہ پائیگا ایرج جو لشکر مین اپنے آیا اور
حال جام جمشید کا سُنا متردد ہوا اور سوچا کہ اب تعاقب کرنا اس دیوانے کا فضول ہی بس کمر کھولی بارگاہ مین
آیا کھانا کھا کر تین روز کا تھکا ماندہ تو تھا ہی سو رہا پھر جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
ادھر اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ اب ایرج کس فکر مین ہی ضرغام وہان سے چلا لشکر
مین ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کر کے داخل لشکر ہوا یہانتک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک خدمتگار
اندر سے آتا ہی وہ تو چلا گیا اب ضرغام شیر دل اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہی سامنے
آئینہ سکندری لگا ہوا ہی دربار آراستہ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین یہ رنگ
دیکھکر وہان سے پھرا اور آکر خدمت مین اسد دلاور کی تمام حال بیان کیا اسد نے ،، ای ضرغام مین بھی اس سے
آئینہ لیے آتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور وضع اپنی تبدیل کی ایک کاغذ دستار مین رکھ لیا نامہ بر کی صورت بنکر لشکر ایرج
کی طرف روانہ ہوا ضرغام شیر دل ہر چند کہتا رہا مگر اسد نے کسی کو ساتھ نہ لیا آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا

سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دربان سے کہا کہ جا کر ایرج سے خبر کرو کہ ایلچی شاہزادہ نور الدہر کا آیا ہی
چوبدار نے آکر ایرج سے عرض کیا حکم دیا کہ آنے دو خبردار روکنا نہین اسد اندر بارگاہ کے گیا بطریق اہل اسلام
سلام کیا ایرج نے کرسی پر بٹھایا تا مطلب کیا اسد نے نامہ دستار سے نکالکر ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج نے جو دیکھا
لفافے پر کچھ نہین لکھا ہی پوچھا کہ ای ایلچی یہ نامہ کیسا ہی جسکے سرنامے پر کچھ نہین لکھا ہی جواب دیا کہ جو کچھ لکھا ہی اندر
اسکے لکھا ہوا ایرج نامے کو کھولنے لگا اسد نے ہاتھ آئینے کی طرف بڑھا کر آئینے کو دیکھنا شروع کیا اہل دربار
یہ سمجھے کہ آئینہ سکندری نہایت عمدہ آئینہ ہی شاید یہ اسکے نقش ونگار دیکھتا ہوگا جیسے ہی اسد نے دیکھا کہ
آنکھ طہماسپ کی بچی ہی جست کرکے قریب دروازۂ بارگاہ کے پہونچا دربان سمجھے کہ ایلچی جواب نامے کا لیکر
پھرا جاتا ہی ایرج نے جو نامے کو دیکھا کچھ لکھا نہ پایا محض کاغذ سفید سر اٹھایا کہ ایلچی سے کہے یہ کیسا نامہ تو لایا ہی
دیکھا تو ایلچی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ چکا ہی اور آئینہ اسکے ہاتھ مین ہی نعرہ کیا کہ او چور تو آئینہ لیے جاتا ہی اسد
پکارا کہ او نبراز بچے سنو اسد بن کرب لاو آئینہ لینے آیا تھا بھلا کیسی نامہ بری و ایلچی گری ایرج خود اٹھکے دوڑا
کہ او دیوانے مین تجھے کہان جانے دیتا ہون لیکن اسد غازی بارگاہ سے باہر آیا کسی نے اسکے روکنے کا قصد بھی
نہ کیا بلکہ نام سنتے ہی لوگ سامنے سے ہٹ گئے راستہ صاف کر دیا اور کہا کہ میان یہ ملک الموت ہی اسے کون روکے
جو روکے وہی مارا جائے اسد گھوڑے پر سوار ہو کر صاف نکلا چلا گیا اتنے مین ایرج بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ اسد
دور پہونچ گیا ہی بس پشت مرکب پر بیٹھ کر تعاقب کیا للکارتا جاتا ہی کہ او دیوانے تو جہان جائیگا مین بھی
وہین آؤنگا اور آئینہ تجھسے لونگا یہ کہتا جاتا ہی اور مرکب کو تیز کرتا جاتا ہی اسد یہ بھی نہین کہتا کہ تو بکتا
کیا ہی بکٹٹ گھوڑا اڑائے ہوئے چلا جاتا ہی اسد کا مرکب بہت چالاک و چست تھا دور نکل گیا اور جاتے جاتے
ایک قلعۂ کہنہ پاس پہونچا کہ ایک مدت سے وہ قلعہ ویران پڑا تھا آبادی نہ تھی آدمی کا نام ونشان بھی نہ تھا مکان
ٹوٹے ہوئے دکانین خالی بعضی گری ہوئی بعضی بوسیدہ گھاس جابجا اگی ہوئی بوے انسان کوسون نہین ہر مقام
پر ابابیلون کے چھتے ہر دیوار پر چھپکلیان بیٹھی ہوئین زاغ بول رہے ہین کوٹھون پر درخت اگے ہوئے
ہین عجب ہیبتناک وہ مقام ہی اسد دل مین کہہ رہا ہی کہ خدا خیر کرے یہ مقام مجھے بہت بد معلوم ہوتا ہی لیکن ایرج
کے خوف سے اندر اس قلعہ کے چلا آیا ہی کہ قریب ایک بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک غول
چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے نکلا اور بولا کہ او آدمزاد ابلیس پر تلبیس نے تجھے میرے واسطے بھیجا ہی
تو جائیگا کہان اسد پکارا کہ او حرامزادے مین ملک الموت ہون تیری جان کا وہ غول یہ سنکر بہت برہم ہوا
اور ایک چوبدست پھرا کر اسد پر ماری اسد نے خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی خاک اڑی غول پکارا کہ
افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا کھانا نصیب نہ ہوا اسد نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے مین زندہ ہون تونے مارا
کسے غول نے دیکھا کہ آدمزاد کھڑا ہی پھر چوبدست اٹھانے لگا کہ مارے اسد نے چالاکی سے تلوار ماری کمرگاہ
پر پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاش اسکی تڑپنے لگی مگر جب غول سے اور اسد سے سامنا ہوا تھا تو اسنے ایک چیخ
ماری تھی اسد تو اسے مار کر آگے بڑھا ایک جادوگرنی سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت وہان سے نکلی اور
اس غول کو جو مردہ دیکھا اپنے دونون ہاتھون سے منہ پیٹ لیا اور پکاری کہ او ظالم غضب کیا تونے کہ میرے
معشوق کو مار ڈالا دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسم سحر کا پڑھ کر کچھ دانے ماش کے اسد پر مارے اسد تلوار
کھینچکر ساحرہ پر چلا تھا کہ ہاتھ خشک ہو کر رہگیا بدن مین طاقت باقی نہ رہی اس ساحرہ نے کر مسلسل جادو

اسکا نام تھا اسد کو اسیر کر لیا مگر صورت دیکھتے ہی بیہوش ہو گئی اور پکاری کہ تو نے خوب کیا جو اس موئے غول
کو مار ڈالا مین تجھپر عاشق ہوئی ہون مجھے تو قبول کر اسد بولا او لکاتہ یہ دوسرا غمزہ کیا مجھسے تو یہ گفتگو نہ کرنا
ہمارے خاندان مین کوئی جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوا مین تیری طرف نگاہ بھی نہ کرونگا تو چاہے مجھے زندہ
رکھ چاہے مار ڈال اُسنے کہا دیکھیو پچتائیگا اسد بولا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین آمادہ مرگ ہون اُسنے کہا کہ تجھکو
دفعتاً تھوڑی مار ڈالونگی اس طرح تارونگی کہ تو بھی یاد کریگا کہ کسی کے معشوق کو مارا تھا یہ کہکر اسد کو قلعہ سے باہر لائی
اور سامنے پہاڑ کے لاکر آدھا زمین مین گاڑ دیا اور کہا کہ اب دن کی دھوپ رات کی اوس تجھپر گذریگی تجھے دانہ ملیگا
نہ پانی اسد نے کہا تو جو چاہے سو کر مین تیرے اختیار مین ہون اور اپنے دل مین کہا کہ اے اسد یہ تو اب چلی جائیگی
اور ایرج اگر تجھے مار ڈالیگا ایسی صورت ہو کہ ایرج کے ہاتھ سے تو بچے بس جیسے ہی مسلسل جادو اسد کو قید
کر کے چلی اسد غازی نے پکار کر کہا کہ اے مسلسل جادو جو تمھین یہ منظور ہے کہ مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائے
تو خیر نہین تو کچھ ایسا بندوبست کر جاؤ کہ کوئی جانور موذی مجھے گزند نہ پہونچا سکے اُسنے کہا اچھا سوا میرے
اور کوئی نہ آ سکیگا اور کچھ سرسون کے دانے پڑھکر گرد اسد کے پھینکدیے اور کہا کہ اب خاطر جمع رکھ کوئی تیرے
پاس نہ آ سکیگا یہ کہکر مسلسل جادو چلی گئی بعد تھوڑی دیر کے ایرج بھی وہان پہونچا اسد غازی کو دیکھا کہ زمین
مین گڑا ہوا ہے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ تجھے کسنے قید کیا ہے کہا کہ ایک ساحرہ نے
ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر چلا جب حد سحر مین پہونچا دیکھا کہ دیوار آہنی حائل
ہو گئی ہے سمجھا کہ جادوگرنی حد سحر قائم کر گئی ہے پیچھے ہٹا پکارا کہ او دیوانے تو مبتلائے سحر ہے بس یہی قید تجھے کافی
ہے یہ کہکر وہان سے پھرنے کا ارادہ کیا تھا اسد پکارا اے ایرج یہ آئینہ اور جام دونون میرے پاس موجود
ہین تو اپنا آئینہ تو مجھسے لیے جا ایرج پکارا او دیوانے بکا خود ہوشیار تو مجھکو فریب سے پھنسایا چاہتا ہے کہ مین
بھی تیرے پاس آکر گرفتار سحر ہو جاؤن ہرگز تیرے دم مین نہ آؤنگا اسد پکارا کہ بس اسی منھ پر دعوی صاحبقرانی
اور لاف و گزاف کرتا ہے کہ مین صاحبقران ہون اور حمزہ میری نہیب شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا
تو امیر کشورگیر کی برابری کیا کریگا صاحبقران نے تو شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے اب ظلمات
مین واسطے جادو کے تباہ کرنے کو گئے ہوئے ہین تو ایک جادوگرنی سے ڈر کر بھاگا جاتا ہے لعنت ہے تیری
اس صاحبقرانی پر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر ہے کہ پردہ قاف مین جادوگرون کو مارا
طلسم کو ہر بار فتح کیا یہان بھی کئی طلسم توڑے تو جا کر پیشہ بزازی کر اسمین تجھکو نفع خوب ہوگا اگر لندھور
تیرا شریک نہ ہوتا تو تیرا یہ اوج ہرگز نہ ہوتا اور مین تو اگر حیات مستعار باقی ہے تو اس عذاب سے چھوٹ ہی
جاؤنگا یہ کلمے جو سنے ایرج کو غیرت آئی کہا کہ او دیوانے اگر مین صاحبقران ہون تو اس ساحرہ کو بغیر مارے
نہ جاؤنگا وہ ساحرہ کہان رہتی ہے مجھے نشان تو دے اسد غازی نے کہا وہ سامنے قلعہ کہنہ ہے اسمین رہتی ہے
ایرج نے کہا کہ جا کر اسے مارتا ہون یہ کہکر اُسی طرف روانہ ہوا اسد غازی نے اپنے دل مین کہا کہ یہ اُس
جادوگرنی کا کیا کر سکیگا خوب تو نے اسکو پھنسوایا مگر ایرج جو ادھر کو چلا اپنے دل مین خیال کیا کہ
حمزہ صاحبقران جو ساحرون کو مارتا تھا تو اسکو اسم اعظم یاد تھا سحر ساحر کا اُسپر تاثیر نہین کرتا تھا مجھکو تو کوئی اسم
یاد نہین تو کیا کر سکیگا مگر بہ فریب پیش آنا چاہیے بس یہ باتین اپنے دل سے کرتا ہوا قریب اُس جادوگرنی کے
مکان کے آیا قربان سے کمان ترکش سے تیر نکالکر تیر کو بجر کمان مین پیوستہ کر کے آواز دی کہ اے مسلسل جادو

مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون ذرا باہر آؤ مسلسل جادو کے کان مین جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون تیرا
ملاقاتی آیا ہو دیکھو تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آئے اور
نشانہ کرون تیر جو مارتا ہے گلے پر پڑا کہ توڑ کر نکلگیا وہ تڑپ کر گری شور گیر و دار بلند ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہر
اسکے خاک اڑا رہے تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی آخرکار وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
مسلسل جادو بود جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلکر اس دیوانے کو لیجیے مگر اسد غازی نے
جو قید سحر سے نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہان اسد مقید سحر
تھا وہان نہ پایا بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہے ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا
مین اور تعاقب مین اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہے بھاگا ہوا چلا جاتا ہے اور ایرج تخیم شحیم اس سے دوڑا
نہ جاتا تھا یہان تک کہ اسد جاتے جاتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار مین کود پڑا ایرج جو
وہان پہونچا پکارا کہ او دیوانے تو اپنے پانون سے گور مین گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار مین کودا اسد غار مین چلا جاتا
تھا کہ ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکلکر للکارا کہ او دیوانے آیا مین اسد پکارا
کہ آؤ تو معلوم ہو ایرج جھنجھلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد
تو اسکی آڑ مین ہو کر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو پھیر کر اس پتھر کی آڑ سے نکلجانا یہ خیال اپنے
دل مین کرکے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا دہنی طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائین طرف
سے نکلکر غار کی طرف چلا رجعت قہقہری کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طی کرکے غار پاس پہونچگیا
اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست اب تو یہان سرگردان رہ مین تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہون ایرج
پکارا کہ ارے برائے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزاز بچے اب ذرا تو حیران و سرگردان تو
پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو چمکاتا ہوا راہی
ہوگیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا اور
خیال مین گذرا کہ ای ایرج پیادہ روی تجھے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو مار کر چلا گیا
اسد تو ایک طرفۃ العین مین غائب ہوگیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور مسلسل جادو کے مکان
مین آیا وہان جو تلاش کیا تو کچھ لوگون کو قید پایا بہت سا مال و اسباب اور کچھ مرکب بھی نکلے لوگون کو
قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی انکو دیا اور کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائین
دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم آپ کے قدمون سے جدا نہ ہونگے اور وہ ایرج کے ساتھ رہے
القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے تخت مین کرکے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے رفیق
اور لشکر والے ملے کہ ڈھونڈھتے ہوئے چلے آتے تھے اُن سبھون نے حال پوچھا کہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ
وہ ایک مکار ہے بھلا کب ہاتھ لگتا ہے اور تمام اپنی نقل گذشتہ بیان کی ظرماسپ اور بہزاد حیران
ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کرکے نکلگیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا صاحبو سنتا
ہو کہ نور الدہر پھر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہے اگر اس سے مقابلہ ہوگیا تو جانا میرا قلعۂ ذو الامان پر
رہجائیگا مین چاہتا ہون کہ کوچ دلدار مین پہونچون کہ مجکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہے
بہزاد مرحد بولا اے شہریار آپ وہان پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنون مین گرفتار ہے نہین تو

آپ پاس اپنک چلی آئی ہوئی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر ملکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مارکر
رونے لگا بعد گریہ وزاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری
ہوئی دوسرے دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چوراہے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج
سے عرض کیا کہ یہان سے چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشۂ گلنگان کو گئی ہے اور ایک
ارمنوس حصار کو اور ایک سبائل کو اور ایک قلعہ ذوالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اُسطرف چلین ایرج نے
کہا اب مین پہلے ان دونون ملکون سے فراغت کرلون تو قلعۂ ذوالامان کی طرف چلون اور طہماسپ سے کہا کہ تم
باشندے ہو نوشاباد کے جاکر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو رضی کرو طہماسپ بولا بہت خوب
مین جاتا ہون ایرج نے کہا اے طہماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طہماسپ نے عرض کیا
ایسا ہی ہوگا اور رخصت ہوکر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ
استادہ ہوا طہماسپ داخل خیمہ ہوا اور ایک نامہ لکھکر شیر دہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقویل دیو پرور
چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ گلنگان کو گیا ہوا ہے شیر دہن بن کوہ لخت عنقویل کی بہن کا بیٹا ہے نہایت
مرد فہمیدہ وسنجیدہ مسلمان با اعتقاد بہادر دوست خود بھی نہایت جری ہے سب رعایا نوشاباد کی اس سے
راضی ہے اسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی اسنے جو خبر سُنی طہماسپ نوشاباد پر آتا ہے کہا کہ صاحبو تیاری کرو کہ مین
طہماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اسے عرض کیا طہماسپ نے
نامہ بھیجا ہے کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب ایلچی سامنے آیا شیر دہن نے اُسے بہت تعظیم وتکریم سے بٹھایا کمال خاطر ومدارات
سے پیش آیا بعد اُسکے نامہ اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین نیر اعظم
آفتاب تابان کی بعد اُسکے مدح پیر قطب دوران کی تھی بعد اُسکے لکھا تھا کہ اے شیر دہن آگاہ ہو کہ مین
فرستادہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے
جو اُسنے یہان بھیجا ہے فقط اسلیئے کہ مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام
نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا بہتر یہ ہے کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار
کرو اور اگر یہ منظور نہین تو آمادہ جنگ ہو شیر دہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے
دیتا ہون مجھکو اطاعت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی کچھ انکار نہین ہے اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود
ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہ بنونگا ایلچی یہ جواب لیکر طہماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ
یہ سُنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا
اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام شیر دہن کو جو آیا بولا کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام
ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار ہو غرض حکم سُنتے ہی تیاری ہوئی شیر دہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر
نکلا طہماسپ نے یہ خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر مین شیر دہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری جنگ وجدال رہی صبح کو معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طہماسپ گینڈے کو بڑھا کر میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے شیر دہن آکر مقابل ہوا بعد از نگاہ دوزی شیر دہن نے کہا کہ اے طہماسپ
مین نے سُنا ہے کہ جسنے ایرج سے بیعت کی وہ امان مین ہا پھر کچھ ایرج نے اُسکے دین وآئین سے تعرض نہ کیا مین بھی جو
اقرار بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم وپیکار رہو اچھا نہین طہماسپ نے کہا

مین نوشاباد بھر کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت سے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس
وعقوبیل یہ دونون پہلے لقا پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کر لیا نہین معلوم ان پر کیا حادثہ
گیا غرض یہ ہی کہ ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہو تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر
خدمت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی لیجاؤنگا شیر دہن بن کوہ تخت نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی
قبول نہین کرونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اُٹھا کر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ
لیا لگی نیزہ بازی ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچکر آمادہ پیکار ہوئے
شیر دہن نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کر کے بقیہ ساطور
کاتا دو ابرو اترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکلگیا سر سے خون جاری ہوا اگرچہ شیر دہن دلاور نے
اُس عالم زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کرا وچھا سا زخم لگا اُسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور مارا
تو زخم سر شیر دہن کا جو پارا ہو گیا غش کھا کے گرا تھا کہ اس نامرد بدذات طرماسپ نے سر اُس مرد دیندار
کا کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش
اپنے سردار کی اُٹھا کر بیشہ گلنگان کو روانہ ہوئے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب شہر نوشاباد
مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اُچھال اُچھال کے مارا ہر چند لوگ مان کے
چلائے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہے ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سُنا انجام کار لوگ اپنی جانین بچا کر
شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت مین ایرج نوجوان
کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح اُن لوگون نے اطاعت آپ کی منظور نہ کی مین نے
تمام شہر کو قتل کیا ایرج چپ ہو رہا مگر لندھور کو یہ جو اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اُسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے نباہا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اُسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوئے
یہی ہمسے تمسے عہد و پیمان تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ وا رے ہم عہد کیا کیتے
ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارا نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین خصوص
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا ہین نے انھین قتل کیا لندھور بولا کہ سنا آپ نے ہین نے اس واسطے آپ سے
بیعت نہ کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے
سے تو نے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اُٹھوا دیا لندھور
سے کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپ کو باپ کہا ہے قسم ہے نیر اعظم کی مین نے یہ جان کر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جا کر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہے وہین پیدا
ہوا ہے اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہے برخلاف اس
بدذات کے کہ اُسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ دوستی کا اسے خیال رہا سچ ہے کہ طرماسپ بڑا
بدذات ہے ای رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپ کے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کرین پھر ایسا نہ ہوگا

لندھور عذر خواہی سے ایرج کی چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا
فائدہ کہ ایرج سے بگاڑیے اور اپنے لوگون کو سمجھایا کہ کچھ خطا اسمین ایرج کی نہین اُسنے میرے سامنے عذر خواہی کی
مین چپ ہو رہا کرون تو کیا کرون اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگوشیہ اور انجم کے نوشاباد بھی برباد
ہوا سب رفیقون نے کہا کہ ہمین کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھر ینگے آپ جواب دہی کر لیجے گا
لندھور بولا مین سمجھ لونگا ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر
مجھکو حکم ہو تو مین ارمنوس حصار مین جاؤن باپ کو اپنے آفتاب پرست کرکے لاؤن ایرج نے کہا ابھی ظفر آباد
جا کر فتنہ برپا کر چکا ہے اب تو چاہتا ہے کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا
ارے بہزاد جو تیرے دل مین ہے وہ میرے ناخون مین ہے مین تجھے خوب جانتا ہون تیرا نبر حرمزدگی مین دل ہی ہی
باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصاری تحفے لیے ہوئے آتا ہے ایرج یہ خبر سُنکر بہت خوش
ہوا لندھور نے کہا اے ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہے صاحبقران اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہین
ایرج نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے لاؤ سب سردار ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کرکے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرنے مین انکار
نہین ہے مین موجود ہون ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہے مظفر نے اُسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج نے
اُسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہوکر جانے لگا تھا کہ بہزاد
مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج مین اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہے بہزاد مرتد نے مظفر
سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمائیے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اس مومن کو اپنے خیمے
مین لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہان تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہگئے بہزاد نے مظفر سے کہا اے پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس و لحاظ سے کیا
آپ کی خدمت کی ہیں آپ کو لازم ہے کہ آپ دین آفتاب پرستی اختیار کریجے ایرج آپسے اور زیادہ خوش
ہوگا اور مین بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین نیر اعظم کا عجب روشن دین ہے اگر ظہور اسکا
نہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شئی زمانے کی پختہ نہو آفاق انھین کے سے روشن ہے اور اے پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہے کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہے اگر آپ آفتاب پرست ہو جائین تو میری بدنامی
مٹ جائے مظفر نے یہ سُنکر کہا کہ اے بہزاد ایک تو تونے دین اسلام ترک کیا اپنے پروردگار عالم کو بھولا کہ جسنے
آفتاب و مہتاب آسمان و زمین سب پیدا کیے ہین تو نے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھولگیا اور اب مجھسے کہتا
ہے کہ مین حق پرستی چھوڑکر باطل پرستی اختیار کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ لعنت ہے ادیان باطلہ پر بس لعنت
کا کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچکر جو مظفر پر ماری وہ موحد شہید ہوا لاش اسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاشہ بے سر وہین چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے ڈالدیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہے کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجھکو برا معلوم ہوا مین نے
اُسے قتل کیا ایرج نے سر اُس مرد مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق یہ
تونے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو مشکین اسکی
اسی وقت لوگون نے مشکین بہزاد مرتد کی باندھین ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ بہزاد بیچے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور قبضے ہندی تھے دست بہ قبضہ بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد کو
جو باندھکر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا اُدھر لندھور نے اپنے دل مین کہا
کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز بہت رکھتا ہی اگر تونے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کردے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال
کرکے ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا
اسکا اختیار آپ ہی کو ہی آپ جو چاہے کیجیے مجھکو صرف لاشہ مظفر کا دیدیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج
نے حکم دیا کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید شدید مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ
مظفر کا وہین قلعۂ ارمنوس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس مصلحت سے مقرر کیا کہ
کہ اگر کوئی آفتاب پرست ایرج کے جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پہ ظلم کریگا مگر ایرج ازبسکہ طرماس سے
اور بہزاد مرتد سے آزردہ تھا اور یہی اسکے رفیق خاص اور رازدان ہین اسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم
شکار کے واسطے چلینگے جانوران صید گیر تیار ہوکر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج برائے صید افگنی
روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بہریان چھوٹین قراولون نے جھنڈیون جھاڑیون کو
ہلایا تیتر لوے بٹیر اڑنے لگے شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رخ کیا دو ایک
نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرن کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف
ایک آدھ کوس پر ہرن چر رہے ہین ایرج گھوڑا اٹھاکر اُس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن
مصروف چرا ہین بس اسنے ایک ہرن کو تاک لیا اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو فضل سے مالکہ
گیتی افروز کے کامیاب ہونگا یہ نیت کرکے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہی پیچھے اسکے ایرج ہی ہرچند
چاہتا ہی کہ اُسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہگیا سب فوج و ہمراہی چھوٹ
گئے یہان تک کہ ہرن ایک درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا ایرج جو اسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا
جب کہین پتا نہ لگا حیران ہوکر ایک طرف کو چل نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہی کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے
جب وہ قریب آئے دیکھا کہ کوئی ہزار بارہ سو خاصبردار عصاہاے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار
لباس پر تکلف پہنے ہوئے کچھ خدمتگار رنگ پڑیان باندھے ہوے ایک مرد پیر باریش سفید تاج سر پر رکھے ہوے
چارقب شاہی زیب بدن کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی ایک نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہی اور یہ
کونسی سرزمین ہی اُسنے بیان کیا کہ یہ سرحد غربیہ باختر ہی یہ بادشاہ ہی یہان کا غروب شاہ اسکا نام ہی درہ سہیل
کی طرف شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہی مگر غروب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت
مہر صورت کو دیکھا کہ چہرے سے فر فریدونی و دبدبہ اسکندری پیدا نور سروری و سالاری ہویدا ہی دنگ ہوگیا
قریب ایرج کے آیا اور سلام کرکے پوچھا آپ کون ہین کہ مین آپ مین نشان اولاد صاحبقرانی کے پاتا ہون
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا ای غروب شاہ نام ہی میرا زبدۂ آفتاب پرستان
نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزۂ صاحبقران ہی اُسنے میری بیعت کی اور
میرے ہمراہ ہی باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت لیتا
چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہی شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تعاقب مین یہان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہوگیا اب ہرن بھی غائب ہو گیا اُسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم کی
تھی کہ تمھین دیکھا کہو تمھارا دین ومذہب کیا ہو لقا پرست ہو یا خدا پرست اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون میر کشورگیر
نے مجھے مسلمان کیا ہو ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اسنے کہا کہ یہ جو آپ فرماتے
ہین ہرگز مجھسے نہ ہوگا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپ کی موجود ہون اس شرط
سے کہ ایک مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا کہ وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمائین شہر مین تشریف
لیچلیں بعد خدمتگذاری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہو چلو مین تمھارے ساتھ
ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہوکر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے تخت نشینی
زیبا نہین تم تخت پر سوار ہوکر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اُترا اور گھوڑے
پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ایرج نوجوان ہوا کوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر غروبیہ باختر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آباد ہو خلقت شاد ہو ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کاروانسرائین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہو کٹورہ کھنک رہا ہو چیزین عمدہ ہر دکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور ہی سمان پایا کسی کمرے مین سے رقص وغنا کی صدا آتی ہو کہین خالی ساز چھڑ رہا
ہو سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہو رنڈیان بصد کرشمہ وناز مثل طاؤس طناز
آراستہ وپیراستہ کوٹھون پر کرسیان بچھائے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام وشفق کا جلوہ کھاتا
ہو چار طرف ایک گلزار پھولا ہوا ہو ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین آکر
ہو نجا کرسی زرنگار پر متمکن ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طاق وشاق
جام مرصع کا ہاتھ مین لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام
شراب گردش مین آیا تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعین کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے منھ
کھلے ہوئے تھے خوشبو سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست ومدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین
بھرا ہوا پاس ایرج کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام واکرام دیتا جاتا تھا پہر رات گئے تھے غروب شاہ
نے کمال عجز وانکسار سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین
آیا انواع اقسام کی نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا
طائفون مین جسکی طرف طبیعت کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش وعشرت ہوا القصہ تین
شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی
بیان کرو تاکہ ہم اُسے حل کرین اُسنے عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمائیے پھر مین عرض کرونگا
ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی فرصت نہین ہو مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا
کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین بیعت آپ کی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو تو غرض خراج
لینے سے اور بیعت کرنے سے ہو ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کر لونگا
مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ کیا مشکل ہو اور حمزہ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان
کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کر سکونگا تو پھر صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ
نے عرض کیا کہ اے شہریار جسوقت لقا خداے باختر ہاتھ سے امیر کشورگیر کے بھاگ کر ملک سباکل سے

شہر زائل مین آیا تھا شیر بیشہ کلنگان یعنے طہماس بن جنقویل دیو پرور لقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تھا تو حمزہ بھی
طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اور اُسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا مین حمزہ کو ایک صحرا مین بیہوش پڑا
دیکھکر اُٹھا لایا تھا مگر گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا مین چرا کرتا ہو دار رہگیا یہان دریا مین ایک گھوڑی رہتی تھی
کرما دیان بحری اُسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور
ہاتھی تک اُسنے مار ڈالے تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی مین جا پڑتی تھی تو اُسے نیست و نابود کر دیتی
تھی اسنے گانون قصبے بہت سے ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا گاہ کو نکلی اشقر اُسپر دوڑا اور اُس سے جفت
ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اشقر نہایت زبردست گھوڑا ہے کرما دیان بحری اس سے دبگئی اور حاملہ ہوئی بعد
چند روز کے بچہ سیاہ رنگ سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہے کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا
جب وہ بڑا ہوا تو مادیان نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے کرہ بن اشقر
اُسکا نام رکھا ہے اُسنے تمام بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہے کوئی اُس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے
بھی زیادہ زبردست ہے کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آجاتا ہے تو لوگ دروازے
گھرون کے بند کر لیتے ہین بعضے گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہے حمزہ صاحبقران یہان
ہوتے تو مین اُنسے جا کر عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادہ بدیع الزمان نے گلگون باختری کو
دریاے باختر سے پکڑا تھا اُسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہے
ایرج نے جو یہ سُنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہے اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہے تو اس گھوڑے کو
گرفتار کریگا اور اقبال یاور ہے تو اپنی پشت پر یہ تجھے سوار کریگا اور تیرا اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر
چڑھکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرونگا بس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے
بتاؤ کس جگہ سے وہ گھوڑا نکلتا ہے اور کون سا وقت ہے اُسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ اے شہریار
یہان سے کئی فرسنگ دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہے اور وہان سے کئی کوس تک
بستی آبادی نہین ہے اس مقام پر سے وہ نکلتا ہے مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہے
ایرج نے کہا اے غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر مین نے اس گھوڑے
کو بھی نہ پکڑا تو پھر دعوی صاحبقرانی کا عبث ہے اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو
کہ مجھے وہان پہونچا آئے وہ مقام دور سے دکھا آئے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے
اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہے اُسیوقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا
کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایرج نے دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجین مار رہا ہے کمال تیزی سے بہ رہا
ہے دوسرا کنارہ اُسکا ہمکنار عدم ہے اِدھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہے دور دور قصبے قریے
ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا
منھ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہو کر دریا کے کنارے آ کھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہے اور لوگ دور
دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ
وہ گھوڑا نکلتا ہے یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک
مرکب سیہ چشمی مانند خدنگ کے نکلا عجب ہئیت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا

اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ حمزہ ہی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ
ایرج کچھ آدمی کھڑے ہوئے ہین اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہی بس کانون کو بچھا کر دُم سے چنور کرتا ہوا
دانت چمکا کر ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے آدمی تھے مع غروب شاہ وہان سے بھاگے درختون کی آڑ مین چھپکر
کھڑے ہوئے اور ایرج کا گھوڑا اُس مرکب کو دیکھکر پیچھے ہٹتا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا جکریارے لگا
انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑ دیا وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینین چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب
چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھین غصے سے سرخ تھین دونون ٹاپین اگلی اُٹھا کر ایرج پر ماری ایرج شاگردی
آقا کرگ مست قلماق کا تیرا بدل کر خالی دیا گھوڑے کی ٹاپین زمین پر پڑین کہ گز گز بھر زمین پھٹ گئی خاک وہان
سے اڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے تیر آگے بڑھایا تھا کہ بال اُسکی پکڑے گھوڑے
نے پھر منہ مارا ایرج نے گھونسا مارا کہ منہ اسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اسکی پکڑ کر جست کی کہ روے زمین سے پشت
مرکب پر آیا رانون کو جمایا کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر مانند باد صرصر کے بھاگا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اسکی پیٹھ پر
قائم رہا دیکھا ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رخ کیا ہی بس ایک طمانچہ منہ پر مارا کہ منہ گھوڑے کا دریا کی طرف
سے پھر گیا اب اسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہی کہ کبھی درختون سے ایرج کو رگڑتا ہی کبھی زمین پر گر کر لوٹتا ہی کبھی سیخ پا
ہو جاتا ہی ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہی کسی طرح گھوڑے سے جدا نہین ہوتا مگر جب کرہ بن اشقر دریا مین جانے کا
ارادہ کرتا ہی ایرج اسقدر گھونسے اسکے منہ پر مارتا ہی کہ وہ منہ ادھر سے پھیر لیتا ہی قصہ مختصر ایک شبانہ روز
ایرج دلاور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام منہ مین دی اور لگا دوڑانے جہان یہ تندی
کرتا ہی ایرج گھونسا اُٹھاتا ہی گھوڑا سر ڈال دیتا ہی ڈر جاتا ہی غرض خوب ایرج نے اُسے دوڑایا اور
دہنی بائین طرف پھیر خوب کاوے پر لگایا دو پہر مین گھوڑا عرق عرق ہو گیا اب ایرج نے گھوڑے کو
روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اُتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اُسکا خشک ہوا دانہ گھاس منگا کر
کھلایا پھر ایرج نے زین اُسپر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اُسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا بعد
تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے مین گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اپنے دل مین نہایت خوش ہی کہ ای ایرج ایسا
گھوڑا سوا حمزہ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہین ہی کیا نیر اعظم نے مدد کی ہی غروب شاہ گرد پھرا
تصدق ہوا پکارا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپنے رام کیا سبحان اللہ
عجب کام کیا بیشک آپ صاحبقران ثانی ہین غرض ایرج کو شہر مین لایا پھر دعوت وضیافت کی بعد اُسکے
بیعت کی مال وخزانہ جو ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا فرد اُسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اُٹھا کر پھیر دی اور
کہا ای غروب شاہ ہمکو تمھارے باعث سے ایسا تحفہ مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض مین ہمنے یہ مال تمھین
بخشا اور تم ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائین آپ ملک زابل تک ہونچینگے
کہ غلام اپنے ملک کا بندوبست کر کے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگون کو
اپنے ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا ہرکارون نے مالک بن ملکوت شاہ کو خبر دی وہ
با تو منتظر بیٹھا تھا یا خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کرکے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسنے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اس مرکب کا بیان کیا لندھور بولا ای ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہے مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہے ایرج نے کہا ای دارا اے ہند کل سائیس اسکے واسطے تلاش کرکے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا ہے اور حکم دیا کر لشکر مین ہمارے جارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کراکے اپنے سامنے گھوڑے کو بندھوایا اُدھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین اگر موجود ہون کہ ایرج نوجوان جب سائیس کو پسند کرینگے یہ گھوڑا اُسکے سپرد کرینگے تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے قضائے کار ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا ابھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سنی اسد غازی سے جا کر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہے کہ مین نے آجتک ایسا گھوڑا نہین دیکھا سُنتے ہین کہ حمزہ صاحبقران کے مرکب کا نطفہ ہے اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان سے اس مرکب کو لایا ہے ضرغام نے عرض کیا کہ دریائے غزو بیہ باختر سے بہم پہونچایا ہے تین دن اس گھوڑے سے لڑا جب اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہے اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس بزاز بچے کو زیبا نہین ہے مین جا کر اس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ خفیہ دور بھی کرو جانے دو کیا فائدہ تمھین مرکب کی کچھ کمی ہے کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت نہ ہوگا مین جا کر لاتا ہون اور اسی وقت لباس عیاری منگواکر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی رہے سے روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آکر دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع تھے کہ چند آدمی چل سائیسون کے سامنے آئے مانند مہتر قیاس و مہتر قباد و مہتر جست مہتر عثمان مہتر فریدون مہتر مان قلمی مہتر یزدان قلمی مہتر دودمس مہتر بجلیس مہتر ستبیس وغیرہ سب آکر موجود ہوئے ایرج نے دو ایک کو گھوڑے کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت چمکاکر ٹاپین زمین پر مارنے لگا آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور اب کوئی سائیس گھوڑے کی جانب اس خوف سے رُخ نہین کرتا کہ گھوڑا کھا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھاس اور دانہ لیے ہوئے قریب جو اسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پر دانت مار کر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہے کہ اس گھوڑے پر کسے مقرر کیجیے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع کپتی سر پر لپیٹے ہوئے مرزائی گلے مین کمر بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پائچون کا پاؤن مین کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور دعا دی کہ نیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان ہے اور بہت چست و چالاک ہے کہا ای عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب دیا کہ پیر و مرشد جو گھسکھدے ہین انکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ گھسیارے گھوڑے کے مزاج سے واقف کیا ہونگے فرمائیے تو مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اُسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے بہتر کیا ہے اسد سلام کرکے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت چمکائے کان کھڑے کیے اسد نے پاس اُسکے جا کر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزہ صاحبقران کی سواری مین ہے مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی سر ڈال دیا اسد گردن سے لپٹ گیا لگا گردن پر ہاتھ پھیرنے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہے گھوڑا اس سے رام ہوا ایرج نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یہان تم کہان سے آئے ہو کیا نام ہے عرض کیا کہ غلام نوشاباد کا

رہنے والا ہون نام میرا مہتر مزربان ہے شیر دہن بن کوہ بخت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل
میرے حوالے تھا وہ ہاتھ سے طرماسپ کے بگناہ مارا گیا مین اُس روز سے بے آقا ہو گیا نہایت پریشان
تھا کہ اب کہان جاؤنگا اور ایسا آقا کہان پاؤنگا اندنون سُنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج
نوجوان مرکب دریائی لائے ہین اور اُنھین سائیس کی تلاش ہے یہ سنکر خدمت عالی مین حاضر ہوا ہون جو
حضور پیوض فرمائینگے تو افتخار اپنا سمجھکر خدمت عالی مین حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ
ہے زبان درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم یہ تو بتاؤ کہ گھوڑے نے تمھین اپنے پاس کیونکر کنے دیا عرض کیا کہ گھوڑے
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہے ہر ایک کو یہ امر نہین معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہین اور کب پانی پلاتے ہین او
کیونکر دانہ دیتے ہین مصالحہ کھلانے کی کیا ترکیب ہے اور گھوڑا جو دوڑکر آتا ہے تو عرق اسکا کیونکر خشک کرتے
ہین اور باندھتے کیونکر ہین ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور ہر فعل کے لیے ترکیب مقدم ہے ایرج اسکی باتون
سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمھارے واسطے مقرر کرینگے کہا بہت اچھا
اور تین تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کر دونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور کھریرا ہاتھ مین لیکر
ملنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش و خرم باطمینان تمام بارگاہ مین
داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ
کو قندس دیوانہ ملا تھا ویسا ہی نیر اعظم نے مجھکو بھی دیا یہان اسد غازی نے کرہ بن اشقر کو دانہ گھاس
دیا پانی پلایا اور اُسکو تھان پر سے کھولا ادھر اُدھر پھیرا پھرا کر باندھ دیا ہر روز ایرج آتا ہے اور گھوڑے
کو دیکھا کرتا ہے اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہے ایک روز صبح کا وقت ہے ایرج اور رفیق اسکے کھڑے ہین
کہ اسد نے آگے بڑھکر کہا کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا آپ کا بے مثل ہے اور دیکھیے غلام نے کیسا اُسکو
بنایا ہے کہ اب اشارے مین پھرتا ہے اگر حکم ہو تو چڑھکر پھیر دن ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے بس
اُسی وقت اسد نے زین اُسپر کسا اور سوار ہوا لگا دہنی بائین طرف پھیرنے کبھی جولانون مین سلاتو
وہ دور چلا گیا اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا چلا ہی چل پھر خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا
نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہے اس آفتاب پرست سے ایک عمدہ سی زین بھی لے لے اور ایرج کو آگاہ کرکے
چل کہ وہ بھی جانے کہ اسد بھر دی گھوڑا لیگیا غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے کو جھکاتا ہوا پشت
زین سے بالائے زین آیا سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ اے مہتر مزربان سبحان اللہ تمنے خوب
اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگوا کر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب ہے
مگر زین اسکے موافق نہین ہے ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہے کہا کہ پھر منگوائیے اُسی وقت
ایرج نے تحویلدار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگوشیہ کا خرچ کرکے
بنوایا ہے اسے نکلوا کر جڑواؤ کہ ہم شدیز بن اشقر پر کسوائینگے القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہو کر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ کرورہا روپیہ کا جواہر اُسمین نصب ہے اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اس
زین کو کسا ہیکل الماس بے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اُسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی اور ہی
چمک دمک ہو گئی کہ جیسے دلھن خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہے لندھور نے کہا اے ایرج یہ گھوڑا
مقابل مرکب حمزہ صاحبقران ہے ایسا گھوڑا اولاد حمزہ مین کسی کو نہین ملا ہی باتین تھین کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے وضع
بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ مرزبان کیسا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہے جان نکلگئی کہ یہ اب گھوڑا لیچلا اور ہرگز
چھوڑیگا بس پکار کر کہا کہ ہیہات مرزبان اسکا زین پوش بھی اٹھاتا ہے وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پھیرنا اسد غازی
نے نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو بہتر کسے کہتا ہے میں تجھسے بہتر ہوں منم اسد بن کرب دلاور
تو کہاں اور یہ مرکب سیہ چشمی کہاں تیرے موافق جو گھوڑا ہے تو اسپر سوار ہو اسکو تو میں لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ میں
طاقت ہے تو لے تجھسے دیکھ بہادر یوں چھین لیجاتے ہیں یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا کیا کہ گرہ بن اشقر مانند باد صرصر
روانہ ہوا ایرج ہرچند پکارا کہ ارے لینا ارے مگر کون اُسے پا سکتا ہے گھوڑا ایسا منہ زور سوار دلیا زبردست
طرفة العین میں کہیں سے کہیں پہونچ گیا ایرج نے کہا میں اسے چھوڑتا کب ہوں ہرچند سبھوں نے سمجھایا کہ دم
لیجیے جب موقع پایئے گا سمجھ لیجیے گا ایرج بولا قسم ہے نیر اعظم کی میں اس دیوانے سے گھوڑا لاؤنگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھ کر کوڑا کیا اور تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا ادھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوئے
چلا آتا ہے کوئی دس فرسخ آیا ہو گا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اسمیں گھوڑا ڈالدیا گھوڑا
ایک دم میں کلائیاں مارکر پار اُتر گیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا سبزہ کوسوں
تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال میں گذرا کہ اے اسد اب وہ آفتاب پرست کہاں تو دو گھڑی
آسایش کر لے یہ سوچ کر گھوڑے سے اُترا اسے چھوڑ دیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ
کمر سے نکالکر کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا ے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگگئی ادھر ایرج سم مرکب کے
نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اُترا چند قدم آگے بڑھا ہو گا کیا دیکھا کہ اسد پڑا ہوا سوتا ہے اور
شبدیز بن اشقر چر رہا ہے بہت خوش ہوا کہ اے ایرج گھوڑا بھی مجھے ملا اور دیوانے کو بھی قتل کیا یہ خیال
دل میں لاکر گھوڑے سے اترا اسد کی طرف دبے پانوں چلا پھر دل میں خیال کیا ایسا نہ ہو کہ تو دیوانے تک
نہ پہونچنے پائے اور آنکھ دیوانے کی کھلجائے دو گھوڑے ہیں ایک پر چڑھکر بھاگ جائے یہ خیال کرکے پہلے
اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور گرد کو پشت کی طرف کرکے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اسد کا سینہ
جو دبا چونک پڑا مگر آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ مکاری کیجیے
شاید جان بچ جائے ایرج پکارا کہ اے دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے تین دن کی مشقت سے
زیر کرکے میں لایا تھا تو یوں لیچلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ اے ایرج ہرچند میں نے
تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر تو عجب صاحب اقبال ہے کہ میں تیرا کچھ نہ کر سکا میں نے تجھسا اقبالمند زمانے میں
نہیں دیکھا تیرا اختر اوج اقبال نہایت بلند ہے تو بیشک صاحبقران ہے اب میں تجھسے بیعت کرتا ہوں اسلیے
کہ حمزہ تو ظلمات کو گیا ہے نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہو چکی اب ہاتھ تیرا ہے اور دامن تیرا
ہے دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں کہ تو بھی یاد کرے
از بسکہ میں قابل بخشنے کے نہیں ہوں مگر تیری مروت سے بعید نہیں ہے جو خطا میری معاف کر دے
ایرج نے جو یہ کلمات اسد سے سُنے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اُترا گلے سے لگایا کہا اے
اسد تو میرا بھائی ہے میں تو یہی چاہتا تھا اسد بولا کہ اے ایرج میں تیرا غلام ہوں تو نے میری جان بخشی
کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا میں نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس خوف سے کہ

ایسا نہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور مین تمھین نہ پاؤن اور اکثر تمنے ایسا ہی کیا ہی کہ مجھے بیابان مین حیران چھوڑ گئے
ہو اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو مین آپ نادم ہون کون سی حرکت بدی کی مین نے
تمھارے ساتھ نہین کی مگر تمنے کسی پر خیال نہین کیا اور مجھکو بخش دیا اب مین تمھارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
کرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھئی آؤ میرے پیچھے بیٹھ لو اسد بولا کہ آپ تشریف لیچلین
مین آپ کے ہمراہ رکاب ہون میرا یہی باعث فخر ہی ایرج بولا ای اسد مجھکو تمھارا پیادہ چلنا گوارا نہین
ہی تم بھی سوار ہو لو اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہی اسی طرح باتین کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا
اور کئی مرتبہ ایرج نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو ڈر ہوا اسد سے کہا کہ تم سوار
نہ ہوگے تو مین بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونون
سوار ہوکے دریا سے پار اُترین پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی ہمارے لوگ آجائینگے کوئی اور سواری مہیا ہو جائیگی
الگ سوار ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت با مروت ہو مین تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہین تو
ایسی حرکتین تمھارے ساتھ نہ کرتا اور ای زبدہ آفتاب پرستان مجھکو شناوری مین خوب دخل ہی مین پیرتا ہوا
تمھارے ساتھ مرکب آبی پر چلونگا میری آبرو اسی مین ہی ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونون شناوری کرین
اسد بولا آپ گھوڑے پر سوار ہون کہا بغیر تمھارے سوار نہ ہونگا حتے کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے
پیچھے سوار کر لیا ہر چند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا مین ڈالدیا وہ مرکب اسطرح پانی پر جاتا تھا جیسے
کوئی زمین پر چلتا ہی ایرج نہایت خوش ہی اسد سے کہتا ہی کہ ای اسد ولاد حمزہ صاحبقران کا گھوڑا
بھی یونہین پانی پر جاتا ہی اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف مین ہین انکو اتر گیا ہی
وہ گھوڑا دیوزادہ ہی مان انکی پری باپ انکا دیوزاد ہی اور وہ تو صاحبقران سے باتین کرتا ہی اور ایسی
تاب و طاقت ہی کہ اس سے لڑکر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیوون کو مار کر آئے تو قلعہ
مغرب پر لشکر نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ مین تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر
نے جسوقت صاحبقران کو نہ پایا تو کرور سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریون نے
چاہا کہ اُسے پکڑ لین اسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزار ہا آدمی رات بھر مین مار ڈالے اور کسی کے
ہاتھ نہ لگا نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجے کہ اتنے مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان
سے بہت زر نقد لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہی مگر یہ بھی اس سے
کم نہین ہی اور بھئی یہ تمھاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کا ہی کو نصیب ہوتے ہین اسد ایرج کو باتون
مین لگائے ہوئے ہی اور اس فکر مین ہی کہ کیونکر اسے دریا مین ڈھکیل دون اور گھوڑا لیکر چلا جاؤن یہان تک کہ
نصف دریا مین پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپ نے مردم آبی دیکھا ہی ایرج نے کہا کہ بھئی مردم آبی
کیسا اور کہان ہی اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی کی تہ مین معلوم ہوتا ہی جھک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہان ہی ہمین تو نہین معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہین رہتا ہی دیکھیے
ابھی وہ نکل گیا اور ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہی کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پانون
رکاب سے نکلکر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو وہین دریا مین الٹ دیا آپ چل کھڑا ہوا بجلدی تمام
اُسنے دریا طی کر کے مع شبدیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہان کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اُچھلتا دریا کنارے آگیا تمام لباس تر ہوگیا تھا کھڑا ہوا اختیار رہا تھا کہ ایرج افسوس تو اس دیوانے کے قریب
مین آگیا اُسنے تجھے ذلیل بھی کیا اور گھوڑا بھی لیگیا مگر اب کیا ہوتا ہی مثل مشہور ہی کہ سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو
شعر پڑھے ہوئے شبان زار و سود ✤ گرگ از گلہ گوسفند ربود ✤ کبھی اپنے دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج یہ
دیوانہ بڑا سیانا ہی تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا مین لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو اس حالت مین غرق دیکھا
شاپور نے کہا کہ پیرو مرشد آپ نے حالت کرکے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہان بھئی جو چاہو سو کہو قصہ مختصر
ایرج وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے کہا کہ صد بار ترے
دیوانہ تمھین چل دیچکا ہی بیکاری پیش آیا ہی پھر تم اُسکے قریب مین آگئے خیر یہی غنیمت ہی کہ تمھاری جان بچگئی
یہی باتین تھین کہ بہزاد مرتد اور طہماسپ تصدق لیکر آئے گرد پھرے اور کہا کہ نیر اعظم نے آپکی دوبارہ
زندگی کی کہا کہ ہان بھئی اُس دیوانے نے کلیجا نکالدیا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی صدقہ لیکر آیا ایرج نے تعظیم کی
اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کرگیا مین جو اسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا لندھور
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہی کہ وہ مجھے کیا کیا کہتا ہی اور مجھکو تمنے کسوقت اُسکا جنبہ کرتے پایا
تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمھین قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو مین اپنے مقدور بھر تمھین بچاؤنگا اور اُسکی
طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن ناشنوا ہی اسکو مین کیا کرون ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا لیے ہوئے
نہایت خوش کمال بشاش اپنے رفیقون مین آیا فتاح ملنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا اور کہا کہ چچا دیکھا
آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس باجی کے پاس چھوڑتا مین سائیس بنکر لایا اور تمام حال بیان کیا فتاح اُٹھکر
لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی مین تیرے باپ کے پاس بھی رہا مگر یہ
جرأت اُسکی بھی نہین دیکھی سپاہ گری کے جتنے فن سُنتے تھے لیکن تجھ مین دیکھ لیے کہ ایسے زبردست سے
اس طرح پیش آیا اور کچھ خوف نہ کھایا اور بہت سی تعریفین کین اسد غازی نے کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی
کا فیضان صحبت ہی مین کیا کہون بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ تم شاہزادہ نورالدہر کی خدمت
مین جاؤ اور میری طرف سے آداب تسلیمات بجا لاکر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج قریب مارے زرائیل
کے آپہونچا ہی اور ارادہ اُسکا قلعۂ ذوالامان پر جانے کا ہی تعجب ہی کہ آپ غفلت کیے ہوئے بیٹھے ہین
جلد تشریف لاکر روکیے اُس باجی کو کہ زرائیل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زرائیل پر پہونچ گیا تو وہان
سے جہازون پر سوار ہوکر قلعہ ذوالامان پر جائیگا اور وہ وہان خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون
ایسا ہی جو اُسے روکیگا اور ناموس صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپ کو آگاہ کردیا آگے آپ کو اختیار
ہی ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی قضائے کار اتفاقات روزگار خالد
بن فرلوحیہ اسد کی خبر کو واسطے چلا ہی دور سے دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہی اپنے دل مین
کہا کہ اسکو پکڑ کر ایرج کے پاس لیچل ایرج تجھسے بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال مین کچھ
نقل اور میوہ باندھکر ڈالدیا اور آپ پوشیدہ ہوگیا ضرغام جو وہان پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا پڑا
ہی اُسے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور نقل اور میوہ پایا دل مین کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہی دو چار پکے دانے ہین کہ یہ رومال
کسکا ہی آئے اور لیجائے ادھر اُدھر پکار کر چل نکلا اور کہا کہ خدا نے تجھکو دیا ہی خوب نقل اور میوہ تنقل کرتا ہوا چلا چند قدم
آیا ہوگا کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی نے تماچہ مارا چھینک مارکر دھم سے گرا خالد کمینگاہ سے نکلا اور حلقہ ہاے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر پیٹھ پر لگا کر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہو کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہو ذرا معلوم ہو جائے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اُس سے مرکب اپنا لاتا ہون وہ
تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سوائے مرکب صاحبقران کے نہین ہو مجھسے دغا کرکے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہر پشتارہ بدوش ہو نچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہو کیا تو اُس دیوانے
کو پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہر یار اسد تو نہین ہو مگر اُسکے غبار صبا رفتار یعنے ضرغام شیر دل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہو اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلائے بے درمان
ہو کیونکر تیرے ہاتھ لگا اُسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بہت خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لا عرض کیا کہ پہلے
قید آہنی مین گرفتار کر لیجیے نہین تو یہ زبردست کمند مین توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو
اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا اب قلیلہ رفع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مار کر ہوش مین
آیا دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہو اور تو بندھا ہوا ہو بس صاف خیال اُسکے دل مین گذرا کہ وہ
نقل و میوہ جو تو نے کھایا تھا اسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر ہرچہ بادا باد بس ایک انگڑائی لے
اُٹھا کر خانۂ زنجیر مین خفقان ہوئی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی
سب دست بقبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جو اہل اسلام تھے اُنھون نے جواب سلام کا
دیا ایرج نے کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کی ہین کہ دل پر میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی
ضرغام پکارا کہ جس طرح شیر نر روباہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغا بازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا مجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے بہ جرأت بہادری
زیر کرے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسد نے کچھ مجھے زیر نہین کیا مین فقط از راہ دوستانہ اُسکے ساتھ ہو گیا
ہان البتہ نور الدہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے چھوڑ دے اور مجھسے
مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھپر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اور فوراً
حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو ہر چند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی آپ اسکے فریب
مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سُنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور بارگاہ سے باہر نکلا
تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیکے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو ضرغام شیر دل
ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے برگشتہ ہو کر لڑنے سے کیا غرض
بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو جانے نہ پائے آفتاب پرست ضرغام پر دوڑے
ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا اچل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اُسکے گھوڑا ڈالا اور پکارتا
جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جہان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے ہے ضرغام دو چار دس پانچ کو مار کر صاف
نکلجاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کرکے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا کہ او نبرد دیکھے
دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیر دل نہ رکھو
لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیر و مرشد جانے دیجیے اس مکار کا پیچھا نہ کیجیے ایرج نے نہ مانا چلا اُسکے تعاقب مین
اور ضرغام کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہو کوئی دو کوس ایرج
آیا ہو گا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے شل ہیک نظر جاکر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا
ارادہ ہی اسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کچھ اندیشہ نہین ہی اور پھر کر داخل لشکر ہوا ادھر
عنقویل دیو پرور کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شرابخواری ہوا جب
نشہ خوب ہو چکا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج
نے کہا کچھ پروا نہین ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارہ رزمی نوازش مین آیا غرض جار پہر رات
دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نسب
دے کر چلے گئے اس وقت عنقویل دیو پرور نے گردن کو نکالا لشکر مین اسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی
بلند ہونی لگی سلامی اترنے لگے عنقویل جو میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارزطلبی کی کہ کہان ہی وہ
نالائق کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان
چاہی ایرج نے کہا ای طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اسکے مقابلے کو نہ جا بن جا کر اس سے مقابلہ
کرونگا طرماسپ نے عرض کیا انو شہریار اگر مین اسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا آپکے
اقبال سے سر اسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا جلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگلجائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے تو مین
اپنے آپکو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہو گیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی طرماسپ
سلام کرکے گینڈا جھکاکے میدان مین آیا عنقویل نے جو اسے دیکھا نگاہ ور رن ہوا برابر سے گینڈے پیسا
ہوگئے مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہوا عنقویل پکارا او نالائق تو نے شیر دہن کو
ناحق قتل کیا اور تمام نوشاباد پر کیسا ظلم کیا ارے او ناہنجار کوئی بھی اپنے عزیزون اور وطن والون سے
ایسا سلوک کرتا ہی جو تو نے کیا کہ ذرا ذرا سے بچون کو چھید چھید کر مار ڈالا ظالم شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا بیعت
بھی کرتا تھا تو نے جبر بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھالکر بات کر مجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی خدمت
مین ایسا معزز ہون اور میرا عزیز آفتاب پرست نہ ہو مین نے ہر چند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اسنے نہ مانا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اور رعایا پرایا گھانس پھونس کی طرح کٹجاتی ہی یہ ہین کس حساب مین عنقویل پکارا او
نالائق سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھانس پھونس کہتا ہی اگر عوض انکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا
نہ رکھا ہوگا طرماسپ بولا کیون قضا آئی ہی جو اپنے دین قدیم پر قائم ہی چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار کر
نہین تو شیر دہن سے بدتر تیرا حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بد تمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ
پکارا تم اپنا حربہ تجھیر کرو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اسوقت طرماسپ نے نیزہ اٹھا کر
خبردار خبردار کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی
رہی کسی کا مطلب حاصل نہ ہوا نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور اپنے پر سے لیا اور
عنقویل پر مارا عنقویل نے رد کیا اور چوبدست اٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا
عنقویل نے پھر رد کیا اور پھر چوبدست ماری اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کمر
بنا کر سر پر ساطور مارا کہ اوچھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی جو چوبدست ماری تو دستے پر سے ساطور کے
اچٹ کر شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہان سے کولے پر آئی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہان سے گینڈے کے پہلو پر
پڑی کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہو کر گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چوبدست اور مارے کہ کام

اس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہو ایرج دوڑ پڑا نعرہ کیا کہ ای عنقویل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی جب
مین آبہو نچا یہ تو بیہوش پڑا ہو اسکا مارنا نامردی ہو اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقویل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ
ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہی مگر خیر تمہارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے
اُسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقویل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہو کل میرے تمہارے
مقابلہ ہو وہ بولا کیا مضائقہ ہو تم بھی کل سامنا کر لینا یہ کہکر پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم
اُتاری لباس بزم پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر ایرج طرماسپ کو جو لایا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے گولا ملوایا شادیانہ بجوایا
کہ اُس اثنا مین خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر پھر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عنقویل
دیو پرور نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا بعد از نگا ورزنی ایرج نے کہا ای
عنقویل تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت عزت کرونگا اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہو دین
آفتاب پرستی پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بےعزت ہو ایرج آگ ہو گیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خیر اب
سر جنگ حقول تجھے دونگا لا حربہ اپنا عنقویل دیو پرور پکارا کہ ہم اہل اسلام ہین سبقت نہین کرتے جو خدا
تیرے حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقویل نے نیزہ پر نیزہ لیا خوب نیزہ بازی
ہوئی آخر کار ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عنقویل نے برہم ہو کر جو دست ماری ایرج نے آتے وقت جو بدست
کو خیال مین کرتے تھوڑی زور کشمکش کے ہوتے لگے گھوڑے لنگر دن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے مآل کار دونون
پیادہ ہوئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام میدان
مین روشنی ہو گئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جا بجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا دیکھ رہے
ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال ہی کہ
عنقویل کا دم تم چکا ہو اوسان بجا کر ڈٹا ہو مگر کہان تک بجے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے لنگر عنقویل
کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سینے پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے ہوا ادھر لوگ عنقویل
کے اداس و پریشان پھر گئے عنقویل کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھیجدیا آپ کھانا کھا کر آرام کیا
صبح کو بارگاہ مین آیا و نگل شوکت پر متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ آیا سلام کر کے
اپنے و نگل پر بیٹھا ادھر لمند ھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقویل گرفتار ہوا ہو اس سے کیا گفتگو ہوتی
ہی جب تمام دربار معمور ہو چکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقویل کو چوبدار گیا اور لیکر آیا عنقویل نے بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ دے جام شراب
کا ساقی جام مئے ارغوانی سے پر کر کے پاس عنقویل کے لایا اُسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا مگر ضبط کیا کہا کہ
ای عنقویل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا مین تجھسے مغلوب ہوا ایرج نے کہا اب تو
دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر جان دینا قبول ہو مگر آفتاب پرست
ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہو تو میری بیعت کر و مین تجھے چھوڑ دونگا جہان جاہنا
میرے پاس رہنا چاہنا چلے جانا عنقویل پکارا کہ اوتاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نورالدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ باجی سے آشتی کرون طرماسپ
نے جو یہ کلمہ سُنا کمر سے زیر رکابی ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو باجی کہتا ہی قضا
تیری آئی ہی ایرج جب تک منع کرے کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہی طرماسپ نے عنقویل پر ساطور مارا
عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے گردن پر
ساطور بیٹھا کہ صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹگیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا لندھور نے
جو یہ دیکھا غضبناک ہوکر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اسنے کہا کہ عنقویل نے دین قبول نہ کیا
نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہو چکی تھی مین نے اسے مارا لندھور نے ایرج سے کہا کہ کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی
ہی ہی مجھے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ ای
وارائے ہند قسم ہی نیر اعظم کی مین نے اس بدذات سے نہین کہا تھا کہ تو عنقویل کو مار بلکہ مین اسے
منع کرتا رہا اسنے نہ سُنا لندھور نے کہا کہ ای ایرج مین نے بیعت فقط اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے
کی ہی نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا رہون جب تک یہ دو چار بانی فساد نہ مارے جائینگے
جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لا کے تمھارے سامنے رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج
سامنے میرے اس ملعون نے عنقویل کو مارا مین صبر کرتا چلا جاتا ہون اسی پر لوگ مجھے بدنام کرتے ہین
ایرج نے کہا ای رستم زمان طرماسپ حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا فقط تمھاری محبت سے
مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمھارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ایرج نے طرماسپ
سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا کہ تیرا لہو سفید ہی کہ اپنے
دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہی تجھپر طرماسپ نے کچھ جواب نہ دیا
لندھور نے لاش عنقویل کی وہان سے اُٹھوائی فوج والون کو اُسکے بلوا کر سبھون کو تشفی دلاسا
دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یونہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجا کر
بیشۂ کلنگان مین دفن کردو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشہ کلنگان کو روانہ ہوے مگر
طرماسپ نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپ کی قید مین گرفتار ہی آپنے
کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہی اُسے بلوائیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ
اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپ نے بھی اسے سمجھانے
مین کمی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ بھئی تمھین اختیار ہی مین اُسکے مقدمے مین کچھ دخل نہین دونگا ایرج
نے کہلا بھیجا ثمود عاد کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جبوقت سے سُنا ہی کہ طرماسپ
نے عنقویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہی دل مین اپنے کہہ رہا ہی ای ثمود عاد کیونکر اس کافر کو قتل کیجیے
عوض خون عنقویل کا لیجیے افسوس مفت مین طہماس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ چوبدار
نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیچلو ثمود عاد کو زبدہ آفتاب پرستان نے یاد کیا ہی داروغہ اسیوقت
ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ ای ثمود عاد
مدت سے تو میرے یہان قید ہی یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادہ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا مین نورالدہر
کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجھکو امید قطع ہو چکی مین بیعت کیا جانون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طرماسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طرماسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا بلاؤ آہنگر کو کہ قید ثمود عاد کی دور کرین اسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اٹھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا طرماسپ کے ہاتھ چومے ازروے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا کہ ثمود عاد کی فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود رہنے لگا ایک روز طرماسپ بارگاہ سے ایرج کی اٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طرماسپ بولا کہ بھئی ثمود عاد رات زیادہ جا چکی ہو آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اُسنے کہا کہ اچھا وہان کسکا ہو اور یہان کسکا ہو سب ایک ہو غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے طرماسپ سو یا ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طرماسپ بالکل غافل ہو گیا اُس وقت ثمود عاد اٹھا ساطور طرماسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اٹھایا ہو بس یہ سنکر وہی ساطور جو اسکے مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طرماسپ کی طرف چلا مگر ہول کے مارے عجب حال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ طرماسپ بیدار ہو جائے اسی خوف مین ساطور جو طرماسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکلگیا اور پیٹھ پر طرماسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو نہ ہوئے مگر زخم کاری لگا طرماسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس کو جانے نہ پائے ثمود عاد اگر دوسرا ہاتھ مارے تو اسکا کام تمام ہو مگر رشتۂ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا تھا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا غل جو ہوا کہ ثمود عاد نے طرماسپ کو مارا لوگ چہار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر طرماسپ کے کرگدن پر سوار ہو کر بھاگا قضائے کار ایرج غل و شور سنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ غل کیسا ہی ہرکارے گئے اور بعد گھڑی بھر کے آئے عرض کیا کہ ثمود عاد طرماسپ کو مار کر بھاگا ہو ایرج یہ سنتے ہی آگ ہو گیا کہا کہ قسم ہو نیر اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچکر اسے مارونگا جب تک اسے نہ مارونگا آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن بلوط ٹہل رہا ہو اسنے سلام کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جا کر طرماسپ کو دیکھو اگر طرماسپ زندہ ہو تو اُسکے علاج زخم مین مصروف ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طرماسپ کی طرف راہی ہوا اور ایرج مرکب پر سوار ہو کر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عاد کی چلی جاتی تھی اثنائے راہ مین ملی ایرج نے نعرہ کیا کہ ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج نے اُنسے کچھ نہ کہا پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اُتنی رات برابر چلا آیا اور دو پہر دن بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمہ آب بھی بہتا ہوا سرد بھی چلی آتی تھی گینڈے پر سے اُترا اُسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایے تلے لیٹا کوئی دو گھڑی گذری ہوگی کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ باش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اسی واسطے تو نے رفاقت طرماسپ کی اختیار کی تھی کہ قابو پا کر اُسے مار ڈالے اُسکا خون تیری گردن پر سوار ہو بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہی درخت چنار آڑ میں گھیر کر دوڑا کہ او آفتاب پرست تو کیا کریگا قضا تیری یہان تجھے لائی ہو یہ کہکر درخت چنار اے ایرج

پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کہ کمر پر پڑی مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑ کر نہایت خوشنود کمال مسرور وہان سے پھرا جدھر سے
فوج ثمود عادی کی آئی تھی وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا مگر فوج
ثمود عادی کی جو چلی آتی تھی اور اس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عادی کی پڑی تھی بس لاشہ جو اپنے سردار
کا دیکھا خون اُسکا لیکر منھ پر ملا گریبان چاک کیے خوب روئے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑین اپنی بھی
جان دین وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم جا ہیے ایرج پر غالب ہون یہ ممکن نہین مگر مارے
جانا ضرور ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ لاش کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس بھیجیے وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا
اُسکے ساتھ ہو کر لڑیے تو بہتر ہے یہ صلاح کرکے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی روانہ
ہوئے یہان نور الدہر جام جم اسعد غازی کو بھیج کر عازم ہے کہ اب ایرج پر روانہ ہو اسباب سفر تیار
ہو رہا ہے دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ فرسنگ اُترا ہوا ہے ایک روز صبح کا وقت ہے شاہزادہ بیٹھا ہوا سیر صحرا
کی کر رہا ہے اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہے شاہزادہ اخبار نویس سے پوچھ رہا
ہے کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہے کہ نوشاباد در بیشۂ کلنگان مین ہے یہی باتین تھین کہ دور
سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ لنگیرہ تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے خلخے کے لوٹے روشن بخورات جھوتا
ہوا حافظ صحیفے پڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نور الدہر نے کہا خبر لو یہ کس
مرد مومن کا تابوت ہے طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشاباد کے ہین
ہرکارون نے دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہن بن گوہ بخت کی ہے طہماس
بہت آبدیدہ ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین
وہ لاشہ لاکر سامنے نور الدہر کے رکھا گیا اور ان سب نے عرض کیا کہ اے شہریار طرماسپ نے اسے ناحق مارا
یہ نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا اور بیعت بھی کرتا تھا اسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین
آفتاب پرستی اختیار کر اس مرد مومن نے اسلام ترک نہ کیا آخر لڑکر مارا گیا درجۂ شہادت پر فائز ہوا
طہماس بولا صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہے وہ نطفۂ شیطان ہے خیر جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا شاہزادہ
نور الدہر نے فاتحہ اسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی دلاسا دیا لاش کو مکہ خانۂ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے
تھے کہ لاشہ منظفر منوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان یہ کیا کہ وہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد مرتد
نے اپنے خیمے مین لیجا کر اسے شہید کیا نور الدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایہا الناس یہ وہ مرد بزرگ ہے کہ
صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد مرتد نے اسے شہید کیا الغرض اسکی
لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اسکے تیسرے دن لاش عنقویل دیو پرور کی آئی لوگون
نے خاک اُڑا کر نور الدہر سے عرض کیا کہ اے شہریار اسکو طرماسپ نے مار ڈالا ایرج نوجوان اسے زیر
کرکے لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقویل اسیر قفل و زنجیر تھا کہ طرماسپ نے ساطور مارا یہ شہید ہوا بس یہ سننا
تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان تک اُٹھا روز روشن نظر مین تاریک ہو گیا
طہماس سے کہا کہ جاؤ اس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت ہمین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

طہماس نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہی اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہو کر لشکر اپنا ہمراہ
لیکر چل کھڑا ہوا اثنائے راہ مین لاش ثمود و عاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسپ کی بابت ایرج کے ہاتھ
سے مارا گیا اور غصہ دونا ہوا اب اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑ دیے مگر حال سنیے لاشہ ثمود و عاد کا کہ جب لوگ
اُسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آئے بعد فاتحہ خوانی میت اُسکی اُسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دوسرے روز
کوچ کرکے بر سر ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج ثمود و عاد کو مار کر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسپ بیہوش
ہی اور قارن بن بلبوط کج گردن مصروف تیمارداری ہی جراح کو بلوایا زخم اُسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے
دلوائے علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپکے اقبال سے
طرماسپ جلد اچھا ہو جائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا ثمود و عاد کے مارنے کا حال
سبھون سے بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہی کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور
کے دیا لندھور اُسکے لفافے کو پڑھ رہا ہی ابھی اسے کھولا نہین ہی کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا اے ایرج تمنے جلدی کسواسطے کی مین خود تمھین دے دیتا ایرج شرمندہ ہو
کہا کہ مجھسے نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہی مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید و
خورشید ظلماتی نے لکھا ہی کہ اے جانشین حمزہ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہوجیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہی کہ نام اُسکا شہر صفدریہ ہی اور صفدر شاہ وہان کا بادشاہ ہی بیٹا اُسکا
خنجر خان نہایت ظالم ہی اور سپہ سالار اُسکا زبردست روزگار قارن فیل زور ہی دین زمرد پرستی رکھتا ہی
وہ لشکر بے پایان لیکر ہم پر چڑھ آیا ہی ہم اُس سے لڑ نہین سکتے اُسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
بدیع الزمان یہان نہین ہی امیدوار ہین کہ کفالت اور معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اُسکے ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جائینگے اور دین زمرد پرستی اختیار نہ کرینگے ایسے وقت مین دستگیری ہماری کرنا ضرور ہی
ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد اُنکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کیون
تکلیف کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اے رستم زمان تمنے مجھے بیعت کی ہی تم میرے دوست کے دوست ہو اور
دشمن کے دشمن مجھے بھی لازم ہی کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے
زیر حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جاکر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپکی خوشی اسی مین ہی تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجائیے کہیے مین بھی آپکے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور مرجان ریا بازی
کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلماتی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدر شاہ کا قریب آگیا ہی ایسا نہ ہو کہ شہر کو گھیر لے جمشید و
خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دارائے ہند کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک ایک دم
سپہ اندازی کرینگے اسی اثنا مین یقین ہی کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجائینگے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار
ہوکر شہر سے باہر نکلے خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوئے اتنے مین خبر سنی کہ لشکر مین صفدر شاہ کے
طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری جنگ و جدال کی رہی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آئے جمشید اور خورشید

نماز صبح پڑھ کر مرکبون پر سوار ہوکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر سے صفدر شاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلمانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا بعد
از نگادرزنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلمانی ہاتھ سے
قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلوا کر زخم مین
جمشید کے ٹانکے دلوائے پٹی بندھوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف مین پھر طبل جنگ
بجا ہے کہا کچھ پروا نہین پروردگار مالک و مختار ہے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر نقارے
گڑگڑوائے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نصیب دے کر چلے ادھر سے
خنجر خان بن صفدر شاہ باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے ہاتھ لگائے
جب خوب گھوڑا عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو
نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھ کر تنگا درزن ہوا مرکب پیچھے ہٹ ہٹ گئے پھر سنبھلکر دانون مین
پھیر کر باگون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ نیزے پر روکا تا دیر
نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھنچ گئین دو بجلیان کوندنے لگین آخرکار گھوڑے سے خورشید کے
سکندری کھائی تیغ خنجر خان کا سر پہ بیٹھا کہ تا دوابرو اتر گیا چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ سمیٹ کر
لے آئے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور خنجر خان
سے کہا کہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہوگا آج دن کم ہے گو مین زخمی ہون مگر لڑونگا القصہ دونون لشکر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ مین بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب نشہ ہوا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح پھرے بارگاہ مین آئے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے
کل سب خداپرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے مین خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید نے کہا رات کو
قلعہ مین بھاگ چلین خورشید نے کہا کہ بہتر ہے مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجیے جسمین حریف کو
گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہے صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہان بجا کرے آپ مع لشکر قلعہ بند ہو جائیے
صبح کو دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اور خود
مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور خیمے اسی طرح استادہ چھوڑ دیے جسمین یہ معلوم ہو کہ فوج پڑی ہے پانچ چار
نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید جمشید سے قلعہ بند ہوکر انتظام اپنا رات بھر مین درست کر لیا
صبح کو لشکر کفار میدان مین آیا مگر حیران کہ فوج کا پڑاؤ معلوم ہوتا ہے اور اب تک کوئی صف میدان
مین آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہے اور اب تک نقارہ برابر پیٹے رہا ہے قارن فیلزور
نے کہا کہ کیا ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے رہگئے صفدر شاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے وہ
شب کو دغا دے کر بھاگ گئے اتنے مین جوڑی ہرکارون کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید
رات کو بھاگ کر قلعہ بند ہوئے ہین اور یہ خیمے راوٹیان فقط دھوکے کی ٹٹیان ہین صرف اسلیے چھوڑ گئے کہ یہ
گمان ہو کہ فوج پڑی ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ جاتے ہین اس فریب سے نکلگئے صفدر شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ
کا محاصرہ کر لو کہ کہین اور نہ بھاگ جائین غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آئے محاصرہ کر کے آگے سے اور
طبل جنگ بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی ادھر سے گولہ پڑنے لگا سہمنے سے لوگ صفدر شاہ کے آگئے

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور یکہ و تنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو
روکر کے لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای خدا پرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤگے سب کو قتل
کیا ہوگا تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماتا نتوالا تیل کا گرہا و گرٹک کا بولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے
پتھر مارنا شروع کیے اور جمشید و خورشید ظلماتی تاج سرون پر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے
کہ ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بدبین سوا تیرے ہمارا کون ہے ای کس بیکسان و ای یاور غریبان
ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے بس انکا بلبلا کر از تہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اٹھی اور جس وقت وہ گرد نزدیک
آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر فوج جرار لیے چلا آتا ہی
بس وہ جوان جو پہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا کرلے یہ کہکر گھوڑا
بڑھایا قارن نے جو اُسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اسے مارلون تو بعد اُسکے تمسے
سمجھونگا خورشید و جمشید بیچارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک پھر اُس
جوان سے مقابل کیا بعد ازنگا و رزنی پوچھا تو کون ہے کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہی اُسنے کہا کہ تو مجھے نہین جانتا منم
زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج نوجوان قارن نے کہا کہ یہ خدا پرست
ہین تجھکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہی ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہی بعد فیصلے کے بیان کرونگا قارن
نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر سر جنگ دیے
نہ رہونگا اُسوقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو بر سر پرخاش ہی جائیگا کہان ہی گرز ہی
جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا
یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کرکے کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن
گرز نہ چھوڑے تو ہاتھ اُکھڑ جائے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ
ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا نیر اعظم کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا
مرکب سے اُترکر چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا
للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ قارن ایسے زبردست کو باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر
مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے بفن سپہ گری چھکی دے کر تلوار چھین لی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈالکر اُسے بھی اُٹھا لیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا کہ مار و اسے چار طرف سے
لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو باندھ کر عیار کے حوالے کیا آپ
تلوار کھینچکر گرا لگا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر
سے جمشید و خورشید ظلماتی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج لڑتا ہوا صفدر شاہ کے
تخت پاس پہونچا دو چار رفیق اُسکے جو سنبھلے اور تمکلال بھے ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے صفدر شاہ
نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اُس وقت اُسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین
ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج بے سردار شکست

کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید و جمشید نے قدمبوسی حاصل کی عرض کیا کہ حضور
قلعہ مین تشریف لیچلین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی کی ہم آپ کے
ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو مع دونون سرداران
کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو تو زندانخانے مین بھیجدیا آپ آکر ایوان بادشاہی مین بیٹھا صحبت
عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد اُسکے صبح کو جب ہوا خورشید و
جمشید سے کہا کہ تمہاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھسے بیعت کی ہی
تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہی اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا چلا آتا ہون
تمہاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید و جمشید کی مدد کرونگا وہ راضی نہ تھا مین نے
اسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمہاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر پہونچا کہ دشمنون کو تمہارے
گرفتار کیا ان دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار
کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ بس یہ حضور نہ ارشاد فرمائین کہ غلامون سے عدول حکمی ہوگی مگر بیعت
کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی تمنے بیعت تمہاری قبول کی خورشید و جمشید
نے اسی وقت بیعت کی بعد اُسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن فیلزور کو بلایا اُنھون نے
آکر بطریق لقاپرستان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی جام شراب تواضع کیا جب
وہ نشے مین آئے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا خوبی دیکھی کہ تم اُسے خدائی مانتے
ہو لقا وہی ہی کہ حمزہ نے اُسے ملک سائل سے بھگایا قیطول خدائی چھین لیے مدتون لقا میرے
پاس شہر فرنگوشیہ سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین النصروت جادو کی گرفتار
ہوگیا اور وہ جادوگرنی میری صورت کا اور ایک شخص بناکر مارکے ڈال آئی تھی اُسوقت لقا
مایوس ہوکر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی نیر اعظم
آفتاب تابان ہی دیکھو کیا نور کیا ظہور ہی جہان دیکھو وہین موجود ہی اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو زمانہ
تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پختہ نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان
ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اُسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست
ہوئے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اُسکے
اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم اُمیدوار ہین کہ ہمارے شہر
مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد و رعیت شاد ہی ایرج سیر و تماشا
دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا جہان جہان
بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چار طرف یا نیر اعظم کا غل تھا نوبتین
رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہی کہ وہ بنوایا ہوا اسکندر
ذو القرنین کا ہی اور اُسمین ایک گنبد ہی مگر مدت سے بند ہی کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین کہ اُسمین
کیا ہی اور دروازے پر اُسکے لکھا ہی کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلوائے اور اندر جائے ایرج
نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہوکر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہی

اور گنبد سنگ سبز کا ہے نہایت صاف و شفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہے اسپر لکھا ہے کہ جو صاحبقران
یا اولاد صاحبقران ہو وہ اسکے اندر آئے ایرج نے دروازہ اسکا کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو چار طرف گلدستے
رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہے اور چار طرف گنبد سنگین مین ہوائے سرد چلی آتی ہے خوشبو
سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے ایرج اس چبوترے پر بیٹھا ہوائے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے دل مین
کہتا ہے کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہے اس باعث سے یہ بند ہے یہان کوئی شئے معلوم نہ ہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہے یا یہ کہ حمزہ صاحبقران اور
اولاد حمزہ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہے خیر تھوڑی دیر آرام کرکے
پھر اٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا بس آنکھ کا لگنا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہے اور بہت سا جلوس اسکے گرد و اطراف مین ہے ایرج اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا آکر قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون کہا ای
ایرج نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہے یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہے اور جہان پر تو سوتا ہے یہان پر زمین کھدوا
ایک دروازہ معلوم ہوگا اسے کھولنا اسکے اندر ایک صندوقچہ ہے قفل دیا ہوا کنجی اسکے اوپر رکھی ہے صندوق
کھولنا اسمین تیغہ دودمۂ سکندری اور مہرہ ہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اسمین اسماے الٰہی کندہ ہین
تیغہ تو لے لینا اور مہرہ طلسم بنوا کر اسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم بنائے نہین
تم طلسم بنواؤ ایرج نے کہا کہ مین طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے رہتا ہے وہ پو
تا ہے حکیم ارسطاطالیس کا نام اسکا حکیم بقراط ثانی ہے تم جاکر منت اور خوشامد اسکی کرنا اسسے یہ مہرہ ہشت پہل
دینا وہ طلسم کو درست کردیگا یہ طلسم زمانے مین تمہارا یادگار رہیگا اور ایرج تمہارے ہاتھ سے مسلمان کشی بہت
ہوئی ہے تمکو مناسب نہین ہے چاہیے تمھین اہل اسلام سے بمحبت پیش آؤ ہرگز انکے ساتھ کوئی حرکت
عداوت کی نہ کرو اور اگر انسے بعداوت پیش آئے تو آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد حمزہ سے کبھی
دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھل جائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین اور اولاد حمزہ کیونکر
ایک ہون یہ معما ارشاد فرمائیے کہ آنکھ کھل گئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر تھا ایرج حیران تھا
کہ افسوس یہ معما دکھلا کہ تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید بار دگر سکندر
کو دیکھے مگر اب کہان آخر گھبرا کر اٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آؤ جب وہ آیا اس سے پوچھا
کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہے اسنے عرض کیا کہ آپ اسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہے اپنے
مکان مین بیٹھا رہتا ہے مین بادشاہ ہون اسنے کبھی مجھے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین بھی اسکے
پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذوالقرنین نے اسکو بتایا اور اپنا
تیغہ اور مہرہ ہشت پہل عنایت کیا ہے بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ نے اسی وقت
بیلدار بلوائے زمین کو کھدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اس صندوق کو کھولا تیغہ جو نکلا
دیکھا تو قبضہ اسکا الماس کا اور نیام پر زمرد و یاقوت اور مروارید اعلیٰ بہت بیش قیمت نصب تھے
تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خیار کے تھے تلوار کیا سانپ کی کیچلی معلوم ہوتی تھی ایرج اس
تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اس تہخانے کو بند کروا دیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانۂ باغ نہایت پر تکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد بلور کا ہی
ایرج اندر اُسکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی بار یش سفید عمامہ سر پر باندھا ہوا پیراہن گلے
مین تخت پر بیٹھے ہین سامنے کچھ شاگرد جامے زیب بیٹھے ہوئے کتابین کھولے ہوئے درس ہو رہا ہی کہ ایرج اور
صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے ای صفدر شاہ وای ایرج نوجوان
ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو دہنی بائین طرف بٹھا لیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ ای ایرج نوجوان کہو تیغۂ دودمۂ سکندری اور مہرۂ شب چراغ یاقوت
تمھارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تکلیف کرکے بنائیے
اور اُسمین یہ دونون تحفے اور مال رکھدیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تا قیامت رہیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ مجھکو تمھارے آنے سے بیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج آپ کی دعوت
ہی ایرج نے قبول کیا اُسی وقت صحبت عیش آراستہ ہوئی درس موقوف رہا پریزادان ماہ طلعت آکر
مصروف رقص و غنا ہوئین بھوک کے وقت کھانا انواع و اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین و پاکیزہ
اعتقاد ہی اور اِس اثنا مین اکثر حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ ای ایرج اہل اسلام سے ہمیشہ محبت پیش
آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے پوچھا کہ حکیم صاحب
مجھے اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت کی تھی کہ اہل اسلام سے
عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر حال آپ کو معلوم ہی تو بیان کیجیے حکیم صاحب بولے کہ ای ایرج
یہ اسرار الٰہی ہین ہمین اسمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران مین سے ہو اور خود
بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمھین کھلجائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے
ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمھین میسر ہوگا
بلکہ حمزۂ صاحبقران خود تمھین اُس سے ملائینگے ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا بعد اسکے کہا کہ حکیم صاحب
اب آپ طلسم بنائیے جواب دیا بہتر ہی ایک ہفتے مین طلسم تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین
اور جو کچھ طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لاکر مجھے دیجیے ایرج نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا
بعد اُسکے اور چند اشیا خورشید اور جمشید ظلمانی سے منگوائین اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا
اور خیمہ اور نقارخانہ اور سلیح جنگ چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا
تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے دروازے کے سامنے ایک مینار
فولاد کا بزور اسمائے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس زمردین بناکر بٹھایا اور
وہ مہرۂ یاقوت اُس طاؤس کے مُنہ مین دیا اور وہ تیغۂ دودمۂ سکندری اُس مینار پر لٹکایا اور
علامت طلسم کی یہ تھی کہ جسوقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تین کوس پر لشکر اُسکا رہے
اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہو کر کہے کہ ای یاران جادو غنیم آتا ہی بس بمجرد اس صدا کے
بغیر ابر کے پانی برسنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی فکر مین سب مصروف ہون
اور جب دشمن سامنے شہر کے آئے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جائے حریف ناچار

پھر کر چلا جائے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہو چکا نام اُسکا طلسم بقراطی رکھا اور اُس مینار پر کندہ کر دیا کہ اس طلسم
مین ایرج نے تیغہ دودمۂ سکندری اور تحفہائے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت مین میرے برابر ہو
وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان دو روز
اور رہا بعد اُسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہی کہ ایک دن جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج
اُترکر خیمہ برپا کرایا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہی کہ طرماسپ کو باندھ کر ہمارے
پاس بھیجدو نہین تو آمادۂ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اُسکا جواب دیا کہ طرماسپ زخمی تھا
اُسے ملک غروبیہ باختر مین بھیجدیا ہی اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلمانی کی مدد کو گیا ہوا
ہو ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار یہ سُنکر
برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ
کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکر دن مین تیاری رہی صبح
کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین آیا
مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی وہ سلام کرکے گینڈا اپنا بمقابلہ نقابدار
سفید پوش لایا نقابدار نے گاوزن ہوا گینڈا اسکا لنگا اور مین پست ہوگیا تھا مسکر رانون مین کچک مارکر
گینڈے کو پھیر امقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون ہی نقاب کو مُنھ پر سے
اُٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پر ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہی تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی نقابدار
بولا کہ او زنگی روسیاہ گندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو مُنھ پر ڈالتا اور او کافر ملک الموت
کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہی تو مجھے قابض روح کفار کہتے ہین بس یہ سُنکر دیلمان
آگ ہوگیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری دامنگیر ہی لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ
رہجائے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ
کرونگا اُسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا
دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر ارۂ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے اُسے رد کیا
اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھکر تلوار نقابدار کی رد کی اور پھر ارۂ پشت نہنگ مارا نقابدار نے
ہر ضرب اُسکی رد کی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار ایک مقام پر نقابدار نے سر تا کر
جو کمر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا دیلم شباط زنگی نے گریبان اپنا
چاک کیا اور لاشہ اُٹھا کر اُٹھایا نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے مار ڈالا اسکا عوض
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شباط نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا نقابدار پکارا
کہ ای روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا ارادہ کل کا ہی

کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا آیا لاش کو
جلایا پھونکا اُس جہنمی کو دار السقر مین پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس
بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہی اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہان دیلم شباط بھائی کا کریا کرم
کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دنگل برابر بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ
نے اسے خلعت ماتم پرسے کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا مین ہرکارون نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی
دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے کل مین ہون اور نقابدار یا مین نہین یا نقابدار
نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ بھئی تم ابھی رنج مین اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے
تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار زبر دستان روزگار مین سے ہی سوا میرے اور
کوئی اس سے عہدہ برآ نہین ہوسکیگا دوسرے یہ کہ میرا بھائی مارا گیا ہی زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار
ہی مین اس نقابدار سے جب تک عوض نہین لیتا ہون مجھے چین نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ
بولا ای دیلم اگر تم بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل مین
سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری کی جنگ و جدال
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب آکر میدان مین للکارے
کہ کون سا بہادر ہی جو میدان کارزار مین آئے اور کار رستمانہ کرے بس نقابدار نے مرکب کو جنبش دی تمام
لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے افسران فوج پیادہ ہوکر ساتھ ہوئے نقابدار اُن سب کو رخصت کرکے
عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی کھڑا ہوا تھا پوری بات منہ سے نقابدار
کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہوکر مقابل
نقابدار ہوا نقابدار بڑھ کر تنگا ور زن ہوا کہ گینڈا دیلم شباط کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین
قدم ہٹا تک نام کو دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا سامنا کیا یہان تو رد و بدل ہونے لگی
لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگون سے کہا کہ دیلم نقابدار پر غالب نہ ہوگا نقابدار بہت
زبردست معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بہ آسمان رسیدہ دریا بے گرد و زمین بجیدہ یکایک قریب آکر گرد شق ہوئی دیکھا تو ایرج نوجوان مع
مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سردار پیشوائی کو
گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور
لندھور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذو القرنین کے خواب مین آنے کی اور طلسم بنوانے کی
بیان کی بعد اُسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے بیان
کیا کہ اسے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہی اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہی اور تمہاری اور طہماسپ کی تلاش مین ہی ایرج بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو مین آیا ہون دیلم شباط
نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ اے دیلم اب نقابدار کو باندھ کر ایرج کے پاس لیچل پکارا او نقابدار
اب آقا میرا آپہونچا اسکے سامنے تیری مشکین باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اُٹھاکر سینے پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ مین رکھا جب انی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گلوگاہ جھٹکا دیا کر دیلم اگر نیزہ
ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ اکھڑ جائے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہو کر ارہ پشت نہنگ
نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو ارے پر ماری ارے کے دو ٹکڑے ہوئے دیلم شباط زنگی نے ٹکڑا ارے کا
پھینک کر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اسنے سپر روکی سپر قلم ہوئی دیلم شباط
زنگی ہٹکر گینڈے کے پیچھے پر جا رہا تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شباط زنگی کود پڑا اور تلوار کھینچکر
مرکب نقابدار پر دوڑا اگر ذرا گرے نقابدار نے مرکب ترجا کر کے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب کو بھی بچایا
اور کود پڑا گھوڑے سے دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچا لیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا پیادہ ہی
کشتی پر کر اسکی مشکیں باندھ لے یہ خیال اپنے دل مین کر کے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار
نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہے خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت
نقابدار نے لنگر دیلم شباط زنگی کا توڑا سر بہ پیچ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر
مشکیں باندھ لیں اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اپنے لشکر مین آیا بلا کر آہنگروں کو حکم دیا کہ دیلم شباط زنگی
کو غل و زنجیر مین گرفتار کرو اسی وقت دیلم شباط کو قید آہن مین گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے
دیلم شباط زنگی نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ اے دیلم شباط زنگی لعنت کر دین آفتاب پرستی پر
مسلمان ہو دیلم شباط زنگی پکارا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین اسلام اختیار کرون کہ جان دینا مجھے قبول ہے اور آفتاب پرستی
ترک کرنا قبول نہین ہے نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کر وقت صبح
اسے دار پر چڑھا دینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شباط زنگی کو زندانخانے مین لیگئے اور تیاری میدان خونی کی
شروع کی لیکن ادھر ایرج دیلم شباط کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک ہو کر داخل لشکر ہوا ہرکاروں سے
فرمایا کہ جا کر خبر تو لاؤ نقابدار دیلم شباط سے کیونکر پیش آتا ہے ہرکارے گئے کوئی پہر رات گئے آ کر عرض کیا
کہ نقابدار نے دیلم کو ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اسے زندانخانے مین بھیجدیا ہے
میدان خونی کی تیاری ہے صبح کو اسے دار پر چڑھا دیگا بس یہ سنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شباط زنگی میرے سرے
ساتھ رہا تو مین صبح کو اسے چھڑا لایا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ مین آیا کھانا کھایا اور
حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج
مقرر دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا اتفاق پڑے پس اسنے خالد بن
دیو چہر کو بلا کر کہا کہ اے خالد باپ نے تیرے کیا کیا کارنمایاں کیے ہین یہانتک کہ اسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی
صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہے کہ ایرج دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا تو
آفتاب پرست تباہ و برباد ہونگے اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر دیلم شباط کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ مین موجود
ہون مجھسے آج شب کو دیلم شباط کو لیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور اسنے خلعت
دیا خالد عیار وہان سے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بھائی دیو چہر عیار کا فرخ وش سبز پوش اسکا نام
ہے اسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمائیے تو مین جا کر نقابدار کو پکڑ کر لے آؤن مالک
بن ملکوت شاہ نے اسے بھی خلعت دے کر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دیو چہر کا بیان کیا جاتا ہے
یہ صورت اپنی تبدیل کر کے ایک دال سونٹھ والے کی شکل بنکر نقابدار کے لشکر مین آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانۂ دیلم کے ہو بجا ادھر اُدھر آوازین لگایا کیا ایاب آدھ پیسے کی دال موٹھ ابھی جب رات زیادہ
گئی سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگہبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے
تھے دائرہ چکارہ بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آستین کہا کہ میاں خدا نے اسوقت گزک
خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چکالو آستین بانٹ لینا اُسیوقت بلا کر کہا کہ جو تو کہ ہم تیرے خوانچے
کا دین کہا کہ پیر و مرشد خوانچہ بہت بھاری ہے دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیان بھی ہین چھالیا بھی جب
خستہ ہے وہ بولے کہ میاں کیا سیکڑون روپیہ کا مال ہے اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہین جو چاہیے سو
دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لے لیجیے غرض پانچ روپیے کو سب خوانچہ چکا لیا سب نے لا کر پانچ روپیے اُسے دیے
اور حصّہ کر کے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے یہانتک کہ گالیون پر
نوبت آگئی آستین چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اُٹھا بس جو اُٹھا لڑکھڑاتا ہوا بیہوش ہو کر گرا اب خالد
نے جو میدان خالی پایا جا کر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شاطر زنگی اس سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جاؤنگا
اور کبھی یہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے دیلم شاطر سفر ایرج تیرے چھڑانے کو آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی
کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال مین تھا کہ دروازہ زندان کا کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا
حیران ہوا کہ یہ کون ہے خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے مین آپ کو چھڑانے آیا ہون سب نگہبان بیہوش
پڑے ہین اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شاطر زنگی ساتھ خالد عیار کے روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے
نکالکر باہر لایا اب وہان سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب حال خردوس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا نقابدار کے خیمہ پاس بہو جگہ گرد پھرا کیا جب دیکھا کہ
نقابدار کھانا کھا کر سویا اور نگہبان پاسبان جا بجا قائم ہوئے اور سناٹا پایا یہ بر گشتہ بخت اس فکر مین ہوا کہ
نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چار طرف خیمے کے پھرا لیکن راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام چھپکر
خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر بھر مین دوسرا سرا نقب کا خیمے مین نکالا فرش کو چاک کر کے دیکھا
کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پر تکلف ہے قمقمیو کھنچا ہوا ہے اُسکے نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہے اور قمقمہ مانند
برق کے چمک رہا ہے گرد شمعدان کافوری و مومی روشن ہین عطر کے شیشون کے منہ کھلے ہین خوشبو سے خیمہ
معطر ہو رہا ہے اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار بھی بیٹھے ہین بس اسنے نکالکر پروانۂ
بیہوشی تفنگ مین رکھکر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے اور غبار بیہوشی اُڑا دماغ مین خاصبرداران کے گیا
کہ وہ چکر کھا کر بیٹھ گئے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونون خدمتگار بھی سر برہنہ
سو رہے اب خردوس نقب سے نکلا پہلے چادر عیاری ہلا کے روشنی گل کی بعد اُسکے بیلچہ عیاری کا ہاتھ مین
لیا ہاتھ کو جرب کیا برابر نقابدار کے آیا مقراض تیز سے نقاب کا کاٹا اور نقاب منہ پر سے اُسکے ہٹائی بس
ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اُسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپک گئی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا کہ کبھی اسنے یہ
حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ کر سکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش ہو کر گر پڑا
اب صورت یہ ہوئی کہ ادھر تو نقابدار پڑا سوتا ہے ادھر خردوس عیار بیہوش پڑا ہے ایک طرف خدمتگار
مدہوش ہین کہ اسمین قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُلٹی ہوئی ہے حیران ہو کر ادھر ادھر
دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسی نے نقاب میرے منہ پر سے اٹھائی ہے

بس جلدی سے نقاب تو منھ پر ڈالی اور اُٹھا کہ گرفتار کرے خروس بھی بیدار ہوا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب منھ پر ڈالی ہی اور میرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کرکے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی
جست کرکے اُسکے قریب آنے کو تھی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور
بجلدی تمام مرکب پر بیٹھ کر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے
غضب کیا کہ بے پردہ مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرہ نقابدار کی صدا سُنکر
کرلینا اسے یہ جانے نہ پائے لوگ اس عیار کو گھیرے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اسے مارتا
ہی اور بھاگا جاتا ہی کہین جمکر نہین لڑتا ہی کسی مقام پر نہین رکتا اپنی جان بچائے ہوے چلا جاتا ہی ایسطرح
تمام لشکر نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار رہا کہ خالد عیار دیلم شباط زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے
اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آنے لگے مجرا کرکے بیٹھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا
کہ صاحبو خالد بن دیوچہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شباط زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے حسب
مقدور جو کچھ ہو سکے دو سبھون نے کہا بہت خوب اور ہر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہ کہو دیلم شباط زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپ کے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جاکر دیلم شباط زنگی کو چھڑا لا وہ
اُسیوقت کا گیا ہوا ہی ذرا اُسکا راستہ دیکھیے ایرج یہ سُنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا دیلم شباط
زنگی کو بیٹھے ہوئے دیکھا اسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور
خالد بن دیوچہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شباط کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کرکے گیا تھا پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی
یہی باتین تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھر پھر کر دیکھتا
آتا ہی ایرج پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اُسنے کہا ای شہریار مین نقابدار
کے اسیر کرنے کو گیا تھا نقب کنی کرکے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش
کرون بند جو نقاب کا اُسکے مُنھ سے اُٹھایا ایسا حسن وجمال نظر آیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی
دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی
صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور
نقابدار مانند شعلہ جوالہ اندر بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچالیجیے مگر اُس حواسی
مین ٹھوکر کھاکے گرا نقابدار نے دوڑکر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے لاش اُسکی
تڑپنے لگی غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چہار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھے ہی تھے لیکن
ایرج نے سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار
کو میرے سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ
نقابدار اکیلا تھا ایرج نے بارگاہ مین تنہا پاکر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی نقابدار بولا کہ ای
ایرج اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اُسے مارا اور مین موجود ہون
جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل سر میدان میرے تمھارے مقابلہ ہی نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آئے سلام کیا قدمون کو بوسہ
دیا احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اُس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین کہ
آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہی کہ اُسنے بڑی مروت
میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مر جانے کو گیا تھا اپنے کو زندون مین شمار کرتے نہین
گیا تھا اور اب مجھسے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہی کل سامنا ہی دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا
ہی یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اُتار الباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے
لاش خروس کی اُٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اُسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور سب سے کہہ رہا ہی کہ مجھکو یہ
نقابدار عورت معلوم ہوتی ہی کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہی دیلم شاطر بولا پیر و مرشد بھلا عورت ایسی زبردست
کہان کہ مجھکو ایک دن مین باندھ کر لیجاے اور اس طرح تعاقب کرکے حریف کو مار جائے جان کا خوف
نہ کرے مجھکو کبھی یقین آئیگا کہ یہ عورت ہی ایرج بولا ضرور یہ عورت ہی عیار کو تعاقب کرکے اسی واسطے
مار ڈالا کہ یہ افشاے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین عیار کا مار ڈالنا
اُسکے عورت ہونے پر دلیل ہی ایرج بولا یہ معما کل کھلجائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمودار
ہوئی اور بعد دعا و ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے کہا خوب ہوا ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی رات بھر
غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے کہ کون
بہادر ہی جو معرکہ آرائے نبرد ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہو گئے اور گرد
نقابدار کے آکر کھڑے ہوئے علم جلوہ گری پر آئے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین ہلاتا
ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہو گیا اُسوقت مرکب
کو روک لیا اور رسم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہی
ایرج بمقابلۂ نقابدار چلا جسوقت برابر پہونچا نقابدار نگاہ ور زن ہوا ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے
ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو رانون مین دبایا مقابل ہوئے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تونے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اُسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار بولا مین
کل بھی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال لے نقابدار
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے جواب دیا مین صاحبقران ہون پہلے پیشدستی
نہ کرونگا اُس وقت نقابدار نے نیزہ اُٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا

نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز گران سر بسات سو من
کا اٹھا کر دو دستی ایرج پر مارا ایرج نے گرز گرز پر روکا تراقا پیدا ہوا شرارے نکلنے بعد اسکے ایرج نے گرز یکدستی
نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر روکا مگر دونوں ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ بیجا پڑا مرکب تنگ
تک زمین میں غرق ہو گیا دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے کمر مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو تنگ گرد میں ہی اور
ایرج بیکار رہا ہے کہ آگر خبر لو نقابدار کی دیکھو کیا گندی عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ بار کر اندر گرد کے
آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے پانی کے چھینٹے منھ پر دیئے آنکھ کھلگئی عیار نے پوچھا فرمائیے کیا حال ہے
کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے مگر بلا کی ضرب ہے اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو ایڑھ کی کہ زمین سے نکلے
اسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب مرگ تھا مرکب کی بنگیا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا تنگ
کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہو گیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پی کرے ایرج نے اسکے بارادہ فاسد جو آتے دیکھا کود پڑا گھوڑے کے
اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور لپٹ پڑا
نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ کر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے
دونوں لشکروں سے روشنی آئی کھانے آئے ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے ان دونوں نے نہ کھایا
نہ پیا اسی طرح لڑا کیے رات بھر کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی
یونہیں گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو ایرج نے بلکر نقابدار کا توڑ کر سر
چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں شاپور شیردل کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت کی اودھر لشکر نقابدار کا نہایت اداس کمال پریشان پھر ادھر شاپور نے نقابدار کو
لا کر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے زندانخانے میں بھیجدیا ایرج نے دربار نہ کیا کچھ کھانا کھا کر سو رہا صبح کو
مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے رفقا سمیت آکر داہنی طرف
بیٹھا ایرج سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہو چکا ایرج نے شاپور سے کہا
کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زندانخانے سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے آکر بطریق اہل اسلام سلام
کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا ای نقابدار میں نے
تجھکو بقوت بازو زیر کیا ہے تجھے لازم ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا کہ میں لعنت کرتا
ہوں آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہیں قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر نقابدار بولا
کہ جان دینا قبول ہے مگر بیعت تیری کرنا قبول نہیں ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب تو اسکے منھ پر سے
اٹھاؤ شاپور نے اسیوقت نقاب منھ پر سے نقابدار کے اٹھائی بس نقاب کا اٹھنا تھا کہ ایک آفتاب چمکا
ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو دیکھا کہ نگاہ نے خیرگی کی آنکھیں جھک گئیں ایرج نے نگاہ اپنی قائم کر کے
کہا کہ ای نازنین سچ بتا تو کسکی اولاد ہے باپ تیرا کون ہے اسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا بدنام کروں فلک
نے مجھکو ذلیل کرا دیا لندھور پکارا ابتو جو ہونا تھا ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل اسوقت اسنے
کہا کہ میں بیٹی ہوں شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقوبیل دیو پیروری کی ملکہ
نیرنگ نوشابادی سے میں پیدا ہوئی ہوں ملکہ ماہ نوشابادی میرا نام ہے عوض خون عنقوبیل دیو پروری کا

لینے آئی تھی کچھ نہ ہوسکا فلک نے گرفتار کرا دیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اُسکی پڑی ہی عاشق ہوا
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہوسکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جاودانی آپ کیون جان دینے پر
آمادہ ہین آپکے دشمنون کی جان جائے مین نے جسوقت سے کہ چہرۂ زیبا آپکا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا ہون
اگر مجھے قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کرکے قید سے چھڑوا لون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس کم ذات ناہنجار
کے منھ سے سُنا نہایت برہم ہوکر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا مزہ تجھے چکھا دیتی
واہ رے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہو بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے واسطے آئین مین نے
قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای معشوق جفا کار مین بیٹا
ہون زمرد شاہ کا خداوند زادہ ہون مجھسا شوہر کاہے کو ملیگا اور چند کلمات نامناسب زبان پر لایا بس ملکہ
عرق شرم مین غرق ہوگئی غصہ دونا ہوگیا پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی جھٹکا مارا اور قید کو توڑا اور دوڑی لاہوت شاہ
کی طرف کہ او نالائق آئی مین بیچ مین غراب گرہ پیشانی بیٹھا تھا کہ اُسکی بھی نسبت کا پیام ایک مرتبہ ملکہ کے واسطے
گیا تھا وہ للکارا کہ او دزن زبان دراز کہان جاتی ہی خداوند زادے پر اور تلوار ملکہ پر ماری ملکہ نے تلوار آتی خیال
مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ غراب کے دو ٹکڑے
ہوے لاش اُسکی تڑپنے لگی اور مار کر اُسکو با تیغۂ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف وہ جب تک اُٹھے اُٹھے
ایک تلوار سر پر ماری کہ او نالائق لے یہ پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہوگیا تھا تیغ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھی کہ
کہ تین انگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر نیچے کھینچا تلوار نکل گئی یہ ملعون بیہوش ہوکر گرا چاہا اُسنے کہ دوسرا
ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار پھر نہ مارنا اور آیا مین ملکہ اب
با تیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا جلودار کو
مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہوکر کہا کہ مین اُسے چھوڑتا کب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ چلے
اور دوسرا گھوڑا منگوا کر سوار ہوکر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکلکر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھا کہ ایرج آ پہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پر ماری کہ تو آیا تو
کیا کر لیگا اُسے ایرج نے سپر پر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پر ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملکہ نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے ایک جا در خون کی جاری ہوئی غش
کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچ گئے ایرج جرا پڑے اور ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لیگئے ایرج نے پھر تعاقب
نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جو ایرج کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ کہان گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لیگئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سُنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا اور غضب کیا آپ نے کہ اُسے جانے دیا
مین اب اُسے کہان ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکر چیخین مار مار کر رونے لگا ایرج
نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہوگیا بظاہر تسلی دینا شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہان وہ ہوگی مین جاکر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو ہمکو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی مین کیسے بیقرار ہین مگر ناچار ہوکر صبر اختیار کیا ہی تم بھی ضبط کرو اس خبط سے کچھ حاصل
نہوگا یہی باتین ہو رہی ہین کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی گیرنگ بن ہرزبان زرائیلی کا دروازے پر حاضر ہی
حکم دیا کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ہمنے اُسے نامہ لکھا تھا کہ ہم زرائیل مین آتے ہین
اور وہان سے جلد ملک سبائیل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیان جہاز تیار کر رکھو یقین ہی کہ اُسنے جہاز
تیار کرائے ہونگے مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اُسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے مین وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو
سلام کیا نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھ اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی
بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان بموجب حکم عالی مین نے جہاز اور کشتیان بہت سی تیار کرائی تھین
مگر نقابدار سبز پوش نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا مین تھین اُنھین غرق کروایا ملاحون کو قتل کیا مجھے زخمی کرکے
چلا گیا بس یہ مضمون سُنتے ہی ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر پکڑے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر
اُٹھایا دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ بھیجتے ہین اور بھیجتے ہین تم سات ہزار کشتی اور جہاز تیار کرو کہ
لشکر ہمارے ساتھ بہت ہی اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریاباری کہ پہلوان زبردست ہی اور ہمارا رفیق قدیم
ہی اُسے بھیجتے ہین وہ ہر حال مین تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیان تیار رہین دبیر نے یہی
مضمون نامے مین لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑون پر لدوا کر مرجان دریاباری کو سات
ہزار سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کرکے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریاباری و ارابہ ہائے زر ملک زرائیل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران و پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور سُن بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار معمور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت مین سناٹا تھا
کہ بہزاد مرتد اور قارن قمر بین نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلائیے
اِدھر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہی چلو دل بہلاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی چلیے
رستم زمان ساتھ ہولیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک
ٹیلہ بہت اونچا ہی اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہی گلہائے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین ایرج اُس ٹیلے
پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد مرتد نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بُلائے جائین شراب منگوائی جائے
ایرج بولا بہتر ہی اور لندھور سے کہا کہ ای والی ہند ہرچند چاہتا ہون کہ دل اپنا بہلاؤن مگر نہین
معلوم کیا باعث ہی اسقدر طبیعت گھبراتی ہی کہ قابل بیان کے نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صدمۂ عظیم مجھے
پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہی کبھی خوش ہی کبھی ناخوش ہی یہی باتین تھین کہ جانب
مشتری حصار سے گرد و غبار کا ستون بلند ہوا ایرج نے ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہی کون آتا ہی
ہرکارے روانہ ہوئے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشہ کلانگان صاحب ساطور گران گرز زور آور
یعنی طہماس بن عنقویل دیو پرور ساٹھ ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور اِدھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر ایرج کا تو یہان سے دور ہی مگر ایرج چند آدمیون سے نہر کنارے بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہون اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہین ٹھہرو
مین جاکر اُسکو مارتا ہون کسواسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہو سب کہینگے کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گینڈا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا اِدھر ایرج نوجوان نے جو

طہماس کی آمد سُنی اور دیکھا کہ طہماس یکہ و تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اُسکے اُٹھا کہ اسی اثنا مین طہماس قریب آگیا اور نعرہ کیا کہ باش او کرپاس فروش نجیہ بازاری جاتیگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا ہین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقویل کے خون کا عوض لینے آیا ہی
مگر میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجھکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مارلون بعد کو اُس نابکار کا کام تمام کرونگا ایرج نے
کہا ای طہماس آج تم منزل کے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمھارے مقابلہ ہوگا طہماس بلکا را
کہ او آفتاب پرست اُکئی لاشین متواتر خدمت مین شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین
اُنکے صدمہ و الم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا کر اُنکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا
ورنہ میرے پاس نہ آنا بنا برین اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادے
کی دیکھنا نصیب نہ ہوگی اور مجھے ایک دم مفارقت شاہزادہ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی
کہ مین تجھسے دبکر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھسے صبر نہین ہوسکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کرنا بس
یہ کہنا تھا کہ طہماس تو آگ ببولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر رو کا تھا
مگر ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کر خود دو پلغہ عرق جبین زرہ توپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گیا
ایرج نے دستانہ مار اکر ساطور تو جھنا کر نکل گیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے
جوش غیظ و غضب مین دوسرا ساطور اُٹھایا تھا کہ ایرج پر مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور
اسیر نہ مارنا تو نے ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز
سعی نہ کر مین کبھی نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اُسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای
طہماس ایرج اولاد حمزہ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج
میری اولاد مین سے ہی جو کوئی اُسے ماریگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا
کہ جہان اسوقت آنکھون مین میری اندھیر ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا
ای طہماس اگر تجھکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی بعد تو میرا کہنا نہین سُنتا تو خیر مجھکو امیر کشورگیر محض
اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمھارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل
نہ ہونے دونگا پہلے مجھے مارلے تو اسپر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہوگیا کہا اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسپر عاشق ہی
ہیجڑا کیون تو اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہوگا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے
تو باپ اور بھائی دونون اُسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی تو تجھکو مار کر اسے قتل کرونگا لندھور
بولا جو تیرا جی چاہے سو کر گھوین اپنی زندگی مین اسیر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی بڑا پاس مین نے تیرا
کیا اور تو نہین مانتا تو لے اسے یہ کہکر وہی ساطور لندھور پر مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پر گرا لندھور
نے پاؤن اپنا ساطور پر رکھدیا پاؤن کے نیچے دبا لیا اور کہا ای طہماس دیکھ باز آ اس ارادے سے نور الدہر
کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہوگا جہالت اچھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا اسمین
کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پر پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی ہی بے قتل کیے نہ چھوڑونگا
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پاؤن ساطور پر جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضائے کار ضرغام شیر دل

خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
حایج ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب پر سوار
ہوکر روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ لندھور ساطور پانؤن سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس خشمناک
ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی ادھر اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا گھبرایا کہ رب
خدا ہی جان ایرج کی بچائے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج کو مارے مین کر
ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس ایرج کو مارڈالیگا
اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی ناچار ہوکر پکارا ای
پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت
پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ کیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی کہ ای اسد بن
کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب نہین دیتا ہاتھ
تلوار کا بلند کیا کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی کڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا اور
ایرج کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس نے
کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑا ساطور کو کہین مارتا اُسے لندھور بولا مین موجود ہون مجھے
مار لے اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی اب تو اُسکے داڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہو کے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزہ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی پر آمادہ ہی
افسوس کہان گئی غیرت تمھاری بہت کچھ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہین دیا بلکہ یہ کہا کہ صاحبزادے
حال اُسکا حمزہ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا اُنکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کیطرف روانہ ہوا
اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب چلکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور آکر مقابل لشکر
ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سُنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھالیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوے سامنے نقابدار
سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا دیکھا نقابدار
نے کہ زخم کاری اسکے سر پر لگا ہی بیہوش و بدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا دکھایا
اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار نے
ڈبا مرہم سلیمانی کا منگواکر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھادی
ایک دوپہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار سفید پوش
بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے اُٹھوا منگوایا ہی نقابدار بولا کہ ہان
مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری اُدھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوے دیکھا اور دو شخصون کو
مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران مین سے
معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہولے تو بیان کرون
کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھوا دیا ہی مگر طاقت
البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پھاہے متواتر مرہم سلیمانی کے زخم پر چڑھوائے گئے دوسرا دن

تھا کہ زخم بالکل اچھا ہوگیا ایرج نے غسل صحت کیا اکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین
آیا نقابدار بولا کہ ای نوجوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای
نقابدار نام میرا اظہر بن الشمس ہی وہ جو تونے سنا ہو زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ قطب دوران صاحبقران
جہان ایرج نوجوان وہ مین ہی ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہو گیا اسنے مجھسے بیعت کی ہی اور
میرے ساتھ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کر چکا ہون فقط ملک سائل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون
شخص کون تھے جو تیرے پاس کھڑے ہوئے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا طہماس تھا کہ جسکے
ہاتھ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نور الدہر کا ایک ملازم ہی جب اسکے ہاتھ سے تو زخمی ہوگیا
تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران بھی زخمی ہو گئے تھے
زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اسکا بیڈھنگا دوسرے یہ کہ تلوار کے آگے پانچ
برس کا لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھ پہلے پڑ گیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نور الدہر نے مطیع اپنا
کیا ہی مجھے حیرت ہی کہ کیونکر اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہ ہوگا نقابدار نے کہا
ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دین آفتاب پرستی
کو چھوڑو جیسا کہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان رات ہوئی آفتاب
غائب ہو جاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین کہتے ہین خدا وہی ہی جسنے سب کو پیدا کیا ہی ایرج
بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجھکو تو نے منگوایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے مین کچھ نہین کہتا
اب زیادہ نہ فرمائیے یہ دین کا مقدمہ ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین تمھارا قبول کرنے
کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپر غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی
ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آئے قصہ مختصر تیسرا دن ہی ایرج کو یہان آئے ہوئے کہ ایک
ہوائے تیز چلی لکہ ابر نمایان ہوئے اور فوج دیوؤن کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی کہ دیو عفیف
بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیوون سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد
زلزلہ قاف کو چاہ سلیمان مین آپ سے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو
خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے دیو عفیف
میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ
تم مین طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جا کر اسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب بزاد
پر سوار ہو کر مقابلے کو اس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ
اور دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس
نالائق کیا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اٹھا کر
تبرزین سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا یہ دیو کے شانے پر سوار تھا دوسرے شانے کی طرف
ہو گیا اور اس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اس دیو کے سر پر لگا سر اسکا زخمی ہوا

شانہ کٹا دیو چیخ کھا کر زمین پر گرا نقابدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا
کہ نقابدار کو پکڑے کہ ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار نقابدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا
میں تیری خدمتگزاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سنی شہر گرد دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت مہ شوکت سامنے
سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہے ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہیں
جانتا منم زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج نوجوان نیر اعظم نے مجھے ایسی قوت
وجرأت بخشی ہے کہ کوئی مجھسے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا دیو عفیف نے کہا کہ کیا تو آفتاب پرست ہے ایرج نے کہا
کہ ہاں دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہے بہتر یہ ہے کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر
ایرج پکارا کہ او شیطان پرست میں ابلیس پر لعنت کرتا ہوں تو بھی لعنت کر اور نیر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ
سنکر نہایت خشمناک ہوکر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہے لاحر پر اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھوں کہ صاحبقرانی
تیری کیسی ہے ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کرلے میں بعد اسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت
ومردی پر لے حربہ میرا اور سمجھ کہ یہ غضب ہے خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے پیترا
بدلکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین میں خاک اڑنے لگی پکارا کہ ای آدمزاد مفت میں تو نے اپنی جان دی
میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ نہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا میں تیری روح قبض کرنیوالا
موجود ہوں اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے لٹکتا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور وہی تبرزین جو دیو عفیف
کے کمربند پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا بس وہ دیو جو اسکے ساتھ تھے
پکڑ پکڑ کر جیسے بگڑ بگڑ کر وہ دوڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پائے ایرج بھی ادھر دوڑا ادھر سے فوج
نقابدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ بہت دیو اسنے مارے ہیں
ہزاروں زخمی کیے ہیں آخر کار لشکر بے سردار شکست کھاکر بھاگا تمام مال واسباب اسکا نقابدار کے دیووں
نے لوٹ لیا ایرج کو پھر کر خیمے میں لائے نقابدار کے زخم میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھائی
دوسرے دن ایرج نے کہا کہ ای نقابدار تینے جو مجھپر احسان کیا تھا میں نے اسکی تلافی کی اب تمھیں
لازم ہے کہ مجھکو میرے لشکر میں بھجوا دو نقابدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جائے تو میرے تمہارے کشتی ہو لیعد
اسکے بلکن تمھیں پردہ دنیا میں بھجوا دونگا ایرج نے کہا ای نقابدار جب تک تمہارا زخم اچھا ہو اور طاقت
تم میں آئیگی اسوقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جائینگے میرے تمہارے
لڑائی پھر ہو رہیگی اب تم مجھے پردہ دنیا پر پہونچوا دو نقابدار نے کہا اچھا اسی وقت ایرج کو تخت پر
سوار کیا دیووں کو حکم دیا کہ جلد جاکر اسکو لشکر میں اسکے پہونچا آؤ اور اس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو
اٹھا لایا تھا الحاصل دیو ایرج کو لیکر پردہ دنیا کی جانب روانہ ہوئے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ اسد نے
طہماس سے کہا کہ جبتک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اسکے کام تمام کرو وہ بولا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت پریشان ہوا سرداروں نے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اس عادی سے موجود ہیں غرضکہ یہاں بھی
طبل جنگ بجا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک یک مسلح و مکمل ہوکر میدان جنگ میں آیا
دونوں لشکر صف باندھکر کھڑے ہوئے طہماس میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے
کو بڑا بہادر جانتا ہی یہ کون سی بہادری ہی کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہو طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہی
ویسا کوئی نہ کریگا مین تو ایک تنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ خیر تجھکو بڑا گھمنڈ
ہی اپنی شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اُسی کا بیٹا ہون کسی سپاہی کو بھی نہین رکھتا ہو دل
لا جو تجھ کو حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیشدستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کرلے یہ سنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا
طہماس نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچ
تیغہ آبدار طہماس پر مارا طہماس نے سپر پر روکا وار اسکا رد کرکے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کرکے سر پہ پڑا کہ تا دو ابرو
اُتر آیا طوفان نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹنا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر
گرا طہماس پکارا کہ لیجاؤ اسے یہ اب بیکار ہو چکا لوگ طوفان کو بیہوش پا کر اُٹھا لے گئے طہماس نے پھر مبارز طلب
کیا اب کی مرتبہ دیلم شباط زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک
بن ملکوت شاہ بولا دیلم شباط یہ عادی بہت بے ڈھب ہی حربہ اسکا کوئی رد نہین کر سکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے
ضایع ہوا تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم شباط نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے
کھا جائیگا مالک بن ملکوت شاہ بولا خیر نیر اعظم تیرا نگہبان ہو جا دیلم شباط زنگی سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا
اور سامنے طہماس کے آیا للکارا کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اسکے لشکر کے
قتل کا ارادہ کیا یہان ایک ایک ملازم اسکا تیری خدمتگذاری کو موجود ہی طہماس پکارا او روسیاہ بکتا کیون ہی
مین کھڑا ہوا ہون تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہی یہ ارہ پشت نہنگ ہی
خبردار رہنا یہ کہکر ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پر مارا دیلم نے بھی
خالی دیا کئی مرتبہ رد و بدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر جو ساطور
مارا دیلم شباط نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا مگر گینڈا اُس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سر پر آیا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا
تھا مگر سپر بھی کٹی دیلم شباط نے چاہا کہ سر و گردن بچائے مگر نہ بچا اسکا ساطور خود کو کاٹ کر کوئی چار انگل سر مین
در آیا تھا کہ دیلم نے سر کھینچا ساطور گینڈے پر پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شباط مع گردن گرا شام قریب تھی
طہماس طبل بازگشت بجوا کر یہ کہتا ہوا پھرا کہ اے آفتاب پرستو کل تم سب کا استیصال نہ کیا ہو تو نام اپنا طہماس
نہ رکھا ہو ادھر دیلم شباط زنگی بیہوش پڑا تھا اسے اُٹھوا کر مالک بن ملکوت شاہ نہایت اُداس کمال پریشان
پھر داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے لگوائے حیران و مضطر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی ناچار مجبور ہوکر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو دونو
میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا نیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تگا و دو نی و نیزہ بازی نیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے
پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا نیلم نے ہرچند سپر کی آڑ لی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پہ بیٹھا کہ
تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا ساطور تو چھٹنا کر نکلگیا مگر نیلم زنگی غش کھا کر گرا فیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا
آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان کسے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر
آئے غرض چار میداناریون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوئے

چہوتے روز طہماس یہ کہکر پہرا کہ کل تم سب کا خاتمہ ہی اور آگر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر
بیٹہا ناچ شروع ہوگیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو
قتل کرنا ایک کو زندہ نہ چہوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہوگا آپکے کہنے کی حاجت نہین ہی اور حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا
طبل جنگ بجنے کی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تہا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہی سب رسالدار
عرض کر رہے ہین کہ آپ نہ گہبرائیے اگر طہماس آپڑا تو ہم بہی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ
فوج قلیل ہی ہم اُسے بلوہ کرکے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہہ رہا ہی کہ صاحبو طہماس بلاے بے درمان آفت جان
ہی نیر اعظم اُسکے ہاتھ سے بچائیگا تو بچینگے نہین تو جانبر ہونا دشوار ہی موت کا سامنا ہی القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوئے نہین آلات حرب و ضرب درست کیا کیے ہزارہا آدمی دہشت کے مارے بہاگ گئے عجب بدحواسی
تہی جو باقی باندہتے صبح کو مستعد مرگ ہوکر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تہا جب لشکر
آفتاب پرستون کا آیا صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو
جاؤ لو ان نالقون کو طہماس نے گینڈا اپنا بڑہایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی
ملک الموت کو دیکہا کہ میدان مین کہڑا ہی ایک ایک مثل قالب بیجان تہا جان باقی نہ تہی مالک بن ملکوت شاہ
مثل تصویر گلی تخت پر بیٹہا ہوا تہا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو یہان کون ہی جو مقابلے
کو جاے سب دم بخود کہڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جہکا لیے ہین طہماس نے پہر نعرہ کیا ارے
ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار ملکر سامنا کرو پہر کسی نے جواب نہ دیا گویا منہ مین کسی کے زبان نہ تہی
ایک پہر انتظار کرکے پہر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین تمپر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ
نے دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بہی رونے لگے ایک غلغلہ یا نیر اعظم آفتاب تابان کا
بلند تہا پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہی اور ابہی انکی قضا بہی نہ تہی طہماس چاہتا تہا کہ گینڈے کو بڑہاکر
آفتاب پرستون پر جاے کہ ایک ہواے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور نیچے لگا اُترنے اب قریب جو آیا
تو دیکہا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہی آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدۂ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آپہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ پاجی آپہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے کہنے دو اچہا خوب ہوا اسکا آنا پہلے اسے مارون بعد اُسکے اُن سب کو قتل کرونگا مگر ایرج جو آیا
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اسنے کہا ای ایرج اگر تم گہڑی بہر اور نہ آتے تو
یہان سب کا خاتمہ ہوچکا تہا سب سردار تمہارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ کہڑے ہوے تہے کہ
نیر اعظم نے آپکو پہونچایا ایرج نے اُن دیودن کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہوکر مقابلے کو طہماس
کے آیا پہلے تو نگاہ درزنی ہوئی پہر مرکبون کو نزدیک ملکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور ایرج نے کہا ای
طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تونے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تہا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو ذریات مین
سے ایک کو باقی نہ رکہونگا تونے باپ کو میرے قتل کرایا ہی ایرج نے کہا اسکو نیر اعظم خوب جانتے ہین کہ مین نے
تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا رہا اور ظالم سب اسیر سا طور مار بیٹہا طہماس بولا کچہ خیریت
ہی اس عذر خواہی سے کیا حاصل ہوگا اب دیکہ تو کہ مین تیرے ساتہ کیا کرتا ہون اُس روز تو

لندھور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز مین زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی مین ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہوکر ساطور مارا ایرج
نے چھلکی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا لپٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو مانند نور الدہر کے آپ بھی اُٹھائے بس کمر زنجیرین ہاتھ
ڈالکر یا نیر اعظم کہکر جو ہکا مارا زین سے اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے ممکن نہ ہوا طہماس نے لنگر مارا کہ زمین
پر آگیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج نور الدہر پہلوان یگانہ ہے یہ رتبہ اسی کے واسطے ہے کہ طہماس کو
طرفۃ العین مین اُٹھا لیا دوسرے کی یہ قوت نہین قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہوتی رہی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے طرفین سے روشنی آئی تمام میدان
روشن ہو گیا لوگ کمرین کھول کھولکر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گزرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر
نمایان ہوا اور جب وہ قریب آکر شق ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا آکر ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو
پری جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے ادھر طہماس کی فوج تماشائی ہے ادھر ایرج کی فوج نگران ہے
قضائے کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اسکے خیال مین گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہین اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہے تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل مین ٹھان کر گھوڑے
پر سے اُترکر دبے پانون ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضائے کار
چپک تلوار کی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علحدہ ہوا طہماس جو قد مین بہت بڑا ہے ایرج پر چھایا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس بیہوش
ہوکر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر طہماس کی برگشتہ تھی
کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑون اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو مین اسے زیر کرلیتا اب
چھوڑتا ہون تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا مگر اسد دوڑ کر اپنے مرکب پر سوار ہوا لیکن
ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہو گئی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا یہ بھاگ جی تو بچگیا طہماس
زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کرکے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا ادھر سے لوگ
طہماس کے دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگون کو دیا کہ اسے
لگانا مین بیٹھا ہون مین زخم اچھا ہوگا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کرکے نوشاباد کو روانہ کرا دیا بعد اُسکے
نقابدار سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے مین لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تمنے جو مین یہان لیکن
اور نہ آؤن تو تمام لشکر میرا آتش عادی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا اور بھی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی
ہو چکا ہے یہ ایک کو میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجھکو مارا تھا مگر یہ قدرت نیر اعظم کی
تھی کہ مین بچا بلا میری طہماس پر ٹلی نقابدار بولا کہ سچ ہے دیکھا مین نے حال اس دیوانے کا مگر بھی کیا خفیف ہوکر
گیا ہے غرض رات کو نقابدار ایرج کے خیمے مین رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ مین نے جو تجسے آنے کا
وعدہ کیا تھا سو آیا مگر ٹھہر نہین سکتا ایک کار ضروری درپیش ہے اب تو جاتا ہون پھر مین آؤنگا میرے تمہارے
آزمایش ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہے جائیے اور دل مین کہا ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہے
کہ قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا اور ایرج ملک زرائل کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار با وقار ہاتھ سے دیامہ جادو کے پریشان ہو کر حالت اضطراب مین چاہ الماس کو ڈھونڈھتے ہوے روانہ
ہوئے ہین عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب دلاور ساتھ ہین کوہ و بیابان طے کرتے چلے جاتے ہین شام کو
جہان مقام اُترنے کا پاتے ہین وہان ٹھہر جاتے ہین شب بسر کرتے ہین دن کو شکار مار کر رفع اشتہا کرتے ہین اور جو
کوئی بستی آبادی دکھائی دیتی ہی پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس
کا نہین سُنا مایوس ہوتے ہین یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھوین روز ایک صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز
مین پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہوائے گرم چل رہی تھی کہ منھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا
تھا ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ مین لگجاتا تھا پھپھولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی
تھی دھوپ آنکھون کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہوائے تند ایسی کہ سنگریزے اُڑ کر منھ مین جو لگتے تھے تو یہ معلوم
ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرے پڑے ہوا کی تیزی سے ادھر کا تل ریگ کا اُدھر جا رہتا تھا اُدھر کا ادھر آرہتا
تھا کوسون نشان آب نہ تھا چشمہ سوائے چشمہ آفتاب نہ تھا اگر ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور تھا کہ اسمین
پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چھیڑ پر آب پایا تو کف مار و اژدر اسمین نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان مین آگئی
ہی تو گر پڑی ہی پھڑک رہی ہی پر مار رہی ہی درخت سایہ دار سبز لون نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو جیسے
جلی ہوئی لکڑی کے پتے کا اسمین پتا نہین ایک آدھ چغد اسپر بیٹھا ہوا پر پھیلائے ہوئے لخ لخ کر رہا ہی آواز کٹ بھورے
کی چلی آتی تھی سوائے صدائے چغد اور زغان بوم اور کچھ نہین سُنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا

نظم

کوسون کا وہ چٹیل بیابان — انسان وہان نہ کوئی حیوان
رکھتی تھی ہوا قدم نہ وان پر — ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا — اک شعلۂ آتش سقر تھا

آسمان پر بھی سوائے آفتاب کے کچھ نہین نظر آتا وہ تو البتہ بامردی
سے بیچ میدان مین کھڑا ہی اُسکا بھی یہ حال کہ اپنی آگ مین آپ ہی پھنک رہا ہی اور دم بھر ایک جگہ قرار نہین اُفتان
و خیزان با حال پریشان حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر مرتبہ معلوم ہوتا ہی کہ اب گرے تو نہ اُٹھینگے اسی حالت مین
پھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ ای قاضی الحاجات ای مجیب الدعوات اپنے بندگان
گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہین یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ دور سے
کچھ درخت معلوم ہوئے سمجھے کہ پانی یہان ہوگا جب قریب پہونچے تو وہان بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر دیکھا کہ ہوائے سرد
چل رہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہان سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا کہ خواجہ
یہان کہین باغ معلوم ہوتا ہی تم جا کر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ مین اس بیابان مین تجھسے جدا نہ ہونگا
کرب نے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاتا ہون پانی بھر کر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر روانہ ہوا سامنے چار دیواری
باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی صاحب کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر
دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حوروش مہ تمکین سبز لباس پہنے ہوے نہایت خوبصورت حسین
بیٹھی ہوئی ہی کرب دیکھتے ہی مائل ہوگیا اور اُسنے آنکھ ملا کر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہی کرب نے کہا کہ سوا
تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اُسنے کہا کہ آئیے میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہی پہلے آپ پانی پلا آؤن
تو پھر تمھارے پاس آؤن وہ بولی کہ آئیے پانی لیجیے کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤن اُسنے راہ بتائی کرب
اوپر گیا پھر وہان سے نہ نکلا یہان صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہین کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

کرتم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا پوچھا کہ یہان ایک
شخص اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش مین اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھلو مقبل اسی راستے سے
اندر گیا پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری یہان صاحبقران عمرو سے کہتے چلے آتے ہین کہ خواجہ مقبل کو
بھی دیر لگی اب تک پھر کر نہین آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہو گیا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار یہ مقام سحر معلوم
ہوتا ہے مین اسی واسطے قدمون سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا ملائیگا تو ملینگے امیر نے فرمایا کہ خواجہ
مجھکو بھی انکی طرف سے ہراس ہے یہی باتین تھین کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آکر گرا یہ معلوم ہوا کہ باغ
مین سے کسی نے پھینکدیا ہے زلفین رخسارون پر لپٹی ہوئی چشم حسرت کھلی ہوئی شہرگ سے خون جاری لبلب کرب
کے سر پر جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اُٹھا کر منھ سے منھ ملنا شروع کیا پکارے کہ ای کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
مین چھوڑ گئے ہم پانی کو تمھین بھیجکر بیٹھے ہاتھ دھو بیٹھے ای کرب تمنے کچھ وصیت بھی ہمین نہ کی ہم زبیدہ شیر دل کو
کیا جواب دینگے وہ جو ہمسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا ای کرب بعد تمھارے زندگی ہمین منظور
نہین اور یہ کہکر خنجر کھینچا ادھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہے سر زمین پر دیدے مار رہا ہے روتے روتے
آنکھین لال ہو گئی ہین پکار رہا ہے کہ ای حمزہ تو تو دادا کو پیار کر چکا اب مجھکو بھی سر اُسکا دے مین صورت دیکھلون
چہرے شکل کہان دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لو متنہ تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھین چومین پکار اُٹھے بات نہین کرتے کس ظالم نے تمھارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزہ صاحبقران نے جواب دیا
کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو دو ہم سر کو کلیجے سے لگائین عمرو بولا حاضر ہے غرض کبھی امیر سر کو لے لیتے
ہین اور کبھی عمرو اور امیر چیخین مار مار کر روتے ہین یہانتک کہ اُسی حالت بیقراری مین دونون نے چاہا کہ خنجر
مار کر مر جائین کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون حرام موت مرتے ہو یہ دونون زندہ ہین چاہ الماس
مین انسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش پس پشت ہاتھ پکڑے ہوئے سمجھا رہے
ہین پوچھا کہ نام نامی آپکا کیا ہے آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہین بارے حضرت کے فرمانے سے
دونون کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہین اور قاتل انکی نرگس جادو
ہے بہن دمامہ جادو کی چاہ الماس مین تمھین یہ زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس اُسے
قید مین ہو چکے ہین امیر نہایت خوش ہوئے غم کرب کا بھول گیا قدمون پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا جو
سر اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ صبر کرو نبی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی اُن
دونون سرون کو وہین دفن کر دیا وہان سے روانہ ہوئے مگر یہ کہتے ہوئے کہ افسوس چار تھے دو ہی رہ گئے مگر چارہ ہی
کیا تھا چارو ناچار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان مین پہونچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا
آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے ہین زنجیر کمر مین لپٹی ہوئی ہے بدنست گران کاندھے پر رکھے ہوئے ہے مگر چہرہ
مانند آفتاب کے روشن ہے اُس دیوانے نے آواز دی کہ ای اجل رسیدگان کہان آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا
جدھر سے آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیرون کا ہے ادھر آؤگے تو مارے جاؤگے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر چل
یہ سودائی ہے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ اسکا سبب سودائی ہے نکالدونگا
بڑے بڑون کو مین نے درست کیا ہے تم کیون گھبراتے ہو یہ کہکر دیکھے اسکی طرف کہ کیا بکتا ہے ہم شیر کش ہین اسی واسطے
یہان آئے ہین کہ دیوانے کو سیانا بنائین بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ آگ ہو گیا پکارا کہ میرا شیر ہی ہے تو آتا رہیگا دیکھیون

کیونکہ میرے ہاتھ سے زندہ بچتا ہی اور چوبدست سر پہ چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو خیال
مین کرکے تھیلی دی کہ چوبدست ترچھی ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑ کر
صاحبقران سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دوپہر کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر
کھینچکر زور کیا کہ زمین سے دیوانے کو اٹھا لیا پھر اگر زمین پر مارکر چاروں شانے چت گرا چھاتی پر چڑھکر صاحبقران نے
فرمایا لعنت کر زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ آپ اپنا نام بیان کریں کہ آپ حمزہ صاحبقران ہیں یا کوئی اور
ہین فرمایا کہ ہاں مین حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہوں اُسنے کہا کہ مین کتنے برس سے زبرجد شاہ پر
لعنت کر چکا ہوں مسلمان ہوں رات کو حضرت خضرؑ نے مجھے بشارت دی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین وہی تجھے زیر
کرینگے انکی غلامی اختیار کرنا بموجب ارشاد حضرت مین آپ سے لڑا اب آپ جلیے جو کچھ آش ذرہ بمقدار کو میسر
ہی اُسے تناول فرمایئے صاحبقران سینے پر سے اُسکے اُترے وہ قدموں سے صاحبقران کے لپٹا امیر نے گلے
سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہی یہین کا رہنے والا ہی یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہی اور روز ازل ہی سے
یہ تیری وضع ہی یا کسی سبب سے یہ سودا ہی اسنے کہا کہ حضور تشریف لے چلیں میں از ابتدا تا انتہا اپنا حال گزارش
کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمہارا کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ بہت قریب ہی امیر اُسکے ساتھ روانہ ہوئے
کوئی دو ایک میل آئے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اُسکے آئے دیکھا کہ ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا
ہی مقیش سے گندھا ہوا ہی اور دور دور اور سکانات بنے ہوئے ہین کہ اس دیوانے نے ایک آواز زور سے دی دیکھا
صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیاں اُسکے پاس تھین اور غول دیوانوں کا اُسکے
پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہی عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہی میرا اور غلہ بھی اسی کے پاس رہتا
ہی شتاق دیوانہ اسکا نام ہی یہ اسی صحرا مین رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ مین چلنے دیتا تھا مین نے آکر اسکو
زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہاں رہتے ہو اور کیا نام ہی تمہارا
اُسنے عرض کیا کہ مین بھائی ہوں زبرجد شاہ کا نام میرا ابوالہول ہی مجھکو عالم خواب مین ایک فرد بزرگ
نے مسلمان کیا جب سے مین نے شہر مین رہنا موقوف کیا ہی اپنے کو دیوانہ بنایا یہاں مسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے
دیوانے ہین سب میرے زیر کیے ہوئے ہین زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہی مین یہاں رہا
کرتا ہوں جو کافر ادھر سے گذرتا ہی اُسے مارتا ہوں مار کر کنوئین کھدوائے ہین اُسمین ڈالدیتا ہوں اب آپ فرمایئے
کہ اس صحرائے لق و دق مین کیونکر تشریف فرما ہوئے امیر نے اپنے سرداروں کا گرفتار سحر ہوکر زبرجد شاہ کو سجدہ
کرنا اور دمامہ جادو کی تلاش مین چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای ابوالہول دس روز ہوگئے
چاہ الماس کا نام جس سے پوچھتا ہوں کوئی نہین بتا سکتا ہین کہ ہمنے نام بھی نہین سُنا ابوالہول نے عرض کیا کہ ای
شہریار مین آپ کو لیچلونگا مین جانتا ہوں کہ جہاں چاہ الماس ہی مگر آپ نے بڑے کار دشوار پر کمر ہمت باندھی ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ابوالہول لشکر میرا تمام تباہ ہی جملہ سردار گرفتار سحر ہین اور علاوہ اسکے حضرت خضرؑ نے بھی
یہ بشارت دی ہی کہ اگر اندنوں مین تمنے ارادہ استیصال دمامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اسکا مارا جانا دشوار ہی اور وہ ایک
زمانے کو تباہ کریگا ناچار و مجبور مین وہاں سے روانہ ہوا پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی جل کھڑا ہوا تو مین نے
دمامہ جادو کو مارا یا اپنی جان دی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار سنیے حال چاہ الماس کا زمانہ سابق مین جو
سکندر ذوالقرنین یہاں آیا دیکھا اسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر مین غلطان و پیچان رہا

آخر کار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان کان الماس کی ہے جب سکندر نے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہے جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا وہان بنگیا اسی سبب سے نام اُسکا چاہ الماس ہو گیا اب اسکے
اندر دمامہ جادو نے مسکن اختیار کیا ہے اُس کنوین مین کودیگا تو دمامہ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا
کہ اے ابوالہول ہر چہ بادا باد مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جائے چارہ ہی کیا ہے القصہ
ابوالہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت
نہین قبول کرتا مین سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہے البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہے امیر نے
فرمایا کہ خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابوالہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہے اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر
کیے اور امیر کے واسطے جملہ سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کرائے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ
ابوالہول خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور خاصہ تیار ہے سویرے سے نوش فرمایئے تو پھر استراحت
فرمایئے کیونکہ آپ تھکے ہوئے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہے سویرے
سے کھا پی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہے امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہے تم اپنی دعوت کا نقد لیجیے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہے القصہ امیر خاصے پر تشریف لائے اور عمرو کی صلاح کی
کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابوالہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ بھئی تم ہمارے کھانے مین سے کھاؤ جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آ کر بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جاکر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
نہ سوتے ہین نہ سونے دیتے ہین فرمایئے کیا ارشاد ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہے جب سے آنکھ کھلی
ہے کسی طرح نیند نہین آتی عمرو نے کہا کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابوالہول
کو بلا کر فرمایا کہ اب مجھے وہان لیچلو وہ مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تجھکو دیوانہ
کنوئین مین گرانے کو لیچلا ہے مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم مین اُس چاہ تک پہونچا کر
چلے جانا ہم تمھین آپ رخصت کر دینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان
سے روانہ ہوئے دیوانہ دو چار کوس جاکر تھکگیا اور وہین مقام کیا گوشت شکاری کے کباب کھائے اشتہا کو رفع کیا
پھر وہان سے صبح کو چل نکلے چلتے چلتے پہر دن رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زہر مہرے کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ
سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین درخت میوہ دار لگے تھے گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے تھے ہوائے خوش عیسی دم مسیح
نفس چلی آتی تھی طائران خوش الحان زمزمہ سرائی مین مصروف تھے عجب مقام باصفا اور دلچسپ تھا حمزہ صاحبقران
عمرو سے تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہے کہ حمزہ یہ فضائے روح افزا ہے الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح
کو پھر چل نکلے دو پہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ بھئی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہے یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہے ابوالہول نے عرض کیا کہ اے شہریار یہی چاہ الماس ہے آفتاب کے
عکس سے جگت اُسکی چمک رہی ہے صاحبقران اور قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جگت چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہے اور جواہر بیش قیمت اُسپر نصب ہین چار زمردین مینار بھی
ہر ایک پر کلس کی جگہ شعلہ آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک مدور تھا جب قریب

چاہ کے پہونچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور روکر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی وای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کہ غلام قدیم تیرا ہی برای خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ پر بلا مین نہ جا کسی طرح جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار وای مونس و غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین گھرا ہوا ہی اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق دیار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلاے سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین اور روکر پکارے اشعار

افسوس کہ ز رفیق ماندو نہ قدیم ۔ یک یک رفتند زین گلستان چو نسیم
اکنون چکنم چرا نہ نالم بیدل ۔ منقار بریدہ و لیک گردید دو نیم

ای عمرو ایک تو باقی رہگیا ہی تو ساحر تیرے بھی دشمن جان اور تشنہ خون ہین اگر کوئی ساحر تجھکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بری طرح پیش آئیگا اور عمرو کو گلے سے لگا کر خوب روئے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ لشکر مین اور حقیقت ہماری بیان کر دینا اگر خدا نے فضل کیا اور ہم دمامہ جادو پر فتحیاب ہوگئے تو آئے اور جو ہمارا خاتمہ ہوگیا تو تم وہ جو دست و پا شکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا اور بعد ہمارے بجز تمہارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجھکو کسی طرح گوارا نہین ہی کہ تنہا تجھکو چھوڑون فرمایا کہ تبھی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین جی چاہتا کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوین مین گیا ہی ابوالہول پکارا کہ یا صاحبقران عمرو کا ساتھ چلنا جملہ واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہوسکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی عمرو نے یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگا لانے کے واسطے زبرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا تو چاہتا ہی کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گرائے اور ورطہ ہلاکت مین گرفتار کرائے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ کہ تقدیر مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدر سے درگذرا مجھے کنوین مین گرنا منظور نہین آپ اس دیوانے کے فریب مین گرفتار ہوکر جائیے مجھسے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمائیے مین بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کرون خدا حافظ جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر تیری سنی کہ تیرے دشمنون کا کام تمام ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہونگا پہلے زبرجد شاہ کو واصل جہنم کرونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین خوب جانتا ہون اور ابوالہول سے کہا کہ بھئی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تمنے خود بھی دیکھی تھی یا فقط کان ہی سے سنا تھا اسنے عرض کیا کہ سامنے موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹ سچ میرا معلوم ہوجائیگا عمرو بولا حمزہ کچھ تجھے خبر ہی کہ کان الماس کہان ابوالہول دیوانہ دوڑکر جگت پر کنوین کی چڑھ گیا جھککر دیکھنے لگا اور سر اٹھا کر کہا ای شہریار یہان تشریف لائیے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای ابوالہول وہان کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آکر دیکھون وہ بولا آئیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام معدن الماس کا سنا منہ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس ہی یا نہین فرمایا کہ بھئی چلو عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابوالہول نے کہا جھککر دیکھیے عمرو دونون ہاتھ جگت پر رکھکر جھکا صاحبقران نے ابوالہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوین مین یہ یون ہمارے ساتھ نہ جائیگا ابوالہول نے جلدی سے عمرو کو ڈھکیل دیا عمرو غلطان پیچان کہتا ہوا چلا کہ او

دیوانے بڑی دغا کی تونے بعد اُسکے ابوالہول کو دا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اُسکے
حمزہ صاحبقران بھی یاد کرکے پروردگار عالم کو کود پڑے غلطک کھاتے چلے جتے کہ پانون زمین پر آشنا ہوے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے عمرو اور ابوالہول دونون کھڑے ہوئے ہین عمرو کہ رہا ہے کہ او دیوانے یہ کیا سلوک
تونے میرے ساتھ کیا اسنے کہا کہ خواجہ مین بیقصور ہون باشارۂ صاحبقران مین نے تمھین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز
آئی خواجہ ہم بھی تو آئے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو ہمین ہین تمنے تنہا
نہین چھوڑا عمرو پکارا مین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجھکو گرایا ہے نہین تو دیوانے کی یہ قدرت
نہ تھی کہ مجھکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اس سے راستہ دمامہ جادو کے مکان
کا پوچھین یہ کہکر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ باداتی عمامہ
سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوئے پائجامہ قلندرے کا پانون مین کفش پہنے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے
آتے آتے جب قریب امیر کے ہونچا پکارا کہ سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ بولا
کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمھین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے دعا کیجیے
کہا کہ باہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ڈر کر پیچھے امیر کے ہو گیا
بس وہ مرد پیر کہ خرس بادیۂ ضلالت تھا اسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو پیٹھ پر ڈالکر
لیچلا عمرو چلایا کہ ای حمزہ مجھکو تو یہ نالائق پکڑے لیچلا جلد میری خبر لے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا
زمانہ دشمن ہے صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ یہ
ساحر ہے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہے آیا مین اور دوڑ کر اسم اعظم تلوار پر دم
کرکے جو شیر پر ماری اُسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی مٹگئی پھر
اُسکے خاک اُڑنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی
چل رہی تھی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب
جو روشنی ہوئی عمرو دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ ای شہریار آپنے کار نمایان کیا نہین تو مجھے
یہ ساحر پکڑے لیچلا تھا اور ای حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے مصرع خیر رسیدہ بود بلا ولے بخیر گذشت
امیر نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ ہمنے پہلا تکٹ تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا
مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہے کوسون کا میدان ہے درخت کوئی نام کو نہین آندھی چل رہی ہے بگولے
اُٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہے کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہے تمام جسم مین آگ لگا دیتا ہے پانی کا
کوسون نام و نشان نہین دل ہین کہ مارے پیاس کے بجھے جاتے ہین امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
بھی کبھی اور بھی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہے یا امیر کیا عرض کرون بڑے بڑے جنگلون مین
گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا نہ یہ گرمی کہین
دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہے آفتاب ہے کہ سر پر چلا آتا ہے زمین ہے کہ تابۂ آہن ہے پانون رکھا
اور چھالے پڑگئے پھر امیر ابوالہول کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیون بھی تمنے بھی کبھی ایسا دشت
ہولناک دیکھا اُسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہے کہ شہر مین رہنا چھوڑ کر
جنگلون مین بود و باش اختیار کی ہے مگر ایسا جنگل و دا ایسا ہولناک مقام آج تک کبھی خواب مین بھی نظر نہین آیا ہے

کہ تڑقا جاتا ہے زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین ای شہریار اگر یہی حال رہا تو زندگی بھی نہ ہوگی یہ غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہو جائیگا امیر فرماتے ہین بھئی ہمارا بھی تو یہی حال ہے کہین پانی کی تلاش کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہے نہ کوئی دریا دکھائی دیتا ہے القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دریا ہے امیر نے فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پائے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہے لیکن خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے شاید پانی ملجائے بغیر پانی کے اب تو دم پر بنی ہوئی ہے یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہے عمرو کہتا ہے یا امیر یہ دریا نہین ہے اسکی طرف جانا بیکار ہے اور اگر ہے بھی تو دریاے سحر ہے دو پہر ہوگئے کسی طرح قریب اُسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پیاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے وہی ایک ڈولچی لیکر دریا کی طرف دوڑا قریب پہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پر گر پڑا خود پانی پیکر چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے پہنچے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو اپنی پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگے چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آئیے مجھکو یہ نہنگ لیے جاتا ہے امیر نے کہا کہ غضب ہوا اور یہ کہکر دوڑے جا کر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کر کے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیا اور ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود اب جو دیکھا تو نہ دریا ہے نہ کہین پانی ہے لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے پھر وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمہ آب مصفا جاری گھانس وہ سرسبز ہو رہی ہے کہ زمرد اُسکے سامنے شرماتا ہے نسیم عنبر شمیم چل رہی ہے گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ لگے چو شیشہ اشنے
در ہیچ چشم بینا

در دامن ہر شگوفہ باشنے
مینو کدہ برنگ مینا

گلہاے شگفتہ جام بردست
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز

برخاستہ بانگ بلبل مست
از لولوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اسکے لالہ کمر تک پھولا ہوا ہے اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا کہ مثل خورشید چمک رہا ہے اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہے ہوا سرد چلنے لگی ہے شفق پھول رہی ہے ٹکڑے ابر کے رنگا رنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آ آ کر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا کے پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھانس مینا کاری کی ہوئی ہے یعنے ہر برگ گیاہ پر تحریرین طلائی ہین سبزی اور زردی عجب رنگ دکھا رہی ہے نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین جا بجا آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہے رنگ رنگ کی پتھریان اُسمین لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزہ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہے کہ اُسپر جواہر بیش بہا بیشمار نصب ہین اور گرد اُسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تختہ ہے اور اس سبزہ زار مین درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہوئے ہین کہ پتے اُنکے زمردین ہین اور شاخین سیمین ہین پھول یاقوتی ہین عجب کیفیت کی جگہ ہے اور اب دن بھی تمام ہو چکا ہے آفتاب سمت مغرب کو تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہے امیر باتوقیر صنعت کو صناع عالم کی حیران ہو کر دیکھ رہے ہین عمرو سے فرما رہے ہین کہ خواجہ قسم ہے پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر مقام نہ ملیگا عمرو کہتا ہے یا امیر پانی تو پی لیجیے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ اب تو نہ بھوک ہے نہ پیاس ہے

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوکھ پیاس کے عجب حال ہی امیر فرماتے ہین کہ خواجہ مین تمکو منع تھوڑی کرتا ہون
غرض عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھائے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کر لیا
کہ وقت بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہی کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش
ہی نہ پلنگ ہی نہ اسباب عیش ہی عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب چیزین موجود ہو جاتی ہین بقول شاعر شعر
شعر بدشت وکوہ وبیابان غریب نیست + ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت + اگر کچھ روپیہ صرف کرو سب کچھ مہیا
ہو جائے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہان مال عالم بھی ہو تو اسباب عیش کہان میسر ہو سکتا ہی عمرو
بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ جملہ اسباب عیش مہیا ہو جائے فرمایا کہ خواجہ اگر اسباب عیش
تم مہیا کر دینے کو کہتے ہو تو کچھ روپیہ بھی ہمین تمھین قرض دو عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہین ہی آپ
فقط تمسک لکھدین فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے پانچہزار
روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کر کے عمرو کو دیدیا عمرو نے اسے زنبیل مین رکھ لیا اور اسباب عیش زنبیل سے نکالنا شروع کیا چاندنی زردوزی
کی نکالکر بچھائی اُسپر نمگیرہ تمامی کا استادہ کیا بعد اسکے پلنگ جواہر نگار بچھا دیا پلنگ پر چادر محمودی کی بچھائی
اور تکیے سادی مخمل کے رکھدیے چارون گوشے پلنگ کے موتیون کے سیجبند سے باندھکر پلنگپوش اور پردے ڈالدیے
سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیے لگائے صاحبقران والاشان کو اسپر بٹھایا کشتیان شراب کی مہیا کین
بوتلین شراب کی چُن دین اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا کہ ایسے مقام
مین اس طرح کا سامان بعنایت الٰہی موجود ہو گیا اور اسوقت رنگریز قدرت نے ٹکڑے ابر کے رنگ رنگ کے
آسمان پر پھیلا دیے ہین اُسکا عکس جو آکر پڑتا ہی تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہی امیر با توقیر نے
عمرو سے کہا کہ خواجہ جہان سب سامان تمنے درست کر دیا ہی مناسب ہی کہ اب نَے نوازی بھی کرو کہ مدت سے
تمھین نہین سنا اور خواجہ سامنا ایسی نالائق جادوگرنی سے پڑا ہی خدا جانے زندہ بچین یا نہ بچین خیر تمھین سُن
تو لین عمرو نے عرض کیا کہ مین حاضر ہون اور جوڑی ہفت بیوندی نَے کی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کرکے
بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر مین سمان بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور بیخود
ہوکے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران صحرائی گرد اُس چبوترے کے آکر کھڑے ہو گئے تھے پرند آشیانے اپنے
اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پہ عمرو کے سایہ فگن تھے عجب محویت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ جانب مغرب سے ایک
غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین کرگس و زغن ساتھ اُس غبار کے چلے آتے ہین
آتے آتے وہ غبار اوپر اس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ ای اجل رسیدگان قیامت کی تمنے
کہ یہان چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہین ہو کہ یہ چاہ الماس ہی خاص مقام رہنے کا ملکہ دمامہ جادو کا
اب مین کب چھوڑتا ہون کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکلجاؤ سُنتے ہی اُس آواز کے سب تھر تھر کانپنے لگے
عمرو نے نَے نوازی موقوف کر دی ابوالہول نے مارے خوف کے دونون ہاتھ اپنے آنکھون پر رکھ لیے امیر بھی
جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر برطرف ہوا اور ایک بہت بڑا طائر مثل کرگس کے پیدا
ہوا اور آکر قریب چبوترے کے اُسنے ہیئت بدلی انسان کی صورت بنکر طرف امیر کے چلا عمرو نے جو
دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہی اپنے دل کو سخت کر کے ایک حقہ آتش بازی کا کھینچ مارا وہ چلا
عمرو کی طرف عقب سے امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کر کے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب ماری

دو ٹکڑے کیے پھر ایک آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام غبار جادو فرستادہ برق جادو بود یکایک
ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اسکی اٹھا کر لیے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہی آسمان صاف
ہی عمرو امیر سے عرض کرتا ہی یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہی امیر کہتے ہین کہ خواجہ مین نے کیا کیا بڑا کام تو تمنے کیا کہ
حقہ آتشبازی کا مارا او بھی خوب گلے سے ٹل تو لو زندگی کا کیا اعتبار ہی ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تمنے نے کی جوڑی
کہان پھینکدی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہی جوڑی اٹھائی ہی اور کسیقدر
درست کر کے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابو الہول بھی لگا جھومنے پھر
طائران وحشی آ آ کر جمع ہو گئے اور سننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف
دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھی کیا ہی عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پائے جاتے ہین امیر نے
فرمایا کہ بھی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہی کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت
پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جھوٹھ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی جادوگر اور آتا ہی امیر نے کہا آتا ہی
تو آنے دو جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * عمرو نے
کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہی آپ اسم اعظم پڑھکر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جائے
یہ ضرور کسی ساحر کی آمد ہی امیر اٹھے اور اسم اعظم پڑھکر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہو گے اب کچھ
خوف نہین ہی اب تو تم نے نوازی کرو اب عمرو پھر نے نوازی کر رہا ہی کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو
بالکل حرکت نہین ہی لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہی مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب
متزلزل معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہی کہ یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور اسمین
سے ایک گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر برروے ہوا قائم ہوا اس گنبد مین ایک کلس تھا اور اسپر ایک شعلہ قائم
تھا کہ جسکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ
زیادہ بھڑکنے لگا حتےکہ مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہی گنبد کی شکل
یہ تھی کہ چارون طرف سے بند تھا کوئی راستہ نہ تھا اور چرخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہی کہ العظمت للہ
ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہی اور عمرو کا تو یہ حال ہی کہ مارے خوف کے آنکھیں بند کر لین ہین جوڑی نے کی
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہی لیکن صاحبقران بغور اس گنبد کو دیکھ رہے
ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دمامہ جادو تو کہین نہین آ گئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان نمودار ہوئین
اور ان دریچیون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوئے سامان سحر سے آراستہ بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان سحر کی
کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار سبھون نے آکر
چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہی اندھا ہو جاتا ہی اور کچھ نظر نہین آتا مجبور الٹا آتا ہی
آپسمین ان سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور انھون نے یہ حد سحر
قائم کی ہی کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہی یہ خیال کر کے دور سے ترنج و نارنج سحر کے مارنا شروع
کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آ کر گر پڑتا تھا کیسا کیسا سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا
آخر کار سبھون نے اپنا منھ پیٹ پیٹ لیا اور یہ کہکر چلے کہ معلوم ہوتا ہی کہ تو بڑا ساحر زبردست ہی یہ سب کج
کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کر کے اسم اعظم پیکان تیر پر

دم کرکے جو مارا پشت پر جو ایک ساحر کی پڑا تو سینے کو توڑ کر نکلگیا وہ قلا کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپ کر تمام ہوگیا آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من تمساح جادو غلام تزلزل جادو بود وہ گیارہ جادوگر قریب اس برج کے پہونچے دیکھا تو
اب گنبد میں دریچیاں نہیں ہیں فریاد کی یا خداوند تزلزل جادو ہم ان تینوں شخصوں کا کچھ نہ کرسکے سحر ہمارا
کارگر نہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں شخص بھی ساحران زبردست سے ہیں بغیر آپکے
انکا مارا جانا مشکل ہے یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہیں اگر حکم ہو تو گردنیں کٹوا دیں کہ یکایک اس
آواز کے سنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑ گیا اور ہر ٹکڑے سے ایک جانور مہیب
پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اندر سے اس برج کے ایک جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار
تاج سر پر رکھے ہوے تاج میں بجاے پر ہما کے ایک مار سرخ دم اونچی کیے ہوئے استادہ تھا لنگ کھاروے
کا بندھا ہوا تھا کرتا چیتے کی کھال کا گلے میں جھولی سحر کی کاندھے پر اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا آکر اسکے
سر پر قائم ہوا ہے اور اسنے رخ طرف امیر با توقیر کے کیا اور اسم سحر پڑھتا ہوا چلا ہے طرف صاحبقران کے وہ
گیارہ جادوگر اسکی پشت پر ہیں اور وہ جانور جو برج کے ٹکڑوں سے بنے ہیں وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہیں
قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے
کے آکر غائب ہوگیا بعد اسکے اسنے شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا
نظروں سے نہاں ہوگیا اور پتا نہ لگا الغرض اسی طرح جانور سب قریب چبوترے کے جا جاکر غائب
ہوگئے اب اسنے عاجز ہوکر ایک چیخ ماری کہ جس سے جا بجا طبقے زمین کے شق ہوگئے اور درخت اکھڑ اکھڑ کر
گر پڑے لیکن چبوترے کو بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہے
کہ میرا سحر اسپر اثر نہیں کرتا لیکن امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر بکمان میں پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان
پر دم کرکے اس شعلے پر مارا لیکن تیر قریب اس شعلہ آتش کے ہو کر ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ حفاظت
تزلزل جادو کا ہے دمامہ جادو نے اسے بنا دیا ہے اسلیے کہ تزلزل شاگرد ہے دمامہ جادو کا جب تک دمامۂ جادو
نہ ماری جائیگی طلسم اس شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہے کہ جو حربہ تزلزل جادو پر آتا ہے یہ اسے
رد کردیتا ہے امیر اپنے تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوے اور ایک تیر اور خاص تزلزل جادو پر مارا دیکھا
تو وہ شعلہ بڑھکر سپر ہوگیا اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا یہی ردوبدل ہو رہی ہے کہ امیر کا وار اسپر اثر نہیں کرتا
اور اسکا حربہ امیر تک نہیں پہونچتا کہ یکایک تزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ اے شخص اگر تو
مرد میدان ہے تو میدان میں آ گیا ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہے تو
کس گرو کا چیلہ ہے کہ جسنے تجھے یہ بوتے دو انجم بتا دیے ہیں ایک چوکی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ
حریف پر مارنے کی ذرا میدان میں آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سننا تھا امیر غیظ و غضب میں آ کر
تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اٹھے کہ آیا میں او کافر تو مجھے جادوگر بتاتا ہے یہ کہکر چلے تھے عمرو نے دیکھا کہ
اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوکے گرے دوسرا حباب
ابو الہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونوں کو داخل زنبیل کیا اور آپ گلیم اوڑھکر
غائب ہوگئے تزلزل جادو حیران کھڑا ہے کہ یہ سب کہاں گئے مگر عمرو گلیم اوڑھے ہوے بھاگا سامنے
چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھا اور

اگیاری روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر رکھین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام مینا کا روبرو تکلف نکالکر
قریب اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند کیے اُدھر
تزلزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہے جھپٹ کر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر
کباب لگا رہا ہے سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہے اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ آیئے اے تزلزل
جادو آپنے تشریف لایئے اگر کچھ تکلف نہ ہو تو شراب و کباب حاضر ہین تزلزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے
مگر مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھسے تین شخصون سے مقابلہ ہوا سحر نے میرے اُنپر تاثیر نہ کی نہ وہ مجھپر غالب
آئے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہ ہو مین اسکا حال تمھین بتادونگا
مجھے بھی معلوم ہے کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہے شراب و کباب سے
سیر ہو تو مین بیان کرونگا یہ سنکر تزلزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب انڈیلی درویش نے
آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہے سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تزلزل یہ سنکر غصے
مین آگیا سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدل گیا اب جو دیکھا تو فقیر غائب
اُدھر زہر نے کلیجا کاٹا تزلزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہوگیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ پیدا ہوا جب
گرد و غبار برطرف ہوا ابر چلا گئے آواز آئی کُشتی مرا نام من تزلزل جادو بود اب وہ گیا رہ جادوگر لاش اسکی
لیکر چلے اور وہی پرکالہ آتش گرد اُسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھر اسی چبوترے پر
بیٹھا اور امیر اور ابو الہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ وہ
جادوگر کہان ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے تبکا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اُسکے مارنے کا بیان کیا امیر بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ ان تعریفون کو رہنے
دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہے جو تمھین دون عمرو بولا کہ
فقط آپ اقرار کیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا اور بیس ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر
دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ محفل
سونی ہو رہی ہے کچھ گاؤ اور ذرا بجاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر ہی کیا ہے اب پھر نے نوازی شروع ہوئی گانا
ہونے لگا ایک تھوڑی ہی دیر مین سمان بندھ گیا ذیروح کا کیا ذکر ہے اشجار تک جھومنے لگے یہی عالم تھا
کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو
ہے عمرو ابھی کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ہوائے تیز چلنے لگی صدائے رعد آنے لگی جھڑا رہا بجلیان چمکنے لگین
اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا
بلند ہوئی اور ایک بجلی گر کر گرد چبوترے کے پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے مثل بید کانپنے لگا اور
امیر باوجودیکہ وہ جرات شجاعت رکھتے تھے کہ دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا
کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور روشن ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون تارے ٹوٹے بعد اسکے دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا دونون بھوون کے بیچ مین
رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر مالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین موتیون کی سمرنین
کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ جھومکے جو انکی رخسارون پر

پڑجاتی ہی کشت حسن سرسبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبۂ حاجت رواے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر شعر

خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد　　ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد

اور وہ چشم سحر کار کہ سامری جسکا پرستار لب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمۂ آب حیات
دہن چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادۂ حسن سے مملو سینے کا ابھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دستان پیشواز گلے مین
دوپٹہ کارچوبی اوڑھے ہوے پاجامہ اطلس سبز کا پانوٴن مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوشربا دیکھتے ہی عمرو فریفتہ ہوگیا دونون ہاتھون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
وای تدرو بوستان زیبائی آئیے قدم رنجہ فرمائیے مگر وہ سامنے آئی وہ پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی زندگی
سے سیر ہوے ہو کہ بیجا بیابان چلے آئے یہ چاہ الماس ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے رہنے کا اور مین خوب تمھین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا ابوالہول اور تیسرا عمرو ہو
غضب کیا تمنے کہ ذوفنون جادو اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور تزلزل جادو کو مارا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہم تو آمادۂ مرگ دھیاے قضا ہین تم جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی یہ تو بتاؤ کہ اسوقت تم مین سے
گاتا کون تھا اسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی عمرو پکارا کہ ای جان مشتاقان مین کمبخت بانسری
بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اسنے تیوری چڑھا کر کہا نام تیرا کیا ہی صاحبقران زبان نے فرمایا کہ عمرو بن امیہ ضمری
یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہو کر کہا کہ تو ناحق مجھے بدنام کرتا ہی اور اس نازنین سے خطاب کیا کہ ای ملکہ
مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے سے آئی تھی کہ تم سب
کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بیچین ہوگئی طبیعت قابو مین نرہی اس آواز نے دل
مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تھا گاے جا چپ کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہو کر آئی ہون اور
امیر سے خطاب کیا کہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین کون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون ملکہ برق جادو مجھے
کہتے ہین مین تمام گھر بار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین شہر زمرد مین بغیر میرے
پتا نہین ہلسکتا مجھکو خبر پہونچی کہ حمزہ چاہ الماس مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو مارا وہ آمادہ ہی شہر زمرد
کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ مین دمامہ جادو کو اطلاع کا ہے کو کرون چلکر اُن سب کے سر
کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکھدون مگر مین تو آواز بانسری کی سنکر خود قتل ہوگئی یہ کہکر سامنے
صاحبقران کے بیٹھ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجھے ناگوار ہوا کہ گاتے گاتے خاموش
ہو گیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر نہو تو گاے جا عمرو بولا کہ صاحب آپ کی آمد مین روح تو خشک
ہو رہی تھی گاتا کون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپکے سامنے نہ گاؤنگا تو پھر
کسکو سناؤنگا جو برا بھلا مجھے آتا ہی سنیے مگر بیوفائی نکیجیے گا مجھکو غلام اپنا جانیے گا یہ کہکر پھر بانسری بجا کر
گانے لگا پھر ملکہ سننے لگی ایک گھڑی بھر مین بیخود ہوگئی ہوش باقی نرہے آنکھون سے آنسو جاری ہوے منھ
سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ برق جادو کا یہ حال ہوا
کہ اٹھکر گرد عمرو کے پھرنے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھدی برق جادو بہزار زبان تعریفین
کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ یہان سے چلے جائیے
دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نکیجیے دمامہ جادو علامۂ دہر آفت روزگار ہی اسپر غالب ہونا

ممکن نہین یہ شہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے اسم اعظم پر بھروسا ہی تو مُن لیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا ادنے ادنے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہو محو اگر دیا ہی اسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہو جیے چلے جایے صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجھکو دمامہ جادو سے بے لڑے چارہ نہین یا مین نے اُسے مار ایا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سرداران کا گرفتار سحر ہوکر زیر جمشید شاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کے نکلنا بیان فرمایا برق جادو نے کہا خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپ کی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجھکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی نرگس جادو کا وہ علاقہ اسی مین ہی بلکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا اور کرب و مقبل دونون نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو کی تین بہنین تھین چنانچہ ایک میری مان خوشحال جادو وہ تو مر گئی دوسری بوقیسال جادو تیسری یہ نرگس جادو ہی مگر بڑی آفت روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جانتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجا کر گا لو تو جانین عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا کہ یہ مجھے پھر سنے صورت بخش تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت ہی پر مائل ہو جائے پکار اکہ ای جان جہان وای روح عاشقان مین موجود ہون سینے اور بانسری بجا کر گانا شروع کیا رباعی

من نالۂ آتشین شنیدہ استم
من سوز دل حزین شنیدہ استم
بگذاشتی از ہستی من نام و نشان
ای عشق ترا چنین شنیدہ استم

اس رباعی کو ایسا بجایا اور گایا کہ اُس بحر خوبی کی صدف چشم سے گہر ہاے اشک علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھدیا ملکہ بیقرار ہوکر پکاری کہ ای خواجہ تمھین قسم ہی سر صاحبقران کی کہ ابھی مجھے سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ مین تیرا دلدادہ ہون مجھسے عہد کر لو کہ بیوفائی نہ کروگی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہی ذرا اپنی صورت دیکھ اگر تجھکو آئینہ نصیب نہین تو کسی ظرف چینی مین موت کر اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم موسیقی کی دل میرا مجھے سنوا تا ہی ورنہ کاہے کو منتی امیر سے کہا کہ منع کیجیے یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو کہ عمرو دوڑ کر برق جادو کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرم کیجیے عالت اضطراب مین یہ باتین منھ سے نکل گئین تھین برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا تجھسے عہد لیتے ہو مین تمسے زیادہ بیقرار ہون جب تک میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمھاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی اور پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھایے اور غصے کا منھ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہٹو قصہ مختصر دو پہر رات تک یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراریان جتاتا رہا اور برق جادو بُرا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق جادو نے کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے یہ خبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اُٹھی عمرو بولا کہ ای ملکہ بغیر تمھارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجھکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس واہیات نہ بک اور صاحبقران سے کہا کہ خدا حافظ نرگس کے مکر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر مرگشتی و تکبیرے نگفتی ہاے عجب سنگین دلی اللہ اکبر جسوقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظرون سے

غائب ہوگئی ہاے کہکر غش کھاکر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑکر عمرو کو اٹھایا مُنہ کی گرد امین سے جھاڑی پانی
کے چھینٹے دیے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چہار طرف دیکھنے لگا کہ وہ غار ہے مگر صبر و ہوش کہان ہے جب اُسے
نہ دیکھا آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہین کچھ آہ چلتا ہے * کہ دل کو لیگیا اک راہ چلتا *
امیر نے اُسے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیون اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے حاصل کیا ہوگا
یہ ہم جانتے ہین کہ تمھین جدائی اُسکی شاق ہے مگر عالم مجبوری ہے خدا کو یاد کرو مہم دمامہ جادو کی سر ہوئے
تو معشوق تمہارا تمسے ملجائیگا اور یہ بھی افضال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمہاری دوست ہوگئی اور ابھی اُسکی
دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اُسکا امتحان کرینگے تو سمجھینگے کہان وہ ہماری دوست ہے اور یون منہ سے ہزار کہے
تو کیا اعتبار ہے عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہے مگر میرے تو دل کو قرار نہین آتا اے حمزہ بچشم انصاف کہ ایسی صورتین
کبھی دیکھین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اُسکا زبان نہین کہ اُسکے حسن کی تعریف کیجیے مگر اختیار کیا ہے سوائے
صبر کے چارہ نہین بارے عمرو کو سمجھا کر اُس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو سو رہے صبح کو عمرو نے تمام
اسباب حوالۂ زنبیل کیا اور اُس مقام سے مع ابوالہول آگے بڑھے تمام دن رہ دی کی شام کو وہی کوہ طلا
وہی سبزہ وہی چبوترہ بلور کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا خوب منزلین بنائی ہین
کہ ایک ہی صورت کی ہین اُس مقام سے اور اِس مقام سے ایک ذرا فرق نہین ہے عمرو بولا آپ بجا ارشاد فرماتے
ہین مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم دن بھر پھرے اور جہان سے چلے تھے اُسی جگہہ آئے امیر نے فرمایا کہ نہین
بھئی وہ مقام یہ نہین ہے کیا ایک صورت کے مکان ہوتے نہین ہین اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے
عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہان آرام کیا مگر اس طرح سوتے تھے کہ امیر سوگئے تو عمرو جاگتا رہا اور
عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضۂ سحری ادا کرکے ایک درخت پر تیر لگا کر روانہ ہوئے
دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا پہچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہین اور شام کو
پھر اسی مقام پر آجاتے ہین فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو ظاہرا تو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن
مین یہان ہمکو قید کرگئی عمرو بولا حمزہ مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ وہی مقام ہے آپ کو یقین نہ تھا
اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تم سچ کہتے تھے تمہارے کہنے مین سرمو
فرق نہین ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ کو یاد نہین ایسی سرحدین سحربند بہت سی دیکھی ہین یہ کوئی ایسی
نئی بات نہین ہے القصہ ساری رات وہان جاگ کے بسر کی اور علی الصباح بعد نماز صبح اسم اعظم
پڑھ کر بائین طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ وہی صحرا
ہول خیز وحشت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمین مقبل وفادار و گرب غازی غائب
ہوئے تھے پھر ملا اس صحرا مین نہ کوئی چشمہ ہے نہ چاہ ہے نہرین فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہے شدت کی دھوپ
پڑ رہی ہے آگ برس رہی ہے درختون سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہین غنچے سوکھ سوکھ کے کانٹا
ہوگئے ہین گل پژمردہ پڑے ہین شاخین بصورت اعضائے مشلول نظر آتی ہین کسی مین برگ و بار کا نام نہین
فقط سوکھے ہوئے ڈنڈ کھڑے ہین کہین سائے کی چھاؤن تک نہین بادسموم کے جھونکے دل کو بریان کیے دیتے
ہین جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے مسدس

وہ ٹھیک دوپہر وہ بیابان پرشرار | کانٹے زبان غنچۂ گل مین ہین مثل خار
ہین وحشیون مین شور قیامت کا بار بار | آتش فشان ہین سارے شجر صورت چنار

کوسون گیاہ نہ دیہ مانند زعفران
اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مر گئے
چنگاریون کا ریگ بیابان پہ ہی گمان
گرمی سے جلن کو جامۂ تن تنگ و بال ہی
دریا تمام ریگ بیابان سے بھر گئے
سنسان ہو رہا ہی بیابان کہ الامان
اس دشت ہولناک مین ٹھہرنا محال ہی
مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان

تمازت و حرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سرتا پا پسینے مین غرق ہوگئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا دشوار ہوا ہونٹھ آپس مین ملگئے زبان تالو سے لگگئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ پیاس کے مارے عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھون پر آگیا ہی ساقی کوثر کے واسطے جستجو کرد کوئی سبیل نکالو کہین سے تھوڑا سا پانی تلاش کرکے لاؤ ادھر ابو الہول دیوانہ بھی بلبلایا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک ہو رہا ہی زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاتا ہون اگر کہین کوئی چشمہ یا چاہ نظر آتا ہی تو مین ابھی پانی لاتا ہون آپ آستے پیچھے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا اور طرفۃ العین مین امیر کی نظرون سے غائب ہوگیا اب حال امیر کا سنیے کہ یہ باحال پریشان چلے جاتے ہین جاتے جاتے کچھ درخت ایک جگہ پر معلوم ہوئے ابو الہول سے کہا کہ مقرریہان پانی ہوگا آؤ بھئی جلدی چلو بزودی قدم اٹھاؤ یہ کہکے اُن درختون کے پاس ہوپنچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھاگئے ہین جب ہوا چلتی ہی تو وہ پتے سوکھ سوکھ کے گرے پڑتے ہین پانی کا کہین نام بھی نہین امیر مایوس ہوئے اور ابو الہول سے کہا خدا جانے عمرو کہان گیا نہین معلوم کہین پانی ملا بھی یا نہین ملا اُسنے عرض کیا ای شہریار آپ نے مقبل و کرب کی طرح عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحرا ہے چاہ الماس ہی جہان اُن دونون کو آپ نے پانی کے واسطے بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آئے بلکہ اُنکے سر نظر آئے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند اور طلسم بستہ ہی جو آپ سے جدا ہوا پھر ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہان گئے کہان نہین اب خدا ہی اُنکو جیتے زندہ لائیگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تو سچ کہتا ہی کہ عمرو کو مین نے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابو الہول ایسے ہی کلمات حسرت و افسوس کہتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا چلا آتا ہی سینگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مو کی طرح بل کھائے ہوئے چہرہ مانند مہر تابان روشن گردن مثل ہلال کے پر تو فگن جوڑ بند نور کے سانچے مین ڈھلے ہوے بیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل سحر سفید رگ و پے سے شوخی و چالاکی پیدا نگر انداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جون ہی دیکھا امیر حمزہ کے پاس آگیا اور قدوم میمنت لزوم سے اپنی آنکھین ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول بھئی دیکھتے ہو کیا اچھا پرانا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و اُلفت تو دیکھو کہ میرے قدمون سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا پالو ہی شاید اپنے مالک کے شبہے مین میرے پاس آیا ہی نہین تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائین سے ہزارون کوس رم کر جاتے ہین کسی کو اُنکے نقش قدم بھی نہین نظر آتے ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار سچ ہی نہایت خوبصورت اور عزیب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پر تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور صحرائی غیر آدمی سے اس طرح لپٹتا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر بغیر چارہ گرفتار دام ہو جاے ✤ ہمیشہ رم جو کرے یون وہ رام ہو جاے ✤ اتنے مین نظر ابو الہول کی اُس ہرن کی آنکھون پر جو پڑی تو دیکھا ہرن امیر حمزہ صاحبقران کے قدمون پر منہ ملتا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای

شہریار رم اور بھاگنا کیسا ذرا ملاحظ تو فرمائیے یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ ہرن رو رہا ہی اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت اُسکی
آنکھون سے دو سیلاب اشک جاری ہین امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اُسکی پیٹھ پر پھیرنے لگے وہ
ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کر کچھ اشارے سے کہنے لگا اُسکی
اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگین ابو الہول نے پھر عرض کیا کہ ای امیر ملاحظ تو کیجیے
کہ ہرن روتا بھی جاتا ہی اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہی گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہی مجھے عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ
کہین یہ ستم رسیدہ بلاکشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی آپ نے اُنھین پانی لانے کے واسطے بھیجا
تھا وہان آفت مین پھنسگئے کسی ساحر کافر نے اُنھین ہرن بنا دیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت تو فرمائیے اور نہین
تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ پھٹیگا ابو الہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا گویا اقرار کیا ہان مین
عمرو ہی ہون تو سچ کہتا ہی امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اُسکی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ ای ہرن
تجھکو قسم ہی حضرت سلیمان کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہی یا جیسا ابو الہول نے بیان کیا تو عمرو بن
امیہ ضمری ای ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہان مین عمرو ہون جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ درحقیقت ابو الہول
دیوانہ سچ کہتا ہی یہ جنگلی ہرن نہین ہی بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہی اُسی وقت اُسکی پیٹھ پر
ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھکے دم کیا برکت اسم اعظم وہ ہرن فوراً زمین پر گر کے لوٹا اور لوٹ پیٹ کے اپنی ہیئت
اصلی یعنے انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہین خواجہ عمرو ہین امیر نہایت خوش ہوئے اپنے گلے
سے لگا لیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ ای خواجہ یہ تمھین کسنے انسان سے حیوان بنا دیا تھا تم تو خود ماشاء اللہ بڑے
طرار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑون کو تم خود انسان سے حیوان بناتے ہو تم پر یہ کیا مصیبت
پڑی کس دام بلا مین پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے خواجہ نے عرض کی کہ ای امیر با توقیر کیا گزارش
کرون عجب آفت کا سامنا ہو گیا تھا بری بلا مین پھنسا تھا مگر فضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب
مین پانی لینے کے واسطے چلا تو بہت جگہ مین نے پانی کی جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اسی طرح غریق بحر تفکر
چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک ایسی نازنین مہ جبین کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوک پیاس جاتی رہے
وہ بصد ناز و انداز پانی لیے چلی جاتی تھی دیکھتے ہی میرے منھ مین پانی بھر آیا مین نے اُس سے پانی
طلب کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مین سمجھا کہ شاید اسنے نہین سُنا اور آگے بڑھکے مین نے پانی مانگا اسنے
بار دگر پھر کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور حسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب
نہین دیتی اُسکے پاس جاکے کہا کہ ای گل باغ محبوبی و ای سرو روان گلشن خوبی بقول شخصے شعر

ایک بوسہ ہمنے مانگا راہ مولا واہ جی ۔ پھوٹے منہ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی

ہمنے دو مرتبہ تمسے پانی مانگا تمنے
پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑگئے ہین برائے
خدا تھوڑا سا پانی ہمین دو شعر

ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات ۔ لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

یہ سنتے ہی اُسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے منھ پر دیا کہ مین بیہوش ہو کے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش
آیا تو اپنے تئین آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا ادھر نکل آیا آپ کو آتے دیکھا جان
مین جان آئی آپ کے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سحر سے چھڑایا اگر مین یہ جانتا
کہ وہ گیسو بریدہ ساحرہ ہی تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر مین کبھی اُس لکاتہ سے پانی

ملنگنے نہ جاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب کبھی کہین ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ اے شہریار کیا مجھے خبط ہی
کہ مین آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپ کو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی مین آیا کہ جہان سے ممکن ہو آپکے
لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہ ہوگا مجھے تو یہ دیوانہ بہتر ہی کہ آپ سے ایک دم جدا نہین ہوتا
ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابوالہول تینون باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اب یہ حال ہی کہ راستہ نہین
چلا جاتا دھوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے جاتے سامنے سے
ایک باغ دکھائی دیا ذہن مین آیا کہ اس باغ مین چلکر درختون کے سائے مین تھوڑی دیر دم لیجیے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کھائیے چمنون کی سیر کیجیے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجیے راہ کا کسل دور ہو دل کو سرور ہو غرض دل مین
یہ تصور کرکے اُس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اُسکی آواز سُنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوئے دروازہ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سُرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چاردیواری بلور کی ہی پھاٹک کے دونون طرف صحنچیان
بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہوائے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہر کے اندر گئے دیکھا
کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزہ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ روشون پر
مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا دے رہے
ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چار طرف باچشم حیران نگران ہی کہین لالے کا
داغ دل مہر کی ضیا کو مات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سورج مکھی گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی کسی مقام پر
گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ روپ دکھاتا ہی کہین بیلا
چنبیلی موتیا جوہی کے تختے لگے ہوئے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن مین گل ہفت رنگ
بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکرا رہے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا جوبن دکھاتے ہین
بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر فاختہ کو کو کر رہی ہی عشق شمشاد کے دم
بھر رہی ہی کسی جگہ قمری کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین تیہو کا زور ہی مرغان چمن کی نواسنجی
سے کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش ناندون مین چھوٹے چھوٹے
درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش لبھا رہے ہین غرض کہ
امیر حمزہ کشورگیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوئے لطف نسیم تازہ اُٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ
ایک طرف کچھ مالنین جو دکھائی دین کہ لہنگے بادلے کے پہنے ہوئے سُرخ دوپٹے اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے
پاؤن مین پڑے ہوئے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین بیلچے ہاتھون مین لیے کہ پھل اُنکے
طلائی اور دستے نقرئی تختے روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمردنگار بنا ہوا ہی
کہین اُسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شبچراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے تراشے ہوئے
ہین محرابین مثل محراب ابروے نازنینان خوش قماش ہین رفعت مین آٹھوان آسمان ہی عجب قصر
عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی مقیش کی جھالر ٹکی ہوئی ہی قمقمے نقرئی و طلائی

چارطرف لٹک رہے ہین آویزۂ مروارید آویزان ہین مطلا کارچوبین استادہ ہین اندرون قصر عالیشان زیر سایبان
فرش مخمل زردوزی کا نہایت نفیس و پرتکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپر کھٹ نہایت عمدہ
جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول مرد نگین یکے دو ڈرالے جو ڈالے قرینے سے اپنے
اپنے مقام پر لگے ہوئے ہین مینا و ن پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوئے ہین کہین عطر گلاب کی خوشبو
آرہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر عطر خنا اور
عنبر شام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سایبان دسترخوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی نعمتین موجود
ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا مٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اسکے بہت سی انیسین جلیسین بھی اُسکے
ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوئے خیال مین گذرا کہ شاید یہ کسی بادشاہ کا محل
ہی ناحق یہان چلے آئے واپس چلنے کا قصد کیا اُدھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر پڑ گئی اُسنے دوسری
سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم بے پوچھے
بیتحاشا حرم محترم بادشاہی مین گھس آئے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو ہمین معلوم
نہ تھا نادانستہ اِدھر چلے آئے دروازے پر کوئی حاجب و دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمین معلوم ہوتا کہ
یہان زنانہ ہی لسنتے ہین وہ نازنین مسند نشین کھانا چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ ای شہریار آپ
شوق سے تشریف لایے اسے اپنا کفش خانہ تصور فرمائیے تکلف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر توقف
کیجیے اگر آپ تشریف لائے تو کیا قباحت ہوئی بسر و چشم تشریف رکھیے مصرع ای آمدنت باعث آبادی ما
ای شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھاتے یہ کہکر
اُٹھی اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اس پرچہرہ کی دیکھی دلدادہ و
فریفتہ ہوگئے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ ای حمزہ نہ جا خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ
ہو چکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سُنا اور اُسکی طرف بڑھے جب پاس اُسکے پہونچے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اُسنے بھی
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دسترخوان پر لیجاکے بٹھایا اور عرض کیا کہ ای
شہریار جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے
آپکا جمال با کمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری
کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گذار و فرمانبردار رہونگی ای شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و دغاباز
فیلیے جعلساز ہین اُنکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیے گا اور ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحرا ے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لائے ہین کیونکہ چہرہ آپ کا
تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی پیاس کی بادصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین یقین ہی کہ کھانا پانی بھی
کہین نصیب آیا ہو خیر یہ جو حصۂ آش حاضر ہی اُسکو تناول فرمائیے پھر تھوڑی دیر استراحت کیجیے گو کہ یہ کھانا
آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف آپ کا ایک نوالہ اور ایک
دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہر طلعت کی دیکھکے اور بھی
خوش ہوئے اور اُسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ پس پشت
سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ کون شخص ہی اور یہ کیا راز ہی مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی نہ دیا
اُس نازنین عشوہ ساز دغاباز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کرکے پوچھا کہ ای شہریار آپ نے ہاتھ کیون کھینچا امیر
نے فرمایا کہ تمنے یہ صدا نہین سُنی کہ کوئی منع کرتا ہی خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ مین نے پہلے ہی عرض کیا ہی کہ یہان
کے لوگ بڑے جلباز و مکار و بخیل ہین نہین چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل مین ایسی ایسی آوازون کا
خیال و وسواس نہ کیجیے خاصہ نوش فرمائیے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ نوالہ بنا کے
مُنہ مین رکھین پھر صدا آئی کہ ای عزیز تو عجب طرح کا نادان ہی دوست دشمن کو نہین پہچانتا خیر خواہ و بدخواہ
کو نہین جانتا ارے پھر تجھسے کہے دیتے ہین کہ یہ آہین دغا ہی خبردار خبردار اور زنہار زنہار کھانا نہ کھانا
صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اس ماہ پیکر نے کہا ای شہریار آپ کو بڑا وہم ہی مین نے
دو مرتبہ آپسے عرض کیا کہ یہان کے لوگ آپ کی راحت نہین چاہتے آپ کو میرے کہنے کا کچھ اعتبار نہوا
اور صدا ئے نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہین کہ یہان پر کوئی میرا دوست و خیر خواہ ہی تو بھلا اُسے
بلائیے تو دیکھین وہ کون ہمسے زیادہ آپ کا خیر خواہ ہی صاحبقران نے اُسکے کہنے سے ہر چند آواز دی
کہ ای شخص تو کون ہی سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ جواب ہی ملا جب اُس
دلربا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار یہان ہزار طرح کی بلائین ہین آپ مطلق ایسی
صداؤن پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمائیے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا لاحول ولاقوۃ
الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہین کوئی صدا تو دیتا ہی مگر معلوم نہین ہوتا واقعی یہ آواز مجھے بہکاتی
ہی یہ خیال کرکے مستعد ہوئے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر مین دھیان مین نہ لاؤنگا بے تکلف کھانا کھاؤنگا
اور نوالہ بنا کر مُنہ کی طرف لیگئے چاہتے ہین کہ نوالہ مُنہ مین رکھین کہ ایکی مرتبہ ایک آواز غضبناک آئی
کہ ای امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجھکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمین سمجھاتا ہی دھوکھا کھانے
اور دام فریب مین پھنسنے سے بچاتا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہین ہر مرتبہ تیری جان
بچاتے ہین کھانا کھانے سے باز رکھتے ہین اور تو اسکے عوض مین گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہی کہ ہمکو چار مین رسوا
کرنے کے لیے سامنے بلاتا ہی واہ کیا عقل ہی اور کیا فہم ہی اسی عقل کے بھروسے پر چاہ المماس مین آیا
ہی اور ایسی منزل دشوار گذار مین قدم رکھا ہی مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ؂ ارے غافل عقل
سے جاہل اس کھانے مین عوض نمک کے زہر ملا ہوا ہی اگر ایک نوالہ بھی کھائیگا تو فوراً مرجائیگا دیکھ ای
حیران و پریشان اور بیجان یہی نرگس جادو ہی اسنے دام تزویر بچھایا ہی کھانے مین زہر ملایا ہی اس سے
یہان کا ہر ایک جادوگر نیست ہی سب تیرے مار ڈالنے کا بند و بست ہی اور اگر تجھکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھ طرفۃ العین مین حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتین سُنکے فوراً ہاتھ
سے نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کہکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعتہً اُسکی وہ صورت بدلگئی
اور ایک عجیب کریہ منظر عورت نظر آئی کہ امیر کو کلیتہً نفرت ہوگئی چاہا کہ گرفتار کرین لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کود کر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم مین سے تیرا شریک ہی مگر وہ میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ اونکا نہ کھڑی تو وہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ ای حمزہ مین تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجھکو بچا دیا اور مجھکو تو بھلا تو کیا پائیگا سوا افسوس و ندامت کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اٹھا کر اپنے دونون بازوون پر ملی خاک کے ملتے ہی دونون طرف دو پر
پیدا ہوئے شعر اُسکے پرون کو دیکھکے غل جابجا ہوا ہمسمجھے تھے کیا یہ پر جنھین نرگس نے واکیا اور یہ کہتی ہوئی
بالائے ہوا پرواز کر گئی کہ پہلے تیرے دوست و خیر خواہ کو تلاش کرکے گرفتار کرون پھر تجھے سمجھ لونگی تو میرے
ہاتھ سے زندہ وسالم بچکر کہان جائیگا قیامت تک تو تجھے یہان سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین مین نظرون
سے غائب ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکاتہ بلائے بے درمان آفت جہان ہی یہی غنیمت سمجھیے کہ
اسوقت جان بچگئی مگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہین جسکی کچھ انتہا نہین
اور اپنے دل مین یہ سمجھتے ہین کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی دوست میرا نہین اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے وقت
مین آپ کی جان بچائی آپ کو آپ کے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھ سے نجات دلوائی امیر نے
فرمایا ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آتی تھی یہ کون تھا
عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتہ جان بخش تھا اور کون تھا اب سُنیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کر گئی
ادھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے کھڑے تھے دل مین خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکارون کو
کیون جانے دیجیے اسکی نسبت طلبین جتنی تھین وہ سب ابھی وہین تھین امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے جو
جادوگرنیان تھین وہ اڑ گئین جنکو سحر مین کچھ دخل نہ تھا وہ اپنی اپنی جان بچاکے بھاگ گئین امیر حمزہ
مع خواجہ عمرو اور ابو الہول دیوانہ کے اس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوئے ایک مقام پر
پہونچے وہان ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم و ای خالق و اکرم
صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے آقائے
ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزہ صاحبقران کی دکھادے پھر تجھے اختیار ہی چاہے زندہ
رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صدائے دردناک سُنتے ہی حمزہ صاحبقران بیچین ہوگئے عمرو سے کہا
کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا ہمپر جان فدا کرنیوالا مبتلائے
آفت ہی نہین معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھین کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی
طرف چلے اتنے مین پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات و ای حلال مہمات تو سب کے دل کی آرزو بر لاتا ہی
ہماری بھی مراد دلی بر لاکہ ہمین ہمارے آقا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کی
صورت دکھا یہ سنکے امیر کے دل کی کھینچی اور دونی ہوگئی اُسی طرف جلدی جلدی قدم اٹھائے چلے دیکھا کہ ایک
حجرہ بنا ہوا ہی اُسی مین سے یہ صدائے حسرت خیز اور آواز درد آمیز آتی ہی دوڑ کے دروازے پر حجرے کے
پہونچے دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولین مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالین کسی طرح نہ ٹوٹا آخرکار
اسم اعظم پڑھکے قفل پر جو دم کیا تو فوراً قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جاکے دیکھا کہ دو شخص پیچ پیچ
کیے ہوئے زمین پر چت پڑے ہین اور سینون پر انکے دو پتھر مثل کوہ گران کے رکھے ہوئے ہین وہی یہ گریہ وزاری
جناب باری سے یہ دعا مانگ رہے ہین قریب جاکے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونون مقبل وفادار اور
کرب غازی ہین پہچاننا تھا کہ جلدی سے انکے ہاتھ پانون کھولے مگر انمین اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ
اٹھ سکین ہاتھ پانون کھولنے پر بھی وہ اُسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُنپر دم کیا فوراً
ببرکت اسم اعظم اُنمین قوت آئی اور وہ دونون اُٹھکے امیر کے قدمون سے لپٹ گئے امیر نے انھین قدمون پر سے

اُٹھا کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی ہم تو تمھارے مر گئے ہوے دیکھکے بہت پریشان ہوئے تھے چاہا تھا کہ خنجر مار کے
مر جائین مگر قضا نہ تھی حضرت خضر علے نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے تمھارے زندہ رہنے کی خبر دی ہین حرام موت سے
محفوظ رکھا دونون نے اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جو اُس باغ مین پانی لینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار
کیا ہمسے طالب وصل ہوئی ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہوکے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور نہایت
دلجوئی و مدارات سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی
باتین عشق عاشقی کی کہانیان حسن و عشق کے افسانے محبت و الفت کے قصے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب
ہم کسی طرح اُسکے داؤ پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی حیثیت سے جسطرح آپ نے
ملاحظہ کیا قید کر دیتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کسکے سر کاٹ کے بیرون باغ ڈلوا دیے تھے امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی
اُسنے تمھاری صورتون کے لوگ سحر سے بنائے ہونگے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب تم
ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
ہر چند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چہار جانب دیوارین اس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو
نے کہا کہ اے حمزہ نرگس جادو آپ کو قید کر گئی ہے آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ
یہان سے نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ یہین پھڑک پھڑک کے دم نکلجائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ
نے ایک جانب دیوار اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم آئے ہونگے اب جو پیچھے پھر کے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کانٹا تک نہین دکھائی دیتا جہان
قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحراے مہیب و وحشت عجیب
نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہوگیا فرمایا ہان اے خواجہ سحر کے
کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک دم مین
گلشن پُر فضا کھلجاتا ہی جہان باغ پُر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ
نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریاے زخار اور
بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا وہان چشم زدن مین لق و دق میدان بنجاتا
ہی غرض آپسمین یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا کہ ایک
ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے سونڈ بھی بیس گز سے کم نہ تھی مشک
بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب تو اسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلطان
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اُسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے سونڈ کو
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر شیر گیر نے اس زور سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ سونڈ اُسکی دانتون سمیت
کٹگئی وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑ کر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر
ایک تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے وہ بھی مثل شمع مومی کے کٹکے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جاکے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دونون دانت اُسکے مسلم و درست پائے پھر وہ مثل حملۂ
اوّل کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اسی طرح سے پھر اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار مارین عمرو گلیم عیاری
اوڑھے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یون نہ ماریے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے
تلوار ماریے امیر حمزہ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھپٹ کر
بہزار جستی و چالاکی ماری تھا وہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلہ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہرزہ دق
جادو دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلۂ عظیم کے آگے روانہ ہوئے یکایک آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جائیگا اگر ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نجائیگا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت دار شمشاد ہاتھ مین لیے چلا آتا ہے جب قریب امیر با توقیر
کے آیا امیر اس سے بھی مقابل ہوئے اسنے دار شمشاد ماری امیر نے حربہ اسکا خالی دیا دار شمشاد اسکے ہاتھ سے
چھوٹ کے گر پڑی زمین مین در آئی خاک اڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب مین چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی
جھپٹ سے امیر کا کام تمام ہوگیا پکارا کہ افسوس ای حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہوگیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر الکفر ہوش مین آ حواس کی باتین کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہوکے
نہین لڑتے ہین تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہوگیا تجھکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ مین تیرا
حریف موجود ہون اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ اب کی مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے امیر حمزہ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور جستی تمام
ایک ہاتھ جو اُسکی کمر پر مارا وہ ملعون ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہوگیا غلغلۂ قیامت بر پا ہوا بعد دو گھڑی کے
آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہون
دفعۃً ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہے جسوقت وہ قریب آئی
صاحبقران کو تسلیم بجا لائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو بہت مکارہ ہے اسکے
فریب مین نہ آئیے گا مگر آپ نے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہوگئے
اگر اُس کھانے کا ایک لقمہ بھی آپ خدا نخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھوتے فوراً
پانی ہوکے بہجاتے جب مین نے دیکھا کہ آپ اُسکی باتون مین مصروف ہوکر کھانا کھایا چاہتے ہین مجھسے کسیطرح ضبط
نہ ہوسکا مجبور ہوکے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیے گا ورنہ پچھتائیے گا آپ نے تامل کیا پھر اُسکے دام فریب
مین گرفتار ہوکر نوالے اُٹھاکے کھانے کا قصد کیا پھر مین نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا نہ کھائیے گا اسمین فریب
ہے آپ نے پھر تامل کیا جب اُسنے مکاری کی باتین کین پھر آپ کھانے پر راضی ہوگئے جب تیسری مرتبہ
آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوئے مین بے اختیار ہوکے پکاری کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے اس کھانے کو تناول
نہ فرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہے اُسوقت آپ خبردار ہوئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچا وہ آپکے
پاس سے بھاگ گئی اور ای شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ حالت اضطراب و بیقراری مین میری
زبان سے آپ کی شان مین نکلے ہین برائے خدا معاف فرمائیے گا صاحبقران نے فرمایا ای برق جادو
یہ تم کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہم پر تمھارا بڑا احسان ہے کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو مدت کا خاتمہ ہوگیا
ہوتا کہین تمسے کچھ ملال اور رنج و شکایت نہین ہے پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ای خواجہ مین

تجھے تو بڑا عقلمند جانتی تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا فایدہ تیرے بھی ذہن میں آیا کہ دستر خوان پر دنیا کی نعمتیں اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہیں اگر حمزہ عالیشان کھاینگے تو میں بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہاتھ لگاؤنگا میں کیون منع کرون اگر انھیں منع کرونگا تو میں بھی بھوکھا رہونگا یہ نعمتیں نہ کھانے میں آئینگی ارے اسی عقل و دانش پر سر برندۂ جادوگران نام رکھا ہی بھلا تو نے جادوگرون کو کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ برق جادو میں نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہیں مارا ناحق ناحق مجھے لوگون نے بدنام کیا ہی اور حمزہ ہنستے ہنستے لوٹ گئے ہمیشہ سے انکی یہی عادت ہی شعر پرورش پائی ہی حسینون میں + ہی مزہ عشق کا لڑکپن سے + واقعی اگر تم خبردار و ہوشیار رہو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہو چکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار میں تو اب زیادہ ٹھہر نہیں سکتی جاتی ہون مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب میں نہ آئیے گا ہر وقت خوب خبردار و ہوشیار رہیے گا اور اگر آپ نے اُسے مار لیا تو کمر دمامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا یہ کہکر وہ بسوے آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب مجھے یقین کلی ہوا کہ برق جادو ہماری دوستدار ہی عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہی مانند ملکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی کریگی یہی باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ پھر وہی صحرا ملا جہان مقبل وکرب گم ہوئے تھے پیاس کے مارے عجب حالت ہوئی بیقراری میں امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہیں سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک ہو رہا ہی عمرو نے عرض کیا کہ ای حمزہ اب میں بار دگر آفت میں گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو آدمی سے جانور بنگیا خیر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ برکت اسم اعظم میں اپنی ہیئت اصلی پر آگیا اگر اب کی مرتبہ میں پھر پانی کی جستجو میں گیا تو یقین ہی کہ زندہ و سالم بچکر نہ آؤنگا میری لعل سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا اپنی زندگی سے ہاتھ دھوؤن تو پانی لینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ رہے ہیں بات نہیں کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں ناگاہ دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا پانی تو نہیں ہی مگر ادھر ادھر دو گاؤن بسے ہوئے ہیں اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک بیوال کورے جھجر میں پانی بھرے ہوئے ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن میں لیے جاتی ہی صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو بھی سوچا کہ اب کیا اندیشہ یہان میں کچھ تنہا نہیں ہون جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل میں سوچ کے پکارتا ہوا دوڑا کہ اری بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اُسکے قریب ہو گیا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہی گھانس کھا گیا ہی ہرگز اسمیں سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی میں بڑی محنت سے بھرکے لائی ہون اگر تجھکو ایسی ہی پانی کی خواہش ہی اس قصبے سے جاکے لے آ مجھ بڑھیا سے کیون مانگتا ہی عمرو نے کہا ارے مادر مہربان آقا میرا حمزہ صاحبقران اسوقت پیاس سے بیقرار ہی ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر تیرے بھی بال بچے ہیں یا نہیں تجھکو رحم نہیں آتا وہ دیکھ حمزہ صاحبقران آ پہونچے ترس کھاکے یہ پانی اُسے پلا دے میں اسکے عوض میں بہت سا پانی تجھے بھر لا دونگا اتنے میں صاحبقران بھی قریب آگئے اس بڑھیا کو سلام کیا اور بے اختیار ہو کر اس پانی مانگا اُسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہی پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ میں تھا وہ بھر کر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہین کہ ہین یکایک آواز آئی کیون ای حمزہ تو پھر اپنے ہاتھ سے اپنی جان دیا چاہتا ہی فریب مین آکے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار رہو یہ پیر زال نرگس جادو ہی اور یہ پانی زہر ہلاہل ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سُنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فوراً دھوان اُٹھا زمین پکنے لگی اتنی جگہ سیاہ ہوگئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اُسکا حلق سے اُتر جاتا فوراً دم نکلجاتا خدا نے خوب بچایا شعر

آیا تھا لینے حضرت دل آپکو وہ ترک	یہ کہیے آج خوب بچے خیر ہوگئی

یہ آواز سُنکے نرگس جادو یعنے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو ادھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ ایک درخت کی ٹہنی پر ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی اُسی نے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی پینے سے روکا میرے دام فریب سے بچایا پکاری کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھے پہچانا او برق جادو اب مجھے معلوم ہوا تو اس سے ملی ہوئی ہی مین بھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہان سے انکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ تو ہی خیر سمجھا جائیگا کیون ای برق جادو دمامہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار کر دیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کر دے مین پہلے تجھی کو گرفتار کر کے سزا دونگی بعد اُسکے حمزہ سے سمجھ لونگی صاحبقران دوڑے کہ او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتی ہی اور چاہتے تھے کہ عقرب سلیمانی کا وار کرین خود وہ ساحرہ بزور سحر اژدہائے آتش فشان کی صورت بنکے امیر حمزہ صاحبقران پر دوڑی منھ سے شعلہ آتشین چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک صحرا کے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً وہ اژدہے کی صورت منگنی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی صاحبقران نے للکارا او مردار ذرا اپنی ہیئت کذائی تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہوگئی دل مین نہایت شرمندہ ہوئی حیران ہو کے سامنے سے بھاگی امیر با توقیر با شمشیر برہنہ دوڑے نرگس جادو نے دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے میری جان بچتے نہین معلوم ہوتی اسم سحر کا پڑھ کے اپنے دونون شانون پر دم کیا دونون طرف دو پر پیدا ہوئے پرواز کر کے آسمان کی طرف چلی عمرو پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آپکے ہاتھ سے اسوقت بچکے صحیح و سالم نکلگئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پائے صاحبقران نے جلدی سے ایک تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا جیسے ہی نرگس جادو اُڑ کے چلی تھی کہ تیر جو پڑا تو اسفل سے اعلی تک گذر کر مغز کو توڑ کے باہر نکلگیا چرخ کھا کر زمین پر گری شور و غل کی آواز بلند ہوئی گرد اُڑی اندھیرا چھا گیا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا تلاطم عیان ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من نرگس جادو بود بعد تھوڑی دیر کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی بجلی چمکی برق جادو سامنے آئی سلام کیا ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقدار شاہ شاہان سلطان سلطانان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس لکاتہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہین یہ آج بچکر چلی جاتی تو مجھکو دمامہ کے سامنے خوب رسوا کرتی مجھکو تو یقین ہوگیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہین سکتا ضرور افشائے راز ہوگا مگر خداوند کریم آپ کو سلامت با کرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکاتہ ہدف تیر قضا ہوگئی تمام کھٹکا اور خوف و اندیشہ مٹگیا سارا قصہ پاک ہوگیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اُسکے دام فریب مین آگئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے اگر مین نہ ہوتی تو اُسنے آپ کے دشمنون کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا اور مین تو کہین گئی نہ تھی پوشیدہ آپ کے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہو چکا تھا یہ احسان بالاے احسان ہی شعر

تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری	ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری

اُسنے عرض کیا ای شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا آپ کو فتحیاب کرے اور ای شہریار اب آگے سرامہ جادو کا مکان ہی وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہی مین وہ ایک جگہ کھیلکر بڑی ہوئی ہون مجھسے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہی وہ علم سحر مین بلاے روزگار ہی دنیا مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چہار طرف پھرتے سب جگہ جاتے آتے ہین اگر اُسکو آپ نے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مارا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہی آپ کو ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسے سوا خواجہ عمرو کے اور چاہے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سنا خواجہ تمنے برق جادو کیا کہتی ہی عمرو نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد نہ کرنا چاہیے اُسے سودا ہو گیا ہی بھلا مین اسے کیونکر قتل کر سکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے راہ نہین کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سُن لو یہان سے سامنے سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کرکے تھوڑی دور اور آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نام ہی بس وہین سرامہ جادو کا مکان ہی اور وہان سے شہر زمرد بہت ہی قریب ہی عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو معلوم ہی کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون ایک تو دریا سے کہ جہان اُسمین غرقاب سرپ ہوا پھر کچھ نہین ہو سکتا کیسا ہی کوئی پیراک بیباک و چالاک ہو مگر جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوئے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھائے اُدھر زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جان کا کہین تھل بیڑا نہ لگا چٹ پٹ گھڑی ملاحی یا تمی سب بھول گیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہو گیا دوسرے نقابدار سے کہ جہان اُسنے چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب سے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھکر پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی مثل ایک گوشت کے لوتھڑے کے محض بیکار ہو جاتا ہی کیسا ہی عیار طرار و فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری چل سکتی ہی نہ کوئی طراری کام آتی ہی حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان کھون بھلا چنگا اچھا خاصہ خود شیر کے منھ مین اُسکا نوالہ بننے کو گھس جاؤن توبہ استغفار مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا سکندر صولت سطوت سلطان زمان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی کہ اُسنے ہمپر رحم کھایا اور یہ کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شی دیگر ہی چشم انصاف سے دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کر رہی ہی تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف اور شکر گذاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کے بعد لکھو مصرع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو ۔ نہ کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید معلوم ہوتا ہی خواجہ نے امیر با توقیر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ کیا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جادو جل کے کہنے لگی مجھکو کیا کام ہے جو تیرے جی مین آئے وہ تو کر معلوم ہوا کہ تجھسے کچھ نہ ہوا ہے نہ ہوگا بعد
اُسکے صاحبقران زمان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خداے کریم کے سپرد کیا اب مین زیادہ نہین
ٹھہر سکتی اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ گئی بعد اُسکے جانے کے امیر باتوقیر نے عمرو سے
ارشاد کیا کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے
چاہ الماس مین اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہہ پر آول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا
حق شناسی اور قدردانی فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیر خواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور
اُسکی جان کو جان سمجھنا نہ چاہیے اس بیچنے کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہے جو آپ سے حاصل ہو رہا ہے
گو کہ مین یہ جانتا ہون کہ اب یہان سے نکلکر نہ جا سکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے
در گذرا بقول شخصے بیچ پی ہزار نعمت کھائی اگر جان ہے تو جہان ہے مثل مشہور ہے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر نہین کیا جو تربت پہ میلے رہے +
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے + امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو
مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا اجی شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ
نہین چاہیے اگر میری جان صحیح و سلامت ہے تو ایسا دو لاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدا نخواستہ مین ہی
نہ ہوا تو بتاؤ وہ روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اُسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہوگا کہ میری
قبر مین اُس روپیے کو رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپکے ساتھ کی ہے کہ آپ ہر وقت میرے
درپے قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ یہ کسی طرح مارا جائے
معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان مین
پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی
امر تو یہ ہے کہ سوا تمھارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسیر کرنا موقوف ہے جب ہمپر کوئی آفت دیکھوگے مقرر
ہمارے شریک ہوگے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہے تو بھلا دو لاکھ روپیے مین میرا کیا ہوگا مین
خود کیا کھاؤنگا کیا پیونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ ہو نکر ادا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ دیجیے کہ کچھ میرا
بھلا تو ہو حاتم دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا
ارادہ تو کرو جب امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر
کے ہاتھ مین دی کہ اسپر مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران
ابن عبد المطلب ساکن شہر مکہ کا ہون جو کہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ
ہوتے ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا
لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے دیتا ہون کہ خزانچی دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل و سود عمرو کو دیدے
اور اگر احیانا خلاف اسکے ظہور مین آئے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہے کہ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے
وصول کر لین مجھے کوئی عذر و حیلہ نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمہ بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند رہے اور عند الحاجت
کام آئے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی متبسم ہوئے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا کہ جلدی مہر
کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اُس کاغذ پر مہر فرما کے عمرو کے حوالہ کیا خواجہ نے اُسے بحفاظت تمام زنبیل

مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت ایک کلاونت کی بنائی کرجامہ ململ کا گلے مین اُسپر سبز و سرخ ریشم کی بوٹیان پڑی ہوئین گول پگڑی سر پر اُسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ سموسہ کیا ہوا دونون کاندھون پر انگا قلندرے کا دھویا ہوا پانؤن مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر درۂ کوہ سے نکلا سامنے دریاے سیماب بنکے آیا دیکھا کہ بحر مواج و دریاے زخار بہ رہا ہی نہین معلوم کہان سے کہان تک ہی مگر عرض اُسکا عرض کیا جاتا ہی کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اُس ندیا کو دیکھکر ہاتھ پانؤن مین لرزہ ہوا دل ڈوبنے لگا اُس پار دریا کے ایک طرف زمرد کوہ ہی اور ایک جانب مکان سراسر جادو کا معلوم ہوتا ہی لب دریا اسکا پائین باغ ہی دیوار باغ کی گنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مورپنکھیان کہ جن پر انکے طاوس بنے ہوئے سینے انکے زمرد کے ملے مروارید سفید کے مُنھ مین لیے دونون بازو کھولے ہوئے نظر آئین کہ ہر مورپنکھی پر شامیانہ تمامی کا کھنچا ہوا جھالر مقیش کی گرد موتی اُسمین آویزان کچھ ملاحینان لہنگے زربفت کے پہنے ہوئے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین لٹکا ملکا ہوا لوٹ بچھوے پانؤن مین پہنے ہوئے ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے ٹیکے سیندور کے ہاتھون پر دیے ہوئے کشتیون پر سامنے استادہ پائین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکال کے تھلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور باواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا ہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا ہر حال انھین رہتا ہی
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہی جنت میری
آپ شرماتے ہین کیون غیر کہان نے سے
میری عزت کا سبب ہوگئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
ای جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچۂ جانان کی ہی طینت میری
ای مسیحا یہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین عوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
اُنکے دل مین ہی محبت کہ عداوت میری
بیخطا آرزوئین کشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ اُنکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرۂ باغ جنان کون سُنے
لیکے جو رنہ جسکو وہ ہی دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اُنمین خواب کی ہر آ مین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہی تو
روز عاشورہ ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھگئی اُنکی نزاکت سے نقاہت میری
گر نہین بھی کوئی ملجائیگا اُنسا بیرحم

آواز بانسری کی جو اُنکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا یہ کیا اچھی صدا ہی آؤ نزدیک چلکر سُنین غرض اپنی اپنی مورپنکھیان کھے کر اُس پار آئین ادھر خواجہ عمرو نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا سب سُننے کو چلی آئین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑ کے گانے بجانے لگا وہ سب بیتاب ہو ہو کر کشتیون سے اُتر اُتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور سُنتے سُنتے یہ عالم محویت بہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینک رہی ہین

اور جب عمرو چپکا ہوتا ہے یہ تحسین کرتی ہین اور گوتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجاکے بانسری ہاتھ
سے رکھی ان سبھون نے پوچھا کہ اے عزیز تو کہان کا رہنے والا ہے اور یہان کیونکر آیا یہان تو کوسون اور فرسنگون
آدمی کا نام نہین اشعار

کہان تھی راہ ہوا کس طرح سے آنا | اگر ہے سرحد ملک عدم یہ ویرانہ
اداس دھوپ ہے زردی چاندنی نکلتی ہے | ہوا ہمیشہ یہان ڈر سے تیز چلتی ہے

عمرو نے جواب دیا صاحبو مین
زبرجد شاہ کا کلاونت ہون شہر زبرجد نگار مین رہتا تھا وہان خدا پرست آگئے ہوئے ہین ایک ہنگامہ
ہو رہا ہے گانے بجانے کو کون پوچھتا ہے اب کوئی قدردان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اُس شہر سے نکلا سفر
اختیار کیا شہر بشہر پھرنے لگا اتفاق کار اب مین نے سُنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا اپنے کو چاہ الماس مین گرایا
یہان تک تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون ان سبھون نے جواب دیا اے عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہے اب تو ایسی جگہہ پہونچا ہے کہ دولت
دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالامال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہے وہ اسقدر دیگی کہ پھر
تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمھاری ملکہ کا کیا نام ہے یہ کس خاندان سے
ہے سب نے کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہے یہ شہر زمرد کی رونق اور چشم و چراغ
ملکہ دمامہ جادو کی ہے ملکہ دمامہ جادو تو پیر ہو چکی اُسکو اب ان چیزون کا کہان مزہ ہے مگر ہان ملکہ سرامہ
جادو صاحب ہمت و سخاوت ہے جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اُسکے سامنے
کچھ بات نہین اور علم موسیقی کی تو عاشق ہے اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہے وہ اگر تیرا
ذکر سُنے گی اور تو اُسکے سامنے گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالامال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے
سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا شعر

کب لگاتا ہے کوئی اس دل بیتاب کا مول | سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول

صاحبو بھلا مجھ وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اُسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے
تو تم ایسے کچھ سُننے والے قدردان ملجاتے ہین وہ مجھے سُنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اُسکے عوض مین
کچھ دیتے ہین کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا
لو اور سُنو واہ میان جی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سُنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین
دیتے ہین کہ تمھاری بسر ہو جاتی ہے بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہے جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہ وزیرون
کی صحبت کے آدمی ہو غریبون سے تمھارا کیا کام نکلسکتا ہے اور بالفرض یہ بھی سہی تو ہمنے کہین ایک دن
تمھین سُنلیا پھر اس سے کیا ہوتا ہے صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم اپنے مزے کے واسطے آپ ہی تمھارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار گانا سُننے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جاکے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا سامری تمھارا بھلا کرے کہ مجھ غریب
پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہکے عمرو کو وہین بٹھا کے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت ہے کہ
سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہے گرد و پیش اُسکے انیسین جلیسین ہمرازین محرمین ہمدمین جمع ہین
گانیین موجود ہین ساز بج رہے ہین گانا ہو رہا ہے سرامہ جادو کہہ رہی ہے کہ اے صاحبو مین نے زر کثیر اُٹھایا
بڑی بڑی دور سے نامی گویون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین گایا جسکے سُننے سے

محویت ہو جائے بیہوشی و خود فراموشی کا عالم دل پر چھائے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی
نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہین اُنسے اچھا تو مین خود گا لیتی ہون سب نے کہا بلا لین آپ کا
تو شکل نہین ہی ہجنے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہین اس طرح کا آج تک کوئی سنا ہی نہین آپ کے سامنے
کیا کوئی گائیگا کیا کوئی بجائیگا اس زمانے مین صرف آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور
کوئی نظر بھی نہین آتا ہی چہار طرف سے لوگ تعریفین کر رہے ہین ملکہ نشہ بادہ کبر و نخوت سے جھوم رہی ہی
اُنہین اُن بلاحینون نے آگے سلام کیا اور ہاتھ باندھکے کھڑی ہوگئین سرامہ جادو نے جو اُنکو خلاف وقت
حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد ارے تم سب کی سب کیون کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ
کے عرض کیا قربانت شوم یہان اسوقت ہم لونڈیون نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی کھڑے ہوے کر
حضور کو سنتین اور آج ہمنے بھی ایک گوئیے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سُنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا
کیا خوب گاتا اور کیا بجاتا ہی اگر حضور سنین تو اُسے بہت پسند کرین یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کرین
سرامہ جادو اُنکے کلام سے بہت قہقہہ مارکے ہنسی اور کہنے لگی دور ہو حرامزادیو تو یہ بھی ایسی ہوگئین کہ
گانے کا اچھا بُرا جاننے لگین شعر

عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	چھچھوندر لگائے چنبیلی کا تیل

اری مرداریو تم ناچ دیکھنا جانو یا علم موسیقی کے راگ تانون کو پہچانو بس زیادہ نہ جھک مارو آنا جھوٹھ نہ بولو
اُن سبھون نے عرض کیا بلا لین حضور یہ تو سچ فرماتی ہین کہ ہم بھلا اسکے پردے کی باتون کو کیا جانین اچھا بُرا کیا
پہچانین لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک کھاتے ہین آپ کی صحبت ہر وقت دیکھتے بھالتے ہین اس فن کو گو نہین
جانتے مگر کنرس تو ضرور ہین حضور کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہین اگر حضور کو ہمارے عرض کرنیکا
یقین نہین تو آپ اُسے بُلوائین اور ایک آدھ تان سُنین پھر حضور کو لونڈیون کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم
ہو جائیگا ہمارا جھوٹھ سچ کھلجائیگا اگر اچھا ہوگا سُنیے گا بُرا ہوگا کچھ دیکے رخصت کیجیے گا اور کنیزین اُس سے وعدہ
کرکے آئی ہین کہ ہم اپنے مالک کو تیرا گانا سنوائینگے حضور اُسے بلاکے سُن لین پسند آنے نہ آنے سے کچھ مطلب نہین
سرامہ جادو نے اسقدر اصرار بلاحینون کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمھاری خوشی ہی تو اُسے جاکے بلا لاؤ بس یہ
سنتے ہی سب دعائین دیتی ہوئین خوشی خوشی روانہ ہوئین یہان عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اُن بھی تھوڑا
سا باقی ہی کہ سامنے سے وہ بلاحینیان آئین اور کہا چلو صاحب ہم تمھارا ذکر کر آئے بڑی مشکل سے ملکہ راضی ہوئی
ہین انکو ہمارے کہنے کا ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو تمھارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن
ایسا نہ کرنا کہ جی بھر کے نہ گاؤ تو مفت مین ہمین بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفین کرتی تھین اور
تمہین بھی کچھ قدر قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ مین اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑ کے گاؤنگا تمھارے
کہنے کی کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ مین بھی بے نیل مقصود پھر آؤن اور تمھین بھی ذلت دلواؤن غرض
وہ سب کی سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کرکے اُس پار لائین داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت
سبز شاداب ہی بھلا لاجواب درخت عجیب میوہ ہاے غریب روشین آراستہ چمن پیراستہ کیاریان پیاری پیاری
ہر طرف نہرین جاری طائران خوش الحان شاخون پر چہچہہ زن کبک دری روشون پر قہقہہ زن ہوا نے
روح افزا چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی ہر جھونکے مین نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ
سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان

دکھائی دی در اسکے زمرد سبز کے ترشے ہوئے چھت یاقوت سرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سرخ کا کھنچا ہوا جھالر
مقیش کی اسمین لگی ہوئی اسمین موتی ٹنکے ہوئے چوبین اسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل عروس
کے سجی ہوئی قریب آٹھ نو سو عورتون کے وہان موجود ہر ایک ازپا تا فرق دریاے جواہر مین غرق لباس
رنگ رنگ کا پہنے ہوئے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند
آبنوس کے سیاہ بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے
ہوئے عمرو نے سامنے جاکر سلام کیا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ ملکہ دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران کا ہمیشہ روشن رہے اُسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو
کون ہو کہان سے آیا ہو عمرو نے جو اُن ملاحیتون کے سامنے کہا تھا وہی اُس سے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ
ملاحینان بہت تیری تعریف کرتی ہین عمرو پکارا بلیّا لون تمام عمر یہی کرتے گذری ہو حضور سے زیادہ انسنے اور
کون ہو غلام بھی آپکا نام سُنکے آیا ہو حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہو کہا خیر ہم سُنینگے اور حکم دیا
کہ کوئی جاکر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لائے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سُنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی اور ساعت کی ساعت مین برق جادو تہس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آکر سلام کیا سرامہ
اُٹھکھڑی ہوئی برق جادو سے لپٹگئی اور کہا ہمشیرہ مین انتظار مین تھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا بہن آجکل
چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین کہ تمھاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہو ملاقات نہونے کا کیا
سبب ہو برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا ہمارے سر ہو تمھاری
والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار ہمارے سپرد کیا ہو ہمین فرصت عیش و عشرت کی کہان ایکدم لینے کی تو مہلت نہین
تمھارے پاس تک کیونکر آسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہو اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین
آیا ہوا ہو تمھاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہو چاہ الماس مین قیامت برپا ہو خداپرستون کا زور ہو رہا ہو
عجب طرح کے تلاطم کا شور ہو مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اُسے گرفتار کرکے ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے پاس لیجاؤن تاکہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہو سرامہ جادو نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو
کیونکر مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب اُن ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ کو مار اُتارا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہو سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ تردد
اور اندیشہ نکرو ایک طرفۃ العین مین اسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہو نہین معلوم کہ خالہ
نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامے تو ہمیشہ رہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہو کوئی اپنے کو
کہانتک غم مین گھلا وے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے بہن آج ایک گویا آیا ہو لوگ
اُسکی بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمھارے اُسے سُنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اُسکا
گانا سُنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہو آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اُٹھکھڑی ہوئی
اور برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی باقی ہو عجب سہانا وقت
ہو آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہو طائر اپنے نشیمنون کی راہ لے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہو چاندنی
نکلنے کو ہو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو سامنے دریا لہرین مار رہا ہو تختۂ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہوتا ہی نگیرہ تمامی کا کھنچا ہوا ہی فرش بادلے کا بچھا ہوا ہی سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ
اُس کلاونت کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے
لگی مگر پہچانا نہین اپنے دل مین خیال کر رہی ہی کہ یہ گویا چاہ الماس مین کدھر سے آیا کچھ سمجھ مین نہین آتا سوچتے
سوچتے دل مین آیا کہ کہین یہ وہی دزد باریک گردن لک لکا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی پھر
غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہی چہرہ مانند ماہ تابان اور
مہر درخشان کے روشن ہی ٹیکا سیندور کا پیشانی پر گویا ہاتھ مین ماہ تابان کے چراغ دیدیا ہی شاخ گل سے دست بازو
پنجہ پنجۂ مرجان چاند سا سینہ میشواز آب روان کی پہنے ہوئے چھاتیان مانند کاسۂ حباب کے اسمین سے معلوم ہوتی
ہین دوپٹہ چاند تارے کا گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ ای
کلاونت ہمشیرہ بھی آچکین اب توجہ کا عمرو نے عرض کیا بتیان لون مین حاضر ہون اور سازندون سے جو وہان
تھے کہا کہ ہان بھئیا تم ذرا ساز ملاؤ ساتھ میرا دو شاید مین کچھ کہہ سکون جنھون نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہین اور سب
ساز آپسمین ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی زنگی نکالکے قفلیان ملائین جب ساز ملچکا اُسنے بانسری بجانا شروع
کی اور یہ غزل گانے لگا غزل

مرتے ہین ہم آپ کے کوچے مین مرنے کے لیے
خضر دل موجود ہی رستہ بتانے کے لیے
سہتے ہین کیا کیا ستم گردون کے ہم لیل و نہار
سب سے رخصت ہوتے ہین کعبے مین جانے کے لیے
آپ کے نقش قدم کی ہی تلاش اسواسطے
لوگ ایذا سہتے ہین بستی بسانے کے لیے
خون کا طوفان اٹھے آنکھ مین ہین تحمل تو
منتظر بیٹھے ہین کب سے تیرے آنے کے لیے
دیدہ و دل دونون تیری راہ مین قربان ہین
آنکھین رونے کو ہین دل غم اٹھانے کے لیے
اُنکی چشم و لب کے قبضے مین ہی سب نابود بود
دوست آمادہ ہین آفت مین پھنسانے کے لیے

دل وہ دل ہی جو ہو تیرے ناز اٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہین سب جنت مین جانے کے لیے
دل سے باتین تھ سکین تیری نہین ممکن کبھی
مشق کرتے ہین تمھارے ناز اٹھانے کے لیے
دل مین جا دیتے ہین یاد عارض پرنور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے
لاش اپنے دلجلے کی دفن کرکے آئے ہین
آپ بیٹھین تو ذرا مہندی لگانے کے لیے
ہی جو اہل حشر مین برپا قیامت ایک اور
ہی وہ تیری دید کو یہ ناز اٹھانے کے لیے
سر دیا ہین کرتے کرتے کیا عجب مرجاؤن مین
قتل کرنے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے
کیون نہ دیوانون مین شور حشر برپا ہو یہان

سر وہ سر ہی جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین
بیدلی لازم ہی تیرے ناز اٹھانے کے لیے
قبر کا ہی دھیان گھٹتے جاتے ہین بیجا خیال
آئینے لیتے ہین ہم گھر مین لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اٹھائے دیتے ہو عشاق کو
جستجو ہی ٹھنڈے پانی کی نہانے کے لیے
اب لبون پر دم ہی جلدی کہین روز وصال
کتنے تیری چال کے شایق ہین مرنے کے لیے
ہمکو تقسیم ازل سے بس یہ دو تحفے ملے
ہوتی ہین ٹھنڈی ہوائین سنسنانے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی دے رہے ہین عضو تن
جلتے ہین درگاہ وہ تیری بڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہوگئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ
اُسکی نے نوازی پر عاشق تھی اسسے دریافت ہوا کہ یہ وہ کوئی نہین ہی عمرو ہی بے اختیار رو رہی تھی اسکے رخسارہ زیبا پر
جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہین یا صدف کے منہ سے گوہر آبدار نکل رہے
ہین یا مشاطۂ تقدیر نے عروس بنانے کے لیے موتیون کا سہرا منہ پر ڈالا ہی واہ واہ کی آواز بلند ہی اور سرامہ جادو
ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہی عمرو نے جب بانسری کو بجاکے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا ای عزیز
مین ملکہ دمامہ جادو کے سر کی قسم کھاکے کہتی ہون کہ تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہی
اور ہمیشہ اسی کا ذوق ہی مین نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویون کو بلواکے سنا مگر کسی کو صاحب کمال اور

صاحب تاثیر نہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانۂ آفاق ہی آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین یہ
کہکے ایک مالا مروارید سفید کا جو نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بیضۂ کبوتر شیرازی کے برابر
تھے اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ ابھی
مین نے تجھکو کچھ نہین دیا ہی تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو محظوظ و مسرور
کیا ہی عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہی مین ابھی اچھی طرح سے نہین گایا ہون
کسی روز گاؤنگا اور تنہا بھلا کیا گاتا مثل مشہور ہی اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی میرے ساتھ نہین ہی
اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے ساتھ ہون پھر سُنیے کیسا گاتا ہون اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا
ہون سرامہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا بلیان لون بہین ہین اسنے پوچھا یہان کہان
اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا حکم ہو تو اُنکو جا کے
بلا لاؤن سرامہ بولی ایسا نہو کہ تو وعدہ و حیلہ کر کے چلا جائے اور پھر نہ آئے تو ہمین تیرے اچھی طرح
سُننے کا اشتیاق ہی رہجائے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا مدتون
خاک چھانتے آپ تک پہونچا ہون کہ میری آرزو تو یہ ہی کہ تمام عمر اب قدمون سے جدا نہ ہون سرامہ نے
کہا تو بتا دے ہمارے آدمی جا کے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکۂ دوران وہ کسی کے جانے سے نہ آئینگے
وہ تو سپاہی وضع ہین مجھکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹیڑھے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور
مین ابھی جا کے اُنھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی شعر

یہان سے مین مثل صبا کی طرح
گیا اور دم مین انھین لیکے آیا

سرامہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کھا کر دغا تو
نہ کریگا پھر آئیگا عمرو نے دوڑ کے سرامہ کے قدمون پر ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور انھین لیکے حاضر ہونگا اس
امر مین کبھی دغا نہ کرونگا اور پھر با کمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزارون بلائین صدہا
آفتین ہوتی ہین مجھکو آتے جاتے اندیشہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گھڑیال وغیرہ غلام کو نہ کھا جائے سرامہ جادو
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رُخ بھی
نہ کریگا اب جا کر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہی اور بلاصنیون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فوراً اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمھین انعام دونگی بلاصنیان
عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئی کہ کہو میان کلاونت تمنے ہماری سرامہ جادو کی داد دہش
دیکھی ہمارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہی دیکھو تو کیسا
اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی مین تو انکو کسی نے ایسا نہ خوش کیا ہوگا جیسا مین کرونگا
غرض یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہو کر پار اُترا کہا تم کشتی یہین لگائے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درہ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوئے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر
اودھر روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین مقبل وفادار کرب غازی ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا جو صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اسنے کیا کیا کہان گیا ابو الہول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا اسمین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہی قریب آکر سلام کیا دعا دی کہ اعلے اعلے مراتب رہین قربانت شوم

حضور یہان کوہستان مین کہان بیٹھے ہین غلام کا مکان یہان سے بہت قریب ہو وہان تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمائیے جو کچھ ماحضر ہو اُسے نوش فرمائیے غلام کی عزت کو بڑھائیے امیر حیرت زدہ اُسکی طرف
دیکھ رہے ہین ہرگز نہین پہچانتے آخرکار پوچھا ای شخص تو کون ہو اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کلانوت ہون شہر زمردین دھوم بڑی ہوئی ہو کہ حمزہ چاہ الماس مین آیا ہو ذوفنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہو اب ملکہ دمامہ جادو نے ساحرون کو حکم دیا ہو کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیون کے پکڑ لاؤ
ساحر چار طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین بھی تلاش مین حمزہ کی نکلا ہون کہ اگر کہین کسی مقام پر کسی صحرا کسی
درہ کوہ مین ملجائے تو اُسے گرفتار کرکے بحضور ملکہ لیجاؤن اور انعام مین بہت سا روپیہ پاؤن امیر حمزہ صاحبقران
پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تو نے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہو کہ پہچانتا
بھی ہو اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہو بیٹھا تو رہ مین جا کر جادوگرون کو لاتا ہون تجھے گرفتار کراتا ہون یہ
کہکر بھاگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پائے مقبل دوڑا قریب پہونچکر کمر مین ہاتھ ڈالدیا
اور کہا کہ چلا آوہ بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہی جانتے ہو کہ یہان میرا کوئی حمایتی نہین ہو یاد رکھو کہ گر
مین نے یہین کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑون دل جادوگرون کے مثل ٹڈی دل کے
اسی کوہ و صحرا سے نکل آئینگے اور تمکو فوراً گرفتار کرلیجائینگے کہ تمہارا کہین پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر یا تو
یہ باتین سُنکے چین بجبین ہو کے کہنے لگے مقبل مار تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران
ہاتھ اُٹھایا کہ طمانچہ مارے عمرو نے کہا ادکا کا کیون شامت آئی ہو مجھے نہین پہچانتا یہ کہکے اپنی بائین آنکھ
کا تل دکھایا مقبل نے جلدی سے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تو نے چھوڑ کیون دیا اسے کیون
نہ مارا کیا یہ جادوگر ہو عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو ٹھکرا تو معلوم ہو جائے امیر یا تو قہر خشمناک ہوکر چاہتے
ہین اُٹھین کہ مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہین امیر نے جو یہ سُنا تو دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ بخدا
مین نے نہین پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین بڑی شفقت سے
سرامہ جادو تنگ ہو چکا ہون فرمایا الحمد للہ عمرو بولا چلو اُسنے تمہین بلایا ہو مین اُسکو تمہارا اشتیاق کرکے
تمہین لینے کو آیا ہون امیر یا تو قہر نے ارشاد کیا ای خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لکاتہ میری کس چیز کی مشتاق
ہوگی عمرو نے گذارش کیا اس سے کیا غرض ہو آپ کو چلنا ہوگا بغیر آپ کے جائے ہوئے سرامہ جادو قتل نہ ہوگی
اگر چلنا ہو تو چلیے نہین تو مین اپنی جان کیون بلا مین گرفتار کرون امیر نے کہا اچھا چلو مین چلنے کو موجود
ہون مگر اسی صورت سے چلونگا کہا نہین صورت ضرور تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کون سی صورت میری بناؤگے
کہا گویا بناؤنگا اور مجھکو اپنا باپ کہنا فرمایا مردود کیا جھک مارتا ہو دور ہو میرے سامنے سے مین تیرے باپ کا بھی
باپ ہون عمرو نے کہا اچھا باپ نہ بتانا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا مین تجھے اُستاد بھی نہین کہونگا خواجہ نے کہا کہ
اچھا کچھ نہ کہو مگر جو مین کہون اُسکی تعمیل مین توقف نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضایقہ ہو بس خواجہ عمرو نے تین چار
دستبچے زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا کہ یہ کیا سانگ ہو عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستبچہ
مقبل وکرب و ابو الہول کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھدیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے
رکھدی امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہو کہا یہ لباس پہنیے اور طنبورہ اُٹھائیے امیر نہایت برہم ہوے کہا مین صاحبقران زمان
ہون مجھکو سزاوار نہین ہو کہ مین طنبورہ ہاتھ مین لون عمرو نے کہا حمزہ اگر دریاے سیاب سے پار اترنا ہو اور

سرامہ جادو کو مار کر شہر زمرد مین پہونچتا ہی تو یہ شکل اختیار کرو نہین تو تمھین اختیار ہی مجھسے شکایت نہ کرنا مجھسے پھر کچھ نہ ہوسکیگا اور حمزہ ملک گردیر با تو بر عاشق ہوکر کیون گویے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا تونے یہ قول حکیمون کا نہین سنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق مین مبتلا ہوکے خود رفتہ اور دیوانہ ہوجاتا ہی تو حالت خود رفتگی و دیوانگی مین بسبب شغل اُس سے ظہور مین آتے ہین جو افعال و کردار باعث اُسکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہین انھین وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہی نصیحت کو دشنام سمجھتا ہی بدنامی کو اپنا نام جانتا ہی ہر وقت یہی تگ و دو ہوتی ہی کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو مگر معشوق تک گذر ہو کسی کے روکے سے نہین رکتا منع کیے سے نہین مانتا شعر

لاکھ روکین رہ الفت کے بھلانیوالے
جاتے ہین کوچہ محبوب مین جانیوالے

اُس زمانے مین جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اتو بر تعجب ہی کہ مین کبھی گویا نہ بنونگا اور جو شکل چاہے تو بنا عمرو نے کہا تمھین اختیار ہی ساحر تمھاری تلاش مین پھرتے ہین تمھین اور تمھارے ساتھ والون کو پکڑ لیجائینگے اور مین تو سرامہ جادو کا کلانوت بنا ہوا ہون یا اور کوئی صورت بنکر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہین بچسکتے صاحبقران نے فرمایا او بدذات دزد بابک گردن لک لک یا ساربان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہ تھی جو گویا بنگیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہین ہی جو موقع مین نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہین ہوسکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ مین کبھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ ہاتھ مین نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر مین گویے کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنادے عمرو نے کہا کہ اچھا اگر گویے کی صورت بننے سے انکار ہی تو غلام کی صورت تمھین بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمھارے پاس رہینگے سب کی جوتیان لیکے تمھین بیٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پُرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہی مگر گویا بننا طنبورہ اُٹھانا ناگوار ہی کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو تو بہ اس اپنا مین کرب نے کہا آپ نے مجھکو آبرو دی ہی مین نے کبھی ایسا لباس نہین پہنا عمرو بولا کہ او نا شدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہی مین جلدی کیون شامت آئی ہی کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستبقچہ کھولکر ایک تہی نیمہ پہننے کا نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی بھانڈونکی سر پر باندھی اُسپر طرہ منقش کا لگایا کمر بند طلائی کمر سے باندھا پائجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ مین لے کرب بولا مین طنبورہ بجانا کیا جانون ایسا نہ ہو تار اسکے میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائین کہا کہ جو تار تونے توڑے تو مجھسے بُرا کوئی نہین اور بجانے کا طریقہ یہ ہی کہ تار پر آہستہ سے اُنگلی مارنا کہ اُسمین سے آواز پیدا ہو ایک دو تین ایکنے و تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی تار توڑا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اُٹھا کر دامن مین چھپایا اور تو بنا اُسکا چھاتی پر رکھا طنبورہ زرد کہربا کے رنگ کا تھا تار اُسپر سارنگ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا تو بھی طنبورہ اُٹھائے مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اُٹھوا کر شامت اپنی لاؤگے مین بھلا طنبورے کی قدر کیا جانون مثل مشہور ہے شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھین نکالکے کہا اونکا تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہی مقبل بولا مین سچ کہتا ہون مین کیا جانون طنبورہ کیا شی اُٹھا کے تیرے سر پر ماردونگا ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا عمرو پکارا کہ اُٹھا طنبورے نہین تیرا سر توڑونگا مقبل نے بھی مجبور ہوکر طنبورہ اُٹھا لیا مانند گرز کے کاندھے پر رکھا ڈھولک ابوالہول کو دی ہر چند اسنے بھی تکرار کی کہ مین ڈھولک بجانا کیا جانون ایک ہاتھ ایسا مارونگا

ڈھولک پھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہین لیتا تو یہین پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے
پکڑ لیجائینگے تو اُنسے سمجھ لینا حمزہ یہان ہوگا نہ مین ہونگا ابو الہول ڈرا ناچار ہو کر اُسنے بھی ڈھولک کا
تسمہ گلے مین لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا اے امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع
بہت اچھی ہے صاحبقران نے کہا کہ مین قسم کھا چکا ہون یہ وضع کبھی نہ بنونگا طنبورہ سارنگی کچھ ہاتھ مین
نہ لونگا عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہے مین ناچار ہون یہ کہکر ایک پائجامہ سیکیے کا اُسکے گھٹنون پر
لال سوسی کے پیوند لگے ہوے انگرکھا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونون شانون پر گاڑھے کے پیوند تھے پہننے کو دیا
چادر گاڑھے کی اوڑھنے کو دی اس حیثیت سے صاحبقران کو لیچلا چلتے وقت آئینہ ہاتھ مین دیا کہ ذرا صورت
اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہے مگر وہ طرح ناگوار ہے القصہ عمرو بن امیہ ضمری سب کو اپنے
ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحون نے کہا خوب جلدی آئے عمرو نے کہا اب چلو ملکہ راہ دیکھتی ہوگی
اُنھون نے سب کو سوار کرکے لا کر پار اُتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سرامہ جادو کا مصنوعی کلانوت
پہنے عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیون سمیت داخل باغ ہوا اسوقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش صحن باغ
مین بچھا رکھا تھا اور درختون کے منھ تمامی سے منڈے ہوے تھے اور ہر ایک درخت مین گیند مقیشی آویزان تھے
کنارے نہر کے چراغان تھا ہر جگہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سرامہ
جادو مین چلا یہان سرامہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتین کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کیون بہن اس گویے
کی کیا اچھی آواز ہے برق کہتی ہے کہ اے ہمشیرہ مینے تمام زمانے کے گانے والون کو سُنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا
مین اپنا ثانی نہین رکھتا گانا کاہے کو ہے سحر ہے اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہے کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہین
اور جادو کی ہمارے سامنے کوئی اصل و حقیقت نہین دن رات اسی شغل مین ہماری بسر ہوتی ہے ہم کسی دوسرے
جادوگر کا چلنا دشوار ہے مگر یہ ایسا جادوگر ہے کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو بے چین کر رکھا ہے بلا کا
شخص ہے اور طرہ یہ کہ نہ اُسکا یہان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اسی طرح گاتا بجاتا اُسی کا کام ہے سرامہ جادو بولی
سچ ہے مگر دیکھیے اپنے ساتھ سنگت والون کو لینے گیا ہے آتا ہے یا نہین برق جادو بولی کہ بہن تمنے اُسے ایسا
مالا مال کیا ہے کہ وہ ضرور ہی آئیگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سرامہ سے
کہا لو بہن وہ آ گیا دیکھو وہ چلا آتا ہے برق نے کہا سامری اُسے لایا مین سمجھ چکی تھی کہ یہ گیا ہے اب نہ آئیگا
عمرو نے قریب آکے سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان سامری و جمشید کا روشن رہے اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہون
یہ جوڑی زہرہ و مشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آئے برق نے مقبل و کرب کو
پہچانا مگر امیر با توقیر کو نہین جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہان ہین بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا کہ امیر با توقیر لباس کہنہ پہنے ہوئے برابر کفش کن کے کھڑے ہوئے ہین برق نہایت شرمندہ ہوئی دل
مین کہنے لگی کہ لعنت ہے اس دزد بارکاب گردن لک لک یا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا بری طرح
امیر کو لایا ہے سرامہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن مین دیکھتی ہون کہ لڑکے اس گویے
کے بہت خوبصورت ہین لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوئے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہے روپیہ
اُسنے بہت پیدا کیا ہے اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہین تو کیا تعجب ہے قاعدے کی بات ہے اچھی غذا
کھانے سے اچھی صورت ہوتی ہے غرض سرامہ جادو نے عمرو کو بلا کر بٹھایا مقبل و کرب وغیرہ بھی پاس آکر

بیٹھ گئے سرامہ بولی کہ میان گویے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمھارے ساتھ والے بھی آگئے جلدی
کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا انھون نے گردنین نیچی کر کے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا افشائے راز ہوگا خوب جوتیان پڑینگی ہمکو ناحق یہ صورت بنا کے لائے اگر سرامہ
نے کوئی فرمایش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کر دون وہ تم کرو انھون نے
کہا ہمسے کچھ نہ ہوگا گو کہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے چپکے چپکے یہ باتین کین مگر اتفاقات روزگار انکی
سرگوشیون پر سرامہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا تردد ہے آپسمین
کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجھکو خاطر مین نہین لاتے ہین جسوقت
انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار کہے یہ صم بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین اسوقت
ہر چند مین کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبائی طرح وضع کو انھون نے چھوڑ دیا
ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقے کو ہاتھ سے دیا ہے سرامہ جادو نے جواب
دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی مجھے انسے کچھ سروکار نہین مین تمھاری مشتاق ہون فقط تمھین
گاؤ جسوقت جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جائینگے عمرو یہ سنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کر کے گانے لگا
دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوتی شعر

خم کے خم ساقی بیہوش نے دیے غیرون کو | وائے قسمت ہمین محروم رہے محفل مین

سرامہ جادو بولی کیا تجھے بھی اس
شوق ہے اسنے عرض کیا بلبیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی دو عرض کیا قربانت شوم اگر مجھکو دیجیے
تو اس طرح دیجیے کہ مین جسے چاہون اسے دون اور شراب کو آراستہ کر کے آپکے واسطے لاؤن کہ آپ
بھی یہین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقے کی شراب آپ نے یقین ہے عمر بھر نہ پی ہوگی
سرامہ جادو نے کہا اس نئی ہوئی شراب کو تو کیا بنائیگا اسنے کہا بلبیان لون اسکا تال میل کوئی نہین
جانتا اسے مین ملا جلا کر آپکے واسطے نکال لونگا سرامہ نے کہا ارے سب شرابخانہ اسکے حوالے کر دو ہم بھی
دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب میخانہ عمرو کے حوالے کر دیا گیا اسنے سب مین داروے بیہوشی ملا کر پہلے
جلسے والون کو تقسیم کی بعد اسکے کچھ شراب مین خوشبو ملا کے گلابیان بھر بھر منھ انکے تمامی سے باندھے
طرے انیر لگائے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا سرامہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی پھڑک گئی برق جادو
سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقے کو بہت بڑا عقلمند معلوم ہوتا ہے اسنے کہا کہ اسنے صحبتین اچھی اچھی دیکھی
ہین جہان دیدہ بوڑھا آدمی ہے سرامہ جادو نے کہا کہ مین اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے
نہ دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا
کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کر کے چلے جاتے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ سب کہنے
کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھوگی اسکی قدر و منزلت کروگی تو ہرگز نہ جائیگا غرض عمرو
نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی بلکہ برق جادو کے آگے
رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھلی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو قسم دی کہ اس شراب کو
پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اسمین سے خوب نیت بھر کے پی ایک دو گھڑی
کے بعد سب کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ داروے بیہوشی سے خود رفتہ و مدہوش ہو کر

ادل قول اور واہیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور دیکے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کرناچتی اٹھکڑی ہوئی دو قدم چلی تھی کر پاؤن لڑکھڑایا بیہوش ہوکر گر پڑی چار طرف سے لوگ اُٹھے کر ملکہ کو اُٹھالیں جو اُٹھکر جلادہ خود بیہوش ہوکر گر پڑا ایک طرفۃ العین مین ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہوگئی برق جادو تو ہوش مین تھی جب اُسنے دیکھا کر کوئی ہوش مین نہین ہے اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے کس یہی تو صاحبقران عالیشان کو یہ کسکی صورت بناکے لایا ہے اور دوڑکر قدمون پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہے یہ بد ذات آپ کو کس ذلت سے لایا ہے عمرو بولا اے ملکہ مین نے ہر چند چاہا کر اچھی طرح سے لیچلوں مگر انھوں نے میرا کہنا نہ مانا یہ غلامون کی وضع قبول کی طنبورہ ہاتھ مین نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہے اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھے نہ دیکھا جائیگا مجھے اور اس سے کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ مین نے راہ اسلام مین قدم مارا ہے اگر میری جان بھی کام آئے تو آپ پر نثار کرنے کو موجود ہون پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہے اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر زمردین مین کھلبل پڑجائیگی قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا مشکل ہو جائیگا یہ کہکے برق جادو تو برے ہوا ہوا ہوگئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے اُسی خنجر خونچکان سے اور سب اُسکی ساتھ والی جادوگرنیون کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو اور اُن جادوگرنیون کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوئے تھے کرچین ہوکے اُڑگئے بڑی دیر تک یہ تلاطم برپا رہا جب بعد کئی ساعت کے یہ سب کیفیتین برطرف ہوئین روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہے نہ وہ مکان ہے نہ دریا کا کہین نام و نشان ہے صاف میدان معلوم ہوتا ہے یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہے عمرو نے وہ سب اسباب سمیٹ کر نذر زنبیل کیا اور امیر حمزہ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہین چلکے پوشیدہ ہو جیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آجائے تو کچھ بنائے نہ بن پڑے امیر باتوقیر مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوے انھین تو صحرا مین جانے دیجیے

جب تک دو کلمے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائیے

راوی کہتا ہے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمردین مین تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہے اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے مسدس

زلف سیاہ تھی شب عصیان کی وہ خوار
تھین سرخ سرخ دست حنائی کی انگلیان
رنگ اُسکا تھا گنہ کی سیاہی سے بھی سیاہ

ابرو مثال خنجر جلاد اشکار
کہتی تھی تیرگی یہی حال سیاہ کی
جنبر لہو بھری ہوئی چھریون کا تھا گمان
آنکھین چمکتی ہوئین سنگلوں پہ ہوئے
تھی آنکھین ہوئے کفر اللہ کی پناہ
یہ اُس نمونہ سیہ کی جسامت کا حال تھا

پلکین تمام وادی ظلم و ستم کے خار
نقطے تھی ہمت کے سیاہی گناہ کی
تھے دشمنی واحد و یکتا کے دس نشان
اپنے تئین عزو وخود ہی سے دیے ہوئے
تن کے عرق سے کتنی متعفن وہ بارگاہ
بے دم ہوے سقر مین جانا محال تھا

ایمان کی خزان رخ گلرنگ کی بہار
خاصان حق کے بغض کی دلیل گج نہان
جمشید و سامری کی محب و دشمن الہ

رخساروں پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوے اور ہر گڑھے مین ایک ایک مہاسہ اُٹھا ہوا گویا پہاڑ کے اندر اپنے اپنے

بھٹون مین سو رکھڑے ہوے ہین اس شکل و شمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوئے قد تین ارج کا
تاج سات کنگرون کا سر پر رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلہ آتش نکل رہے ہین اور وہ شعلے صورتین عجیب و غریب پیدا
کرکے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور یہ صدا دیکے آپ ہی آپ غائب ہو جاتے ہین اور
گرد تخت دمامہ جادو کے نو سو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگرون کے شان و شوکت سے دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ کسی کے
دنگل مین چار شیر آتشین لگے ہوئے ہین اور اُن شیرون کے مُنھ سے شعلۂ آتشین نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہے
بنے ہوئے ہین کہ جب وہ اژدہے سانس لیتے ہین کوسون تک صحرا کے درخت جل جاتے ہین جب دم کشی کرتے ہین
منزلون سے پہاڑ کھنچکے اُنکے مُنھ مین سما جاتے ہین کسی کی کرسی مین فیل آتشین لگے ہین کسی کی دسون انگلیان مانند
پنجشاخے کے روشن ہین اور کسی کے مُنھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اُٹھ رہا ہے کسی کے
کان سے بخارات نکل رہے ہین کسی کے موے سر کے عوض مین مار سیاہ لپٹے ہوے بل کھا رہے ہین کسی کی پیشانی پر
بڑے بڑے بچھو بجاے ابرو بیٹھے ہوے نیش زنی کر رہے ہین گھٹنے سے شانون تک مت بندھے ہوئے ہین جنیو
گلون مین پڑے ہوئے دھوتیان سُرخ تافتون کی بندھی ہوئین بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوئے آنچل دونون
کاندھون پر پڑے ہوئے وہ ہیبتناک شکلین انکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھے زہرہ آب ہو جائے سب
گرد تخت ملکہ دمامہ جادو کے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سُنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے
چاہ الماس کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کسی نے کہا مین نے سُنا ہے کہ ابو الہول دیوانہ بھی اُس
خدا پرست کے ساتھ ہے اور وعدہ ملادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین چاہ الماس مین لیجلونگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی
جان سے بیزار ہے جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہان آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ
حمزہ نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم مین سمجھتا ہے کہ مین سب کو غارت کر دونگا لوگ تو یہ باتین
کر رہے ہین مگر دمامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن امیہ ضمری کے تھرا رہی ہے اور
کہہ رہی ہے کہ صاحبو یہ دونون بلاے بے درمان آفت جان ہین خداوند سامری و خداوند جمشید انسے اپنی
حفاظت مین رکھے اور میرے تو جو ایام نحوست فرجام تھے وہ سب نکلگئے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے یہ
بھی اگر بفضل خداوند سامری و کرم جمشید سے گذر گیا تو پھر مین ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک
کو چن چنکے قتل کرونگی پھر ابدالآباد تک دین اسلام کا کہین نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خداے سماوی کا نام
بھی نہ جانیگا یہان ابھی آپسمین یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ایک شور غل واویلا کا ایک طرف سے بلند ہوا
دمامہ جادو نے متحیر ہوکے کہا ارے کوئی دیکھنا کہ یہ غل کیسا ہے خیر تو ہے کچھ ساحر موجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے
دیکھنے کو اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سے بعجیل تمام اُٹھ کھڑے ہوئے دریافت حال کو بڑھے کیا دیکھتے ہین کہ ایک
پلنگ پر لاش ملکہ سرامہ جادو کی ڈالے ہوئے اُسکی ساتھ والیان چلاتی ہوئی چلی آتی ہین کہ آج شہر زمرد
ویران ہو گیا آج چراغ آپ کے گھر کا بجھگیا آج ہمارے سرون کا تاج اُٹھ گیا ملکہ دمامہ جادو نے جو لاش نور نظر
پارہ جگر اپنی بیٹی ملکہ سرامہ جادو کی دیکھی بیساختہ مضطر و بیتاب ہوکر لپٹگئی اور چلانے لگی کہ بیٹیا تم مر گئین ہمکو
جیتے جی قتل کر گئین ہاے انجمن میری بے چراغ ہو گئی ہاے تقدیر میری جاگ کے سو گئی ہاے چشم و چراغ میرے گھر کو
اندھیر اکر گئین ہاے سرامہ تمنے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجھکو اکیلا چھوڑ گئین آج گھر میرا ویران ہو گیا
ہاے یہ کیا سامان ہو گیا باغ میرا سنسان ہو گیا ہاے اے لال تیرے مرنے سے شہر زمرد مین خاک اُڑنے لگی

یاس و حسرت برسنے لگی ہائے ای نور بصر تمنے اپنے مرنے کی ہمسے خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہائے مین کو کدھر جلی اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہائے اب کسکے سر پر اپنا سر وار ونگی ہائے سرامہ تم میری کمر توڑ گئین اس بڑھیا مان کو ٹھوکرین کھانے کے لیے چھوڑ گئین ہائے ای بیٹا آج کل ہمیر ایام نحس آگئے تھے ہم سمجھتے تھے کہ ہم مرجاینگے تم ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے بیشتر تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمھین مروگی غرض اسی طرح کے بین بیان کرکے رو رہی تھی جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منھ ملنا شروع کیا پچھاڑین کھانے لگی بیٹھتے بیٹھتے منھ سوج گیا اسی حالت مین ملکہ برق جادو بھی پہونچی گو کہ اُسی نے عمرو کو سرامہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور بذات خود امیر حمزہ عالیمقدار کی طرفدار ہی مگر چونکہ یہ اور سرامہ جادو ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی تھین اور ساتھ کھیلنے کی بڑی محبت ہوتی ہی یہ دونون آپسمین یکجان و دو قالب تھین گھڑی بھر اُسکو بغیر اسکے چین نہین آتا تھا اُسکو بغیر اسکے کوئی سیر کوئی تماشا نہ بہاتا تھا مصرع یہ اُسپر تصدق وہ اسکی فدائی + بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے جوش مارا دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہائے ہمشیر کہکے لاش سے لپٹگئی اور بصد گریہ وزاری و بہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہائے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و اُلفت کا بھی خیال نہ کیا ہمسے منھ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہائے ای بہن تمھین تو بغیر میرے کہین چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے بے کہے سُنے اور ہمین بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئین ہائے بہن اب ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اکیلی سفر نہ کرو اب ہمین ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہی تمھارے بلانے کا انتظار ہی ہان بہن خوب سوچکین اب بیدار ہو نیند سے ہشیار ہو کچھ منھ سے جواب دو کر تسلی دل خانہ خراب ہو ہائے وہ کون ظالم تھا جسے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا ہائے میری تقدیر آج سو گئی مین بن بہن کی ہوگئی اور اُسی حالت بیقراری و نوحہ وزاری مین پکاری کہ ارے لوگو اتنا ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کر دینا ہم اور یہ یکجان و دو قالب تھے آپسمین مطلوب و طالب تھے مجھسے اور انسے عہد تھا کہ جہان جائینگے ہم تم ساتھ جائینگے اب یہ کیا بدعہدی انھون نے کی کہ خود چلی گئین ہمکو چھوڑ گئین اور چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹگئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی و مامہ اپنا رونا بھی بھولگئی لوگون نے و مامہ سے کہا کہ یہ دونون آفتاب و مہتاب شہر زمرد کی تھین سرامہ جادو تو مرچکی اب برق جادو کو غنیمت جانیے انکو پھوٹی آنکھ کا دیدہ سمجھیے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو کو تسلی دیجیے کہ حالت اُنکی تباہ ہی اور اگر آپ نے بھی اپنا حال تباہ کریگی تو انکو کون روکیگا اُنکی زندگی غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے بس و مامہ جادو نے رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹیا تو کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہی اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہی تیرے رونے سے سرامہ زندہ نہ ہو جائیگی اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ نو مہینے ہمارے پیٹ مین رہی اپنا لہو چُسا کر ہمنے اسکو پالا تھا ہمارے دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ خالہ امان آپ جو فرماتی ہین بجا فرماتی ہین آپ کا حق بطرف ہی مگر مین تو سوا ملکہ سرامہ جادو کے اور کسی کے پاس بیٹھتی اُٹھتی بھی نہ تھی میری تو آنکھون کے نیچے اُنکی صورت پھر رہی ہی اور بیکلے پھر پکاری کہ ہائے ای بہن ملکہ سرامہ جادو تم جہان سے اُٹھ گئین ہم رہگئے ایسی جگہ تم جا بسین کہ وہان سے کوئی جاکے پھر نہین آسکتا نہ کسی کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہی مصرع نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + وہ تمھاری محبتین یاد آتی ہین دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی ہائے ای بہن کیا تمنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤگی ہمکو

اپنی یاد مین تڑپاؤ گی بہن کچھ وصیت تو ہمسے کر گئی ہوتین ہاے ای بہن آخری وقت مین ہمنے تمھین نہ دیکھا دمامہ
جادو اور جتنے بھر ساحر تھے سب کے سب ملکہ برق جادو کے بین جانگزا پر بے اختیار رو رہے تھے آخر دمامہ نے
کہا کہ بیٹا رونا تو عمر بھر ہے شعر

جس وقت یاد آئینگی یہ جان کھوئینگے	جب تک جئینگے انکی جدائی پہ روئینگے

اب آخری خدمت تو سرامہ جادو کی کر لو انھین جلا پھونک تو لو برق جادو نے تڑپ کے جواب دیا کہ
خالہ امان مین انکو کبھی نہ جلاؤنگی یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا مین انکو زمین مین دفن کرونگی برابر انکے اپنی بھی قبر
بناؤنگی مگر مین سخت جان ہون دم تو نکلیگا نہین خیر قبر پہ ملکہ کی جھاڑو دیا کرونگی دمامہ بولی اچھا بیٹا تیرا
جسطرح جی چاہے تو کر ہم منع نہین کرتے گو کہ یہ طریقہ خدا پرستون مسلمانون کا ہے مگر مجھے بہر طور تیری خوشی منظور
ہے برق جادو چیخ مار کر روئی اور کہنے لگی کہ کیون بہن ہم اسی واسطے زندہ رہے کہ تمھاری قبر بنوائین تمھین دفن
کرائین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے منھ پر مارے کہا ہاے سرامہ کچھ بات کرو منھ سے بولو ایسی ہمسے خفا ہو کہ ہماری
بات کا جواب بھی نہین دیتین اور ہان سچ ہے تمھو ہمسے خفا ہوا چاہو کہ تمھارے قاتلون کو بھی ہمنے نہین ڈھونڈھا مگر
ہمشیر یہ سمجھ لو کہ کیا ہم انھین چھوڑ دینگے ہین یہ تو تم بتاؤ کہ قاتل تمھارا کون ہے اس بین سے ہر طرف اور بھی
کہرام برپا ہوا آخرکار بطور خدا پرستون کے دفن کا سامان ہونے لگا صندوق چوب صندل سفید کا بنوایا گیا
اسمین لاش لاکر رکھی اور جہان کہ یہ سرامہ جادو پیدا ہوئی تھی اسی مکان مین لاکر دفن کیا پختہ قبر
بنوائی گئی اسپر ایک بہت بھاری مکلل و مغرق کارچوبی کمخواب کا شامیانہ استادہ کرایا جھلملے کے لوٹے گردا گرد
قبر کے روشن کروائے اب برق جادو قبر سے لپٹی ہوئی رو رہی ہے اور کہہ رہی ہو کہ بہن مجھے بھی اپنے پاس
بلا لو مین تمھارے بغیر زندگی کیونکر بسر کرونگی دمامہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کہ بیٹا بس جانے دو اٹھو چلو
یہان سے برق جادو نے کہا کہ خالہ امان کہان جاؤن میرا جانے آنے کا تو ٹھکانا انھین کے پاس
تھا آپ تشریف لیجائیے مین یہین بیٹھی رہونگی شاید یہ کبھی کچھ بات کرین تو کوئی تو جواب دینے والا
مصاحب اور انیس انکے پاس چاہیے دمامہ جادو نے کہا کہ بیٹا تو اور مجھ نیم جان بیتاب و توان کو
مارے ڈالتی ہے اب سرامہ کیا زندہ ہوگی جو تو اسکی بات کا جواب دیگی ارے کہین مردے بھی زندہ ہوتے
ہین کیسی کیسی صورتین خاک مین ملگئین کیسے کیسے عاشق و معشوق آن واحد مین جدا ہوگئے مسدس

باغ دنیا مین نئے پھول کھلا کرتے ہین
فصل گل مین گل و بلبل کو جدا کرتے ہین
سیکڑون قافلے پردیس مین بجاتے ہین
آسمان ظلم و ستم روز نیا کرتے ہین
پالے آغوش کے ایک آن مین چھٹتے ہین
رات دن اہل زمین انکا گلا کرتے ہین

جو بناتے تھے سدا راتون کو زلف و کاکل
انکی تربت پہ نہین سایۂ گل و سنبل
فاتحہ پڑھنے کو گاہے جو صبا آتی ہے
دوست رکھتے تھے جو پھولون کو بہت ننگ گل
رحم کھا کے کبھی جھاڑو بھی دکھاتی ہے
پھول ہین انکی لحد پر نہ صدائے بلبل

جس مین رہتے تھے کبھی لالہ رخ و غنچہ دہنان
تربتین سیکڑون غمگین جگر دنگی ہین ہان
سونی ڈیوڑھی ہے تو سنسان جلو خانہ ہے
ایک مدت رہے آباد جو شاہون کے مکان
ہر کسی جا پہ اداسی ہے وہین ویرانہ ہے
دل مایوس کے مانند وہی ہین ویران

عمر بھر عطر سے مٹی کے جنھین وحشت تھی
ہاے افسوس کسی نے نہ انھین پوچھی بی بی
ہاے جو لوگ بسر کرتے تھے گلزار و چمن
ایک شب بھی نہ ہوا رنج سے واقف جنھین کبھی
بنگلے سبزہ ہی اب اُگ گئے ہین مرقد و دفن
اُنھی ناشاد پہ کیا کیا سحر و یاس بنی

تاج شاہانہ جو دو انکو تھا ئین افسوس
راہرو ٹھوکرین قبر پہ وہان کھاتے ہین افسوس
نہی چھپ عجب تھی جن نام کو دو سنگ نزدیک
پاس جس تن کے گلشن تک بھی نہ آئی تھی جو
تختۂ قبر ہین اب انکے شرن کے نزدیک
قبر مین کرم اسی جسم کو کھائین افسوس

جنھین شاہانہ رہا کرتا تھا اکثر سامان
چین پڑتا تھا اکیلے مین نہ جنکو دم بھر
چرخ کجرو نے فقیرون کو دیئے تاج دوا
جام جم ہو نہ وہ آئینۂ اسکندر ہے
نخوت و کبر کی ہر وقت جو پیتے تھے شراب
اب کدھر یوسف کنعان ہین کہان ہی وہ جمال
جسکا سر رکھتے تھے زانون پہ حسینان جہان
جو گیا ملک عدم پھر نہ پھرا کیا دیکھا

خانۂ گور کی صورت ہی وہ مکان ہین ویران
سینے عبرت سے نہ کیون چاک ہون دیوارونکے
گوشۂ قبر مین تنہا ہین وہی رشک قمر
ناز اٹھاتے تھے سدا جنکے پرستار و ندیم
شاہ جو تھے انھین کشکول گدائی بخشا
ہیکلین زیب گلو کل نہ ہین جنکے لیے
ساغر چشم بعینہ نگر تشنہ رہے
جن مطیع انکے تھے کیا حال کہون شوکت کا
منھ چھپائے ہین کفن سے وہ کچھ ایسا ہی حجاب
پوچھے اتنا تو کوئی کسلیے منھ موڑ آئے
اب بھی لاہی عشق کا کچھ انکے زلیخا کو خیال
نہ مکین کا ہی پتا اور نہ مکان باقی ہے
ڈھیلے اس سر کے تلے رکھتے ہین یہ جوانان
فرش سنجاب کا ہر وقت جہان دیکھا ہے
شیشۂ عمر سکندر نے شکستہ دیکھا
آب بقا سے کبھی سیر تونگر نہ ہوئے

طاق کسری کا اسیواسطے باقی ہی نشان
ڈھیر مٹی کے ہین یا قصر مین نظارونکے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاتل کے سہے اب انھین بیچارون نے
آئے اپنے گھرون مین جو لگاتے تھے سدا
آج ہین قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحب رنج وہی بندہ ہے
اب نشان تک نہین ملتا ہے کہین تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لا سکتے تھے تاب
جا کے کیون گور غریبان مین سے چھوڑ آئے
کیا ہوئی سر سے زلیخا کے وہ شاہی جمال
نام کو مصر مین تربت کا نشان باقی ہے
جنکے گھر مین تھین ہمیشہ سے مرادین مہمان
خس و خاشاک کا اب فرش انکا بچھا ہی
عقل حیران ہی کیا جانے تماشا دیکھا
یک دن بھی تو لب ساغر جم تر نہ ہوئے

پڑھتے ہین فاعتبروا دیکھکے سب پیر و جوان
ہو گیا زیر فلک حلق پر انکے خنجر
ظلمت قبر سے حیران ہین اب وہ کیا کیا
ہین سلیمان کہان اور کدھر لشکر ہے
آج تابوت اٹھاتے ہین اسی کا احباب
باغ حسرت ہوا سب ذہ خزان سے پامال
اب گل باغ تمنا ہین انھین پر خندان
بھولا اس آئینے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دے گھر مین چلکے بیٹھ ایسا ہی ہے تو گھر مین چلکے خوب سا دل کھولکر رو لیجیو برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہہ رہی ہے خالہ اماں آپ کیا کہتی ہین کسکا گھر کسکا در اب میرا گھر یہی ہے جان بیٹھی ہون مین انھین اس اکیلے گھر مین تنہا چھوڑ کے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہین ہان انکے قاتلون کو ڈھونڈھوا دیجیے اگر وہ ہاتھ لگجائین تو مجھے بھی بلا لیجیے کا۔ برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہو گیا کہ اگر مین اسے یہان چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اسے قبر سے چھڑا کے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سرامہ جادو کے غم مین ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہین نہین جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ اے برق جادو کہین سیر کو جا کے دل کو بہلا کہ کچھ تو غم غلط ہو پیچ والم بھولے اور جادوگرون سے اشارہ کیا کہ اسے کہین لیجاؤ کسی مقام کی سیر کرا لاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوئے اور برق جادو انسے جدا ہو کے امیر حمزہ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب وہان کا حال سنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سرامہ جادو کو گاڑ توپ کے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگون نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس مین داخل ہو کر پہلے ذوفنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سرامہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہین معلوم حمزہ نے ان تینون کو کیونکر مار سکتے ہین کہ وہ سحر بالکل نہین جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سرامہ جادو پر غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہین جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اسنے لاکھون جادوگرون کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

مین پہلے اسکی تدبیر کرلون تو حمزہ کو بھی گرفتار حسب الحکم کرنے جاؤن اور تم سب کو چہار طرف روانہ کردون کہ جسکے ہاتھ لگجائے وہ اسے پکڑ لائے یہ کہکر اسباب سحر طلب کیا جب موم سیند ور شراب طائر صحرائی کالے ماش موہن بھوگ کے کڑھاؤ پان کا بیڑا ہار پھول تو نمین سب چیزین لاکر رکھی گئین ڈھرو بجانیوالے حاضر ہوئے پہلے اسنے بچہ خوک کو جھٹکا کیا اور خون اسکا ایک تھال مین لیا اور اسی خون خوک سے چوکا دیا باقی خون پانی مین ملاکر اس سے وہ نجس لعین نہائی نہا دھوکے چوکے مین بیٹھ کر ایک سو ایک طائر کی گردنین مروڑ مروڑ کر انکا خون چوسا اور اسم سحر پڑھنے لگی پھر اس بچہ خوک پر جو ایک طرف مرا ہوا پڑا تھا کچھ دانے ماش کے پڑھ پڑھکے مارے کہ وہ بزور سحر زندہ ہوکے اسکے سامنے آکھڑا ہوا اسنے اسکی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا گلے مین ہار ڈالے اور پھر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی کہ وہ خوک گرد پھرنے لگا ایک سات چکر مارے تھے کہ دمامہ نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار تھے دمامہ نے وہ اسے کھلائے سات کڑھاؤ اسنے کھائے بعد اسکے سات قرابے شراب تند و تیز کے اسکو پلائے بنگالی جو ڈھرو بجانے کو بیٹھے تھے انکی جان پر صدمہ تھا اور دل مین کہتے تھے کہ یہ بچہ خوک تو اتنا سا ہے سات کڑھاؤ موہن بھوگ کے کون کھا گیا اور اتنے بڑے بڑے سات قرابے شراب تیز و تند کے کون پی گیا مگر ناچار ڈھرو بجا رہے تھے جب دمامہ ہاتھ سے اشارہ کرتی تھی تو زور زور بجانے لگتے تھے نہین تو آہستہ آہستہ بجاتے تھے یہان تک کہ اس خوک نے کھا پی کے جماہی لی منھ جو اسکا کھلا دمامہ نے تھوڑا سا موم لیکے اسمین ڈالدیا اسنے منھ بند کرلیا اور پھر دمامہ جادو کے آس پاس چکر مارنے لگا ایک سو ایک چکر لگائے تھے کہ اسنے اشارہ کیا وہ کھڑا ہوگیا اور منھ کھولدیا دمامہ نے وہ موم اسکے منھ سے نکال لیا وہ خوک معاً گر پڑا اور مثل مردہ صد سالہ کے ہوگیا اسنے بنگالیون سے اشارہ کیا کہ تم لوگ اب چلے جاؤ وہ اسی وقت اپنی اپنی جانین لیکے بھاگے دمامہ نے اس موم کا ایک پتلہ بنایا اور اسکے منھ پر اور سینے پر سوئیان چبھوئین اور ایک شیشے مین اس پتلے کو رکھکے منھ پر شیشے کے کوری مٹی کا سکورا رکھکے موم سے بند کردیا اور کچھ پڑھ کے زمین مین دفن کردیا بعد اسکے پھر نہا دھوکے اپنے مقام پر آکے بیٹھی چند ساحرون کو طلب کیا ساحر حاضر دربار ہوئے بعد سلام و دعا کے سب نے دست ادب باندھ کے عرض کیا اے شہنشاہ ساحران ملکہ عالم کیا ہے خیر تو ہے کیون غلامون کو یاد کیا ہے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے بزور سحر حمزہ کو بیکار کردیا ہے یعنے اسم اعظم اسکا بند کرلیا اب تم سب جاؤ اور جہان جسے وہ ملجائے فوراً بے غل و غش اسے گرفتار کرلائے اور مین بھی جاتی ہون جہان کہین مجھے ملجائیگا مین ہی پکڑ لاؤنگی کام اسکا تمام کرونگی یہ سنکے سب جادوگرون نے سلام کیا اور اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا دمامہ جادو بھی ان سب کو رخصت کرکے تلاش زبدۂ آفاق ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئی اس لکاتہ دمامہ جادو کو تو یونہین

سرگردان تلاش امیر حمزۂ صاحبقران مین حیران و پریشان چھوڑا جاتا ہے

جب تک دو کلمے داستان حیرت بیان آنا برق جادو کا خدمت امیر با توقیر مین بیان کیے جاتے ہین

کہ جب صاحبقران عالیشان مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے ملکہ سرامہ جادو و جادو کو جہنم واصل کرکے جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچے دیکھا شام ہوگئی ہے سوچے کہ اب رات کو اس صحرائے پرخار اور دشت تیرہ و تار مین کیونکر راہ چل سکینگے نہین معلوم اندھیرے مین کہان سے کہان چلے جائین راستہ پائین نہ پائین خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو نہ کوئی راہ گیر راستہ چلتا ہے

کہ اس سے راہ پوچھین نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُسی لکیر پر فقیر ہوکے چلیں اس سے بہتر یہی ہو کہ آج
رات کی رات یہین بسر کرین جس طرح ہوسکے گذر کرین جب سفیدۂ صبح نمودار ہوا سافر مغرب اپنی منزل مشرق سے
برآمد ہوکے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی یہان سے روانہ ہوجائین ابھی امیر با اقبال اپنے دل مین یہ خیال کررہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور ملکہ برق جادو سامنے سے نمایان ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا اے
شہریار مبارک ہو کہ آپنے گرومامہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زہرہ مین قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دمامہ
کے ہوش و حواس بجا نہیں ہین سارا زور اور گھمنڈ اسکا مٹ گیا ہی مگر اے شہریار اس علامہ نے آج بزور سحر اسم اعظم
آپکا بند کردیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہین نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت نہ کیجیے گا
نہین بنصیب دشمنان جان بری مشکل ہوگی اگلی مرتبہ تو مین آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پر آپ اسکے دام مکر و
فریب مین گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر مین خبردار و ہوشیار کردیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ مین
دمامہ جادو کے مقابلے مین ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور میری رائے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ ابھی آپ
اپنے کو جہان تک ہوسکے پوشیدہ کیجیے دمامہ کے دل کو سرامہ جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اسی کا رنج و الم ہی
غصے مین بھری ہوئی آگ بگولہ بنی ہوئی ہی خدا جانے ابھی وہ کیا کیا آفتین برپا کریگی کیسی کیسی قیامتین ڈھائیگی آپ کا
کچھ زور نہ چل سکیگا نصیب دشمنان پریشان ہوجیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام برق جادو
کی زبان سے سنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی شکل نام کو بھی نہ ذہن مین
آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہوئے برق جادو نے عرض کیا اے شہریار آپ اسقدر ہراسان
و پریشان نہ ہوجیے کریم کارساز کو یاد کیجیے مین نے سُنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہوگیا ہی مگر آپ پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
دشمن پر آپ فتحیاب ہوئے ہین اسم اعظم کا بند ہوجانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت ہی امیر با توقیر
نے فرمایا اے برق جادو سچ ہی مجھپر ایسا ہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث تو ایسے ایسے کار ہائے مشکل رو براہ
ہوئے ہین اور ایسی ایسی مہین سر ہوئی ہین کہ مین بیان نہین کرسکتا اسنے بعض بعض مقامات پر ایسی ایسی عیاران
اور چالاکیان کی ہین کہ بشر کی عقل دنگ رہے برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے ساتھ موجود ہی ہین
اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگذاری آپ کی ہوسکیگی مین باہر نہیں ہون کبھی کسی امر مین کمی نہ کرونگی مگر بالفعل
دمامہ جادو دیوانی ہورہی ہی چڑیل بنی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی آپ اپنے کو ایسا چھپا لیجیے
کہ کوئی آپ کو نہ پائے چندے چھپ کر بیٹھیے پھر سمجھ لیجیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک رہی ہی اسے ٹھنڈھا ہو جانے دیجیے
پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دو چار روز نہ
حاضر نہ ہوگی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا اور بروے ہوا روانہ ہوئی اب امیر
نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے یار وفادار و اے دوست غمگسار اسوقت مین سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا
یار و مددگار نہین ہی اسم اعظم بھی بند ہوچکا برق جادو نے دمامہ کے خوف سے آمد و رفت موقوف کی
اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہر تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہین معلوم ہوتی اور دو چار روز ہم بھلا
کہان پوشیدہ ہون کہ کوئی ہمکو نہ جانے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ چھپنے کی بہت سی صورتین
ہین فرمایا بیان کرو اسنے عرض کیا ایک تو یہ کہ مین ٹنڈھی حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کردون آپ اُسمین
دو چار دن کیا مہینون برسون بیٹھے رہیے زمانہ بھر جا ہے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن و پری کا

سایہ کہین ہمسایہ مین بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کہ کلاہ نمدی دون
اُسے پہین لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل اور ابوالہول کے زنبیل مین ڈال لون
اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ مین گلیم عیاری اوڑھکر پوشیدہ جاکے دمامہ جادو کو
مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگا کے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہ ہو تمکو ایسا ہی جانتا ہون
بلکہ شعر گل باغ مہرو وفا جانتا ہون ؎ مجھے اسے بھی تمکو سوا جانتا ہون ⁘ مگر اے خواجہ تم خوب واقف ہو
کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمسے بھی اکثر ہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا سے اپنی جان تو بچانا مگر
کسی کو مارنا نہین مین یہ ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نکرونگا کہ وقت صعب و سخت سے ڈرون اور تمہاری
پناہ مین چھپ کے بیٹھون ہمیشہ میری نظر خداے لایزال وایزد متعال پر رہی اُسنے ہر مشکل مین میری مدد کی اب
بھی اگر اُسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دور ہی اور جو اسی بہانے قضا میری آئی ہی تو بسم اللہ راضی برضا
ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمہارے پاس موجود ہین مین نے کبھی انسے کام نہین کیا اور ہزارون ساحرون
کو قتل کیا بت سے شہر جادوگرون کے لیے مگر مین کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان خدا نے سب آفتون و مصیبتون
سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو منع نہین کرتا تم شوق سے جادو دمامہ
جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اسی طرح کہ عیاری کر کے قتل کرنا خبردار گلیم مین غائب ہوکے ہلاک نہ کرنا عمرو
بولا خیر سمجھا جائیگا ابتو یہان سے نکل چلیں کہین محفوظ مقام پر پوشیدہ ہوکے بیٹھین غرض امیر یہ باتین کرکے
آگے بڑھے جاتے جاتے ایک اور صحراے وحشت انگیز اور دشت ہولخیز مین پہونچے یہ ویسا ہی صحرا ہی
جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ صاحبقران باحال پریشان اس
صحراے ہولناک کو طی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے آواز گریہ وزاری و
نوحہ و بیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین کوئی بستی نظر آتی
ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو و مقبل و کرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے کہ
یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اُسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سرو سیمتن باحال پریشان گریبان و نالان سر کے بال کھلے ہوے کپڑے
پھٹے ہوئے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لائے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر باتوقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سنتے ہی نہایت حیران و پریشان ہوکے زمین سے پوچھتے ہوئے بڑھے کہ اے ملکہ سرو سیمتن خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر کیا گذری کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بے حواس سراسیمہ یہان چلی آئی براے خدا جلدی بیان کر
دل ٹھکانے ہو فکر و تردد دور ہو مصنوعی سیمتن نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو
اس طرف تشریف لائے اور وہان دمامہ جادو قلعہ ذوالامان سے جا کے تمام ناموس صاحبقران کو
پکڑ لائی ہی اب شہر زمرد مین قتل کرنے کو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت و حمیت کہان
گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت و نگہداشت حرمت سے زیادہ ہی جو آپ نے اسے فوق دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت و ناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہوگئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا اے سرو سیمتن تو یہ کیا کہہ رہی ہی کسکی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپ کے حضور مین کوئی کلمہ
خلاف وہ دروغ عرض کرون اور کلمۂ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات
ناز یبا و ناسزا اپنی زبان پر لاؤن اور کسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول تمھارے
دروغ گو یم بر روے تو اور مین بھی تو انھین کے ساتھ گرفتار ہوکے آئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو
کی طرف مخاطب ہوکے کہا واہ سبحان اللہ خوب سر برندۂ جادوگران نام رکھوایا ہم اس حال کو پہونچین
اور تمکو خبر نہین **شعر**

ہم آہ بھی کرتے ہین تو ہو جاتے ہین بدنام	کیا بیخبر ہی یار ہماری خبر نہین

عمرو تو اُسکا عاشق ہی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای ملکہ بخدا عزوجل مجھکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آکر لپٹ گیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس بیعزتی سے مرجانا بہتر ہی امیر بھی پاس آئے اور کہا کہ ای سرو سیمین بتا تو سہی ناممجادو
کس کس کو گرفتار کرلائی ہی بس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ
حمزۂ صاحبقران کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھ کے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہوئے بس
امیر و عمرو کو اُٹھائے ہوئے سوئے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزۂ صاحبقران آگاہ باش منم ملکہ دمامہ جادو
امیر و عمرو مانند پتے کے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوئے تھے مقبل وفادار و کرب غازی
اور ابو الہول دیوانے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر لیچلی چلائے کہ او لکاتہ اگر ہمارے
آقاے ولی نعمت کو تو نے گرفتار کیا ہی تو ہمین کسواسطے چھوڑے جاتی ہی اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار
کرنا ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیدادیہی دونون تھے اب انھین کو لیے جاتی ہون آئندہ تمسے
بھی سمجھ لونگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہوگئی ان سب نے
گریبان اپنے اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے ای مولاے قدر شناس
ہاے ای آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپ کو گرفتار کرلیگئی اور ہم کچھ نہ کرسکے
ہاے ای صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سرو سیمین کی صورت دمامہ جادو ہی آپ کو بات بھی نہ کرنے دیتے
پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے ای امیر با توقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو کاش ہم مرجاتے تو خوب
تھا ہاے ای حمزۂ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے تمنے مُنھ موڑا
تو ہم اُنھین کیا جواب دینگے اور کس مُنھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو دمامہ اُٹھا لیگئی
غرض یہ تو یہان گریہ و زاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین ادھر کا حال سُنیے کہ دمامہ جادو عمرو و امیر کو
لیے ہوئے چلی جاتی ہی دل مین اپنے کہتی جاتی ہی کہ ای دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ کیری پارہ جگر
نور بصر عوش اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی اُنکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرکے اپنے
کلیجے کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ ای دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا اُنھون نے تیرا دل جلایا
ہی اسی طرح تو بھی انکو تڑپا تڑپا کر مار پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرلے بعد اُسکے زرجد شاہ اور زمرد شاہ
لقا خداے ہیجدہ ہزار ملک باختر وغیرہ کو یہان بلا کے اُنکی دعوت کر اور اسکے گوشت کے کباب بریان
کرکے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹ اور نمک مرچ اُسپر چھڑک کا پھر دوسری بوٹی کاٹ اسپر
نمک مرچ چھڑک کا دفعہ دفعہ اور باری باری سب کو اُسکے گوشت کا مزہ چکھاؤن تو یہ بھی جانے کہ
کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہی اور ناحق کسی کا دل دکھانے مین یہ سزا ہے اور بالفعل انکو لیجا کر

قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور تھا اسلیے اُس لکا تہ دشمن جان عدوے ایمان
کے دل مین یہ آئی دوہا | جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوئے
شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر چاہے ٭ سوا زہر ہلاہل مین ہو لذت شیر یا در سے
بس یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے جزیرۂ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ خضر و محیط و عمان
و بحرین کے درمیان مین ہے اور وہان ایک گنبد بلورین اسنے بنایا ہی اکثر یہ مردار جو برائے سیر آتی ہی تو
اُسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد اُس گنبد
بلورین کے کھینچ دیا آپ بتعجیل تمام شہر زمرد کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زمردین اپنے مکان پر پہونچی اپنے
بیگانے دوست و دشمن ساحر غیر ساحر سردار غیر سردار سب مین اسنے مشہور کیا کہ مین نے جا کر حمزہ صاحبقران
اور اُسکے عیار عمرو بن امیہ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا اور چارچی کو بلا کے
حکم دیا کہ اسی وقت جا کے چارسو بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی چار دو کہ بفضل
سامری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نا دیدہ خدائے آسمانی کے بندون کو ملکہ دمامہ جادو نے بعوض
خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور تراہے اور چوراہے پر
نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر و رئیس کے دروازے پر صحبتین ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دُکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون پس بموجب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈورچی
نے تمام شہر مین ڈھنڈھورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو و امیر کا چرچا ہونے لگا
قضائے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے
امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا بس ایک گھونسا اُسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا کہ ای
برق جادو افسوس تجھسے کچھ نہ ہوسکا اور وہ جنت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پر
اور تونے تو یہ تہیہ کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کاربرآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اس برگزیدۂ روزگار رضا جوئے کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہوسکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر
خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین پوشیدہ
قید کر دیا ہو اور محض برائے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے مفصل حال
تو دریافت کرے بعد اسکے جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کر کے روتی ہوئی سر کے
بال کھولے ہوئے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ہی کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے
ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی رکھی ہوئی ہین ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو
مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی اور زیادہ رونے لگی سر
پیٹنے لگی زمین پر پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال تباہ کر رہی تھی اور ظاہر مین
نام سرامہ جادو کا زبان پر جاری تھا کہ رہی تھی کہ ہائے ای ہمشیر سرامہ جادو ابھی تمہاری چھوین
بھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک بیدادار اور چرخ کجرفتار نے یہ
رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ روتے روتے بیحال ہوگئی اور پیٹتے پیٹتے غش
کھا کے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی دیکھا کہ برق غش مین

بیہوش پڑی ہو شہزادی متون باری دارنیون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا منھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے
دیے عطر سنگھایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی
چھاتی سے لگایا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہے تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ
تیرے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اس سے محبت تھی اُسے تجھ سے الفت تھی تو اُس پر نثار تھی وہ تجھ پر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلی نہ جاتی تھی یکجان دو قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور
ہے کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا یہ سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ اے بیٹا برق جادو تجھے ایک خوشخبری سناتی
ہون کہ دل تیرا خوش ہو جائے سارا رنج والم صدمہ وغم بھول جائے برق جادو نے کہا خالہ امان اب مجھے کسی
خوشخبری سُننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی مسرتین اور شادیان تھین سب
ہمشیرہ سرامہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری سنائیے تو بیشک مین بہت
خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹا سن تو سہی اسنے کہا اچھا آپ کو اختیار ہے بیان کیجیے دمامہ نے کہا
کہ مین نے تیری بہن سرامہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اسی کی خوشی کی ہے برق تڑپ کے
بولی کہ خالہ امان آپ نے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے
ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون کو ڈھونڈھ لائینگے اور
جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور بسزا پہونچائینگے سو ہم انھین آنکھ سے بھی دیکھنے نہ پائے افسوس ہزار افسوس
دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہائے اے فلک بیوفا یہ تو نے کیا کیا
یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر دے دے مارنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا بہت ہی تباہ ہے
اور یہ کسی طرح نہین مانتی اُسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹا مین نے انکو ابھی جان سے نہین مارا ہے فقط
فلان جزیرے مین لیجا کر قید کر دیا ہے اگر تیری یہی خوشی ہے تو تو اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرکے اپنا کلیجا ٹھنڈھا
کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین جسمین مین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہوکے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹا
تیرے سر کی قسم مین جھوٹھ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کرکے لانے اور
جزیرہ چار موجہ مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹا جس طرح تیرا جی چاہے تو انکو قتل کرنا تجھے اختیار ہے
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرین بعد اسکے زبرجد شاہ لقا خداے باختر
کو یہان بلاکے انکی دعوت کرین اور اس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کرکے ہم تم کھائین
اور سب اپنے یگانے و بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا اب تک
سب سے پوشیدہ رکھا ہے تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہو کہ سارا کھیل بگڑ جائے کیا کرایا گھر مٹ جائے
تو اور بھی آفت آئے یہ سنکر پھر برق جادو رونے لگی کہ ہائے اب تک قاتل سرامہ جادو کے زندہ ہین
خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہے آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جا کر انکو قتل کرون دمامہ بولی بیٹا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا ہے کہ افسوس حمزہ صاحبقران اور عمرو
بے یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سر انجام نہین

نہین معلوم ہو کہ یہان سے کیا حالت ہو گی نصیب اعدا جانکنی کی نوبت ہو گی افسوس صد ہزار افسوس مجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہو سکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہو گئین دمامہ نے اور ساحرون
سے کہا کہ اسے سرامہ جادو کے جوش محبت نے مدہوش و خود فراموش کر رکھا ہے اسے جا کر سیر کراؤ اور برق
جادو سے بولی کہ اے نور دیدہ دو کو تو ہم پکڑ لائے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ برق نے
کہا بہت اچھا یہ تو عین میرے دل کی مراد تھی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے قاتلون کو چن چنکے
گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بھرون مگر خالہ اماں جہان مین انکو
پا جاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہ ہو سکیگا فوراً ہی قتل کرونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمائیے گا کہ ابھی انکو
کیون قتل کیا ہے کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہے جو وقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو انکو قتل کر مجھے کبھی کسی طرح کا کوئی متعرض نہ ہوگا مجھے تو
بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے ان مفسدون کا برباد کر دینا منظور ہے کہ جس طرح انھون نے سرامہ کو مار کے
مجھے تباہ و برباد کیا ہے یہ بھی اسی طرح خانہ خراب ہو کر بسترا پہونچین تیرے دل مین بھی یہی کد و کاوش ہے کہ جس طرح
میری بہن کو انھون نے مار کے مجھے اکیلا بن بہن کا کر دیا ہے اسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا
اور انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوئے خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہہ سنکے اسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ اے برق جس طرح بنے چلکے صاحبقران و عمرو کو قید سے چھڑا سوا تیرے اور کسکی
یہ طاقت نہین ہے کہ رد سحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑائے یہ دل مین سوچ سمجھ کے تخت پر سوار ہوئی ساتھ والیون
سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر وہ مفسد ہاتھ لگتے ہین تو پکڑے لاتی ہون ہر چند
سب نے کہا کہ بلائین ہم آپ کے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے رہینگے کہا نہین کیا ضرورت ہے کیون تکلیف
اٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی ان سب سے یہ کہکے خود تن تنہا جزیرہ چار موجہ کی طرف
روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طے کرتی چلی جاتی تھی آخر الامر جاتے جاتے جب اس جزیرے
مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہے اور گنبد بلورین کا کہین نام و نشان بھی نہین معلوم ہوتا بعد
خوض و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ و عمرو کو بند کرکے مقفل کر دیا ہے اور گرد اسکے گنبد آتش
سحر کا قائم کیا ہے مگر اسوقت برق کا یہ احوال ہے کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
حد سے فزون ہے دل تھرا رہا ہے کلیجا کانپ رہا ہے رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہے مگر چونکہ صاحبقران عالیشان
کی محبت غالب ہے اسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اسم سحر پڑھکے
اسے بر روے ہوا اڑایا پھر کچھ دانہ ماش کے پڑھ کر اس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ ایک بادل کا ٹکڑا
بنکے محیط ہو گیا اور اس گنبد آتشین پر اسمین سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور رال کے اس آگ
پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آب ہوتی تھی آگ
اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہے کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رو کر سکے مگر اے برق تو بھی تو اسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہے بس آزمائش کا مقام یہی
ہے اگر تو نے اسکا سحر رد نہ کیا تو کچھ بھی نہ کیا تجھکو لازم ہے کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہو سکے اس سحر کو برطرف کرتے

صاحبقران کو رہا کر یہ خیال اپنے دل مین کرکے ایک گانؤن مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی اور
قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے تو لنگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون کو جھٹکا
کیا خون اُنکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی
اُس دریاے مواج جہار موجہ کا چلو مین لیکر اسمین خون خوک ملاکر پھر اسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا
کے پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر زغم کیا اونچا ہوتے ہوتے
گنبد کو چھپا لیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم
ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بےحس و حرکت بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
سے کہہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروا دیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم
ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے
فلک کجرفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ مین تو اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس
مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی ابوالہول سے اشارہ کرکے چاہ مین گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی
گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے تو ریامہ جادو زبرجد شاہ پاس ضرور
جاتی مین کسی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مارتا اور آپ کو بھی قید سے چھڑاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون
مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور پھنسے بھی ایسی خراب جگہ ہین جہان کوسون اور منزلون آدمی کا نام و نشان تک
نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے
ہو تمہارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون خیر بھئی ہمارے تمہارے از عہد طفولیت تا این عہد
ایک جگہ گذری آپسمین خوب بنی خدا کا شکر ہے کہ اب مرتے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا عمرو نے
جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرتے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا اب بار دگر ایسا کلمہ نہ کہیے گا
مرنے والے اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے پروردگار عالم نے کوہ سراندیپ
پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے مُنہ سے موت نہ مانگیگا موت تیرے نزدیک نہ آئیگی
مین نے ابھی اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا ہے کیونکر مرجاؤنگا ملک الموت میرے پاس کاہے کو
آئینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان بے آب و دانہ رہو گے آپ ہی مروگے اپنے مُنہ سے
موت مانگو گے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلیچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے مین بھوکا پیاسا
کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے رہین پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر اے خواجہ ہمکو بھی بھوک
پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا مگر بقول شخصے ٹک جیے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک دن زندہ رہینگے
پھر آخر موت کا سامنا ہے اور اے خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب دار دُنیا سے اُٹھتے تو اپنی شجاعت
و مردانگی کا صفحۂ روزگار پر افسانہ باقی رہجاتے اور ابد الآباد بہادرون اور دلاورون مین یہ چرچے ہون
کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ ہوکر راہی ملک عدم
ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کرکے اسیر پنجۂ قضا کر دیا آرزو دل کی
دل ہی مین رہگئی **شعر**

دل کے دل ہی مین رہگئے ارمان	ہم چلے نامراد دُنیا سے

ابھی حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن اُمیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک ترانے کی آواز

آئی صاحبقران نے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہو گیا امیر باتوقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا
کہ سحر دمامہ جادو کا برطرف ہوا نہیں معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اُسکو فکر ہوئی
خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوائے برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہے جو ایسے مقام
ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا
جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین اور اگر وہ آنے کا ارادہ بھی کرین
نہ راستے سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان نہ آئین ای امیر ہو نہ ہو یہ ملکہ برق جادو ہے ابھی
یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب وماہتاب کی طرح
درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر
نازنین دونون پتلی ساعد حور جلوہ کنان گاتی جو بندھی ہوئی ہے سینے کا اُبھار آفت ڈھاتا ہے نہائی جو ہے تو بالون
سے پانی ٹپک رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ افعی سیاہ من اُگل رہا ہے ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک کر رہگئی ہے وہ
آویزہ گوش معلوم ہوتی ہے اور پیشانی نورانی پر جو کچھ بوندین باقی کی رہگئی ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشاطہ تقدیر نے
ماتھے پر موتیون کی افشان چنی ہے عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہو گیا بھوک پیاس کی شدت قید کی
اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا

غزل

حیا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہے
کلام اللہ بھی ہمنے پڑھا ہے بارہا او بت
مگر الفت تری ای برہمن کچھ اور کہتی ہے
تکلف کی ہوا جاتی نہیں ہم سے کبھی سر سے
مگر شیر فرزانگی ہر نخلہ تحسین کچھ اور کہتی ہے
ابھی تو کھو دیتا ہے قبر تو غیرون کی دنیا مین
کہ ہر دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہے
لگا کے دا دا وچھا سا چلا ہے کسطرف ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہے
بظاہر گو نہین پروانون کے جلنے کا غم تجھکو
مگر اب با دیا ران وطن کچھ اور کہتی ہے
بظاہر کیسے دل کرتا تو ہے تو وصل کا وعدہ
مگر ہان وقتی تخلیٰ کچھ اور کہتی ہے

خدا کی شان اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہے
عنادل کا ہو تو باغ مین یہ حال ہونا تھا
ہر ہر فی فنا کی ای گور و کفن کچھ اور کہتی ہے
بڑی مشکل سے تونے کوہ تو کاٹا ہے تیشے سے
قضا تیری تجھے ای گورکن کچھ اور کہتی ہے
قیامت کا ہے چہچہ چمن تیری چتون پر تری
دل بسمل کی حسرت تیغ زن کچھ اور کہتی ہے
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات ہی کیا ہے
ادا سی پر تری شمع لگن کچھ اور کہتی ہے
مداوا چارہ گر سے اسکا ہوگا عقل کہتی ہے
مگر حیتون تری بیان بخلش کچھ اور کہتی ہے

ہمارے دلکی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہے
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہے
بتون کو گر خدا تونے کہا تو کیا کہا کافر
مگر ابھی تو شوخی چمن کچھ اور کہتی ہے
ہمارا جذب دل تو لانے پر لگے ہو آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہے
طالب بوسہ ہونٹھون کا بوسہ کس طرح تجھسے کرون ای گل
طبیعت میں لگے یہ بانکپن کچھ اور کہتی ہے
ہمارا شوق تو کہتا ہے تیرے ساتھ سونے کو
تری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہے
قیامت تک نہ ای دشت جنون حج چھوٹے تجھکو
مگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہے
جنون وہ رخ مین لیجانے کو کہتے ہین عمل تیرے

بعد اسکے پکارا کہ ای جان جہان و ای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پاؤن
مین سکت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمہارے گرد پھرتا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات کاشف المہمات
بر لائے حاجات ولی اعدا آرزوے قلبی بر لایا تمہارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا

شعر

صدقے ہوں اس حبیب علیہ السلام کے
جسنے مجھے دکھا دیے جلوے جمال کے

ای ملکہ قسم ہے اسی مالک بے نیاز اور
خالق چارہ ساز کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمہاری صورت دکھائی کہ مین ابھی یہی دعا مانگ رہا
تھا کہ وقت آخر ایک نظر تمہاری صورت دیکھ لون خدا نے اپنے فضل و کرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمہاری

صورت دکھائی برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے ٹھٹکی جلدی سے آڑ مین لباس
پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہو کے سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ اے دوست
وفادار و اے ہمدم و غمخوار اے مددگار بیکسان و اے یاور غریبان اے رہاکنندۂ تازہ گرفتاران بخدا تو نے عجب
کار نمایان کیا ہے عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ تیرا احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ اے شہریار با وقار
یہ جو کلمات آپ ارشاد فرما رہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہے ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہے سب آپ کا
صدقہ ہے مگر ہان مین نے اپنے سر کو ہتیلی پر رکھکے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دمامہ جادو کا دور کیا ہے ورنہ ممکن نہ تھا
کہ یہ سحر آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہے کہ اگر دمامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے
فرمایا خدا نہ کرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہو سو ہوا مثل مشہور ہے کہ اوکھلی مین سر دیا
تو دھمکیون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہے شعر

شمع سان کٹجائے سر میرا تو کچھ پروا نہین
نام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہے

یہ کہکے اسم رد سحر کا پانی پر پڑھکے دم کیا اور وہی پانی امیر و عمرو پر چھڑکا کہ قید
اُنکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر و عمرو کو دونون پنجون مین اُٹھا کے
اُڑکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ
امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر و پریشان چارطرف پھر رہے تھے اور درگاہ
مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطے اپنی خدائی کا اور صدقہ اپنی کبریائی
کا ہمارے آقا کو ہمین دکھادے پھر پردۂ دنیا سے ہمکو اُٹھالے جب برق جادو بسرعت تمام امیر و عمرو کو
لیے ہوئے وہان پہونچی اور نظر اُن سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑ پڑے
لپٹگئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے انکو گلے سے لگایا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا کہ دمامہ
جادو نے مجھکو اور خواجہ کو یہان سے لیجاکے بمقام چار موجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا تھا اور گرد اسکے
بزور سحر ایک گنبد آتشین قائم کرکے چلی گئی تھی سبب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش تمام و
سعی مالا کلام اس سحر کو برطرف کرکے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزائے خیر دے
سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکرگذار ہوئے
پھر برق جادو نے امیر با توقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ
کہین پوشیدہ ہو کر بیٹھیے آپ نے میرے التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخر کار اُس لکاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے
اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اُسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ دمامہ
جادو نے تو غضب کا مکر کرکے ہمکو پاس اپنے بلاکے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ اپنی
صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہے کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جاتی اور آپ کو
کیونکر گرفتار کرتی اُسنے صورت سرو سیمتن کی بنا کے آپ کو فریب دیا جب آپ اُسکے دام مکر و فریب
مین آگئے اسنے آپ کو گرفتار کرلیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر با توقیر نے جواب دیا
الانسان مرکب من الخطا والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان پتلا ہے پھر کہان اس سے بچ سکتا ہے برق
جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھائیے گا اور کسی اور کے
دام مکر مین نہ آئیے گا نہین تو خدانخواستہ بہت پچھتائیے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے جاتی ہون یہکہکر

صاحبقران کو مع انکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اس عظیم الشان پہاڑ کے
نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پائے اول تو اس پہاڑ تک
ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان بچ کے پہونچ بھی گیا
تو وہ پہاڑ اس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا سراغ نہ پائے
وہان ان سب کو لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن
خبردار خبردار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا اور
کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹ گئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی ای افسر صاحبقرانی
و ای گوہر تاج کشورستانی سریر آرائے مکنت و حشمت و زیب پیرائے شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے
ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس دو دن
کی حیات مستعار اور زندگی ناپائدار پر نہ پھولنا چاہیے پس ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی افتاد پڑے اور آپ کے
قدمون پر تصدق ہو جائے تو عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا یا گناہ اس کنیز
بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچیے گا کہ پھر کنیز کو حاضر ہو کر معاف کرانے کی مہلت
نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہوکے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اکثر برا بھلا کہا ہی تم بھی میرا عفو جرائم کردو
اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہگئی کہ مین صاحبقران والاشان کی کوئی شرط
خدمت نہ بجا لاسکی یہ کہکے برق جادو اس طرح چیخین مار مار کے روئی کہ عمرو بھی بے اختیار رونے لگا
اور کہا ای ملکہ یہ باتین تمہاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین خدا تمپر روز بد نہ لائے
ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان نہ مارو کلیجا منھ کو چلا آتا ہی ضبط
نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ ای برق جادو تم تو ہماری جان بخش ہو خطا و گناہ کیسا ہما
ہی تمہارا تو خود ہمین پر احسان ہی اور تمہاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار تمہاری عزت
و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچائے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی اور
خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے فاتحہ خیر سے
فراموش نہ کرنا اشعار کسی صورت سے دل کو شاد کرنا + ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا + مسیحائی دکھانا بعد مردن +
جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا + عمرو نے رو کر کہا کہ ای مہر سپہر محبوبی و ای قمر برج خوبی اگر تجھے یقین مرگ ہی تو
ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہمرگ انبوہ جشنے دارد جو ہم سب پر گذریگی وہ تجھپر بھی
گذریگی پہلے ہمپر آفت آئیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتے ہو
محبت سے کہتے ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر و نامہ جادو کے ہاتھ سے ہرگز نہ بچینگے
اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا
رشتہ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور عدوے روحانی مجھکو ایذا نہین
پہونچا سکتا شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نہ برد رگے تا نخواہد خداے + جس طرح ممکن ہوگا اور
جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشہ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت میری بدی ہی
تو کیا اختیار ہی اسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے مہیاے قضا ہون

یہ کہکے ہنس پر اپنے سوار ہوکر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہوا کی طرح ہنس کو اُڑائے ہوئے چلی جاتی ہی مگر دمامہ
جادو کے خوف سے عجب حال ہی ہر قدم پر یہی خیال ہی کہ اگر دمامہ جادو جزیرۂ چار موجہ مین گئی اور وہان عمرو امیر
کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہی تو ہر چند مکر یگی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہی اسی فکر مین
چلی جاتی ہی ناگاہ ادھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کرب و مقبل و ابوالہول کے گرفتار
کرنے کے لیے چہار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہی ادھر سے برق کو جاتے دیکھا مثل مشہور
ہی کانے چوٹ گنوڈے بھینٹ برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بدحواس ہوگئی ہاتھ
پاؤن پھولگئے سارے خیالات بھولگئے چاہا کہ آنکھ بچاکر کنائی دیکے جلدی سے نکلجائے ہنس کو تیز کیا ہی تھا کہ
دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی کیون جاتی ہی
اے دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی کہین ایسا تو نہ ہو کہ یہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ خدا پرستون
کی شریک ہوگئی ہو وہین سے غیب ہی کہ ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہی کہان گئی تھی کدھر سے آتی
ہی برق جادو کے رُخ کا رنگ اڑا ہوا ہی زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار گھبرا کے بولی کہ مین تو کہین
نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ مرتجا تو کہین سے چلی آتی ہی اور کہتی ہی کہین نہین
گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زبرجد نگار کی سیر کو گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا
اری کمبخت غارت گئی ادھر زبرجد نگار کہان ہی تو کہتی کیا ہی برق کے گھبراکر جواب دینے سے دمامہ جادو
کا ماتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جاکے امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس
جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہی کہتی کچھ ہی مُنھ سے نکلتا کچھ ہی نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو
خدا پرستون کی شریک ہی باعث بربادی شہر زمرد تو ہی ہی شاید تو نے جاکے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا
ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا خالہ اماں مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار
کچھ خیر ہی آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو جی چاہتی ہین وہ فرماتی
ہین دمامہ جادو جلائی او برق تو مجھے اڑاتی ہی مجھ ایسی سن رسیدہ جہان دیدہ سے اُڑن گھائیان
کرتی ہی مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی
چوری کرکے آتا ہی اور چھپاتا ہی میرے ساتھ جزیرۂ چار موجہ مین چل تو برق بولی خالہ جان اسوقت
طبیعت میری بہت پریشان ہی اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہی مجھکو اتنی دور نہ لیجائیے اور یہان
ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین انکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ او مکارہ مین نے تجھے
خوب پہچانا مین تجھے لیے چلتی ہون ادھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور ہاتھ پکڑکے برق کو کھینچکر
اپنے اژدہے پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرۂ چار موجہ مین پہونچی تو دیکھا گنبد آتشین بالکل
معدوم ہوگیا ہی برق سے پوچھا کہ بتا یہ رد سحر میرا کسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے مُنھ پر مارے کہ او بدذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور سرامہ
جادو کو قتل کروایا ہی یہ تیرا ہی سارا لبس بویا ہوا ہی لعنت ہی اس زمانہ ناہنجار پر ارے مین نے تجھکو پالا پوسا
کیا سب طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کردیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری ہی شعر

کس نیاموخت علم تیر از من ✣ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد ✣ دیگر بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذراسی بات پر بہیے ✣
سلیم الطبع سمجھے تھے جنھین وہ تند خو نکلے ✣ برق نے کہا کہ خالہ امان آپ مالک ہین جو چاہین سو زبان
جیسا بھی چاہے الزام لگائین مگر مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین ہین اس واقعہ سے مطلق خبردار نہین مین
ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا سحر رد کیا کسنے آپ کے دشمنون کو قید سے رہا کر دیا یہ کہکے سر بر دمامہ کے ہاتھ
رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہے مین نہین جانتی کہ بہن سرامہ کا قاتل کون ہے اور کہان ہے دمامہ بولی او برق
تو ہزار جھوٹی قسمین کھائے مگر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ تجھپر ثابت کیے دیتی ہون اور
ہاتھ برق کا پکڑے ہوئے اندر گنبد بلورین کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو امیر
کا نام و نشان بھی وہان نہین بولی کہ او گیسو بریدہ عمرو امیر یہان کہان ہین غضب کیا تونے کہ انکو چھوڑ کر دیگی
برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق مجھپر تہمت لگاتی ہین خالہ جان مین انہین
کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھسے چور چھپنے کا نہین مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون تو میری تعلیم کردہ
ہے مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی باریش بابا ہم بازی یہ کہکے ادھر اُدھر نظر کی دیکھا دریا کنارے دو خوک
مردہ پڑے ہوئے ہین چونکہ تیار ہے دمامہ نے جاکر اُس چوسکے کی مٹی کو گوندھ کر ایک پتلا بنایا اور
سرسون کے دانے اسم سحر پڑھ کے اسپر مارے کہ اُسمین جان پڑ گئی ہاتھ پاؤن متحرک ہوئے پھر اُسپیر دو چار
کالے ماش کچھ پڑھ کے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کیا حکم ہے دمامہ نے کہا جلد بتا کہ میرے
سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھڑا لیگیا اُس پتلے نے معًا جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے
رد سحر کرکے انکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہے کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہے دمامہ نے کہا او دشمن جان
شریک خدا پرستان سُنا تونے تو تو مجھسے مکرتی تھی مین وہ نہین ہون کہ مجھسے کوئی پیشرفت بیجائے یہ کہکے
دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پر ڈالکے شہر زمردین لائی ایوان شاہی
مین آئی ساحر جمع ہوئے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندھی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا کہ شاید
برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہو گیا ہے جو اس طرح کسکے باندھ دیا ہے ایک آدھ جو منہ چڑھا
تھا اسنے کہا اے شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہے تو یہ خوب حکمت ہے کہ آپ انکی فصد
کھلوا دیجیے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجیے اور کیونکر سودا نہ ہو جائے کہ برابر کی بہن آنکھون کے سامنے
اٹھگئی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہو گیا دمامہ جادو نے جل کے
جواب دیا تو کیا کہتا ہے ارے غافل تجھے کیا خبر ہے اسی نے میرا بھرا گھر برباد کروایا یہی نرگس جادو اور سرامہ
جادو کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خدا پرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کر دیا
ہرچند پوچھتی ہون کہ کدھر لیگئی کہان چھپا دیا ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپنے تو مشہور کیا تھا
کہ مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھوائے تھے خوشی کے شادیانے
بجوائے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے انھین قید کر دیا
تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✣ کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا اے
ملکہ یہ کیا بات ہے دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے انکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ
کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجائے اور وہ انھین رہا کر دے اور قید اسواسطے کیا تھا کہ فورًا

قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جس طرح انھون نے میرے دل کو دمامہ جادو کے غم مین جلایا ہی اسی طرح
مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین بیان کیا تھا
پھر اگر اسنے انھین نہین رہا کیا تو کیا کوئی ازغیبی فرشتہ آسمان سے آکے انھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا کہ
ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی انپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے
جواب دیا کہ مین اس بات کو ثابت کر چکی ہون جب تو اسی پر زور دیکے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف
مخاطب ہوکے پوچھا کہ اری اب بھی بتا دے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی
برق نے کہا آپکو اختیار ہی جو چاہیے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ او اجل رسیدہ
تو یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت کمرکھ کا تھا اسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ
مین پکڑے اور دہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتا دے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان لیجا کے
تونے چھپایا ہی وہ بچاری یہ محض مجھپر بہتان ہی مین نہین جانتی کہ انھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان چھپا دیا دمامہ
نے کوڑا برق پر مارا کہ جا بجا سے وہ جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جادو تڑپ گئی اور پکاری کہ
صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا مین اگر حمزہ کی طرفدار
نہ بھی تھی اب ہون دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہی عزت تو گئی جان بھی جائے تو اچھا ہی ہزار جانین میری
حمزہ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار اور صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان
مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہدینا کہ آپ کی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی اور آپ کی حسرت
زیارت مین تڑپ تڑپ کے مرگئی اور کہ گئی کہ یا صاحبقران زبان فاتحہ خیر سے مجھکو نہ فراموش فرمایئے گا
برق جادو پکار پکار کے یہ کہ رہی ہی اور دمامہ کوڑے مار رہی ہی کہ ہان او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب تیرا
حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کاہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دھگڑون کی طرفداری کرے اور
اوپر ہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہوگیا فوارے خون کے
ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہ رہی ہی کہ ای پروردگار عالم مین نے تو اپنی جان
راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا کہ سرگروہ اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے بسر چشمہ ہدایت پہونچایا آتش جہنم سے بچایا
اور دمامہ سے کہا کہ تو چاہے مار ڈال نہین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اسی کا جتنہ
کرونگی دمامہ کہ رہی ہی کہ او علامہ جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کرلینا اور پھر مارنا شروع کیا یہان تک مارا کہ
برق جادو بیدم ہوگئی غش پر غش آنے لگے تیور بجھنے لگے جتنے بھر ساحر ہین سب دمامہ جادو کی بیدردی
اور سنگدلی پر نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اسیقدر وہ اور برافروختہ ہوتی ہی شعر

جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین	اتنے ہی وہ ستم و جور کے جاتے ہین

دمامہ جادو کی خالہ رحانہ جادو
نانے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہوکے اس سے جا کے بیان کیا کہ تمھاری
بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیخطا و قصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہی اور اسقدر مارا ہی کہ
بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہڈیان پسلیان اس بچاری کی ٹوٹ رہی ہین جلدی جا کے
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اسکا تمام ہوجائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دمامہ نے تو اُسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا ہی بڑے
بڑے ناز ونعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اُسکے ساتھ اُسنے کی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی
نہین کی سرامہ جادو اُسکی بیٹی تھی اُسے اُسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اِسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا
وہ تو سب سے زیادہ اُسے چاہتی ہی آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ ہماری سمجھ مین
تو کچھ نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ بکھیڑا ہی تم وہان جاؤگی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا تمہین سارا حال کھلجائیگا
ریحانہ جادو کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے
فوراً مضطرب وبیتاب ہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دمامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے سٹاک سٹاک مار رہی ہی اور برق
جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوئے خاموش وبیہوش بیحس وحرکت درخت مین
بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دمامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دوہتھڑ مارکے کہا او
کھوجڑے پیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جائے خداوند سامری تجھے اُڑھائے ایک کو ہاتھ سے کھو بیٹھی اسکو بھی
مارے ڈالتی ہی کمبخت جل سو ہی کا لا منہ تیرا نیلے ہاتھ پیر چھوڑ اسے ارے سرامہ جادو اور برق جادو
دونون شہر زمرد کی آفتاب ومہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا اسے تو قتل کرتی ہی ارے نگوڑی ماری
تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دمامہ کے چھین لیا کہ بس تعزیر ہو چکی آخر
تعزیر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی اری بیدرد سنگدل اولاد کو یونہین تنبیہہ اور فہمایش کرتے
ہین دمامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالا جان آپ نے خوب انصاف کیا ہی اور کیا اچھا
صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اُسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری کرتی ہوئی آئین
آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قصہ کیا ہی مجھی کو اُلٹا دینا شروع کیا آپ خوب واقف
ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان رہی ماں اسکی
اسے دو برس کا چھوڑ کے مرگئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا یہان تک کہ
اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان ومال کا مالک ومختار ہی اسے میری موت زندگی
کا سب اختیار رہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا چاہ الماس کا سارا بند وبست اسکے سپرد کیا تھا
ہائے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ نوشتون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے بھرے گھر کو برباد
کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہ تو کوئی یار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نامحرم سے جا بیجا ہنستے
دیکھا کون سا لوٹھا اسکا تو نے تصور کیا ہی دمامہ جادو نے کہا کہ خالہ اماں مین کیا کہون اسنے کیا کیا ہی
سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کیسی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہ تو سہی دمامہ جادو
نے کہا کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروادیا مجھکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کر دیا
مجھے معلوم نہ ہوا اب میرا کلیجا نکال لیا سرامہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ
حمزہ اور عمرو سرامہ کے قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اُسنے انھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجھکو
سب طرح اسنے خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دمامہ
تجھے کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبردار نے تجھسے کہا دمامہ

نے کہا آپ تو بزرگ ہین آپ سے کیا کہون کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار
دیکھے جن سے ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہو دوسرے میرے بیرون نے مجھسے کہا کہ امیر و عمرو
کو یہی خبر ملیگی ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر نا کردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت و حرمت
کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا
ہی کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی روکھی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی انکی طرف
سا گمان بھی نہین ہوتا اور بیرون کے کہنے کو جو کہو تو اُنکو اپنے بھوگ سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہے
دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اُنکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتماد اور اولاد تو
بہت بہت بدفعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح جور و جفا نہین
کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ ہوش آیا اُسنے کہا
نانی امان تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجھکو اب خود اپنی زندگی منظور نہین ہی یا تو
مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس و ناکس میری اطاعت و فرمانبرداری
کا دم بھرتا تھا یا اب مین ایسی ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری ہیچ ہی مثل مشہور ہی
نکٹا جیا بُرے احوال مین آنہین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت عزت جاکے پھر عزت
نہین ملتی میرا مر جانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس بات کا اپنے دل مین
کچھ نہ خیال کر دمامہ اندنون سودائن ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے علم نجوم سے ثابت ہوا
ہی کہ یہ دن مجھپر سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی ہین قتل ہوئی تیرے سامنا اُن لوگون
سے ہی جنھون نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو
اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا لیجا کے پلنگ پر لٹایا بدن پر آنبہ ہلدی
وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ اے دمامہ
خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی تو عوض اسکا لونگی اور اب
حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیر خواہی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی جان نثار کرونگی ریحانہ جادو
نے کہا اے برق کیا تجھکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول بکتی ہی منہ سے نکالتی ہی اری ناسمجھ دمامہ تیری
بزرگ ہی آجکل اُسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اُسنے تیرے پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے
بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اُٹھائی تجھے راحت پہونچائی شعر

بچپن مین جو مچلی ہی سنبھالا ہی اُسی نے
حق ادا ہی بیٹا تجھے پالا ہی اُسی نے

نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی پھر تیرا درد ہوگا تو اُسی کو ہوگا ماں باپ
پڑھانے لکھانے تمیز سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رخ
پھرا لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ غصے مین خار کے مارنے سے عزت نہین جاتی عزت و توقیر
شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹگئی بلکہ اگر چشم غور
و انصاف سے دیکھ تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ ہو جائیگی اگر
آج نہین تو کل اس عزت اور بردباری کا مزا اُٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی امان یہ سب آپ
بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپنے مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین کچھ نہین
کہتی اُنھون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور جاہے اس سے زیادہ مارلین مجھے کچھ پروا نہین اب جان میری حمزہ
کے قدمون پر نثار ہوگی ریحانہ جادو نے کہا ارے کمبخت بد نصیب تو تو حمزہ کی صورت سے بھی واقف نہین
یہ کیا کہ رہی ہے بیٹیا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی اماں مجھے اپنی زندگی منظور نہین
ہے اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے چلو پھر سارا قصہ پاک ہو جائے جب ہم
سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہے یا تو ہم اور سرامہ یک جان و دو قالب تھے یا اب ہم اسکے
قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہے ہمین بھی وہین جانا چاہیے دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے
یہ کہکے چھمن مار کے رونے لگی کہ ہائے فلک یہ تو نے کیا سنوایا یہان ریحانہ جادو برق جادو کو سمجھا بجھا
رہی ہے تشفی اور دلاسا دے رہی ہے ادھر کا حال سُنیے کہ جب دمامہ کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو
اُسنے پرورش کیا ہے سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کمال محبت ہے اب خیال آیا کہ ای دمامہ یہ تو نے
کیا کیا جوان جہان کو تو نے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا وہ بڑی غیرت دار ہے کہین ایسا
نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جائے بیٹی تو تیری مر چکی ہے اب فقط اسی کا دم باقی ہے اگر یہ بھی مر گئی تو بڑا غضب
ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بے چراغ ہو جائیگا خداوند سامری و جمشید اسے زندہ رکھے
اب یھوٹی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہے یہی ہے یہ خیال جو آیا بیتابانہ دوڑی ہوئی آکے برق جادو سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی بیٹیا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری ہمسر ہے تو ہی نے
میرا دو سحر کیا ای برق اب تو اپنے ہاتھ سے مجھے جوتیان مارے قصور میرا عفو کر دے اور بیٹیا مین تو دو چار روز
کی مہمان ہون یہ صدمہ مجھپر ایسا سخت ہے کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے جواب دیا خالہ امان آپنے
ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپ نے میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا
میرے نزمان ہے منہ بات ہے جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہے کہ آپ نے اتنی بڑی تہمت
کیونکر مجھپر گوارا کی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہے میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ یہ نہ سمجھین کہ مین خدا نخواستہ
کو کیا جانتی ہون مین اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یک جان و دو قالب تھے کیونکر میرا دل گوارا کرتا
کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا ای برق بس ان باتون کو منہ سے نہ نکال جا حسب طلب بند و بست شہر کا تیرے
ہاتھون تھا اسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا زخمی ہے مجھمین
پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہے دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپ کی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک دشمن بھی
آپ کے دفع ہو جائینگے اور سطح تنز اسکے آجکل میرے دن بھی بُرے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی تو وہ بُرا ہوگا
دمامہ نے کہا بیٹیا میرا دل تو تجھسے صاف ہے مگر تیرا دل میرے طرف سے صاف نہین ہوا تو مجھکو آزردہ کرتی
ہے رنج دیتی ہے اری کم فہم میرے برابر کوئی تجھکو پیار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپ کی لونڈی ہون
مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہے اس سے ناچار ہون ریحانہ نے کہا او دمامہ
تو نے مارتے مارتے اسمین جان بھی باقی رکھی ہے کہ وہ کوئی کام کر سکے اسکو اچھا ہو لینے دے پھر سب ہی کام
یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اُٹھکے ایوان بادشاہی مین آکر بیٹھی
اور ساحرون سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لادے یا اسے زندہ پکڑ لائے

مین اُسے دولت دُنیا سے نہال کر دونگی قسم ہی سامری و زردہشت کی مالامال کر دونگی یہ سُن کے ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین چہار طرف روانہ ہوئے اب یہان امیر با توقیر کا حال سُنیئے یہ دو روز تک تو اُس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہی کہ برق جادو نہین آئی خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہی کہ مبادا دمامہ جادو اُسکے حال سے مطلع ہوگئی ہوگی تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اُسکے حال سے آگاہ ہو ای صاحبقران آپکو یاد ہی کہ مالک بن زردہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا باوصفیکہ ملکہ جادو اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہوگئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی نہین ہی بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے بعد اُسکو پرورش کیا ہی پالا ہی اگر خدانخواستہ یہ حال دمامہ پر کھلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہی تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپ کو یاد ہی کہ برق جادو نے رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہے تھے مجکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگوے ہراس سے اندیشہ ہی خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہان تک انتظار برق جادو کا کرین کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور مین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے بھروسے پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اس مین کہان تک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گزارش کیا ای صاحبقران آپ کا اسم اعظم بھی بند ہو چکا ہی اور ساحر چہار طرف تلاش مین پھر رہے ہین کوئی سوائے پروردگار عالم کے ہمارا آپ کا دشت غربت و صحراے مصیبت مین یار و مددگار نہین ہی ہم بیکس و مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی کہ ابھی یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو خدانخواستہ فوراً گرفتار ہو جائیے گا جب تو برق جادو نے چھڑایا تھا اب کون رہا کرنے والا ہی امیر کشورگیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمھارا خیال خام ہی کہ اگر یہان بیٹھے رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل و علا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اِذَا جَاءَ اَجَلُهُم لَا یَستَاخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا یَستَقدِمُونَ جو قضا آتی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹل سکتی ہی اگر لوہے کے کوٹ مین بھی ہونگے وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے کھڑا کیا اور آپ نفس نفیس ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر گئے کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب دربان لیاقت مردے سب سے حکم دیدیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پائے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معائنہ مین مصروف تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالاخانے پر چلا آتا ہی متعجب ہوکے اُس سے پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو قدغن کر دیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے تو کیونکر چلا آیا کیا کسی حاجب دربان نے بھی تجکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم کو کوئی روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون اس وقت آپ کی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہو رضینا بالقضا فرماکے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو گئے ملک الموت نے وہین کھڑے
کھڑے قبض روح کر لیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیمک خوردہ ہو کے گرا تو سب کو معلوم
ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور اُنھین ایک دم کی
مہلت دُنیا مین ٹھہرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہو جسوقت وہان سے طلب ہوگی فوراً رخصت ہو جائینگے
اور اگر تمکو یہی خیال ہو تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا تھا
حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے آخر عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور آگے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اُسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کئی سو من کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو
نہایت زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑکر امیر با توقیر کے پیچھے چھپ گیا جب
وہ قریب آیا تو چلایا سلام علیک یا امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان امیر شیرگیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہو اور مجھکو تو نے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہو تیرا کیا نام ہو اور مجھسے کیا کام ہو اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام ہیو داے زنگی ہو مین بیٹا ہون
ملک دودہ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہو غروبیہ باختر کا ایکدن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا اتفاقاً
ذکر آیا کہ اگر کوئی آبحیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسی طرح مین اُس
چشمے تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہرچند باپ بھائی
یگانے بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جاسکتا آبحیات نہین لاسکتا تو وہان نہ جاؤ
مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جس طرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ سب سامان
سفر کا درست کرکے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ الماس کے پہونچا سرامہ جادو
و مامہ جادو کی بیٹی مجھکو گرفتار کرکے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہوکے تجھکو
لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کردونگی ای شہریار صورت تو اُس بدسیرت
کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن نجس سے ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو سے مجھکو اس سے
نفرت کلی ہو گئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے
ایک قید خانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہو پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی وہ زندان
ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آٹھ پہر جان کھویا کرتا تھا
خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی ہراس تھی زندگی سے
یاس تھی جب کئی رات دن برابر جاگتے ہوے عرصہ گذرا اتفاقاً ایک دن روتے روتے اور صدمہ و رنج سے
جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگگئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول کردگار فرشتہ خصلت
نورانی صورت تشریف لاے اُسکے جمال باکمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا گویا ظلمات
مین آفتاب اُترآیا تمام مکان روشن ہوگیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہوگیا اُنھون نے مجھے کلمۂ طیبہ
تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای ہیودا ے زنگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کافری کا زمانہ نکل گیا روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزہ صاحبقران دمامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے ہین تو انکا رفیق ہوجیو وہ سرامہ اور دمامہ وغیرہ جادوگرنیون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرما کے وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوگئے میری آنکھ کھلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب و ای مسبب الاسباب اگر تو نے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے دل مین چراغ ہدایت روشن کیا ہو اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کرکے نور ایمان ڈالدیا ہو تو اب اپنے فضل و کرم سے جلد امیر حمزہ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور بزودی تمام اُنکے قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمدنی جو اُس صنم گلعذار کی ✣ گھڑیان گنا کیا مین شب انتظار کی ✣ یہانتک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوئے ارشاد کیا ای ہیودا خاطر جمع رکھ صبح کو تیری آرزوے دلی اور تمناے قلبی بر آئیگی کہ تجھسے حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار آج صبح سے آپ کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی بر آئی اور وہ لکا بھی ماری گئی یہ کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر با توقیر نے سر اُسکا اُٹھا کے سینے سے لگایا دست حق پرست اُسکی پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای ہیودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس قید مین برس کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران والا شان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو حضور میری رہائی کے واسطے رونق افروز ہوئے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے پوچھا کہ ای ہیودا تجھے معلوم ہی شہر زمردنگار یہان سے کتنی دور ہی ہیودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی وہان نہین گیا مگر سنا ہی کہ یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہہ پُروہ گانون گرانون شہر رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھکر جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چاردیواری اُسکی زمردین ہی عجب کیفیت کی جگہ ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سنکے اُس طرف کو روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ واقعی چاردیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکھٹا طلاے احمر کا پٹ یاقوت سُرخ کے کل میخین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللہ کہکے اندر باغ کے قدم رکھا عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ دار بست انگور بہار دکھا رہی ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب و بادلے کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گرد لعل اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین جاری جابجا چبوترے بلور کے بنے ہوئے ہیکلے ہشت پہل شش پہل چوپہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی درخت میوہ دار لاانتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوئے زمزمہ پیرا امیر اس باغ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو کے کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوئے ہوچلے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا پیدا نہین ہوا اب کہانتک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ آکے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے کی طاقت نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچے مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین لیچلے ہین پروردگار عالم سنتا ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے

ہین ہین انھین کی صورت دکھا دے کہ آرزو دل کی پوری ہو جائے اور اے خالق عالم جب تک اُس شہریار
کی قدمبوسی نہ حاصل ہووے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان مین آئی بے اختیار آنکھون
سے آنسو جاری ہوئے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہی عمرو نے
عرض کیا جی ہان مجھے کچھ گوش آشنا مفہوم ہوتی ہی غرض امیر اسکے تجسس مین اُسی طرف کو بڑھے
چند قدم آئے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار مین ایسا گنہگار ہون کہ مجھے دعا کرتے ہوئے بارہ برس
گذرے اور اب تک دعا میری مستجاب نہین ہوئی یا الٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ
دوڑے کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جزو و کل یہ آرزو ہی کہ اپنے آقاے نامدار اور مولاے ذیوقار کی صورت
ایک نظر دیکھ لون یہان تک کہ سامنے آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر
کے نصب ہین اور بیچ مین اُس چبوترے کے ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخین چاندی کی پتے زمرد کے
ہین اور اُسکے تنہ مین ایک جوان خوش نہاد مانند سرو آزاد کے لپٹا ہوا ہی چہرہ مانند آفتاب کے درخشان
مگر نہایت زار و ناتوان کہ ہڈیان دکھائی دیتی ہین تمام رگین مثل تار مسطر کے نمایان ہین بال سر کے سنبل کے
مانند پریشان ہین لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہی ضعف سے آنکھین بند ہین غش کی حالت ہی عجب کیفیت ہی
امیر حیران ہوئے کہ یہ کون ہی کرب و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم جانتے ہو کہ یہ
کون ہی کہین اسے دیکھا ہی سب نے التماس کیا شاید کہین دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہین مگر یاد نہین آتا امیر نے
فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہی اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہی بال تمام جسم کے کھڑے ہوگئے
ہین خون عزیزی جوش مار رہا ہی اس اثنا مین اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران وغیرہ کو
کھڑے دیکھا پکار کہ ای شہریار شکر ہی کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول فرمائی جو آرزو تھی
وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپ کی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے اپنے آگاہ کر کہ دل
متفکر و متردد مطمئن ہو اسلیے کہ آواز تیری آشنا سا معلوم ہوتی ہی مجھے شبہہ گذرتا ہی کہ تجھے کہین دیکھا ہی یہ سُنکے وہ
جوان چیخ مار کر رویا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پر نور سے یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجھکو
آپ ایسا فراموش کر دینگے غلام تو آپ کا غلام غلامان ہی پیر و مرشد خاکسار کو خوب یاد ہی کہ جمہور جب انسون
شہر ضحاکیہ مین گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملک سنجان سے اسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور حضور لقا پر تشریف
لے گئے تھے جب اُسکو لڑکر قلعہ بند کیا تھا اسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی معلوم ہوئی تھی
اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جاکے طلسم فتح کیا تھا اور کمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر کے لائے تھے
اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہین یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران بھی اپنے ہمرہیون
سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہی کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ گذرا ہی پھر چار دن مین
تو شکل بدل جاتی ہی نہ کہ بارہ برس اگر مین نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی براے خدا نام اپنا بیان کر
کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کے کسی غلام کو اژدہا نگلگیا تھا یا نہین صاحبقران
نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہین مگر ہان میرے پوتے قاسم کو نگلگیا تھا اُسکا آج تک پتا نہین معلوم
ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہان گیا کہان نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار مین وہی ہون بیٹا آپ کے
فرزند ارجمند علمشاہ رومی کا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری

بوتیسال جادو اژدہا بنکے مجھے نگل گئی تھی جب سے مین اسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہی ہمیشہ مجھسے خواہان وصل
رہتی ہی مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجھکو پہونچاتی ہی اب جو خفا ہوکر گئی ہی تو دو ہفتے بین
آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سنتے ہی بیقرار و بیتاب یہ کہکر دوڑے کہ ای
نور نظر پارۂ جگر واللہ مین نے تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہی بیٹا یہ صورت تیری مین نے کاہے کو دیکھی تھی
تو تو اسقدر لاغر ہو گیا ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی ہی ہاے ای راحت جان و دل یہ کیا حالت ہو گئی کہ
مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سے اب تک زندہ ہون نہین تو
بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصا وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت و کلفت ہو مین ہی
ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ کے خوب روئے کرب و مقبل
و عمرو بھی آنسو بھر لائے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ ای قاسم کیا کہون جو تیری مان کا حال ہی اور باپ تیرا
جسطرح تیرے واسطے روتا ہی اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہی اور بیٹا فی الحال تو مین ایسی ایک
بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے **شعر** کہتے ہین مجھے دیکھے سب دیکھنے والے
اللہ برا وقت کسی پر بھی نہ ڈالے | جتنے فرزند ارجمند اور سرداران دیو بند تھے سب نے جا کے زبرجد شاہ
کو سجدہ کیا ہی دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہی ایک مین اور بادشاہ اسلام اور کرب غازی اور مقبل وفادار
فقط باقی رہگئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت گوارا کرکے چاہ الماس مین آیا ہون
کہ یا تو دمامہ جادو کا استیصال کرون یا اپنی جان دون تین جادوگرنیون کو داخل جہنم کر چکا تھا کہ دمامہ
قطامہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کر لیا لیجاکے ایک حجرے مین قید کیا برق جادو کا خدا بھلا کرے اسنے
آکر چھڑایا اور اب اسم اعظم میرا کھو لینے کی تدبیر مین گئی ہی قاسم نے کہا ای شہریار مین نے بوتیسال جادو
کے منھ سے سنا ہی کہ برق جادو کو دمامہ جادو نے اسقدر مارا ہی کہ اسکا بند بند پھوٹ گیا ہی اگر برجانہ جادو
آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اسی وقت مر جاتی صاحبقران نے قاسم سے یہ خبر سنکے آبدیدہ ہوگئے فرمایا
کہ جب ہی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی
بندھ گئی ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے اختیار نہین کہ مین آکے تیری
خبر لون ای برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو
میری یاد سے غافل ہی بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہی **شعر** رہتا ہی مجھکو اسکا تصور فراق مین
ظاہر مین گو جدا ہی رہے نزدیک اور دور | ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہی تیرا دھیان مجھے آٹھ پہر ہی ای
جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے مجھے نزدیک سمجھنا اور جسوقت خدا نے
ہمارے دن پھیرے اور امید دلی برآئی کمان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے غرض صاحبقران
نے چاہا کہ شکنجے قاسم کی کھلوا دین اسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ملتمس ہوا کہ ای دادا جان میری شکنجے کھولیے
اور یہ ضرور خیال فرمائیے کہ مین بغیر بوتیسال کے قتل ہوئے قید سے نہ چھوٹونگا آپ کو اسم اعظم یاد نہین
ہی کہین خدا نکردہ آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پھنسجائین تو لینے کے دینے پڑ جائین یہ باتین ہو رہی تھین کہ
ہوائے تیز و تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ جائینگے اور تاریکی چھائی قاسم نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی مقدار آپ جلد یہان سے تشریف لیجائیے اور کہین پوشیدہ ہو جیے یہ

نشان بوتیسال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیسال علامہ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ نہین ہی
بلکہ اس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجھکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین مرجاؤنگا
فرمایا کہ ای نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ شعبدہ باز دغا انداز
پھر تجھسے ہمکو جدا کرنے لگا شعر

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا
کہ جسکے عوض یون رولانے لگا

کیون غم سے مجھکو روز رُلاتا ہی ای فلک
ہمین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین

بیٹا اب مین تجھے چھوڑکے کہان جاؤنگا
جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے کہا کہ یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین
ہی کہ خود تو گرفتار رہون آپ کو بھی مبتلاے آفت کرواؤن آپ میرے ساتھ گرفتار رہون خدا کے واسطے
آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کرکے دمامہ کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا
سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی
ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے
سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیسال جادو خدا نہ کرے مار نہین ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے
جلد بھاگیے صاحبقران نامدار مع کرب غازی و مقبل وفادار وغیرہ کے چار و ناچار باغ سے
نکلکر بھاگے کہ دور سے دو چار مٹھ ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون مین اکثر عورتین جنکا خاوند
مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جیتے جی جلجاتی ہین انھین کو ستی کہتے ہین بس صاحبقران
عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار اور کرب غازی و ابوالہول دیوانہ
اور بہوداے زنگی کے اُن ستیون کے مٹھ مین جاکے چھپ رہے اور انہین جا بطرف سنگ مرمر
کی کھدی ہوئی جالیان جو لگی ہوئی تھین اُنہین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا کی تیزی موقوف
ہوئی شعلہ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اُسکا تخمیناً پچاس یا ساٹھ گز کا تھا
قلاب آتشین اسکے منھ سے نکلتے ہوئے اسپر ایک بلاے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت بدہیئت کریہ منظر
سیاہ فام زشت رو سر جھاڑ منھ پہاڑ چلی آتی ہی بال اسکے برگد کی ڈاڑھی کیطرح اژدہے سے بھی نیچے
لٹک رہے ہین اور ہر لٹ سے شعلہ آتشین چمک رہے ہین مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بھوؤن کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپڑی کا بھرا ہوا کاجل اس طرح آنکھون مین دیے
ہوئے کہ دنبالے اسکے کانون تک کھنچے ہوئے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کھاروے
کی لگی ہوئی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا آکے باغ مین اُتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی
دیکھا کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سُرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اسے بحال پایا فوراً دل مین خیال کیا کہ مقرر کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکاری کہ ای خاوری
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھرے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جسکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کوئی آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت
لگاکے مارنا کیا ضرور ہی ہمارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی اور او لکاتہ تجھے مجھکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کر لونگی پھر
تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتا دے کون آیا تھا شہزادہ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی بھی
نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے لیتی
ہون یہ کہکے چہار طرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جا بجا پاؤن کے نشان بنے ہوئے دیکھے کہا دیکھ یہ کسکے
قدم کے نشان ہین تو مکرتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خودبخود بنگئے اور ابھی کوئی میری آمد دیکھکر
بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی +
سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا مین کیا جانون کون تھے کون نہ تھے یہ نشان
باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے ادھر آئے گئے ہونگے بوتیسال نے جواب دیا این گل دیگر شگفت
ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین یا آج ہی دیکھے میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے
زور سے تر و تازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا
کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون موذی چھ آدمی یہان آئے تھے اب دل
مین تجھ شش و پنج نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادہ قاسم نے کہا تو تو خود غیب دان ہی
پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام و نشان بھی معلوم ہو جائیگا
گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا ارے کمبخت
تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یونہین گھلاؤنگی جسطرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اسیطرح مین بھی تجھے
خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی خاک سونگھ چکی
تو کہنے لگی کہ او قاسم مجھے معلوم ہوگیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور ابوالہول اور بہودا یہ
چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مارکے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے دیکھنے کو یہان
آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے بٹھاتی ہون
خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُنسے پوچھنا دل کھول کے ملاقات
کرنا مین ابھی اُنھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہر چند قاسم
پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی تجھپر تیرا فاقہ ہی کیا مجھے بھوکون مار ڈالیگی ادھر آ بات تو سُن مگر اُس لکانہ
نے کچھ نہ سُنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی
جب تک باغ مین رہی شہزادہ ملک قاسم نے قسمین دیکر پکارا گالیان بھی دیکر کہا کہان جاتی ہی ادھر آ
اور اگر جاتی ہی تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سُنا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی
چلی گئی باغ سے باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستنیون کے ستھون کی جانب چلی جب قریب پہونچی
تو دیکھا یہان سے نشان غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا اے بوتیسال
معلوم ہوتا ہی کہ چھون خدا پرست اسی ستھ مین چھپے ہین آواز دی اے خدا پرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو
مین سب کو نکالونگی یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران دہدان اور عمرو عیار وغیرہ شکلون سے دیکھ رہے تھے
کہ بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہوگیا آپسمین
کہنے لگے کہ اب غضب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکل جائے اور اس بدحواسی مین

عمرو کو گلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا یا چاہتا تو سب کو زنبیل مین ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دانیال
کی سنگرہی مین خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے چھپے کون اور چھپائے
کسے جب وہ بلاے ناگہانی مٹھ کے پاس پہونچکے پکاری کہ ای خدا پرستو نکل آؤ پھر پکاری کہ او حمزہ دروازہ
کھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہان چھپکے بیٹھا ہی چل مین تیرے پوتے کو تجھے اچھی طرح دکھادون
اُسے خوب گلے لگا پیار کر تو امیر شیرگیر نے فرمایا کہ ای عمرو کیا ارادہ ہی مین تو تلوار کھینچکر اس سے سامنا کرتا ہون
عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اُسنے کسی کو دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے
دیکھیے تو ہوتا کیا ہی امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین
آوازین دین جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے موذو تم کیا اندر چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤ گے تم مجھکو
بھی اور کوئی سمجھے ہو مین وہ ہون کہ اگر تم سات طبق زمین کے نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہان سے نکال لاؤن
تم جانتے ہو کہ مین نے تمھین جانا نہین جب امیر بھی بالکل جواب نہ پایا کہا اچھا موذو رہو تمھاری تدبیر کرتی ہون
مثل مشہور ہی کہ سیدھی انگلیون گھی نہین نکلتا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکال کے اُن پر
اسم سحر پڑھ کے اُس مٹھ پر مارے اور سب کے نقش قدم کی خاک لیکر اُس پر بھی اسم سحر دم کر کے آسمان کیطرف
پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی اور خاک اُڑی کہ العظمۃ للہ وہ مٹھ جڑ سے اُکھڑ کے ہوا سے آسمان
ہو گیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان مین کھڑے
ہوئے ہین اُس مٹھ کا کہین نام و نشان بھی نہین اور سامنے بوتیسال جادو کھڑی ہوئی ہی اُسنے قہقہہ
مارکے نعرہ کیا کہ کیون حمزہ تو تو مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا امیر پکارے او لکاتہ میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جاتی ہی اور تلوار کھینچکر چلے تھے کہ اس لکاتہ کا فیصلہ کرین اُسنے قہقہہ مارکے کہا واہ واہ کیا
خوب یہ چمکتی ہوئی تلوار مجھپر آزماتے ہو ای موذو عقل کے ناخن لو حواس کی باتین کرو اور پھر کھکے ہاتھ
زمین پر مارا زمین نے پاؤن پکڑ لیے جہان تھے وہین کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا
ایک بال توڑ کے اُسکی رسی بنائی اور سب کو اُس رسی مین باندھا سرا رسی کا ہاتھ مین پکڑ کر کشان کشان
باغ مین لائی اور پکار کر کہا قاسم لو تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین
انکی زیارت کر لو دیکھو تو کس شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہین اور صاحبقران سے
کہا کہ پوتے سے ملو ذرا اچھی طرح ملاقات کر لو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اسی درخت سے
باندھ دیا اور وہان سے پھر کر نہر پر آئی ہاتھ منہ دھویا نہائی یہان قاسم صاحبقران عالیشان
سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوگئے مجھے ایک تو
اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس
شیر بیشۂ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان صولت و شوکت نے فرمایا کہ ای فرزند مین اس بات
کو غنیمت جانتا ہون کہ تیرے شریک ہو کر مارا جاؤن مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد
آرزو دل کی بر آئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے عرض
کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کر لون تو اس دار دنیا سے
سفر کرون مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھون فلک نے حضور پر نور کا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے مجھے خاک مین بھی ملایا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوئے ہائے یہ
کیا ظلم وستم ہو بلا ہوئے افسوس اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لائینگے تو اس مصیبت مین
گرفتار ہو جائینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپ کی اسیری کا رنج و ملال کیون دل پر لیتا ہان
اس روز بدبخت وصعب کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر بنکے بگڑ گئی شہزادہ قاسم ابھی یہ بیان کرکے رو رہا
تھا کہ بوتیسال جادو نہا دھوکے آگئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر خوش ہوا یا نہین ابھی تو
تونے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہو اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے دکھاتی ہون یہ کہکے خادر سیاہ
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھالیا اور پر پرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئی ایک طرفۃ العین مین
نظرون سے غائب ہوگئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لڑکا قاسم کو کہان لیگئی دل میرا بیقرار ہو طبیعت
کو انتشار ہو خدا خیر کرے مجھے اسکا روز بد خدا نہ دکھائے خواجہ نے عرض کیا ای صاحبقران آپکو یہ کیا
گمان بد گذرا ہو بارہ برس سے تو وہ اسکے پاس قید ہو اب تک اسے اسنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپ کو یہ
ناحق کا اضطراب ہو فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہو کہ
چیخین مار مارکے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہو ہم تو
اب آمادہ مرگ وصیاے قضا ہین اور آپ کو اور وہم ہوا ہو یہی باتین تھین کہ بوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ
خادر سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر آئی اور لاکے سامنے امیر حمزہ صاحبقران
کے رکھدیا اور کہا حمزہ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی نگاہ جو سر بریدہ قاسم پر پڑی دیکھا کہ
ابھی شہرگ سے لہو جاری ہو زلفین خون آلودہ دونون رخسارون پر پڑی ہوئی ہین چشم حسرت وا ہی
ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہائے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہوگیا ہائے ای قاسم تو کدھر کھو گیا ہائے ای بیٹا
تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین تجھکو کیا ہوگیا پھر اس افسر عالم نے سر ملک قاسم کا طشت طلا سے اٹھالیا
منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور چلائے ای فرزند دلبند وای راحت دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب
بارگاہ سلیمانی وای لولوے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا
کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھائے افسوس صد افسوس کہ تو پر حسرت و ارمان دنیا سے
اٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب
دونگا اور گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہو وہ جو تیرا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کرجانا سنیگی
تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے تم کو سب کو مارا ای قاسم ہمارا آنا تمکو ایسا نامبارک ہوا کہ جان
تمہاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو اب تمہارے بعد زندگی دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین
دلخراش کررہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے بیٹھا ہوا رو رہا ہو مقبل و کرب بھی اپنی حالت تباہ
کر رہے ہین ابو الہول دیوانہ اور ہیو دای زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر کف افسوس مل رہے ہین
بوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر بھر کے تمام ناموس صاحبقرانی
کو اسیر کیے ہوئے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا اپنے ناموس کو دیکھ کہ
اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے موے تونے تمام زمانے کے ساحرون کو مارا ہو
اب اپنی زبردستی اور شیر دلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہو یہان بھی آکے نرگس جادو

اور سرامہ جادو کو مار اب دیکھ کر مین سب تجھے کس طرح ایذا دیکر اور تکلیف پہونچا کے مارتی ہون کہ تجھکو بھی معلوم
ہو کہ یون کسی کا دل دکھاتے ہین کسی کو اسطرح ستاتے ہین یہ کہکے اُسی باغ مین سب ناموس کو چھوڑ کر پھر چلی
گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گردیہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ چہر افروز ملکہ گوہر ملکہ
ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طور بانو ملکہ ظہور بانو ملکہ سمینہ بانو وغیرہ سب
خواتین صاحبقرانی پابرہنہ باسر عریان اشک ریزان کھڑی ہین اپنے آقا و مولا وارث و والی کو دیکھکر
پکارتی ہین کہ ای شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہو اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہو آپنے اپنے ناموس
کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری یہ بیعزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران اس بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہو اسکے بعد فرمایا کہ ای خورشید خاوری اور
ای گیتی افروز تم مدت سے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھین لو
ملک قاسم کو دیکھو پیار کرو گلے سے لگاؤ یہ سر بریدہ اُس سیاہ کار باغ جنان کا موجود ہو بس ملکہ خورشید نے جو دیکھا
تو دوڑ کر سر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اُٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ ای نونہال ریاض مادر
وای چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد مان کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا اور ای فرزند
ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت مان کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد نامراد دنیا سے سفر کر گئے بیٹا
اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ و الم مین گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو بتا
گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ٹلیگا اتنے مین ملکہ گیتی افروز نے دوڑ کر
سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا امان جان آپ بہت پیار کر چکین اب مجھے عنایت
کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہو اور سر کو لیکر منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ ای شہریار فلک اقتدار
آپ دُنیا سے سدھارے ہم خاک مین ملنے کو رہگئے اب ہم کسکے ہوکے رہین آپ کچھ ہمارے باب مین نہ کہگئے
اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہو گلیون مین سر پر خاک اُڑاتی پھرون یا آپ کی قبر پر بیٹھ کے زندگی بسر کرون اُدھر
رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمین امید تھی کہ اس پیرانہ سالی مین تم ہماری مٹی عزیز کروگے ہمکو قبر
مین گاڑوگے مگر تقدیر نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمھارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہاے کیا کرین عجب سخت جان
ہین کہ ان صدمون پر بھی نہ مرین الحاصل جتنی بیبیان تھین سب کی سب رو رہی تھین ناگاہ اُس لکاتہ
بوتیسال جادو نے کہا کہ کیون حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہین خیر اب انکا جلنا مرنا بھی دیکھ لے
تجھکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزون کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہو سرامہ جادو کو مار کر تو بہت خوش ہوا
تھا خیر اب اُسکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لاکر اُسپر کچھ اسم سحر پڑھکے پھونکا کہ
شعلہ آتشین اُسمین سے نکلکے بلند ہوئے اور جو شعلہ جسپر جا پڑا اُسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتین چلاتی
تھین کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یا رباہ کی آوازین آسمان تک جاتی تھین اور کبھی کہتی تھین کہ یا
صاحبقران زمان خوب آپ چاہ الماس کے فتح کرنے کو آئے آپ نے خوب خوب کارنمایان کیے واہ واہ سبحان اللہ
صاحبقران ناچار و مجبور بیکسی و بے بسی کے عالم مین نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین
چاہتے ہین کہ اپنے کو خنجر مارلین مگر ہاتھ پانوٴن مین سکت نہین پاتے خنجر کھینچا نہین جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کرون
اسوقت مین اپنے مین تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہین پاتا شعر ناتوانی سے جنون میرا یہ حال زار ہو + توڑنا تار نفس کا بھی بہت دشوار ہو

اور سر اُٹھاکے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ بار الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہین ہون یا ان مصیبتون اور بلاؤن کو برطرف کر اور کبھی فرماتے تھے کہ مین بھی عجب سخت جان ہون کہ ایسی مصیبتین اور ذلتین اُٹھاتا ہون اور دم نہین نکلتا بوتیسال جادو سر کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہی یہان تک کہ سب عورتین جلکر خاک ہوگئین بوتیسال بولی کہ حمزہ اب مین تجھے بھی جلاتی ہون صاحبقران پکارے ای بوتیسال جادو واسطے اپنے دین و مذہب کا جلد خاک سیاہ کر دے کہ مجھکو ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہی مین خود چاہتا ہون کہ میرا خاتمہ ہو جائے ای

بوتیسال جادو نظم

ایک دم بھی زیست ہجر یار مین شوار ہے
آمد و رفت نفس گویا چھری کی دھار ہے
سہل ہے دل سے بھلا دون سارے عالم کو مگر
یاد اسکی بھولجاؤن یہ بہت دشوار ہے

بوتیسال جب اُن سب عورتون کو بزور سحر جلا چکی تو وہی مشعل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اُسی طرح سے اسم سحر پڑھ پڑھ کے پھونکنا شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہوکے گرنے لگے اُس لکاتر نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا کہ وہ شعلے آگ کے عمرو کو لپٹ گئے ہر چند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سنا اور اُسنے جلاکے خاک سیاہ کر دیا پھر یونہین کرب و مقبل اور ابو الہول دیوانہ اور بھو داسے زنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ صاحبقران عالیشان کو بھی جلاکے خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی تین آنکھیں تھین اور گردن ناپدید تھی اور دونون شانون پر سر کٹا ہوا رکھا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی بوتیسال جادو کو سلام کیا بد دعادی کہ آپ کو خداوند سامری و جمشید سلامت رکھے اب خانمان سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے آباد ہی اور نادیدہ خدائے آسمانی کے بندون کو خداوند سامری غارت کرے کہ اُنھون نے بڑے بڑے شہر جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحرون کی باقی نہ رکھی یہ خدا پرست بھی عجب بلائے بے درمان و آفت جان ہین بوتیسال نے کہا ای ادلوس جنی شکر ہی خداوند سامری و جمشید کا کہ سب خدا پرست غارت ہوگئے فقط اب ایک حمزہ باقی ہی اُسے بھی جلائے دیتی ہون اور ای ادلوس آج تو ادھر کہان نکل آیا اُسنے جواب دیا مین نے سنا ہی کہ اب خدا پرست چاہ الماس پر گئے ہین مجھکو باواجان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جاکر دیکھو تو اب ایک ہی تو گھر رہگیا ہی حمزہ وہان بھی گیا ہوا ہی خداوند سامری آپ کو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سنائی مگر یہ کہیے حمزہ کا عیار عمرو بن امیہ ضمری بھی یہان آیا تھا یا نہین ای ملکہ قاتل ساحران تو وہی ہی حمزہ کا تو فقط نام ہی اگر وہ گرفتار ہوگیا تو بیشک خدا پرست غارت و برباد ہوگئے اور اگر وہ ذرہ بار یک گردن تک یا گرفتار نہین ہوا اور حمزہ مع تمام اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہوگیا تو کچھ نہین ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہی کہ اگر حمزہ گرفتار ہوگیا ہی تو وہ فوراً اُسے چھڑا لیگیا ہی ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خدا پرستون کو شکست دینا ہی بوتیسال جادو نے جواب دیا کہ ای ادلوس کیا مین ایسی بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کر لیتی اُس ذرد بار یک گردن تک اُس کا یا سار یان زندہ کو چھوڑ دیتی مین نے پہلے اُسی کا کام تمام کیا بیشتر اُسی کا منہ جھلسا دیکھ وہ جلا ہوا پڑا ہی وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہی ادلوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہین خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحرون کے خاندان کا نام رکھ لیا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا پرستون کی شکست ہوگئی آپ کی فتح ہوگئی اب نادیدہ خدائے آسمانی کے بندون کا کہین نام و نشان تک نہ رہیگا ایک حمزہ کا دم باقی ہی اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا بوتیسال بولی اُسکے استیصال مین کیا دیر ہی مین اُسے جلائے دیتی ہون ادلوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یون جلا دیا تو کیا لطف ہی

اُسے جلا کے مارئیے تو البتہ کچھ مزہ ہی اُسنے کہا وہ کیونکر اُسے کسطرح جلا جلا کے ماردون ادلوس نے بیان کیا کہ میری
راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ اسے لیجئے صحبت عیش و نشاط اور بزم رقص و سرور آراستہ کیجیے رات بھر شراب
پیجیے دروا سپر بھنکیے کباب کھائیے ہڈیاں اسپر مارئیے پہلے یون جلائیے پھر اسکے گوشت کے کباب کرکے تناول فرمائیے
اور کباب بھی اسطرح کھائیے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کرتی جائیے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جائیے
تاکہ یہ تڑپے اور مزہ جادوگرون کے قتل کرنے کا پائے بوتمیسال جادو یہ سنکے بہت خوش ہوئی بولی ای ادلوس
معلوم ہوا تو اس سے بہت جلا ہوا ہی ادلوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کردیا ہی مین اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجھکو سنائی تو آپ کی بدولت میرے
کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی بوتمیسال جادو نے کہا اچھا اسے جاکر درخت سے کھول لا
ادلوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور تیرے یاد کرنے
پر کیا موقوف ہی زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ ادلوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہی صاحبقران حیران اسکی
صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یا تو ادلوس ہمارا بڑا دوست اور خیر خواہ تھا یا آج ایسا
دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہی پھر دل مین خیال گذرا کہ ای حمزہ ادلوس نہایت عقلمند ہی کچھ نہ کچھ مصلحت
جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور مکلل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید
ایسا ہی کرے مگر ای صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہی جب سب ساتھی مارے جاچکے اور ایک تم بچے
تو کیا ایسی بیغیرتی کی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہی غرض ادلوس صاحبقران عالیشان کو بوتمیسال جادو کے
ساتھ کھینچتا ہوا لایا وہ لکاتہ بصد کبر و غرور نشۂ خودی مین چوربارہ دری مین آئی مسند پر بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ
کی آراستہ ہو فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا حمزہ صاحبقران کو ایک ستون مین بندھوایا
ادلوس سے کہا وہ شراب دو رنگ رکھی ہی اُٹھا لا ادلوس نے جلدی جاکر شراب کی گلابیان گزک کی قابین
لاکے حاضر کین دورۂ جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف
ہوئی جب دو چار دور ہو چکے ادلوس نے سب کی آنکھ بچا کے اُس شراب مین تھوڑی سی دارو بیہوشی
ملادی اور بوتمیسال کو وہی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون ای
حمزہ تونے تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن ای حمزہ یہان تو کیا
سمجھکے آیا یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہی یہان تجھ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح
مارا جائیگا کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ و بکا کرینگے امیر باتوقیر باتین سُن رہے ہین کچھ
جواب نہین دیتے ادلوس صاحبقران کو بُرا بھلا کہتا جاتا ہی اور بوتمیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ
پلائے جاتا ہی یہانتک کہ اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اُسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہی پہچان گئی کہ ادلوس
نے مجھے بیہوشی دی پکاری کہ او نمک حرام دغا باز ادلوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہی یہ سب باتین تیری کھانے
کی تھین تونے مجھکو شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موے خیر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے
تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے ادلوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا
راز افشا ہو گیا اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کوئی سو من کی سامنے

پڑی ہوئی تھی بعجلت تمام اُسے اُٹھا کے چرخ دیکر جو مارتا ہے تو وہ سل بوتیسال کے سینے پر جاکے پڑی کہ وہ چت گری
بس ادلوس دوڑ کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھونٹنا شروع کیا کہ دم اُس لکاتہ کا مبرز کی راہ سے نکلگیا پھر
اُسکے خاک اُڑانے لگے شور و غل مچانے لگے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے
دھوان اُٹھا پھر کامل قیامت برپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑ کے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہو کے
اُڑ گئی بعد اُسکے جب روشنی ہوئی صاف میدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن مین بھی طاقت
آگئی ادلوس دوڑ کے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو
کلمات لاطائل مین نے بمصلحت خدمت فیضدرجت مین آپ کی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمائیے انکا
اور کسی طرح کا خیال اپنے دل مین نہ لائیے گا اے امیر با توقیر سوا اُس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی
بوتیسال جادو علامہ ایک حرافہ تھی کبھی میرے دام فریب مین نہ آتی اُسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکاتہ پہچان گئی
تھی آپ بھی مارے پڑے تھے میری بھی جان گئی تھی مگر محض فضل و کرم خدائے فرد اکرم کا تھا کہ آپ کے اقبال سے
مین نے اُسے مارا امیر نے فرمایا سچ تو یہ ہے کہ تو نے عجب کار نمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مارا لیکن اے ادلوس تمام گھر
اور ناموس میرا مارا گیا تمام عزیز و رفیق کام آئے عمرو بن امیہ ضمری میرا بچپنے کا دوست تھا ہر وقت سائے
کی طرح میرے ساتھ رہتا تھا میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی
عیاریان کین بعض مقام پر نہایت طراریان کین مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے
بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ پہونچا مجھے اپنے ساتھ
لیجا کے مہمون کو سر کرایا اب ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اُسکے مقبل باوفا دار کرب شاغازی
یہ کیسے میرے دوست مجھپر جان نثار کرنیوالے تھے ہر جگہ میرے عوض مین لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے
احباب آنکھون کے سامنے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی منائین
اب بعد ایسے ایسے احباب جان نثار وفادار کے زندگی بیکار ہے

مسدس

سب مرگئے فقط اک مین جیا تو کیا	پیاسون کے بعد سرد جو پانی پیا تو کیا	وہ دھوپ مین جلے ہین ہم دم لیا تو کیا	سب کے کفن مین ہم نے تکلف کیا تو کیا
	آتی ہین یاد صحبتین ویرانہ دیکھکے	رکتا ہے دم یہ شوکت شاہانہ دیکھکے	
گوشے مین بیٹھ کے کہین مر جائیگا امیر	جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر	کیا انکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر	ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر
	لطف حیات کثرت ایذا سے اٹھگئے	جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اٹھگئے	
صحرا پسند تارک گلگشت باغ ہین	دستار دین مجھکو غم سے کیا داغ ہین	سینہ مین ہین ہزار عزیزون کے داغ ہین	روشن ہے قصر دل کہ بہت سے چراغ ہین
	غم ایک دوست کا تو نہین جسکو رو دیے	کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو رو دیے	

ادلوس نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے اُنمین سے کوئی عزیز
اور کوئی رفیق آپ کا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہے سب عنایت خدا سے زندہ و سلامت ہین آپ اپنے دل مین
اس بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہے اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا اے
ادلوس جنی تو یہ کیا کہہ رہا ہے مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہے اور تو کہتا ہے
آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ و سلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے سے اسکے ناموس یا کسی
عزیز کو جلا کے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ اے صاحبقران پہلے آپ یہ تصور فرمائین

کہ آپ کے ناموس کہجا یہ لکاتہ کہجا یہان سے قلعۂ ذوالامان منزلون دور ہو مہینون کی راہ ہو یہ علامہ کیونکر اتنا جلد
وہان گئی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہین قیاس مین بھی آتا ہو پیر و مرشد پرندہ بھی تو اتنا جلد نہ آکے جائیگا اس
لکاتہ نے آپ کے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر مشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا اے ادلوس یہ تو مسلم ہو کہ وہ قلعۂ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہان لا سکتی تھی بزور سحر کچھ
شکلین بنا کے جلا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابوالہول و کرب و یہودا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ
اور میرے ساتھ گرفتار تھے انھین جو اسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہین کیا اسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی
سب شعبدہ تھا سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہو مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو تھوڑی دیر
مین انشاءاللہ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا میرا جھوٹھ سچ کھلجائیگا ابھی صاحبقران اور ادلوس مین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ایک طرف سے عمرو بن امیہ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور
یہودا ے زنگی دکھائی دیے ادلوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا
دیکھیے وہ سب صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہین شعر بجا تو نہین مین نے بتا ہی دیا تھا + آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا
امیر نے ارشاد کیا ہان بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجب کارخانے ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتے یہ کہکے
خوشی خوشی سب کو ہر ایک سے گلے لگایا پھر فرمایا کہ بھئی سنا ادلوس نے بوتیسال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا
عمرو ملتمس ہوا کہ یا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہو کیونکر نہ اسکا استیصال کرتا اس اثنا مین شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی ستیون کے مٹھ کی طرف سے نمودار ہوا اسلام کر کے
امیر باتوقیر کے قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ بھئی اس لکاتہ
بوتیسال جادو نے غضب کیا تھا کہ سر تمھارا لا کے میرے سامنے ڈال دیا تھا اے لخت جگر نور بصر قاسم کیا بیان
کرون جو اسوقت میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پانون قابو مین ہوتے تو بے تامل مین اپنے کو ہلاک کرتا ملک قاسم
نے عرض کیا کہ اے شہریار مجھکو وہ قطامہ ستیون کے مٹھ کے پاس بٹھا کر اور ایک سر میرے سر سے مشابہ بنا کے طشت
مین رکھکر لیگئی تھی ادلوس حبشی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہین سحر کے
ایسی ہی شعبدے ہوتے ہین سب خواتین بھی حضور کی بفضل خدا سے صحیح و سلامت ہین آپ دل مین کچھ فکر و تردد
نہ فرمائیے مگر بڑا تعجب ہو کہ حضور دمامہ جادو کے استیصال کے ارادے سے تشریف لائے اور غلامون کو
ذرا بھی اطلاع نہ کی دمامہ جادو شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر مین شہرۂ آفاق مکر و فریب مین
نہایت مشاق ہو اسکے مقابلے کو تن تنہا آنا حضور کی فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید ہو چاہیے
تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے ان سب کو بلوا کے اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام
اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہوئے تھے غلام نے یونہین اڑتی
ہوئی خبر سنی تھی کہ حضور زیر جبا نگار پر تشریف لیگئے ہین خیال مین گذرا کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون لشکر ظفر سے
مین گیا وہان سنا کہ آپ چاہ الماس مین گئے ہین یہان جو آیا آپکو اسیر بلا پایا دل کو عجب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلام
نے اپنے تصدق سے جو عیاری کی وہ بن پڑی اس لکاتہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائین کہ غلام جا کے تمام
ساحران مطیع اسلام کو جمع کر کے لائے پھر آپ دمامہ جادو کے مقابلے کو چلین صاحبقران عالیشان نے ارشاد
فرمایا کہ اے ادلوس مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر یہان آیا ہون سوا اسکی ذات پاک کے اور کسی سے مین مدد نہین

چاہتا ہون یہ جو کلمے تم کہ رہے ہو تمھاری محبت و خیر خواہی پر دلالت کرتے ہین بیشک تم دوست صادق ہو اور
جو سچے دوست ہوتے ہین وہی اپنے دوست پر مرتے ہین خدا تمھارا بھلا کرے تمنے یہ کیا کار نمایان کیا کہ تو تیسال
کو جہنم واصل کر کے مجھکو اور خاور سیاہ کو قید سے چھڑایا جواب مین اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھین مع فوج و سپاہ
استیصال دمامہ جادو کے لیے لیچلون جب تک اقبال یاور ہی ستارہ اوج پر ہی قضا نہین آئی ہی تو ایک دمامہ جادو
کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہین بنا سکتا اور جسوقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھاری فوج کیا دنیا بھر
نہین روک سکتی پھر جبکہ فتح و شکست اور زندگی و موت اُسی کے ہاتھ ہی تو بیکار کسی کا ساتھ ہی محض اسکی نصرت و
اعانت پر بھروسا کرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور یہ تو بجا ارشاد فرماتے ہین مگر یہ تمام
ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دمامہ جادو و شہنشاہ ساحران سے
چاہ الماس مین مقابلہ ہوگا تو ہم جانین اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر اپنے سرون کو قربان
کرینگے اَب جو حضور تنہا اس لکاتہ بلاے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے اور اسم اعظم بھی آپ کا
بند ہو چکا ہی تو مفت مین بنصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے دل کی حسرت نکلیگی
دل کی دل ہی مین رہیگی اور دمامہ ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہی تنہا اس سے مقابلہ کرنا دشوار ہی اپنے
خادمون کو آلینے دیجیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا اے ادلوس مین سب جانتا
ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر و فوج لیکے میری مدد کو آئے مثل مشہور ہی تا تریاق از عراق
آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤ گے اور اُنھین جمع کر کے اپنے ساتھ لاؤ گے یہان ہزارہا
ساحر میری تلاش مین صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہین مین اُنسے چھپکر کیونکر بیٹھ سکونگا اگر اس حالت مین مارا گیا تو نامردی
کا الزام مجھپر عاید ہوگا کہ حمزۂ صاحبقران چھپ کر بیٹھا اور پھر بھی قضا نے نہ چھوڑا اے ادلوس مین کبھی کسی
حریف سے چھپ کر نہین بیٹھا ہمیشہ کلہ بکلہ لڑا کیا ہر مرتبہ خداوند کریم نے میری مدد کی ہر بلا مجھسے روکی
اور ہر مقام پر مظفر و منصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اب بھی وہی حامی و مددگار ہی تردد
بیکار ہی مین خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہو کے نہ بیٹھونگا ادلوس نے دست ادب باندھ کے
عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر و منصور کرے اور دشمنون کو آپ کے
مغضوب و مقہور کرے مین یہ نہین عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہو کے بیٹھین آپ کے دشمن پوشیدہ
ہون مگر مین یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ کرتا
ہی کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہو جائیگا انشاء اللہ تعالی اسمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا صرف
تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی براے مقابلہ و مجادلہ نہ تشریف لیجائیے اگر تین روز مین غلام نہ آئے تو پھر
حضور کو اختیار ہی جب مزاج اقدس مین آئے جنگ و جدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے
سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بھئی اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی اور تم اسی بات پر مصر ہو کہنا تمھارا
بہر طور منظور ہی خواہ وہ میرے حق مین نافع ہو خواہ مضر ہو تم جاؤ جہان تک مجھسے انتظار ہو سکیگا کرونگا
ادلوس جنی تو سلام کر کے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والاشان نے عمرو بن امیہ ضمری سے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ جب تک ادلوس جنی فوج و سپاہ لیکے آئے ذرا تم جا کے خبر تو لاؤ کہ شہر زمرد نگار اب یہان سے کتنی دور ہی
عمرو نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان مین آپ سے کتنی مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ دنیا مین تین چیزون سے

ڈرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحر سے تیسرے نقابدار سے پھر یہان تو ایک دو ساحرون کا بھلا کیا ذکر ہی
سارا ملک ساحرون کا ہی اور ساحر بھی کون سے جو آتشکی ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چار طرف ہماری
تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انھین پایئے فوراً گرفتار کر لیجایئے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے راستے
مین ملگیا اُسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اُسکا کیا بناؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا مجھے
معاف فرمایئے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر بہودا
زنگی نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جا کے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب تو ساحرون سے
خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو تین برس سے یہان حاضر ہون اکثر
راستون سے بھی ماہر ہون مین جا کے دریافت کر آؤنگا جیسا کچھ ہوگا حاضر ہو کے عرض کرونگا صاحبقران
نے فرمایا اچھا ابھی تمھین جاؤ دریافت کر آؤ بہودا ے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی کے پھر آیا
عرض کیا پیرومرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہی مین تھوڑی دور گیا تھا کہ سواد شہر زمرد نگار
معلوم ہونے لگا فرمایا کہ اچھا ای بہودا ے زنگی ہم ادلوس جنی کا انتظار کر رہے ہین تم جب تاچپوہ الماس
کے باہر جاکے مرکب ہمارا لے آؤ اشقر دیوزاد اُسکا نام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای اشقر تجھے تیرے آقا
امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی وہ فوراً میرا نام سنتے ہی تمھارے ساتھ چلا آئیگا بہودا نے عرض کیا بہت
اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اُس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپ کے پاس لاتا ہون یہ کہکے
روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو جاتا مگر ادلوس جنی کے
اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اُسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو ملتمس ہوا کہ ای صاحبقران زمان
اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہو کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو جیے فرمایا اچھا جہان تمھارا
جی چاہے چلے چلو یہ کہکے اُٹھ کھڑے ہوئے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دمامہ جادو کا سنیے کہ یہ شہر زمرد
مین سریر جہانبانی پر بہزار نکبت و پریشانی متمکن ہی اور تمام ساحران غدار سامری منش زردہشت کردار گرد
اطراف مین اُسکے بیٹھے ہوئے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران
گیتی ستان کا ہو رہا ہی یکایک کچھ ساحر روتے پیٹتے سر و پا برہنہ مضطرب الحواس مبتلاے یاس و ہراس لاش
بوتیسال جادو کا لیے ہوئے سامنے دمامہ جادو کے آئے اور عرض کیا کہ مرگردہ پرستان امیر حمزہ صاحبقران
نے ملکہ بوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اُسکی لاش لیکے حاضر خدمت ہوئے ہین دمامہ جادو نے جو لاش
بوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ ہاے ہین بوتیسال جادو تم یہ
کیا کر گئین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو تمنے توڑا ہاے یہ کیا ہو گیا
میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا چھا گئی خوب پیٹ پیٹ کے روئی چاہا کہ سر اپنا دیوار سے دے مارے کہ چند
لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ
ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور جان دینے سے کیا ہوتا ہی درحقیقت آپ کے خاندان پر دفعتہً ایسی آفت
آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر بھر مین موت کی جھاڑو پھر گئی سب کی صفائی
ہو گئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپ کے بازو کو توڑا پھر ملکہ سرامہ جادو
کے مرنے نے تو قیامت برپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا رعایا برایا سب کے

دلون کو غم دونا ہو گیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہو گیا زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا
اب انکے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا مگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہین اس سے کیا فائدہ ہے پہلے اُن
دشمنون کو لیجیے جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتین آئی ہین پھر جو چاہے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہو گئین تو دشمن
خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہین اگر آپ نہ ہوئین تو ہم سب مثل مور و ملخ کے پیسکر
مار ڈالے جائینگے دمامہ جادو نے کہا بوتیسال جادو تو مجھسے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ کا نے اسکو کیونکر مار ڈالا نرگس
جادو اور سرامہ جادو پر تو یہ گمان تھا کہ یہ سازش سے قتل کی گئین لیکن بوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا
بڑا تعجب ہے اول تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم مین آ جاے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جائے
دوسرے اسم اعظم حمزہ کا بند ہی پھر کیا ہوا کونسی اُفتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیا ہو گیا + اُسکی
ساتھ والیون نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم بلا لین ہماری ملکہ بوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال مین کچھ
باقی نہ رکھا تھا اس موے عیار سمیت سب کو پکڑ لیا تھا اور چاہا تھا کہ اچھی طرح سزا دیکر سب موذون کو جلا دین مگر بیٹیا
مکلل خان کا ادلوس جنی آیا اُس ہونڈی کاٹے نے کچھ ایسی باتین خوشامد کی کین کہ حمزہ کو قتل نہ ہونے دیا صحبت
عیش و نشاط کی آراستہ کرائی اُسمین ملکہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی جب ملکہ کو معلوم ہو گیا کہ اسنے مجھے بیہوشی دی
پکاری ادلوس مین نے تجھے پہچانا کہ تو دوستدار حمزہ کا ہے اور تجھے تو نے شراب بیہوشی آلود پلائی ہے خیر تو میرے ہاتھ
سے بچکے کہان جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مار ڈالونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اتارونگی بس اتنی بات منھ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بڑی سی سل اُس مری پیٹے نے اٹھا کر ماری سر پر ملکہ بوتیسال جادو کے پڑی سر کے ہزارہا
ٹکڑے ہو گئے دریا لہو کا بہنے لگا اُنکا تڑپنا ہمسے دیکھا نہ گیا ہم سب ڈوبے بیہوش ہو ہو کر گرے اُسنے جتنی جادوگرنیان
تھین ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتۂ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچگئے جب ہم ہوش مین آئے تو ملکہ کو مردہ
پایا لاش اُنکی آپ کی خدمت مین لائے ہین سنکے دمامہ نے کہا یہ کیو وقت آیا اور اُسنے بہن کو میری مارا اے تو سہی
کہ اُس ناہنجار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اُسکے گھر بھر کو تخم تخس نہ کیا ہو ذرا پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو
مار لون تو مکلل سے سمجھون اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اُٹھاؤ اسی وقت چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی
تماجی سے تمام منڈھی گئی کھوے کی پٹیان اُسپر لگائی گئین چارون کونون پر سونے چاندی کے لٹو نصب کیے گئے
سادری کی جھنڈیان کھڑی کی گئین اُس لکاتہ کی لاش کو رکھ کے لیچلے ارتھی کے آگے کچھ لوگ ناقوس پھونکتے ہوئے
گھنٹیان بجاتے ہوئے کچھ تعریف سامری و جمشید کی کرتے ہوئے بینڈ باجہ بجتا ہوا پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر دیا
برہنہ روتی پیٹتی ہوئی چلاتی چلی جاتی تھی کہ اے بہن بوتیسال جادو اگر مین زندہ ہون تو عوض تمھارا ان خدا پرستون
سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر انمین سے کوئی بھی زندہ رہگیا تو مین نے اپنا نام دمامہ جادو نہ رکھا ہوگا
نام لیوا اور پانی دیوا انکا باقی نہ رکھونگی جہان جہان یہ موے ہونگے ڈھونڈھ کے قتل کرونگی اور مین ایک دن یہ
سب کے واسطے ہی ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پر لیجا کے اُسے جلایا پھونکا وہان سے پھر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھی اتنے مین ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ امان جو ہونا تھا وہ
ہوا اب آپ زیادہ رنج و غم نہ کرین مین اب اچھی ہو چلی ہون دو چار دن مین نہاؤنگی پھر خدا پرستون کو
چن چن کے گرفتار کرونگی اودھر تو لوگون نے حضور سے بدیان لگا کے برا کروا دیا مگر آپ نے سنا ہوگا کہ خالہ بوتیسال
جادو کیونکر ماری گئین خالہ امان ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہی مین نے سنا ہی کہ لاکھون جادوگر حمزہ کے

مطیع ہین اگر وہ آگئے تو پھر حمزہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا جلدی اُسکی تدبیر کیجیے نہین تو سوا افسوس و ندامت کے کچھ نہ ہاتھ آئیگا دمامہ جادو نے برق جادو کو گلے سے لگا لیا کہنے لگی کہ بیٹا سوا تیرے اب کون ہے مین تو سب کو رو پیٹ چکی ایک تیرا دم باقی ہے خداوند سامری و جمشید تجھکو زندہ و سلامت رکھین اس بُرے وقت مین تو نہ کام آئیگی تو کیا کوئی غیر کام آئیگا مثل مشہور ہے خویش خویش درویش درویش پھر اپنا اپنا ہی ہے اور غیر غیر ہی جیسی اپنے کے دل کو لگتی ہے دوسرے کو تھوڑی لگتی ہے مثل مشہور ہے کہ نٹنے جب جھگتے ہین پیٹ کیطرف جھکتے ہین تو مددگاری نہ کریگی تو کون کریگا کہین سامری و جمشید کے فضل و کرم سے تجھ مین جلد طاقت و قوت آجائے تو یہ سب قصہ بکھیڑا تصفیہ پاجائے اور اب تو جا آرام کر مین انکو پکڑ بلواتی ہون پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا تجھے اختیار ہے یہ سُنکے برق جادو تو اپنے مقام پر روانہ ہوئی اور دمامہ جادو نے ساحرون سے کہا کہ ارے کوئی جاکے خبر تو لاؤ کہ حمزہ کہان ہے کس صحرا کس کوہ مین نہان ہے اُسوقت صدہا ساحر خبر کے واسطے روانہ ہوئے یہان امیر کشورگیر نے تین روز تک تو کوہ و صحرا مین بسر کی چوتھے روز فرمایا صاحبو بس مین انتظار ادلوس جنی کا کر چکا اب شہر زمرد کو جاؤنگا خدا جو میرے حق مین بہتر جانیگا کریگا عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران کچھ آپکو خیر ہے آپ اتنی جلدی کیون کرتے ہین مدد آجائیگی تو وہان جانے کا قصد کیجیے گا برائے خدا کچھ عقل کو دخل دیجیے زیادہ جہالت و بیوقوفی سے نہ کام لیجیے اُسنے آپکی تشفی خاطر کے واسطے تین روز کا وعدہ کیا بھلا خیال تو کیجیے اُسکا یہان سے جانا ہر ایک کو خبر کرنا اور ہر ایک کا لشکر و فوج جمع کر کے لیکے آنا یہ ہنسی ٹھٹھا نہین ہے ایک ہفتہ تو انتظار کیجیے بعد اُسکے سمجھیے گا صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا خواجہ مین ساحرون کے بھروسے پر چاہ الماس مین نہین آیا تھا مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر آیا ہون اب تک خدا نے مجھے کیونکر بچایا اور اُس چاہ الماس مین چار نامی جادوگرنیون کو مارا اگر حیات مستعار میری باقی ہے تو بفضل خدا سے بچونگا اور جو قضا آئی ہے تو نہ بچونگا اب خواجہ مجھکو نامرد نہ بناؤ مین کسی کی نہ مانونگا اور جاؤنگا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے جسکا جی چاہے چھپ کے بیٹھے مین بخوشی کہتا ہون کچھ اسمین میری ناراضی و ناخوشی کا خیال نہ کرنا چاہیے عمرو عیار نے التماس کیا کہ ای امیر با توقیر ہمین تو کچھ ڈر نہین کسی کا بھی خوف و خطر نہین ہمارا کوئی کیا کریگا جب دیکھینگے کہ کوئی آفت آتی ہے جھٹ گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو جائینگے پھر اگر ہزارون ساحر بھی ہونگے تو ہمکو نہ پائینگے ای صاحبقران زمان اگر آپ ادلوس جنی کے آنے کا انتظار نہین کرتے ہین تو آپکو اختیار ہے مگر اتنا توقف فرمائیے کہ پھودے زنگی آپکے مرکب پری نژاد اشقر دیوزاد کو لے آئے تو آپ بسم اللہ کیجیے فرمایا بھئی مین اُسکا بھی انتظار نہ کرونگا پیادہ پا یہان سے چلونگا یہ کہکے فوراً تلوار ٹیک کے کھڑے ہو گئے دو چار قدم چلے ہونگے کہ پھودا اشقر دیوزاد اور پانچ اور گھوڑے صبا رفتار آہو شکار لیے ہوئے حاضر ہوا صاحبقران کو سلام کیا اشقر امیر فلک سریر کے قدمون سے تھوتھنی ملنے لگا صاحبقران نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا گردن پر ہاتھ پھیرا فرمایا کہ ای اشقر دیوزاد اور ای مرکب عالی نژاد آج یہ آخری سواری ہماری ہے ای اسپ وفادار تو نے بڑے بڑے معرکون مین ساتھ دیا تجھ پر سوار ہو کے مین نے بڑی بڑی مہمون کو سر کیا آج ملکہ دمامہ جادو و شہنشاہ ساحران سے مقابلہ بڑا سخت معاملہ ہے خدا آبرو بچائے مجھے ساحرون پر مظفر و منصور فرمائے اے اشقر بہتر اسواسطے تجھے تکلیف دی کہ اب ہم مرنے جاتے ہین لہذا آج ادھر ہمین سواری دے یہ کلام امیر عالیمقام کا سُنکے اشقر رونے لگا اور سب بھی چیخین مار مار کے روئے عمرو نے عرض کیا ای صاحبقران زمان آپ اتنا کیون گھبراتے ہین یہ کیا کلمات

ارشاد فرماتے ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر و توانا ہے دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہے اگر اُسکا فضل ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہو اور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ باندھ کے عرض کیا اے شہریار ہم آپکے ساتھ ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے ہم بھی آپکے ہمراہ رکاب ہین سوا آپکے ساتھ کے کہان جائینگے اور اگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہے تو ہوا آخر غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہے اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہی ہے نظم

بھرے ہونگے تیرون سے زرہون کے روزن
پھریگا نہ منہ جب تک آنکھیں پھرینگی
قلم ہین تو ہونگے نہ کیون نام روشن
کفن پر کفن ہونگے کرتون کے دامن
شجاعت کی دینگے گواہی یہ دشمن
سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی

امیر با توقیر نے سر جھکا لیا فرمایا اچھا تمہین اختیار ہے یہ کہکے بسم اللہ کرکے اُس اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوئے گھوڑا ابھی دلھن بنا ہوا تھا گردن کے قدم ناز سے اٹھانے لگا مسدس

تھی مال سے صورت اسپ سلیمان
پہونچی جیسے بڑھیان پہنے ہوئے دلھن
داماں مین اُترے کہ وہ گھوڑا ہوا ہوا
کلغی نفیس زین مرصع بہار تن
کھلتے ہی پر یہ نہین معلوم کیا ہوا
تھا زیر کوہ طور مگر نور کا چمن

زندان راہوار مین ضو تھی گہر گہر
سینے کو تیغ مین کھانے کی خواہش سپر سپر
جب خوبصورتی سے وہ گھوڑا روان ہوا
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
گلگون بوئے گل نہ کبھی ہمعنان ہوا
ڈوبا ہوا تھا بحر ضیا مین کمر کمر

چالاک تھا یہ اسپ پری جہانستان
طبع غنی ہو وصف سے جس اسپ کے روان
سوئے فلک زمین سے جو یکبار اُڑ گیا
کاوے کرے تو گرد مین ہو سطح جنان
غل تھا فرشتہ تھے کہ وہ پھر اُڑ گیا
ہو شور گرد شعلہ جوالہ ہو دھوان

کیون آہوئے ختن اسے کہکر خطا کرین
آہو نہ اُس سے آنکھ چرائین تو کیا کرین
یہ وہ ہرن ہے زور جھپٹے چلے پاؤن مین
پہونچین نہ اسکی دم کو طرارے بھرا کرین
آنکھین لڑے شیر سے تیغون کی چھاؤن مین
اہل تتار نافہ آہو فدا کرین

بیشک ہے پست فہم جو اسکو ہما بتائے
اشقر کو اسکے اوج مراتب کیون گرے
پھر پھر کے گرد جانے چرخ کہن گیا
کیونکر یہ راہوار ہما پر شرف نہ پائے
سچ ہے ہما اسی کے تصدق مین بک گیا
ہے رحم دل شکار کرے استخوان کھائے

جھکتا ہے اس سے توسن بخوے آسمان
اسکے ہلال نعل ہین ابروئے آسمان
نازان جو مہر پر فلک بیحجاب ہے
ہے دیوزاد قوت بازوئے آسمان
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہے
نقش قدم ہین آئینہ روئے آسمان

قربان پا رخش صبا گام ہے صبا
اسوجہ سے بشر اسے کہتے ہین پری پا
جبسے زمین پہ اُترا ہوائے بہشت بن گئی
ہے باغ امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
مضمون یہ وہ ہے جسکو ہوا تک نہین لگی
روز ازل سے اسکی ہوا خواہ ہے ہوا

اس سے نہین ہما طائر جاب کو مثال
ہو کیون نہ بیقرار کہ ہے عاشق جمال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
کرتا ہے جست دیکھکے اشقر کی چال ڈھال
زرین تمام دامن دشت نبرد ہو
خاک سم فرس کا اثر ہے کیا کمال

طاؤس کا شرف یہ ہمایون کا ہے
خود اپنے پاؤن دیکھکے اُسکو حجاب ہے
اک باغ دیوزاد کی اُلفت مین کھائے ہین
ہر پر مین جو نقوش سے ایک آب و تاب ہے
یہ آئینے خدا نے پرون پر لگائے ہین
خط غلامی فرس لاجواب ہے

غرض تھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس اے صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہے اب آگے نہ بڑھیے یہین ٹھہریے کہ یہان درخت بھی سایہ دار ہے اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہے شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض ہزار جد و کد صاحبقران وہان

ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جاکے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر اگر میرا قتل ہی کرانا
منظور ہی تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہان کاہے کو بھیجتے ہین صاحبقران یہ سُنکے خاموش ہو رہے لیکن
دمامہ نے جن ساحرون کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان آ نکلے جہان صاحبقران مع
قاسم و عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی ابوالہول دیوانہ و بہو دائے زنگی کے
درختون کے سائے مین کھڑے تھے اُن ساحرون نے دیکھتے آپس مین کہا یہ کیا معرکہ ہی کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک
پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہی دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جری اور بہادر ہی اُسے فوج و سپاہ کی کیا
ضرورت ہی تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس مین آیا ہی چوتھا بولا کہ یہان
اسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہی پانچوین نے جواب دیا ہمین ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم
جاکے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلان مقام پر چھ آدمیون سے کھڑا ہوا ہی بس وہ جانے یہ جانے
ہمتو خبردار ہین ہمین ان باتون سے کیا کام ہی غرضکہ آپس مین یہ صلاح کر کے خدمت دمامہ جادو مین آئے
بعد دعا دیکے عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازۂ شہر پناہ ملک زمرد سے سات کوس پر
درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی دمامہ جادو نے کہا موُو دیوانے ہوگئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوگا
یا یون بیچ میدان مین کھڑا ہوگا اُنھون نے کہا پیر و مرشد اگر اسمین فرق نکلے تو آپ کو اختیار ہی جو چاہے سو کیجیے جھوٹ کی
سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحرون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہی کہ دو چار آدمی مجھ ایسے
بلائے بے درمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آئے ہین مجھکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو تو زبان
ہلا دینے مین سب کا کام تمام کرون خیر ایسا بھی ہوتا ہی اور مین تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی ہوتی مگر وہ میری قید سے
چھوٹ کے بچ گیا اور مین نے نادانی کی نہین تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جب ہی مار ڈالتی سبھون نے عرض کیا کہ
خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہان بچ کے جائیگا جسے حکم ہو وہ اسیر کر لائے یا سر کاٹ لائے کہا اب تو
وہ لڑنے آیا ہی مین گو ہین میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونون سپہ سالارون سے
کہ ایک کا نام ماران فیل گوش شیر صولت اور دوسرے کا نام تمیز جادو ہی یہ دونون بلائے بے درمان اور
آفت جان ہین سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی
آئینگے ماران فیل گوش نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہی
کہ حضور چار شخصون پر لشکر کشی کا ارادہ فرماتی ہین کسی کو بھیج دیجیے وہ جاکے سر کاٹ لائے دمامہ نے کہا اے
ماران فیل گوش مثل مشہور ہی کہ لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کرے اور میرا نقصان اسمین کیا ہی دیکھون
تو حمزہ کسکی قوت پر مجھسے لڑنے کو آیا ہی ماران نے عرض کیا کہ اے ملکہ ہم تابع حکم ہین جیسا ارشاد ہوا اسیوقت
بجا لائین یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے استادہ ہو اور لشکر بیرون شہر جاکے اُترے اُسی وقت تمام لشکر
اُسکا مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سو اژدر آتش فشان
نمودار ہوئے اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوئے ہر ایک علم کا پھریرا سُرخ رنگ شعلۂ آتشین ہر پھریرے
مین سے نکلتے ہوئے تعریف جمشید و سامری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے مُنھ سے قلاب آتشین چھوڑتے ہوئے
آگے قائم ہوئے بعد اُسکے خیمے شتر قاز پر لدے ہوئے آئے اور جا بجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح ساحرونکی
آمد شروع ہوئی کہ کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشین پر بیٹھا ہوا کوئی کرگدن آتشین

پرشکن غرض یونہین ہزارہا ساحر آئے اپنے اپنے راوٹی اسپک بیجو بریک چوبہ قلندری سراچے مین اُترے
بعد اسکے ماران فیل گوش اور تمیز جادو کی سواری نمایان ہوئی تمام افسر جادوگرون کے انکے ہمراہ تھے یہ بھی
دونون آکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے دیکھا کہ شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران
گیتی ستان پانچ سوار اور ایک پیادے سے کھڑے ہوئے ہین ماران فیل گوش نے کہا کہ ای تمیز جادو حمزہ کھڑا ہوا ہی
آؤ ابھی چلو اسے اسی وقت گرفتار کرلو ان پانچ سات آدمیون کا پکڑ لینا کیا مشکل ہی اور سب کو اسیر و دستگیر کرکے
شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے پاس لیچلو وہ کاہے کو تکلیف اُٹھائین کیون یہان آئین تمیز نے جواب دیا
کہ ای ماران میری عقل مین کسی طرح یہ بات نہین آتی کہ حمزہ تن تنہا ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے لڑنے
آیا ہو اسواسطے کہ حمزہ کوئی ایسا ویسا حاکم و سردار نہین ہی یہ بہت بڑا بادشاہ ذیجاہ و ذیشان ہی ہفت اقلیم
اسکے تحت فرمان ہی جملہ شہر جادوگرون کے مثل کشمیر و کاشغر اور اندر کوہ مارو چاہ شہر صندل ام الجبال
عنطلی آباد وغیرہ اُسکے قبضے مین ہین سب کو اسنے بزور تیغ آبدار اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اور قطع نظر اسکے
عمرو بن امیہ ضمری ایسا عیار مکار و صاحب تزویر عقیل اُسکے ساتھ ہی کیونکر حمزہ شہنشاہ ساحران سے
یکہ و تنہا مقابلہ کرنے کو آیا ہوگا مقرر اسکے مددگار اسکے ساتھ ہونگے مگر ظاہر نہین ہین پوشیدہ ہین تم اُسکے پاس
پہونچے اور کسی نہ کسی آفت مین گرفتار ہو گئے تو پھر بھلا کیا تکلف ہوا بہتر یہ ہی کہ لوگون کو خبر کے واسطے مقرر کرو
کہ پہلے وہ جائین اور ٹھیک ٹھیک خبر دریافت کرین کہ انکا کوئی معین و مددگار ہی یا نہین اگر کوئی مددگار
نہین ہی تو پھر کیا باعث ہی کہ اس خاطر جمعی سے ہمارے سامنے نڈر بنے ہوئے کھڑے ہین اور اگر کوئی انکا خفیہ
مددگار ہی تو وہ باتین لڑنے کی کرینگے اور جو واقعی کوئی معین نہین ہی تو گفتگو یاس و ہراس کی کرینگے ای ماران
میرے نزدیک تو پہلے دریافت کرلینا ضرور ہی دوسرے ملکہ دمامہ جادو نے ہمسے تمسے یہ نہین کہا کہ تم جاتے ہی
حمزہ کو پکڑ لینا بہر طور ابھی سبقت کرنی کسی طرح مناسب نہین اور بالفرض یہی سہی تو یہ اب جائینگے کہان اگر اسوقت
نہ گرفتار کیا تو صبح کو اسیر کرلینگے ماران فیل گوش نے کہا صلاح تمھاری اچھی ہی مین ابھی دمامہ جادو سے
من وعن حال یہان کا کہلوائے بھیجتا ہون آگے جیسا وہ حکم دین ویسا عمل کیا جائے دونون یہ باتین کرتے ہوئے
داخل خیمہ ہوئے اُسی وقت دمامہ جادو کو عرضی لکھکر بھیجدی اور تمیز جادو سے کہا کہ ہمنے یہی سنا ہی کہ آج کا کام
کل پر نہ چھوڑنا چاہیے مصرع کار امروز ز بفردا زنہار + اسوقت حمزہ تنہا تھا پکڑ لینا اسکا سہل تھا کل اگر
اسکے یار و مددگار آگئے تو پھر اسکا گرفتار کرنا بہت دشوار ہو جائیگا پھر یہ برسون ہاتھ نہ آئیگا تمیز جادو نے
جواب دیا کہ خیر اب تو ہمنے ملکہ کو عرضی بھیجی ہی دیکھو وہان سے کیا حکم ہوتا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک شترسوار
اپنے شتر کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہی جب وہ قریب انکے آیا سلام کیا اور ایک حکمنامہ ملکہ دمامہ جادو کا جواب
انکی عرضی کے انکو دیا ماران فیل گوش نے اسے لیکر لفافہ چاک کیا حکمنامے کو پڑھا اسمین لکھا تھا خیرخواہ
بلا اشتباہ ماران فیل گوش بعافیت باشند عرضی تمھاری پہونچی حال معلوم ہوا ای ماران رائے تمیز جادو کی
بہت درست اور صائب ہی وزیر ایسا ہی صائب تدبیر چاہیے تمکو اُسکی رائے پسند آئی تمکو لازم ہی کہ ہرگز ہرگز رات کو
حمزہ کے گرفتار کرنے اور اُس سے لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اگر کوئی فی الحقیقت اُسکا مددگار نہین ہی تو صبح کو کہان سے
آجائیگا اور صبح کو ہم بھی آجائینگے ہم تم ملکے اسے مارینگے ماران جادو یہ جواب اپنی عرضی کا سنکے خاموش ہو رہا اور
ہرکارون کو تجسس کے واسطے روانہ کیا وہ ہرکارے فن سحر سے ماہر تھے سب کے سب ساحر تھے بزور سحر جانور بن بنکے

نجر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جب سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان نے ملاحظہ فرمایا کہ فوج
ساحر دنگی بیحد وحساب آئی ہے اُسوقت مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ خواجہ اب قضا کا سامنا ہے شعر اب موت آرہی ہے نظر چار سو ہمین + تدبیر کچھ بتاؤ برائے خدا وہین +
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ان ملعونون کے ہاتھ سے جان بچے عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین روز ازل سے اپنے کو
مُردون مین شمار کیے ہوئے ہون اور اب سوا قتل ہونے کے کوئی تدبیر بن آتی نہین معلوم ہوتی فرمایا او خواجہ اگر ہمارا
رشتۂ حیات نہین قطع ہوا ہے تو کوئی کچھ نہین کرسکتا اور جو خاتمہ ہماری کشورستانی اور صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین
ہونیوالا ہے تو مرضی پروردگار سے کیا چارہ ہے مگر تم جانتے ہو کہ مین ایک مرد سپاہی ہون کہ سوا مارنے اور
مرجانے کے اور کچھ نہین جانتا اور تم صاحب تدبیر ہو اسوقت کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ جان بچے ورنہ جان کی
جان جائیگی اور ذلت و رسوائی گھاتے مین ہاتھ آئیگی عمرو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران زمان اب مین کیا
تدبیر کرون اسم اعظم آپ کا بند ہو چکا ہے کوئی یار و مددگار دوست و غمگسار سوا ذات پروردگار کے معلوم نہین ہوتا
مقابلہ ایسی آفت روزگار علامہ سے ہے کہ جسکا سحر و ساحری مین آج مثل و نظیر نہین بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے
جادوگر اسکے سامنے کان پکڑتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ اگر خدا نخواستہ ان ساحرون مردودون پر
ثابت ہوگیا کہ حمزہ صاحبقران تنہا ہین اور کوئی حامی و مددگار انکا نہین ہے تو غضب ہو جائیگا رات بھی
بسر نہ ہوسکیگی اسیوقت وہ ہمارا استیصال کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر خواجہ اتنا تو کرو کہ رات کو
ان ملعونون کی شر سے محفوظ رہین شب بھر نمازین پڑھین درگاہ قاضی الحاجات و دافع البلیات کاشف المہمات
مین دعائین مانگین گریہ وزاری نالہ و بیقراری مین مصروف رہین صبح کو موت کا سامنا ہے رات کو توبہ و استغفار
کرلین اگر مرین تو پاک و پاکیزہ دنیا سے جائین یہ کہکر امیر با توقیر آنکھون مین آنسو بھر لائے عمرو بھی
بے اختیار رونے لگا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مقبل وفادار اور لشکر گردہ
حیدر کرار کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ اور یہودا زنگی بھی یہ تقریر جانسوز صاحبقران کی
سنکے گریہ وزاری کرنے لگے جب رقت تھمی تو خواجہ نے التماس کیا کہ اے صاحبقران آپ اسقدر مضطرب و
بیتاب نہ ہون نظر کرم پر کریم کارساز رکھیے گھبرائیے نہین انشاء اللہ آپ کے اقبال سے رات بخوبی بسر ہو جائیگی
یہ کہکے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور پشت دست کو دیکھا فوراً تین سو ساٹھ مکر یاد آئے نقاش خیال نے انواع انواع
طرح کے نقشے لا لا کر سامنے موجود کیے ان سب نقشون مین سے ایک نقشہ پسند آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا
کہ اے شہریار فلک اقتدار رات تو بخاطر جمعی تمام و طمانیت مالا کلام بیٹھکے بسر کیجیے صبح کو خدا مالک ہے مگر
اس شرط سے کہ ذرا آپ کو حمالی کرنا پڑیگی امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجھسے کیا حمالی کرواؤگے کیا چیز اٹھواؤگے
عمرو نے جواب دیا جو کچھ ہو ابھی بتانے سے کیا غرض صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اگر حمالی کرنے سے
جان بچے تو حفظ جان کے واسطے بدل قبول و منظور ہے اسوقت عمرو ہاتھ زنبیل پر رکھکے پکارا کہ
دادا جان امیدوار ہون کہ بارگاہ فلک اشتباہ حضور کی مع خیمہ و خرگاہ و مع اژدرے سلی نکلے بمجرد
اس کہنے کے جنات نے جملہ اسباب بارگاہ مع خیمہ و خرگاہ کے ڈھیر کردیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسی کو مین کہتا تھا
کہ حمالی کرنا ہوگی اُٹھیے اور اسے برپا کیجیے میخین گاڑیے طنابین کھینچیے قناتین لگائیے خیمے استادہ کیجیے بازارین
بنائیے اور قاسم و کرب و مقبل وغیرہ سے بھی کہا کہ تم سب بھی شریک ہو سبھون نے جواب دیا خواجہ

ہم فراشی کیا جانیں ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہیں کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہیں چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ کریں خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے کہا صاحبو تمھیں خدا نے اتنی عقل کہاں دی ہے کہ تم فراشی کرو یہ سب فن تو میرے پیٹ میں بھرے ہوئے ہیں تمھاری وہ مثل ہے لادے لدا دے ہانکن والا ساتھ دے سب اسباب خیمے ڈیرے بھی میں ہی پیدا کروں اور میں ہی میخیں گاڑوں چوبیں کھڑی کروں میں ہی کھینچوں میں ہی قناتیں لگاؤں میں ہی خیمہ برپا کروں پھر جب میں ہی یہ سب کام کروں تو لازم ہے کہ میں ہی انمیں حفاظت سے بھی بیٹھوں اور تم سب کو یونہیں میدان میں کھڑا رہنے دوں تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہیں اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہے اسکا بھی ایک علم ہے جب برسوں انسان سیکھتا ہے تو کہیں کچھ کام کرنے لگتا ہے خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو میں کہوں وہ کرو سب نے جواب دیا کہ ہاں اسکی قباحت نہیں جو تم ہمیں بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائیں غرض صاحبقران دولت آستین چڑھا کمر دامن گرداں کر مستعد ہوئے وہ بھی با یکدگر آمادہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا ع کی استادہ کر کے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راؤٹیاں اور سائبان سفید کپڑے کے تھے القصہ پہر رات گئے تھے تک سب خیمے برپا ہوگئے دکانیں آراستہ ہوگئیں کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا جملہ اشیا بکنے لگیں اب جو اس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت خدا نظر آئی مسدس

تھا خیمۂ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب

بالائے عرش قمقمہ جلتا تھا نور کا
تشبیہ تو یہ پائی طبیعت کے زور نے
تار شعاع مہر بھی تشبیہ ہر طناب
باد صبا کا بھی نہ گذر زینہار تھا

اے دل جو اسکو برج تجلی کہا تو کیا
سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہے حور نے
تھے رشتہ ہائے نور طنابوں میں جیسے تاب
چاروں طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا

تھا زیب طور عکس گل قدرت خدا
وہ قت تھا کا ورد خیمے کی آب و تاب

اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے بارگاہیں سجولے راؤٹیاں اسکین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہی تھیں امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہے مگر اے خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہیں بچتے شعر دنیا سے تب بچیں اب ہم سفری ہیں ✢ جو دم ہے غنیمت ہے چراغ سحری ہیں ✢ عمرو نے عرض کیا اے شہریار آپ یہ نہ ارشاد کیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہے ایک دم میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے اس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے شعر نہیں فضل کرتے اسے لگتی بار ✢ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار ✢ کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آئے ہیں مگر خدا نے دفع کر دیے ہیں اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمیں اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے خواجہ عمرو جو تم کہ رہے ہو بیشک دلا ریب یونہیں ہے اس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر مجھکو امید اسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو میں چاہ الماس میں اس لکاتہ و مامہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو ہر وقت اور ہر ساعت اسی کے فضل و کرم پر تکیہ ہے اور اسی کی ذات پاک کا بھروسا ہے اور یہ کلمات جو میں نے تمسے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس میں بیان کیے یہ فقط مقتضائے بشریت تھا اور کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب و کارساز ہے از ابتدا تا ایندم اگر اسنے میری مدد نہیں کی تو کیا بھلا اور کسی کی بھی قوت و طاقت اور مجال ہے کہ مدد کر سکے شعر دہر میں بے حکم رب العالمین ✢ ایک پتا ہل نہیں سکتا کہیں ✢ یہ باتیں کر کے سرگروہ خدا پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی بعد اور اد و وظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ اے رب الارباب واے مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنوں میں میری جان و آبرو کا نگہبان ہے اور اگر تیری راہ میں کام آئے تو سر بھی قربان ہے ان کافروں پر مجھکو فتح دینا مجھے دشمنوں میں عزت رکھ لینا مسدس

عروج خالق لیل و نہار دے مجھکو
کچھ اعتبار نہین اعتبار دے مجھکو
گناہگار ہون محجوب شرمسار ہون مین
خزان مین رنگ ثبات بہار دے مجھکو
ترے ہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین
پئے وقار محمد وقار دے مجھکو

سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
حزین کو مصیبت کے ٹالنے والے
رحیم کون ہے تجھسا بھلا جہان جاؤن
سقر نجات کی صورت نکالنے والے
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے

ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
کیے قصور نہ تونے خیال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہین امیری کی
قبول خاطر جاہ و جلال فرمایا
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی
ریاض دہر مین کیا کیا نہال پھلایا

قصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا
تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
رحیم و غافر و ستار نام تیرا ہے
خطائین دیکھکے یہ آبرو عطا کرتا
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہے
کیا جو تونے یہ کوئی سوا خدا کرتا

غم خزان نہ سرور بہار باقی ہین
ملال نزع نہیب فشار باقی ہین
نہ آشکار کسی عیب کو کیا تو نے
کمال صدمہ روز شمار باقی ہین
اڑھا کے دامن رحمت چھپا لیا تونے
یہ مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین

نہ سائے مین یہ مجرم پناہ مین ہوگا
سفر ضرور ہے کیا حال راہ مین ہوگا
کوئی یہان نہ وہان آبرو بچائیگا
میان قبر سزائے گناہ مین ہوگا
جہان بچائیگا اللہ تو بچائیگا
ہجوم عقرب و مار سیاہ مین ہوگا

زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
ستارے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
رحیم مونس وحشت جو نور تیرا ہو
لحد کو جلوہ گہ انجمن بنا دینا
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو
سرا کو صحن جنان کا چمن بنا دینا

یہ چشمداشت ہے در سے تیری رحمت کی
کہ مجھکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
مرے گناہ سے گو ہر بشر کو سکتا ہے
گیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی
جو بخشدے تو کوئی تجھکو روک سکتا ہے
کہونگا مین بھی معبود نے عدالت کی

اٹھاؤن سر کو خجالت سے غیر ممکن ہے
ڈرون نہ تیری حکومت سے غیر ممکن ہے
گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہے
زمین تیری ہے معبود آسمان تیرا
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہے

کیے ہین جرم سراسر حجاب آتا ہے
مآل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہے
جو جیتے موت سے ہین خوف کے بہانے ہین
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہے
عجب عجب تری قدرت کے کارخانے ہین
دعا مین بھی مجھے داور حجاب آتا ہے

کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
کہ ذات پاک مبرا ہے ہمسری تیری
قریب و دور سبھون کی زبان پر آتا ہے
جلا رہی ہے مجھے فیض گستری تیری
بگاڑتا ہے یہ بندہ خدا بناتا ہے
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری

قریب سب سے ہے تو سب سے ہے جدا مالک
گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک
امیدوار ہین تجھسے کارسازی کے
بنا دیا جسے چاہا مٹا دیا مالک
نثار ہوون مین تری شان بے نیازی کے
کسی کو دخل تری مصلحت مین کیا مالک

عجب ذلیل ہون مین اور ہون عجب محتاج
کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
کسی کے سامنے کب ہاتھ پھیلاتا ہون
ترا فقیر کسی کا بھلا ہے کب محتاج
تجھی سے مین تو سر دست مانگتا ہون
غنی ہے تیری فقط ذات اور سب محتاج

اور لوگ بھی نماز مین پڑھ پڑھ کے گریہ و زاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا مین مصروف ہوئے جن ساحرون کو ماران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا اُنھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ فلک جاہ استادہ ہے جسکے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازارین آراستہ ہین حیران ہوئے آپسمین کہا کہ یہ بارگاہ چاہ الماس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخر کار ماران اور تمیز سے جا کے سارا حال بیان کیا کہ ہمنے تو سُنا تھا کہ حمزہ تن تنہا بے سرو سامان چاہ الماس مین آیا ہے مگر یہ غلط تھا

وہان تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راؤٹیان اسکین بچوبے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز لبت بک رہی ہی کٹورہ کھنک رہا ہی سامان شاہانہ اور کارخانہ خسروانہ معلوم ہوتا ہی اُنھین بھی سُنکے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا تھا کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کیسے کیسے اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا تھا یا اب یہ سامان سُننے مین آتا ہی کہا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ الماس کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آئے کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پر کیونکر آیا ہوگا تمھین اس بات کا ناحق تعجب ہی عالم عالم اور دنیا دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب پر وہ حاکم ہی اور اُن ہر کارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو پیر و مرشد اور کسی کو بھیجکر دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے یاران سے کہا کہ انکی یہ تاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کر دین یاران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہر کارون نے ہاتھ باندھ کے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا لیکن سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی ہمین کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ ای یاران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی یاران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپسمین گفت و شنید رہی مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
آغوش دیو شام سے نکلی عروس صبح
ویران تمام روم شب بادطوس صبح
تھا تخت آسمان کسن پر جلوس صبح
بھاگا خدیو شب رخ سیار مڑ گئے
لیکے چراغ بزم سے پروانے اڑ گئے

مہر سپہر نے جو شایا شباب شب
روپوش مارے ڈر کے ہوا ماہتاب شب
پہونچا قضائے ملک ختن مین عقاب شب
برسا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
پردہ جبین مہر سے شب کا الٹ گیا
ڈر سے کلیجا ساحر گردون کا پھٹ گیا

آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح
جب چرخ پر نظر شفق صبح آ گئی
رستم کی تیغ ڈر کے سبب تھرتھرا گئی

یاران فیل گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوئے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جب یہ اُٹھے مُنھ دھو کپڑے پہنے تنون پر سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھکے عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کر دی مگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹ جائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ❊ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ❊ اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کر سکیگا خراب خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر نہ تشریف لیجائیے اور بہو وا سے زنگی سے کہا کہ تم دوڑ کے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کر رہے ہین بہو وا یہ سُنکے دوڑا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا ای شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی سب اُسکے استقبال کے بند و بست مین ہین فرمایا چلو ہم بھی دیکھین کہ وہ لکا کس طرح آتی ہی یہ کہکے صاحبقران اشقر دیو نژاد پر

بسم اللہ کہکے سوار ہوئے شہزادہ خاور سپاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول ہمراہ رکاب ہوئے عمرو کو نہ زینپوش کا پکڑے ہوئے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلکے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کر جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ تیپے تیپے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندھ باندھ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور سردار اُنکے بشکل مہیب و بہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کانون سے ناک سے منھ سے ہاتھون سے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوئے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن باقی رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا دیکھا کر تمام تخت الماس نگار اور اُسکے نیچے چار شیر ببر آتشین لگے ہوئے تھے شعلے آگ کے اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور چار طاؤس زمردین کر آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پایون الماس کے تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا ہوا تھا کر ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور بشکل انسان ہو کر صدا دیتا تھا کر یا خداوند سامری یا جمشید یا خداوند زردہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلہ آتشین غائب ہو جاتا تھا آگے تخت کے کچھ ساحر کافر گھنٹے بجاتے ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے جھانجھ بجاتے ہوئے تعریف سامری و جمشید و زردہشت کی کرتے ہوئے چلے آتے تھے ماران فیل گوش اور تمیز جادو نے دوڑ کے بصد ادب و بہزار تعظیم و تکریم پایۂ تخت کو بوسہ دیا پھر قدمون کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین داخل ہوئی تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گرد و اطراف مین جمع ہوئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سلام کر کر کے بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہر کہ ہر کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوئے ہین اور شیرون کے منھ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوئے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوئے ہین کسی ساحر کی انگلیان مانند پنجشاخے کے روشن ہین کسی کے منھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اٹھ رہا ہر کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہر کسی کے سر پر عوض مین بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپیٹے ہوئے ہین کسی کی پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہاے جہنم کے چمک رہی ہین کسی کا منھ مثل جہنم کے کھلا ہوا ہر اسمین سے شعلۂ آتشین نکلکے آسمان تک بلند ہوتے ہین ہاتھون مین تصویرین سامری و جمشید و زردہشت کی لیے ہوئے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پڑے ہوئے ہاتھون پر سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے بازوؤن پر چندن اور سیندور لگا ہوا غرض جب وہ نو سو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگرون کے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کر ای ماران کچھ حال مددگاران حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اسکے شریک ہین کن کن لوگون کے بھروسے پر اسنے ایسے معرکۂ عظیم کا ارادہ کیا ہر ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کر ای شہنشاہ ساحران خداوند سامری و جمشید حضور کو سلامت رکھے غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کر حمزہ کو گرفتار کر لون مگر تمیز جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کر سکینگے وہ تنہا نہین ہو اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اسکے اور ایک عیار کے سوا آٹھوان کوئی نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمائیے کر جن پری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اُسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم ہو جاتا اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہم پر ظاہر ہو تا مگر عمرو بن امیہ ضمری کہ لوگ اُسے گشندۂ کافران و سر برندۂ ملحدان کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہر اُسنے کہین سے یہ اسباب لاکے مہیا کیا ہر شان و شوکت حمزہ کی بڑھائی ہر امدادات کو ہمارے ساتھ سے بچا لیا ہر لیکن ای ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہر کر حمزہ شخص

جلیل القدر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجائے اور اُس سے لڑائی پڑ جائے بنا ہوا کام بگڑ جائے ابھی اسکا گرفتار کرلینا آسان ہی نظم

درختے کہ اکنون گرفت است پاے
بہ نیروے شخصے بر آید ز جاے

دگر ہمچنان روز گارے ہلی
بگردونش از بیخ بر نگسلی

سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہین بجا ہی مین نے بیشک انھین روکا تھا مگر اب تک کوئی ممد و معاون حمزہ کا معلوم نہین ہوا اب جب چاہیے گرفتار کر لیجیے لیکن میری عقل مین یہی آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہین ہی ضرور اسکے مددگار پوشیدہ ہین ماران جادو نے کہا ای تمیز جادو تم اب تک وہی گمان کرتے ہو خیر ای شہنشاہ جادوگران مین خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہون جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کرکے ابھی آتا ہون تمیز جادو نے کہا جائیے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جائیے گا کہین اسکے عیار عمرو کے پھندے مین نہ آیئے گا ہر کلدون نے گزارش کیا کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجائیے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کرکے چلے آیئے گا نہین معلوم بارگاہ مین کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرزے لیکے دوڑتے ہین اندر نہین آنے دیتے تمیز جادو نے کہا ای ملکہ شاحضور نے میر اگذارش کرنا جھوٹھ تو نہین ہی حمزہ ایسا بیوقوف خارج العقل نہین ہی کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آئے ملکہ دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو جب مین نے حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہان سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر اب تو مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہون یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھ کے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹ کر ایک کبوتر کی صورت بنگیا اڑکر روانہ ہوا اور آگے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علے نبینا و علیہ السلام کے قائم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرزے لیکر دوڑے کچھ دور اُڑکے بیٹھ گیا مگر اتنی دور بیٹھا کہ باتین کرنے کی آواز اسکے کان مین آتی تھی یہان امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملکہ دمامہ جادو کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ مین آئے تھے امیر باتوقیر عمرو سے کہہ رہے تھے کہ رات کو تو تمہارے حسن تدبیر سے اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہین ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر اب کہانتک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ ای صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر یونہین بیٹھے رہیے تو کوئی آپ کا کچھ نہ کرسکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جس وقت اُدھر سے کوئی طبل جنگ بجا کے میدان مین آیا اور مجھے للکارا تو مین کیونکر بارگاہ مین نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہون کل کسی طرح نجات کی صورت نہین معلوم ہوتی مثل مشہور ہی کاغذ کی ہنڈیا آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو یہی گو یہی میدان ہی ہم ہین انبوہ ساحران یہی تم سر برندہ جادوگران ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کر دمامہ جادو کے شر سے نجات پائین عمرو نے عرض کیا مین خود کل سے آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھا ہوا ہون آپ نے مجھے لاکے خراب کیا یہان تو میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی فطرت پیش جاتی ہی دمامہ جادو ایک علامہ دہر آفت روزگار ہی مین اُسکی شکل دیکھنے کا نپنے لگتا ہون تمام جسم مین میرے لرزہ پڑ جاتا ہی عیاری کرنا تو شی دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی ماران فیل گوش یہ گفتگو باہم ہی اس کی سُنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب چال تیرا کھلگیا تو ہی بے سر و سامانی کے بھروسے پر ہماری ملکہ سے چاہ الماس مین لڑنے آیا تھا اگر آج بچگیا کل ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا

کیا حال کرتے ہین بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری کیفیت سُنکے چلا گیا امیر نے کہا اگر وہ سن گیا ہو تو کیا اندیشہ ہو جو خدا چاہیگا وہ کریگا تم دود و تشویش بیکار ہو وہ مالک و مختار ہو اُسی کو اختیار ہو یہ باتین کر کے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی سب کے سب نمازین پڑھنے لگے گریہ وزاری ونالہ وبیقراری مین مصروف ہوئے دعائین مانگنے لگے لیکن اُدھر جو ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار ومددگار حمزہ کا نہین بحض تن تنہا ہو گفتگو یاس و ناامیدی کی کر رہا ہو اُسکے دل کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہو کہ کل ہمارا ضرور خاتمہ ہو جائیگا تمیز جادو نے کہا کہ در حالیکہ وہ اکیلا ہو اور کوئی یار ومددگار اُسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا مین نے ہر چند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن مگر لوگ گرز آتشین لیے ہوئے دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر میرا سحر نہ چل سکا تمیز جادو نے کہا وہ وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوئے ہین ماران نے جواب دیا کہ اے تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی کر سکتے ہین حمزہ بارگاہ کے باہر آیا اور ہمنے اُسے گرفتار کر لیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہو کوئی اندرون بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کر سکتا تو وہ باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سنا تھا کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جب تک آپ کے معین مددگار نہ آئین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیے گا اور اگر یہان عمر بھر بیٹھے رہیے گا تو کوئی آپ کا بال نہ بیکا کر سکیگا اسپر حمزہ نے جواب دیا کہ اے خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ مین بارگاہ مین چھپا بیٹھا رہون جب حریف مجھے للکاریگا مین جاکے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا لہذا اے ملکہ آج آپ طبل جنگ بجوائیے صبح کو چلکے اُسے للکاریے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کر لیجیے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ اے ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم میرے تھے سب بفضل سامری و جمشید منقضی ہوئے فقط اب تین روز اور رہگئے ہین مگر یہ تین دن مجھپر ایسے سخت و صعب ہین کہ اگر مین انہین جانبر ہو گئی تو پھر قیامت تک نہین مرتی اور انھین خدا پرستون نگوڑمارون سے مجھکو اپنی جان کا کھٹکا ہو علی الخصوص حمزہ اور عمرو سے مین نہایت ہی خائف و ترسان ہون ماران جادو نے عرض کیا کہ آپ ایسے ایسے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے صبح کو ان سب اجل رسیدون کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام ساحر اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوئے لیکن آواز طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنمائے مسلمانان خسرو گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو پر حال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کا شاید ظاہر ہو گیا اُسے معلوم ہو گیا کہ ہم بے یار ومددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا ممد و معاون نہین ہو جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہو اے خواجہ اب مجھے یقین ہوتا ہو کہ رشتہ ہماری حیات مستعار کا قطع ہوا چاہتا ہو عمر لبریز ہو چکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگا یا چیخ مار کر روئے اور کہا کہ اے خواجہ مین تمکو جبراً و قہراً چاہ لماس مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرز بوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہو جائیگا خیر اب تم یہان سے جاؤ اور خدمت بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے بعد آداب تسلیمات کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہر چند کوشش کی مگر شوخی بخت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

لہذا اب حضور شہر زبرجد نگار سے

دست بردا شتہ ہو کر ملک سبائل کو تشریف لیجائیں وہان نزول اجلال ددر دولت اقبال فرمائیں اور ای
خواجہ تم بھی ان چند دست و پا شکستو کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر مرتی بھرتی ہین
قلعہ ذوالامان سے اپنے ساتھ لیکے مکۂ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشۂ عزلت اور زاویۂ عفت و عصمت مین اپنا
رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای خواجہ سوا تمھارے اور کوئی ایسا نہین ہے جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات
یاس و ہراس سنکے بے اختیار زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزہ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد
فرما رہے ہین خدا نہ کرے کہ یہ جان نثار ایک لمحہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک کمقدار
بچہ تھا آپ نے مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر و یوزاد کا قدم پڑیگا اسکے
نقش قدم پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر
قربان کریگا بعد اسکے آپ کی نوبت آئیگی اُسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑکے کبھی نہ جاؤنگا مجھکو اپنی
جان عزیز آپ کی جان کے سامنے عزیز نہین ہے مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر با توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے
ہمارا کہنا نہ مانا کرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قنبر دین ستون اسلام تم نظر کردۂ شاہ ولایت
ہو یہان سے شہر زبرجد نگار کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعۂ ذوالامان پر لیجاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو
ہمراہ لیکر بحفاظت تمام خانہ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمھارے کوئی ایسا نہین ہے کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو کرب امیر کے
قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجھکو جانتے تھے تو ناحق اپنے
ہمراہ رکاب لانا تھا مین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ رکھیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدا نخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہے میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلاے بلا چھوڑکے چلا جاؤن اور حیلۂ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدا نخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجھکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سن سکیگا للہ یہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجھکو پھر جانے کی اجازت نہ دیجیے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان خاک و
خون بینی سرے + پس جب کرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خشانی ترجادی
کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جاکر بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے
قلعۂ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ گیتی افروز کے دل کو شاد کرو سب کو لیجاکے مکۂ معظمہ کو
آباد کرو شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ
ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مرچکا ہوتا حضور نے رونق افروز ہوکے مجھے زندہ کیا جان تازہ بخشی اور مین آج اس
معرکۂ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑکے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم مین میری تربت بنیگی ہان
اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوئے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیض انتساب چلکے سب کو دیکھون گا
امیر غیور ناچار و مجبور ہوئے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جاکر بادشاہ حجاج کو یہ پیغام
پہونچا اور میرے ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای شہریار
فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات یونہین بیوفا مشہور ہے دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑکے
چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہوجائیگی نظم

کریگا خطر رہرو کبھی نہ تنہا | کسی کو نگی تلوار سے نہ چشم وفا
نہ لینگے پھول کبھی نام بلبل شیدا | کہینگے سب کہ امید اٹھگئی بھلائی کی
نہ ہوگی شمع کو پروانے کی بھی پروا | بڑی امیر سے مقبل نے بیوفائی کی

ای مالک رقاب یہ سر حاضر ہے کاٹ ڈالیے مگر بیوفا نہ بنایے صاحبقران اسکی ترفع سے بھی مایوس ہوئے اور انہول دیوانہ

اور ہیو دا سے زنگی سے سخن تراش ہوے کہ ای ابو الہول اور ہیو دا تم دونون نو مسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی جان شیرین کیون گنواؤ تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پر ملال ہمارا بادشاہ اسلام سے کہدو کہ حمزہ یون ہاتھ سے دیامہ جادو شہنشاہ ساحران کے مارا گیا اب جیسا حضور بہتر جانین وہ کرین ابو الہول اور ہیو دا نے قدمون پہ گر کے عرض کیا کہ ای عارج معارج دین اسلام وای سرگروہ اسلامیان یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقۂ اسلام مین آئے آپ کے باعث سے مسلمان ہوے صاحب ایمان ہوے قید کفر وضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچا یا آپ ہمارے ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے زیر قدم مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپ کے قدمون کو چھوڑ کے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین شریک ہین صاحبقران نے فرمایا بھئی مین تو اسواسطے تم سب کے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میرا تو اب خاتمہ ہی تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواؤ یہان سے نکلجاؤ ہر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا آپکے بعد کہین ٹھکانا نہین ہی خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان ملعونون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے پہلے جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہی نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا غرض سبھون نے وضو کر کے پہلے نماز مغرب وعشا کی ادا کی بعد اسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھ کے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی صدقہ اپنے فضل و کرم کا ہمین اس لکاتہ کے شر و فساد سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آئی ہو تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو غرض چار پہر رات رکوع وسجود تشہد وقنوت خضوع وخشوع گریہ وزاری دعا وبیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھ کے مسلح ومکمل ہو کے کفن سرون پر باندھے مشت خاک اٹھا اٹھا کر گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہو جیو اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہو کر میدان مین آکھڑے ہوے مسدس

قدوہ کہ جس سے گلشن خوبی مین تھا نہال
محراب جس کی خنجر بران کمان ہلال

ہمسر شعاع نیر اعظم سے برچھیان
وگلی ہوئی نیامون سے تیغ بران نہان

کوئی جری ہنسا کسی غازی نے دی صدا
اسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا

منھ دیکھکے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
پرخون لباس چاہیے ہی آج روز عید

نور سحر سے گنبد خضرا کا تھا یہ ڈھنگ
گلچین مرگ منتظر بوستان جنگ

اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی
صاحبقران پہ سب نے نثار اپنی جان کی

طوبا سہی صنوبر و شمشاد و نونہال
ابرو ہو غازیون کے دلیر و کمی نہال

پیشانیون کے نور زکات کے چاند ماند
سورج چراغ آئینے قرآن کھولا جانماز

ڈھالین با صبح غنچے کے پھولی کلیان
قبضے تنے بنے ہوئے خونخوار کی کمان

کمرین بنے جہاد سا فرض کیے ہوے
اکڑے سبھون کے عطر وفا سے بسے ہوے

ہنسنے کا ہی مقام کہ رونیکی ہی یہ جا
دیکھو تو کس بلا مین ہین آقا و مقتدا

صاحبقران پہ صدقے ہون ہم سب کہ وہ ہی
ہنسنے کا دن بھی اسکے سوا کوئی اور ہی

اچھا ہم آج پہلے ہی تم جب بجے ہوئی شہید
بولا لیث کے ایک جیو سرا حمید

تلوارون کے خطوط سے ہو زیب سینے مین
ہون نقش جا بجا جس شہادت لباس مین

کافور صبح سے ہے کوئی سبزہ رنگ
کیسا ادا سے پیر فلک نغمگی نے رنگ

بیٹھا غبار اڑکے جو ہر جا زمین کا
عمل تھا و شوق رہا ہی کلیجا زمین کا

ای ذو الجلال ہی یہ سحر امتحان کی
تا حشر گفتگو ہو یہ سارے جہان کی

ہم دامن امیر قبقون کے ہاتھ مین
ہم آج تیغ عاشق صادق کے ساتھ ہین

دہنی طرف صاحبقران دوران کے نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی بائین طرف شاہزادہ گ

خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مستعد جنگ قبضون پر ہاتھ دھرے ہوئے مقبل وفادار قریب
امیر حمزہ صاحبقران کا نامدار دامن گردانے آستینین چڑھائے زین پوش پکڑے ہوئے ہمراہ اور عمرو بن امیہ ضمری
چست و چالاک بنا ہوا اختر دیوزاد کے برابر ابوالہول دیوانہ اور بیوداے زنگی چوب دستی کاندھے پر رکھے
ہوئے پشت پر سات آدمیون کا پرا اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک کا منہ نگاہ حسرت و یاس
سے دیکھ رہے ہین اور رو رہے ہین کہ اس اثنا مین سواری ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایان ہوئی کہ آگے
سات سو اژدرہاے آتش فشان کہ اُنکی پشتون پر علم گڑے ہوئے پھر ہرون پر اُنکے تعریف و توصیف سامری جمشید زر دوشت
کی بخط جلی لکھی ہوئی عقب مین اُنکے ساتھ لاکھ ساحر کوئی ہنس پر سوار کوئی قرقرے پر کوئی سارس پر کوئی مرغابی پر کوئی
طاؤس پر کوئی قاز پر اور کوئی چیتے پر کوئی ریچھ پر کوئی نیل گاو پر کوئی گینڈے پر کوئی کرگدن پر سوار چلے آتے ہین کسی کے
منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین کسی کی آنکھون سے چنگاریان نکلتی ہین کسی کے کانون سے دھوان نکل رہا ہے کسی کی
ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھون مین رنگ رنگ کے سانپ بجاے تازیانون کے لیے ہوئے قشقے ماتھون پر چندن رسیون
کے نشان بازوون پر گلون مین مردون کی ہڈیون کے مالے پہنے ہوئے گلون مین ایک ایک تصویر سامری جمشید زردوشت
کی جڑی ہوئی بیچ مین تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا چتر آتشین سر پر لگا ہوا جو آتشین
ہوتا ہوا لباس نہایت پر تکلف و مکلل بزر مغرق بجواہر پہنے ہوئے زرد قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا دیا ہوا تاج
سترہ کنگرون کا سر پر رکھے ہوئے کہ اُسکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل انسانی ہوکے آواز یا خداوند
سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اُسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈھر بجتے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیان
اور جھانجھ بجتے ہوئے آگے اُس لکاتہ کے تخت پر اسباب سحر رکھا ہوا چارون طرف یا سامری و یا جمشید کا غل ہوتا ہوا
غرض کمال ہیبت سے سواری ملکہ دمامہ جادو کی میدان مین آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ
ہوا چارون طرف صف بندی ہوگئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خدا پرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان چھ آدمیون سے پرا باندھے ہوئے کھڑے ہین ماران فیل گوش نے دست بستہ ملکہ دمامہ جادو سے
عرض کیا کہ اے ملکہ شہنشاہ ساحران آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تن تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے
تمیز جادو نے ناحق کا وہم دلایا تھا عبث عبث ڈرایا تھا انھین تو کل بسہولت و آسانی گرفتار ہو جاتا تمیز جادو
نے جواب دیا کہ اے ماران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچ گیا تو آج کیا ہے اب جاکے گرفتار کرلو دمامہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیون کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور اے ماران جادو جاکے انھین گرفتار کر لاؤ سنتے
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدر آتش فشان کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑے اور اُنکی رسی
بٹ کے سیندور اسیر کرنے چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر بالتوقیر اُسوقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ اے پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہے تو ہی اس بندہ گنہگار کو اس لکاتہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ارادہ مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایان ہوا وہ
ٹکڑا ابر بڑھتے بڑھتے وہان آکے محیط ہوگیا بجلی چمکنے لگی اور اُس ابر سے گوہر آبدار برسنے لگے دمامہ جادو نے کہا اے ماران
جادو یہ کیسی جادوگر کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون سا جادوگر ہے ماران جادو حیران پریشان ہوکے دیکھنے لگا
تمیز جادو نے کہا اے ماران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہین ہے ضرور اسکے مددگار کہین پوشیدہ ہین دیکھو ہمارا کہنا
سچ ہوا یا نہین دیکھو وہ مددگار حمزہ کے آگئے ابھی یہان یہ باتین تھین یکایک وہ ابر پھٹ گیا اور اُسمین سے چالیس ہزار

اژدر آتش فشان دکھائی دیے کہ قلاب آتشین اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدر پر ایک ساحر سوار تھا اور بیچ میں اُنکے
چار اژدہوں پر ایک تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص پیر بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوے چتر بادشاہی فرق پر بصد تاب ہوا گرد اُسکے
گوہر آبدار برستے ہوے دکھائی دیا امیر کشور گیر نے اُس مرد پیر کو دیکھے پہچانا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار
باپ ادلوس حبشی کا ہو اُسطرف مکلل خان نے جو صاحبقران عالیشان کو دیکھا کہ با حال پریشان کھڑے ہوے ہیں
تخت سے اُتر کر دوڑکے صاحبقران کے قدموں سے لپٹگیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ
تن تنہا ایسی علامۂ روزگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے دمامہ جادو بلائے عظیم ہو اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا پھر تشریف لائے ہوتے مگر خیر شکر ہو خدا کا کہ اُسنے ہمکو وقت پر
پہونچا دیا ادلوس نے دست بستہ ہوکے عرض کیا کہ غلام حضور کو ٹھہرا گیا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک
غلام نہ حاضر ہووے آپ ہرگز ہرگز دمامہ جادو کے مقابلہ کو نہ جائیے گا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب
حضور خاطر جمع رکھیں کچھ تردد نہ فرمائیں اور ساحر جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہیں اس طرف دمامہ جادو سے یاران جادو
نے عرض کیا کہ مکلل خان جادو آکے حمزہ کا شریک ہوا ہو دمامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو میں پہلے ہی
سُن چکی تھی اسی کے بیٹے ادلوس حبشی نے تو میری بہن بوتیسال جادو کو مارا ہو خوب ہوا یہ آگیا میں تو اسکی تلاش میں تھی
ابھی یہی باتیں تھیں کہ پھر ایک اور ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح آسمین سے ارزوق بن مرزوق جادو بادشاہ کشمیر و
کاشغر کا مع چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اُٹھا اور آسمین سے
چالیس ہزار سفید مرغابیاں نمایاں ہوئیں کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحر اور آگے اُنکے ایک عورت حسینہ و جمیلہ کوئی
بیس پچیس برس کا سن و سال لباس سفید پہنے ہوے دوپٹہ کی گاتی بندھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران
والاشان کی خدمت میں حاضر ہوکے تسلیم بجالائی امیر کشور گیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہو مرزبان جادو
کی اور معشوقہ ہو شیرویہ کی بس اُنکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصور شیرویہ کی آنکھوں کے نیچے پھرنے لگی
فرمایا کہ جب میں محروق جادو کو دیکھتا ہوں بیساختہ شیرویہ یاد ہو جاتا ہو محروق نے ہاتھ باندھکر التماس کیا
کہ یا صاحبقران گیتی ستان قسم ہو مجھے اُس جنت آرامگاہ کی روح کی جس روز سے میرے سر کا تاج کھویا گیا یعنی وہ
فردوس منزل سرائے فانی سے راہی عالم جاودانی ہوا ہو یہ کنیز بے تمیز سوا حضور کے سایۂ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ
نہیں رکھتی ہو خداوند کریم حضور فیض گنجور کو تا صدوسی سال باجاہ و اقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت میں بھی کنیز کو یاد
نہ فرمایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت و الطاف فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہاں تھا جو جاکر اور
تمہیں بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا میں ساحر اندر کوہ اور مار و چاہ کے میمونہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگروں
کی جمعیت سے آئے ابھی امیر با توقیر کو مجرا کرکے کھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اُٹھا اور توسن جادو
اور طاؤس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگروں سے خدمت فیض رخت صاحبقران دوران میں
حاضر ہوے بعد اُسکے بادشاہ نگار زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا بعد
اُسکے مقبل جادو برادر ملکہ جادو بادشاہ شہر عنطلی آباد لاکھ جادوگروں کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا پھر سب
ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیو بند اور طلسم ہیات
اور طلسم ہزار اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم قہقہری اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب
اور طلسم انارستان اور طلسم بلاشان سلیمانی کے متصل یکے بعد دیگرے آکے خدمت صاحبقران عالیشان میں

حاضر ہوے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحران کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ مین تو حمزہ کو تنہا سمجھے ہوے تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نتھا کہ لاکھون جادوگر اسکی مدد کو آجائینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہوکے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو تو نے سچ کہا تھا کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ ہین پوشیدہ ہوتا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے مددگار آرہے ہین یہ بڑا زبردست بادشاہ ہی کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہین مین نے تو اُسکا اسم اعظم اسی خیال سے بند کر دیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہو جائیگا مجھسے لڑ نسکیگا میری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا یہ تھوڑے جانتی تھی کہ اتنے مددگار اُسکے آجائینگے اگر مین یہ جانتی تو جیسے مین نے گرفتار کیا تھا خیرہ حیرت مین قید نہ کرتی فوراً قتل کر ڈالتی تو آج کاہے کو یہ دن اُسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل مین پیچ و تاب کھاکے آزردہ ہوکے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مانع ہوکے حمزہ کو قوت دلوائی پہلے حمزہ تنہا تھا اُسکو ماران جادو طرفۃ العین مین گرفتار کرلیتا اور ابتک تو مار بھی ڈالتا نام و نشان بھی کہین اسکا باقی نرہا ہوتا اور بھلا اب یکا یک کوئی اُسے کیونکر گرفتار کر سکتا ہی اب تو اُسکے پاس میرے لشکر سے بھی دوگنا چوگنا لشکر جمع ہوچکا ہی ای تمیز جادو تیری صلاح پر جو چلے وہ خراب ہو اگر تو میرا قدیم ملازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بُری طرح مین تجھسے پیش آتی تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپ کا بجا ہی زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہی کہ اگر تدبیر بن پڑی چار طرف واہ واہ ہوگئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اُسکے گلے مین طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت مین یہ روسیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے مُنہ سے نکلی دمامہ جادو یہ سُنکے جھینپی ہورہی اور کہا کہ خیر اگر یہ جادوگر آئے ہین تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانون کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کر سکتا ہی آخر خود ہی سب جل جل کے ہلاک ہوتے ہین اسی طرح یہ سب علت شمشیر آبدار ہین ایک سحر مین ان سب کو غارت کردونگی اور خوب ہوا کہ آج یہ سب کے سب حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہوگیا یہ سب شادی و غمی مین برابر شریک ہوتے رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہین سب ہمارے دوست ہین آج مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرست ہین حمزہ کے طرفدار ہین مین ان سب کو مارونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نرکھونگی کیا یہ لوگ مجھکو مانند ساحران ام الجبال اور عنطلی آباد کے سمجھے ہین دیکھو تو مین بھی کیسا انھین تباہ و برباد کرتی ہون کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتین کرکے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے مین گئی اُدھر یہ تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ السلام مین داخل ہوے دنگل پر بیٹھے جادوگر گرد و اطراف مین دوزہ باندھ کے جمع ہوے الوس جنی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہوکے گیا چار طرف جا جا کے سب کو حضور کے حال سے آگاہ کیا سب موجود ہین پوچھ لیجیے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہان حضور یہ بجا کہتے ہین انھون نے اس معرکہ عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمین تو معلوم بھی نہین تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای الوس جنی تم ایسا یار وفادار سرفروش حق نیوش جانباز دوست مساز کہان پیدا ہوتا ہی تمنے وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے انجام نہوگا ای الوس جب ہمکو فرامرز قارن عدلی نے عقاب مین پر چڑھایا ہی تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا تمام دور کر کے سردارون کو جا جا کر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمین آکے کھانا کھلاتا تھا یہانتک کہ دوڑتے دوڑتے اسکے پانون بیکار و ناقص ہوگئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا اور تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دو ہی چار روز کے عرصے مین تمام عالم کے

ساحرون کو جمع کر کے لے آئے یہی باتین تھین کہ **نظم**

تلوارین اور سپر ہوئے گرز گران بلند | اُڑتے ہوئے سیاہ پھریرے نشان بلند
آواز کوس حرب ہوئی ناگہان بلند | گویا ہوئی سپاہ عدو سے فغان بلند
دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہہ گئے | ٹکڑے اندھیری رات کے جنگل مین چھا گئے

جونہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس **صاحبقران** ذیشان مین پہونچی فرمایا خیر تو ہو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے واسطے گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہی **صاحبقران** ذیشان نے بھی حکم دیا کہ **بفضل** ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اُسطرف دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر بیشمار آیا ہی کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہی سب نے عرض کیا کہ ای ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے ہمارا کیا مقدور ہی جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اُسکی کر سکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور مناسب ہی دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہی وہ کیا ہی تم اپنا حال کہو کہ کیا کروگے سبھے یکزبان ہو کے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سرفروشی کے لیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور دیکھا کہا کہ مین غافل نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہی مجکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر شدنی معلوم تھا اور دیکھو وہ تدبیر یہ ہی اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھول کے ایک ڈبا نکالا اُسکے کھولا اُسمین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اُچک کے سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اُس لکا یہ ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اُسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین اور گردن مین اُسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کار پڑا ہوا تھا اُسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اُچک کے سر پر جاتا تھا اور اُسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر آکے اُسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اُسکی گود مین آکے اُسکا سر و سینہ ہوتا تھا بس اُس بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑتی وہ منہ کے بھل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کیطرف کے بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے اُنپر دم کیا وہ سب ہوش مین آئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بند کر کے پھر جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون تیار کیا تھا یا اب مین نے بنایا ہی کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہی کہ اس سحر کو رد کر سکے کیا منہ کسی کا کہ جو اُسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہی کہ کوئی اُسکی تاب لا سکیگا اسکے رد کرنے اور جواب دینے کا بھلا کیا ذکر ہی اور **صاحبقران** سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہی وہ کیا چیز ہی کہ میرے سحر کے مقابل مین ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اُسکی آئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک **سکلل** نجان جادو گروہ ساحر دیرینہ ہی مگر بفضل خداوند سامری و تائید جمشیدی اُسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کرو جب تمسے کچھ نہ ہو سکیگا اور تمھاری حربون سے یہ لوگ بچ جائینگے تو ایک طرفۃ العین مین مین سب کا کام تمام کر دونگی القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا اپنا سحر جگانے مین مصروف رہے ہر جگہ ہر ایک نے بچہ خوک کو جھٹکا کر کے اُسکے خون کا چکہ دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا مرچون کی دھانس آرہی تھی تل بھنک رہے تھے دھوان اُٹھ رہا تھا شعلہ ہاے آتش بلند تھے ٹکٹی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے حتے کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہ شاہان سلطان السلطان امیر حمزہ **صاحبقران** گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کر کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خنزیر خاوری اور ظفر گردہ شاہ دلیم شہنشاہ حجازی کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابو الہول دیوانہ اور یہود اسے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین چوب دستی لیے ہوئے ساتھ ساتھ تھے عمرو بن امیہ ضمری دامن گردانے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھائے ہوے

اسباب عیاری تمام جسم پر لگائے ہوئے چست وچالاک بنا ہوا آگے آگے عرصہ کارزار مین آکر کھڑے ہوے اودھر محروق
جادو اور طاؤس جادو دہنے بائین اوس سپہر اقتدار کے استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف
باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوے صف بہ صف کھڑے ہوے کہ اتنے مین سواری شہنشاہ جادوگران ملکہ
دمامہ جادو کی بھی نمایان ہوئی سات سو اژدہائے آتش فشان پر سات سو علمدار سوار علم اژدہون کی پشت مین گڑے
ہوے پھرہرے علمون کے آتشین اونمین سے پرکالے آتش کے نکلتے ہوے ساحر اونکے پیچھے ناریل اچھالتے ہوے کھیلتے ہوے
چلے آتے ہین آگے آگے سب ساحرون کے تخت ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا ہودج آتشین مین دمامہ بیٹھی
ہوئی بیحد ایرج کا قد دیو کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہر چہرے کا رنگ مانند الٹے توے کے سیاہ لہنگا کھاروے کا پہنے ہوے
ساری سالو کی اوڑھے ہوے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا ٹیکا بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالون کی لٹین چھوٹی ہوئین
زمین تک لٹکتی ہوئین ہر بن مو سے آگ کے شعلے نکلتے ہوے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر مین تمام کالے سانپ
لپٹے ہوے من اگل رہے ہین اور گرد و اطراف مین ساحران غدار مانند ماران فیل گوش سحر صولت اور عنبر جادو اور معنبر جادو
وغیرہ کے چلے آتے ہین ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار قشقے ہاتھون پر کھینچے ہوے میدان رزم مین آکے قائم ہوے
پرکالہائے آتش سر باسمان کشیدہ دھوان گنبد گردون مین پیچیدہ صدائے نالہائے زرمی سلے گوش گردون تک کر
نقارون کی صدا سے زمین متزلزل متحرک بس دمامہ جادو کا وہان پہونچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ وغضب دیکھنا تھا
کہ بمجرد دیکھنے کے جہان لشکر اسلام کھڑا تھا وہان کی زمین شق ہوگئی اور مرکب زمین مین سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران
نے دیکھا کہ اشقر دیوزاد بھی زمین مین دھنسا جاتا ہی محروق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ ای محروق جادو
اور ای طاؤس جادو یہ کیا آفت ہی کہ ابھی لڑائی نہین شروع ہوئی اور زمین مین زلزلہ پہلے ہی سے آگیا انھون نے
ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار یہ شہنشاہ ساحران ہی اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہی مگر حضور خاطر جمع رکھین
کنیزین ابھی اسکا تدارک کرتی ہین یہ کہکر محروق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائین طرف گئی اور جھولی
سے ناریل نکالکے کچھ اسم اوسپر دم کرکے زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثری تک پہونچا اور دو میل طلائی دہنے اور
بائین جانب لشکر اسلام کے قائم ہوگئے وہ زلزلہ موقوف ہوگیا زمین کا دھنسنا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زلزلہ لشکر اسلام
کی زمین کا موقوف ہوگیا ماران فیل گوش سے پوچھا ای ماران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو روکا ماران جادو نے
عرض کیا کہ محروق جادو اور طاؤس جادو نے دمامہ جادو نے ہنسکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری وجمشید کی ہی
کہ کل کی چھوکریان جنکے منھ سے ابھی تک دودھ کی بو نہین گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہین جانتین وہ ہمارے سحر کو رد کرین
تو قدرت خداوند سامری وجمشید کی دیکھو انکی بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی کچھ اندیشہ نہین ہین تو ایک لمحہ بھر
مین ان سب کو خاک سیاہ کردونگی مگر مجکو رحم آتا ہی کہ یہ سب بندگان خداوند سامری وجمشید ہین کیا انھین مٹاؤن
یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکارکے کہا کہ ای ساحران غدار وای مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی
شامت لائے ہو تم سب کو لازم ہی کہ حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو اور یہان آکے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانین بچانا چاہو نہین تو
تم مین سے ایک کو زندہ نچھوڑونگی سبکو خاک سیاہ کردونگی مجکو رحم آتا ہی کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا تو سنجی
اپنی نہ بلاؤ مجکو شل ساحران ام الجبال اور عنقلی آباد کے نہ سمجھو یہان مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر
سوار تھا اوس سے دمامہ جادو نے خطاب کیا کہ ای مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہان شادی وغمی مین شریک رہتا
تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو خدا پرستون کا شریک ہی اور مجکو بالکل بھول گیا میرے رعب وخوف کو دل سے بھلا دیا کیا تو

نہین جانتا تمام زمانے کے ساحر اور سارے دنیا کے جادوگر میرے تابع حکم اور فرمانبردار ہین کیا تو نہین جانتا کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتا اور مین تم سب کو اسواسطے سمجھاتی ہون کہ خلق مجکو بدنام نہ کرے کہ دمامہ جادو نے کسی پر رحم نہ کھایا سارے عالم کے ساحرون کا استیصال کر دیا اور خود میرا دل بھی نہین چاہتا ہے کہ تم سب میرے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو ورنہ ایک طرفۃ العین مین تم سب کا استیصال کر دونگی یہان سے مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ او لکاتہ کیا بکتی ہے نشہ کبر و خودی مین بیہوش ہوکے کیا جھک مار رہی ہے ہم سب مطیع و منقاد سکندر صولت سلیمان شوکت سرگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران کے ہین ایک مدت مدید اور عرصہ بعید منقضی ہوتا ہے کہ اس شہریار فلک اقتدار نے قعر کفر و ضلالت سے نکالکر ہمکو سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا عوض مین نار جہنم کے گلزار نعیم مین ہمارا گھر بنایا آج ہم سب اسکے ساتھ اپنی جانین دینگے اور اپنے مالک غفور رحیم سے اُسکے صلے مین جنت لینگے اور یہ غرور جو تجھے ہے خدا نے چاہا تو تیرے سامنے آجائیگا کسواسطے کہ حق تعالے کو کسی کا غرور پسند نہین شعر مرا و را رسد کبریا و منی * کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی * اور آج تک تکبر کسی کو نہین بھلا جسنے تکبر و غرور ذرا بھی کیا فوراً اُسکا بدلہ اُسکو ملا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد * بزندان لعنت گرفتار کرد * اے دمامہ جادو یہ دنیا چند روزہ ہے یہان کا جاہ و حشم ظاہری ہے کچھ اعتبار نہین کسی کو ایک حالت اور ایک طرح پر ہمیشہ قرار نہین جو آج ہے کل روانہ ہے دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہے پھر اس چند روزہ زندگی پر اتنا کبر و غرور عقل سے دور ہے عقلمندون انجام بینون کے نزدیک کبر و نخوت خلاف شعور ہے نظم

شایان فقط اسی کو کمال جلال ہے
اچھا کوئی جو اپنے کو سمجھے تو کیا حصول
جسپر ہو اسکی مہر وہی لاجواب ہے

حقا کہ اسکی ذات عدیم المثال ہے
اچھا ہے بس وہی جسے فرمائے وہ قبول
کیا جانے کون ذرہ ہے کون آفتاب ہے

یکتا ہے وہ عبث ہے جسے یہ خیال ہے
انسان اپنی اصل کو پہچانتا رہے
دنیا کا مال و جاہ ہے سب ہیچ اور فضول

ہو دوسرا بھی ایک یہ صاحب کمال ہے
ہون ایک مشت خاک ہی جانتا ہے
کاشانہ ہے بیش خلق مگر اسکے آگے بھول

اور اے دمامہ جادو ہم بھی کسی سے باریکی کا نہین رکھتے ہین ہمسے کبھی جو کچھ ہو سکے گا قصور و کوتاہی نہ کرینگے اگر ہم سبھون کی تقدیر ہی برگشتہ ہے اور اختتام امیر حمزہ کی صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین مقدر ہوا ہے تو خیر رضینا بالقضا اور جو اقبال امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا یاور ہے اور اختر طالع منور ہے تو شہر عنطلی آباد کی طرح اسکو بھی برباد کرینگے اور تجکو مار ینگے بس یہ کلمات سخت اور گفتگوے درشت جو دمامہ جادو نے سُنی تو نہایت غضبناک ہوکے پکاری او اجل رسیدہ مکلل خان جادو تو اپنے دل مین شاید یہ سمجھا ہے کہ مین کسی سے دبکر یہ باتین کرتی تھی مین تو تم لوگون کو اسوجہ سے سمجھاتی تھی کہ آج تک ہمارے تمھارے کوئی فیما بین جھگڑا بکھیڑا نہین ہوا ہے تم ہماری شادی و غمی کے شریک رہے ہو ہم تمہاری شادی و غمی کے شریک رہے ہین ہمیشہ تم ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے کبھی کوئی بات ایسی نہین ہوئی جس سے تمھین ہمسے ملال ہو نجا ہو یا ہمین تمسے رنج حاصل ہوا ہو آج جو تم سب ایک شخص غیر کے لیے جسکی کچھ ہستی نہین یلغار کرکے آئے ہو اپنے دل مین کیا سمجھے ہو حمزہ ایسے ہزارون بھی اگر چاہ الماس مین آئینگے تو سوا قتل ہونے اور مارے جانے کے کیا بنا لینگے اور مین تو اسے پہلے ہی قتل کر چلی تھی لیکن اسکی اتنے دن کی زندگی تھی اسی سبب سے چھوٹ گیا اور بھلا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہے دیکھو تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے مجھے تو یہ خیال ہے کہ گیہون کے ساتھ گھُن نہ پسے یہ قتل ہو تو تم سب کی تو جان نہ جائے مگر اب تم نہین مانتے سو خیر تمھین اختیار ہے جہان تک سمجھانے کا حق تھا مین تم کو سمجھا چکی اب میرا کوئی قصور نہین مین مجبور رہون ورنہ مین تو مدت سے تمہاری تدبیر کر چکی ہون یہ کہکے جوڑے سے وہی نجمیمون نکالا اور زنجیر پکڑکے جو اُسے کھینچی تو اسنے ایک چیخ ماری کہ صدا سے اسکی تمام ساحر لشکر اسلام کے اور جملہ جادوگر فوج دمامہ کے سُنتے کے قبل بیہوش ہو ہوکے گر پڑے بعد ساعت بھر کے جو ہوش مین آئے دمامہ جادو پکاری کہ اے مکلل خان جادو دیکھا تونے اور وہ کل کی چھوکریان بے چنگے

منھ سے ابھی دودھ کی بو تک نہین گئی جنھون نے فقط نام سحر کا سُن لیا ہی اور کچھ نہین جانتین اور میرا سحر رد کرنے کو موجود ہین انھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین ابھی تو تم سب لوگ اسکی آواز ہی سنکے بیہوش اور خود فراموش ہوگے منھ کے بھل زمین پر گر پڑے ہو اور جسوقت مین نے اسکی دونون ٹانگین پکڑکے چیرین اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اُسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہوکے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے ہوجاؤگے آنکھین بیکار ہوجائینگی مین تم سب کو قتل کرڈالونگی اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم کھاؤ حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہی مجکو خداوند سامری و جمشید کی مجکو افسوس آتا ہی کہ نو لاکھ بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہوجائینگے اور فی الحال تامل و تساہل اس سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بیٹھے ہین جب آپ نے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے استیصال سے عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کردونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہہ رہی ہی یہان کا حال سُنیے کہ ساحران اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چپکے کھڑے ہوئے تھرتھر کانپ رہے تھے جیسے لرزہ سکو چڑھا ہوا تھا اور گویا منھ مین زبان نہ تھی کہ دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین دم بھی حیرت مین سکتے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے مخروق جادو و طاؤس جادو سے فرمایا کہ صاحبو میمون سحر عجیب و غریب بنایا ہی کہ مین بھی اُسے دیکھکے خائف ہوا تھا اور آواز اسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا مین نے آج تک کہین کسی کی نہین سُنی شعر عجب ہولناک اُس لعین کی صدا تھی * معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی * دیوون کی آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو ظرفۃ العین مین تم سب کو مارڈالتی اور کوئی اسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تمنے کیا تدبیر تجویز کی ہی مخروق نے عرض کیا پیرو مرشد ہم جانباز اور سرفروشی کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہونگے اُسوقت ہمین معلوم نہ تھا کہ اسنے ایسا زبردست سحر تیار کیا ہی نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اسکی تیار کرتے ہین و دیرے یہ کہ مکلل خان جادو ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ انھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہی یہ کیا کچھ کمی کرینگے مکلل خان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی ای امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہی میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کرسکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا جب مجھ ایسے پیر ضعیف کا یہ حال ہی کہ ابتک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہی اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ خائف ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین کہ جسکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہی اور روے زمین کے ساحر اسکے سرو ہین ایک مرتبہ سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کرسکا یہانتک کہ خود سامری نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے جب دیکھا تھا اور دوسرا آج دمامہ جادو کے پاس دیکھا پیرو مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر صاحبقران نے مایوس ہوکے جواب دیا کہ ای مکلل خان جادو اسم اعظم تو اس لکاتہ نے پہلے ہی بند کردیا ہی مکلل خان نے پھر دست بستہ ہوکے التماس کیا کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہی جو ہوگا دیکھا جائیگا مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد * مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر دل بید کانپنے لگے کہا جو مرضی الٰہی اُدھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاکر مین بھی دیکھون کہ آج کیا کرتے ہو ایک شرحعطر جادو نامی بلائے بیدرمان آفت روزگار ہی اُسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کردون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے

حافظ و نگہبان ہین بس معطر جادو نے اپنے اژدر آتش فشان کو میدان مین لایا اور جھولی سے ایک چوٹی دارنا ریل نکالکے زمین پر مارا کر شق ہو گیا اُسمین سے ایک شعلہ لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہو گیا اور موجین مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو طاؤس پر سوار تھی اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریاے آتشین بڑھتا چلا آتا ہی فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے بڑھایا اور میدان مین آکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اُسپر چند قطرے پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھڑکے کہ وہ آسمان کی طرف اُڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کر دریاے خونخوار موجین مارنے لگا اور اُسطرف بڑھنے لگا حتی کہ وہ دریاے آب اُس دریاے آتش پر گرا دونون دریا باہم صحرا کی طرف روان ہو گئے اور سبکی نظرون سے نہان ہو گئے معطر جادو غیظ مین یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تونے میرا سحر رد کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ او حرامزادے دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسنے بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونون مقابل ہوے سحر ہونے لگے ادھر اس ناری نے اژدر آتش فشان کو شعلہ بار کیا ادھر اس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا دونون اُس آگ اور دھوین مین چھپ گئے مگر آواز دونون کی چلی آتی ہی بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اُسمین سے طاؤس جادو پسینے مین غرق سر معطر جادو کا ہاتھ مین لیے ہوے نکلی غل ہوا کہ وہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اُس نابکار کا سامنے امیر شکوہگیر کے ڈال دیا امیر نے طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اُسکی بوسہ دیا بہت سی تعریفین کین اُسطرف عنبر جادو نے جو دیکھا کہ معطر جادو مارا گیا غیظ و غضب مین آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اُسنے اُسے اجازت دی یہ میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے ساحران لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیق کو شہنشاہ جادوان ملکہ دمامہ جادو کے مار ڈالا دیکھو تو اب کیا گل کھلتا ہی ایک کے عوض مین کون کون خاک مین ملتا ہی کس کس کا سر قلم ہوتا ہی کون کون فرش موت پر سوتا ہی یہ کہکے ایک تسمہ جیب سے نکالا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پر ان ٹکڑون کو رکھکے اسم سحر پڑھکے اُسے اُڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اُسمین سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے جسکو اُن سانپ اور بچھوؤن نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پھانس اُس موذی کی دیکھی اُسی وقت ایک لوہے کی چادر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سرون پر چھاگئی اب جو مار و عقرب اوپر سے آتا ہی اُسی لوہے کے آسمان پر گرتا ہی طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزارہا طاؤس سحر بناکے اُڑائے وہ اُس آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا اُنھون نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام اُن طاؤسون اور سانپ بچھوؤن کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو یہ دیکھا کہ سب اہل اسلام اس تماشے کی طرف مخاطب ہین اُسکے دل مین خیال آیا یہ موقع خوب ہی تو چلکر جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا ایسا وقت فرصت تقدیر سے مل جاتا ہی بس اپنے دل مین یہ خیال فاسد کرکے زمین پر گر کے لوٹا اور اسم سحر کا جو اپنے اوپر پڑھ کر پھونکا فوراً وہ خانہ خراب بشکل عقاب ہو گیا اور آسمان کی طرف پرواز کی جب بروے ہوا کچھ بلند ہوا وہان سے دونون پنجے جوڑ کے صاحبقران پر آگرا اور لپٹنے دونون پنجون سے دونون شانے امیر کے مضبوط پکڑ کے آسمان کی طرف لے اُڑا اور بلندی پر جاکے لشکر دمامہ جادو کی جانب روانہ ہوا یہان لوگون نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام مین ایک غل پڑ گیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہی محروق جادو نے جو یہ تیز پری اسکی دیکھی اُسیوقت آپ ایک باز تیز پرواز کی صورت بن کر اُڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو پنجون مین دبائے

اڑاتا ہوا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے اُسکے یہ باز پھڑ پھڑ پرواز سن سن کرتا چلا جاتا ہے لوگ دونون لشکرون کے دیکھ رہے ہین
دمامہ جادو کو نہایت خوشی ہے کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین شادیانے
فتح کے بجواتی ہون اور سب کو بھی کسی سے گرفتار کروا منگاتی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے کہ بار الہا
صدقہ اپنی وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بےکسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اس عقاب کے پنجہ سے
جلد رہائی دے غرضکہ پہونچا وہ باز تیز پرواز اس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اسکو زخمی کیا اس عقاب کے جسم کو
زخمون کی ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ
صاحبقران زبان زمین پر گرا چاہتے ہین بروے ہوا بلند ہو کے صاحبقران کو روک لیا اور وہان سے لا کے
پھر اشقر پر سوار کیا ادھر محروق یعنے باز مصنوعی نے عنبر جادو یعنے عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقار زنی
مارین کہ پیٹ اس شکم سوختہ کا چاک ہو گیا اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من عنبر جادو
بود اور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ و بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سحر صولت جادوگر
ملکہ دمامہ جادو کا شاگرد خاص ہے اسنے جو دیکھا عنبر جادو کہ تیرے برابر کا تھا وہ مارا گیا کمال غضب ہوا اور یہ کہکے دمامہ
جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ محروق جادو مطیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اسکے مارے جانے کا نہایت
ملال ہے اسکی تاب مفارقت محال ہے غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ اتنے بڑے جادوگر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا
ہے اے ملکہ میری آنکھون مین خون اتر رہا ہے اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اُسکے خون کا عوض لون کچھ رنج و الم
اسکا دور ہو دل مسرور ہو دمامہ جادو نے جواب دیا کیا مضایقہ ہے تم بھی میدان مین اپنے دل کا حوصلہ نکال لو یہ سنکر
ماران فیل گوش دمامہ جادو کو سلام کر کے مثل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہونٹھ چباتا ہوا
میدان کی طرف چلا اُدھر دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ماران کو بھی لشکر اسلام نے معظر جادو
اور عنبر جادو کی طرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا
رشتہ حیات توڑ دونگی سبنے ہاتھ باندھ باندھکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران بھلا دنیا مین کسکی مجال ہے کہ ماران سے
مقابلہ کر سکے جسے قضا منھہ دکھائے وہ بیشک اسکے مقابلہ کو آئے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ اسنے معرکہ آرا ہو ایک
مقبل خان البتہ اُن مین ساحر زبردست ہے تو وہ بھی اُن سے عہدہ برآ نہ ہوگا یہ حضور کی آنکھین دیکھے ہوے ہین
آپکو دنیا بھر کے سحر سیکھے ہوے ہین کوئی کیا اُسکے منھہ چڑھ سکتا ہے اُسنے لڑائی مین کوئی کیا ٹھہر سکتا ہے یہان تو یہ باتین
تھین وہان ماران جادو میدان مین آکے قائم ہوا اور نعرہ کیا کہ اے ساحران اسلام اور اے تابعان حمزہ خود کام تمنے
آج بازو میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مار ڈالا یہ کہکے تھوڑی سی خاک چٹکی مین اٹھا کے اسم سحر اسپر دم کر کے زمین پر اُسے پھینکا کہ
یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑی ہوئی تھین اُنکے پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک بگولہ خاک کا
اُٹھکر دونون کے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہو کر گرین گرتے ہی تڑپنے لگین لشکر اسلام مین غل ہوا
کہ ارے دیکھو محروق اور طاؤس جادو کا عجب حال ہے دیکھیے جانبر بھی ہوتی ہین یا نہین مقبل خان نے جو یہ
حال محروق جادو اور طاؤس جادو کا دیکھا اُسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اسپر کچھ پڑھکے دم کیا بعد اسکے اُسی پانی کو
لا کے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپنا انکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آئے انکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مقبل خان نے
وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے
پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک فوارہ جلتے پانی کا نکلکر ماران جادو پر پڑا ماران جادو نے جو اسم سحر کا

بڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اُس شگاف زمین پر مارا زمین برابر ہوگئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہوگیا ماران
جادو پکارا کہ مکلل خان میدان مین آ اب میرا تیرا سامنا ہی تو ہمنشین سامری کا ہی مین شاگرد شہنشاہ ساحران
ملکہ دمامہ جادو کا ہون دیکھون آج تو مجھسے بازی لیجاتا ہی یا مین تجھسے گوے سبقت لیجاتا ہون ساری عمر مین آج ہی
تو تیرا سامنا ہوا مین ہمیشہ تیری سحر ساحری کا ذکر مذکور سُنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری اُستادی دیکھون خیر آج
اتفاقات روزگار سے سامنا ہوگیا مین دیکھون کہ تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سحر مجھپر چلتا ہی یا میرا
جادو تجھپر پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات سخت و درشت اس ناہنجار آفت روزگار بدخلق بدخو ماران جادو سے مکلل خان
جادو نے سُنکے اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھایا مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان
میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر کچھ اسم سحر کا پڑھ کے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا
اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکے مجھپر جھپٹا ہی اُسنے بھی اپنے اوپر
اسم سحر کا پڑھ کے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل بنکے اُسپر دوڑا دونون باہم لڑنے لگے اور وہ شیر یعنے ماران جادو
ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل بنا ہوا اُسکے طمانچے کو اپنے سینگون پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونون
مین باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان
کو غصہ آیا اُسنے بھی پیچھے ہٹ کے جو ایک سینگ اُسکے مارا تو اُسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو بچستی تمام علیحدہ
ہو کے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان پر دوڑا اُسنے بھی چاہا کہ مین کوئی اور صورت بناؤن مگر مہلت نہ ملی یہانتک
کہ اُس فیل آتشین نے آکے اُسکو دبا لیا اور زمین پر گرا کے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان
مغلوب ہوا اور اب کوئی دم مین کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ اے کس بیکسان اے یاور غریبان
اس مرد ضعیف کو ماران جادو کے ہاتھ سے بچا لے اور ہمکو ان ساحرون کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے
ساحرون سے مخاطب ہوکے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اسکا کام تمام ہوا
چاہتا ہی جلد اسکو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کو جاؤ کوئی جواب بھی نہین دیتا ہر شخص غرق دریاے حیرت سکتے کی صورت
بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ سرور مرشد
یہ ملعون شاگرد رشید دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر مین ہمسر اور ہم پلہ دمامہ جادو کا اس سے کون مقابلہ کرے
کون میدان مین جائے اور جو اسوقت اُسکے پاس جائیگا وہ مارا جائیگا لہذا ہمین نہ اُسکے نزدیک جائینگے خدا ہی مکلل خان کو بچانیوالا
ہی فقط اُسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ یہ اُسکا سحر رد کریگا ورنہ دشمنون کے کان بہرے کام تو اُسکا
تمام ہوچکا اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین ہین سبکی رنگتین زرد ہین ہاتھ پاؤن سرد
ہین رخون پر اُداسی چھائی ہوئی ہی چہرے پر مردنی بھری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کسیسے بھی کسی
ساحر کی جرأت نہین ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جائے اور مکلل خان کو اُسکے شر سے بچائے پھر دست
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تو نے بڑے بڑے معرکون
مین میری مدد کی ہی جب مجھپر جو بلا آئی وہ تو نے اپنے فضل و کرم سے رد کی تیری ہی مدد سے مین چاہ الماس مین آیا اور فرغون
جادو اور نرگس جادو اور سرامہ جادو و بوتیسال جادو کو واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر مین آج
اس لکاتہ دمامہ جادو سے بھی معرکہ آرا ہوا اس مین بھی ابتک اُسپر دوڑ رہا اُسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی
دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی کہ بنی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندۂ ذلیل و حقیر کی خاک

مین ملا چاہتی ہی بواسطہ اپنے بندگان خاص کا میری آبرو رکھ لے اور اس بندہ بیکس و بے بس کو اس موذی کے
چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزہ صاحبقران بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ
تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا شعر ؎ شست ہمت کشور کشائش ✤ بر آید بر ہدف تیر دعائش ✤ یکایک دیکھا کر ایک لکہ ابر آسمان
پر نمایان ہوا اس مین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون بجلیان چمکنے لگین اُس رعد کی آواز مہیب و بجلیون کے چمکنے
سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے
لگے ہاتھ پانون پھول گئے سارا سحر بھول گئے چہرون کے رنگ زرد ہو گئے جسم سب کے سرد ہو گئے آنکھین خیرگی کرنے لگین
دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف مخاطب ہو کر کہا معلوم ہوتا ہی ملکہ برق جادو آپہونچی یہان دمامہ جادو یہی
کہہ رہی تھی اور ماران فیل گوش چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جائے کہ آواز
گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اُس لکہ ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جلکے خاک سیاہ ہو گیا اور
مکلل خان سراسیمہ و پریشان بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا
کہ ماران جادو کے ہاتھ نے میرا کام تو تمام ہو چکا تھا مگر بفضل خدائے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچگیا صاحبقران
زمان نے مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا اُدھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ
برق جادو نے میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گرا کے خاک سیاہ کر دیا مارے غصے کے
مثل مار سر دوم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مثل خون کبوتر کے ہو گئین ابروؤن مین بل پڑگیا ہونٹھ
چبانے لگی اور بصد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامۂ دہر آفت روزگار تو نے
ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ اچھال چھکہ تجھے میرا بھی خوف نہ آیا ہر شرط کہ پہلے تجھی کو خاک سیاہ
کردون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سرمہ جادو کو قتل کر دیا پھر انکے قاتلون کو
میری قید سے رہا کر دیا مین نے جو پوچھا تو مجھ سے جھوٹی قسمین کھا کے صاف انکار کیا آج تو تیرا سب جھوٹ کھل گیا
کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے ماران کو مار ڈالا او لکا تہ یہ سارا تیرا ہی بس بویا ہوا ہی یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہی
خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون کو مار لون بعد
اُسکے تجھ سے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور اسی بچہ میمون کو جوڑے مین سے نکال کے
دونون ٹانگین اُسکی پکڑ کے چیرین اُسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اُسکی گونج
گئی سبکے کلیجے ہلگئے ہاتھ پانون سرد ہو گئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہو گئین آنکھین چندھیا گئین
اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سب کے سب مثل
کور مادر زاد کے نابینا ہو گئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی تھی یقین مرگ کا ہو چکا تھا
مکلل خان پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ سامری کے زمانہ مین اس بچہ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین سے
کوئی نہ کر سکا بھلا اب کون کر سکتا ہی جب ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزہ صاحبقران سرگروہ
خدا پرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ الٰہی پروردگار عالم
اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہی کوئی تدبیر بن نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون
کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک
آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

عیسےٰ روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر بھو بچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندۂ ذلیل اس بلائے عظیم سے نجات
پائیگا ابھی صاحبقران یہ دل مین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی
اور وہان سے طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آکے شیشہ باطل السحر کا توڑا اور آواز دی کہ اے شہریار
اسم اعظم یاد کیجیے بس صاحبقران والا ہمم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم
پڑھکے اپنے ساحرون پر دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آئے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا
طمانینت حاصل ہوئی سب ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے دمامہ جادو کی طرف بڑھے
اور دمامہ جادو اب ہر چند اس بچہ میمون کو چیرتی ہے مگر صدائے بناشد اسکی آواز ہی نہین نکلتی جو جو امین سے آواز
نکلنا موقوف ہوتی جاتی ہے یہ اور دانت پیس پیس کے ہونٹھ چبا کے اسکو چیرتی ہے مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون
مثل روئی کے لنگور کے چرتا چلا جاتا ہے اور کچھ آواز نہین دیتا یہانتک کہ دمامہ جادو اسکو کمر تک چیر چکی کہ امیر با توقیر
نے اسم اعظم جو پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف
ٹٹولنے لگی امیر با توقیر نے فرمایا کیون اے دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہے اسنے غصے مین آکے آواز کیطرف جواب دیا
کہ اے حمزہ مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہو چکی ہون اور کام میرا تمام ہو چکا مگر جواب بھی تو میرے
ہاتھ آجائے تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہان سے مکلل خان نے آواز دی کہ او لکاتہ دمامہ
جادو تجھے تو بڑا غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون
کی طرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہوکے چپ ہو رہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ کے
شعلے نکلے اور دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رخ کیا صاحبقران نے دوڑ کے ایک ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی
کا سر پہ اس علامہ کے مارا کہ پھل تیغ آبدار کا سر و سینۂ پر کینہ اس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا
غل ہوا دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اڑنے لگی چارونطرف
اندھیر اچھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے حربے لیے ہوئے دوڑے ادھر سے ساحران اسلام
کمک کو آئے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہے اسطرف کا ساحر اسکی رد کرتا ہے جو ادھر
کا ساحر سحر کرتا ہے یہ اسکا جواب دیتا ہے غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب
خوب سحر بازی ہوئی حمزۂ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکار کے کہا کہ صاحبو
دمامہ جادو تو ماری گئی اب تمہاری اس رد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون
مفت دیے دیتے ہو قصے بکھیڑے تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و
فرمانبرداری خاصۂ باری سرگروہ اسلامیان افسر خدا پرستان امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی اختیار
کرو تو تم سبکی جان بخشی ہوجائے ہر کس و ناکس امان پائے یہ سنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کرکے چلانے لگے
یا صاحبقران الامان شعر چار جانب سے صدا آئی بفریاد و فغان + الامان و الامان و الامان و الامان +
صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی چار طرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغ عقرب سلیمانی کو
جوہر کے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون سے پکار کے ارشاد فرمایا کہ اے ساحران جانباز و اے
مردان سحر ساز بس اب جانے دو لڑائی موقوف کرو ہمنے سبکو امان دی منادی چار طرف پکارنے لگے اے ساحران
لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی

موقوف ہو گئی دونوں لشکروں میں امن و امان ہوئی سب کے ہوش و حواس بجا ہوے دل ٹھکانے لگے طوفان بے تمیزی برطرف ہوا امن و عافیت کا غلغلہ ہر طرف ہوا تمام افسر لشکر دمامہ جادو کے رومالوں سے ہاتھ باندھ باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہوے عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اُسکے اُن سبھوں کو صاحبقران کے قدموں پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو تشفی و دلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ آج کا سحر بھی یادگار روزگار رہیگا ہمین زندگی سے یاس ہوچلی تھی آس ٹوٹ گئی تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتین تو ہم سب کی جانین جاتین تمہاری مدد سے یہ لڑائی فتح ہوئی نہین ہمکو تو یقین مرگ ہو گیا تھا اے ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر کا تمنے لا کر توڑا اور کیا خوب ماران جادو کو بجلی گرا کے جہنم واصل کیا شاباش و مرحبا آفرین صد آفرین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب حضور کا اقبال ہی ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اُس لکاتہ کا سحر میمون برطرف کر سکتی اے امیر صاحبقران سچ تو یہ ہی کہ اگر مین شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے مکلل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض کر وہ اُسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے دشمن قتل ہوتے اور مجھے تمام عمر کی ندامت و خجالت حاصل ہوتی عرض ابھی یہی باتین تھین کہ سواری سیار النجم شمار جادو وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اُسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ ہوچکا تمام لشکر اُسکا مطیع صاحبقران ذیشان کا ہو گیا بس وہ بھی ملکہ برق جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت حاصل کیا اب امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیون مین تشہیر کر وا ور سر تخبیں اُسکا دروازہ شہر زمرد پر لٹکا دو سیار النجم شمار جادو نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر و جواہر سر امیر عالیوقار پر نثار کرتا ہوا شہر زمرد مین لایا تمام جادوگر ہمراہ رکاب حاضر ہوے ایوان بادشاہی مین صاحبقران دوران بصد شوکت و شان رونق افروز ہوے تمام عمائد و روسا ے شہر و ارا کین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذرین گذرنے لگین سب کو علے قدر مراتب خلعت و انعام معافیان جاگیرین ملنے لگین سیار النجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لا کے حضور مین گذرانی فرد کو جو دیکھا تو عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا طمع دُنیا غالب ہوئی کہا کہ اے صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا ہی اسلیے کہ مین نے بہت محنت کی ہی بڑی زحمت اُٹھائی ہی جب مجھکو ابو الہول نے چاہ الماس مین گرایا ہی تو ایسی ضرب شدید مجھکو پہونچی تھی کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہی آج تک میری کمر کا درد نہین گیا ہی خدا جانے اب مین اسکے صدمے سے جانبر بھی ہونگا یا نہین صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا اے خواجہ جو وہ ملی ہمیشہ سے تمہارا معمول ادھر حق ہی وہ تمکو بے حجت و تکرار ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہی عمرو نے جواب دیا اے صاحبقران کیا خوب آپنے انصاف کیا ہی کہ کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہی غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آئے آپ کو دمامہ جادو کی شر سے نہ بچایا کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو آموجود ہوے مین تو کبھی وہ بکی نہ لونگا وہ بکی لینے کیواسطے مین اپنی جان بیچ کے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہان آپ کو بھی لیجا کے اُس ملعونہ کو قتل کیا میدان مین خیمے استادہ کرائے لشکر کو دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدر دانی کی سبحان اللہ آپ اپنی وہ بکی بھی رہنے دیجیے میرا خدا کہین اوسے مجھکو دیگا اور اگر مین یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچون کو چھوڑ کے ایسے بلا خیز آفت انگیز مقام پر آتا جہان پیاس کے مارے جدا دم نکلا آدمی سے جانور جدا بنا کچھ خدا نے اپنا فضل کیا جو اُس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی مین آیا اے امیر وہ بکی انھین

لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گویا خدا کی راہ پر مفت مانگتا ہون
ہین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ خواجہ بالکل ہی
آزردہ ہوتے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر دہ یکی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ تم کو ملیگا خواجہ
نے جوابدیا کہ ای امیر با توقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے لون مین تو اچھا خاصہ
مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مر جائے مین کوئی رنڈیا دکھیا عورت
نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف انصاف ہی مگر ہان
جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن نہین کہ آٹھوان حصہ
مین لون جاہے جسقدر آپ فرمائین اور جاہے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار
غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد حجت و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو
کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کر دیا عمرو بھی اسقدر مال کثیر پاکے نہایت خوش ہوا بغلین بجانے
لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اس اثنا مین کبھی نہ مرونگا بعد اُسکے صاحبقران با ایمان نے
حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین اور بجائے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جائے
سکہ بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد کے نام پر جاری ہوا اور ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور
فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ
کیا دکانون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے ٹھاٹھر کرواے قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا
ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق اور از عرض تا طول ایک ڈال زمرد سبز کا بنا ہوا تھا اور اُسمین شیشہ
آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگائے اور جہان ایک
جھابہ تھا وہان بیس جھابے لٹکائے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین اور جہان
ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلائے غرض
ہر چیز کو دس گونہ اور پچاس گونہ کرکے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر با توقیر مع ہمراہیون کے تشریف
لیگئے وہانکی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہو گئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے کہ کھانا تو
درکنار کسی نے انکا نام بھی نہین سُنا تھا پہلے امیر کشورگیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود کی
آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی کہرا سارنگی کا بلند
ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا افلاک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب گایا خوب
خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا کسب و کمال
دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہی کہ رنگ محفل خوب جما ہوا
ہی مئے ارغوانی کا سرور گٹھا ہوا ہی برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہی کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے پڑے ہوے
ہین چنچل بیٹھی گانا سُن رہی ہی یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہی ایک مرتبہ اسنے عمرو کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ
صاحب اگر آپکے مزاج مین آئے تو کچھ آپ بھی کہ اُٹھیے کچھ گائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو کلفت دور ہو
عمرو نے جواب دیا کہ ای ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو نے جل کر جواب دیا
کہ جی ہان سچ ہی مین بھول گئی آپ کے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے گا دریاے سیماب

کے ملاحون کو مین ہی نے گا بجا کے رجھایا تھا مین ہی سرامہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تھی آپ تو گویون کے
برسون مین بھی نہین رہے عمرو بولا کہ ہان سچ ہے مین گانا کیا جانون وہ وقت اور تھا صاحبقران کی خاطر منظور
تھی اُس لکاتہ کو جہنم واصل کرنا تھا اس وجہ سے گایا تھا ورنہ مین کچھ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور ہر کس وناکس
کی صحبت مین گاتا بجاتا پھرون یہ تو بھاٹ منگون گویون کا کام ہے کہ ادھر صبح ہوئی اور گلے مین ڈھولک ڈال کے
نکلے گلی گلی پھرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکھی بس ہمیشہ دلبرے سبحان مبارک باشد گانے لگے
ملکہ برق جادو نے بصد ناز وادائے معشوقانہ وغمزہ وکرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارے اوزرد باریک گردن لٹک لٹکا
گاتا ہے یا نہین یا مجھ اسوقت میرے مُنھ سے سُنے گا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی وشادی کا کونسا
دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکاتہ دمامہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا اگر آج ہی
تجھے گانے مین انکار تھا تو پھر تو اس محفل عیش ونشاط مین کیون آیا اور یہ شرط کہ اب تجھے یہان سے گردن پکڑکے
نکال دون عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کر رہی اور ناز معشوقانہ دکھا رہی ہے اسنے کہا اچھا
مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی گویا گاتا ہے تو صاحب خانہ اُسے کچھ دیتا ہے بھلا مجھے
بھی کچھ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زروجواہر ملا ہے تجھے بھی اپنا صدقہ
بلادے دینگے عمرو نے کہا خیریت ہے یہ بات اپنے دل سے دور رکھو کہ اپنا صدقہ بلادے دینگے صدقے بلا کے لینے
والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو مُنھ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منھ دھو رکھو دینے
کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی شے ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان کوئی
سرامہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہے نہین کہ بیخود ہوکے گواے گاتا ہے گا نہین گاتا ہے نہ گا غرض عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی نے کی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور بہ الحان داؤدی یہ غزل گانے لگا

غزل

وہ یون تو میرے گھر آنیکا وعدہ بھول جاتے ہین
خبر کب جانکر میری لحد پر پھول چڑھاتے ہین
نزاکت یہ ہے پا ئوان برسون ہی دُکھے جاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جس سمت پاتے ہین
نہ کیونکر اشک گرم آنکھون سے نکلین عشق کی تپ مین
بہت نازک جو شیشے ہین فوراً ہین ٹوٹ جاتے ہین
سُنا ہے کشتۂ دیدار جانان جب سے لوگون نے
وہی تو دوست ہین جو وقت بد مین کام آتے ہین
سُنا ہے زندۂ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین بیمار کو بیمار کی صورت دکھاتے ہین
بہ محفل نکلے جو دی نہ انکی غیر ممکن ہے
وہ ذلت مین بھی عزت اپنے عاشق کی بڑھاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہے ظلم کس ناشاد کے دل پر
جنون اب ہم بھی ارباب سخن مین لکھے جاتے ہین

مگر یاد آتا ہے جب پاؤن مین مہندی لگاتے ہین
بدلکے کروٹین کب سے زغم سے چین پاتے ہین
کسی شب خواب مین میرے جو بھولے سے وہ آتے ہین
نشان ناتوانی نام سے بھی پائے جاتے ہین
لب جو ہوکے گر جی لیں مصافی شکوہ جاتے ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہون غمگین دل احباکے
ہماری قبر پر آکے سب آنکھین چھپاتے ہین
سوا تیرے کسی یار دیکھو نکر ہوا انھین اپنا
تو زندے بھی ترے کشتو نہین بلکہ مرے جاتے ہین
مجھے اے حور کیون آیا ترے گھر مین خیال دل
چُرا لیتے ہین جو دلکو وہی آنکھین چراتے ہین
طلب جیسے کسی کی ہے مجبورون کی تری محفل مین
جو ساوے حاملان عرش اعظم کانپ جاتے ہین

وہ میکش تھا مین بعد مرگ جو مئخوار آتے ہین
وہ پہلو جلنے لگتا ہے جو یہ پہلو بچاتے ہین
اُسکو ساغر مے بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین اُٹھتی ہماری نہر لاکھ اُسکو اُٹھاتے ہین
کسیکی سخت باتین میرے دل سے اسے سکین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹھ جاتے ہین
نہ کیونکر ہجر مین اندوہ وغم ہمراہ ہون ہر دم
ترے بندے خدائی کو تو اکثر بھول جاتے ہین
دل رنجور کیونکر انکی آنکھون کو دکھاتا ہین
سُنا ہے باغ جنت مین تو سب غم بھول جاتے ہین
اُٹھاتے ہین پکڑکے ہاتھ مرا اپنی محفل مین
گنہگار و نہین اگر بیگنہ بھی بیٹھے جاتے ہین
فقط عشق و ادب کے فیض صحبت کا اثر ہے

عمرو اسطرح اس غزل کو گایا کہ سب اہل محفل وجد کر گئے کوئی خاموش خود فراموش

غرق حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسی کا یہ حال ہوا ہی کر وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین جھکی بیٹھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی اب بھی اپنی استادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمھاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب میرے جی مین آتا ہی کچھ کہہ لیتا ہون اور حضار محفل نے بھی اصرار کیا کہ ای خواجہ کچھ تو اور گایئے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سننے سے بانسری بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین بھولتی یاد وجانی تمھاری
عزیز جہان شکل یوسف ہو تم بھی
جلاتے ہو تم کھلے مرتے ہزارون
نہین تمسے طالب کسی شی کا عاشق
نہ مو سے کبھی طالب پدر ہوتے
دل غیر سے بدلین ہم دلکو کیونکر
نہ دیکھونگا محشر مین بھی مین کسیکو
جنون کی مدد کیون نہین کرتی شاید

فقط پاس ہی یہ نشانی تمھاری
سنو جستجو ہی کہانی تمھاری
غضب کی ہی معجز بیانی تمھاری
فقط چاہیے مہربانی تمھاری
جو سن لیتے وہ لن ترانی تمھاری
محبت ہی امین نشانی تمھاری
رہی گر یونہین بدگمانی تمھاری
کیا کرتا ہی مدح خوانی تمھاری

ترقی ستم کو نہ کیون اندنون ہو
بناؤن الٰہی سے طوق گردن مین لاغر
نہ کیون داغ فرقت کو سینے مین کھون
عیان ہوگا ای آنسو و راز الفت
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو
نہین تمسے تو اب تو کہنے لگے ہو

اگر یو شاک ہی آسمانی تمھاری
جو لمجائے جھلا نشانی تمھاری
کرای ماہ ہی یہ نشانی تمھاری
ڈبوئیگی مجھکو روانی تمھاری
غضب کرتی ہی بدگمانی تمھاری
رہی گر یونہین لن ترانی تمھاری
بہت بڑھ گئی بدزبانی تمھاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی ہفت پیوندی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ ومہ ادنی اعلی یگانہ بیگانہ ارا کین سلطنت مشیران مملکت سردار غیر سردار جتنے حاضرین صحبت تھے سب کے سب ایک زبان ہو کے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گایے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سُنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہو کسکی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کہونگا وہی لونگا اب اُسکی وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اسیوقت کہدیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اسی مارے تو مین گاتا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑنا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جتنا زر و جواہر تو کہے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زر و جواہر مجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود مجھ سے لیلے ابھی تیرے سامنے صاحبقران نے مجکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر کشور گیر کیطرف مخاطب ہو کر ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران ذیشان آپ بھی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیر خواہ قدیمی کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین مُنھ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان کہان تمھاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمھاری جان بچائی کہان کہان یہ کام نہین آئین تمھین چاہیے کہ تم خود اُسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ اُلٹے اُس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ مردون کا یہی شیوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچائے اُس سے اپنا خون بہا طلب کرین ای خواجہ اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندۂ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زر و جواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور چپکے سے کہا کہ مین ایک مدت سے

اسیر مرتا ہون اُسکے دام اُلفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون آپ ہی اتنا ثواب لیجیے
کہ میرا عقد اُسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشور گیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے برق جادو کو پیغام دیا کہ
خواجہ تمیز فریفتہ ہی ایک مدت سے تمھارے حسن و جمال پر شیفتہ ہی ای ملکہ جہان تمنے سب خاطر و مدارات
اسکی کی ہو تمکو لازم ہو کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیر خواہ اور دوست ہی اور
مجھکو بھی بہت عزیز ہی جتنے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہی بیمثل عیار ہی اسکے
تمھارے پاس رہنے سے تمپر بفضل خدا کوئی غنیم لئیم آنکھ نہ اُٹھا سکیگا کوئی اپنی عیاری تمھارے آگے پیش
نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ ای صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی کسی طرح
نہین کر سکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہو حضور اس باب مین کچھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے کہا کہ ای
صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس ذرد باریک گردن لک لک یا ساربان زادے کے ساتھ
نہ کرتی مین تو کبھی اس سے پائخانے مین لوٹا بھی نہ رکھواتی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جل کے جواب دیا
کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو مین نے
تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات بھی
نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھ سے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہو برق جادو بولی چلو بس
زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ مٹاؤ تمھاری تجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے فرمایا کہ
بھئی اُسکو شادی کرنا منظور نہین مین زیادہ زبردستی نہین کر سکتا دوسرے دن امیر کشور گیر نے برق جادو
سے فہمایش کی کہ اب تم اپنے ساحرون بہمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اُسنے عرض کیا کہ مین
حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین برحق کیطرف
میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہ آکے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور سرامہ جادو کو کیونکر قتل کرواتی
دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کس لیے بچاتی شیشہ باطل السحر کیون لاتی مگر ای
شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر شمشش جادو موجود ہو اور وہ کسی طرح دمامہ سے کم نہین ہو بلکہ کچھ
اُس سے زیادہ ہی ہو جب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اُس نافرجام کا اختتام ہو جائیگا یہ
کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاء اللہ بے غل و غش ظاہر بظاہر اسلام قبول کریگی صاحبقران
نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہو پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے سب کو خلعت
دے دے کر رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اُسکے وہان سے رخصت ہو کے
شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوے اب شہر زبرجد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہی کچھ چاہ الماس مین
سے نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بندھا ہوا تھا سو اچاہ الماس کے
اور کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران دوران شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
اور نظر کردۂ شاہ شرق و غرب کرب بر حرب اور مقبل وفادار اور بیو واے زنگی وغیرہ کو اپنے ساتھ
لیے ہوے ابوالہول دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابوالہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام
سے امیر عالیمقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زبرجد نگار کو
روانہ ہوے اور عمرو بن امیہ ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کے واسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سُنیے

کہ یہان تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجدشاہ کے بندے بنے ہوے ہر وقت اُسکی بارگاہ مین بیٹھے رہتے ہین لقا اور بختیارک اور سرداران لقاسب موجود ہین اور گرد تمام شہر زبرجدنگار کے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہی کہ جو کوئی لشکر اسلام سے زبرجدنگار کے جانے کا قصد کرتا ہی وہان ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہی وہ اُسمین چسپیدہ ہو جاتا ہی اور سامنے شہر کے لشکر اسلام آپڑا ہوا ہی ایک دن کا ذکر ہی کہ زبرجدشاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزہ صاحبقران کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینون کیطرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہی کہ وہ آجکل کہان ہی اور کس فکر مین ہی کیا کیا کرتا ہی سب نے عرض کیا کہ ای خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے بالکل آگاہی نہین ہی معلوم نہین وہ کہان ہی کہان نہین زبرجدشاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ اور جہان اور جسطرح ہوسکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کر کے مجھسے بیان کرو بموجب حکم زبرجدشاہ کے ہرکارے واسطے دریافت حال امیر باقبال کے روانہ ہوے اور بعد چار گھڑی کے بعد بارگاہ مین پھر آئے ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگے کہ ای خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجدشاہ نے حکم دیا بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ امیر حمزہ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوے بتہیۂ قتل شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو چاہ الماس کو گیا اور اُسکے تیسرے روز ابوالہول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ حمزہ کو چاہ الماس مین لیگیا اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا بھر اُدھر کا یہ حال ہی جو حضور مین عرض کیا گیا اب آجکل کا حال کچھ نہین معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہی اور کیا کر رہا ہی زبرجدشاہ نے جو ہرکارون کی زبانی سُنا کہ حمزہ استیصال ملکہ دمامہ جادو کیواسطے چاہ الماس مین گیا ہوا ہی ہاتھ پاؤن کے طوطے اُڑ گئے تمام جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا ہوائیان مُنھ پر چھوٹنے لگین مضطر و پریشان ہو کے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ مجھسے کہ گئی تھی کہ مجھپر چالیس دن بہت سخت وصعب ہین ارے کوئی دیکھو تو کاغذ مین اُن چالیس روز مین کی روز باقی ہین یا چلہ تمام ہو گیا اور جسے جو خداپرستون نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ اُنکا منقضی ہوا یا ابھی نہین فوراً صاحب دفتر نے کاغذ دیکھکے عرض کیا کہ یا خداوند خداپرستون کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دلمین کہا کہ جسوقت دمامہ جادو باریگی فوراً یہ سب کے سب خداپرست ہوش مین آجائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہین راستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہو گی یہ یزدان پرست نہ بزدست ہم لوگون مین سے ایک ایک کو پیس پیس کے مار ڈالینگے خوب اپنے دلکے جلے پھپھولے پھوڑینگے حوصلے نکالینگے آجکل جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہو سکیگا بس اپنے دلمین یہ سوچ کے اُسنے زبرجدشاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خداپرستون کا استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو نہ دخل دیجیے اور انھین کے سردارونکو اُنسے لڑوایئے آپ الگ رہیے اور اگر ہمین اس اثنا مین شیطان کے کان بہرے حمزہ آگیا تو پھر استیصال انکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو ناک چنے چبوائیگا زبرجدشاہ گمراہ نے جواب پایا کہ ای بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہی کہ جبتک مین نہ آلون تو خداپرستون سے ہرگز ہرگز مقابلہ نکرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلہ کو نجایئے ملکہ بلچی تو بھیجیے زبرجدشاہ نے بختیارک کی اس رائے ناقص کو پسند کیا اور اُسی وقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہم سے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب یا تو ہمین آکے سجدہ کرو یا آمادۂ جنگ ہو اور اب ہم تمھارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجدشاہ کے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ شہریار والاتبار سعد بن قباد

کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجہ بالا تحریر کیا اور اُسے ملفوف کر کے سامنے زبرجد شاہ کے لا کے حاضر کیا زبرجد شاہ
نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا کہ ای سرداران نامی دای دلاوران گرامی ہو تم مین سے کوئی ایسا کہ اس
نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس لیجائے اور جواب باصواب اسکا لیکے فوراً آئے ابھی پوری بات
اسکے مُنہ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گردنشکر شکن فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران
والا دودمان اپنے دنگل پر سے اُٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھسے اور بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہی
نہایت مہر و مروت ہی مین یہ نامہ لیجاؤنگا اور اُنکو سمجھا بجھا کے یہان لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت
شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گردنشکر شکن کی دیکھ کے اُسنے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت
پرزر نہایت پرتکلف دے کر اُنکو روانہ کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا
بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہی حکم کیا کہ خبردار کوئی اُسکو نہ روکے جسطرح
آتا ہی آنے دے اس اثنا مین بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ ہشامی کے آیا اور بطریق زبرجد پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین و غضبناک طورسرکن کے پاس آیا اور کہا ای
طورسرکن اُٹھ اپنے دنگل پر سے کہ مین تھوڑی دیر تیرے دنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال وجواب سعد بن قباد سے کر کے
چلا جاؤنگا اُسنے جواب دیا کہ صاحبزادے دنگل آپ کا تو موجود ہی آپ اُس دنگل پر کیون نہین بیٹھتے جو مجھے طلب
کرتے ہین اور مجھے میرے دنگل پر سے اُٹھاتے ہین بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بجبین و خشمگین ہو کر کہا کہ
جلد اُٹھ نہین تو مین تجھے مارڈالونگا طرفۃ العین مین کام تیرا تمام کرونگا اور گھونسا مارنے کو اُٹھایا طورسرکن
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای طورسرکن تو کس سے
گفتگو کرتا ہی یہ وہی بدیع الزمان ہی جسنے پانچ سو ملک کو چک باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے کافران غدار
اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے مین بت پہنے پیشانی پر قشقہ کھینچے یہ باتین
کر رہا ہی ای طورسرکن یہ اپنے ہوش مین نہین ہی اگر اپنے ہوش مین ہوتا تو ایسے کلمہ کلام نہ کرتا طورسرکن نے
یہ سنتے ہی دنگل اپنا خالی کر دیا بدیع الزمان اُس دنگل کو اُٹھا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے لایا اور
وہان اُسے بچھا کے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادۂ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا کہ خدا خیر
کرے نہین معلوم کیا ماجرا ہی ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شہزادہ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی بموجب ارشاد
بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان نے اُس
ساغر کو اُسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مین شراب پینے کیواسطے نہین آیا
ہون بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہون بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اُٹھکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر و جواہر نثار کرنے کو منگوائیے پھر
مین آپ کو نامہ اپنے خداوند کا دونگا بادشاہ تقریر اُس طلسم بستہ کی سنکے آبدیدہ ہوے فرمایا کہ ای شاہزادۂ انجم
گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے ہین آپ نے
اپنی قوت و زور بازو سے برسون جہاد کیا کفر اسلام آباد کیا تعجب ہی کہ ایک کافر ازلی اور مرتد و شقی کے نامے
کی آپ مجھسے تعظیم و تکریم کرواتے ہین آپکو یہ کیا ہو گیا ہی مگر ہان آپ میرے عم نامدار بجاے والد بزرگوار کے ہین
اگر کہیے مین آپکو تسلیم کرون آپکی تعظیم کرون اور زبرجد شاہ مردود درگاہ الہ تو قابل لعنت ہی اُس پر

لعنت بھیجے اس کلمہ و کلام کو چھوڑ دیجیے بس یہ کلام حقیقت التیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سُنا
نہایت خشمگین و غضبناک ہو کے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوند کی جناب مین کلمات گستاخانہ اور کلام
بیہودہ کہتا ہے اور مجھکو نصیحت کرتا ہے ہی شرط کہ ایک وار مین تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کرون اور اس بارگاہ مین خون
تیرا بہا دون اور ٹھہر تو جاب مین تجھے کیا چھوڑتا ابھی ہون بغیر مارے اور یہ کہہ کے تلوار کھینچکر بادشاہ اسلام
کیطرف دوڑا تمام بارگاہ مین ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہو گیا سب سردار اُٹھے تھے کہ بدیع الزمان کو پکڑ لین
اور بادشاہ اسلام کو اس طلسم بستہ کی شر سے بچائین بادشاہ سبکو منع کر رہے تھے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے نہین
واقف ہو ناحق کا ملال نہ مول لو مین سمجھ لونگا کہ یکایک شاہزادۂ بدیع الزمان تھر تھر کانپنے لگا اور دفعتہً زمین پر
گر کے بیہوش ہو گیا لوگون نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کر لین بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار ہاتھ نہ لگانا گرفتار
نہ کرنا اسمین کچھ سر مخفی ہے تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجھے مار ڈالیگا تو مین نے خون اپنا اسے معاف کیا یہ
سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رُک رہے کہ اس اثنا مین شاہزادۂ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکھا کہ
شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور صاحبقران فلک فر اپنے دنگل نادر نظیر پر
رونق افروز نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ کیون صاحبو صاحبقران ذیشان کہان تشریف لے گئے ہین اور
مین نے کس پر تلوار کھینچی ہے کیا معاملہ ہے طور سرکن نے کہا کہ صاحبزادے اب شاید آپ ہوش مین آئے ہین
ابھی آپ نے مجھے گھونٹا تان کے دنگل پر سے اُٹھایا تھا میر دنگل بیجا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بچھا یا
تھا زبرجد شاہ کا نام لیکر آپ برسم ایلچی گری آئے تھے بادشاہ اسلام پر تلوار کھینچکے دوڑے تھے کہ آپ خود بخود
کانپ کے بیہوش ہو گئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتین پوچھنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم
لوگون کے افعال سے تنگ ہو کے اس خیال مین نکل گئے ہین کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان
دین یا دمامہ جادو کو جہنم واصل کرین شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گردنشکر شکن بدیع الزمان بن
صاحبقران نے کہا کہ ای طور سرکن ہم لوگون نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگون کے افعال سے تنگ آ کے
اپنی ہلاکت پر آمادہ دمامہ جادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہین طور سرکن نے کہا واہ صاحبزادے واہ
کہتے ہو کہ ہم لوگون نے کیا کیا ارے اس سے بڑھ کے اور کیا غضب کروگے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کر کے
سب جا جا کے زبرجد پرست ہو گئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک و مختار حاکم قضا و قدر خالق جن و بشر
کو بھول گئے ہو یہ کلام حقیقت التیام طور سرکن سے سُنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکے رو دیا
اور ہاتھ باندھ کے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور معاف فرمائیے گا مین خود رفتہ تھا مجھکو مطلق ہوش نہین
کہ مین نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای بدیع الزمان مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم اپنے ہوش مین
نہین ہو جب تو ایسی بے عقلی اور بیجا اسی کی باتین کرتے ہو اور نہین زمانے مین تمھارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا
بھی ہے تم نے کفر و کافری کے کیسے کیسے نشان اکھاڑے عالم مین خدا پرستی اور ایمانداری کے جھنڈے گاڑے کیسے کیسے
کفرستانون کو اسلام آباد کیا تمنے کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ مین اور لوگون سے کہتا تھا کہ بدیع الزمان سحر مین گرفتار ہے
نہین تو ایسے کلام نامناسب نہ کرتا تم ہرگز میری طرف سے اپنے دلمین خیال رنجیدگی کا نہ لاؤ بخدا مجھکو تمسے نہ کوئی
ملال ہے نہ کسیطرح کا میرے دلمین کچھ خیال ہے بعد اسکے بدیع الزمان نے طور سرکن کیطرف مخاطب ہو کے کہا کہ ای طور سرکن
تم بھی مجھے معاف کرو کہ مین نے تمھاری خدمت مین بھی بڑی بے ادبی کی تم مرد مسن ہو مین نے تمسے یہ کیا گستاخی

طور سرکن نے کہا آپ میرے مرشد زادے ہین جو کچھ آپ نے میرے حق مین کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے
کوئی شکایت نہین ہو نہ کسی بات کا ملال میرے دل مین ہو مگر ای شاہزادے آپکے نامے کو جو اُس کافر ازلی
مرتد و شقی کے اپنے سر چڑھایا ہو اُسے تو اُتار دیجیے بدیع الزمان نے یہ سنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا
اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگون سے پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہو لوگون نے
عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ ہین بدیع الزمان والاشان نے حکم دیا سب حرامزادون کو قتل کروانکی صورتین
اُنکے خون سے بھر و بادشاہ اسلام بدیع الزمان کا یہ کلام سنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ
فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس مین نہ تھے جب تو ویسی باتین کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہین تو ہوش و حواس کی
باتین کر رہے ہین غرض اُن سبنے زبرجد پرستون کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے
پاس بٹھایا کہ اس اثنا مین نعرۂ علم شاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر لکے سے بلند ہوئی بدیع الزمان نے
عرض کیا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ میری طرح سے سب سردار ہوش مین آگئے دمامہ جادو ماری گئی اب قیطولون پر تلوار
چل رہی ہو جلد تشریف لیچلیے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جائینگے فوراً کمر بندی
ہوگئی ہرکارے خبر لیکے آئے کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل ہٹ گیا اب بخوبی آتے جاتے ہین
اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر مین مبتلا ہوکے دیوار مین چسپیدہ ہوگئے تھے وہ بھی سب رہا ہوے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہان کا
حال سُنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری
روانہ کر چکا تو پھر ہرکارون کو بلا کے پوچھا کہ تمھین خوب بتحقیق معلوم ہوا ہی کہ حمزہ چاہ الماس مین گیا ہو ایک
ہرکارے نے عرض کیا کہ خداوند ہمین بتحقیق معلوم ہوگیا ہو کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے آج پندرہ دن ہوے
دوسرے نے التماس کیا کہ پیر و مرشد حمزہ کو گئے ہوے بائیسوان دن ہو بلکہ عمرو عیار اُسکا نہ جاتا تھا ابوالہول نے
زبردستی اُسے اُسمین ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہ کیا واہیات بکتے ہو کبھی سنا بھی نہین کہ آدمی
دیدہ و دانستہ اندھون کیطرح اپنے کو کنوئین مین گرادے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹھی
خبر میرے سامنے نہ بیان کرنا پہلے تمنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے ایک مہینہ کا عرصہ ہوا آج
پندرہ دن اور بائیس دن بتاتے ہو تمھاری بات کا کہین بھی کچھ ٹھکانا ہو جو منہ مین آیا بک دیا دربار خداوندی نہوا
ترکاری منڈی ہوئی یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی مین آیا جھوٹھ سچ گپ اُڑا دی اور گپ بھی وہ جو مخالف
عقل ہو کسکے ذہن مین آسکتا ہو اور کون اس بات کو یقین لاسکتا ہو کہ کوئی اپنے کو خود کنوئین مین گرادے اب کبھی
اگر ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے بیان کروگے تو مین تمکو سزاے سخت دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکارون سے یہ کہہ رہا تھا یکایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا خاک اُڑنے لگی وہ گنبد بجنے لگا
شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر کے بنے ہوے تھے سب
کرچین ہو ہوکے اُڑ گئے قصر معلق بھی ہوا ہوگیا اور علم شاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور فرزند
امیر عالی مقام تھے کانپ کانپ کے دنگلون اور کرسیون پر سے گر کے بیہوش ہوگئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ ای خداوند جلد ان سرداران لشکر اسلام کو قید کر لیجیے اور جھٹ پٹ ان سبکو سلسل

اور مطوق کرکے قید خانے مین بھجوا دیجیے ورنہ یہ ہوش مین آ جائینگے تو غضب ڈھائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
سبکے رشتۂ حیات توڑینگے یہ اب تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو خداوند کے بندے
بنے ہوے ہر وقت فرمانبردار تھے مگر اب غضب ہو گیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا یہ قید سحر سے چھوٹ جائینگے
پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زبرجد شاہ یہ سُنکے نہایت برہم ہوا اور گھونسا اس زور
سے بختیارک کے مُنھ پر مارا کہ قریب تھا اُسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد
تو ابھی سے اپنے مُنھ سے نکالتا ہی دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری سمجھے ہوے ہی اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو
اُسکا بال بیکا نہ کر سکین اُسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام ہی بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت اور کیا ہستی ہی کہ اُس سے
سر بر ہو سکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اُسکے سحر سے نہ جانبر ہو سکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور
سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہو کے مجھکو سجدہ کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہی تو اور کیا ہی پھر
جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے ضعیف البنیان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آ سکتی ہی
یا زبردستی ہی تو نے دل سے گڑھ کے خیالی پلاؤ پکا کے بے سمجھے بوجھے کہہ دیا دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار
اگر پھر ایسا کلمہ تو نے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوند آپ کو اختیار ہی
چاہیے غلام کو مار ڈالیے چاہے جان بخشی کیجیے مگر ملاحظہ فرمائیے کہ وہ گنبد مینا اور قصر معلق اور قیطول خدائی
کہان گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ
نہو سکیگا آپ ہی پچھتائیے گا زبرجد شاہ بولا او دہن دریدہ کیا بکتا ہی چپ رہ اب یہ سب میرے بندگان خاص
مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جائینگے اور میرا کیا بنائینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علم شاہ رومی اور تمام
سرداران لشکر اسلام ہوش مین آئے اپنے کو بارگاہ جہنم پایہ گاہ زبرجد شاہ مین پایا متعجب ہو کے پوچھا کہ ہم کیونکر
یہان آئے کون ہمین لایا ہی یہ قدرمہ کیا ہی زبرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص مین سے ہو مدت سے تم نے مجھکو
سجدہ کیا ہی اور حمزہ تنگ ہو کر عاجز آ کے صحرا کو نکل گیا ہی اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام
سعد بن قباد کے پاس بھیجا ہی ای بندگان من مجھ مین یہ قدرت ہی کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم برہم
کر دون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین پر آئین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علم شاہ یہ گفتگو
اُس خرس بادیۂ ضلالت کی سُنکے بولا او ملعون تو کیا جھک جھک رہا ہی اور تلوار میان سے کھینچکر اُسپر دوڑا اور سب
سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ و سالم کب
چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے
لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی علم شاہ رومی نے بڑھ کے زبرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے
کود کے علٰحدہ ہو گیا اور علم شاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا اُدھر لقا نے جو یہ نقشہ دیکھا یہ
بھی تخت پر سے کودا زبرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہو گئے سرداران لشکر اسلام کا
یہ ڈھنگ دیکھ کے مارے خوف کے ہاتھ پانون سرد ہو گئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان بادشاہی
سے باہر نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھ کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامۂ قیامت برپا ہی چہار طرف دار و گیر کی صدا ہی تلوارون کی جھنکار زمین بلند ہین اسمیں امان کے
رستے بند ہین علم شاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہی یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہی اور سرداران اسلام

بھی لاش پر لاش گرا رہے ہین یہ حال ہو کہ کہین دم پھڑک رہے ہین کسی جگہہ بسمل رہے ہین کسی مقام پر
بچاس دم توڑ رہے ہین کہین سوز ندگی سے منھ موڑ رہے ہین چارون طرف تلوار برس رہی ہی خون اُڑ رہا ہی
باپ سے بیٹا بیٹے سے باپ جدا ہی ایک معرکۂ عظیم برپا ہی مہراس دیو بند نامے ایک سردار زبردست
زبرجد شاہ کا ہو اُسنے علم شاہ پر تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی تیغۂ کیتیان پر روک کے جو ایک ہاتھ
مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے برخالش اژدر گیر نے تیغہ سکندر پر مارا اسکندر نے اُسکے تیغے کو روک کے جو اُسکی کمر پر
تلوار ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگیا آدھا گھوڑے کے اُدھر آدھا اُدھر گرا ہاشم تیغزن نے فیلا دب زرگوش
کو چورنگ کیا غرض ایک ایک سردار صاحبقران نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ایک ایک سردار نامی کو
زبرجد شاہ کے مارا اور ایوان بادشاہی سے نکلے زبرجد شاہ سبدیل وروسیاہ اپنی فوج روسیاہ کو پکارا کہ ای
مردان دلاور وای بہادران لشکر خبردار یہ خداپرست بندگان منحرف زندہ بچکر نہ جانے پائین انھین ہین جا رو نظر بچے
گھیر کے مارلو اُسوقت شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران گیتی ستان
اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد دو الاثراد مع سات سو زرہ پوشون کے وہان پہونچے اور نعرہ کیا کہ ای کافران
غدار اور ای مردمان مکار خبردار ہم آپہونچے غرض یہان تو علم شاہ رومی اور بندگان زبرجدی سے تلوار
چل ہی رہی تھی اب بدیع الزمان نامدار جم مع اپنے لشکر جرار کے آپہونچے انھون نے بھی وہین سے تلوارین
کھینچین اور جو سامنے آیا اُسے دو ٹکڑے کیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تمام شہر زبرجد نگار مین ایک غلغلہ
قیامت انگیز برپا ہوا ہر گلی کوچے مین کشت و خون ہو رہا ہی چارون طرف دریا خون کا بہ رہا ہی شپا شپ تیران
چقا چاق شمشیران بلند سیل خون روان سرخ جان رزان و لالہ اجل درکار ملک الموت بیکار بے محنت و مشقت قبض روح ہوتی
جاتی ہی کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہر طرف لگے ہوے ہین بدیع الزمان کی تلوار سے اک حشر برپا ہی شمشیر ہی یا قہر خدا ہی مسدس

چمکی صفت صاعقہ جو تیغ شرربار
گرتی تھی نئے رنگ سے ہر ایک گھڑی تیغ
ڈھالوں میں چھپے بیٹھے تھے سب ترک جری
اُسدم نہ چلا ایک ستمگار کا بس بس
کس لطف سے ہر بانی کینہ ہوا چورنگ
تھا شحنۂ دین فتح کی ہمراہ لیے روند
نیلا ہوا گردون گل سوسن کیطرح سے

نازل ہوا سب پر غضب ابر قہار
ہر ضرب مین جانون کی جھنکو پڑی تھی
اُس تیغ سے کوئی جو جنگ لڑی تیغ
پھل برچھیون کے شق ہوئے تلوار کی ضو سے
بجلی کی جگہ تھی فروزان تیغ کی تنویر
ای غافلو تلوار کا کیا روپ ہی دیکھو
اسلام سے چمکتی تھی یہ تلوار کہ شمس ہے
پھل نیزۂ دشمن پر اگر جلوہ نما تھا
اُس موج سے دریا مین سفینہ ہوا چورنگ
باغی روش ظلم و ستم بھول گئے تھے
تھی آب دم تیغ مین جوہر سے چکا چوند
مردون نے جب خفت کے صدمے جو سہے تھے
منھ خون کا بہا گیا پانی کیطرح
چلاے جوان عجب ہی اسکی چمک مین

میدان مین گو جمع تھے لاکھون جنگی
دامن کو قضا غیظ مین گردان رہی تھی
آب آب ہوئی لاکھ جگہ گونج لگی تیغ
تارون کے گلے کٹ گئے تیغ مرقہ سے
ہر جا ہو جیسا تھا وہان جلوۂ شمشیر
ڈھالو کو بھی سایا مین یہان چوب ہی دیکھو
ہر ضرب مین بیدم ہوئے کفار جوش مین
بالا سے الف کیطرح کلک قضا تھا
نیچی ہوئی تارون کا خزینہ ہوا چورنگ
ٹلتی تھی شکست آ کے یہ بھول گئے تھے
رہوار سے کہتی تھی مین کانون کو ایسے
چھپ جا تلی آنکھون مین جگہ ڈھونڈھے
دشمن کے گلے پر تھی وہ دشمن کیطرح سے
ہی خوف سے رعشہ بدن پر فلک مین

تصویر صفت تھے عظم زہد اطوار
بجلی سی گری عکس کی جو اُسکی پڑی تیغ
بند آنکھیں تھیں تا قمون کی ہاتھ تھی تیغ
چلا رہی تھی موت کرا ہے صاعقہ بس بس
شہباز نظر کا سر و سینہ ہوا چورنگ
تھی رعد کی فریاد کہ ای برق نہ ہو تند
مسمار کیا کاٹ کے ناگن کیطرح سے

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
سر پہ جو گری تیغ نے مغفر کو اڑا دیا
ڈھالوں میں کبھی گر کے جوشن سے نکل آئی
یہ اُسکو پکارا کہ سر کے ہو سے گھیرا
اسپر جو گری تیغ الٹ کے اُسے مارا
خیاط ظفر بہر عدو مرگ لیے تھے

فے النار ہوا تن سے چلی روح بد ایمان
پھرتی تھی جو وہ مرگ صفت لشکر زمین
شہباز کی دہشت نے کبوتر کو اڑا دیا
ابرو کو جو کاٹا تو قزح سے نکل آئی
تلوار مہ نو تھی گہن سے نکل آئی
غش میں بھی عدو کو چمک اُسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ ادھر تیغ نے پھیرا
تھا قصد کیے ہاں ابھی ہاں رخ کہا تھا
سیدھی گئی اُسپر تو سمٹ کر اُسے مارا
اللہ ری صفائی کہ کہو تک نہ بھرا تھا
تلوار نے تر دامنوں کو بانٹ دیے تھے
تھی دھوم مقراض اقلیم سخن کی

صنوبر بنا خم بطرح ہو گئی بریان
پوشیدہ ہیں حصین وکمین ملک لہو کے بین
بند سپر کا فر خود سر کو اڑا دیا
تھی برق فلک قوس قزح سے نکل آئی
در آئی جبین میں تو دہن سے نکل آئی
سونا ہوا اکسیر کہ چاندی نظر آئی
گرتے ہیں کہا اسنے ہوا فیصلہ تیرا
شعلہ سا جو تیغ دو دم لوٹ رہا تھا
بست کے اُسے مارا تو لگ کے اُسنے را
یہ کاٹ کے نکلی بھی تو سر قفس بھرا تھا
جیسوں کے جگر چاک تھے رفیک سمجھے تھے
کیا قطع بریدہ جز ہوئی جامہ تن کی

نخل سامری یوں ہیں کہ یہ سحر فراوان
مرغ شب دیجور نے شہپر کو اڑا دیا
آنکھی ہوئی گہ خانہ تیر سے نکل آئی
یہ برق گری آگیا آنکھوں میں اندھیرا
پھر اسکے یہاں پڑھ گئی گھٹکے اسہارا
دم بند تھے یہ جامہ ہستی ہو گئے تھے

راوی بیان کرتا ہے کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلا کی تیسرا روز تھا کہ مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت صاحبقران عالیمقام میں گیا سب کیفیت بیان کی کہ اے صاحبقران عالیشان آپ تو یہاں ہیں اور وہاں سب آپ کے فرزندان بلند نام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش میں آکے زبرجد پرستی چھوڑ دی اور اپنے خدائے یکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہو کے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوئے اور اُس سگ روسیاہ زبرجد شاہ پر لعنت کی شہر زبرجد نگار میں ایک طوفان عظیم برپا ہے ہر گلی کوچے میں شور قیامت زا ہے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد اداما اللہ ملکہ وضاعف قدرہ بھی وہاں رونق افروز ہوئے ہیں علمشاہ رومی و بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہیں کافروں کے سر کٹ رہے ہیں میدان اُن ناپاکوں کی لاشوں سے پٹ رہے ہیں آپ بھی جلد تشریف لیچلے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجیے تمام مال و اسباب اُسکا لوٹ لیجیے یہ سنتے ہی امیر کشور گیر نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہاں زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شریر ابن اعواک رعد آواز ستون بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ اے بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تونے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہو کے پھر دین اسلام اختیار کر لیا ارے او جاہل گم گشتہ یہ تونے کیا آفت برپا کی ہزاروں بندگان زبرجد شاہ کا بقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شریر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہے دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہوں شریر نے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک لے اور جھپٹ تمام ذرا ہاتھ اپنا ترچھا کرکے جو ایک تلوار اُس تیز دست پر ماری تو اُسکے شانے پر پڑی کہ اُس شانے اور سینہ پر کینہ کو اُسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اتر گئی اُس شقی کا منہ تک منہ لاکٹ کے گر پڑا غل ہوا کہ شریر بنا خر پر تھا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ قدرت کا

گر پڑا ناگاہ آواز نعرۂ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اُسکے نعرۂ خاورسیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سُنائی دی اور کرب وغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آ پڑے لقاے مشرک خدا نے جو آواز نعرہ صاحبقرانی کی سُنی بدحواس ہوگیا ہاتھ پاؤن پھول گئے بختیارک نے کہا ای خداوند حمزہ آپہونچا جلد یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جائیے گا لقا نے زبرجد شاہ سے کہا کہ ای زبرجد شاہ مین نے تقدیر کی ہر کہ تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجد شاہ بگڑا اور کہا ای خرروباہ خصلت بزدل تو کہان جاتا ہی دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زبرجد شاہ خداے باختر بولا تو کیا بکتا ہی مین نے تو تقدیر کی ہی کہ یہان سے بھاگ جاؤن اور یہ کہکر اپنے رفقا اور لشکر سمیت شہر زبرجد نگار سے نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگا ملک فرعونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجد نگار پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرا دو صاف میدان ہوجاے اچھی طرح جنگ کی جگہ نکل آئے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی کیواسطے صاف ہونے لگا اب وہ وقت ہی کہ دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین کہ پھر نعرہ صاحبقرانی بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارت عالی شان مین زلزلہ پڑ گیا جتنے کہ امیر کشورگیر تلوارین مارتے ہوے زبرجد شاہ تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجد شاہ پر ماری وہ تو خواصی مین جا رہا تلوار نے ہودا اور زنجیر اور ہاتھی کو کاٹ کے زمین کو بوسا دیا زبرجد شاہ کودکر بھاگا گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جائے کہ امیر حمزہ صاحبقران جا پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر خاسر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاتا ہی زبرجد شاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ نے اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر با توقیر پر تلوار ماری امیر فلک وقار نے تلوار اُس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے قاغ زین سے اُٹھا لیا اور دست حق پرست بلند کرکے بالاے سر چکر دینا شروع کیا زبرجد شاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے یہ صورت اُسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اُسے زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجیے امیر نے زبرجد شاہ کو قاسم کیطرف پھینکا اُسنے ہوا پر ہاتھ مین روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے مشکین باندھ لین عمرو عیار کے حوالہ کیا کہ ابوالہول دیوانہ اور یہودا ے زنگی سات ہزار دیوانون سے آئے اُنھون نے بھی لڑنا شروع کیا تمام شہر زبرجد نگار کو تہ و بالا کر دیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے ناہنجار گرفتار ہوے اکثر بندے بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی آواز چارطرف بلند ہوئی امیر حمزہ صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار روک لو یہ امان مانگ رہے ہین غرض بفور حکم امیر با توقیر سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین رکھ لین نقارے فتح کے بجشادیانے نصرت کے نوازش مین آئے تمام غازیان دین اسلام بفتح فیروزی پھرے قاسم نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی عالم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا شہزادہ ملک قاسم نے سب حال بوتیسال جادو کا اژدہا بنکر نکل جانے اور اپنے باغ مین لیجا کے قید کرنے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان نہ تشریف لیجاتے اور اُس لکاتہ کو فنا نہ فرماتے تو میری جان بڑی محال تھی اُسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر نہ آتا مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا آکر قاسم سے بغلگیر ہوا انراج کا

حال پوچھا پھر تو جتنے سوار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری قاسم سے ملے سب کو بڑی
خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سر نگون بیٹھا ہوا ہی ہر چند دوزخ
و بہشت زبرجد شاہ کے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے انکو فروختہ باشد کیا خوب
بردہ فروشی کی کل قیمت انکی نقد جمع کر لی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہو کر نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی مشقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخر کار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لا کے باندھ کے کھڑا کیا اور کہا کہ او
دغاباز جعلساز جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہی مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا اور
کوڑا ایک کے مستعد ہوا کہ بتاتا ہی تو بتا نہین تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری کھال
گرا دونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا کھینچا یا اُس بزدل کو یقین ہو گیا کہ یہ بندۂ زر ہی اگر مین اُسے مال اپنا نہ بتا دونگا
تو یہ بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپ کو کسنے منع کیا ہی
خزانہ تو میرا بہت سا ہی آپ انھین سے جا کے کیون نہین لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بخطا و قصور کوڑون کی
مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اُس خزانے سے مجھے کیا کام ہی وہ مال بادشاہی ہی حمزہ نے اُسپر پہرے
بٹھائے ہین انھین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہین تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہکے اور ایک دو کھڑا
اُسے مارا کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا مجھے مارئے نہین مین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اُسنے نشان دیا کہ
میری خوابگاہ مین جا کے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوے
دفن ہین آپ انھین لے لیجے اور مجھے چھوڑ دیجے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہی مین تجھے
چھوڑ نہین سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرہ کرب غازی
کے لوگون کا ہی اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہی کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کیون
تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آج کل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ کا پوشیدہ
ہی اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہی اگر تم کہو تو مین اُسے تلاش کر کے لے لون کرب نے کہا کہ مین آپ کا
تابع فرمان ہون مگر یون ظاہر بظاہر اگر آپ جا کے اُسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہی
سب یہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال ذخیرۂ بادشاہی عمرو کو اُٹھوا دیا عمرو بولا ای فرزند مین
تجکو بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھ کر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش
کر کے اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اسی طرح بند کر دیا اور خوشی خوشی جا کے
سو رہا صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر
کی صبح کو دربار کیا بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوے اس اثنا مین عمرو نے آ کے سلام کیا
صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکال کے سامنے حاضر
کیا فتیلہ دفع بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون
پکارا کہ حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہی میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتا ہی شرط کہ ابھی تجھے خاک سیاہ
کر دون صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغ گو کیا مزخرفات بکتا ہی اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو قید سے
چھوٹ کے چلا جا ارے تو تو محض مجبور ہی ہر طرح مقید ہی لعنت کر اپنے اعمال و افعال قبیحہ پر اور دین اسلام

قبول کرین تیرا ملک تجھے پھیر دونگا ملکہ اور جو ملک تجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجدشاہ سنگدل
اور سیاہ قلب تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نہ کیا مثل مشہور ہے کوا دھوے سے سفید نہین ہوتا شعر
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ✣ گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ ✣ کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ
چونکہ مین نے تجھے پیدا کیا ہے خلعت حیات دیا ہے اسوجہ سے شرم آتی ہے نہین تو ابھی تجھے غارت کردیتا امیر
نے فرمایا اس گمراہ ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نہ کریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اُسی وقت
اسباب سب آگے موجود ہوا ارہ کش تسمہ کش قینچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیبت حاضر ہوئے
بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین امیر عالیجناب مالک الرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو انکے ہمراہیون سمیت
چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم امیر انکے پاؤن کی بیڑیون مین رسیان باندھکے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ
زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران باکرم نے فرمایا کہ اے زبرجد شاہ کیون جہالت کرکے اپنی جان دیتا ہے اور
بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے ساتھ خون ہوتا ہے کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہے ارے غافل ہوشیار ہو
گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھ کر میرے ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہے اور کچھ وہ میرا نہین کرسکتا مین تجھے بندۂ خدا
سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی تو راہ راست پر آجائے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین
ہاتھ بھرے زبرجدشاہ نے جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ
کے آسمان پر جاکے خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اُس گبر پُرغرور سے سنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے
بلند کرو جلادون نے رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا اُدھر سب
سردارون نے تیرون کو کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلہ کمان مین جوڑکے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے
ہمراہیان زبرجد شاہ تھے اُن خطا شعارون پر سردارون کے تیر پڑنے لگے زبرجدشاہ اور سب تڑپ تڑپ کے
واصل جہنم ہوئے صاحبقران ذیشان شکر الٰہی بجالائے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجائے زبرجدشاہ
ابوالہول دیوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ اے
خواجہ لقا کدھر بھاگ گیا ہے عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہے امیر نے فرمایا کہ مین اسے بھی کب
چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ میرے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلاکے ساعت سعید
دریافت کی اور جو ساعت سعید انھون نے بتائی اُسیوقت مع فوج و سپاہ نصرت پناہ کشتیون اور جہازون
پر سوار ہوئے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑیے

جبتک چند لمحے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون یعنے خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوکر دامن کوہ
مین اُترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوئے ایک دن کا ذکر
ہے کہ یہ دونون بیٹھے ہوئے ہین صبح کا وقت ہے سراپچے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آرہے ہین صحرا کی
سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا ایک
مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اُس مرکب پر ایک نقابدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہے وہ گھوڑا
آتے آتے ایک مقام پر چرا مین مصروف ہوا دو چار منہ گھانس پر مارکے اپنے کو جھرجھرایا کہ نقابدار بیہوش
زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون اُٹھکر اُس

گھوڑے کے پاس آئے اور نقابدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لائے یہان لا کے اُسکا علاج کروایا جب
زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا نقابدار کو ہوش آیا اسنے جو آنکھین کھولین تو اپنے کو ایک خیمے
مین پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوے دیکھا اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان کیا
کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اس سے پوچھا کہ ای نقابدار یہ زخم تو نے کہان کھایا نقابدار
نے کہا کہ مین ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر اُسکے سامنے سے چلا آیا تھا کیونکہ مین نے سُنا تھا کہ زنگ بن زنگ شاہ
زرائلی نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہین تاکہ ایرج اُنپر سوار ہوکے قلعہ ذوالامان کو جائے
میرے خیال مین آیا کہ وہان ناموس حمزہ صاحبقران کے ہین اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ
کرنے والا نہین ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جائے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کردے اس سے
بہتر یہ ہی کہ چل کے اُن جہازون کو جلا دیجیے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہوکے وہان جائیگا
اور اگر بار دگر جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جبتک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس
صاحبقرانی کا آجائیگا یہ سوچ سمجھکر مین نے جاکر اُن تمام جہازون مین آگ لگا دی سب جہاز جل گئے
اُدھر گیر زنگ بن نیر زنگ آیا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا مین نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے
اُسکے رد و بدل ہونے لگی اسی اثنا مین زخم سر میرا شق ہوگیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگل لے بھاگا
پھر جو میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ دونون صاحبون کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہے مین نہایت درجہ
آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے
کہ آواز آپکی عورتون کی سی پائی جاتی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ آپ نے خوب پہچانا فی الحقیقت مین عورت ہون اور
جب آپ لوگون نے میری یہ دوا دوش کی کہ مجھے وہان سے لائے اور یہان لاکے میرا علاج کیا تو اب تو مین
بندۂ احسان ہون پھر آپ سے کیا پردہ کرون یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا
اُسکے رخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے چاند نکل آیا شعر اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا + آفتاب اک سحاب سے نکلا
بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوے اور وہ نازنین بھی
غضنفر پر عاشق ہوئی ان دونون نے کہا کہ ای قمر برج خوبی وای مہر سپہر محبوبی اگر آپنے اپنے جمال باکمال کو دکھایا
تو اپنے حسب نسب سے بھی آگاہ کیجیے یہ فرمائیے شعر پھول کس بوستان کے ہین صاحب + چاند کس آسمان کے ہین صاحب
دیگر اگر ماہی ترا منزل کدام است + وگر شاہی ترا آخر چہ نام است + اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ
ننگ خاندان کا نام و نشان کیا پوچھتے ہو شعر نہ پوچھو ای پری رو یہ عبث نام و نشان میرا + جنون میرا تخلص ہے مجھے
دیوانہ کہتے ہین + ملکہ نوشابادی اس بدنام کنندہ خاندان کا نام ہے مین بیٹی ہون طہماس بن عقوبل دیوبردر
کی دادا کو میرے اس آفتاب پرست نے مار ڈالا مین اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس سے لینے کیواسطے آئی تھی
فلک جفا پیشہ نے نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یار زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہے تو پھر بھی نہ بھی
دیکھا جائیگا خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہے عورتون کا مجادلہ و مقاتلہ کرنا خلاف شریعت اسلام
ہے مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل مین اندیشہ نہ کرو ہم تمھارے عوض میں سے لڑینگے اور تمھارے جد بزرگوار کے خون
کا عوض اُس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہوچکی ہے وہ جو اس بیٹے سے کہہ
سکے باتین کرتی ہے خورشید جلا جاتا ہے دل ہی دل مین کُڑھ رہا ہے غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھپر مائل معلوم

ہوتی ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست
کو دیا اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ ای غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود
جام شراب دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو + ساقی عنایتین یہ تری بے سبب نہین ×
جلد اپنے دل کا مطلب بیان کرو کہ تمھاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ ای خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس
نازنین مہ جبین کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ مین اسپر دل دادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر
ہوش جانا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + خورشید یہ سُنتے ہی آگ ہوگیا کہنے لگا کہ او دیوانے
ہوش مین آ مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت و الفت سے ہاتھ اُٹھا
نہین تو تجکو سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا ای خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست
ہو تمھارا اُسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خدا ے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے
کو اپنا خدا جاننے والے تمھارے اسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمسے اُس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ
ہی مین اُسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمھارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ ای
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن ملکہ بانو کو لے گیا باوجودیکہ مجھ سے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کر لیا تھا پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھسے مجھسے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس
قول کے کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنی وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین
عاشق ہون تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو ای غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہوگا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا
تو مین بری طرح پیش آؤنگا بس ہٹ جا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نہ کر مین ایسے دیوانے کو خوب
ٹھیک بناتا ہون یہ سُنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے
دست بردار نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی
ہی اور جھپٹکے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اُٹھا لیا پھر چرخ دیکر زمین پر
مارا سینہ پر چڑھ کے مشکین اسکی باندھ لین بعد اسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کی طرف مخاطب ہوکے پوچھا
کہ ای ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کس کو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ ای خورشید مجھکو اپنے عقد
مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ نا کتخدا عورت کو اپنے عقد مین کچھ اختیار نہین ہوتا ہی جسکے
ساتھ اُسکے والدین شادی کر دیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا طہماسپ ہی وہ جسکے ساتھ
چاہے میرا عقد کر دے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کی طرف مائل ہی گو کہ صاف صاف مجھ سے نہین کہتی اس سے
بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہوگا تو یہ مجھ سے ضرور راضی ہوجائیگی بس یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون
سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جاکے بلا لاے اُسنے باندھ کر نطع کا
چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ غضنفر کو اُسپر لیجا کے بٹھایا اور کہا صاحب مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے یہ پیشہ جلادی
کرتا ہون اور ایک خط کوے کا اُسکی گردن پر کھینچکر تلوار برہنہ کی اُسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای شخص
کھانے پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملے یا کچھ اُسے پیام دینے کا
خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز و دوست کی ملاقات
میسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے دل مین دعا کرنے لگا کہ رب کریم

تو مجھے اس شقی و لئیم کے شر سے بچا ابھی تیسرا حکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہین دیا ہو کہ اختر اختران نے کہا کہ
خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہین ہو ایرج سے تو تمسے عداوت ہو ہی چکی ہو اب خدا پرستون سے بھی مفت کی
عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ
بھی تمسے راضی نہین پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہو تو اسے
قید کر رکھو مگر قتل کرنا اچھا نہین خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہو کہا کہ اچھا اس دیوانے کو ابھی اسیر
کروا اور حکم دیا کہ خبردار زنہار کوئی خدا پرست ہمارے لشکر مین نہ رہے صبح کو جس خدا پرست کو اپنے لشکر مین دیکھونگا
فوراً اُسے قتل کر دونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈھورے کو بلا کے
حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ کر جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر مین رہنا منظور ہو وہ دین
ستارہ پرستی اختیار کرے نہین تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جائے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست
کے چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علیحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب
بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست مین حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا
اور منتظر کمین وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست مین سب سو گئے تو شہاب بن
فولاد اژدر گیر چپکے سے اُٹھکر اُس قید خانہ مین آیا جہان غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچ پاسبانون
اور دربانون کو وہان کے قتل کرنا شروع کیا یہان تک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہو کہ اندر قید خانے کے
جا کر غضنفر کو قید سے رہا کرے یکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل و شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ
غل کیسا ہو سب نے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قید خانے مین غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہو
اور وہان کے دربانون اور پاسبانون کو قتل کیا یہ اُسی کا غلغلہ ہو بس خورشید یہ سُنتے ہی بکمال غیظ و غضب مین
وہی لباس شب روی پہنے ہوے وہان آیا نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار مکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا
کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجائے ارے او شہاب ستارہ تیرا گردش مین ہو اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون
کہ تو میرے ہاتھ سے نکل جائے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب اور اندھیر ہو گیا
سارا حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آگیا شہاب اُسکی طرف پھرا نعرہ کیا کہ او خورشید پہلے تجھے مارلون
بعد اُسکے اپنے آقا کو چھڑا اون یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو رخ کی پناہ کیا مگر
تیغہ شہاب کا سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ تا دو ابرو اُتر گیا خورشید نے پہلے دشنہ مارا کہ تلوار
سر سے نکل گئی بعد اُسکے خورشید قبضہ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکین اُسکی باندھکے
غل و زنجیر مین مسلسل کر کے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا اُسکو
اُسکو فرط ضعف سے غش آگیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال اُسکا
دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن
اُسکو ہوش آیا مگر ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہین جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربا مرغ کا پکوا کے
پلوایا کچھ قوت آئی مگر ابھی زخم بالکل نہین اچھا ہوا ہو خورشید بیٹھا ہوا ہو کہ دیکھا آسمان پر ایک ٹکڑا ابر
دکھائی دیا اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے محیط عالم ہو گیا زور شور سے پانی برسنے لگا

رعد گرجنے لگا ہوا مین ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے اولے پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام تھے مرنے لگے ہر چند انگیٹھیون مین تنورون مین الاؤ مین آگ جلاتے ہین تاپتے مین مگر کچھ سردی مین کمی نہین ہوتی آگ بجھی جاتی ہی جان نکلی جاتی ہی ہوا کی وہ تیزی ہی کہ خیمے ڈیرے راوٹیان اسکیین چھولداریان سائبان بیچ لے گرے پڑتے ہین ہر چند دوہرے چوہرے موٹے موٹے رسون سے لوگ باندھتے ہین لیکین وہ سب کے سب ایک جھونکے مین ٹوٹے جاتے ہین عجب حالت ہی کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہی سب کے دل کو یقین مرگ ہو گیا خورشید نے یہ کیفیت دیکھ کے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہی مین نے اسد کی زبانی لشکر اسلام پر برف برسنے کا حال سُنا ہی یہ بیشک بارش ابر سحر کی ہی پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائین ڈھونڈھین اور تلاش کرین کہ کوئی ساحر کہین بیٹھا ہوا میرے لشکر پر سحر تو نہین کر رہا ہی عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چارطرف تلاش کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب قلعۂ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی منقل آتشین اسکے آگے رکھی ہوئی ہی اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اُس منقل آتشین پر مارتی ہی کہ وہ تل جلتے ہین اور اُسمین سے ایک گھٹا ٹوپ دھوان اُٹھتا ہی اور اُسی ابر مین جا کے ملجاتا ہی کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا جاتا ہی اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہی اور یہ ابر غلیظ و ہوائے تند اور بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہی غرض اُن عیارون نے وہان سے آکے تمام حقیقت خورشید ستارہ پرست سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہین تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور مین ایک کا بھی نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو مجھ مین تو زخم کے سبب سے چلنے کی طاقت نہین ورنہ مین خود جاتا اور اُسکا استیصال کر آتا مگر تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ مجھ سے یہ انگوٹھی دفع سحر کی لیجائے اور وہان جا کے اُس ساحرہ کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ شہریار ہم سے ساحرہ کا سامنا نہو سکیگا اختر اختران نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہین ہی آپ اُسے قید سے رہا کیجیے اور اُس سے یہ کیفیت بیان کرکے اُسے وہان بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہی بھلا میرا کہنا کاہی کو مانے گا اختر اختران نے کہا کہ ای شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال مین گرفتار ہی کیونکر نہ مانے گا خورشید نے اُسی وقت غضنفر کو زندانخانے سے طلب کیا قید اُسکی کٹوا دی جب غضنفر قید سے رہا ہو کے خورشید کے پاس آیا خورشید نے نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھئی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ملکہ کے بارے مین تمھارا کہنا نہین مانا میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمھین نے لو مین نے اُس سے ہاتھ اُٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہی میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہی اس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہی یہ اُسی ساحرہ کی بیٹی ہی جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور مین نے اُسے مار کر تمھین قید سے چھڑایا تھا اور مین تو زخمی ہون مجھ مین طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ورنہ مین جا کے اُسے مارتا تمھین براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارا کرو غضنفر نے جواب دیا کہ مین جانے کو موجود ہون کسی طرح کا مجھے انکار نہین ہی مگر میرے پاس کیا ایسی شی ہی جس سے رد سحر اس لکاتہ کا کرون خورشید نے جواب دیا کہ بھئی انگوٹھی رد سحر کی مین تمکو دیتا ہون تم اسے لیجا کے اُسکا رد سحر کرو اس شرط سے انگوٹھی دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر انگوٹھی لا کے مجھے دے دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہی بھلا انگوٹھی مین اپنے پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملے کے فوراً پھیر دونگا لیکن ای خورشید اگر وہ ساحرہ

روئین تن ہو تو مین اُسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تمھین تیغہ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر نے کہا کہ جو وہ سحر کرکے آسمان پر اُڑ جائے تو مین کیونکر اُسے پاؤن کہا کہ اسپ باد خور بھی تو وہ بھی تمھین دیتا ہون مدعا یہی شرط یہ کہ یہ تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو پہلے ہی کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہے غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر اُنگلی مین پہنی تیغہ روئین شگاف کمر مین لگایا اسپ باد خور پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اُسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی سحر خوانی مین مصروف تھی غضنفر نے نعرہ کیا اور کہا کہ تو نے لاکھون بندگان خدا کو بے قصور مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اب دیکھ مین تجھے کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوے دیکھا بس پکنے ہی اُسکی رال ٹپک پڑی اُسکے حسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ ای عزیز تجھکو ستارہ پرستون سے کیا مطلب ہے تو میرے پاس آ مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اُسنے اسم سحر کا پڑھکر جو اُس منقل آتشین پر پھونکا اُسمین سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریاے آتشین پھٹ گیا اور غضنفر تلوار کھینچکر دوڑا خلدانہ جادو نے دیکھا کہ سحر میرا اسپر کارگر نہین ہوتا ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکے اپنے دونون بازوون پر ملی کہ دونون طرف دو پر پیدا ہوے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اُڑ کے چلی غضنفر نے اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی ہوا پر آسمان ہوا اور طرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغہ روئین شگاف کا جو مارا تو اُس لکاترہ کے دو ٹکڑے ہوے ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من خلدانہ جادو بود اور وہ ابر و باد سب کی گرما گرمی موقوف ہوگئی برف باری بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہے کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست نے اختر اختران سے کہا کہ ای اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ ابر و باد سحر موقوف ہوگیا یہان ابھی یہ باتین تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا کام تمام کر دیا اور بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ روئین تن اور اسپ باد خور مین نے لے لیا یہ کہہ کے روانہ ہوا خورشید چلایا کہ ای دیوانے تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہے خیر اچھا ہونگا تو تجھسے سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہے اور اگر تجھے کچھ گھمنڈ اور غرور ہے تو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہوکے مجھسے سمجھ لینا یہ کہہ کے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی کو بھی خورشید نے قید کیا تھا وہ اُسی بارش برف مین قید توڑ کے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور خلدانہ جادو کو مار کے آیا تو وہ اسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی حاصل ہوئی مزے اُڑنے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی اُدھر کا حال سُنیے کہ جب دو چار دن مین زخم سر خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اسنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آج کل کہان ہے مین اُس مکار دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے خبر دی کہ خداوند غضنفر اور ملکہ ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید نے یہ سُنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اُترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ ای غضنفر تمھارے

حق مین یہی بہتر ہی کہ بفور پہونچنے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادۂ جنگ ہو
جسکی فتح ہو وہی یہ چیزین لے چوبدارون نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک و آقا نے آپسے
کہلا بھیجا ہی کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے
پیام خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہہ دینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو
تجھسے ہوسکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدا کے نام بزرگ است ہرچند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب
کسی سے بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وہ اگر مانگتا ہی تو یہ تینون چیزین اسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز
نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ کہ تمہارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہی اور علاوہ اسکے
عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہی ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر کے سے علیحدہ ہوکر دامن کوہ مین جا اتری ادھر
خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سنکے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز نکلے کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا شہاب
بن فولاد اژدر گیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد رد و بدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی
دو دو چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری
خورشید نے تلوار اسکی سپر پر روکی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے جھک کے ایک تلوار جو شہاب کے
سر پر ماری سپر کو قلم کرکے تا دو ابرو اتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھاکے گرا خورشید نے پکارا
کہ یہ زخمی ہو چکا ہی اسے لیجاؤ اور خود میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلہ کو آیا شہاب کو پھیر دیا
اب مقابلہ ہوا خورشید نے کہا اے غضنفر تیرے خاندان مین دغابازی و جعلسازی ہوتی آئی ہی باپ نے
تیرے بیلے محبت کرکے اسطرح دغا کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا اے ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی
بہن تیری خود اسیر عاشق ہوکے اسلام لائی اسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اس سے
بگاڑی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہی کہ طہماس کی بیٹی ملکہ
ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اسکو مجھسے محبت ہوئی وہ میری طالب ہوئی تجھکو رشک آیا خورشید جل کے بولا
مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا دیدے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا
وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کرکے پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا
خورشید جھنجھلاکے بولا اے غضنفر مین تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے
نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی رد و بدل رہی بعد دو گھڑی کے
غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کر دیا خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اسنے
خالی دی سر پہ وار کیا اسنے سپر پہ روکا اسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اسنے خالی دی اسنے بالٹ کا ہاتھ چلایا
اسنے ہتھکٹی کی غرض اسی رد و بدل مین پہر کامل کے بعد ایک ہاتھ غضنفر کا ذرا سرک گیا کہ سر پر تلوار
پڑی تا دو ابرو اتر آئی چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی شام تک اور دو ایک سردار زخمی ہوے
رات کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرکے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو
لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے زخم مین ٹانکے دلوائے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جاکے چھپا ہی کہا مین اس
دیوانے کو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جائے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر

نرغہ کر دو لشکر خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ نوشابادی کو خبر
ہوئی کہ غضنفر نے زخمی ہوکے پہاڑ پر پناہ لی ہی اور خورشید کل یورش کریگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا ادھر صبح کو
خورشید زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ ای غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیجدے ہین اُسے لیکر چلا جاونگا نہین تو
تیرے ٹکڑے اڑاونگا اپنا اسباب لونگا یہان سے سب نے للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہی بہادرون نے
جو اسباب لیا وہ لیا کہین پھیر بھی دیتے ہین جو چیز لی وہ لی تو زبردست ہی تو لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو
ساری قدر و عافیت معلوم ہو جائیگی خورشید یہ کلمات سنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا تھم یا مین ور چاہا
کہ گھوڑے پر سے اتر کے پہاڑ پر جائے یکا یک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس طالع
خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر تجھے اختیار ہی خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ
کرتا ہوا چلا آتا ہی اور کچھ لوگ اسکے پیچھے پیچھے آتے ہین بس خورشید پھر کے نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب
دونون مقابل ہوے خورشید نے کہا ای نقابدار مین اُس دیوانے پر ناحق یورش نہین کرتا ہون یہ دیوانہ
دغابازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہی تو اگر بہ نرمی و آشتی اس سے میری چیزین مجھے دلوادے مین
چلا جاؤن لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہین نقابدار نے جواب دیا ای خورشید مین سب حال سن چکا ہون کہ اُسنے
بڑی محنت و مشقت کرکے جادوگرنی کو مارا ہی اور اپنے حق المحنت مین یہ اسباب لیا ہی تجھے لازم کہ تو ان
چیزون سے دست بردار ہو یہ سنکے اُس نقابدار سے خورشید آگ ہو گیا کہا یہ وہی مثل ہی چور کا بھائی گرہ کٹ
شعر الٹے ہووے بلبل تماشا دیکھئے ÷ گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کیطرف ÷ تو بھی اُسی دغاباز جعلساز کا شریک
ہی اُسی مکاری ایسی کہتا ہی خیر ای نقابدار جو حربہ رکھتا ہو لا اُسنے کہا ہم اہل اسلام مین سے ہین ہمارے مذہب و ملت
مین پیشدستی روا نہین مین کبھی تجھ پر سبقت نہ کرونگا خورشید اہل اسلام کا نام سنکے اور بھی جل گیا کہا معلوم ہوا
اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اُسنے نیزہ اسکا اپنی سنان نیزہ پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار
خورشید نے نیزہ اسکا ہوائی کر دیا نقابدار نہایت برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید
نے سپر کو ترنج کی پناہ قرار دیا بعد اسکے اپنا وار کیا نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر روکی پانچ پانچ چار چار
ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جو کمر تہ کے سر پر خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی تاج دو ابرو
اتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو چھانٹے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ
اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ
پہاڑ سے اتر آئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرما گرمی جنگ مین نقابدار اختر اختران کے پاس پہونچا
اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوے دیکھا کھینچی تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار
نے جو وار اُس تیز دست کا رد کرکے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر خورشید تو زخمی
تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستون کے پاؤن اُٹھ گئے شکست فاش کھا کے بھاگے سب
مال و اسباب ستارہ پرستون کا خدا پرستون نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار سے
کہا کہ ای نقابدار سبز پوش تمنے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم
کس خاندان سے ہو کہان مکان ہی کیا نام ہی کیا نشان ہی نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہین غضنفر نے
کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم اپنے چہرہ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوے ہو جو تمھارا نام و نشان نہ جانتا ہو گا

تمھین نقابدار سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا کہ صاحب تمھین اپنے مطالب سے مطلب ہی نام
سے کیا کام ہی مثل مشہور ہی آم کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تمھین خورشید ستارہ پرست پریشان کررہا
تھا اور تم زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسسے لبنرا ہو چکا یا سارے لشکر کو اُسکے بھگادیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا
نام ونشان پوچھنے سے کیا فائدہ ہی غضنفر نے جواب پاکر کہ تمنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون ہونگا
کہ جان نہ پہچان میرے تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تمنے محض عند اللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست
دی تو مجھے بھی تو یہ معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہی نقابدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بیت
اگلے جو ہین وہ آج ہین جانتے نہین + جو روز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین +: تجسے آیندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے
نقابدار نے مسکرا کر اپنے چہرے سے نقاب اُٹھادی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھادی غضنفر کو گو کہ آواز پہلے ہی شبہہ
ہو چکا تھا مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو نقابدار نے چہرے سے نقاب اُٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسعد کو
دکھادی تو اُسنے دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ نوشابادی اُسکی معشوقہ ہی بیساختہ یہ اُٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا اے
ملکہ کار سعد دی مصرع جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہوگا + مگر اے ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پاکے ایسی جسارت کی اور میری مدد کی
مگر عورتون کو جہاد منع ہی خبردار اور زنہار اب بار دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب اپنے اپنے حوائج ضروری
مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے گئے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب معمول لوگ اپنی اپنی خوابگاہ اور
اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی
چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس بائیس آدمیون کے سر کاٹ لیگیا غضنفر نے جو سُنا بڑی حیرت
ہوئی پاسبانون کو بلاکے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا انھون نے ہاتھ
باندھکے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہمنے رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے
جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی اُنکے سر کاٹ گیا ہی غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا
دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہی کون شخص اُنکے سر کاٹ گیا جو کل اُنکے سر کاٹ گیا ہی اُسکے منھہ کو تو خون لگ چکا ہی آج بھی ضرور
آئیگا دیکھنا وہ کون دشمن جلاد ہی صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سُنکے اپنے اپنے مقام پہ گئے
اور شام کو تاک مین اُس دشمن بیباک کی بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا انھون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے چند غول
بیابانی آئے آنکھون سے اُنکی آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین
نکلتے تھے اُنھون نے آکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل وقمع کے پھر اُسی صحرا کیطرف چلے گئے پاسبان اُنکے
خوف سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو گئے تھے جب وہ پرگشت . خون کرکے چلے گئے اور صبح ہوئی
تو پاسبانون نے آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سُنکر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل ایزدی وبتائید ربانی
آج مین اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح ومکمل ہوکے تاک مین اُنکی بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی
ایک سمت صحرا سے نمودار ہوے غضنفر نے نعرہ کیا کہ اے تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون اگر
جہان جاؤگے تمھین جاکے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا
جب صبح ہوئی تو وہ غول تو غائب ہو گئے اور یہ تن تنہا رہ گیا ایک صحرا ہولخیز وحشت انگیز معلوم ہوا کہ
مانند صحراے محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چار طرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی وہ
شدت تھی کہ اگر کوئی جانور اُس صحرا کی طرف سے اُڑکر جاتا تھا تو پر وبال اُسکے جلجاتے تھے گر کے ہی کباب ہو جاتا تھا نظم

آنکھیں ملیں جو دھوپ سے تار نظر جلے
گرمی کا تھا وفور کہ اللہ کی پناہ
تھا گرم و پرشرار وہ میدان اس قدر

آیا جو کوئی طیر بگولون مین پر جلے
تھا رنگ لال آگ کے دریا [illegible]
وہ دھوپ تھی کہ جسمین جلے طائر نگاہ
مجمر زمین تھی ریگ کے ذرے سپند تھے
دانہ زمین پہ جو گرے جل کے ہو شرر
اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا

آیا جدھر سموم کا جھونکا شجر جلے
سیخین بنی تھین ڈالیان غنچے کباب تھے
گرمی کے مارے رنگ تھا ہر شجر کا سیاہ
ہر سنگ آبشار سے شعلے بلند تھے
ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر
شعلے تھے آگ کے یہ بگولون کا حال تھا

پتے تمام جل گئے سارے شجر جلے
آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ
دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحرائے پرخطر

غضنفر اُس صحرائے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز مین ابھی تھوڑی دور آیا ہوگا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست مگر کبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ اُن سب کا سردار تھا قد اُسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھیں سرخ مانند و طاؤس خون کے دونون بازو مانند منار کے سینگ سفید رنگ سر پہ مُنہ قعر جہنم کی صورت الحاصل وہ سب غول غضنفر پر دوڑے اُس شیر بیشۂ شجاعت نے ایک تیر جلد کمان مین جوڑ کے جو پیشانی پر اُس غول بیابانی کی مارا کاسۂ سر کو اُس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچکر اُن غولون پر دوڑا بجلدی تمام چند غولون کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جاکے اپنے بادشاہ سے بیان کیا کہ آج ایک آدم زاد آیا ہوا اُسنے ہمارے سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولون کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سُنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام غولون کو جمع کیا اور کہا کہ تم جاکے اُس آدمزاد کو جو زندہ ہاتھ آئے تو گرفتار کر لاؤ کہ مین اُسکے گوشت کے کباب پکواکے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آئے تو سر اُسکا کاٹ لاؤ کہ مین اُسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سُنکے سب غول لخت کوہ پکڑ پکڑ کے میدان مین آئے غضنفر نے ہزارہا غولون کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہین اور وہ غول جو اُس وقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے اُن سب کو بتاتے آتے ہین کہ دیکھو وہ فلان مقام پر آدم زاد کھڑا ہوا ہے اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولون کو مار ڈالا ہے آخرکار وہ سب غول لخت کوہ لیے ہوے غضنفر پر دوڑے اُدھر سے غضنفر بھی خدا کو دل مین یاد کرکے شمشیر برہنہ لیے ہوے اُنپر جھپٹا شپاشپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا اُدھر وہ غول جو لخت کوہ اسپر مارتے تھے یہ اُسکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر ایک ہاتھ مارتا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کار رستمانہ کر رہا تھا اور جرأت شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہین آتا دور ہی سے سب چوبدستی دکھاتے ہین ڈھیلے پھینکتے ہین پتھر مارتے ہین اور جو کوئی اُس تلاطم مین پاس آجاتا ہے مارا جاتا ہے الغرض تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولون کا غول کسی طرح کم نہین ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً فوقتاً اُنکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہے اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہے نہ پیا ہے نہ کوئی دم سویا ہے اب اسپر بھوک پیاس کی شدت ہے نیند کا غلبہ آنکھیں ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہین ہاتھ رُکا جاتا ہے اب یہ حال ہے کہ کوئی دم مین گرا چاہتا ہے دعا مانگنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان اے رب جلیل اس اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے تہ دل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر اور ملکہ ماہ نوش آبادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہین یہان غضنفر تو اُن غولون کو فی النار کر ہی رہا تھا اب ان دونون نے بھی جہنم واصل کرنا شروع کیا تو کوئی چار گھڑی کے عرصے مین سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ

بزورے بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھئی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑو شہاب نے ہر چند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسی کا پتا نہ ملا مال و اسباب انکا بہت سا ہاتھ
آیا اُسے اپنے قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اژدر گیر کمال شاد
و مسرور وہان سے بھرے صحرائے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا غضنفر
نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
بوسہ لے ملکہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سوائے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد
نہ کرونگی مگر بغیر اپنے باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمائیے چند روز اور نہ ہاتھ لگائیے بالفعل صبر
کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہے اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہے جب
ہمین فعل حلال ہی منظور ہے تو حرام کرنا کیا ضرور ہے غرض اُسکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسی بازی سے
باز رہا دوسرے دن ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست
کھائے ہوئے شہر اختریہ کو روانہ ہوا ہا چند منزلین پے در پے طے کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحرائے سبز و خرم
مین آکے اُترا ہے اب کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہو چکا ہے سیر سبزۂ صحرائی اور لالۂ کوہی کی کر رہا ہے قضائے کار
یہان ایک زنگی رہتا ہے کہ رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہے گویا چہرۂ دیجور کا خال ہے نہایت طویل القامت ہے حربہ اُسکا
استخوان نہنگ ہے ایسا بدہیئت اور کریہ منظر ہے کہ ہیبت سے اُسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اُس دیار اور
قرب و جوار کے اُسکے فرمانبردار ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکا کے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو ہوشیار کرواتے ہین اور
ایک نازنین ہجدہ سالہ ماہ طلعت اُسکے پاس ہے کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اُسکی صورت دیکھا کرتا ہے کبھی اُسکے ہاتھ
سے جام شراب لیکے پیتا ہے گاہے کباب کھاتا ہے دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہے اور کچھ زنگی اُسکی طرف سے
آیند و روند کی خبر کو درۂ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافرون کا وہان ٹھہرا انھون نے جاکے اُس زنگی
سیاہ رنگ آدمخور کو خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب اُنکا لے گیا ان لوگون نے جو قریب
دامن کوہ کے لشکر خورشید کو اُترے ہوے دیکھا پکار کے کہا خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا عظیم ہے
یہ خبر خورشید کو ہوئی کہ کچھ زنگی درۂ کوہ مین بیٹھے ہوے ہین اُنھون نے کہا خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید
بولا کہ اگر یہان کوئی بلا ہے تو مین بھی ایک ہی سیانا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا
اور وہان ایک گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کچھ اُن لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی
ہوتی تھی تو یہ اُس گھڑیال کو بجا دیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہو جاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درۂ کوہ سے
ایک شخص حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ اے بادشاہ
زنگیان جلد آیئے خداوند ابلیس نے ایک لقمۂ چرب و شیرین آپ کے واسطے غیب سے بھیجا ہے اُسے نوش کر جائیے
اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سُنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھا کے درۂ کوہ سے باہر آیا اور ایک نعرہ
اس زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس مہیب خوفناک کو آتے
دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خدا کو یاد کرنے لگا اُس زنگی دیو صورت نے قریب خورشید کے پہونچ کے

ایک پتھر بیس من کا اُٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری ختلی مین اٹھا کے پھینک دیتا ہو خورشید
نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران آہین سما گیا جب اُس زنگی
دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدم زاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے ہٹکے سر ہلایا اور دوڑ کے استخوان ننگ
خورشید پر مارا خورشید نے بجستی تمام ایک تلوار استخوان ننگ پر ماری کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا
زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا بھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون
مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش کے زور ہوا کیے ادھر خورشید سر سے پانون تک پسینے مین ڈوب گیا اُدھر
اُسکے ماتھے پر بھی چھینٹی پسینے کی ظاہر ہوئی غرض کامل دو گھڑی زور کرنے کے بعد خورشید نے اُسکو اُٹھا کے زمین پر
مارا اور سینے پر چڑھ کے اس زنگی گردن کش کی گردن کو چرخ دے کے دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے
اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے خورشید کے قدمون پر گر پڑے گرد پھرنے لگے اور عرض کرنے لگے
کہ اے شہریار خدا اسکی جزا ے خیر آپ کو دے کہ آپ نے اس شیطان کے شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور اے
شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہے آپ ٹھہر لے کر ہم جاکے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب
اُس بیر کو لیے ہوے اندر درۂ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے اُنسے جاکے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے
ایک شخص قبول صورت آیا اور اُسنے اُس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل کیا اور یہ کہکے سر اُس روسیاہ کا اُنکے
سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوے اور جوق جوق گروہ گروہ تیسے میسے جمع ہو کر خوشیان کرتے ہوے
خورشید کے پاس آئے اور اُسے ساتھ اپنے درۂ کوہ مین لائے زر و جواہر لاکے پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا
اور وہ دختر خوبرو کہ حسن و جمال مین مانند شب چاردہ کے تھی خورشید اُسے دیکھ کے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ
کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہے زنگلہ بانو اسکا نام ہے اور
بادشاہ یہانکا زنگار شاہ زنگی ہے بھائی ہے ملک دودہ زنگی کا خورشید نے پوچھا یہ یہان کیونکر آئی اُن
سبنے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہو کے سیر سبزۂ صحرائی اور لالۂ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق روزگار
کہین نظر اس بلاے بد بین کی اس ماہ جبین کی صورت پر پڑ گئی وہ اسے گرفتار کر کے یہان لے آیا اُس زمانے سے یہ
اُس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپ کا بھلا کرے خیر آپ کے سبب سے یہ اُس قید شدید سے رہا ہوئی اور
زنگار شاہ اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کہ کسی کو زنگار شاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جاکے اُس سے
کہے کہ بیٹی تمھاری زندہ و سلامت ہے اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب فہمائش خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے
اور تمام حال زنگار شاہ زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اُس بلاے ایذا دہندہ کو مارا تمھاری
بیٹی کو قید سے چھڑایا زنگار شاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین
کی اور اُس خبر رسان پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر بغدادی پر از مال و متاع
اور دو ہزار شتر پر اثاثۂ بارگاہ لدا ہوا اور سو شتروان پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی
صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار سو درج بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیکے خدمت
مین خورشید کی آیا ملازمت اُسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے
کے اندر لیگیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو سے اُسکو ملایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگار شاہ
بیٹی کو دیکھ کے خوش ہوا خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور تمھارا ہوا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپ کی کنیزی

مین دون خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اگر تم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا مین اپنے خلاف طریقہ و مذہب کو قبول نہین کر سکتا زنگار شاہ نے خورشید کے کہنے سے زہر دبے ایمان ریعن و طعن بجدی کی اور دین ستارہ پرستی اختیار کر کے ملک کو خورشید کے ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والون اور تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی مین لایا خورشید نے تابوت اختر اختران کا تو شہر اختریہ کو بھجوا دیا اور خود زنگلہ بانو کے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طی کنندگان افسانہائے ندرت بیان منازل تحریر اور مراحل تقریر کو یون طی کرتے ہین کہ ایرج نوجوان کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور طی منازل کے قریب ملک زرائل کے پہونچا ہرکارون نے گیرنگ شاہ زرائلی کی خدمت مین جا کے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران نے در و د اجلال و نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہے گیرنگ بن گیرنگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کیجائے راستے صاف ہون مکانات آراستہ ہون باغات پیراستہ ہون یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کیواسطے بیرون شہر آیا ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و بہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوئے شہر مین آیا اپنی بارگاہ مین لا کے اُتارا بعد اسکے بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزارون طرح کے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے ایرج کو کھلائے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آ کے وہان بیٹھا گیرنگ بن گیرنگ شاہ زرائلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوئے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی اور سارنگی کا بلند ہونے لگا ساز ملنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی ہوئی تھی دیر تک ناچا کی توڑے لیا کی اُسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوئے اب یہ حال ہے ہر کوہ مسوار غیر سردار سکوت کے عالم مین محو حیرت سکتے کیصورت بت بنا ہوا بیٹھا ہے مگر آنکھین اُسطرف لڑی ہوئی ہین جب اُس بایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہ اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہے ہر شخص سکتے کے عالم مین بیٹھا ہوا میری طرف دیکھ رہا ہے اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اسکے بعد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہو تو او ستم ایجاد مجھے
خوش رہے وہ بھی یونہین جیسے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیفائدہ آزاد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
تین دن ہوگئے ہین قید مین صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوے دیدۂ صیاد مجھے
اے ستمگار نہین شکوۂ بیداد مجھے
بے تجھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق نے کیا اُسنے کیا حلق کی تنظر و بیچ کرا
غیر کی یاد تجھے اور تری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے مین بدتر سمجھا

اب تو دل کھول کے کر لینے دے فریاد مجھے
عمر بھر بھولیگی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو انجام کہ نہین یاد مجھے
آ گئے کیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
کہ ذرا طرز فغان تک بھی نہین یاد مجھے
میرے نالے جو سُنے چھوڑے صیاد مجھے
دہن زخم ہون آتی نہین فریاد مجھے
خیر اتنا تو صلۂ ظلم اُٹھانے کا ملا
ہائے بیٹھے سے نہ ظاہر تھی یہ افتاد مجھے
مین وہ ہون یاد تمھاری نہ کبھی دم بھولا
کوچہ اذ حور ترا آج گیا یاد مجھے

فصل گل مین کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گذرے قفس مین ستم ایجاد مجھے
بند آنکھین تھین کہے آیا تھا صیاد مجھے
اسکی نظرون نے نہونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہے کہ نہین عادت فریاد مجھے
بزم مین غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہین بہت وہ دم بیداد مجھے
ہے تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہے
تم وہ ہو بھولے سے تمنے نہ کیا یاد مجھے
تھا مین وہ کشتۂ حسرت کہ عوض نغمے کے

دیر تک رویا کیا دیکھ کے جلاد مجھے
فخر کیونکر نہ شرف مین ہو ہما پر حاصل
مال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندنون لکھتا ہو جو مجھ لاغر کو
کوچہ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حسن بندش مین جنون کیون نہون مضمون نئے

حشر کے روز تری دید سے محروم ہون
اپنے صدقے مین رہا کرتا ہو صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اُٹھوائیے میری مٹی
طائر رنگ حنا سمجھا ہو صیاد مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہو
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا اُستاد مجھے

بھولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے
بعد مدت کے ملا کوے صنم مین دل زار
آپ بے فائدہ اب کرے کیون یاد مجھے
شوق مین جان گئی جانے نہ پایا اس تک
دیکھتا ہو نظر شوق سے صیاد مجھے

جب اُس دلربا نے یہ غزل بتا تا کے
گائی ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پر بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے مُنھ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے
ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے
سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آئے اور ناچے گائے جب وقت صبح کا قریب
ہوا بھیرویں گا کے سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ ای کیرنگ بن نیرنگ ہم تجسے
نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہو کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اگر ابھی یہ دین بالکل
نہین اختیار کرسکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کر لو کیرنگ بن نیرنگ نے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے حمزہ کے خوف
سے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونے کو موجود ہون بیعت کیسی مین ہر طور آپ کا غلام ہون
جو فرمائیے وہ بجا لاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا خلعت ذلت پہنایا لندھور
اُسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا بعد اسکے یہ
مرتد ہوا آخر سمجھا جائیگا کیرنگ نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کروائے تھے
مگر نقابدار سفید پوش نے آکے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے
سامنے تیار کراؤ دیکھین تو وہ نقابدار کیونکر آکے جلا دیتا ہو کیرنگ نے اُسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو
بلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا
چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشہ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران
کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا لاہوت سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین ان
ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر شفقت و مہربانی فرمائیے اور ملک سبائل آپ کے قبضہ مین آئے تو وہ مجھے عنایت
فرمائیے گا مجھکو آرزو ہو کہ بار دیگر قیطولماے لقا کو آراستہ کراؤن اور آپ کو دکھاؤن ایرج نے کہا اچھا ہم ملک سبائل
تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو ہر ایک ملک کا صوبہ دار کیا جشن شادی برپا ہوا اس اثنا مین ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ملک قہار بن ملک سوکیاے طوفانی ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آتا ہو لاہوت شاہ نہایت
خوش ہوا سردارونکو اُسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی
خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ اسد نے جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ ای فلک یہ تو نے کیا خبر سنوائی کہ نانا جان کے ملکون پر یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشے
اور ہاے یہ ہندی بیٹھا دیکھا کرے افسوس بھائی صاحب کو اسقدر کہلا بھیجا مگر وہ نہ آئے خدا جانے کس فکر مین ہین
اور ای اسد اب تیری زندگی ہیچ ہو یہ کہکے خوب رویا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب نیق لپٹ گئے کہ
ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کی ہلاکت مین تو عین خوشی ہو اُس نر از بچے کی اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہو تو

دشمن کو مار کے مرے لڑ کر جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہی اور کافر سے لڑکے مریگا
تو شہید ہوجیےگا اسد نے اُن لوگون کے سمجھانے سے خنجر میان مین کیا اور قتاح سے کہا اچھا یہی صلاح خوب ہی کہ
اُس بزار بچے ! اجی سے لڑ کر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگڑا موٹا مستنڈا ہی مگر خیر ہرچہ بادا باد ای چچا جان اگر مین
مارا جاؤن تو آپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جاکے میرا حال بیان کردیجیےگا اور کہیےگا کہ میرے
خون کا عوض اس آفتاب پرست سے لے لین اور مجھکو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین فتاح نے کہا کہ بیٹا مین
مدت سے تیرے باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور
مین زندہ بچکے چلا جاؤن یہ نہین ہوسکتا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اُس سے بھی
ایسے ہی کلمات یاس مہراس کہے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ مین بعد آپ کے
زندگی کرونگا بخدا آپ سے پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہوگیا
ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا
ہون کہ شاید کہین گرفتار ہوجاؤن تو تم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے
عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا کہ بھئی اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہوجاؤن تو تم میرے نائب ہو سب کو
ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا اور اسیطرح علقمہ نے غزرنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح چوالیس
امرازادے اسد کے ساتھ تھے اُنمین یہی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور
کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک اُٹھاکے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد ہوجیو اور
ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل ہوکے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو قرنین
بجاکر لشکر ایرج پر جا گرے تلوارین مارنے لگے غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چار طرف لوگ مسلح و مکمل ہوکے نکلے
تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سُنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج دیوانہ دن کو
آگیا ہی دیکھیے بچکے نہ جانے پائے یہ سُنتے ہی سب سردار اُٹھ کے بارگاہ سے باہر آگئے اور اسد پر روانہ ہوے ادھر سے
اسد شیردل مع اپنے رفقا کے تلوارین مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الجوب سے اور طہماسپ سے سامنا ہوا
ملکوب نے اُسپر تلوار ماری طہماسپ نے تلوار اُسکی سپر پر روک کے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ
کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا الکوب بن الجوب سے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گوشہ سپر
کو کاٹ کے بھون پر ایرج کے زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہوکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو
اُتر گئی الکوب نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوگی عدیل بن عادی اور دیلم سے
مقابلہ ہوا اسنے تلوار ماری دیلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دو ابرو اُتر گئی
عدیل نے دستانہ مارا تلوار جھٹکے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دیلم کی سپر کو کاٹ کے اُسکے سر پر
تلوار پڑی مگر اسد شیردل لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اژدر گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار
کا بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے
تلوار ماری اسد نے جھپٹ تلوار کی دیکھکر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اُسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے
ہوے قہار بن سوکیا نے طوفانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو
میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اور پاس آکے اُسپر تلوار ماری اسد نے اُسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود

تلوار ماری کر قہار کی سپر کو کاٹ کے زیر تنگ جا کے زمین کو بوسہ دیا ارفیل خونخوار دوڑا کر او دیوانے مین تجھے کب چھوڑتا ہون اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اسکا تلوار سے کاٹا اور سر بتا کر شانے پر جو ہاتھ مارا تلوار زیر بغل اتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوے ایرج دوڑا مگر طہماسپ اسد کے قریب پہنچ گیا تھا اسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کر کے ساطور اسکا خالی دیا وہ جھونک مین ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طہماسپ کے سر پر زخم لگا دوسری تلوار اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طہماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی گھائل ہوا طہماسپ چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہے ایرج قریب اسد کے آ پہونچا تھا نعرہ کر کے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار رہو مین آ گیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا اسد پکارا کہ او بزا نبچے مین فرخ بازارگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اسکے کسی مقام پر مخفی رکھ آؤنگا ایرج پکارا او دریدہ دہن بیہودہ گو شہدے لڑتا ہے یا گالیان دیتا ہے شعر لگے منھ بھی چڑ جانے دیتے دیتے گالیان صاحب ✣ زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا ✣ تو لڑنے آیا ہے یا گالیان دینے آیا ہے اسد للکارا او باجی مین تو ہمیشہ ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہے یہ کہکے ایرج پر برابر تڑا جھڑ تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا مگر ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے تھپکی دیکے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اٹھا لیا اسد پکارا ای یاران بدر رو بدلیس یہ سنتے ہی تمام رفقاے اسد تلوارین مارتے ہوے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسے قید کرین اسی وقت اسد کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوے ہین سب کی لاشین اٹھواؤ اور خدا پرستون کی لاشون کو مزبلے پر پھکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش خدا پرست کی نہین ہے سب آفتاب پرست مرے پڑے ہین ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کوئی پہر چار گھڑی دن باقی تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین جمع ہوے لندھور آکر اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اس دیوانے کو لاؤ اسیوقت لوگ اسد کو سامنے لائے اسد نے بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکے ست و رسول او برحق ہندیون نے جواب سلام دیا ایرج نے کہا ای اسد دیکھ مین تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہون کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر لندھور بن سعدان کیطرح تو بھی میرے ساتھ رہ اسد بولا او بزا نبچے شعر بیعت خدا سے ہے مجھے بواسطہ نصیب ✣ دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا ✣ او بزا نبچے مین کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے تو نے مجھے بہت ایذا دی ہے مین تجھے مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازارگان کی جو تجھپر عاشق ہے وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندھور بول اٹھا ای ایرج ہمارے تمھارے جو عہد ہے اسپر قائم رہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمھارا کہنا نہ مانیگا تم ناحق اسکی سعی کرتے ہو لندھور نے جواب دیا ای ایرج مین بدنامی سے ڈرتا ہون ایرج نے شاپور سے کہا کہ اس دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھ سوا لندھور کے کوئی اسکے پاس نہ جانے پائے شاپور نے اسد کو لا کے قید کیا لندھور آیا اور اسد کو ہر چند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کر دجھوٹ کے جیتے جاؤ صاحبزادے بیسبب جہالت کر کے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران گشورستان کے سامنے سرخرو کرو اسد نے کہا او ہندکی

تو تو عشق مین اُسکے دیوانہ ہی تمام ملک نانا جان کے اُسکے قبضہ مین کروا دیے اور اُسنے اپنے سردارون کو تقسیم کر دیے
تجھکو ذرا غیرت نہ آئی اسی واسطے نانا جان حمزہ صاحبقران اپنا نائب کر گئے تھے کہ تو اُنکے ملکون کو برباد کرادے اور
تو تجھکو بیعت پر اُس بزازبچے کی مائل کرتا ہی مین کبھی اس باجی کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرونگا لندھور نے کہا جبوقت
صاحبقران زمان برستان قلمات سے مراجعت فرمائینگے جو جو کچھ مین نے ایرج کو دیا ہی وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت
یہی ہی کہ تم اسکی بیعت کر کے چھوٹ جاؤ اسد بولا کہ مین اُسکے ساتھ رہون اور یہ کلمے سُنون کہ وہ گیتی افروز کی
عاشقی کا دم بھرے اور مین کچھ نہ بولون مین ایسا بے غیرت نہین ہون کہ یہ کلمے ایرج سے سُنون عاشق بھی ہوتے ہین
مگر یہ بیغیرتیان کسی نے نہین کین جیسا کچھ تجھسے وقوع مین آرہا ہی اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کروا رہا ہی اور تو کیا
کرے تیرا دل تجھکو خراب کر رہا ہی مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون
تم جو چاہو وہ کہہ لو مگر مین نے ایرج سے مصلحت سمجھ کے نہین بگاڑی ہی اور وقت پر دیکھنا کہ کیونکر یہ ناموس
صاحبقرانی پر جاتا ہی دروازہ ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا بس معلوم ہوا مجھکو آپ
نہ سمجھائیے مین کسی طرح کہنا آپ کا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہو کر چلا آیا شاپور رات بھر نگہبانی مین مصروف رہا
دو گھڑی رات رہے ضرغام شیردل نے نقب کنی کر کے بدرہ نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اسد کو نقب کے
راستے سے لیگیا یہان صبح کو ایرج بارگاہ مین آکے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور بھی آیا ایرج نے پوچھا ای دارا ہند
آپ نے اسد کو سمجھایا اُسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا ای ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا
تمھین اختیار ہی جو چاہو وہ کرو کہ اسمین شاپور نے آکے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی
کیا خبر ہی شاپور نے عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو مین زندانخانہ مین اُسے چھوڑ آیا ہون ایرج نے
کہا جلد جاکے اُسے لاؤ شاپور اُٹھا تھا کہ جا کر اُسے لائے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا ای شاپور معلوم
ہوتا ہی کہ اُس دیوانے کو کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہی شاپور نے کہا پیر مرشد اسد تو کیا
چھوٹیگا مگر اُسکے رفقا آکے گھرے ہونگے انمین بھی تو ایک اسد بن کرب غازی ہی ایرج نے کہا بہ تقید
اُنکو پکڑنا چاہیے اور اُسی وقت اپنے سردارون سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا
اور یہان اسد جو آفتاب پرستون پر گرا ہی تو اُسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہی ایک ایک کو قتل کر رہا ہی چیخے
جلا رہا ہی کہ ایرج کا نعرہ ہوا کہ او دیوانے مین آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جان جائیگا وہین تجھکو مارونگا
اسد پکارا او بزازبچے دیکھون تو کیا گندہ کرتا ہی اور باگ گھوڑے کی پھیر کے بھاگا شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی کوئی
آگے سے اُسے روک نہین سکتا ہر ایک طرح دیتا ہی کہ میان اسے رد کو نہین جانے دو مگر ایرج تعاقب مین آتا ہی
اسد لشکر ایرج سے باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی اسد نے اپنی فوج کے آٹھ غول کیے اور آٹھ سمت کو بھگاگے
ایرج جس غول مین کہ اسد تھا اُسی کے پیچھے چلا اسد نے دل مین کہا کہ یہ تیرے ہی پیچھے آتا ہی اُسکے بھی آٹھ آٹھ سو
کے چار غول کیے مگر ایرج نے گھوڑا اسکا پہچان لیا ہی کہ اسد کرہ بن اشقر پر سوار ہی اور زرد قبا پہنے ہوئے ہی جس
غول کے بیچ مین اسد ہوتا ہی ایرج اُسی کا تعاقب کرتا ہی ہرچند اسد نے ایرج کو بہکایا بھلاوے دیے مگر
ایرج نے تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہانتک کہ اسد تنہا رہگیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہی اب کنارے
دریاے زرائل کے پہونچا یہ وہ دریاے قہار اور بحر زخار ہی جہان آٹھ جہاز لشکر امیر حمزہ صاحبقران کے
ملک زرائل کو آتے ہوئے تباہ ہو گئے تھے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا اسد نے دیکھا کہ یہ

آفتاب پرست آہو بچا دل مین کہا کہ دریا مین ڈوب کے مرنا اس سے بہتر ہو کہ اس بزاز بچے کے ہاتھ سے گرفتار
ہو کے قتل ہوجیے بس خالق اکبر مالک خشک وتر کو یاد کرکے گرہ بن اشقر کو دریا مین ڈال دیا وہ مرکب دریائی بر
سطح دریا پر جاتا ہے جیسے کوئی زمین پر چلتا ہے ایرج نے بھی کنارۂ دریا پر پہونچکر چاہا کہ دریا مین گھوڑا ڈالدے
شاپور شیر دل ساتھ تھا اسنے باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہ پیر و مرشد آپ نجائیے گا دیوانہ تو آپ ہی دریا مین ہلاک ہو جائیگا
اتنی دیر مین دیکھا کہ اسد نظرون سے غائب ہوگیا ایرج ناچار و پریشان وہان سے پھرا راستے مین اور رفیق ملے اُنسے حال
بیان کیا کہ اسد دریا مین جاکے غائب ہوگیا غرض ایرج باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اسکی فکر مین جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزہ جمشیدی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد شیر دل اُس دریاے قہار اور بحر زخار سے دو روزہ کے بعد باہر ایک بیشۂ سبز و شاداب مین پہونچا
گھوڑے سے اُترکے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل مین خیال کیا کہ اس ذلت و رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہے تو
اولاد صاحبقران ہوکے اُس بزاز بچۂ بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہے ہر روز اسی ذلت و خواری کا سامنا
ہے یہ خیال کرکے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرداز جور فلکی ہوا کہ ای فلک کجرفتار و ای چرخ ناہنجار کیا گردش زمانہ
ہے کہ وہ آفتاب پرست ہوکے ایسی ایسی باتین کرے اور ہم با وصفیکہ خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی مین ہین کچھ
اسکا نہ بنا سکین یہ خیال اپنے دل مین کرکے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ ای اسد
اگر تو خنجر مارکے مریگا تو لاش کو تیری کتے کوے کھا جائینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو اپنے گلے مین پھانسی لگا کوئی
آیندہ روندہ جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھے گا ترس خدا کرکے وہ گاڑ تو پ دیگا دفن و کفن تو نصیب ہوگا یہ بات
اپنے دل مین قرار دے کر باگڈور گھوڑے کی لیکر ایک سرا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا بناکے
لٹکا دیا اور کئی پتھر لاکے تلے اوپر رکھے اُنپر کھڑا ہوا اور وہ پھندا باگڈور کا اپنے گلے مین ڈال کے پانون سے پتھر کو
ہٹا دیا بس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھین نکل آئین قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے
جانب صحراے عدم پرواز کر جاے یکایک اسدنے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ برین منور ہوگیا ہر مقام
اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہوگیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اسکے دونون شانون سے نور حضرت
محمد مصطفے خاتم الانبیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہویدا تھا بس وہ شہسوار عرش وقار طرفۃ العین
مین اسد کے پاس آیا حلقہ کمند کا کاٹ کر کمر مین ہاتھ ڈال کے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسد نے یہ شوکت و شان
اور رعب و جلال جو اُس شیر حق کے چہرۂ انور پر دیکھا قدمون پر سر رکھکے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب
رگڑا اور گرد پھر اتصدق ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین کہ حضور نے میری جان بخشی
فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا نظم

فرمائیے تو آپ پیمبر ہین یا امام
بندہ خدا گواہ ہے پہچانتا نہین

کی عرض ہاتھ باندھ کے ای خسروا نام
ہے کیا ملازمان فلک آستان کا نام

گرتا ہے پھر حضور کے قدمون پہ یہ غلام
یہ خانہ زاد کیا کہے کچھ جانتا نہین

امیدوار ہون کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون حضرت
نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ای اسد شیر دل مصرع مین وہ ہون جسنے خیبر سے سلمان کو دی نجات ہے
سلمان فارسی کو دشت ارجن مین شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوے ہاتھون کو ملایا نوح کو طوفان سے
بچایا ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بیشۂ اندلس مین نظر کردہ کیا نظم

آن علیم کہ اگر خیل گنہگاران را
بدعا باز رہانم کہ خدا امیدا اند
آن علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را

بیکے حملہ رہانم کہ خدا امید اند	آن علیم کہ وباز دہن غیر نرہ	بفنا بازرسانم کہ خدا امید اند

شہسوار ہل اتیٰ یکہ تاز میدان لافتیٰ شکنندۂ باب خیبر کشندۂ عمرو عنتر ابی الشبیر والشبر امیر المومنین
یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین
مظہر العجائب والغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان ہی
ہین دوڑ کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے سر اسکا اٹھا کے فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے کو ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہین ہی مین نے بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
یا شاہ نجف امیر عرب مین ایک تاجر زادے کے ہاتھ سے عاجز آیا ہون میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہی وہ غلام ہی تو
مین غلام ابن غلام ہون امیدوار ہون کہ حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اُس بزاز بچے سے انتقام
لے اور اسکو قتل کرے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو برا نہ کہنا ایرج کافرون مین سے نہین ہی اولاد
حمزۂ صاحبقران سے ہی اور زنہار زنہار اسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہونا چادر بکمر
مضبوط باندھ مین حکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان
قوی ہیکل پیٹھ تیری زمین سے نہ لگا سکے گا اور طلسم فیروزۂ جمشیدی کو تو فتح کریگا بال جمشید کا تیرے ہاتھ لگیگا یہ
فرما کے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو مین نے اپنا نظر کردہ کیا اسد پھر
قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبوے جسم شریف سے مہک رہا تھا
اسد نے اپنے مین زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمائش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا اسکو لپٹ
کے اُکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض سات درخت اُسی جوش مین جڑ سے اُکھیڑے مارے خوشی
کے ایسی بالیدگی ہوئی کہ پیرہن بدن مین پھنس گیا اپنے دل مین کہا کہ اب یہ بزاز بچہ تیرے ہاتھ سے کہان
جائیگا اُسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال مین گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج اولاد
حمزہ سے ہی ہر چند کہ ایرج کا باپ فرخ بازرگان موجود ہی مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ یہ خلاف
ہو نہین سکتا کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہی خیر مجھے تو فقط اسکی تنبیہ سے کام ہی کچھ جان سے مارنا تو منظور نہین ابھی
یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرما گئے ہین کہ تو طلسم فیروزۂ جمشیدی فتح کریگا ای اسد
اب کوہ بلور کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا سواری نہ دے سکا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اسد
ناچار ہو کے اسپ سے اُتر پڑا دامن گردانے آستینین چڑھائین سپاہیون کی صورت بالگڈ ہاتھ مین لیکے چل نکلا اب
دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقون کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیر دل تو ہلاک ہو گیا ہوگا بس یہ خیال
کر کے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام
زندہ ہی تو مجھے اسکی صورت دکھا دے اسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہو لیتا
ہی کبھی جب دیکھتا ہی کہ گھوڑے کی حالت غیر ہی تو اُتر پڑتا ہی اسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا اٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اُسمین سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام ہی
ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اسد نے اُسے قدمون سے اٹھا کے گلے سے لگایا اور کہا ای
ضرغام مین نظر کردۂ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھر میرے ہاتھون کو چوم اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین جو
آپ سے عرض کرنے کو تھا کہ مین نظر کردہ ہوا ہون میرے ہاتھون کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی ضرغام نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپ کو کرہ بن اشقر
لیکے دریا مین غائب ہوگیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلتی ہی شناوری کرنے لگا یہانتک کہ
قریب تھا تھک کے غریق بحر فنا ہو جاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے
کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اُسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے
ایک جگہہ کنارے لگا مین اُسپر سے اُتر کے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول سیکڑون طرح
کے ثمر دار درخت وہان لگے ہوے تھے وہان کی بہار بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی مین کچھ
نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپ کا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوک لگتی تھی کہ تاب ضبط
کی نہوتی تھی تو وہ میوہ صحرائی کھا کے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور دن رات آپ کے فراق مین رویا کرتا تھا آتے
آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپ کو یاد کرکے رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم رویا مین جمال با کمال
حضرت امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب و الغرائب طالب غالب کل طالب کل غالب علی ابن ابیطالب
علیہ الصلوۃ و السلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ اُن جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری پشت
پر پھیرا اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ ای ضرغام ہم نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی بھی ہمارا
نظر کردہ ہو چکا ہی وہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جانب یمن جونہید سے چونکا اُسوقت اُٹھ کے وضو کیا نماز
پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ کی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوا
ای شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمایئے اسد شیر دل نظر کردۂ شاہ ولایت نے جواب دیا
کہ ای ضرغام مین نے حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد آگ بالش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے
متواتر جڑ سے اُکھیڑ کے پھینکے اگر تمھین یقین نہو تو دیکھو یہ کیسے بھرپا بیخ درخت بڑے بڑے جڑ سے اُکھڑ کے پھینکدیے
ضرغام نے عرض کیا ای شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار صاحب ذو الفقار فاتح خیبر قاتل عنتر
ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار غیر فرار نے آپ کو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ ای
ضرغام اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خداداد کو دیکھیگا تو کیا کہیگا ضرغام نے عرض کیا
ای شہریار اُسکو بڑی حیرت ہوگی اور حضور اسپر کیا موقوف ہی جو آپ کو اسطرح کا زور آور اور طاقتور دیکھیگا وہ
ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا ای ضرغام سب رفیق میرے کہان ہین اُسنے عرض کیا پیر و مرشد
آپکے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپکے رفیقون کا حال کیا جانون کہ کہان ہین تمکو کہان ہین
اسد نے کہا ای ضرغام ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزۂ جمشیدی کے فتح کرنے کو جاتے ہین تم ذرا جاکے
ہمارے رفقا اور لشکر کو بلا لاؤ اور انھین ہمارے حال سے آگاہ کرو اور سب کو ہمراہ اپنے لیکے کوہ بلور پر آؤ
ضرغام نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا ادھر اسد
بعد اُسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا تیسرے دن منزل مقصود پر پہونچا دیکھا کہ پہاڑ بلور کا
فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین جا بجا آبشار پہاڑیون پر سے گر رہی ہی
جگہہ جگہہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان درختون کی شاخون پر بیٹھے
ہوے زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
چل رہی ہی بالاے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی اسمین کئی برج مثل گنبد گردون گردان بنے ہوے ہین

اور اُس برج مین ایک زنجیر طلائی تا پائین قلعہ آویزان ہی اور ہر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ درون نفیرین ہاتھون
مین لیے ہوے کھڑے ہین اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہی کہ خون تازہ اُسمین جوش مار رہا ہی
اسد نوجوان آتے آتے کنارے خندق کے ہونچا تھا کہ اُن زنگیون نے جو برجیون پر کھڑے ہوے تھے نفیرین
بجانا شروع کین اور ایک غلغلہ برپا ہوا کہ طلسم کشا آیا ہی ساکنان طلسم آگاہ ہوا اور جلد خبردار ہوا اور اُنکے غل کی
صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی پہاڑ جنبش مین آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت اور غل و شور
دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیرون کی موقوف ہوگئی اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ طلسم تو یہی ہی مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہی غرض شب کو یہ وہین رہا جب صبح ہوئی اسنے
وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعے کے آکے دیکھنا شروع کیا چارطرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اُٹھا
جب نزدیک آکے دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ضرغام اور پیچھے پیچھے اُسکے ابراہیم بن مالک اور
علقمہ بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہین جب سب لوگ اسد کے پاس آکے سلام کیا ہر ایک گرد
پھر التصدق ہوا حال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ استادہ کیا گیا
اُسمین اسد مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اُسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کرکے
آرام کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو مین یہان حکم سے اپنے آقا و مولا
امیر المومنین یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل عنتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کے آیا اور جیسا اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہون کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا
لیکن اُسکے فتح کرنے کی تدبیر کو نہین ارشاد فرمایا اب مین سوچتا ہون کہ کسطرح اس طلسم کو فتح کرون کبھی اپنے
اوپر نفرین کرتا ہون کہ تو نے اُن حضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نہ پوچھ لی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے
دست ادب جوڑ کے عرض کیا کہ پیرو مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہی بغیر مدد غیبی نہین فتح کیا ہی آپ بھی عبادت خانہ استادہ
کیجیے اُسمین بیٹھے نماز پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت مین آپکی طلسم کشائی ہی تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح
کر لیجیے گا اسد نے کہا صاحبو مین طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہی یہ اور کسی کی
خبر کبھی ہوئی نہین ہی کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہی اُسمین معاذاللہ کیا شک و شبہ ہی
القصہ اسد عبادت خانہ استادہ کراکے اُسمین داخل ہوا اور بخشوع و خضوع نماز حاجت ادا کرکے منھ اپنا خاک پر
ملا اور برجوع قلب و نیت خالص گریہ وزاری کرکے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان وای
چارہ ساز بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہون کہ مین تیری مدد سے طلسم کو فتح کرون اسد کو یہ دعا مانگتے
مانگتے تین پہر رات گذر گئی یکایک اسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہوگئی دیدۂ باطنی
کھل گئے ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین جانوران خوش الحان ہر شاخ پر بیٹھے
ہوے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ پردۂ دنیا پر نظر سے نہین گذرا اسد نے جو یہ کیفیت
اور نزہت اُس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت بنکے گی صورت ہوگیا دل مین سوچنے لگا کہ بار الٰہا مین
بیدار ہون یا عالم خواب مین سرشار ہون مین نے ایسا باغ کبھی پردۂ دنیا پر نہین دیکھا یہ کونسا باغ ہی کون اسکا
مالک ہی پھر سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر مرد شکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر
رکھا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار کر سلام علیک ای اسد بن کرب غازی نظر کردۂ شاہ حجازی اسد نے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب پاکر
ہان سچ ہی آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر بیٹھے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہی اسد
نے کہا کہ ای پیر روشنضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے
کہ کوئی طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہی نہ مجھکو معلوم ہی کہ لوح کہان ہی مین
عنایت خدا سے پرواے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہو جائے
اب آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا ای اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہر ہی
یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا ہی اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی جناب محمد مصطفے مظہر العجائب و الغرائب غالب
کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدہ روح افزا سُنکے
نہایت خوش ہوا اس مرد پیر سے مصافحہ کیا ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ
پوچھی جمشید خورشید چہر نے کہا کہ صبح کو جو تم سوکے اُٹھو تو وہ جو قلعہ طلسمی ہی اور اُسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہی اُس
خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق چالیس گز کی چوڑی ہی پس کنارے پر جا کے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے
پار ہو پہنچو اور جو خندق مین گر پڑے تو طعمۂ نہنگ ہو جاؤ گے جب ایک ہی جست مین تم اُس پار ہو پہنچو گے تو
کر دیکھو گے کہ خندق سے دروازہ قلعہ تک بتیس زینے ہین اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازہ قلعہ پر پہونچانا
اور اگر کہین ایکدم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلۂ آتش نکلیگا فوراً وہ تمھین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبر دار خبر دار
وہان نہ ٹھہرنا جب دروازہ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا کہ ایک تختہ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا حلقہ دار آہنین
نصب ہی اور اُس تختہ سنگ کے دونو طرف دو سونے کی اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ
دونون پانؤن اُسپر بخوبی قایم ہو سکتے ہین پس تمھین لازم ہی کہ دونون پانؤن اپنے اُن دونون اینٹون پر قایم کرکے
دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختہ سنگ اُکھڑے مگر وہ تختہ سنگ پانچسو من کا ہی پانچسو آدمیون کی
طاقت سے اُکھڑے گا ورنہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کریگا جب تم اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل و شور اُٹھے گا
خبر دار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گرم نکل جائیگا تو ایک
نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا اسی زینے کے طی کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا
اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہوگا کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھول کے
اُسکے اندر جانا ای اسد تم ایک مکان وسیع مین پہونچو گے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہی اور وسط تالاب
مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہی اُس میل پر ایک جانور سُرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے
گلے مین پڑی ہوگی اور سینے پر اُس جانور سُرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمھین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو وہ
جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب پر آکے گر یگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا وہی
تمھاری اُستاد ہی اسد چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اُسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز
پڑھی عبادت خانے سے باہر آیا سب رفیق دوڑے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سب نے
حال پوچھا اسد نے خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا کہ مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت
علی ابن ابیطالب غالب کل غالب علیہ السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہی کہ فتحیاب ہون اِس طلسم

فیروزہ جمشیدی کو توڑ دون اور جو پھر کے نہ آؤن وہین مرجاؤن تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نورالدین نامدار
اور صاحبقران عالیوقار کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ الٰہی شہریار با وقار حق تعالیٰ آپ کو
فتحیاب کرے اور زندہ وسلامت پھیرے اسد سب سے رخصت ہوا مسلح و مکمل ہو کر شادان و خندان اسطرح چلا جیسے
کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے آتے کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر چکا ہون اتنا ہی پایا
جناب باری سے مدد طلب کر کے بسم اللہ کہکر جست کی خدا کے فضل و کرم سے اسی جست مین خندق کے پار ہو پہنچا
شور وغل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون پر نفیرین لیے کھڑے ہوئے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گیر و دار کی آواز
بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا دوڑ کے ان تیسون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر
پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر بانی طلسم نے اسکو تعلیم کر دیا تھا دونون طلائی انٹیون پر کھڑے
ہو کے بیٹھ قلعے کی طرف کر کے دونون قلابون مین ہاتھ ڈالے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ اس تختہ سنگ کو اکھڑ کے
پھینکدے یا مجرد اس تختہ سنگ کے اکھڑنے کے غلغلہ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلہ شدید آیا کہ ایک زمانہ
گردش مین آگیا اسد نے دونون قلابے جو اس پتھر مین تھے انھین اکھیڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور چہرہ نقب کا جو
نمودار ہوا تھا اسمین سے ہو کر دروازے پر قلعے کے پہونچا بسم اللہ کہکے قفل کھول کے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اُس
مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی بیچ مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اسپر ایک جانور
سُرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقرہ مصقول کی اسکے گلے مین پڑی ہوئی اور سینے پر اس طائر سُرخ کے ایک خال
سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کے اُس خال کو تاک کے مارا بالفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین
پر گر پڑا شہزادے نے دوڑ کے لوح اسکے گلے مین سے اتار کے پڑھی اسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے
تالاب پر دم کر کہ پانی اسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جا کے میل کو اکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا تو کود پڑنا
اور جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اُس چاہ مین
کود پڑا اب جو پا بزمین آشنا ہوئے ایک صحرائے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ و تار گھرا ہوا
ہی شدت سے ہوائے تند و تیز چل رہی ہی چار طرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین متزلزل ہی شیر چیتے ہر جانب پھر رہے
ہین زمین سے شعلہ ہائے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اُڑ رہی ہین پسینا بہ رہا ہی پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چمٹی جاتی ہی دل سے شعلے اُبھر رہے ہین اسد اُس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار
بیہوش ہو گیا رفقائے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوئے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا آندھی
سیاہ چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا
مارا گیا یا طلسم شکست ہوا ہر ایک برہنہ سر ہو کر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای چارہ ساز بیچارگان ای
حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح و سالم دکھائیو ای جامع المتفرقین پھر اُسے ہم سے
زندہ ملائیو مگر یہان بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے
آیا تھا کہ دور سے ایک چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی متعجب ہوا پروردگارا یہ کیا چیز چمکتی
ہی جب قریب آیا دیکھا کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اُس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی
ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی ہی اور اسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آ رہی ہی اور بائین طرف اُس حوض کے کنارے
پر ایک گرز گیارہ سو من کا رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو اس

گرز کو اُٹھا کے اُس چرخ پر مار کر وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اُٹھا تو اس حوض مین سے ایک شعلۂ آتش
نکلکے تجھ پر گرے گا اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھ ایسے ہزارہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلا کے خاک سیاہ کر دیگا اور
پھر تیرے ہی سبب سے قلعہ مین شعلۂ آتش اُٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور جمادات
و نباتات کو جلا کے خاک سیاہ کر دینگے اور جو تو نے گرز اُٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ
سے نہ چھوڑیو مع گرز اُس حوض مین کود پڑنا اسد نے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کر کے جبین نیاز کو بدرگاہ
کریم کارساز رکھا اور عرض کیا کہ ای خالق ہر دو سرا ای قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری ہی د
کی قوت و امید پر گرز اُٹھاتا ہون یہ دعا کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ کے اُس گرز کو وہ سر پر ہاتھ ڈالا اور
بسہلی اُسے اسطرح اُٹھا لیا جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اُٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری
ادا کیا کہ اے کس بیکسان و ای قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی
کام ہی سوا تیرے اور کسی کی کیا مجال و قدرت جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اُٹھا کے اُس چرخ ہمسر چرخ گردون
پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے گر پڑا ساتھ ہی اسد بھی حوض مین بجستی تمام کود پڑا اگرچہ یہ حال ہی کہ آنکھین و گوش اسکی
بند ہین بیہوش و مدہوش و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ و اژدہون
کے بولنے کی کان مین چلی آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقاے
اسد یہ ہیبتناک آوازین سنکے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای حافظ حقیقی و ای مالک تحقیقی تو ہی ہمارے آقا کی
جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور بہرام سے اُسے زندہ ملائیگا یہان سُنیے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور
اُسے ہوش آیا اُسنے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ مین نقب کے اندر چلا جاتا ہون اور گرز ہاتھ مین ہی نہ وہ حوض ہی اب
ہی نہ وہ چاہ ہی دل مین کہا کہ سحر کے یہی کارخانے ہوتے ہین غرض یہ اُس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین
دیکھا کہ چہار دیواری اُسکی گنگا جمنی تھی اور زمین اُس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے تھے پھل اُنکے
زرین تھے پھول طلاے احمر کے کھلے ہوے تھے ہر طرف نہرین سلسبیلین آبشار جاری تھے یہ اُس باغ عجیب و غریب
مین گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب سے صدای مرغان خوش الحان و بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک [illegible]
و طاؤس روشون پر پھر رہے ہین اسکے دل کو فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ
ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس اُسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد
تخت کے چار سو بُت طلائی رکھے ہوے ہین اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے
ہاتھون مین لیے ہوے تاج مرصع سرون پر رکھے ہوے حلقہ باندھے ہوے ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوے ناچ رہے
ہین اور اُستادان نادرفن چنگ عود و بربط و رباب بجا رہے ہین اسد نے غور سے جو اُس تخت کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ
تخت نشین جمشید خورشید چہر ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا پکار کے کہا سلام علیک ای جمشید خورشید چہر کوئی
نہ بولا کسی نے جواب سلام نہ دیا پھر اُسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اُسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسد نے غصہ مین
آکے کہا کہ صاحبو کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہیں دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے محترز ہی
پھر بھی کچھ صدا نہ آئی ناچار ہوکے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جا کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شخص
تو کیا گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہیں دیتا اب جو اسد نے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور تمام
اہل صحبت بھی پتھر کے ہین اسنے اپنے دل مین کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہین یہ کیا خاک جواب

دینگے مگر کیا خوب صحبت آراستہ کی ہی کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھ کے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز
نعرے کی بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ او خیرہ سر غضب کیا تو نے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھ
جانین یہان لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک
زنگی سیاہ رو تیرہ درون خونخوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے چیخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے
خوف معلوم ہوا لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندۂ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت
تجھپر حملہ آور ہو تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کوہ سر جو تیرے پاس ہی اُس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی
اور اُس زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اُسپر دوڑ کے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربہ کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر
مارا تو وہ زنگی پیوند زمین ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنگبار جادو بود دیر لینے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے
یکایک اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ زنگبار جادو کو
مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھر کے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ منھ اُسکا اژدہے کا قد دیو کا
سر پر دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہی جلدی سے لوح کو دیکھا
اُسمین تحریر تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آئے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد
کرکے کشتی مین اُسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا
ایک شاخ مین سے خنجر فیروزہ نگار نکلیگا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ بس تم اُس نصیحت نامہ پر
عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا اُسکے
حملہ کو رد کرکے اُس سے لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ
کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑ کے جو زور کیا تو وہ کاسۂ سر سے باہر آئے
ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامے کو کھول کر
پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہوجاے اور
بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ نیک رکھ
خاص و عام کے حال سے غافل نہ رہ داد و دہش کر ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود * ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود *
بداد و دہش کرد او نیکوئی * تو داد و دہش کن فریدون شوی * اس نصیحت نامے کو دیکھ کے اسد خوب رویا پھر لوح
کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس ناپاک اژدہا صورت دو شاخ کی پڑی ہی اُس مقام کو کھود یہ نقب کا
پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پر پہونچیگا کہ اُسمین قفل دیا ہوا ہی اُسکو توڑ کے دروازہ کھولکر اندر جا
ایک چار دیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے ایک حوض ہی کہ اُسمین بجاے آب آگ جوش
مار رہی ہی اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سُرخ ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون کھڑے ہوے
ہین آخر ایک چرخ گردش مین ہی تو اُس چرخ کے پاس جاکے ایک گرز مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے بس ای طلسم کشا طلسم
تو نے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقہ سے اُس چار دیوار آہنی مین گیا دیکھا کہ ستون زنجیرین بیچ مین گز بھر ڈیڑھ سو
گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے شرارہ ہاے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین آن زنجیرون سے
عجیب و غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے چاہا کہ حوض کے پاس جاے مگر گرمی کی شدت سے ہوا کو نہ پڑا اپنے دل
مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے تو جل جائیگا ڈر کے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا

کہ ای شکنندۂ طلسم اگر حرارت آتش سے اُس حوض تک تو نہ جاسکے تو ایک کام کر کہ وہ دونون قلابے جو
تو نے تختۂ سنگ مرمر کے سے لیکر اپنے پاس رکھے ہین وہ اسی کام کے ہین کہ حرارت آتش کو مٹائینگے تو ان قلابون کو
نکالکر ایک کو زمین پر ڈال دے اور دوسرا حوض مین پھینکدے اور ساتھ ہی اُسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی
نہ معلوم ہوگی زمین مانند یخ کے ٹھنڈی ہو جائیگی اسد نے خدا کو بہ بزرگی یاد کیا اور دونون قلابے کمر سے نکالے
ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس سفید کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا
ہی اسد شیر دل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض مین ڈالا ایک شور قیامت خیز اُٹھا کہ ارے
تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھ نہ کر سکے اسد جلد قدم بڑھا کے چلا اب زمین بالکل سرد ہوگئی
تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی بس کنارے حوض کے جا کے ایک پانون آگے بڑھا کے جو گرز اُٹھا کے
اس چرخ پر مارا وہ ٹوٹ کے گر پڑا صدائے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اور بارش سنگ
ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر برپا رہا بعد اُسکے وہ آندھی کچھ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی
روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اُس باغ مین کھڑا ہوا ہی جہان جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت
خالی پڑا ہوا ہی سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہین ہی اور وہ چار سو بت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوے
صدائے مبارکباد دے رہے ہین اور وہ ساز بجانے والے کہ سینون پر اُنکے ساز جڑے ہوے تھے زمین پر پڑے ہوے
ہین اور وہ ساز غائب ہین اور پیچھے اُس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق
کا کھولے دیکھے کہ اسمین کیا ہی کہ ایک آواز اُسکے کان مین آئی کہ ای بہادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہین تو
بہت پچھتائیگا اسد یہ آواز سُنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دلمین سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمین ہی اور نہین معلوم
یہ آواز کسکی ہی سامنے آئے تو حال اس سے پوچھا جائے پکارا کہ ای شخص تو کہان ہی اور کون ہی سامنے آ حال صندوق
کا بیان کر کہ اسمین کیا بلا ہی آواز آئی کہ اچھا آیا مین بعد اُسکے اُسنے دیکھا ایک دیو دراز قد سر اُسکا مانند برج حصار
کے دونون ہاتھ مانند شاخہائے چنار کے صورت نہایت بدہیئت عجیب و غریب تلوار کمر مین گرز ہاتھ مین لیے
ہوے چلا آتا ہی اسد اُسکو بھی دیکھ کے ذرا نہ ڈرا بھی اُسکی طرف بڑھا اُسنے کہا کہ او آدم زاد سیاہ سر دندان سفید تو
تمام طلسم کو تباہ و برباد کر کے یہان تک آیا ہی اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا دیکھ تو اپنی اس چالاکی اور
تیز دستی کی اب کیسی سزا پائیگا یہ کہکے اُسنے گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا مگر تا بزانو غرق ہو گیا لیکن
دونون ہاتھ جس طرح ستون گرز تھے اُنمین خلل واقع ہوا عالم بیہوشی طاری ہوا جب ہوش آیا تو حق گرد سے باہر نکلا
اُس دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب مین آکے ارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اُسکے ہاتھ سے لپٹ گیا گرز
چھین لیا اور گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیا دیو بھی اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی مین اسد
نے اڑنگے پر چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اسے ذبح
کرے وہ دیو پکارا کہ ای بہادر مجھکو کیون قتل کرتا ہی جو تیرا جی چاہے مجھ سے پوچھ اور جو تو کہیگا مین بسر و چشم قبول کرونگا
کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتا دونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر
طلسمی کا بتا دونگا اور مین جو آپ سے لڑا تو فقط آزمایش کے واسطے لڑا تھا کہ آپ کی طاقت و قوت دیکھون جو طاقت
شکنندۂ طلسم مین ہونا چاہیے وہ آپ مین ہی یا نہین اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین مین آپکا
غلام حلقہ بگوش اور بندہ بے دام و درم ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو آپ بہت پشیمان

ہوجیگا اسد اُس سے یہ کلمات سُنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کرون یا چھوڑ دون غرض یہ سوچکے لوح طلسمی کو
دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار وزنہار اُسے قتل نکرنا اور اگر
مار ڈالیگا تو بہت پچھتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسد نے لوح کو تو بغل
مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہی اسد اُس کے سینے پر سے اُتر پڑا اور
کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہی مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھ کے اسد کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکے
کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خداپرستان مین لائیے اسد نے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا
وہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم کچھ باقی ہی یا بالکل فتح ہوچکا اُسنے
عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپنے فتح کرلیا اب کچھ باقی نہین ہی دیکھیے وہ سامنے قلعۂ طلسمی معلوم ہوتا تھا اسد
نے کہا کہ ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لیچل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف
لیچلیے آئیے میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیردل دیو اطراق کے کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے
اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز اُنھون نے دیکھا کہ ایک دُخان تاریک
قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی چھاگئی بالکل اندھیرا ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا پہر بھر تک وہ آثار قیامت ظاہر رہے
کہ سب کو یقین مرگ ہوگیا تھا ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی
پھیلی وہ صورتین جو برجون پر قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف
ہوگئین ان سب کی جان مین جان آگئی حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہوے سب نے کہا کہ اب ہمارے
آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا
اور خداوند کو ہمین دکھادے ہنوز دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بروے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا
دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہی دیو اطراق نے اسد کو وہان ہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد
قدمبوسی کو جھکے ہوکے شرف ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیردل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے
ہوے خیمے مین آیا مسند شوکت پر بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادہ اسد
نے تمام و کمال حال بیان کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق تم جاکے
اب مال و اسباب زر و جواہر خزانہ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہی سب
لیے آتا ہون یہ کہکے رخصت ہوکے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض
اسقدر زر و جواہر تھا کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا کیا اور اُس شہریار با اقتدار
کی نظر سے گذرانا کیا بعد اسکے چارسو مرغ سرخ رنگ پکڑ کے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان
مرغون کو کیون لایا ہی انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار در اصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک
خروار زر سرخ ہی اسد نے کہا یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ پیرومرشد آپ
جسوقت جس مرغ کے سینے پر تیر ماریے گا اور وہ تیر اُس کی پشت کو توڑ کے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گرکے
مرغ زرین ہو جائیگا یعنے سونے کا ڈلا بنجائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پر تیر مارنا شروع کیا
واقعی جس مرغ پر تیر پڑا اور اُسکی پشت سے گذر گیا وہ گرکے زمین پر تڑپا اور اُسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد
صبح سے شام تک تیر اندازی اور طلا یہ سازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع

ہوا جب اسد کو اُن طائران مصنوعی یعنی مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق
نے وہ چار سو بت طلائی لاکے خدمت شاہزادۂ اسد نوجوان مین حاضر کیے کہ سینون پر اُنکے قفل دیے ہوے
تھے جب ان قفلون کو کھولا دیکھا تمام جسم انکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر انکے جسمون
مین بھرا ہوا ہی شہزادۂ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھ کے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر
مین دیو اطراق جو آیا تو اب چالیس آہنی صندوق شترون پر بار کیے ہوے لایا اسد شیر دل نے پوچھا ای دیو
اطراق اسمین کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلون کو کھولین ملاحظ فرمائین کہ انمین کیا شے ہی
اسد نے ان صندوقون کو کھولنا شروع کیا انمین سے چالیس ہزار جوانون کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ
برآمد ہوے اور انھین مین سے تیغۂ فیروزہ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو چوبی نقارون
کی نکلی اب اسد نے دیو اطراق سے حال اس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب مین
رکھا ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لاکے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ ای شہریار عالی وقار اگر کوئی غافل
اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دُھوان اِس مین سے نکلتا کہ اُس کی آنکھون مین تاریکی چھا جاتی سوجھنا
موقوف ہو جاتا پھر ہر چند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم مین کوئی اس کا
تدارک نہ کر سکتا مگر اس صندوق مین ایک تحفۂ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر مین کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہین ہی
اسد نے پوچھا کہ بھی جلد بیان کر وہ کیا تحفۂ عجیب و غریب ہی کہ جہان مین کسی کو بھی نصیب نہین ہی دیو اطراق
نے التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہین ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ پھر اُس
تحفے کو ہم کیونکر دیکھین دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظ فرمائیے مین آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہون یہ کہہ کے
اُس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجاکے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ اسپر ایک تیر
چلۂ کمان مین جوڑ کے نشانہ تاک کے اس زور سے لگائیے کہ صندق کو توڑ کے پار نکل جائے اسد نے
موافق دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے گوشۂ کمان تا بناگوش لاکے نشانہ خوب تاک کر
جو مارا تو وہ صندوق کو توڑ کے پار نکل گیا پس ایک دود سیاہ رنگ اسمین سے نکل کر سوے آسمان گیا
دیو اطراق نے اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی دھوان تھا جسکو مین نے عرض کیا تھا جسکی آنکھ مین
لگتا اُسے حرف فی العین مین اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق مین سے نکل گیا دیو اطراق نے
اُسے کھولا اور اسمین سے ایک ڈبا نکال کے شہزادۂ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اسپر جمشید خورشید چہر کی
مہر کی ہوئی تھی اسد شیر دل نے مہر اُسکی توڑ کے ڈبا کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے
جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند آفتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال و رفعت و اقبال
اس تصویر پر تنویر کے چہرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین مصور رشک
بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور
فرمایا کہ ای ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ مین یہ تحفہ صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا
کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اُسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق
انکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل مین لشکر رب غازی کو شمار کیا تو اسمین بارہ ہزار آدمی نکلا اپنے ملکر ہزار
آدمی اور رہے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے ان سب کو وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار شیر دہ پوتی

اُسکے ہمراہ ہوے ان سبکو چالیس چالیس مہینے کی تنخواہ تقسیم کردی جتنے اہل لشکر تھے از کہ تا مہ سب کو اُسنے
بالا مال کردیا سب دعائین دینے لگے کہ الٰہی روز بروز ماہ و سال ترقی جاہ و جلال از دیاد ملک شہزادہ بلند اقبال ہو
دشمن پامال ہو بعد اُسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ ای اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے
فرمانروا اس قلعہ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا اُسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اُسے
یہین رہنے دو ہم جب چاہینگے تم سے منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اُسکے شاہزادہ اسد شیر دل
چالیس ہزار جوانون سے اپنے رفیقون سمیت کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ یکبارگی طرف
سے ایک تتق گرد و غبار کا اٹھا اسد نے ہرکارون سے فرمایا کہ ذرا جا کے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اٹھی ہے ناگاہ وہ گرد
چاک ہوا دیکھا کہ ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار جرّار کے نمودار ہوے اُدھر ہرکارون نے جو خبر کے واسطے گئے تھے
حاضر ہو کے عرض کیا کہ ای شہریار فلک وقار غرماسپ بن طہماسپ کہ بیٹی ہے برجیس اختر شمار کی پیدا
ہوا ہے آتا ہے اور اُسی کا یہ سب لشکر ہے اور برجیس وزیر تھا خورشید و جمشید اختمی کا اسد نے جواب دیا خیر
آنے دو ادھر غرماسپ نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوے دیکھا اپنے ہرکارون سے کہا کہ جلد جا کے خبر لاؤ کس کا
لشکر جارہا ہے کونسا بادشاہ یہان آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا غرماسپ کے دریافت حال
کے واسطے روانہ ہوے یہان سے واپس جا کے بیان کیا کہ حضور شاہزادہ اسد شیر دل طلسم فیروزہ جمشیدی
کو فتح کیے ہوے اور تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے ایرج پر جاتا ہے غرماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ
اسد دیوانہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کیے ہوے تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے مع چالیس ہزار
جوانون اور اپنے رفیقون کے ملک زرائل مین ایرج نوجوان پر جاتا ہے یہ اپنے دل مین سوچا کہ بس یہی موقع
خوب ہے اسے اسی مقام پر ٹوک لیجیے یہان سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہین روک لیجیے اسنے اپنے سردارون کو
حکم دیا کہ اب آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہان موجود ہے اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہین اسکا فیصلہ کرو
سردارون نے بھی ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہان یہ خوب موقع ہے اس دیوانے کو اسی صحرا مین اسیر زنجیر
کرنا چاہیے غرض غرماسپ بن طہماسپ کا سب لشکر اور فوج اسی مقام پر اُتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریان
اسکین راوٹیان بیچوبے استادہ ہوے سردار اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر کے اپنے اپنے خیمے ڈیرے وغیرہ مین
آئے غرماسپ کیواسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان استادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُتر کے اس خیمہ مین
داخل ہوا ادھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ غرماسپ مجھ سے بارادۂ جنگ یہان مقیم ہوا ہے اسنے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ آج یہین قیام کرو آگے نہ جاؤ غرماسپ بارادۂ جنگ یہان ٹھہر گیا ہے تم بھی آج یہین رہو
شب بھر تو بسر کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت غرماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہے
تو بسم اللہ یہین گو یہین میدان اور اگر اُسے لڑنا منظور نہین بلکہ اپنے اور کسی سبب سے قیام پذیر ہوا ہے تو ہمین اُس سے
کوئی تعرض نہین ہے ہم شب بھر یہان رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جائینگے یہ حکم شاہزادۂ اسد نوجوان سے سنکے
اُسکے رفیق اور سردار بھی وہان اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے
بیچوبے چھولداریان اسکین راوٹیان اور جو چوبے اُسکے رفیقون اور سردارون اور لشکریون
کے لیے استادہ ہوے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین آکے رونق افروز ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع ہوے
باتین ہونے لگین سردار غیر سردار اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین گئے اب رات کا وقت ہے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ

مین بیٹھا ہوا ہی سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین یکایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی
اسد نے کہا دیکھنا یہ نقارے کی آواز کیسی آتی ہی کسی کو بھیجو ذرا جا کے خبر تو لائے ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے
کہا کہ دیکھو نقارے کی آواز آتی ہی ذرا جا کے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہی ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت
خبر کے واسطے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہو کے عرض کیا کہ حضور غماسپ بن طرماسپ نے نقارۂ رزمی
بجایا ہی آپ سے جنگ کا ارادہ ہی اسد نے حکم دیا کہ اچھا بفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غماسپ میدان مین آیا ادھر بھی
دلاوران میدان کارزار و بہادران اشجع روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہوکے ترکی و تازی عراقی و نجدی پر
سوار ہوے اسد بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کرکے اسپ صبا رفتار شرشکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ
مین آیا تبردار جھاری جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقارے
پر چوب پڑی دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساعقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے
عفریت کوہ پیکر نامے بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غماسپ مین تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ
کیا کہ تمھون مین ہی کوئی ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی
ادھر سے مرزنگ بن مرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو جھپٹ کے میدان مین بمقابل عفریت کوہ پیکر
کے آیا نعرہ کیا کہ او گبر مغرور کیا بکتا ہی دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکا ہی اُسنے کہا کہ ای مرزنگ
دیکھ تو آج میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہی کس کس کے گلے کٹتے ہین کس کس کا لہو بہتا ہی تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ
یا تو اسد کی فرمانبرداری و خدمتگزاری ترک کرکے سب غماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے
اپنا سر کاٹ ڈالین اسلیے کہ مین جس معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آجتک مین
کبھی شخص واحد سے نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے
لشکر مین جا اور میرا یہی پیام سب سے بلکہ اسد سے بھی کہہ کہ اگر اپنی جانون کی خیر منظور ہی تو غماسپ کی
اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو
مرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش بدمست بیہوش یہ تو بکتا کیا ہی پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور
میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جانا تو یہ پیام دینا اسقدر کیون لاف و گزاف کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی تجھے کچھ جنگ سے
بہرہ نہین ہی جو یہ باتین بیہودہ بک رہا ہی کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جائے تو نے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے
ہین وہ برستے نہین ارے غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کر لے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی
لاف و گزاف تو بہت سنی ہی آ مقابلہ مین عفریت کوہ پیکر پر یہ کلام مرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری
ہوا چیکار کہ او مرزنگ معلوم ہوا مجھے کہ اجل تیری آگئی خیر پھر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہتے گا وزن
ہوا مرزنگ کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اسنے جھنجھلا کے
مرزنگ پر نیزہ مارا ادھر سے مرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ
چھ چھ طعنین نیزے کی چلی ہونگی کہ مرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا اپنی سنان نیزہ پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا
عفریت نے جھپٹ کے مرزنگ پر تلوار ماری مرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اسکی پشت تیغ پر روک کے رد کی پھر
عفریت کوہ پیکر نے جھنجھلا کے اور ایک تلوار ماری مرزنگ نے سپر کو پناہ کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار بڑھ کے

زور سے سر پر لگائی مرزنگ نے بچستی تمام ذرا اپنے گھوڑے کو ترچھا کر دیا کہ تلوار اُسکی خالی گئی اور وہ کسی قدر جھکا اُسکا
جھکنا تھا کہ مرزنگ آزمودہ جنگ نے ایک تلوار جو چھپٹ کے سر پر اُس کوہ پیکر کے ماری تو کاسۂ سر کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر آئی مرزنگ نے اور ہاتھ کو دبایا کہ پیشانی سے گلو و صدر و کمر اُس خیرہ سر کی کاٹتی ہوئی زمین پر
پہونچی وہ گبر مغرور نصف بدن گھوڑے کے ادھر اور نصف اُدھر گر پڑا جب عفریت کوہ پیکر کو مرزنگ بن
مرزبان نے جہنم واصل کیا تو غبریت اژدہا سر ایک بہت بڑا پہلوان نامی لشکر غرماسپ مین تھا وہ اپنے مرکب کو
چھیڑ کے صف سے باہر نکلا میدان مین آیا اسنے اُس سے بھی زیادہ لاف و گزاف کی شیخی بگھاری تگاورزن ہوا
گھوڑا اُسکا بیا ہوا اسنے مرزنگ پر نیزہ کا وار کیا مرزنگ نے اُسکا بھی نیزہ ہوائی کر دیا غبریت اژدہا سر
نے تلوار کھینچی مرزنگ نے بھی تلوارین وار ہونے لگے آخر ایک جگہ مرزنگ نے سر کی بجائے ایک تلوار کمر پر اُس نامرد کے
ماری کہ پیٹھی دو ٹکڑے ہوا اسی طرح بہت سے سرداران غرماسپ کو اسنے واصل جہنم کیا پھر اور چھ سردار
اُسکی طرف کے آئے اسد کیطرف کے بھی سرداران نامور میدان مین آئے اُن کافرون کو ان بایمانون نے
راہی دار البوار کیا جب غرماسپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ میرے لشکر سے جو میدان مین جاتا ہے خون مین نہاتا ہے
کوئی سربرآورد جانبر نہین ہوتا کیسے کیسے دلاوران نامی اور بہادران گرامی شیر بیشۂ کارزار ہژبر میدان رزم و پیکار
خاک و خون مین نہائے لشکر اسد نے کیسے کیسے لوگ میری طرف کے خاک مین ملائے اب میدان مین خود جانا
چاہیے اور اسد کا سر کاٹ لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین آیا نعرہ کیا
کہ او دیوانے صف سے نکل کے میرے مقابلے کو آ تیرے رفیقون نے میرے کئی سردارون اور پہلوانون کو قتل کیا
ہے بڑے بڑے بہادران عرصۂ کارزار اور شیران میدان رزم و پیکار کی جدائی کا داغ میرے دل کو دیا ہے اب تو میدان
مین میرے مقابلے پر آ تو مین اُنکے خون کا عوض تجھسے لون اُنکی طرح تجھے بھی از سر تا پا خون مین بھرون ای اسد تو
ایرج پر شبخون مار مار کے شیر ہو گیا ہے یہ نہین جانتا کہ ہمارا ابھی کوئی سرکوب موجود ہے اب آج مین تجھے کب زندہ
چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جائے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے جو یہ نعرۂ مستانہ اُس
خرس بادیۂ ضلالت کا سُنا شیر کیطرح بپھر کے اپنے مرکب صبا رفتار آہو شکار کو چھیڑ کے صف لشکر سے باہر نکلا
بسرعت تمام میدان مین آیا نعرہ کیا کہ او ہرزہ درا یاوہ گو کیا فضول بک رہا ہے ایرج پر تو مین نے ایسے ایسے
شبخون مارے کہ سارے آفتاب پرستون کے رُخ چھوٹ گئے حوصلے پست ہو گئے اور کیا آخر تو نہ جانتا ہوگا کہ اس
ہنر از بچۂ بازارگان سے کیسا کیسا معرکہ پڑا مگر میرا بال نہ بیکا ہوا اور او موذی تو میری سرکوبی کیا کریگا مین ہی تیرا
سر کچلونگا یہ کہکر تگاورزن ہوا غرماسپ کا گیند سا چھ سات قدم پیا ہوا تھا کہ مرکبون کو رانون مین مسل کر ادھر
سے پھیر کر یکدیگر مقابل ہوے اسد غازی نے دیکھا کہ غرماسپ کی شکل ٹھیک ہو بہو طرماسپ کی ہے ایرج
کا قد ہے ابھی کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہے آنکھ ناک ہاتھ پاؤن سب خوبصورت ہین مگر سیاہی کفر کی مُنھ پر ظاہر ہے
اور غرماسپ نے اسد نوجوان کو دیکھا کہ ڈاڑھ رجاتا بہ ناف اسطرح جلوہ افگن ہے جیسے سورج کے گرد کرن پرتو فگن
ہوتی ہے چہرہ مانند آفتاب تابان کے روشن لال لال ڈورے وحشت کے آنکھون مین تاج مرصع سر پر
گریبان چاک زرہ آستین لٹکی ہوئی اپنے دل مین کہا کہ ای غرماسپ دیوانہ خوبصورت ہے پکارا کہ او دیوانے
تو نے جو طلسم فیروزہ جمشیدی توڑا ہے اور سب مال و اسباب اسمین سے نکالا ہے وہ میرے حوالے کر اور تو اپنے ہاتھ
باندھ کے میرے ساتھ ہو لے مین ایرج نوجوان سے اپنے ساتھ لیجا کے تیری خطا معاف کرا دونگا اور اگر تو

میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلے گا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کرکے تیرے رفیقون ور سرداردن
کو باندھ کے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جا کے سب اُسکے حوالے کردونگا اسد
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ طرماسپ آفت روزگار شریر و
مفسدہ پرداز ہے ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز و جعلساز ہے تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل و رسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملے گا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا کیا کبھی
اُس سے میرا بال بیکا نہو سکا اُسی کا بیٹا تو بھی ہے میرے مقابلہ مین کیا آئیگا انجام یہ ہو گا کہ تھوڑی دیر مین یا تو بھاگ
جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور سارا بھروسا ہے وہ بھی میرے سامنے کیا ہے ادنا سا
ایک بزار بچہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بدولت اُسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گزی گاڑھا دھو تا بیچا
کرتا تھا غرماسپ نے جو یہ بیتے پتے کی سُنین پیچ و تاب کھاکے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور
فضول گوئی نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہو سکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا
کہ او کافر خاسر ہمارے مذہب مین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے مین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار
مجھپر کرلے تو خیر کیا مضائقہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا مین جواب دیدونگا غرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار
کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین بمدد آفتاب تابان قطب و دران تیرا کام تمام
ہو جائیگا تو تیرے دل مین کی رزو رہ جائیگی اسد نے جواب دیا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ غرماسپ نے خبردار خبردار
کہہ کے نیزہ اپنے ہاتھ مین اُٹھایا اور اپنے گینڈے کو پیچھے ہٹا کے سینۂ بے کینۂ اسد پر مارا اُس شیر بیشۂ شجاعت ہژبر
صحرائے شہامت نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر لیا بعد اُسکے اسد نے اُسپر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر
روک لیا اسطرح دونون مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیر دل نے نیزہ غرماسپ کا انی سنان
نیزے پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا غرماسپ آگ ہو گیا دوڑ کے اپنے ارابے پر سے سات سو من کا ساطور گران سنگ
اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا اسد نے بڑھ کے سپر پر روکا کر قبضۂ ساطور کا سپر پہ آشنا ہوا اسد نے صاف
ساطور کو رد کیا اور ساتھ ہی اسکے تیغۂ فیروزی کھینچکر غرماسپ پر مارا کہ سپر کو اُس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے
سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کر خود دو ملغہ عرق چینن زرہ ٹوپ کو کاٹ کے سراسر ملے جبڑے کو کاٹا تمام گردن کو تراشا
اور سینہ سے مانند سیماب کے گزر کے تمام جسم کو کاٹ کے گینڈے کے دو ٹکڑے کرکے زیر تنگ اُس بکری کے لنگ
کے بوسہ دیا چار طرف غرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج طرماسپ کا چراغ گل ہوا غرماسپ کے
لشکر نے جو دیکھا کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیر دل کے مارا گیا سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے
اسد نوجوان بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے اُنپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ اب جا رہے
آقا اور مولا سے اور غرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہے یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے
بھی گھوڑون کی باگین اُٹھا دین تلوارین کھینچ لین ایک ایک بہادر اسطرح سے اُن روباہ خصالون پر جا پڑا جیسے
شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر جا تا ہے تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ معلوم ہوئی کہ ایک قیامت کبرےٰ برپا ہو گئی ایک دم سے
لاکھ تلوارین چلنے لگین ہر طرف سے شپا شپ کی آواز آرہی ہے سوا تیغون کی جھنکار کے کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی تلوار چل رہی ہے کہ العظمۃ للہ لوگی چھینٹین آسمان تک پہونچتی ہین کشتون کے ڈھیر ہو رہے ہین سرون کے
انبار لگے ہوئے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہے پہر بھر کامل اس قیامت کی تلوار چلا کی گھمسان کی

لڑائی ہوا کی آخر کارتا بہ کی بے سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہو لشکر غرباسب تاب مقاومت نہ لاسکا لاش اُس جہنمی بدقماش کی اُٹھاکے لے بھاگا ایرج کی خدمت مین روانہ ہوا اسد گئی فرسخ تک اُنھین بھگاتا چلا آیا شکست عظیم دی مال واسباب اُنکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ فیروزی مین آیا سرداران لشکر اور سب دلاور اپنے اپنے خیمون مین گئے کمرین کھولین غسل کیے سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے آج ہمین ان آفتاب پرستون کافرون پر فتحیاب فرمایا شہزادۂ اسد غازی نے اُس روز وہین مقام کیا دوسرے روز کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے تتق گرد کا اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی لکھی ہوئی ہو اور پھریرے علمون کے سُنہرے رنگ کے تھے بعد اُسکے ہتھا لین شتر نا تین قینچیان بالون کی خاصبرداروں کے غول ہین اُنکے پیچھے مرکب تازی ترکی بھی یمنی عراقی باساز مرصع سائیس جو زیان ہاتھون مین لیے ساتھ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے ایک جوان حسین چاند کی صورت مرکب پر سوار علم آفتاب پیکر کے سایہ مین چلا آتا ہو اور تین لاکھ سوار اُسکی پشت پر ہین اسد نے ہرکارون کی جوڑیون کو خبر کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے اُنھون نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہو توریج بدرگ حرامی اسکا نام ہو ملک فرنگوشیہ مین مظفر بازارگان کی زوجہ ایرج کی چچی تھی اُس سے یہ پیدا ہوا ہو ایرج کی ملاقات کے لیے جاتا ہو اور ادھر توریج نے اپنے ہرکارون کو بھیج کے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہو کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کرکے مال واسباب بہت سا کال کے لیے جاتا ہو اسکے خیال مین آیا کہ اے توریج باپ تیرا ایرج کہا صاحبقران ہو اُسنے کیسا نام پیدا کیا ہو کہ حمزہ اسکی نہیب شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن ہو اسنے تیرے باپ کو سخت حیران کیا ہو اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہین لیچلا ہو بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ نہین ہو کہ اسے گرفتار کرکے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و زار ہو اسکا گرفتار کر لینا کیا دشوار ہو اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرأت وبہادری کا نہین ہوا ہو کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرأت ودلاوری کا نہین ہو بس یہ اپنے دل مین خیال کرکے نقارۂ رزمی بجوایا اسد نے جو دیکھا کہ توریج بدرگ حرامی نے نقارۂ رزمی بجوایا ہو اُسنے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے غرض دونون طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی توریج اپنے لشکر کو آراستہ کرکے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفون کے آگے آپ آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہوا ادھر اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال وقتال کو پیراستہ کیا دونون لشکر باہمدگر صفین باندھ باندھ کے مقابل ہوے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کرگئے نقیب نقابت کر گئے کڑکیت کڑکا کہہ کے چلے گئے ادھر توریج بدرگ حرامی گھوڑا چمکا کے میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے لشکر دانون سے رخصت ہو کے توریج کے مقابل ہوا پہلے تگاورزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے مرکبون کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہو مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہو کہا کہ او حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران جانتا ہو وہ تو بفضل ایزدی وتائید غیبی کبھی مجھسے عہدہ برآ نہین ہوا اُسنے کیا کیا کوششین نہین کین کہان کہان کی خاک نہین چھانی مگر مجھ سے پیش رفت نہین لے گیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہو آخر اپنے دل مین کیا سوچا ہی

توریج پکارا کہ مین تو کچھ اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دل مین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا
حالانکہ تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی برلا ہوکے تو نے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضاے کا
مقابلہ بھی ہوگیا تو تجھکو پدر بزرگوار نے گرفتار کرلیا تو اپنی بیجیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر اُنکے ہاتھ سے بچ کے
نکل بھاگا تو نکل بھاگا مگر بفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے
ارے دیوانے بیوقوف مجھکو تو کسں سمجھکر میرے مقابلے کو آیا ہو اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہو تو تمام مال و خزانہ طلسم
فیروزہ جمشیدی کا جلدی سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین
ہون اور تو ہو بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہو کہ میرا مال لیگا مگر البتہ
مین تیرا مال و اسباب لونگا توریج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اُٹھاکے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اسکا نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی آخرکار اسد نے نیزہ اُسکا سوائی کیا اُسنے تلوار ماری اسد نے تھپکی دی
اور قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب انکے لنگرون کی نہ لاسکے یہانتک کہ
دونون پشت زین سے بروے زمین آئے دامن گردانے آستینین چڑھاکے سرگرم کشتی ہوئے صبح سے دوپہر تک
کشتی رہی اسد کو معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہو ایرج سے کم نہین ہو اور ادھر توریج اسد کے زور و طاقت سے حیران تھا
اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہو وہ خود دیوانہ ہو یہ تو بلا کا زبردست ہو نہین معلوم اسکو میرے
باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہوگا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکے ہاتھ لگ گیا ہوگا یہ خیال کررہا ہو کہ ایکبارگی سے بجلی
گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور توریج کو اُٹھاکر لے گیا اسد دیکھا رہگیا بعد اُسکے سوچا
کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچکر لشکر توریج پر گرا مارنا شروع کیا تمام
قزاق بوقین بجا بجا کر آ پڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کرلیا لاکھون جانین بچا بچا کر بھاگ
بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لاسکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا کہ سب
مال و اسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ و مال انکا اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے آکر ایک ڈنڈہ کوہ
مین اُترا تمام لوگ اسد کے مالا مال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کرکے تین تین برس کی تنخواہ سب کو بانٹ دی تھی
دوسرے یہ دولت جو ہاتھ لگی ایک ایک شخص متمول ہوگیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی کا تھا
دوسرے مال و اسباب و خزانہ غرناسپ بن طرماسپ اور توریج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کرکے رکھنا چاہیے کیونکہ وقت ہو بیوقت کسی کے ہاتھ نہ آئے اپنے رفیقون سے
صلاح کی کہ یہ مال و خزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا کہ شہنشاہ
جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر گرد و اطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہو جہان مین
اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھکر اُسیوقت روانہ ہوئے اور ہر چہار جانب تلاش کرنے لگے
تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہان سے سات منزل پر ایک قلعہ برسر کوہ ہو اور نام اُسکا
حصن حصین ہو احمر زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہو جب شقیان ملک رائل کو
آتے ہوئے تباہ ہوئی تھین تو بدیع الزمان پہلے یہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اسکے شہر نجانیہ پر
گیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت بھی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا تو اُسے لڑکر لینا پڑتا
غرض اُسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا جب یہ خبر احمر زرین تاج کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاد

آتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کر کے اندر قلعہ کے لایا سامان دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ
عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون کہ اپنا مال و خزانہ یہان رکھون
تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین تاج نے عرض کیا کہ مین اسکی نگہبانی کو بسر و چشم حاضر ہون اسد نے کہا
جز و کل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال و اسباب صندوقون سے نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا
اُسمین تہخانہ بنوا کر دفن کرا دیا اور سایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنا دیا اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا
پُرانے جوتے جو چمارون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر قلعے مین رکھوا دیے مگر اس
بھید سے سوا اسد اور ضرغام شیر دل اور چالیسون رفیقون سے کسی کو آگاہی نہ تھی اور احتیاطاً قلعہ کے اندر سے
کوہستان کیجانب ایک نقب لشکر کے نکلجانے کے واسطے کھدوائی اور دہرہ نقب کا دونون طرف سے بند کرا دیا
کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہو نقب سے نکل کر چلے جائین بعد اُسکے حکم دیا
کہ سامان سفر تیار رکھو کہ ہم ملک زرائل پر جائینگے اور اُس آفتاب پرست کو بسزا ہو نچائینگے یہ تو یہان سامان سفر
مین مصروف ہین مگر اب حال سُنیے گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ ملک زرائل پر جہاز اور کشتیان تیار
کرا رہا ہی ارادہ یہ ہی کہ اب جلد قلعہ ذوالامان پر چلیے اور اپنے سردارون سے باتین کر رہا ہی کہ اتنے چند روز
سے وہ دیوانہ غائب ہی کچھ حال اُسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اُسپر کیا گذری کہ میرا تعاقب ترک کیا یا رحم اُسکے
دل مین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا لگر دار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد دیوانہ دریا مین ڈوب کے مر گیا
اب وہ کہان نیر اعظم نے اُسے غارت کر دیا ایرج نے کہا بھئی ایسا نہ کہو کیونکہ مین اُسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر
بے نظیر ہی نیر اعظم اُسکے میری اطاعت پر راغب کرے اور بھئی اگر اُسپر کوئی وقت پڑ جائے اور کوئی دشمن اُسکا
اُسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچا لون یہی باتین تھین کہ آواز شور و غل نالہ و بکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر
تو لو یہ شور و غوغا کیسا ہی ہرکارے روانہ ہوے بعد گھڑی بھر کے آکر عرض کیا کہ لاش غرماسپ بن طرماسپ
کی آئی ہی ایرج پکارا ارے کس نے اسے مارا لوگون نے عرض کیا کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کر کے مارا
ایرج متحیر تھا کہ اس اثنا مین لاش غرماسپ کی آئی سامنے ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر غرماسپ
کے جو تلوار پڑی ہی تو ساغری تک دو ٹکڑے ہوے ہین اپنے سردارون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو
اُس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر و مرشد اب اسد
طلسم توڑ کے نذر شکن بھی ہو گیا ہی القصہ ایرج نے اُسکی لاش کو نوشاباد کیطرف روانہ کیا آپ غمگین ہو کر بیٹھا
تیسرے دن خبر وحشت اثر توریج کی پہونچی کہ اُسکے لشکر کو اسد نے لوٹ لیا اور توریج کو بیخنے گیا نہین تو
دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سُنتے ہی ایرج نہایت غضبناک ہوا کہا کہ یار و چندے اس دیوانے کے ہاتھ سے محفوظ
رہا تھا اب جو اُسنے سر اُٹھایا تو یہ آزار ہو نچا اب مین قسم کھاتا ہون نیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس
دیوانے کو نہ مار لونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ اسباب جنگ ہمارا شاپور نے صندوقچہ اسلحہ کا سامنے
رکھا ایرج بانچون ہتھیارون سے آراستہ ہو کر اُٹھا اور دیلم شاطر زنگی کو ساٹھ ہزار سوارے ساتھ لیا اور بسر
اسد دلاور روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار کہ ضرغام شیر دل یہان خبر کیو اسطے آیا ہوا
تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہی کہ اسد کو قتل کرونگا سو چا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے
پہونچنا چاہیے بس اُسیوقت پاے شاطری مارتا ہوا چلا یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین

آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہی اسد نے کہا کچھ پروا نہین ہی بلکہ بہتر ہوا کیونکہ
مین خود اُسپر چڑھکر جانیوالا تھا اب اجل اُسکی خود کھینچے لیے آتی ہی غرض اُسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل
ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلۂ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہی کہ اُدھر سے تو اسد جاتا ہی اور ادھر سے
ایرج آتا ہی راہ ایک ہی ہی ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس گھوڑون کو ٹہل رہے تھے نہلا رہے تھے
سپاہی لشکر کے کارہاے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابکی کوچ مین پہونچ جائینگے اور مقابلہ ہو جائیگا
ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہی پسینا اپنا خشک کر رہا ہی کہ یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ یہانتک کہ
جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس ایرج سمجھ گیا کہ شاید
وہ دیوانہ آ پہونچا کہین لشکر پر شبخون مار کر نکل جائے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ اسے روک لون
ادھر لشکر مین ہلچل ہوگئی کہ دیوانہ آ پہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑ کر مرکب پر سوار ہوا لشکر کی صفین آراستہ
ہوگئین ادھر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اُترا ہوا ہی وہین ٹھہر کر صفین آراستہ کین اور مرکب کو
چمکا کر پکارا کہ او آفتاب پرست آ میرے سامنے کہ تجھے سزاے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا کہ آج تو دیوانہ مُنھ
پر چڑھا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون مردانہ وار چلا آتا ہی نہین
معلوم اسکا باعث کیا ہی کونسی فکر میرے قتل کی کرکے آیا ہی کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہی بعد ایک لمحہ بھر کے
مرکب اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب ہوا اسد مرکب چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست شعر
منم آن شہسوار کہ در روز جنگ ✣ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ✣ نظر کردہ شاہ خیبر ستان ✣
اسد شیر دل رستم این زمان ✣ ایرج بڑھکر تنگاور زن ہوا دونون مرکب برابر سے پیا ہوے مسل کر انکن
مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا تھا اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
غماسپ کو قتل کیا تورج کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دونون لوٹین میرے حوالے کر دے اسد نے
کہا او کرباس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دل سے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگے گا ایرج نے کہا خیر تجھے
مار لونگا تو مال و اسباب لونگا جو کچھ کہ حرب رکھتا ہو تا کہ ہوس دل مین نہ رہجاے اسد بولا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کب سے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جب سے مین زور آور ہوا ایرج
نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونون برچھون کی زبانین اسطرح چمکتی
تھین جیسے شعلۂ ہوا مضطرب ہوتا ہی غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسی کا حاصل نہوا سنانین بانس بن
بیکار ہوگئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہوگئے ہاتھون سے پٹک دیے ایرج نے عمود گران سر اُٹھا کر کہا کہ اے
اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا بچ اس سے یہ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے
آسمان کو نکل گئے مرکب تنگ تنگ زمین مین غرق ہوگیا تنق گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے باہر آیا اور
خبردار و ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم
ہوا کہ ایک کوہ طویل پھٹ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے ایرج
حیران ہوا کہ اللہ ری تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب اسد پر

دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان مین کر کے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو گھڑی
دو گھڑی مین پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار اُسے پایا کہ کسیطرح تنگ نہین اُکھڑ سکتا ہی حیران ہوکر پوچھا کہ او
دیوانے کیا زور بھی تو کہین سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
نے زور عطا فرمایا ہی ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہی ہر مرتبہ ریل کر پیچلتا ہی کہ اُٹھا لون مگر ممکن نہین ہوتا لنگر
نہین ٹوٹتا یہانتک کہ دو پہر کشتی رہی تھی کہ یکایک بجلی کڑکی کہ آنکھین ہر ایک کی جھپک گئین اور ایک پنجہ
آسمان پر سے پیدا ہوا اسد کو اُٹھا لے لیے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج اسکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے
بس جلدی سے آنحضرت مرکب پر سوار لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی پردیکھکر آپڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہی کہ ان
لوگ اسد کے نجانے پائین بس تمام آفتاب پرستون نے آکر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی تھی اور بے سردار کہان
لڑسکتی تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خدا پرست جانون پر کھیلے ہوے تھے
کہ عین گرمی جنگ مین ادھر سے ایرج جاتا تھا اُدھر سے ابراہیم بن مالک تلوار بن مارتا چلا آتا تھا دونون کا
سامنا ہوا ابراہیم نے تلوار مارنے مین تامل کیا ایرج پکارا کیون تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام
پیشدستی نہین کرتے ایرج بولا مین بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ
ابراہیم بن مالک زخمی ہوے غش طاری تھا کہ شاپور شیر دل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا
حارث بن سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا ای ایرج شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا
میرے کلیجے مین اُس دیوانے کیطرف سے داغ پڑے ہین اُسنے کتنے شبخون میرے لشکر پر مارے مین تو ایک کو بھی
اُسکے طرفدارون مین سے نچھوڑونگا حارث بولا کہ اگر تجھکو عداوت ہی تو اسد سے ہی لشکر کا کیا قصور ہی کیونکہ
نوکر تو مالک کے حکم کا تابع ہی جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہی کہ چند آدمیون پر تو لاکھ
فوج کا نرغہ ہو اگر تو صاحبقران ہوا ہی اور تجھے دعویٰ مردی ہی تو جتنے لوگ اسد کے ہین اُتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے
شاپور سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گروا دے کہ فوج
پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گروا دیے فوج پلٹی اُدھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث بن
سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جواب مارا تا دو ابرو تیغ
اُتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی چادر خون کی زخم سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے
کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہو کر گرفتار ہو گئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج
بھی میدان سے پھرا اور وہین خیمہ استادہ کرایا اُترا پڑا اچھہ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر دنگل شوکت
پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی سردار آ آکر مجرا کر کے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین مگر
ضرغام شیر دل جسوقت سردار گرفتار ہو گئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی
بنکر رات بھر لشکر مین رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھون ایرج کیونکر سردارون سے
پیش آتا ہی اتنے مین ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہان حکم ایرج سے سردارون کے
زخمون مین ٹانکے لگے ہین پٹیان کیڑے لگائی گئی ہین کہ خبر پہونچی کہ زندۂ آفتاب پرستان سردارون کو طلب فرماتے
ہین داروغہ زندانخانے کا سبھون کو لیکر حاضر ہوا سب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ایرج نے کرسیان بیٹھنے کو دین
بعد اسکے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہین آفتاب پرستی پر یا ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہین کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی ہم سے نہو گا
ہمارے آقا نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہوسکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت
بھی نہین کرتے ہو تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانہ جمشیدی کہان رکھا ہی اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا سب کو ابھی قتل کرونگا ابراہیم بن مالک نے کہا ای ایرج تجھے اختیار ہو چاہے قتل کر چاہے
بخشدے ہم خزانہ نہین جانتے مگر ہان ضرغام شیر دل کہ نائب ہی اسد دلاور کا سوا اُسکے کوئی خزانہ جمشیدی
سے آگاہ ہی نہین رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو مین کہان ڈھونڈھتا پھرون مین کیا جانون ضرغام کہان ہی
اور وہ مارے خوف کے میرے پاس کاہیکو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم
بہ بدی ونیش آؤ تو مین تمھارے سامنے آؤن ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی
اُسطرف مُنھ کرکے پکارا کہ ای ضرغام تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین تجھسے
دغا نکرونگا ضرغام پکارا کہ حاضر ہوا اور ایک خدمتگار آگے بڑھ کر آیا ایرج نے کہا ای شخص اگر تو ضرغام ہی تو
صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی گرم منگواکر مُنھ اپنا دھویا بصورت اصلی ہو گیا ایرج نے تعظیم کرکے کرسی
بیٹھنے کو دی بہت کچھ خاطر کی بعد اُسکے پوچھا کہ ای ضرغام شیر دل تجھے معلوم ہی کہ خزانہ طلسم جمشیدی کا اسد نے
کہان پوشیدہ کیا ہی ضرغام بولا بیشک جانتا ہون ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے
کیجیے تو بتادون ایرج نے کہا ای ضرغام مجھکو تیری بات کا اعتبار نہین ہی کیونکہ اگر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہی تو پہلے
خزانہ مجھے بتادے تو مین سرداران اسد کو تجھے دیدون مجھ سے عہد و پیمان لے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا مین
پہلے خزانہ ہی بتائے دیتا ہون بعد اُسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے مین خزانہ بتادون ایرج نے کہا
اچھا غرض دربار اپنے وقت پر برخاست ہوا ضرغام نے کہا مین جاتا ہون کل آجاؤنگا آپ چلنے کی تیاری
کرین ایرج نے کہا تم جاؤ کیون نہین رہو بلکہ ہمارے خیمے مین رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اپنے خیمے مین لایا اتنے مین ایک خدمتگار نے ایرج کے کان مین کہا کہ آپ ضرغام کو قید کرکے اپنے پاس رکھیے
اگر یون رکھیے گا تو یہ آپ کو بیہوش کرکے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور مین ہون شاپور
یہ کہکر چلا گیا بعد اُسکے دوسرے خدمتگار نے آکر عرض کیا کہ حکم ہو تو خاصہ حاضر کیا جاے ایرج نے کہا لاؤ
دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ آؤ ضرغام بھی ہاتھ دھوکر آبیٹھا لیکن کھٹکا ہوا ہی کہ یہ
خدمتگار کان مین کیا کہ گیا ہی کہین اس کھانے مین بیہوشی نہو پھر یہ سوچتا ہی کہ ایرج کے یہ شیوے نہین کہ کسی کو
بیہوش کرکے پکڑے اور وہ چاہتا تو یونہین مجھے گرفتار کرلیتا یہ سوچکر بے تکلف ہاتھ دھوکر آبیٹھا کھانا شروع کیا
جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھوئے ضرغام کا پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونون لیٹے لیکن نیند
نہین آتی ایرج سوچتا ہی کہ ایسا نہو یہ رات کیوقت تجھے بیہوش کرکے لیجائے ضرغام بھی سوچتا ہی کہ ایرج کو
بیہوش کیجیے اور لیجلیے کبھی خیال کرتا ہی کہ سردارون کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونون تو اسی فکر و پیچ مین ہین مگر شاپور شیر دل
ایرج کو جتا بھی چکا ہی اور خود بھی ایک چوبدار کیصورت بنا ہوا کھڑا ہی کہ شاید ضرغام کوئی عیاری کرے کہ ایرج نے
کہا ای ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام نے جواب نہ دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سو گیا یہ خیال کرکے سو رہا اور خراٹے لینے لگا
مگر ضرغام دم چرائے سونے والون کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سنکر سمجھا کہ ایرج سو گیا مگر دل مین آئی
کہ اسے بیہوش کرکے اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلیے پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھل جاے تو غضب ہو جائیگا کل چھپا

ہوگا ویسا ہوگا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد + یہ خیال کرکے یہ بھی سو رہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے
پہچانا کہ دونون سوگئے ہین قریب ضرغام شیردل کے آیا اور کنچۂ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے
لیگیا بس جیسے ہی اوپر کی سانس کی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوے ہوش نہ آئے اور اب شاپور بھی
خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ مین آکر سو رہا غرض صبح ہوگئی ایرج اُٹھا اور تمام سردار رئیس بھی اپنے خیمون سے نکلنے لگے
مگر ضرغام کو ابھی تک ہوش نہین آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا ای ضرغام اُٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اسیطرح پڑا ہوا
ہی جواب نہین دیتا اتنے مین شاپور اپنی خوابگاہ سے اُٹھکر ایرج کے خیمے مین آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہی کہا ای
شہریار مین نے اسے بیہوش کر دیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کرو شاپور نے کہا
اسے خود گھڑی دو گھڑی مین ہوش آجائیگا اگر مین ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج
نے کہا مجھے دیر ہوتی ہی مجھے اس سے وعدہ خزانہ جمشیدی بتانے کا ہی جلد ہوشیار کرو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج
نے نہ مانا شاپور مجبور ہوکر فتیلۂ رفع بیہوشی لیکر جیسے ہاتھ قریب ناک لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ
شاپور ایک فتیلہ لیے ہوے ہی پکارا کیون خنثرجی یہ کونسی مردانگی ہی کہ اپنے مہمان کو بیہوش کرکے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا
شاپور نے کہا مین تمھین ہوشیار کر رہا تھا ضرغام بولا مین سوتا تھا یا بیہوش تھا مجھسے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا مین نے
تمھین رات کو بیہوش کیا تھا کہ تم بھاگ نہ جاؤ اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھین خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہوا مین
کہا کہ یہ عیار بلائے بیدرمان ہی خوب پہلے سے انتظام کر لیا یہ باتین تو ہمین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہین وہ
بھی اسیطرح حفظ ماتقدم کر لیتے ہین غرض ایرج نے کہا ای ضرغام چلو خزانہ بتا دو ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو
اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ آہنین حصار کیطرف روانہ ہوا جب قریب اُس قلعہ کے پہونچا وہ لوگ جو اسد کیطرف سے اُس قلعے
مین تھے اُنکو خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہی اُنھون نے دروازہ قلعے کا بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا آمادہ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے
ایرج سے کہا کہ آپ یہین اُتر پڑیے مین دروازہ قلعے کا کھلوائے دیتا ہون ایرج سامنے قلعے کے اُترا ضرغام شیردل سامنے قلعے
کے آکر پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ مین عیار ہون اسد بن کرب دلاور کا اور اُسکی جانب سے تم سب پر
حاکم ہون تو دروازہ قلعے کا کھولدو اور جو کچھ مین کہون وہ تم کرو سبھون نے آپسمین کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم
بجائے اسد جانتے ہین اور اُسکے کہنے سے باہر بھی نہونگے مگر عقل یہ کہتی ہی کہ پہلے دریافت تو کر لو کہ یہ ضرغام اصلی ہی یا
نقلی ہی یہ مشورہ باہم کرکے پکارے کہ ای ضرغام شیردل ہمین کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہی ضرغام بولا مرحبا صد مرحبا
اور دو چار پتے ایسے دیے کہ جو مثل راز کے تھے جنسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت مین ضرغام ہی بس
دروازہ قلعے کا کھولدیا ضرغام شیردل اندر قلعے کے آیا سبھون سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو مین چاہتا ہون کہ
ابراہیم و حارث بن سعد وغیرہ سرداران اسد سے جو ایرج پاس قید ہین اُنکو رہا کراؤن اور مال تو ایرج پائیگا
نہین ایسا اسد نادان نہین ہی کہ مال اُسکا ایرج پائے مین تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہون اُس سے تمھین
خلعت دلواؤنگا قلعہ مین لاؤنگا مال و خزانہ دکھاؤنگا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال و خزانہ اپنے قبضے مین کیجیےگا
وہ سردارون کو رہا کرکے میرے حوالے کریگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلدینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا
رہجائیگا سبھون نے کہا جیسی تمھاری راے ہو ہم ہر وقت مین تمھارے مطیع ہین غرض ضرغام شیردل سب کو
ہمراہ لیے ہوے قلعے سے نکلکر پاس ایرج نوجوان کے آیا نذرین گذرانین ایرج بہت خوش ہوا نذرین لین کرسیان بیٹھنے کو
دین خلعت بیش بہا عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ اب چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے نذر دلوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ یہی ہو بعد اُسکے
ضرغام ایرج کو وہین گنج پر لایا اور مُنہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُنکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنمین سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک چاہ
کا مُنہ کھولا اُسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُسمین اشرفیان بھری تھین ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی کے مارے
اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو اُسکے قیدی
تھے خلاص کرکے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر نکلوا لیجیے گا خیر آپ
تو مجھے دغا باز جانتے تھے اب تو مین آپکے سُرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھئی مرد ایسے ہی ہوتے ہین جو مُنہ سے
کہتے ہین وہی کرتے ہین تمھاری کیا بات ہو اور اُسیوقت اپنے پہرے بُلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائین اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا ضرغام
بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے مین سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو کوئی
دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سب کو کھانا بھجوایا وہ کھا کھا کر بیہوش ہوئے ضرغام نے
اُن سب کے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے راستے
سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سرداروں سے کہا کہ تم مع لشکر
کوہستان مین ٹھہرو مین اسد کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہو تو ڈھونڈھ کے لاتا ہون یہ کہکر ایک سمت
روانہ ہوا یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دل مین کہتا ہو بڑے سخت کا مال ہاتھ لگا
مگر دروازہ قلعہ پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھنا تو کیا بھید ہو دروازہ کیون بند ہو دو چار آوازین دین جب کوئی
نہ بولا حکم دیا کہ کھود ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگے بڑھ آئے دروازہ اکھیڑا اندر قلعے کے آئے تو کیا دیکھا کہ
جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہین اور کسی کا پتا نہین ایرج حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو دیلم شاط
زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہان چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب مال و اسباب لیکر نکل گئے تو
خلاف عقل ہو کس واسطے کہ رات بھر مین اتنا بڑا خزانہ کیونکر لے گئے دیلم شاط زنگی بولا اے شہریار مجھے تو
یہ ضرور ہو خزانہ اُٹھا لیجانا بہت مشکل ہو مجھکو یہ معلوم ہوتا ہو کہ خزانہ یہان نہین ہو اگر یہان ہوتا تو ضرغام
یہان سے بھاگ نہ جاتا ایرج نے کہا اے دیلم مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہو جلدی چل کر خزانہ دیکھو غرض خزانہ پر
آئے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہین یقین ہوا کہ خزانہ میں ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہو اور صندوقون کو جو
نکلوا کر کھلوایا دیکھا تو اُسمین کنکر پتھر بھرے ہین بعضون مین ٹھیکرے جوتے نکلے بس ایرج نے ہاتھ پر ہاتھ
مار انگشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا اور سرداروں
کو لیگیا لوگون نے عرض کیا پیر و مرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد پھرا کیے یہ سب گئے کدھر سے غرض
قلعے بھر مین ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعہ سے
باہر نکلا ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ ملکین دیوانے کے لوگ چھپے ہون تو خبر لاؤ اُنھون نے ہر چند تجسس کیا
مگر کہین سراغ نہ لگا ایرج مجبور وہان سے پھر کر داخل لشکر ہو تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا
اُسنے کہا اے زبدۂ آفتاب پرستان یہ اسد و ضرغام دونون بلاے بے درمان ہین حال انکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہو یہی غنیمت
جانیے کہ آپ بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب مین یہان نہ ٹھہرونگا قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا یہ تو اسی تیاری مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کر اسد کو کشتی مین پنجہ اٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ مین اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت
پرتکلف ہی نہرین دو طرفہ جاری ہین بیچ مین چمن ہی کہ جسمین چھوٹے چھوٹے درخت ہین انواع واقسام کے پھول کھلے
ہوے ہین جانوران مختلف اللون خوش الحانیان کر رہے ہین ایک قصر پرتکلف پر جو نظر پڑی عجب قصر دیکھا کہ
در و دیوار مین جواہر کی نقش کاری بیلین گلبوٹے بنے ہوے کہ جسکے سامنے فضا باغ کی گرد ہوگئی بیچ مین فرش بچھا
ہی مسند لگی ہوئی ہی نازنینان مہر تمکین گرد واطراف مین مسند کے بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین ور در گوش
مرصع پوش دیباے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھی ہی نظر جو اسد کی اسپر پڑی بس منھ اپنا ادھر سے پھیر لیا کہ نہین
معلوم یہ کس کا ناموس ہی نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس جیسے ہی پلٹ کر چلا تھا کہ آواز قہقہے کی آئی کہ ای جوان
تو عجب مرد ہی کہ عورت سے بھاگتا ہی اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہین کسی کے ناموس کو نہین دیکھتے اتنے مین
وہ نازنین مسند نشین اٹھی اور پکاری مین کسی کا ناموس نہین ہون میرا یہ باغ ہی آپ تشریف لائیے اور قریب
اسد کے آکر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لا کر بٹھایا اسد نے کہا ای ملکہ مین حیران ہون کہ یہان مجھے
کون لایا اسنے کہا ای شہریار آپ اندیشہ نہ کرین مین آپ کو اٹھا لائی ہون اسد نے کہا کیون کہا کہ مین آپ کو
طلسم جمشیدی مین دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ میرا مدعاے دل پورا کیجیے یہ کہکر باہین گردن مین ڈال دین
اسد اس بیباکی پر اسکی سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہی کہا صاحب ہٹو تو ذرا سنبھلو تو مین کیا کہین بھاگا
جاتا ہون آخر تمھارا نام کیا ہی اتنی بیتابی عورت کو زیبا نہین اسنے کہا میرے دل کو تیری مفارقت کی تاب نہین
نام نشان سے کیا مطلب کام سے کام ہی اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤ گی مین تجھسے بات بھی نہ کرونگا اسنے کہا کہ
نام میرا سنگلاخ جادو ہی اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی اور تمام زمانے کا حاکم
کر دونگی مگر اسد پوتا ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا اپنے دل مین سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے
اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی یہ سوچ کر بولا ای سنگلاخ جادو مین بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہو گیا ہون معلوم ہوتا
ہی تمنے میرے دل کو بزور سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہی وہ بولی ای شہریار قسم ہی سامری و جمشید کی کہ مین نے
اسوقت تک آپ پر سحر نہین کیا اسد نے کہا ای ملکہ تمھارا حسن دلفریب ساحر ہی سنگلاخ جادو نے ہنسکر
سر جھکا لیا اپنے دل مین سمجھی کہ یہ حقیقت مین فریفتہ ہی اسد بولا ای ملکہ تمنے بڑا احسان مجھ پر کیا کہ لڑائی سے
بچا کر یہان لے آئین لگا چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ تیرے دام مین گرفتار رہا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود
کرو اسیوقت کشتیان شراب وکباب کی سامنے لا کر رکھی گئین طبلے پر تھاپ پڑی گائنین ناچنے لگین
ساقیان سیمین ساق جام بھر کر سامنے لائے اسد نے اپنے پاس گلابی شراب کی لے لی اور سنگلاخ جادو
کو پلانے لگا مگر موقع بیہوشی ملانے کا نہین پاتا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہوئی
لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود مین
اٹھایا اور مسہری کیطرف چلا وہ تڑپنے لگی بوڑھے غمزہ کرنے لگی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو مین کسی اور ارکی تنخواہان
نہین ہون اسد نے مسہری پر لٹایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ بالا جو گلے مین پہنے ہو
کیا اچھا ہی اسنے کہا تمھین پسند ہو تو لے لو مین اتارے دیتی ہون اسد نے کہا اچھا مین خود اتارے لیتا ہون یہ
کہکر ہاتھ دونون گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہان چوکتا ہی دونون ہاتھون سے اسکا گلا گھونٹا کہ ہمراہ باد مخالف

کے دم اسکا نکل گیا روح واصل جہنم ہوئی ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ وتار ہوگیا جو مکانات سحر کے تھے کہ حیران ہوکر
اُڑ گئے بیرا اُسکے خاک اڑانے لگے آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من سنگلاخ جادو بود ارے برٹی دغا کی اس
دیوانے نے میرے ساتھ عاشق بنکر میری جان لی اب جو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو باغ اُس کیفیت
پر نہ تھا اسد نے لاش اُسکی اُٹھا کر فرطلے پر ڈالدی باقی اور جتنی عورتیں تھیں وہ آکر اسد کے قدموں پر گرین
عرض کیا ای شہریار یہ مردار ہمکو پکڑ لائی تھی کام خدمت لیتی تھی اور ظلم کرتی تھی حضور کی بدولت ہم سب اُسکی
قید سے چھوٹے اب آپ کو ہمارا اختیار ہے ہم سب کنیزیں آپکی ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تمسے کچھ سروکار نہیں ہے جہان
جی چاہے چلی جاؤ سبھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ ایسے آقا کو چھوڑ کر کہاں جائینگے اسد نے کہا اگر میرے ساتھ رہنے
کا ارادہ ہے تو دین اسلام اختیار کرو اُن سبھوں نے کہا کہ فرمائیے تو ہم آپ کو سجدہ کریں اسد نے کہا نہیں یہ بھی
کفر ہے اور بہت سی تعریف خداوند کریم کی بیان کی کہ وہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئیں اب اسد کو فکر ہوئی کہ
مال وخزانہ اسکا بہت کچھ نکلا ہے کیونکر لیچلوں یہ اسی فکر میں تھا مگر اب حال سُنیے مہتر ضرغام شیر دل کا کہ تلاش
میں اسد دلاور کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب شام ایک ایسے صحرا میں پہونچا کہ جہان نہ درخت نہ چاہ نہ دیار
کچھ معلوم نہیں ہوتا بھوکھ کی شدت دن بھر کی زحمت کھاے کیا پیے کیا رہے کہاں متردد ومتفکر دعا کرتا ہوا کہ
ای معبود حقیقی وای رازق تحقیقی مجھکو طعام سے سیر کر کہ بھوکھ کے مارے میرا عجب حال ہے غرض چند قدم اور آگے
بڑھا ہوگا اب رات ہوگئی ہے کہ ایک چراغ سامنے نظر آیا ضرغام سمجھا کہ شاید ادھر کوئی قصبہ ہے دا ہنا اُسی طرف
کا رُخ کیا جاتے جاتے قریب پہونچا تو ایک منڈھی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک فقیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہے
تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہے ضرغام بہت خوش ہوا کہ یہ فقیر مسلمان ہے سامنے آکر کھڑا ہوا فقیر نے
قرآن پڑھنے میں اُنگلی سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا ضرغام چپکا کھڑا رہا جب تو فقیر نے آیۃ ختم کر کے کہا کہ اے شخص تو گیا
صحرائی ہے کہ اشارہ نہیں سمجھتا ضرغام سلام کر کے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ فقیر صاحب کمال ہے عرض کیا کہ اے شاہ صاحب
میں سرگشتہ صحرائے جستجو ہوں مجھکو فکر کی ہے کہیں شہر ناشاق ہے کیونکہ نہیں معلوم میرے آقا اسد غازی پر
کیا گذری فقیر نے کہا بابا وہ خیریت سے ہے تو نہ گھبرا اُسے ایک جادوگرنی اُٹھا لیگئی تھی اُسنے فریب دے کر
اُس ساحرہ کو مارا اور مال وخزانہ اپنے قبضہ میں کیا لیکن اس تردد میں ہے کہ کیونکر لیچلوں ضرغام شیر دل
نے کہا شاہ صاحب مجھے پتا اُسطرف کا بتائیے شاہ صاحب نے ایک نقش لکھدیا اور کہا کہ اسے بالائے مجھوا
نام اسد غازی کا لیکر اڑا دینا جسطرف یہ نقش اُڑکر گرے اُسیطرف چلے جانا ضرغام شیر دل سلام
کر کے چلا باہر نکل کر نقش اُڑایا جسطرف وہ نقش اُڑکر گرا بس اُسیطرف ضرغام چل نکلا جاتے جاتے
دیکھا اُسنے کہ کچھ درخت سامنے سے نمودار ہوئے جب ضرغام قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا تو باغ ہے
لیکن سنسان معلوم ہوتا ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ اسد غازی کھڑا ہوا ہے لیکن متردد اور چند عورتیں گھیرے
کھڑی ہیں ضرغام نے سلام کیا قدموں سے لپٹا اسد نے گلے سے لگایا اور حال لشکر کا پوچھا ضرغام نے تمام
حال ایرج کا بیان کیا اسد نے کہا ای ضرغام جا کر ہمارے لشکر کو بھیجدے ہم بے آؤ تو چلیں کیونکہ اس مال کو کعدم تم
کیونکر لے چلینگے ضرغام یہ سنکر روانہ ہوا اسد نے اُس روز وہیں توقف کیا ضرغام دوسرے روز لشکر کو لیے
ہوئے پہونچا سبھوں نے ملازمت اسد دلاور کی حاصل کی نہایت خوش ہوئے اب اسد مال واسباب اُس
جادوگرنی کا لدوا کر روانہ ہوا دوسری منزل تھی کہ یکتن گرد وغبار بلند ہوا ضرغام خبر کیواسطے روانہ ہوا گھڑی بھر

مین اگر عرض کیا کہ سردار لشکر چوبین بن اسفندیار خان زرریج آبادی خزانہ لیے ہوے ایرج پاس جاتا ہی
اسد نے کہا کہ چھوڑتا اسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے اور آگر سر راہ صف باندھکر کھڑا
ہوا اُدھر چوبین نے سُنا کہ اسد دیوانہ سد راہ ہوا ہی کہا کہ قضا اسکی دامنگیر ہوئی ہی اور اُسنے بھی صف آراستہ
کرائی مرکب خجستہ کو میدان مین آیا اودھر سے اسد شیر دل گھوڑا اڑا کر پہونچا مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے یہ
مال و خزانہ مین ایرج صاحبقران کیواسطے لیے جاتا ہون تو کیون سد راہ ہوا ہی اسد بولا او حرامزادے
یہ مال صاحبقران دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہی کب تجھے لیجانے دیتا ہون اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر نیزہ مارا اسد نے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی گیا بس یہ دیکھتے
ہی چوبین آگ ہو گیا پکارا نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی لے اسے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے
تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ مارا سپر کو کاٹا سر پر پڑی کر خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سراسکے جبڑے کو
کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ آب کے گذر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذر کر تمام جسم کو کاٹکر زین اور
نمدزین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گینڈے کو قلم کرکے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے اُسکے سپاہیون
نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ
بدست راست جا پڑا ادھر سے رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر فوج کفار پر آ پڑے لگی تلوار چلنے
ہنگامۂ محشر برپا ہوا کشتون کے پشتے بندھ گئے لاش پر لاش گری ہوئی تھی دریاے خون رواں تھا تلوارین جو کشتہ
سپاہیون کی گری پڑی تھین قبضے انکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر
گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین
تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہی تیر یہانتک میدان مین گرے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین
کے رونگٹے کھڑے ہوے ہین دریاے خون مین سپرین مانند کچھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اس سرزمین پر ایسی خونریزی
ہوئی کہ یقین تو ہی کہ اب کبھی سبزہ وہان نہ اگیگا بلکہ بجاے سبزہ لالہ اگیگا وہ بھی داغ بدل یا دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ
خون جاری رہتا ہی غرض دو پہر کامل لڑائی رہی آخر کار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاشا اس کافر کا اٹھالیا
لیکن خزانہ اسد کب لیجانے دیتا ہی سب مال و اسباب چھین لیا اور دامنہ کوہ مین آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش
چوبین بن اسفندیار خان زریج آبادی کی لیے ہوے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اُسکے
مارے جانیکا بیان کیا ایرج متاسف ہوا اور انکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اس سے کیسا
عوض لیتا ہون اور لاہوت شاہ سے حکم کیا کہ تم لشکر لیکر قلعۂ ذوالامان پر چلو مین بھی آتا ہون لاہوت شاہ
فوج بے پایان لیکر جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے انکو تو ہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر زبرجد نگار کو فتح کرکے تعاقب مین لقا کے روانہ فرعونیہ ہوے ہین دن رات جہاز چلے جاتے
ہین ایک روز دو پہر ڈھل چکی ہی کہ وہ جہاز جو آگے تھے اُن مین شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی
فرمایا دریافت تو کرو یہ غوغا کیسا ہی غرض ملاحون کو بلا کر پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو مین میل
راہ کمی کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہی مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہی کہ اگر مرد پیر چند دن رہے
تو جوان ہو جائے شہر تو ایسا اچھا ہی مگر لوگ وہان کے بد سرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر انکے مانند فیل

کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہی وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عہدہ برآ نہونگے
امیر کشورگیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ برب کعبہ مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو نہ لون
جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے غرض رات بھر
جہاز چلے گئے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا اُن بد نہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح
ہوئی دو فرسخ سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب ولاور کیطرف
دیکھا اور فرمایا تم دونون اپنے لشکر کو لیکر پار اُترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرے
دلجوئی مین سبکی مصروف رہو عدل و انصاف سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سُنکر رخصت ہوے دریا سے
پار اُترکر دامنہ کوہ مین خیمہ اپنا برپا کیا امیر بھی بعد کو روانہ ہوے مگر حال اسطرف کا سُنیے کہ بادشاہ اس شہر کا ارقیل بے بہرہ
ہیہرکارون نے جاکر اُسے خبر دی کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خداے باختر کے جوزبرجد نگار سے ملک فرعونیہ کو
گیا تھا آیا ہی اور قبل حمزہ کے آنے سے دو فرزندون نے اُسکے اس پار آکر خیمہ برپا کیا ہی ارقیل نے کہا قضا اُنکی لائی
ہی اور حکم دیا فوج کو کہ تیاری جنگ کرے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام اگر اُتری
ارقیل خیمے مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا ادھر
شاہزادہ بدیع الزمان و کرب ولاور کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے جرخیل فیل سر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو ایسا غرہ تمھین اپنی شجاعت کا ہی کہ ہم گھر بیٹھون پر چڑھکر آئے ہو کیون
شامت تمھاری آئی ہی جدھر سے آئے ہو اُسیطرف پھر جاؤ نہین تو ذلیل ہوگے مارے جاؤگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا
کہ ای کافرو اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان ہو ورنہ مال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ اسی مین بہتر ہی نہین تو واصل جہنم
ہوگے جرخیل فیل سر خبیث طینت یہ آواز سُنکر نہایت غضبناک ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہی تو نکلو مقابلہ کرو بس
یہ سنتے ہی قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ امیر عرب مرکب چمکا کر اُسکے مقابل ہوا جرخیل فیل سر
نگاودرن ہوا کئی قدم گینڈا اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا مسکرا کر رانون مین لجک مار کو مقابل کرب ولاور ہوا بعد از گفتگو بسیار
ارہ پشت نہنگ کرب ولاور پر مارا کرب نے زرہ پشت شمشیر پر روک کر جو ہی تیغہ کر بہوش اُسپر مارا مع گردن چار ٹکڑے
ہوے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر اسکے بھائی گرگیل فیل سر کو بھائی کا خون دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی بیتیابانہ پکارتا
ہوا دوڑا کہ ارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا جسکا عدیل و نظیر نہ تھا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور برابر کرب کے
ہو کر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ او کافر ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر یا تو سر
چمکا تھا یا زیر تنگ ہو نکلکر بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اسیطرح کرب نے اس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا کہ شکست کھائین کہ از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سرگردہ
بر آسمان رسیدہ و پایہ گرد و زمین پیچیدہ دل گرد سے فوج گلیم پوشون کی پیدا ہوئی اُرقیل فیل سرون کی شریک ہوا ای
یا تو وہ بھاگا چاہتے تھے یا انکی تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم پوشون کی جنگ سے فوج اہل اسلام کی پسپا
ہونے لگی قریب تھا کہ شکست ہو جاے کرب و بدیع الزمان دونون جیداری کیے ہوے لڑ رہے تھے کیونکہ بازو شل
ہوگئے تھے مگر دل سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا اور ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری
کی آئی اور حمزہ صاحبقران بالشکر بے پایان نمودار ہوے اور خبر ملی کہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون ہی

اُسیوقت حکم دیا کہ ہان مارلوان نابکارون کو تمام پہلوان ان کافرون پر حملہ آور ہوے اسقدر گلیم پوشون کو قتل کیا
کہ آخر کار فیل سر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے اُدھر امیر کشورگیر نے بدیع الزمان و کرب کو ساتھ لیکر
مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئی پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے زخمیون کو اپنے سامنے بلوا کر
ٹانکے لگوائے اُدھر فیل سر جو پھر کر اپنے خیمے مین آئے جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین بخیہ کرایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُدھر لشکر اسلام مین بھی رات بھر نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صف باندھکر کھڑے ہوے طائر فیل سر
اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب سے اُترکر سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے بدیع الزمان
بار دگر سوار ہو کر مقابل اُس فیل سر کے آیا لنگر وزن ہوا بدیع الزمان کا مرکب چار قدم پیچھے ہٹا طائر فیل سر کا
گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اسلئے مرکبون کو رانون مین ایک دوسرے کا مقابل ہوا طائر فیل سر پکارا
کہ ای خداپرست نام اپنا بیان کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے فرمایا کہ نام میرا شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ [illegible]
ملک باختر ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہے بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا غرہ مہ برج نکوئی فخر انجمن ہے
بدیع الزمان گرد لشکر شکن ؛ یہ سنکر اُسنے کہا ای پسر حمزہ پہلے تو وار اپنا مجھپر کر لے آرزوے دلی پوری کر لے کہ حسرت
دل مین باقی نہ رہے فرمایا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہے کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کر لے جب خدا تیرے
زور سے بچائیگا تو مین بھی اپنی قوت دکھاؤنگا اُسنے کہا معلوم ہوا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا
یہ کہکر ڈال کے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آتے تلوار پر اُسکی تلوار ماری
کہ تیغہ اُس کافر کا ٹوٹ گیا اُسنے اپنا عمود گران سر سات سو من کا اُٹھا کر یہ حرج دیکر بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ
نے سر گرز پر روکا کڑاقہ پیدا ہوا شرارے نکلے تتق گرد بلند ہوا شاہزادے نے گرد سے نکلکر اپنا گرز اُس کافر پر مارا
اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے گرز چھوٹ گیا دونون گرز سر پر پڑے کہ سر گردن مین گردن چھاتی
مین چھاتی پیٹ مین پیٹ جوڑون مین جوڑ رانون مین رانین پنڈلیون مین یہ مجموعہ گینڈے مین گینڈا زمین پر
ایک خون کا لوتھڑا بنکر رہ گیا خاک اُڑی کہ چنبر گردون غبار سے بھر گیا بدیع الزمان علیحدہ ہوا اور آواز دی کہ آکر
اسکی خبر لو دیکھو اسے کیا ہو گیا اُدھر سے فیل سر دوڑے پانی کے چھینٹے دیکر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا معلوم ہوا
کہ طائر فیل سر مارا گیا بدیع الزمان نے پھر مبارز طلب کیا ارژنگ فیل بے بہرہ خود مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کیا کہ ارے
خداپرست غضب کیا تو نے طائر فیل سر کو مارا ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جا سکیگا اور چودہ سو من کا
گرز اُٹھا کر مارا شاہزادے نے سر گرز پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ پھٹ پڑا تتق گرد بلند ہوا مرکب زمین مین غرق
ہو گیا اور خود بدیع الزمان بھی غرق عرق ہو گیا غش طاری ہوا پھر جو ہوش آیا تو نورہ گرد سے نکل کر تلوار اُسپر
ماری کہ سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو اُتر گئی اُسنے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی وہ مع
گردن غلطان بیجان گرا یہ حال دیکھکر فیل سر بیتاب ہو کر دوڑ پڑے بدیع الزمان ادھر دوڑ پڑا اُدھر سے
فوج اسلام حملہ آور ہوئی تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی قریب شام فیل سر و گلیم پوش شکست کھا کر بھاگے شہر
مین آکر قلعہ بند ہوے اہل اسلام نے خوب مال و اسباب اُنکا لوٹا اور حکم امیر سے شہر کا محاصرہ کر لیا امیر نے فرمایا کہ کوس حربی
بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ارژنگ فیل بے بہرہ کے زخم مین ٹانکے لگے اُسے بھی ہوش آیا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
غرض رات بھر نقارے گڑگڑاتے صبح کو امیر کشورگیر فوج ظاہرہ لیکر سامنے قلعے کے آئے ادھر سے گولہ چلنے لگا

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ یورش کر کے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان نامور گرز گران بر سر ہاتھ مین لیے ہوے گولے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای کافر دا آ پہونچا مین قلعے پر سے مانا ستوالاتیل کا گرز پارہ بارود کی ہنڈیان پڑنے لگین لیکن ہکواس شہریار نے رد کیا خندق پھاندکر پار گیا گرز کو خرج دیکر دروازے پر مارا کہ دروازہ ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آگئی اور بہادر بھی عقب مین چلے آتے تھے سب قلعے مین در آئے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ مین ارفیل بے بہرہ سے اور بدیع الزمان سے سامنا ہوا ارفیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو کمرگاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ بادشاہ مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چار طرف سے غل ہوا کہ دوہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان نے ہاتھ روک لیا تمام روساے شہر مجتمع ہو کر خدمت مین امیر کشور گیر کی حاضر ہوے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین خطا ہماری معاف کیجیے بادشاہ ہمارا حرامزادہ تھا وہ مارا گیا ہم آپ سے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائین انکی معاف کین اور سکو تلقین بدین اسلام کیا تمام فیل سر اور گلیم پوش کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے فرعون دلقا پر لعنت کی امیر کشور گیر نے بیٹے کو ارفیل کے کہ نام اسکا غرفیل ہے بادشاہ کیا اور تمام بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ بادشاہ اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہان صید و شکار مین مصروف رہے بعد اسکے جہازون پر سوار ہو کر تعاقب مین لقاے ملعون کے روانہ ہوے بعد چند روز کے کشتیان قریب ساحل پہونچین جو ورسے کنارہ دریا پر چند آدمی اس شکل کے دکھائی دیے کہ سر انکے مانند شیر کے تھے اور جسم انکے مثل انسانون کے تھے انھون نے جو کشتیون کو اپنی طرف آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ادھر نہ آنا لشکر اسلام والون نے جو یہ صورتین دیکھین متعجب ہوے خبر صاحبقران کو پہونچی ملاحون کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھون نے عرض کیا ای شہریار یہ جزیرہ شیر سرون کا ہے اور بادشاہ انکا آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر کہ اپنی قوت بازو سے ان سب کو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ مثل آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھین نرگس شہلا پر چشمک زن ہونٹھ نازکی مین برگ گل سوسن مین ہمیشہ آثار تبسم چہرے پر عیان سرو قد غنچہ دہان نام اسکا سعدان شاہ اولاد مین حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب ان حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگون نے تصویر حضرت شیث طلاے احمر کی بنوا کر بہت عزت و تکریم سے رکھی ہے دن بھر مین چار مرتبہ ہر ایک اسے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیان نہ لیجانا اسی جزیرہ مین چلو حکم صاحبقران سے کشتیان کنارے پر آکر لگ گئین خیمے استادہ ہو گئے کچھ شیر سر جو وہان کھڑے تھے پکارے کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہان نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ ادھر سے لوگ پکارے کہ ای جانورو تم بکتے کیا ہو یہ لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو مار کر زیر کیا ہے تمکو بھی سر جنگ معقول دینے آیا ہے اگر سہل میں اطاعت کی فبہا نہین تو مارے جاؤ گے جاؤ اپنے مالک کو آگاہ کرو کہ دیو شکار ہفت قلعۂ قاف ضیغم روز مصاف امیر کشور گیر یہان آئے ہے یہ سنکر اس شیر سر نے وہان سے بھاگ کر اپنے بادشاہ سے جا کر عرض کیا پیر و مرشد کچھ مردمان سیاہ سر مثل پیل دمان کے چلے آتے ہین تمام دریا سیاہ معلوم ہوتا ہے فرسخ در فرسخ جہاز نظر آتے ہین سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا پر ہین یا کنارے اتر آئے عرض کیا کہ ای شہریار خیمے انکے اس پار برپا ہو چلے ہین لشکر اترا ہی چاہتا تھا بدحواس ہو آیا تو سے غضبناک ہو کر حکم کیا جلد فوج تیار ہو کر جائے اور مانع آنے ایسا نہو کہ وہ شہر مین چلے آئین خبردار ادھر نہ آنے پائین اور ان مخبرون سے کہا کہ غضب کیا تمنے جیسے ہی جہاز آتے دیکھے تھے اگر اسیوقت آکر خبر دیتے تو

کاہیکو وہ اُترنے پاتے اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسی کو خبر بر کیطرف آتے نہین دیکھا تھا ہم جانتے
تھے کہ ادھر کاہیکو آئینگے جب وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنمین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جا کر اپنے بادشاہ
سے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہو ہم آپکے پاس خبر لیکر آئے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا سمجھا جائیگا غرض فوج
شیر سرون کی مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکاری کہ حکم ہی ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہانسے
چلے جاؤ ادھر سے بہادر للکارے کہ مرد جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جا کر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر
مانند مور و ملخ کے چلے آتے ہین اور سر ایک دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے ہی فرمایا کچھ پروا نہیں انشاءاللہ تعالی
اُنکو بھی گوشمالی دونگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جا کر اُن شیر سرون کو مارین یہ سنکر بہادران
شیر شکار تلوارین کھینچ کھینچ دوڑے تلوار چلنے لگی یہانتک اہل اسلام نے اُنھین قتل کیا کہ ہزار ہا شیر سر مارے گئے باقی
بھاگ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اسی وقت
باقی فوج اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرا کر اُترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسوقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی ہر کارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی غرض رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے نقیب منیب پکر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلبی کی اور پکارا کہ ای بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہین کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جنکے خوف سے رستم جا کر قبر مین
سو رہا افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سوسمار خوار ریگ بیابان شمار کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر یہ ہے کہ
اَب بھی اپنے اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم لوگ کھا جاوینگے اور ایسے
تم تباہ و برباد ہو کر مارے جاؤگے کہ تمہارے حال پر مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے
جو سُنا مانند افعی خونخوار بل کھایا اور پکارے کہ او شیر سر یہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہے اپنی تعریف آپ کرنا دلیل ہے
ذلیل ہونے کی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ شیر کش ضیغم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب
جمع ہو کر آئے تھے نہین دیکھا کہ کسطرح ہمنے مار کر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمہاری ان گیدڑ بھبکیون سے
نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت غضبناک ہو کر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہے تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو نکلے ہنر جنگ کے دکھائے ابھی دونون کا حال کھلجائے بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو
چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمہارا نگہبان ہو اور ایک جام
عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر بادشاہ کو سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل فرہاد شیر سر آیا پوچھا او شیر سر
کیا نام ہے تیرا اُسنے جواب دیا کہ مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر علمشاہ سے
مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ شاہ عرب سے رکھتا ہے فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشور گیر کا رستم سلیتن و پیل تن کشندۂ غول ہندی
رودوپل ہندی و سر برندۂ کیمتان فرنگی کا بیٹا علمشاہ رومی میرا نام ہے یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شمشیر زن دو دست
گر برگشتہ مرزن افگندہ شور ہے یہ سُننا تھا کہ اُس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے
بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوائی کیا اُسنے غیظ مین آکر عمود گران سر اُٹھا کر سر چرخ پر
علمشاہ پر مارا شاہزادے نے آنی ضرب خیال مین کر کے تیغ کیمتان فرنگی کا ہاتھ جو مارا اگرز دستے پر سے کٹ کر گرا اُسنے دستہ

ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچی اور شاہزادۂ علمشاہ پر ماری شاہزادے نے بڑھکر سپر پر روکی کہ قبضہ و دنبالہ سپر پر آفتا ہوا تلوار رد ہوئی بعد اسکے خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یا تو سر پر چلی تھی یا زیر تنگ اُتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب کے ٹکڑے ہوئے علمشاہ نے اور مبارز طلب کیا رمست شیر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا نگاہ و رزن ہوا لیکن مرکب اسی کا لیا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن میں انی اسکے نیزے کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ میں رہگئی رمست نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور تبرزین اُٹھاکر مارا شاہزادے نے آتی ضرب خیال میں کرکے تھپکی دی کہ حربہ حریف کا پٹ پڑا جھٹکا دیکر تبرزین چھین لیا اور وہی تبرزین بلکر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر بھائی اسکا غرمست شیر مقابلے کو آیا ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوئے اسنے وہی ٹکڑا جو ہاتھ میں رہگیا تھا مُنھ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اسنے دیکھا کہ حربہ میرا کُند کر بیکار ہوگیا کود کر گھوڑے سے کھینچکر تلوار دوڑا کہ مرکب کو علمشاہ کے پی کرے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا غرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف تلاش ہوا بعد گھڑی بھر کے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہوگئے اور روح پرواز کرگئی غرض اُس روز شاہزادۂ علمشاہ نے دس سردار مارے کوئی زخمی ہوکر نہیں بچا سعدان شاہ طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا ادھر امیر کشور گیر شاہزادہ علمشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے لیکن اودھر سعدان شاہ لاشیں شیر سرون کی میدان سے اُٹھوا کر جو بیجا دفن و کفن کرایا بعد اسکے آکر بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش میں آیا شیر سرون سے خطاب کیا کہ صاحبو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر کہاں جاوینگے میرے ہاتھ سے سب کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی وہاں امیر کشور گیر بارگاہ میں جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادۂ علمشاہ کی تعریفیں ہو رہی تھیں کہ جوڑی ہرکارون کی سامنے سے نمایاں ہوئی دعا و ثنائے بادشاہی بجالاکر عرض کیا کہ شیر سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے القصہ حسب دستور چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو ادھر سے فوج شیر سرون کی نمودار ہوئی اودھر سے لشکر اسلام میدان میں آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نسب دیکر چلے گئے کہ شیرزاد شیر سر بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار ہو سامنے تخت سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو کہ عوض خون برادر کا لون فرمایا جاؤ شیث پیغمبر تمہارا نگہبان ہو شیرزاد نے سلام کیا اور شیر پر سوار میدان میں آیا پکارا کہ جسنے کل میرے بھائی کو مارا ہو وہی آئے میرے مقابلے کو یہ آواز سُنتے ہی شاہزادۂ علمشاہ نے مرکب اپنا نکالا علم فوج فرنگستانی جلوہ گری پر آئے سامنے تخت بادشاہ گیتی پناہ کے اُتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو شاہزادہ بارد گر مرکب پر سوار ہوکر مقابل شیرزاد ہوا اسنے پوچھا کہ تو ہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہا کہ ہاں اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مارا گیا شیرزاد بولا خیر آج تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے برہم ہوکر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی جلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی راستبازی یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار چھینلی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اسنے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے کود کر گھوڑے سے ٹھوکر ماری کہ چاروں شانے چت ہوگیا چڑھکر چھاتی پر

کھولکر توڑا از نخچیر فولادی کا شکنین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم چلہ کش نکلا اور
تیر کے چلّے پر جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای پسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری مین کمال رکھتا ہی تو روک میرے تیرون
کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہی اور دیکھ توڑ میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کو ترکش سے تیر بالاے ہوا
مارا کہ نظر سے غائب ہو گیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادۂ علمشاہ کے گرا کہ انگل بھر خود مین در آیا شاہزادے
نے وہی تیر خود سے نکال کر کمان رستم مین جوڑ کر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھ یہ کہکر بالاے آسمان لگایا یہ تیر بھی
نظر سے غائب ہو گیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھ سے کم نہین معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے
سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سپر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹتا
سر مین سوراخ کیا سر مین سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پر پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین مین نظر آیا لیکن
تیر نہ پایا سہیم تڑپ کر مر گیا گوشۂ امان نہ ملا آخر کار اس سیداندازی مین بھی شام تک پندرہ سردار شیر پردن
کے مارے گئے کچھ گرفتار ہوے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ
نہایت اُداس کمال پریشان جاکر محل مین سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہین فرمایا صبح کو بارگاہ
مین آئے شیرزاد کو بلاکر تلقین بدین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی
نہین ہی مسلمان ہو اور چند کلمے مذمت کفر مین بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی مین فرمائی کہ زنگ کفر دل
سے شیرزاد کے برطرف ہو گیا آئینۂ قلب مصفا ہو گیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمایئے امیر نے کلمۂ طیب
ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ مین خدمت مین شاہزادۂ علمشاہ کی رہونگا فرمایا
بہت مناسب ہی مگر ہرکارے سعدان شاہ کے جو خبر کیواسطے لگے ہوے تھے اُنھون نے یہ خبر سعدان شاہ کو
پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہو گیا سعدان شاہ یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اسی غصے مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارۂ رزمی اسیوقت گڑگڑایا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے
آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوے صفین آراستہ
ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا بہادر رود لاور ہی کہ اس معرکۂ کارزار مین نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے
اور نشان رستم کا لوح دل سے مٹا دے بس نوشاہ بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی
سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو نہ جا مین جاکر سامنا کرونگا اُسنے کہا مین اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا
سعدان شاہ نے کہا ہرگز مین نجانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست ہین اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا
گل ہو جائیگا اُسنے جواب دیا کہ قضا سے چارہ نہین ہی اگر میری زندگی ختم ہو چکی ہی تو آپ بچا نہین سکتے اور موت
نہین ہی تو کوئی مار نہین سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیے گا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہوکر
رخصت کیا نوشاہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چاہتا تھا بہادران اسلام نے کہ کوئی اُسکے مقابلے کو جاے کہ شیرزاد
خود مسلمانون پر سبقت کر کے مرکب سے پیادہ ہوکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کر کے عرض کیا کہ اس
حقیر نے ابھی تک کوئی کوشش و سعی دین اسلام مین نہین کی امیدوار ہون کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف
سے سامنا کرون اگر مارا اُسے تو غازی ہوا اگر مر گیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمھارے حق مین بہتر چاہیگا
وہ کریگا شیرزاد سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاہ ہوا اور کہا کہ ای نوشاہ مین حمزہ صاحبقران
کے باعث سے اس مرتبہ کو پہونچا کہ انجام میرا بخیر ہوا یعنے مسلمان ہوا دین حق کو پہچانا اپنے خداے حقیقی کو جانا

ای نوشاہ تو بھی مسلمان ہو چلکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر
غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تونے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت غیر اختیار کی ہے الگ ہو گیا دوسرے ہمین
نصیحت کرنے آیا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ ہمین نصیحت کرے بس اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو دین قدیم پر قائم
ہو چل میرے ساتھ خطا تیری معاف کرا دون نہین تو سر کاٹ کر تیرا لیجاؤنگا اُسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہو گا جو تجھسے
ہو سکے قصور نہ کر بس نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا کہ پھر حربہ کیون نہین کرتا ہوس دل نکال لے کہ دلمین
نہ رہجائے شیرزاد بولا مسلمان پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے
کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر بھی ہو گیا ہے یہ سر اُٹھانے کی سزا ہے یہ کہکر تلوار ماری شیرزاد نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہے تیغہ جو سپر پر پڑا صاف پار گئی سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر آیا شیرزاد نے
داستانہ مارا تلوار چھنا کر نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کر دوسری تلوار
مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب تیغزن للکارتا ہوا دوڑا کہ او نامرد کیا کرتا ہے آیا مین تیرے مقابلے کو کوئی زخمی کو
مارتا ہے بس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب گیا بس وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب پر ماری
سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عقرب رومی نکلا وہ بھی مجروح ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو
تاب نہ رہی مرکب کو جھکایا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے
لاشون سے شیر سرون کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے پکارا ای جوان کہان تھا تو مین تیرا ہی جویا تھا
شہزادہ پکارا آیا مین کہا کہ تمھارے یہان تو پیشدستی نہین کرتے ہین یہی تلوار تم خدا پرستون کے خون سے آشنا ہے خبردار ہو
یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پر روک کر رد کی اور پکارا کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپتان فرنگی مارا اُسنے بھی
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا اُس کافر نے کہ تیغہ ہے لنگر دار تجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی نہ رکیگا
اُچک کر پیچھے پرگینڈے کے جا رہا تیغہ کر گردن پر پڑا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی نوشاہ کو دوڑا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر
اُسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا اور پکارا کہ ای جوان تیرے گھوڑے کے دہنے پیر کیطرف موش خانہ ہے دیکھ کہین
سکندری نہ کھائے علمشاہ دیکھنے لگا بس اُسنے دوڑ کر جو تلوار ماری چھچھلتا سا زخم شانے پر شاہزادے کے پڑا بس
غیظ وغضب مین آکر فرمایا کہ او دغا باز لعنت ہے تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپتان مار کر بیچ اس سے کہ یہ ضرب
ہے قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو عنان مین دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے مین ماری ہے کب رک سکتی ہے
کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جائے پاتو سپر چلی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع کر گردن چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ نوشاہ
مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہان لینا ان نابکارون کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر تیغ کھینچکر
جا پڑے لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا تھا کہ دشت بلاخیز مین
ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلیان کوند رہی ہین الغرض عین گرمی جنگ مین سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے
سامنا ہوا سعدان شاہ پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تونے کہ سیکڑون سردار میرے مار ڈالے یہانتک کہ بیٹے کو
میرے قتل کیا کلیجا تیرے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگا کہان یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نظر تلوار
کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی ہند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی پنجہ خورشید
دراز کرکے ہتھیلی دی کہ تلوار سیدھے پڑی قبضہ پر اسکے ہاتھ ڈالا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر پنجہ بیچ مین ہاتھ
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت

گرا جگر چھاتی پر سنگین باندھے لین راوی کہتا ہے کہ اُسی لڑائی مین چالیس ہزار شیر سر واصل جہنم ہوے باقی بھاگ
بھاگ کر کوہ و صحرا مین پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام با فتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ مین گیا امیر کشورگیر
نے اُس روز دربار نہین کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ ہشامی مین بکمال شوکت پر جلوہ افروز
ہوے بادشاہ اسلام نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آ آ کر مجرے کر کر کے بیٹھنے لگے جسوقت دربار مملو ہو گیا حکم دیا
صاحبقران نے کہ لاؤ سعدان شاہ کو چوبدار گئے داروغہ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوے
حاضر ہوے سعدان نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا
عجب جلالت اُسکے چہرے سے ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہے
اور فرمایا کہ ای سعدان شاہ مین یہان نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا
تو مجھ سے ناحق لڑنے کو آیا آخر ثمرہ اُسکا دیکھا تو نے اُسنے جو یہ کلام سُنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ ای شاہ جہانگیر آپ بیک عالم
پر غالب آئے ہین دیو پری جن و انس سب آپکے مطیع و منقاد ہین مین برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب
آنکھ میری حضور سے چار نہین ہوتی فرمایا کہ ای سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر ایمانی سمجھین عرض کیا
کہ مین نے تمام ادیان باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقہ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ طیب زبان پر جاری کیا
سعدان شاہ از صدق مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو تا کہ قید سعدان شاہ کی دور کرین
اُسیوقت آہنگرون نے آکر قید کاٹی سعدان شاہ اُٹھکر امیر کشورگیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر کے سعدان شاہ نے کہا ای شہریار اگر اجازت ہو تو مین اپنے شہر مین جا کر سبکو
مسلمان کرون فرمایا بہت مناسب ہے القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوا
جسوقت اپنے شہر مین آیا جو لوگ بھاگے ہوے تھے یا چھپے ہوے تھے سب اُس کے آنے کی خبر سنکر آئے اور استقبال
کرکے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا سبھون نے پوچھا کہ آپ کی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ
نے کہا کہ مین تو مسلمان ہو گیا اگر تم سبکو بھی میرا ساتھ دینا منظور ہے تو مسلمان ہو اور اطاعت حمزہ صاحبقران کی
اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب عالی مرتبت ہے اور نہایت زبردست ہے کہ جسنے دیوون کو قاف مین جا کر مار ڈالا اور زیر کیا
زلزلۂ قاف لقب پایا اور مذہب بھی اس شہریار کا ایسا ہے کہ جسے مذہب دین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف
پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دل سے اُن لوگون کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہو گیا سبھون نے عرض کیا کہ
جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپسے علم و عقل مین بہتر نہین ہین کہ اپنی رائے ظاہر کرین ہمین بھی مسلمان کیجیے
سعدان شاہ نے کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان کیا بعد اُسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر مین آیا امیر نے
سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی
سعدان شاہ سلام کر کے بیٹھا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا
بعد اُسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ نے تحائف پیش کیے اور بعد بادشاہ اسلام اور صاحبقران کے تمام
سردارون کو دیے بعد اُسکے دست ادب بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب امیدوار ہون کہ حضور شہر مین رونق افروز ہون
اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہے اُسے قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض سعدان شاہ
اُسیوقت رخصت ہو کر شہر مین آیا اور تیاری دعوت مین مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر شہر چلے ادھر سے
سعدان شاہ سامان دعوت درست کر کے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوے

اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ
جواہر اشرفیان نثار ہو رہا تھا غرض سعدان شاہ اسطرح امیر کو لیے ہوے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام
کے سامنے دست بستہ عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے
ہی بادشاہ نے عرض اُسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اس دعوت کے امیر
سعدان شاہ سے بہت خوش ہوے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین
اُس بیشہ کیطرف لیچلون فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیمقدار و سرداران نامدار سوار ہوکر
ہمراہ سعدان شاہ کے روانہ ہوے ہنستے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مروارید کی تھی تمام موتی بچھے
ہوے ہین اور چمک اسطرح کی ہی کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ آب مروارید بسمٹ کر ایک جگہ ہو گیا ہی سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا
ہی مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہو جاتا ہی اور بعد ایک لمحہ کے ہوش مین آتا ہی امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے
ایک آدھ آدمی کو پانی اُس چشمے کا پلوایا جیسا سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش
ہو کر بہکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی پر آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی سعدان شاہ
نے عرض کیا کہ حضور یہ تماشا دیکھیے آگے تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ درخت
دیکھے چھوٹے چھوٹے مگر رنگ اُنکا سفید تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند سرخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران
نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا ای شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہی
روتے روتے بیہوش ہو جاتا ہی مگر جان کا ضرر نہین ہی ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہی امیر نے کئی آدمیون کو
وہ انار کھلوائے وہی صورت ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سُنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہی کیا کیا چیزین
خلق کی ہین وہان سے اور آگے بڑھے ایک گھانس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے
بہت سی تعریفین کین فرمایا کہ مین نے تمام عمر ایسی گھانس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا ای شہریار رات کو یہ گھانس
مانند چراغ کے روشن ہوتی ہی اور اگر شمع یا چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہی جسطرح دن کو چراغ
کی روشنی بیرونق ہوتی ہی اور جو کوئی اس گھانس کو سونگھتا ہی قہقہے مار مار کر بیہوش ہو جاتا ہی لیکن جان کا خطرہ
نہین ہی بعد ایک ساعت کے بہوش آجاتا ہی صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام
صحرا عالم نور ہو گیا اور جسکو وہ گھانس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے
فرمایا کیا صنعت صانع عالم عالمیان ہی صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہی اور اُس سوراخ مین سے پانی مانند فوارے کے اچھل کر آسمان کیطرف
جاتا ہی اور وہان ابر بنکر برستا ہی اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہی ایک قطرہ اِدھر اُدھر نہین جاتا امیر
نے اور سرداران امیر نے ہرچند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہی اور کہان غائب ہو جاتا ہی
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہی غرض تین روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت و تاج مرصع و شمشیر
مرحمت فرمائی پھر شہر مین آئے مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کر کے اور جہازون کی آراستگی ہو رہی ہی قصد
سفر ہی کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب اُسطرف متوجہ ہوے جب گرد شق ہوئی تو ایک بادشاہ

بحر جاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لاانتہا اُسکے ساتھ تھا دیکھا کہ اسطرف چلا آتا ہی امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر لڑنے
کو آتا تو اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجے امیر نے کلمہ ارشاد
فرمایا اور شرع دین محمدی سے آگاہ کیا وہ بصدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے
اور تمام سرداروں اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہی کوئی ادنی اعلی باقی نہ رہا
تھا کہ جسکو اُسنے نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اُسنے عرض کیا کہ نام غلام
کا مریخ شاہ ہی مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دلی پوری ہوئی حضور کی زیارت سے
آنکھین روشن ہوئین امیر نے جو فصاحت و بلاغت اُسکی سنی اور زیادہ مسرور ہوے اور اُسکی رنگین بیانی
کی تعریف کی بعد فرمایا ای مریخ شاہ مین اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہی تو نے سب پر احسان کیا ہی مگر تو بھی
ہمسے اپنی حاجت بیان کر کہ مشکل تیری بحکم خدا آسان کرین عرض کیا ای شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہی
مین عجب عذاب الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہی نہ سپاہ سے کام نکلتا ہی مجھ پر عجیب مشکل ہی فرمایا کہ
جلد بیان کر اُسنے عرض کیا ای شہریار دریا سے ایک دیو نکلتا ہی کوئی ہزار نو سو گز کا اُسکا قد ہی دو سینگ سر پر مثل
دو میناروں کے ہین آنکھین مثل طاس خون کے سرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا جنگل ہو گئی ہاتھی
اُسمین اٹکے ہین منھ سے اُسکے مانند اژدہاے دہان شعلہ آتش نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہی اور شہر
مین آتا ہی آدمی جانور جو ذی حیات سامنے اُسکے آجاتا ہی لقمہ ہو جاتا ہی وہ دیو جہانتک آدمی کھائے جاتے ہین
کھاجاتا ہی باقی دو دو نو نو جنگلوں مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہی لوگ اُسکے ڈر سے تہخانون مین بیٹھنے لگے مین نقب کے رستے سے
باہر نکلتے ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اُڑکر آسمان پر سے آتا ہی جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا
ہو جاتا ہی غرض کہ گردم اگر ایک آدھ گولہ اُسپر پڑ بھی جاتا ہی تو اثر نہین کرتا غرض اُسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و
برباد ہی اگر کوئی کشتی پر سوار ہوتا ہی تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہی آدمیوں کو کھاجاتا ہی ای شہریار شہر اپنا چھوڑا
نہین جاتا اُسکے ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا رفتہ خون ہوتا ہی یہ جو سناکہ حضور اس طرف
تشریف لائے ہین اور دیو کش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا ای مریخ شاہ
پہلے ہم اُس دیو کو مار کر شہر تمہارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمہارے ساتھ ہین یہ کہکر چند سردار اور خواجہ عمرو
کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مریخ شاہ کے روانہ ہوے وہ صاحبقران کو
شہر مریخیہ مین لایا پہلے دعوت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا ای مریخ شاہ اب مجھے اُس ساحل کا پتا بتاؤ
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہی مریخ شاہ ہمراہ امیر کشورگیر کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ
کشتیان آئین امیر اور مریخ شاہ دونون سوار ہوے ہر چند امیر نے منع کیا لیکن مریخ شاہ نے نہ مانا عرض کیا
ای شہریار میری جان آپ کے دم کے ساتھ ہی اگر خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑے تو پہلے مجھ پر پڑے یہ نہو کہ میری
وجہ سے آپ گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپ کے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا منھ دکھاؤن امیر نے
فرمایا کہ انشاء اللہ اُس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر سیر دریا مین
مصروف ہین مریخ شاہ سے دمبدم استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہی مریخ شاہ کہتا آتا ہی کہ وہ مقام
قریب ہی کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہو گئے دریا شق ہوا

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منہ کھولکر کشتی کیطرف چلا کہ کشتی کو نگل جائے بس یہ دیکھتے ہی صاحبقران
اور سرداران صاحبقران نے تیر بچلہ کمان مین پیوستہ کیے چاہتے تھے کہ ماریں دیو سیانا تھا غوطہ مار گیا مگر اُسکے
تلاطم مین کشتیان منتشر ہو گئیں بعد ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا اور وہ کشتی مریخ شاہ
کی تھی نہ امیر کشورگیر کی تھی بیس تیس آدمی اُسپر بیٹھے ہوئے تھے کہ جنکا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا تھا دیو نے کشتی کو الٹ دیا
تمام آدمی غرق ہو گئے ایک قیامت برپا ہوئی دیو پھر دریا مین غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جاتا ہی
دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوند بچانا ابھی ایک کشتی ہاتھ سے اس موذی کے ڈوب چکی ہی دیو قریب کشتی امیر کے
آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہی کہ کشتی اُلٹے امیر نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا دیو نے چاہا پہلے اس آدمزاد کو کھینچ کر منھ مین
رکھلون ادھر دیو نے کھینچا اُدھر امیر نے زور کیا ادھر کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی مفت ڈوب جائیگی اپنا
لنگر ہلکا کر کے جست کی کر دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جائے امیر نے لنگر مار کر دیو سمیت غرق
دریا ہوئے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدمزاد بلا کا ہی یون اس سے جان نہ بچیگی اسے لیکر اُڑنا چاہیے اور آسمان پر سے
پھینکنا چاہیے کہ ہڈیان اسکی چور ہو جائیں یہ خیال کر کے دریا سے نکلکر اُڑا امیر نے لنگر ہلکا کر دیا دیو امیر کو
لیکر بہت اونچا ہو گیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہی تمام سرداران امیر کی یہ حالت ہی کہ نگاہ آسمان سے لڑی ہوئی ہی
اور تعجب کر رہے ہین کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا کہ یکایک اُس دیو نے چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے
بغلون مین سے ہاتھ نکال کر پنجے گانٹھ لیے اور پشت پر قائم ہو کر لنگر مارا کہ دیو سمیت زمین پر آ رہے دیو غصے مین
عاجز آکر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر مین لنگر اسکا توڑا اور چت کیا چڑھکر چھاتی پر گلا اسکا گھونٹ کر
مار ڈالا اور سر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک اسکا دریا مین پھینکدیا مریخ شاہ
قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کیواسطے بات ہی کہ ایسے دیو کو یون مارا اب
غلام امیدوار ہی کہ حضور دو ہفتے اور غلام کے شہر مین رونق افروز رہین دربند مریخیہ کو چلکر اپنے قدم سے
منور و ممتاز فرمائین امیر عالیشان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اسکے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی عقب لشکر ہمارا آئے
ہم تمھارے جزیرے مین مقیم ہین اور ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر بادشاہ اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم
مریخ شاہ کے یہان مہمان ہین آپ بھی یہین تشریف لائیے کہ اسی طرف سے مالک فرعونیہ کو روانہ ہونگے
ہرکارے تو حکم سنکر اُدھر روانہ ہوئے امیر کشورگیر مریخ شاہ کے ساتھ دربند مریخیہ مین داخل ہوئے سیر
کرتے ہوئے ایوان شاہی مین آئے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب اہل شہر آکر بصدق
ہوئے اور از سر صدق مسلمان ہوئے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور
مسجدین بنواؤ اُسی وقت سے بتخانے توڑے جانے لگے اور مسجدون کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز
تیار ہو گئی اُسمین صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتوین دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر
واسطے شکار کے چلے تھے کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کیلیے روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر
کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام آتا ہی جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہی امیر کشورگیر
مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام کا استقبال کر کے شہر مین لائے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع
لشکر دعوت کی بادشاہ نے اکیس پارچے کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اُٹھ نہ سکتا تھا بعد اسکے
امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ بہت سا بھروا لیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک خلعت عنایت کیا

سعدان شاہ کو اُسکے شہر کیطرف رخصت کیا آپ مع لشکر اور سرداروں کے جہازون پر سوار ہو کر تعاقب مین نمرود شاہ باختری کے روانہ ہوے جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک پر تکلف کشتی پر بیٹھکر سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ایک روز امیر نے ملاحون کو دیکھا کہ نہایت مضطر ہین پوچھا کہ باعث تمھارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا اے شہریار اس نواح مین کنارے دریا کے ایک مقام ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست و خونخوار ہین سر انکے مانند چیتے کے سونڈ مثل فیل بدست کے پنجے مثل شیر کے ناخن خرس کے سے ہین غذا اُنکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے کنارے کھڑے رہتے ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ لیجاتے ہین اور چیر پھاڑ کر خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جانکر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین اُنکے خوف سے کوئی اس راہ سے نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہو کر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر چاہا پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر دد و دام حرامی و دزد شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور جبتک جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسیطرف لیچلو غرض چوتھے روز سواد شہر معلوم ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازہ پر اُن لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار دو شخص اُس قوم کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر انکا دریا کیطرف ہوا جیسے ہی اس لشکر کو دیکھا شور و غل مچاتے ہوئے اپنے شہر کیجانب روانہ ہوے سب کو جاکر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب خوش ہو کر مسلح و مکمل شہر سے باہر آئے اور حلقہ باندھکر کھڑے ہوے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اُتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا کہ لشکر پر آئین یا کسی کو ایذا پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو انکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوے کھڑے ہین فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے بلا لو چھ آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا بلاتا ہی کچھ کہنا ہی اُنمین سے ایک پلنگ سر کہ نہایت زبردست و جری تھا سامنے امیر با توقیر کے آیا سلام کیا امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمھارا کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہی جسوقت قلعے سے نکلے گا اُسوقت دیکھنا کیسا ہی اور کسقدر لشکر اُسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اُسکے بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنم واصل ہوے ہین اب اُسکا گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اُسنے عرض کیا کہ مین اسیطرح جاکر کہونگا اور وہان سے روانہ ہوا سب ساتھ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ کیخدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ کا خسرو پلنگ سر ہی اُس سے تمام حال بیان کیا خسرو نے جو یہ حال امیر با توقیر کا سنا مانند مار سر دم بریدہ کے بل کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو اور سر لشکر کو سردار لشکر کر کے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کر کے روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیے اتر خسرو پلنگ سر تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ کل ان سب کو نہ مار کر کھایا ہو گا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر نہ رکھا ہو گا قدرت فرعون شاہ کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین وہ ہمارے مقابلے کو آئین اور ہمین ذرا نہین دھمکائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ زبردست روزگار ہین آپ نہین جانتے الغرض نقارۂ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح ہوتے

ستارے مانند چراغ صبح کے جھلملا کر غائب ہونے لگے باد سحر چلنے لگی اشجار جھومنے لگے مرغان دشت و دریا تعریف
پروردگار عالم مین مصروف ہوے امیر کشورگیر فریضۂ سحری ادا کرکے اشقر پر سوار ہو کر مع فوج میدان قتال مین
صف آرا ہوے اُدھر سے خسرو شاہ تخت پر بیٹھا ہوا شیر کنگلی آگے آگے مرکب پر سوار پشت پر فوج پلنگ سرون
کی لیے ہوے مقابل لشکر ظفر پیکر امیر صف آرا ہوا جب دونون طرف صف بندی ہو چکی نقیب نیب دیکر چلے گئے
لشکر پلنگ سرون مین سے شیر کنگلی نے مرکب کو نکالا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی خسرو شاہ نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ جاؤ حوالہ کیا خداوند فرعون کے وہی تمھارا نگہبان ہے شیر کنگلی
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ اے لشکر خدا پرستان وای گروہ مسلمانان ہے کوئی تم مین
سے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے پوری بات مُنھ سے نکلی تھی کہ شاہزادہ سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران
پسر عمرو بن حمزہ مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کے کہ وہ حافظ حقیقی ہے اور جام گل عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر مست
بادۂ شجاعت ہو کر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان قتال ہوا شیر کنگلی سلطان سعد کو آتے دیکھکر نگاہ زن ہوا
مرکب اُسکا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا شہزادے کا کوئی دو تین قدم پیچھے ہٹا شیر کنگلی نے پوچھا کہ نام آپکا
کیا ہے فرمایا مجھے سلطان سعد نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کہتے ہین وہ بولا اے خدا پرستو تم کیسے ڈرتے نہین جو
ہمارے مقابلہ کو آئے ہو شاہزادہ پکارا او نابکار ہم زمانے مین کسی سے نہین ڈرتے سوا پروردگار عالم کے یا
بزرگان دین کے تیری کیا حقیقت ہے بس یہ سنکر وہ آگ ہو گیا اور نیزہ اُٹھا کر مارا شاہزادے نے نیزہ تیرے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے غرض چند طعنون مین شاہزادے نے نیزہ شیر کنگلی کا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری
شاہزادے نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے غل ہوا کہ شیر کنگلی مارا گیا شاہزادہ
نے مبارز طلب کیا عفریت پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا غضب کیا تونے کہ اتنے بڑے بہادر
کو مار ڈالا کیا تو جادوگر ہے شاہزادے نے فرمایا مین ہرگز جادوگر نہین ہون لیکن زور آور ہون مین نے مارا
اُسنے کہا اچھا اگر تو زور آور ہے تو مجھسے کشتی لڑ شاہزادے نے کہا بہتر اُسنے کہا گھوڑے سے اُتریے سپر تلوار
رکھکر آئیے یہ سیدھے سادھے مرکب سے کود کر تلوار ڈھال ہاتھ سے رکھکر عفریت کیطرف دوڑے وہ بھی
مرکب سے کودا لیکن تیغ بکف شاہزادے پر دوڑا اور آتے ہی تلوار ماری شاہزادے نے دیکھا کہ اسنے دغا کی
بس آتی تلوار کو خیال مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور فرمایا او
دغا باز یہ کیا حرکت نامردانہ تھی عفریت پلنگ سر لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے جب اُسنے دیکھا کہ مین کسی
طرح سے غالب نہ آؤنگا کاٹنے لگا دو تین [illegible] بارین سلطان سعد کو غصہ آیا بس اُسی طیش مین ہے گھونسا
مُنھ پر مارا بس پشت مُنھ اُسکا پھر گیا اور تڑپ کر مر گیا شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب
کیا اور کہا معلوم ہوا تم لوگ دغا باز بھی ہو یہ سنکر اور ایک پلنگ سر کہ نام اُسکا ابلیس پلنگ سر
تھا یہ بھائی ہے عفریت پلنگ سر کا خسرو پلنگ سر سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا او مرد سیاہ
سفید دندان غضب کیا تونے کہ دو بہادرون کو مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر آرہ پشت نہنگ
مارا شاہزادے نے آتے آرے پر تلوار ماری کہ آرے کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ٹکڑا آرے کا ہاتھ سے پھینک دیا
اور تلوار کھینچکر ماری سلطان سعد نے آتی تلوار خیال مین رکھ کے جب تلوار قریب آئی دھار بچا کر

ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اُٹھالیا پر
چرخ دیکر طرف آسمان کے اُچھالدیا گرتے وقت چورنگ ہوائی کاٹا غرض اسی طرح شام تک سترہ پلنگ سر قرن
کو مار کر واصل جہنم کیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل
بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا اُسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین پر فتحیاب
ہونا مشکل ہی یہ سُنکر آہو نہنگ بازگیر اپنے وُنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دست ادب بستہ خسرو شاہ سے کہا کہ
کل مین سامنا کرونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرّی پر
چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی
فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا مرد بہادر ہی کہ نام اپنے باپ دادا
کا روشن کرے اور افسانہ رستم و سہراب کا مٹادے یہ سُننا تھا کہ آہو نہنگ بازگیر نے بودا باگ کا لیا سامنے
تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ سپرد کیا ہی خداوند فرعون کو آہو نہنگ
سلام کرکے بارگیر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا لیکن صورت اُسکی یہ ہی کہ سر تو پلنگ کا ہی اور مُنھ اور کان
مثل فیل کے ہین آکر غرایا اور مبارز طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا
کہ اے خدا پرست کیا نام ہی تیرا جواب پایا کہ نام میرا سلطان سعد ہی پوتا ہون امیر کشور گیر کا اُسنے کہا کہ کل تونے
شیر کنگی سے جوان کو کیونکر مار لیا فرمایا کہ بزور شمشیر بس یہ سنکر آگ ہوگیا پکارا کہ آج مین تجھے بزور شمشیر مارونگا
شاہزادہ یہ سُنکر ہنسا اور فرمایا کہ مین نے تجھ ایسے کلب بہت سے جہنم واصل کیے ہین مین تیرے اس ورشور
کو نہین مانیے کا اور نام تیرا کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ بازگیر کہتے ہین قوم پلنگ سر سے ہون
صورت چیتے کی ہی اور خصلت شیر کی رکھتا ہون سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل ہی شعر
زبان برکش و تیغ راکش غلاف ٭ کہ جائے سخن نیست دشت مصاف ٭ جو کچھ حربہ رکھتا ہی لا شعر
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ بس یہ سُنتے ہی اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا
اور کھینچکر تلوار سر بتا کر ہاتھ بھرکے مارا اور پکارا کہ یہ طمانچہ ہی قضا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلندی کی تھی
جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہی بس جلدی سے دہنے ہاتھ مین تلوار تھی پشت شمشیر پر وار اسکا روکا اور ہاتھ
تلوار کا مارکر کہا کہ وہ تھا دیکھ یہ طمانچہ ہی قضا کا تلوار جو پڑتی ہی اسطرف سے گوش مع سر قلم کرکے دوسرے کان
اور عارض اور بینی کو کاٹ کر صاف نکل گئی آہو نہنگ بازگیر مارا گیا بھائی نے اُسکے جو یہ حال دیکھا گریبان
پھاڑا اور باشمشیر برہنہ دوڑا برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی رد کرکے اب جو ہاتھ تلوار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان جنگ مین آیا
لگا وزن ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اُسنے غصے مین آکر گرز مارا
شاہزادے نے گرز عمود سپر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون
جوان کودکر مرکبون سے مصروف کشتی ہوے سلطان سعد نے گھڑی بھر مین ارژنگ کو دے مارا اور چیر پھینکدیا
گیرنگ پلنگ سر آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر مین تینتیس پلنگ سر واصل جہنم ہوے خسرو پلنگ سر نے جو یہ
حال دیکھا حکم دیا فوج کو کہ مار لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے غضب کیا اُسنے کہ کل سے آجتک ایسے ایسے سردار

مارے بس تمام پلنگ سر پکڑ پکڑ کر حربے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان نے بھی قتل پر اُن کفار کے کمر باندھی
تلوار چلنے لگی امیر کشورگیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پر آ پڑے ہین بس اشارہ کیا غازیان
دیندار کو وہ سب تیغ بکف آ پڑے لگی تلوار چلنے خون کی ندیان بہنے لگین جیسین سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے
اور دست و پا کٹ کٹ کر جو گرے تھے مانند ماہی بے آب دریاے خون مین تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ
برپا تھا غرض عین گرمی جنگ مین سلطان سعد سے اور قاہر شیرگیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے
تلوار اُسکی چھین لی اور کمر بند پکڑ کر قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر مشکین باندھ
عیار کے سپرد کیا اور آپ پھر عازم قتال ہوا اُدھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہونچا اُسنے تلوار
ماری علمشاہ نے جھپکی دی کہ تیغ لپٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈال کر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ
اُٹھا لیا غرض شام تک لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھا کر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے
قاہر اور خسرو شاہ کو زندانخانے مین بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے اور
حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر اور قاہر شیرگیر کو داروغہ زندانخانہ اُسیوقت دونون قیدیون کو لیکر حاضر ہوا خسرو
اور قاہر نے بطریق فرعون پرستان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور
فرمایا کہ ای خسرو شاہ اگر تو مسلمان ہو جائے تو مین تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدون نہین تو مارا جائیگا اور چند
کلمے مذمت کفر مین بیان کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی پس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور
دست بستہ عرض کیا کہ جبتک جیتا ہون غلام ہون امیر بنہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اُسے بخشا اور
ایک خلعت بہت بھاری عنایت کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر مین گیا سب کو مسلمان کیا
بعد اُسکے امیر کو شہر مین لیگیا دعوت و ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری کروا یا
بتخانے تڑوا کے مسجدین بنوائین بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کیا خسرو شاہ سے رخصت ہو کر جہازون پر
مع لشکر کثیر سوار ہو کر تعاقب مین زہر شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بکوچ چلے آتے ہین کہ ایک جزیرہ
سبز و خرم مین پہونچے کشتیان کنارے پر قائم ہوئین لب ساحل خیمے برپا ہوے اُس دن تو استراحت کی
دوسرے روز سے مصروف سیر و شکار ہوئے ساتوین روز چاہا کہ کشتیون پر سوار ہون کہ ایک شور و غل کشتیون
کی طرف سے پیدا ہوا صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہے ملاحون نے آکر سلام کیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ ای شہریار بہر راہ راست گم کرکے اسطرف آئے تھے یہان سے قریب جزیرہ ہے شتر سرون کا کہ دہشت سے
اُنکی انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہین رہتے انھین کے خوف سے یاجوج و ماجوج نے
سد باندھی ہے اور بادشاہ اُن کمبختون کا سپہدار شتر سر نام ہے اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھر چلین کیونکہ ابھی
انھین خبر نہین ہوئی ہے کہین ایسا نہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آ جائین اور تعاقب کرین یہ جو صاحبقران
نے سُنا فرمایا کہ ای ناخدا تو مرد عاقل ہے تجھکو زیبا نہین ہے کہ یہ کہے کہ جب تمام شیر سرون اور فیل سرون اور
پلنگ سرون کو زیر کیا تو اُنکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچا سکینگے اگر چاہا خالق عالم نے تو سب
شتر سرون کو مار ڈالونگا یا مسلمان کرونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اُٹھا اور خاک اُڑی دیکھا شتر سر دریا سے آ کہ مین غوطہ
مارے ہوے قوی بازو قوی ہیکل مانند دیوون کے آ پہونچے لشکر اسلام نے جو اُنکو اس ہیئت سے دیکھا جلد صف باندھ کر
کھڑے ہوئے اور اُنکو دیکھ دیکھ کہتے ہین کہ کیا قدرت ہے پروردگار عالم کی کہ اُسنے کیا کیا شکلین پیدا کی ہین ادھر شتر سر دیو

پہونچکر صف باندھکر کھڑے ہوئے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ اُنکی ہمت نہ پڑی آپس مین صلاح کی کہ سو سو و دو دو سو روز
مار لیجا ئینگے اور بھون بھون کر کھائینگے اور اگر جاڑ پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کرکے ایک شتر سر فیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوئے نہایت زبردست کہ نام اُسکا حمال شتر سر گرز زن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت لیکر
میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان ہو تم مین سے کوئی ایسا مرد زبردست و بہادر کہ میرے مقابلہ کو
آئے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جائے پس یہ سُننا تھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان حجر زیر خاوری
مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُتر کر سلام کیا اجازت میدان کچاہی فرمایا کہ سپرد کیا
پروردگار عالم کو وہی تمہارا حافظ و معین ہو اور جام کلۂ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر بار دگر مرکب
پر سوار ہو کر گھوڑے کو چمکا کر سامنے اُس شتر سر کے آیا ناگاہ اُس شتر سر پر پڑی عجب ہیئت دیکھی کہ سر تو شتر کا
اور جسم فیل کا دانت مانند گراز کے نکلے ہوئے گردن دراز مُنہ سیاہ دل مین کہا کہ یہ آدمی تو کاہیکو ہی قسم دیو سے
معلوم ہوتا ہو کیونکہ یہ قوت انھین مین خدا نے دی ہی جیسی چاہین شکل بنا لین ادھر اُس شتر سر نے جو قاسم
کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہو پوچھا کہ تو کون ہو اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہو فرمایا کہ مین
پوتا ہون حمزۂ صاحبقران کا بیٹا ہون شاہزادۂ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر سرون کو تباہ و برباد
کر دیا تھا ایک ایک میدانداری مین بیس بیس کو مارا اُسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہو سجدہ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کرتا کہ جان تیری بچ جائے فرمایا کیا بکتا ہو او مسخرے فرعون کیا کُتّا
ہو اُسنے غضبناک ہو کر گرز گران سر چرخ دیکر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال مین رکھا جب گرز قریب سر
پہونچا کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس خبردار و ہوشیار رکھکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہو لنگر نہ رک سکا سپر ہاتھ سے چھوٹی سر پر گرز پورا بیٹھا کہ سپر سر مین
اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ پیٹ مین پیٹ کمر مین کمر کولون مین کولے ہاتھی مین ہاتھی پیوند زمین
ہو گیا ایک تتق گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی آکر بھائی اسکا حمال شتر سر تبرزن دوڑکر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد مین گھس کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ حمال کا نشان تھا بس یہ
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہو گیا پکارا غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبرزین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بُلارک افراسیابی جو مارا سر
تبرزین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ مین رہگیا اُسنے دستے اکو پھینک کر تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا جو پان شتر سر
میدان مین آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تلوار روکی اور اُسی اثنا مین کمر کا ہاتھ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے الغرض اُس روز قاسم نے پچاس شتر سرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئین گردان گرد شتر سر کہ سپہ سالار
لشکر زبردست روزگار تھا کہ اسی پر سلطنت کا شتر سرون کی بھروسا تھا میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ وہ اجل رسیدہ
کہان ہو جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اُسکی قضا میرے ہاتھ ہو بدیع الزمان نے قصد کیا کہ مین
جاؤن مگر قاسم اپنے کلمے سنکر کب رکتا ہو اُڑا کر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر میدان مین
آیا نکاور زن ہوا کہ گردان گرد کو گرد و برد کر دیا اُسنے کہا کہ ای جوان تو اس کوتاہ قد و قامت پر ایسا زبردست

ہی کہ ایسے بہادرون کو تونے بزور شمشیر مارا تجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری کرین تیرا بہت مرتبہ کرونگا اورنہین تو
مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا اوشترسر کیا مجال ہی تیری کہ تو مجھے قتل کرسکے اگر چاہا پروردگار عالم
نے تو انھین سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور ارہ پشت نہنگ قاسم
پر مارا قاسم نے آتے ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے وہی ٹکڑا ارے کا منھ پر قاسم کے
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد شترسر مرکب سے کود کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو قاسم کے پی کرے
قاسم ارادہ اُسکا سمجھ گیا کود کر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اُسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور کہا کہ اگر قوت رکھتا
ہی تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پاکر اُسنے اپنی تلوار اُٹھا کر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چھتیس فن سپہ گری کے یاد ہین وار
بدلکر خالی دی وہ اپنے زور مین اوندھے منھ زمین پر جا رہا قاسم نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور مڑ کر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اُسکا توڑا اور
سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر دھڑ سے سر اُسکا کھینچ لیا بس یہ جو دیکھا شترسرون نے کہ یہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ ٹبرا زبردست ہی یون نہ مارا جائیگا بلوہ کر کے اسے قتل کرو سب کے سب دوڑ پڑے
ادھر سے قاسم بار دگر مرکب پر سوار ہو کر پکڑ کر ملا رک افراسیابی جا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ
کیفیت دیکھی اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے حجاب مغلوبہ ہوئی مین گرمی جنگ مین
قاسم تلوارین مارتا ہوا قریب تخت سپہدار شترسر کے پہونچا اُسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام شترسر شکست کھا کر بھاگے چھ ہزار شترسر مارے گئے امیر
بفتح فیروزی وہانسے پھرے قاسم تا بارگاہ سپہدار شترسر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھکر
ڈالدیا فرمایا کہ اسے زندانخانے مین بھیجدو صبح کو دیوان کیا جائیگا اُسیوقت آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کر کے
قید خانے مین بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اُسیوقت لا کہ موجود کیا
اُسنے آکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پہ اور
کلمہ بتایا اُسنے ہزار ہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کرا کے خلعت
عنایت کیا سپہدار شترسر امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر پھر خدمت صاحبقران
مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا
مضائقہ ہی اُسنے جا کر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیر ذوالاحترام کو مع سرداران عالی مقام کے گیا
انواع اقسام کے طعام لذیذ کھلائے بعد اُسکے معشوقان پری جمال حور تمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا
ہوئین صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے
ہین کہ مقابل حوران بہشت کے ہین عین صحبت رقص مین سپہدار شترسر شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر سنین تو بندہ
نی و چنگ و رباب و موسیقار بجائے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار شترسر نے جو ساز بجائے سب کو محو
کر دیا کبھی رلادیا کبھی ہنسا دیا کبھی سلادیا کبھی جگا دیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سرداران کی یہ
کیفیت تھی کہ سوائے واہ واہ کے دوسری صدا منھ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اُسنے سلام کیا اور
کہا خواجہ صاحب یہ مجال میری نہین کہ آپ کے سامنے بجا سکون مین نے آپکی بہت تعریف سنی ہی اب امیدوار ہون

کہ کچھ حضور بھی گائین اگر خلاف نہ ہو ادھر امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نی بجانا شروع کی پھر بھلا انکا کیا پوچھنا ہی
جس راگ راگنی کو بجایا تصویر کھینچکر دکھادی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سرد آہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے
گانے مین کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہو الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے
سو رہے سہ پہر کو اُٹھے امیر نے نماز پڑھی آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک
یہی رنگ رہا آٹھوین روز امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ ای پیر و مرشد اس نواح مین ایک چشمہ ہی
کہ پانی مین سے اسکے آگ نکلتی ہو اور جو کچھ اسمین کپڑے کی قسم سے ڈالتے ہین جلجاتا ہو اور قریب اسکے ایک بیشہ اور ہی
اسمین ایک جانور ہی کہ نام اسکا ققنس ہی اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم باعمل کہ بارہ سو ساعتون
مین بارہ جگہ سے راگ نکلتا ہین منقار مین اسکی بہت سے سوراخ جیسے ہین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ سوراخون مین سے
بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا ای سپہدار مین مشتاق ہون چشمہ آتش خیز
کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہو اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند سردارون
کے اسکے ہمراہ ہوے سپہدار شتر سر نے بھی کچھ منتخب شتر سرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین روز ایک
جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہو اور اسمین ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے
خوشبودار ہی سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمہ آتش خیز ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر مشک و عنبر
مین بسا کر لاؤ اور اس چشمے پر ڈلواؤ ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس پہنچ چادر ڈالنے کے چشمہ آب
جوش مین آیا اور شعلہ آتش نظر آیا کہ وہ چادر جل کر خاک ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہی سپہدار نے عرض کیا
کہ ای شہریار یہ طلسم نہین ہی بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اور
کئی آدمی جو واجب القتل تھے انھین اس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اسمین خوب نہائے نشاوری کی عجائبات دکھائی
دیے امیر نے فرمایا سچ ہو یہ آتش قدرتی ہی کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہی اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی اور
اسکا تماشہ دیکھکر بیشہ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ سنگ و خارا واقع تھا اور کژدم و خرچنگ و عقرب
دار بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ منہ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جائین
مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہائے زنگارنگ پھولے ہوے
ہین خوشبو سے دامن گلشن بسا ہوا ہی جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی
چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اسکے آگے خجل ہو کر گرد کدورت پیدا کرے بوے خوش اُسمین سے چلی آتی عجب
طرح کی خوشبو ہی کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہو نہ عود سے مناسبت رکھتی ہی کل خوشبوؤن سے علیحدہ
خوشبو ہی ہوا ایسی خوشگوار ہی کہ روح تازہ ہوتی ہی جب کوئی جھونکا آگیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی کچھ بڑھ گئی
غرض امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر و سپہدار شتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین جہان شام ہو جاتی ہی قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین اشتہا
دفع ہو جاتی ہی اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار تھا دیکھا کہ منقار مین اسکی
ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہو کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین
بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزارہا جانور اُسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے ہوے
اُسی کی صدا سُن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لا کر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیاں لالا کر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہوگیا موسیقار اُسپر جا کر بیٹھا بیلے تو اور راگ گائے کہ سامعین
خوب روئے بعد اسکے دیپک راگ جو گایا دفعۃً آگ لگ گئی اور اُسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے
لگے کہ وہ جانور جل کر خاک ہوگیا صاحبقران تو اُسکے گانے کے عاشق ہو گئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جل گیا نہایت
صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شترسر نے عرض کیا کہ شہریار آپ روتے کیون ہین فرمایا کہ یہ جانور مثل اپنا نہ
رکھتا تھا جل گیا اب ایسا جانور کہان سے آئیگا اُسنے عرض کیا کہ پیرومرشد حضور کچھ فکر نہ کرین قدرت خدا کا
تماشا دیکھین یہ جانور مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہی اور سال بھر بعد اسی طرح جل جاتا ہی اور اُسکی خاک مین
سے انڈا نکلتا ہی اور وہ شق ہوتا ہی اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہی اور پر پُرزے نکال کر اُڑ جاتا ہی اور جسقدر
بلند ہوتا ہی بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ غائب ہو جاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہواے تند چلی اور وہ راکھ اپنی جگہ
سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اُسمین سے نکل کر اُڑا
اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوے فرمایا اے سپہدار شترسر یہ پھر یہان کب آئیگا اُسنے
کہا کہ برسوین روز پوچھا کہ سال بھر کہان رہتا ہی عرض کیا کہ سُنا ہی کہ روم مین رہتا ہی وہی اسکا مسکن ہی
یہان جلنے کو آتا ہی امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوے وہان سے سیر کرتے ہوے اور بیشہ مین پہونچے
دیکھا کہ کچھ چوپاے پرند ہین اور عجب عجب شکلین اُنکی ہین کہ گاو کے چنگال شیر کے پاؤن اور ایک جانور کو دیکھا
کہ اُسکے ہزار ہاتھ ہین اور خرطوم فیل کی سی ہی رنگ کبود مانند آسمان کے صاف وشفاف اور جو آگے بڑھے
اور قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار بجالائے کہ تونے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے
جب تماشے عجائبات وہان کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اُسکے شہر مین آئے اُسے خلعت دیا تخت و تاج
بخشا اور جہاز پر سوار ہوکر مع لشکر تعاقب مین لقاے بے بقا کے روانہ ہوے سیر دریا کرتے ہوے ساتوین روز
ایک پہاڑ کے پاس پہونچے دیکھا تو عجب پہاڑ ہی کہ پتھر مین سے درخت پیدا ہوے ہین اور گملے رنگارنگ کے
پھولے ہوے ہین مقام فضا کا ہی حکم دیا کہ خیمے یہین برپا ہون کہ ہم سیر کرینگے یہانکی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ
یہ مقام دلچسپ ہی غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوے
چند ہرن شکار کیے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر نہ کبھی دیکھا تھا نہ سُنا تھا کہ قد اُسکا برابر گھوڑے کے تھا
نقش و نگار مانند طاؤس کے اُسپر بنے ہوے تھے امیر بہت خوش ہوے دل مین کہا کہ اسکو زندہ پکڑیے اور
ملک باختر کو لیچلیے کہ لوگ وہان کے دیکھکر خوش ہون اور پروردگار کو یاد کرین یہ خیال کر کے گھوڑا اُسکے پیچھے
ڈالا وہ بھی مانند باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہی کہ تعاقب اُسکا کسیطرح نہین چھوڑتے تین روز
بے آب و دانہ گذرے ہین مگر برابر اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہوگیا امیر
اب حیران و پریشان اُس دشت ویران مین کھڑے ہوے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے کیا کھائین کہانسے لائین
گھوڑے سے اُتر کر اُسے تو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوے آپ وہان
گئے دیکھا کہ میوہ نہایت تر و تازہ ہی شکر کا سجدہ بجا لائے اور میوہ توڑ کر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی
قریب ایک چشمہ تھا اُسمین سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اُسکی پکڑ کر اُسے ٹہلاتے ہوے ایک کوہ
کیطرف نکل گئے بالائے کوہ آکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہی اُسپر ایک درخت بلند ہی اُسکے سایہ مین جاکر بیٹھے اشقر کو
چھوڑ دیا وہ پھر چرنے لگا صاحبقران اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہین کہ ایک غار عمیق نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا

اُسے دیکھکر خوف زدہ ہوے کہ یہ کیا آفت ہی لیکن ملاحون سے سُنا تھا کہ اُس سرزمین مین غار جمشیدی ہی کہ ایسا
کوئی غار دُنیا مین نہین ہی کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اسکا طول ہی اور پچاس فرسخ کا عرض ہی جسوقت بسبب
برگشتگی بخت جمشید کو غرور ہوا کہ ہمچو ما دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اُس سے متنفر ہو کر بھاگنے لگے
جمشید اُس غار مین آکر رہا اور نام اُسکا گلستان ارم رکھا اور تیس شہر اور دس باغ اُسمین بنوائے آب و ہوا
وہان کی بہت خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہاے آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار
جمشید ہوگا اشتیاق ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اُس غار مین کود پڑے اور اسکی طرف
کو روانہ ہوے یہانتک کہ تاریکی سے گذرے اور ایک عمارت کے پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا
آپ اُسی عمارت کیطرف چلے کہ اسمین جا کر بیٹھے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین
گذرا کہ شاید باغبان کی یہ صدا ہی اُسیطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے پیدا ہوا کہ مُنھ اُسکا
گینڈے کی طرح کا سر مانند ایک گنبد کے دہانہ مثل غار عمیق کے قد اُسکا ہزار گز کا از سر تا پا سفید رنگ
سامنے صاحبقران کے آیا اور نعرہ کیا کہ اے خیرہ سر تو کون ہی جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر
نے کہ تو مجھ سے واقف نہین مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جفت آسمان پری ہون حمزہ صاحبقران میرا نام ہی
اُسنے کہا اے آدم زاد تو یہ جھوٹھی باتین کیون بناتا ہی مین تجھسے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اچھا جب
تو مجھسے جابر ہوگا تو جو چاہنا وہ کرنا اُسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین تو
بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر زلزلۂ قاف ہی تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاہ کلاہ اُسکا نام تھا
جب سے وہ مسلمان ہو کر شریک آسمان پری ہوا مین نے ملنا اُس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار
جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو سیماب ہی مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین
رہنے کی کرکے آئے ہاتھ سے میرے شکست کھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہی کہ اطاعت میری اختیار کر مین تجھے اچھی طرح
رکھونگا فرمایا کیا گوہ کھاتا ہی لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو مین بھی تیرا زور دیکھون اُسنے برہم ہوکر کہا کہ قضا تیری آئی ہی اسوقت
امیر کشورگیر نے برہم ہو کر نعرہ صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہی مگر آواز بہت بڑی ہی لیکن
مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہی یہ کہکر دو اشنا امیر پر ماری امیر نے
پیترا بدلکر اُسے خالی دیا دیو زمین کیطرف جھکا تو گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہی کہ گوشت تیرا کرکرا ہو گیا
مین نے لطف سے نہ کھایا جب گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہی کسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر
دوڑے اور اُس سے لپٹ گئے دیو بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اڑنگا لگا کر اُسے
گرایا کہ وہ چارون شانے چت گرا امیر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوؤن سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین بھی
مار ڈالونگا اُسنے کہا بیشک تو زلزلۂ قاف ہی مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی
ابلیس پر امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا گرد پھر التصدق ہوا دعوت امیر کی کی صاحبقران نے شب کو
وہین آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوے نماز پڑھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ
سے فراغت کرکے فرمایا کہ بھئی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اُسنے کہا کہ چلیے مین سیر کراؤن اور اپنے کاندھے پر
بٹھا کرکے اُڑا تمام شہر اور باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوے سجے تھے اور دوکانین آراستہ
تھین مگر آدمی کا نام و نشان کہین نہ تھا باغ سبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا

ای دیو سیماب یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے
کاٹ کے لائے ہین کہ پانی آپ سے آپ اعتدال کے ساتھ چلا آتا ہی اور درخت پھولون کے جواہر نگار ہین فرمایا
سبحان اللہ خالق اکبر نے ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر
کرائے اور عمارتون کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلے نصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے
گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی فرش اسطرح آراستہ ہی کیا مجال جو کہین پر شکن ہو امیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ فرش
کیونکر ہمیشہ آراستہ رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات تہ کئے ہین فرش
یونہین تیار رہتا ہی اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چار طرف ساز لگے ہوئے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا
ہم ہو جاتا ہی اور رات کو گوہر شبچراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران بہت
محظوظ ہوئے بعد اسکے دیو سیماب امیر کو قبر جمشید پر لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی
چمک پر اسکی نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ لخلخے کے لوٹے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی
گلدستے جواہر کے پھولون کے آئین رکھے ہوئے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اسی گل کا عطر اسمین داخل کیا ہی کہ
تمام گنبد مہک رہا ہی چار طرف سے ہوائے سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اُسپر جڑا ہوا ہی امیر
بیٹھ گئے فاتحہ پڑھا ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہو گئے چشم باطنی وا ہوئی عالم خواب مین
ایک بادشاہ جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ سلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجئے کہا مین وہی بندۂ گنہگار جمشید ہون **یا حمزۂ صاحبقران**
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا چیزین مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا تکبر پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اسی کو
زیبندہ ہی **شعر** مرا در ارسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی + بس اسی غرور پر مین آرے مین
چیرا گیا آدمی کو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اُس سے ہو جائے تو شکر پروردگار بجا لائے اور جو سر
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جب تک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرے کہ یادگار اسکی رہے خلق
اُسکو بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب روئے بعد اُسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر
آپ موید من اللہ عم پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شبچراغ نصب ہین وہی آپ کی نذر کئے پس
آنکھ امیر کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شبچراغ اکھڑے ہوئے پڑے تھے امیر نے انکو اُٹھا لیا اور دیو سیماب سے
کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اُس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوئے دیو سیماب سے کہا کہ وہ گورخر
نہ معلوم ہوا کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گورخر مین ہی تھا کہ آپ کو لگا لایا تھا الغرض امیر نے
دیو سیماب کو رخصت کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشورگیر پیدا
ہوئے سردار دوڑے اور استقبال کرکے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشید کا بیان کیا
اور پھر وہان سے آگے روانہ ہوئے بعد چند روز کے اور ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو گئے
تو ایک درخت آبنوس دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اسکی بہت سی ہین اور ایسا گنجان ہی کہ آسمان اُسکے

نیچے سے نہین معلوم ہوتا اور تنہ اُسکا پانچ سوار نج کا چوڑا ہے کہ درخت عود و صندل کے اُسمین لگے ہوے ہین
امیر نے کبھی ایسا درخت نہ دیکھا تھا حیران ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھون نے عرض کیا
کہ یہان مسکن سیمرغ کا ہے دیو پری بھی یہان نہین رہ سکتے سیمرغ بادشاہ ہے تمام جانورون کا سب جانور اُسکے
مطیع ہین اور وہ اتنا بڑا جانور ہے کہ نہنگ اور اژدہے کو جنگل مین پکڑ لاتا ہے شکار کرتا ہے اور سیمرغ نہایت
رحم دل ہے اگر کسی کو بے توشہ دیکھتا ہے اور بے زاد راہ پاتا ہے تو اُسکو میوہ اور روپیہ پہونچاتا ہے اور جو کوئی راہ
بھول جاتا ہے تو راہ پر لگا دیتا ہے اور کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہے یہی باتین تھین کہ ہوا ے تیز چلی پانی موج مارنے لگا
تمام درخت جنبش مین آگئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ وہان سے بھاگے ملاحون نے عرض کیا کہ سیمرغ
آپہونچا کہا کچھ پروا نہین آنے دو کہ دیکھا یکایک روے آفتاب پر سیاہی آگئی عجب جانور تھا

نظم

پروبالش چو شاخہاے درخت | پایہایش مثال پایۂ تخت
چون ستون کشیدہ منقارے | بے ستونے و درمیان غارے

اور ایک پنجہ مین نہنگ دوسرے مین اژدہا تھا اور پر دونون اسقدر چوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ مرغ آکر
اُس درخت آبنوس پر بیٹھا امیر اُسکو دیکھکر حیران ہوے اور خدا کو بہ بزرگی یاد کیا کہ اے پروردگار تو قادر و توانا
ہے اور سجدہ کرکے سر اُٹھایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزہ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہے اور سیمرغ ممنون
صاحبقران ہے کیونکہ پردۂ قاف مین سیمرغ کے بچون کو اژدہے سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ پکارا
سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اُترکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ اے
شہریار آپ یہان کہان فرمایا کہ مین ظلمات مین آیا تھا وہان کی مہم بہ مدد ایزدی سر کی اب ملک فرعونیہ پر
جاتا ہون اور پوچھا کہ اے سیمرغ مین نے تجھے پردہ قاف مین دیکھا تھا مکان تیرا پہلے وہین تھا اب یہان کیون
چلا آیا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین چھ مہینے پردۂ قاف مین رہتا ہون اور چھ مہینے پردہ دنیا مین جاڑے
پردۂ قاف مین بسر کرتا ہون اور گرمی پردۂ دنیا مین بعد اُسکے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہوکر روانہ
ہون اُسنے دعوت کی امیر جانے سے مجبور ہوگئے کیونکہ رد دعوت جائز نہین ہے غرض سیمرغ نے امیر با توقیر کو
انواع اقسام کے میوے کھلائے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہت سے پر اپنے پیش کیے القصہ
امیر اُس سے رخصت ہوکر ملاحون سمیت کشتیون کیطرف روانہ ہوے راہ مین امیر نے دیکھا کہ دفعۃً ملاح قدم
اُٹھاکر چلے جیسے کوئی ڈر کر بھاگتا ہے صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح مین گینڈے بہت سے رہتے ہین اور ایک ایک گینڈا مانند پہاڑ کے ہے معلوم ہوتا ہے کہ گویا لوہے کے
بنے ہوے ہین ہاتھ پانون اُنکے مانند فیل کے ہین فرمایا کہ مین نے عہد کیا ہے کہ کوئی بلا راہ مین نہ چھوڑونگا
مین ان سبکو مارونگا بہ عنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور مین نے جب دیوون سے خوف نہ کیا تو اُنسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہے جو مشکل سخت درپیش ہوئی اُسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحون سے پوچھا
کہ کسطرف کو گینڈے رہتے ہین ملاحون نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اُس سے
لڑ لیجیے گا صاحبقران نے برہم ہوکر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان کرگدن کا بتاؤ
اور تم یہان سے چلے جاؤ اُن سبھون نے راستہ بتا دیا امیر اُسیطرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ آواز سم مرکب
کی معلوم ہوئی اور چند کرگدن مانند فیل مست کے نمودار ہوے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے اُسیوقت تیر بان
سے کمان ترکش سے تیر نکالکر بحر کمان مین پیوستہ کرکے اور کشیدہ کرکے جو مارا تو ایک کرگدن کے سینہ پر پڑا کہ اسفل سے

گذر گیا دوسرے کرگدن پر مارا کہ سرین پر پڑا اور سر کو توڑ کر گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا تیسرے کو تیر مارا کہ پیشانی
پر پڑا اور پیچھے سے گذر گیا اب جو دیکھا کہ امیر دو کرگدن مارتے ہین تو دس آ جاتے ہین چہار طرف سے ہجوم کرکے
امیر پر چلے آتے ہین لیکن امیر با توقیر آگے نہین بڑھنے دیتے جو بڑھا تیر قضا کا نشانہ ہوا صاحبقران تیراندازی
سے نہین چوکتے القصہ تمام دن مین دو سو پچاس کرگدن مارے اب رات ہوئی مگر کرگدن چلے آتے ہین امیر کے
قریب ہو پہنچ گئے ہین تیر کی زد باقی نہین رہی امیر نے تلوار کھینچی اور دو دستی تلوارین مارنا شروع کین رات بھر
لڑے بہت سے گینڈے مارے گئے امیر نے دیکھا کہ ہزار ہا گینڈا امڈا پڑا ہی اور لاکھون چلے آتے ہین امیر برابر تلوارین مار رہے
ہین کہ تحت گرد بلند ہوا اور تیس ہزار گینڈے اور آئے اور آگے ان کرگدنون کے ایک کرگدن بہت بڑا تھا کہ رنگ
اسکا سفید تھا اور نہایت خوشنما تھا امیر نے اُس گینڈے کو جو دیکھا اپنے دلمین کہا کہ یہ شاید سبکا سردار ہی اور اگر یہ
زندہ ہاتھ لگے تو جملہ عجائبات سے زیادہ ہو غرض صاحبقران نے لڑنا شروع کیا بہتونکو مارا مگر وہ کم نہین ہوتے
اور اُن کرگدنون مین شور مچا ہوا ہی چلا رہے ہین اور جوق جوق چلے آتے ہین غرض امیر با توقیر تین شبانہ روز
لڑے اور کئی ہزار کرگدنون کو قتل کیا مگر وہ لاکھون کئی ہزار کے مرنے سے کم تھوڑی ہی ہوتے ہین مانند کبک ہین اُمڈے چلے
آتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سوا کرگدنون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اب امیر با توقیر ہراسان ہوئے تین دن
گذر چکے ہین کہ نہ کھانا کھایا ہی نہ پانی پیا ہی بے آب و دانہ بخور و بخواب ہین تلوارین مارتے مارتے ہاتھ شل ہو گئے
ہین دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے ہین یقین مرگ ہوا کہ اب بچتے نہین تم گیرے اور کرگدنون نے ٹکڑے ٹکڑے
کیا بس حالت اضطراب مین رو کر دعا مانگی کہ اے خالق بیچون مجھکو یہان سے نجات دے مین تیرے بندون کا راستہ
صاف کرنے کے لیے انسے لڑا ہون اگر حیات مستعار باقی ہو تو یہان سے نجات دے اور اگر قضا آئی ہو تو ایسا مردن
کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو بس دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
شعر شست ہمت کشور کشائیش ٭ بر آمد بر ہدف تیر دعایش ٭ کہ بیابان کیطرف سے گرد اٹھی اور نعرون کی آواز
سرداران لشکر اسلام کی بلند ہوئی کسواسطے کہ یہان سے جو ملاح گئے تھے لشکر مین بیان کیا تھا کہ صاحبقران بیابان
کرگدن مین تنہا گئے ہین جلد اُنکی خبر لو بس یہ سُنتے ہی تمام سردار مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئے تھے اسوقت آ کر
ہو پہنچے نعرے کرکے تیغ آبدار کھینچ کھینچکر ان گینڈون پر گرے قتل کرنے لگے اور جو گینڈا جسے لپیٹا یا کمند مار کر پکڑ لیا قریب بیس ہزار
کرگدنون کے زندہ پکڑ گئے اور بیس بائیس ہزار مارے گئے عمرو جو پہونچا پکارا کہ حمزہ قربانت شوم کوئی ایسی جہالت کرتا ہی
آپ تنہا کیون ان مین آئے تھے امیر نے فرمایا کہ خواجہ جو کچھ ہوا سو ہوا مگر تم دیکھو اس کرگدن سفید کو مین نے تمام عمر ایسا
کرگدن نہین دیکھا خواجہ اسے جسطرح ہو پکڑو کہ مین ملک باختر مین لیچل کر مردمان باختر کو دکھاؤنگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھے
اپنی جان دو بھر نہین ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ تین کرور روپیے دونگا عمرو نے کہا حمزہ کیا مجھے تیرے فرمانے سے انکار
ہی یہ کہکر عمرو اُسیوقت اُس کرگدن پر چلا اور بہت سے عیار بھی لالچ مین آ کر دوڑے جان پر کھیل گئے کرگدنون
کو پکڑتے ہوئے کمندین لیے ہوئے قریب اُس کرگدن کے ہو پہنچے کمندین مارین مگر اُسکی یہ کیفیت ہی کہ جسے
ٹاپ ماری وہ پیوند زمین ہو گیا جسے سینگ مارا چھید کر اُٹھا لیا یہانتک کہ دس بیس عیار مارے عمرو تو یہ دیکھکر
بہت گھبرایا کہ حمزہ نے تیری جان ہی لی تھی مگر ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ مکر یاد آئے ایک کو تجویز
کرکے دیکھا کہ وہ کرگدن منہ اُٹھائے ہوئے چلا جاتا ہی بس اُسکے راستے مین کمند آ صفائے با صفا بچھا دی اور دور آ کر کھڑا
ہو رہا جسوقت وہ کرگدن وہان ہو پہنچا جھٹکا مارا کہ وہ اُلجھ کر گرا عمرو مع عیارون کے دوڑ پڑا اور آ کر اسے

گرفتار کر لیا اور سرداران امیر نے لاکھوں کرگدنوں کو مارا اب گینڈوں نے دیکھا کہ سردار ہمارا پکڑ گیا اور آدمی
بہت سے آ گئے اور ہمارے بھائی بند بہت سے مارے گئے راہ فرار اختیار کی جنگل خالی ہو گیا سب بھاگ کر چلے گئے
عمرو کرگدن سفید کو سامنے صاحبقران کے لایا زنجیر دنین اسے باندھا اب امیر نے دیکھا کہ رنگ تو اسکا سفید
ہے اور خط و خال اسپر سنہری لاجوردی سبز و سرخ بنے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلکاری کی ہوئی ہے صاحبقران
اسے دیکھکر بہت خوش ہوئے فرمایا کہ اسے چابکسواروں کے سپرد کرو کہ وہ اسپر سوار ہو کر درست کریں اور اسیوقت
تین کرور کا رقعہ خزانچی کے نام لکھکر عمرو کو دیا کہ جا کر لیلو عمرو نے کہا میرے کئی عیار مارے گئے ہیں انکا خونبہا انکے
عزیزوں کو ملنا چاہیے اور مجھکو الگ ملنا چاہیے امیر نے کہا سبحان اللہ میاں مردے کا مال تک نہیں چھوڑتے ہو اچھا
انکے عزیزوں کو بلاؤ عمرو نے کہا ابھی باہر آکر زنبیل سے دو ایک فرد دے نکالکر انکی شکل تبدیل کر کے سامنے
صاحبقران کے لایا پہلے سے انکو سکھا پڑھا دیا تھا وہ روتے ہوئے سامنے امیر کے آئے کسی نے کہا ہمارا بیٹا مارا گیا
کسی نے کہا ہمارا بھائی مارا گیا غرض اسیطرح سے مختلف بیان کیا امیر نے سبکو خونبہا دیا عمرو نے کہا حمزہ مجھکو
بھی انکا خونبہا ملنا چاہیے کیونکہ یہ میرے شاگرد تھے اور شاگرد بجائے اولاد کے ہوتا ہے امیر نے عمرو کو بھی ادا دیا
اب آپ وہاں سے پھرے باہر آکر ان مزدوروں سے سب مال جو ملا تھا چھین لیا دو دو ٹکے نکالکر دیے کہ بس جاتے
چلے جاؤ پھر خدمت امیر میں آئے اب امیر با توقیر وہاں سے بافتح و فیروزی پھرے جب لشکر میں آئے عمرو کو خلعت عنایت
کیا عمرو نے اس کرگدن سفید کو جو چابکسواروں کا افسر تھا اسکے سپرد کیا اب امیر نے خیمہ برپا کیا ہے قصد ہے کہ آج
یہیں رہیں کیونکہ تین دن کے تھکے ہوئے ہیں کل کوچ کرینگے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان کشیدہ و پاے گرد و زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد قریب آکر شق ہوئی اور گرد سے ایک
بادشاہ جم جاہ سپاہ بیشمار سے نمایان ہوا امیر نے ہرکاروں کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ کون ہے اور پوچھو اس سے کیا عزم ہے
ہرکاروں نے جا کر پوچھا کہ آقا نے ہمارے پوچھا ہے کہ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو بادشاہ نے کہا کہ میں امیر کشورگیر کی
قدمبوسی کو آتا ہوں غلام تازہ ہوں ہرکارے آئے خبر امیر کو دی امیر نے چند سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا جب
وہ بادشاہ کو لیکر آئے امیر کے قدموں پر گر اگر دہرا امیر نے اسے گلے سے لگایا پوچھا کہ تو کون ہے کیا نام ہے تیرا کچھ
مطلب ہے یا یونہیں آیا ہے اسنے دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے برگزیدۂ یزدان اے صاحبقران دوران یہاں سے
بیس فرسخ پر ایک جزیرہ ہے کہ نام اسکا ہدکیہ ہے اور وہاں ایک بیشہ مانند ارم کے ہے اسمیں نازنینان مہ جبین
اور مہ جبینان پر تمکین بہت رہتے ہیں ایسے پری جمال ہیں کہ حوریں قصور ہوگا مگر انمیں قصور ہیں حسینان جہان
انکو خراج دیتے ہیں اور میں وہاں کا بادشاہ ہوں یہ بیشہ کرگدنوں کا میرے شہر سے قریب تھا کرگدن جا کر شہر والوں
کو ایذا پہنچاتے تھے ان معشوقوں کو مار ڈالتے تھے میں کرگدنوں کے باعث سے عذاب میں تھا کچھ علاج انکا مجھسے
ہو نہ سکتا تھا اب مجھے ہرکاروں نے خبر دی کہ صاحبقران دوران نے بیشہ کرگدنوں کا پاک کیا سبکو مارا اور پکڑا میں
شکرگزاری کے واسطے خدمت میں حاضر ہوا ہوں جو حضور غلام نوازی فرمائیں تو آپ کو لیجاکر ان معشوقان پرجمال
کو دکھاؤں اور نام غلام شاہد شاہ ہدکی ہے پوچھا کہ دین تمہارا کیا ہے عرض کی کہ فرعون پرست ہوں فرمایا کہ
دین اسلام دین برحق ہے اسے اختیار کرو اور کچھ کلمات مذمت فرعون میں فرمائے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان
کی کہ زنگ کفر انکے دل سے دور ہوا دین حق آئینہ ہو گیا اسنے لعنت کی فرعون پر امیر نے کلمۂ طیب اسے تلقین کیا وہ
از صدق و صفا مسلمان ہوا امیر نے اس روز انکی دعوت کی اپنے پاس رکھا اور وعدہ کیا کہ کل ہم تمہارے ساتھ

چلینگے غرض صبح کو امیر با توقیر نے ملاحون پر بہت نوازش فرمائی اور کہا کہ تم جہاز اور کشتیان لیکر چلو ہم خشکی
کیطرف سے آتے ہین اور سردارون سے فرمایا کہ جسکا جی چاہے سیر دریا کرتا جائے جسکا جی چاہے میرے
ساتھ چلے عمرو تو دریا سے ڈرتا ہی امیر کے ساتھ ہولیا امیر شاہد شاہ کے ساتھ چند سردارون سے اور کچھ لشکر سے
جزیرہ ہدکیہ کو روانہ ہوے کوچ بکوچ چند روز مین جزیرہ ہدکیہ مین پہونچے شاہد شاہ نے ایک ہفتہ برابر دعوت
امیر کی کی اور نازنینان حور پیکر کو دکھایا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے بعد اسکے امیر سیر و شکار مین مصروف
ہوے اور انتظار کشتیون کا کرنے لگے ایک روز ایک جنگل مین پہونچے کہ وہ دشت آبنوس تھا ایک چشمہ وہان
دیکھا کہ مثل دریا کے وسعت رکھتا تھا اور سرخ مچھلیان اسمین لاانتہا تھین اور پانی اسقدر صاف و شفاف تھا
کہ وہ مچھلیان معلوم ہوتی تھین صاحبقران نے ماہی گیرونکو بلا کر کہا کہ شکار ان مچھلیونکا کرو انھون نے جال
ڈالکر بہت سی مچھلیان پکڑین جو مچھلی اس چشمے سے پکڑی اور باہر نکالی ہوا لگتے ہی پتھر کی ہوگئی مگر واسطے
آزمانے کے بہت سی مچھلیان پکڑوائین مگر سوا پتھریون کے کچھ نہ دیکھا خاک پتھر نہ ہاتھ لگا ماہی گیرون کو منع کیا کہ کیا
حاصل اب جال نہ ڈالو بعد اسکے شاہد شاہ نے عرض کیا کہ یہان مرغزار ہی اسمین ایک درخت بلند ہی جسوقت
ہوا تیز چلتی ہی تمام پتے اسکے گر پڑتے ہین اور بروے ہوا اڑکر مرغ خوش رنگ ہو جاتے ہین اور پھر آکر اسی درخت
پر بیٹھتے ہین اور جب جاڑا بہت پڑتا ہی تو وہ سب جانور مر جاتے ہین اور حوالی مین اسکے ایک پہاڑ ہی سر بفلک کشیدہ
اسپر ایک قصر بنا ہی پوچھا صاحبقران نے کہ اس قصر کو کسنے بنایا ہی اسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہ قصر مدت سے ہی اور
پرستشگاہ اس دیار کا ہی اور اس قصر مین ایک بت ہی فیروزے کا قد آدم بلند تخت یاقوت پر وہ متمکن ہی مانند
غمگینون کے سر جھکائے ہوئے اور چند خم شراب کے اسکے آگے رکھے ہین جسوقت کہ آفتاب نکلتا ہی وہ بت فریاد کرتا ہی
کہ افسوس صد ہزار افسوس اور دونون آنکھون سے اسکی آنسو جاری ہوتے ہین وہ جو لوگ کہ اسکے خدمتی اور پرستار
ہین طاس اسکے آگے رکھ دیتے ہین وہ طاس آنسوؤن سے بھر جاتا ہی آنسو اس بت کے تھم جاتے ہین وہ طاس اٹھا
لیتے ہین جس بیمار کو وہ آب اشک پلاتے ہین کیسی ہی بیماری ہو دفع ہو جاتی ہی شفاے کامل حاصل ہوتی ہی مضمحل
کو پلاتے ہین رنگ اسکا بحال ہوتا ہی نابینا کی آنکھون مین اگر لگا دیتے ہین تو بینا ہو جاتا ہی اور اگر اس بت کو
وہان سے اٹھا کر چار پانچ قدم لیجاتے ہین وہ بت نعرہ کرتا ہی کہ اٹھانے والے بیہوش ہو جاتے ہین اور گر پڑتے ہین وہ
بت جاکر پھر اپنے تخت پر بیٹھ جاتا ہی نام اس بت کا خداوند فیروزہ ہی امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جلد مجھے وہان لیچلو
معلوم ہوتا ہی کسی شیطان نے اسکے اندر حلول کیا ہی یا طلسم کا کارخانہ ہی اسنے کہا حضور ہم بزرگون سے بھی
اسکی صفت و ثنا سنتے آئے ہین اور آنکھون سے بھی دیکھا ہی فرمایا کہ چلو تو ہم بھی دیکھین وسوسہ شیطانی دفع کرین
اسنے عرض کیا چلیے اور وہان سے روانہ ہوے پہلے اس درخت پاس پہونچے کہ جسکے پتے جانور ہو جاتے تھے
اسے دیکھکر آگے بڑھے وہان آئے جہان پہاڑ ہی اور قصر بنا ہوا ہی دیکھا کہ پہاڑ سنگ مرمر کا ہی اور انواع انواع
کے درخت وہان لگے ہوے ہین گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے ہین سبزہ فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی چادر آبشار
پہاڑ پر سے جاری ہی جانوران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہواے سرد چل رہی ہی بالاے کوہ آئے اس
قصر کو دیکھا کہ وہ قصر بلور کا بنا ہوا ہی ایک عالم انوار ہی نوبت اسکے دروازے پر رکھی ہوئی ہی جھانجھ بج رہے ہین
ناقوس پھنک رہا ہی یا خداوند فیروزہ کا غل ہی مٹھائی ہار پھول لیے ہوے لوگ چلے آتے ہین جو قصر کے اندر چلتا ہی
وہ دونا مٹھائی کا ہار پھول لیکر جاتا ہی صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح تک [illegible]

شاہد شاہ سے سُنا تھا وہ سب معائنہ کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہے اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ طلسم قدرتی ہی
فرمایا اچھا معلوم ہو جائیگا اور اندر سے قصر کے نکل کر کہا کہ اسی پہاڑ پر عبادت خانہ واسطے ہمارے برپا کرو
بموجب حکم سفید کپڑے کی راوٹی استادہ ہو گئی صاحبقران سر شام سے وضو کر کے اُسکے اندر داخل ہوئے
پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ اے پروردگار عالم امیدوار
ہون کہ حال اس بت کا مجھپر منکشف ہو جاے کہ یہ کیا ہے غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح
ہو گئی کہ یکایک دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطنی وا ہوگی برقع حضرت خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کا
نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے آواز دی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے
جواب سلام دیا دوڑ کر قدمون سے لپٹے حضرت نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ بت قدرت پروردگار
سے بنا ہے اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین حضرت موسیٰ یہان آئے تھے کہ مین اس بت کو توڑ دونگا ایسا کچھ اُنکو
دکھائی دیا کہ سجدہ کر کے پھر گئے آپ یہانسے چلے جائیے یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے امیر نے نماز صبح پڑھی
راوٹی سے باہر تشریف لائے سبھون سے حال بیان کیا اور وہان سے پھر کر جزیرۂ ہدگیہ مین آئے
عیش و عشرت مین مشغول ہوے دوسرے دن خبر آئی کہ کشتیان جہاز آپہونچے فرمایا یہان سے غلہ اور
میوہ اور پانی اچھا بھر لین ملازمون نے بموجب حکم عالی غلہ وغیرہ سب بھر لیا دوسرے روز امیر شاہد شاہ
سے رخصت ہو کر کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے بعد چند روز کے ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا
کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ اے شہریار اس بیشہ کی سیر سے درگذریے یہان
جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہے نہ دُنیا فرمایا کہ مجکو کیفیت سے یہانکی آگاہ کرو کہ مین خبردار ہون
ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین کہ دو تین ہاتھیون کو ایک مرتبہ نگل
جاتے ہین اور اُنکے مُنہ سے شعلۂ آتش جو نکلتے ہین تمام کوہ و ہامون و صحرا کو جلاتے ہین اور زہر سے
اُنکے دریا شور ہو گیا ہے ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہے دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہے کہ بال اُسکے سر پر مانند
زلفون کے کہ مُنہ پر اُسکے پڑے ہین وہ مُنہ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہے تیسرے اژدہے کے سر پر دو شاخین
ہین مانند گاؤمیش کے اگر رستم و اسفندیار اُسکو دیکھین تو زہرہ آب ہو جاے اگر بھاپ اُسکے مُنہ کی آدمی کو
لگے ہڈیان جلکر چورا ہو جائین وحش و طیر اس جنگل کے خوف سے اُن اژدہون کے نکل گئے ہین صاحبقران
نے یہ سُنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین حیف ہے کہ انکو دفع نکرون اور مین نے
ایک اژدہا بیشۂ فیض رسان مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہے دوسرے اژدہے کو شہر روم مین بک سقل
کو پہونچایا ہے انشاء اللہ انکو بھی جہنم واصل کرونگا ملاحون نے عرض کیا اے شہریار آپ کے طفیل سے خلق اللہ
راہ راست پر آئی ہے خدا کو پہچانا ہے آپ اس کام سے ہاتھ اُٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا کہ
جبتک جا کر انکو نہ مار لونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تو نے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب کیا
حاصل ہوگا ناحق کو کوئی آسیب تجھے پہونچا تو ہم سب برباد ہوے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی سے
لڑتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا برب کعبہ بغیر تینون اژدہون کے مارے یہانسے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا دیکھا عمرو
نے کہ حمزہ نے قسم کھائی ہے اب کسیطرح نہ مانیگا خاموش ہو رہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ ہمنے ایسا شخص مجنون
نہین دیکھا کہ جس بات کا ارادہ کیا کچھ جان جانے کی پروانہ کی شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا رزم کو بزم جانتا ہے

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سنا سردارون نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا
چپ ہو رہے مگر سب نے متفق الامر اور ایک زبان ہوکر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور
خوش رکھے سب مرادین آپکی حاصل ہون خدا روز بد آپ کو نہ دکھائے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے پر اژدہے آپکے
سامنے کیا جان رکھتے ہین چلیے انکو مار لیے امیر نے جو یہ سنا خوش ہوے ہنسکر کہا کہ مین بندۂ عاجز ہون اُسکا یہ سب تائید یزدانی
ہے کہ مجھ ایسے مور ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہے اور جو کچھ پہلوان ہے اُسکو جرأت ضرور ہے غرض امیر آکر اُس بیشہ مین اُترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہوکر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر اُن اژدہون پر روانہ ہوے یہان تک کہ
قریب اُس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضے پر ڈالے ہوے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا کہ
درختون کے پوست اُڑے ہوے ہین درخت جلے ہوے ہین گھانس تک جلکر خاکستر ہوگئی ہے جا بجا گڑھے زمین مین
پڑے ہوے ہین اور اُن گڑھون مین سے بوے بد چلی آتی ہے کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کف ڈالے ہین وہ آلائش پیٹ
کی نکلکر سڑی ہے اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہے ایک صحراے مہیب ہولناک نظر آتا ہے بونڈلے خاک
کے اُڑ رہے ہین عجب دشت وحشتناک ہے کہ آگے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا اور تاریکی نظر آئی غور سے
دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اُٹھ رہا ہے سردارون سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اس مین ہے دیکھو مین اُسے نکالتا ہون یہ
کہکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر یکے نعرہ زد شیر دشت مصاف ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭
یکے نعرہ زد حمزۂ نامور ٭ کہ آہن دلے را دریدہ جگر ٭ بس بمجرد نعرہ کرنے کے ایک سیاہی اُس غار سے نمایان
ہوئی کہ سر اُسکا نکلا اور سینہ اُسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند
دو مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیو دیکھے تو زہرہ آب ہوجائے ہول کے مارے بھاگ جائے جب قریب
آیا دیکھا کہ منہ پر اُسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہے بس اُسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین
چھوڑے اور نفس کشی کی کہ پتھر تک اُسکے منہ مین جانے لگے صاحبقران مع سرداران عالی شان دور ہٹ کر لنگر
مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پانون کے تلے سے نکلی جاتی ہے مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے
کمان ترکش سے تیر بحر کمان مین پیوستہ کرکے اور نشانہ باندھکر جو اُسکی آنکھ مین مارا اور بھی سردار ساتھ امیر کے
دوڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اُسکی بائین آنکھ پر پڑا مع سوفار غرق ہوگیا خون
اُسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سردارون کے بھی تیر اُسکے بدن پر پڑے مگر کارگر نہوے کہ کام اُسکا تمام کرے کہ
اس مین دوسرا تیر امیر نے اُس کی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی مع سوفار در آیا اور اژدہے نے سر زمین پر
دے مارا اور دم بلند کی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی سے اُسے قلم کیا اژدہا تڑپکر
مرگیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کی طرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ سیاہی
نمودار ہوئی امیر بجلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کی طرف چلے دیکھا کہ یہ اژدہا اُس سے بھی بڑا ہے
اور بال اُسکے منہ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سر چھوٹا ہے وہ اژدہا قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا
کہ امیر قریب اُسکے پہونچ گئے گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا زمین مین غرق ہوگیا سر پھٹ کر خون جاری ہوا
اور تڑپنے لگا چہار طرف کو غل جو اُسکا پھیلا لوگ ڈرے بھاگے دریا مین کود پڑے بعضے بیشہ مین بھاگے مگر سردار
جو تلوارین پکڑ پکڑ کر اژدہے پر گرے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے اژدہے کی فکر مین روانہ
ہوے مگر وہ جنگل ایسا مہیب ناک ہے کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آئے تھے کہ

خاک اُڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اُسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اُسکے تخمیناً کوئی بیس بیس گز کی
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اُسیطرف کو چلے اژدہے نے قلاب اُفگن
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر پہونچ کے تیغہ عقرب سلیمانی مارا اُدھر اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے اُنکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا منون خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو
دیکھا کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھرا تصدق ہوا علی الخصوص عمرو
بن امیہ ضمری بہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا بادشاہ اسلام
صفت و ثنا فرما رہے تھے حمزہ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو رو کر عرض کر رہے تھے کہ اے پروردگار
تو نے مجھ ایسے ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ مین نے ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہے تیری درگاہ مین اور سجدہ شکر
بجا لاکر وہان سے اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کرو ہم اپنے
ہمراہ لے چلینگے عمرو نے لاکھ روپیے لیکر اُنھین تیار کروایا جہازون پر لادلیا کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوئے بعد
چند روز کے ایک پہاڑ کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہرائین کہ ہم یہان کی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار یہ
پہاڑ پر کان جواہر ہے یہان انسان دیوزاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ اُنکے خوف سے جانور درندہ تک
وہان نہین جاتا اور طائر ادھر سے اُڑ کر نہین آتا اور زبان اُنکی ایسی ہے کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشتاق ہین
غوطہ زنی مین طاق ہین موتی دریا سے خوب نکالتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون
کے آتے ہین وہ شناوری کر کے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اُسکے
برابر لے لیتے ہین اور ہر ایک تیغہ الماس گون باندھتا ہے لباس صدف پہنتا ہے اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر
کو نہین بدلتے اور کوئی آج تک راز سے اُنکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر
نے کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑ گئے امیر مع سرداران با توقیر اُتر کر پہاڑ پر گئے دیکھا کہ
حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہے موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوئے ہین عمارتین
جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اس اثنا مین دیکھا کچھ آدم زاد دیوزاد جواہر لیکر آئے
لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر لا انتہا جواہر خرید کیا کہ اُٹھنا اُسکا دشوار ہو گیا عمرو نے بھی بہت سا
جواہر مول لیا اور اپنے دل مین افسوس کیا کہ اگر معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے جہازون پر لوہا
بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہے لیکن امیر کو وہ نواح پسند آیا چند روز وہان رہے مگر وہان کے لوگ کسی سے
بولے تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند اُن سے کہا کہ مسلمان ہو وہ کچھ
نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کر کے
آیا ہون اور زبان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہے اُسکا یہ خواص ہے کہ جسوقت
دریا مین شور اُٹھتا ہے اُس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اُس مین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہے معلوم ہو جاتی
ہے اُسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہے کہ مین اُسکو سونگھ کر جو آگے دریا مین واقع ہوگا وہ بیان کرونگا
فرمایا کہ لاؤ طشت اور مٹی وہ گیا جا کر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اُس کے عرض کیا کہ یا امیر کشورگیر
نزدیک اس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہے کہ نام اُسکا برطائل ہے تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہے ہمیشہ

برگ و بار وہان کے شاداب رہتے ہین نہ جاڑے کے موسم مین کچھ ضرر پہونچتا ہی نہ گرمی مین اُسے نقصان ہو آبشارین ہمیشہ روان رہتی ہین گلہاے رنگا رنگ ہمیشہ پھولے رہتے ہین اور وہان سے ہر وقت آواز دف و نی چنگ و رباب کی آیا کرتی ہی گویا وہ تمام جزیرہ سازندون کا ہی مگر ظاہر مین کوئی معلوم نہین ہوتا اور درخت میوہ دار بفلک کشیدہ ہین امیر کو سنتے ہی اشتیاق ہوا کہ چلکر اُس جزیرے کو دیکھیے اور جہازون پر سوار ہوکر ملاحون سے فرمایا کہ جلد جزیرہ برطائل مین پہونچاؤ اور اس ملاح کو بھی نوکر رکھ لیا ساتھ لیکر بعد از چند روز کوچ بکوچ اُس جزیرے مین پہونچے جاکر اُسکی سیر کی بہت محظوظ ہوے جیسا اُس ملاح نے کہا تھا ویسا ہی دیکھا اُسیوقت ملاح کو بلاکر خلعت عطا فرمایا سیر کرنے لگے تمام پہلوان و گرد و گردن کش آواز سے دف و نی کی خوش ہین اور حیرت سے ہر طرف کو دیکھتے ہین کوئی معلوم نہین ہوتا اور ہر طرف سے آواز ناچ راگ رنگ کی چلی آتی ہی آوازین ایسی خوش آہنگ ہین کہ عالم محویت کا ہم پہونچتا ہی امیر نے حیران ہوکر اسی ملاح سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہی کہ آواز سازون کی چلی آتی ہی اور نشان سازندون کا نہین معلوم ہوتا ہی کیا یہ طلسم ہی یا کسی ساحر نے اسے آراستہ کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ نہ سحر کا کارخانہ ہی نہ طلسم ہی بلکہ بندہ بلبست قدرت الٰہی ہی جس روز سے دُنیا پیدا ہوئی ہی اس جزیرے مین یہ عجائبات ہین امیر کو یقین آیا کہ یہ ملاح سچ کہتا ہی اُس شب کو وہین رہے بعد فراغ نماز مغرب و عشا کھانا کھایا اب سب سردار بھی بیٹھے ہین شب ماہ ہی سیر صحرا کر رہے ہین آواز سازون کی چلی آتی ہی اُسے سن رہے ہین کہ چراغ کی روشنی دور معلوم ہوئی مگر نہایت تابان و درخشان تھی امیر حیران ہوے سردارون سے کہا کہ نہین معلوم یہ کیا شی روشن ہی ہر چند ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کچھ خبر نہ معلوم ہوئی بڑی رات گئے تک بیدار رہے آخر آرام کیا صبح کو بیدار ہوے بعد نماز کے اُس ملاح کو پھر طلب کیا اور اُس سے احوال روشنی کا پوچھا کہ رات کو عجیب طرح کی روشنی ہمنے دیکھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب تابان ہی ہمنے ہر چند تفحص کیا کچھ حال نہ کھلا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار اس دریا مین ایک گاو آبی بہت بڑی ہی رات کو پانی سے نکلتی ہی اور بلند ہوکر بالاے ہوا قائم ہوتی ہی دم کو اپنی اونچا کرتی ہی اور وہ مانند عقد پروین کے چمکتی ہی یہ روشنی اُسی کی تھی اور صبح کو وہ گاے پھر دریا مین چلی جاتی ہی امیر نے فرمایا کہ بھئی یہ امر نہایت اعجوبہ ہی ضرور اسے دیکھیے اور ہاتھ لگے تو اس گاے کو پکڑ لیے اور ملک باختر مین لیچلے عجیب و غریب تحفہ ہوگا کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا سب سردارون نے حق مین امیر کے دعاے خیر کی کہ خداوند کریم آپکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے یقین ہی کہ یہ گاے آپ کے ہاتھ آجاے اُس ملاح نے عرض کیا کہ شہریار صورت مین یہ گاے ہی مگر شیر خصال بمکر و حیلہ آپ کے ہاتھ آئے تو آئے فرمایا مکر و حیلہ نامردون کا کام ہی انشاءاللہ تعالیٰ بزور صاحبقرانی اُسے پکڑونگا غرض امیر دریا کی طرف چلے قریب دریا کے پہونچے تھے کہ دریا مین شور پیدا ہوا اور آواز ہولناک بلند ہوئی ملاح نے عرض کیا کہ یہ آمد ہی اُسی گاے کی یا امیر ہوشیار رہیے صاحبقران مسلح و مکمل تو کھڑے ہی تھے کمند ہاتھ مین پکڑکر اُسی آواز کی طرف چلے دیکھا پانی جوش مارکر شق ہوا اور گاے مثل سر کوہ کے اُسمین سے پیدا ہوئی وہ ہیبت اُسکی تھی کہ گاوزمین بھی دیکھے تو ہراس اُسپر طاری ہو اب اُسنے دم اپنی جو کی کہ روشنی اُسکی دو رستک پھیلی امیر کمند کیانی پوشیدہ کیے ہوے اُسکی طرف چلے جاتے ہین کہ اُس گاے کی نگاہ بھی امیر پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت ہی جری ہی کہ تیری طرف چلا آتا ہی بس دونون شاخین ترچھی کرکے امیر پر دوڑی کہ امیر کو شاخ مارکر ہلاک کرے امیر نے جو اُسے آتے دیکھا نہایت ہوشیار ہوکر کمند کے حلقے کھولکر کھڑے ہوے گاے نے برابر پہونچکے شاخین مارین امیر نے خالی دے کر کمند ماری کہ حلقہ کمند کا

گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کرکے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ زمین پر غلطان پیچان آرہی اب سر کمند کا امیر
کے ہاتھ مین ہی اور گاے اُچھل کود رہی ہی ہر چند تڑپتی ہی چاہتی کہ کمند تڑا کر نکل جاؤن مگر ممکن نہین امیر نے
سردارون کی طرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہوئی ہی سب سردار دوڑے گاے کو پکڑا زنجیر
مین جکڑا کھینچتے ہوے اپنے مقام پر لاے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا تصدق اُترنے لگے ہر ایک کہرہا تھا کہ حضور
نے کیا کار نمایان کیا کہ اس گاے کو پکڑ لیا بشر سے یہ کام نہین ہوسکتا امیر نے دوگانہ شکرانہ خداے یگانہ کا ادا کیا
اور بلا کر داروغہ دواب کو وہ گاے سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ نایاب چیز ہی بعد اسکے کشتیون پر سوار
ہوکر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوے روانہ ہوے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند روز کے ایک بیشہ مین
پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُترے اور سیر کو روانہ ہوے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت با شیر صولت ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین گلہاے رنگا رنگ پھولے
ہوے ہین کسی باغ کو اُس سے نسبت نہین ہی اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود ہین امیر
سیر و شکار مین مشغول ہوے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سُنی کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہی
تمام زمانے پر غالب آیا ہی یہ سُنکر ہول و ہراس اُنپر طاری ہوا ہاتھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے آے اور
عرض کیا کہ ہم آپکے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان ہوے
اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہی تم جا کر تیاری
کرو ہم پہنچینگے القصہ امیر دوسرے روز انکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے اپنے گھر کے مالک تھے
مگر خرد بزرگون کے تابع تھے اور آپسمین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز انکے یہان
مہمان رہے دنکو سیر و شکار کرتے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ
ایک مچھلی دکھائی دی کہ اتنی بڑی مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اسکی پانچ سو گز کی تھی اور عرض اسکا
سو گز کا تھا نہایت متعجب ہوے امیر نے اُس جزیرے مین سے ایک مرد پیر کو بلایا اُس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال
بیان کر اُسنے عرض کیا اے شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہی غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہی ایک مدت کی
کہ موج نے اسی دریا سے مچھلی نکالکر کنارے پر ڈالی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اُسکا دو سو گز کا تھا دس ہزار
آدمیون نے کمندین پکڑ پکڑ کر اُسپر پھینکین اور اُسکو کھینچ کر لائے ایک درخت سے باندھا وہ زور کرکے جڑ سے اُس
درخت کو اُکھیڑ کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہوکر اُسے پانی سے خشکی مین کھینچ لائے پہلے دانت اُس مچھلی کے
گرز و تبر سے توڑے پھر اُسے چیرا پچاس گھڑے روغن اور پچاس گھڑے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا
چاک کیا گیا تو بہت سے در شاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اُس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ جہان
جہاز آیا اُس نے سر اُٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا اُلٹ دیا آدمی غرق ہوگئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف سے
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو بھگاتے تھے تب جہاز صحیح و سالم
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریار مین نے ایک مچھلی دیکھی ہی کہ ایک روز دریا سے خشکی مین اُچھل کر
آپڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مر گئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اسکے شکم سے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غریب
مخلوقات پیدا کیے ہین اور انکو رزق پہونچاتا ہی یہ کہکر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوے نیچے اُس کوہ کے ایک دشت دیکھا

کہ تمام خاک اُس دشت کی مانند توتیا کے نرم تھی اور گھانس پر وہان کی وضو کا ہونا تھا کہ آدمی کھڑا ہو مُنھ ہاتھ
پانون آنکھ ناک سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہوکر گر پڑے اور پھر
بعد تھوڑی دیر کے اُنکے مانند استادہ ہو جائے اسی سبب سے کوئی اُسکو اُکھاڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُنھین سے کہا
کہ یہان ایک جگہ بہت سر سبز و شگفتہ ہے ہر درخت سبز ہے پھل اُسمین سُرخ لگے ہوئے ہین کچھ شاخون مین
برگ و بار ملے ہوئے ہین کچھ شاخون مین جدا جدا ہین کچھ شاخون مین برگ و بار کا نشان بھی نہین اور ایک طرفہ تر شی
وہان ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اُسکا بیان نہین ہوسکتا فرمایا کہ چلو ہم دیکھینگے اور اُسی طرف روانہ ہوئے جب
اُس مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع کے درخت لگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے
نظر آئے رات بسر ہوئی صبح کو جسوقت آفتاب برآمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہوگئے درختون سے آواز
شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختون کے گر پڑے دن بھر صداے گریہ و زاری آیا کی پتے گرا کیے اور
جانور وہان کے خوف کے مارے بھاگ گیے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی نکلنا درختون سے موقوف ہوئی
اور جانور اُن درختون پر نظر آئے اور برگ درختون مین پھر نکل آئے صاحبقران تماشاے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم
دیکھکر وہانسے چلے اثناے راہ مین ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریارا اس نواح مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسے
کوہ قانون کہتے ہین وہان بھی عجائبات بیشمار ہین امیر نے فرمایا کہ کشتیان دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ
سے سیر کرتے ہوئے آتے ہین غرض بعد چند روز کے کوہ قانون مین پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہان عجائبات
کس قسم کے ہین اُسنے عرض کیا کہ نواح مین اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہین قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرے
غولون کے جسم کتون کے بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگ تن غولان فیلگوش
مشہور ہین فرش خواب اُنکا گیاہ تو خیز ہے اور غذا اُنکی مچھلی اور میوہ صحرائی ہے ہر ایک کے پاس زر و جواہر بیشمار ہے جو
سوداگر اسباب ہر قسم کا لیکر آتے ہین اُنسے وہ خریدتے ہین اور قیمت مین گوہر و مرجان دیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک
گھوڑا ہے کہ اُس گھوڑے کئی ہزار سے زیادہ رنگ مختلف ہین اور چالاک ایسے ہین کہ ہوا سے تیز جاتے ہین اور جو لڑائی
اُنکو درپیش ہوتی ہے سب متفق ہو کر حریف سے لڑتے ہین آدمی کو کھا جاتے ہین جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے
ہین دریا مین غوطہ لگا کر نہنگ کو پکڑ لاتے ہین شیرون پر شمشیر آزماتے ہین کوہ کو مثل کاہ جانتے ہین دیو کو نہین
مانتے ہین صاحبقران نے یہ حال سُنکر فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہین اُنکو سزا دینا جملہ واجبات سے ہے جلد
خیمہ اُسیطرف لیچلو مین بحمایت پروردگار سب کو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کر کے بعد طے مراحل و قطع منازل نواح مین
فیل گوشون غول سرون کے مسکنون کے پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر با توقیر کا وہین اُتر پڑا شب بسر ہوئی صبح کو ایک
گروہ فیل گوشون کا پیدا ہوا اور سامنے لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو
لائے ہو تو اپنی قوم کو ہم جا کر خبر کرین وہ اسباب تمسے خریدین یہانسے لوگون نے آواز دی کہ تم نہین جانتے یہ لشکر
صاحبقران جہان کا ہے جسکے سامنے دیو پری کی کچھ حقیقت نہین ہے جا کر کہو اپنے مالک سے کہ اگر غلامی مین اس شہریار
کی موجود ہو اطاعت کرے نہین تو سزاے معقول پائیگا جب لوگ آگے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوئے کہا کہ معلوم ہوا
تم ہمسے لڑنے آئے ہو خیر حال تمکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ آج ایک لشکر بارادۂ جنگ آیا
ہے یہ سُنتے ہی سب مسلح و مکمل ہو کر قبضون پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوئے لشکر امیر کی طرف آتے ہوئے
اور مقابلے مین آکر برے جا کر کھڑے ہوئے غصے کی شدت سے زرد منھ اُنکے سُرخ ہو گئے تھے غل مچانے لگے مرکہون

کو جھکانے لگے مرکب ایسے جست وچالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہے لشکر اسلام والون نے جو انکو دیکھا بعضے
تو خائف ہوئے بعضے شادان وفرحان آپس مین کہنے لگے ایکمرتبہ مرکر پھر کوئی نہین مرتا انکو مارنا اور مرجانا
اکثر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جاکر کھڑے ہوئے کہ اگر
بھاگ گئے پیچھے تو سب کے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ ہوئین
اور نقیب نقیب دیکر چلے گئے ایک پہلوان انہین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب کیا لیکن لشکر
امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ تیز شمشیر تیر تبر کچھہ نہ کھائینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین انسے جنگ وجدل بیکار ہے
مرکب انکے عجب مرکب ہین کہ اشارون پر چلتے ہین کسیجا انکو قرار نہین امیر حیران پریشان ہوئے اور اسنے کئی آوازین دین
جب دیکھا کوئی مقابلے کو نہین نکلتا تو گھوڑا اٹھا کر تھوڑے سے فیل گوش ساتھ لیکر لشکر اسلام پر آکر گرا شمشیر زنی شروع
کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑا چیر پھاڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا کیے شام کو پھر گئے پھر بھر رات گئے شبخون مار صبح تک
قتل کیا کیے بہتون کو پکڑ پکڑ کر کھایا کیے صبح کو چلے گئے اب ہر روز آتے ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو
تباہ وبرباد کرکے چلے جاتے ہین سرداران لشکر اسلام ہرچند چاہتے ہین کہ کسی کو انہین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی
کرین ممکن نہین ہوتا کسواسطے کہ مانند باد صرصر آئے اور چلے گئے اور جسکو چاہا پکڑ کرلے گئے اور دور جاکر بند بند
جدا کیا دست وپا اعضا وجوارح آپس مین تقسیم کرکے کھاگئے چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھایا اور قتل کیا کہ
حساب اسکا نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چار طرف وہی بلائین تھین امیر اور
بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسی کے ذہن مین کچھہ نہ آیا
آخر کار ناچار ہوکر امیر نے فرمایا کہ میرے واسطے عبادت خانہ کھڑا کردو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب احدیت مین
اسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی صاحبقران غسل کرکے اسمین داخل ہوئے نماز مغرب وعشا پڑھکر
دوگانہ حاجت کا ادا کیا دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رو رو کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ اے
جان بخش عالم وائے بیکسان یاور غریبان واسطہ اپنے بندگان خاص الخاص کا ان ظالمون کے ہاتھہ
سے نجات دے اسی کیفیت مین تین پہر رات گذر گئی کہ ایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم
ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہو کہ سب غسل کرکے نماز پڑھکر مسلح ومکمل ہوکر تیار رہین جب وہ لوگ
آئین سب کے سب تیر اندازی انپر کرین خدا بڑا قادر وتوانا ہے فتحیاب کریگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادتخانے
سے باہر آئے اور جو کچھہ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا سب سے بیان کیا تمام اہل اسلام نہا کر نماز پڑھکر تیر کمانون
مین پیوستہ کرکے مسلح ومکمل دل کو حافظ حقیقی کی طرف رجوع کرکے کھڑے ہوئے کہ یکایک ادھر سے وہ ظالم
پیدا ہوئے اور نعرے کر کرکے اہل اسلام پر چلے جس وقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر
پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین سوراخ کردیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یا یہ معلوم ہوتا
تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے واسطے پر پرواز پیدا کیے ہین یہانتک کہ سہم سہم کر گرے قصہ مختصر قریب دو لاکھہ
کے بیل گوش مارے گئے باقی بھاگ کر بیشہ مین جاکر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اس بیشہ پاس آئے
عمرو سے کہا کہ خواجہ اس بیشہ مین آگ لگادو کہ ایک انمین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو
جمع کرکے حقہائے آتشباری مارنا شروع کیے کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا اسے
تیر مار کر گرادیا حتے کہ وہ سب جہنم واصل ہوئے ایک زندہ بچکر نہ جاسکا تین روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ

ہوگیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سا مال وجواہر نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز
شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے جہازون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین اور ایک مرغزار
ملا کہ متصل اُسکے ایک پہاڑ تھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فولاد ناب کا تھا امیر نے اُسی ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ
کون سی جگہ ہے اُسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت اچھی جگہ ہے یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے دیوارین ہفت جوش
کی ہین کرسی اور شہ نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین اندر اسکے کرسیان ونگل ہفت جوش کی بھی ہوئی ہین
اور سیامک کا دخمہ ہے مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا کسی نے آجتک نشان دروازے کا نہین پایا فرمایا
کہ تمنے اُسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اُسنے کہا کہ دیو جن جو اُسکے اندر گئے ہین اُن سے معلوم ہوا ہے امیر نے عیارون
سے کہا کہ جاکر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو اسواسطے کہ جو مکان
باغ اور اسی قسم کی کوئی شی بنوائی جاتی ہے تو راستہ جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہے قدم المخرج قبل الولوج مشہور ہے
عیار بموجب ارشاد کے گئے ہرچند گرد اسکے پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ جست کرکے دیوار پھاند کر جائین
دیوارین دو دو سو گز بلند تھین ہمت نے کوتاہی کی خدمت امیر باتوقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہرچند کوشش کی
مگر دروازہ نہ ملا اُس ملاح نے کہا پیر و مرشد انکی کوشش سے کچھ نہوگا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الٰہی کرین
تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ جلد عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اُسی وقت
سفید کپڑے کی راؤٹی استادہ کردی امیر سر شام سے داخل عبادتگاہ ہوئے بعد ادائے نماز جبین نیاز بر
خاک آستانہ عبودیت ملکر رو رو کے التجا کی کہ اے مفتح الابواب و اے قاضی الحاجات و اے خالق کل عجائبات
امیدوار ہون کہ دخمہ سیامک کو دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر رات دعا مانگتے گذری
تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوئے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت نیک سیرت نمایان ہوا
اور دیکھا کہ اُسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہے کبھی کھول دیتا ہے کبھی بند کرلیتا ہے پس اُسنے
دیوار قلعہ پاس جاکر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ حصار اسکی آواز سے ہل گیا اور کئی آوازین در و دیوار
سے پیدا ہوئین کہ امیر اُنکے صدمے سے بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہے طائر مصروف
حمد باری ہین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر باہر تشریف لائے عمرو اور جتنے سردار حاضر تھے سب نے سلام کیا
اور پوچھا کہ اے شہریار دعا آپ کی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال جوان سہ چشم خوشرو کے
آنے کا بیان کیا عمرو بولا کہ حمزہ تو بندۂ خاص پروردگار ہے فرمایا خواجہ وہان کسی کو خصوصیت نہین جسے چاہے وہ
نوازش فرمائے عرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا دو پہر ڈھلے سو کے اُٹھے سردارون کو مع عمرو ساتھ لیا
اور آکر دروازے مین داخل ہوئے نسیم عنبر شمیم ایسی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ
سبزہ زار ہے سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین آتے آتے ایک باغ مین پہونچے کہ وہ گلشن گویا نمونۂ گلزار ارم تھا درخت
سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اُسکا سبز شاخین سیاہ برگ و بار اُسکے مانند سر مردم کے امیر
دیکھکر اُسے نہایت متعجب ہوئے لوگون سے کہا کہ کس سے اس درخت کا حال پوچھین کہ وہی جوان خوشرو سہ چشم
پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا سے اس درخت کے برگ و بار ایسے ہی ہوتے
ہین اور پھل اسکا بہت بامزہ ہوتا ہے شیرین مثل شہد کے خوشبو مانند عنبر کے اور پتے اسکے کبھی کم نہین ہوتے اگر
کبھی کوئی پتا جھڑ پڑتا ہے تو پھر اُسکی جگہ مقام پر چسپیدہ ہو جاتا ہے اور جو کوئی اس میوے سے قدرے بھی کھا لیتا

ہی ایک ہفتے تک بھوکھ اُسے نہین لگتی اور بہت خوش و خرم رہتا ہی امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین چار جی
جار دے کہ از کہتا مہ ادنی اعلیٰ امیر فقیر بادشاہ وزیر یہ میوہ کھائین کہ عجائبات سے ہی سب نے وہ میوہ کھایا
یہانتک کہ بادشاہ اسلام نے بھی نوش فرمایا کل سب خرم و شادان ہوئے خدا کو بہ بزرگی یاد کیا بعد اُسکے نظر امیر
کی ایک کاخ بلند پر پڑی کہ سر بفلک کشیدہ کبھی اس انداز کا ایوان نظر سے نہ گذرا تھا درخشان مانند آفتاب
کے زمین اُسکی مشک و عنبر کی کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اور دیوار تمام جواہر نگار مرصع کار از تحت تا فوق
یکسان اور اُس ایوان مین ایک تخت بلورین مرصع بچھا ہوا تھا اور اُس تخت پر ایک بت طلاے احمر کا بیٹھا ہوا
تھا کہ از سر تا پا جواہر اُسمین نصب تھا اور ایک طرف ایک تابوت طلائی مرصع کار رکھا ہوا تھا کہ مانند آفتاب
کے چمک رہا تھا اور اوپر تابوت کے ایک لوح یاقوت کی رکھی ہوئی تھی امیر نے اُس جوان سر چشم سے پوچھا
کہ یہ ایوان اور تخت اور بت کیسا ہی اور لوح پر کیا لکھا ہی اُسنے کہا یہ تابوت تخت سیامک کا ہی اور بت اُسکی
تصویر ہی اور یہ ایوان اُسکی نشستگاہ ہی اور لوح پر کچھ نصیحت لکھی ہی امیر نے پہلے تابوت پر سیامک کے فاتحہ
پڑھا بعد اُسکے لوح اُٹھا کر دیکھی اُسپر لکھا ہوا تھا کہ مین سیامک ہون اور یہ مکان تھا میرا دیو پری وحش و طیر مرغ
ماہی میری اطاعت مین تھے شب و روز سوا عیش کے کسی چیز سے سروکار نہ تھا عمر بھی میری بارہ سو برس کی
ہوئی عالم عالم میرا مطیع تھا گردش فلکی مجھسے موافق تھی مگر جب بخت میرا برگشتہ ہوا اور عمر آخر ہوئی سب
کارخانہ میری بادشاہت کا ابتر ہو گیا گنج و خزانہ زر و جواہر مال و اسباب بحساب میرے پاس تھا سب مین
چھوڑ گیا کچھ اپنے ساتھ نہ لایا خالی ہاتھ گیا اور یہ اشعار عبرت انگیز اور کلمات نصیحت آمیز لکھے ہوئے تھے اشعار

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یا تو وہ دھوم تھی یا اب کوئی اُس کو جانتا نہین
دیر مین کچھ ہو نہ حرم مین کچھ ہو
دم مین کچھ ہو اور ایک دم مین کچھ ہو

تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
یک لحظہ بیک ساعت بیک دم
ہستی مین کچھ نہ عدم مین کچھ ہو

آیۂ فاعتبروا قصر فریدون دیکھو
دگرگون میشود احوال عالم رباعی
دُنیا ہی طلسمات عجائب جرأت

کبھی یہ دُنیاے دون مانند فرزندون کے پالتی ہی کبھی مانند دشمنون
کے پیس ڈالتی ہی کوئی اس دُنیا سے کامیاب نہین ہوا مجھسا بادشاہ ذیجاہ و جلالت پناہ اس جہان مین کوئی
نہ تھا اور یون ناکام اُٹھ گیا آدمی کو چاہیے کہ جہان مین نیکی کرلے اپنے جاہ و تجمل پر نہ بھولے کچھ اعتبار اس جاہ و حشم
کا نہین ہی ورنہ پچتائیگا افسوس ہی کہ مین نے کچھ نہ کیا اور چاہیے کہ کسی کا پردہ فاش نہ کرے عیب پوشی کا شیوہ اختیار
کرے داناؤن کو اپنی صحبت مین جگہ دے نادانون سے پرہیز کرے بدی کسی سے پیش نہ آئے گناہون سے اپنے
کو بچائے کسواسطے کہ روز قیامت اعضا و جوارح گواہی دینگے کہ اسنے یہ فعل کیے ہاتھ کہین گے کہ ہمسے اسنے بیجا ظلم
کیے کان کہین گے اسنے بدی سُنی زبان کہیگی اسنے یہ باتین بری مجھپر جاری کین القصہ اسیطرح کل اعضا گواہی دینگے اور
جو کچھ خدا عنایت کرے اُسی پر قناعت کرے زیادہ پانون نہ پھیلائے دست ہوس کو نہ بڑھائے اس تھوڑی سی نصیحت
کو بہت جان خدا کو پہچان امیر اُس نصیحت نامے کو پڑھکر بہت روئے ساتھ اُنکے تمام سردار بھی گریان ہوئے اور
کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ دنیا ناپائدار ہی پس وہ تختی امیر نے تابوت پر رکھدی اور وہان سے اُٹھکر اور
طرف سیر کو چلے کہ گھانس اور میوہ انواع اقسام کا اور نقرہ و طلا و الماس مروارید و لعل و یاقوت بے انتہا
تھے فرمایا کہ یہان کسی کو حاکم کرنا چاہیے تاکہ یہ مال و اسباب تلف نہو اور خلق کو اس سے نفع پہونچے اور آگے
اسمین دروازہ نہ تھا یہ بند پڑا ہوا تھا حفاظت مین تھا اب دروازے کے ظاہر ہونے سے وہ حفاظت

نہ ہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہو چنانچہ اُسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اُسکے ہمراہ چھوڑے
اور آپ سیر کرتے ہوئے دریا کی طرف روانہ ہوئے کشتیون پر سوار ہوکے تھا تب مین زمرد شاہ باختری کے راہی
ہوئے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دریا اور جزائر تمام ہوئے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُسنے عرض کیا کہ شہریار آپ
جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریاے شور تمام ہوئے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہی اور ایک
جنگل فیل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ صحرا ایسا ہول خیز وحشت انگیز ہی کہ اسطرف
کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہی کہ خود بخود وہ گنبد چیخ مار کر تا ہی اور دو وقت
اُسے سکون ہوتا ہی ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہی تو اُسمین سے ایک باز سُرخ نکلتا ہی اور
ہرن کو اپنے پنجے مین دبا کر لیجاتا ہی اور اُس برج مین گھس جاتا ہی وہ برج پھر اسیطرح چیخ مارنے لگتا ہی اور جب رات
ہوتی ہی تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہو جاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی اور اگر اُس ساحل
پر کوئی اُترتا ہی تو بوقت شب غائب ہو جاتا ہی پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اسکی حقیقتون سے
ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہو تا کہ مین تماشا اس عجائب کا
دیکھون معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان کوئی طلسم ہی یا یہ ممکن ہی کسی جادوگر کا مسکن ہو بمجرد حکم امیر باتوقیر جہازون کے لنگر
چھوڑ دیے گئے اور امیر باتوقیر کا خیمہ لب دریا استادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوئے مگر کل لشکر
امیر کا جہازون پر ہی فقط سرداران ذوالکرام اور امیر عالی مقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی
دیکھا کہ ایک تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک باز سُرخ رنگ نکلا اور جنگل
کی طرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوئے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج پھر چیخ
مارنے لگا امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ اتنے سے باز کی یہ حقیقت نہین ہی کہ ہرن کو پنجہ مین دبا لائے اور یہ برج جو
قائم ہو جاتا ہی جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہی تو پھر گھومنے لگتا ہی لیکن امیر بہت سے عجائبات جو دیکھ چکے ہین
تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہی مگر گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ مسکن ہی غولان جادو کا اور غولان جادو وزیر ہی
عالم آراے جادو کا اُسنے زیر زمین ایک دُنیا قائم کی ہی اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین
سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہی لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین اُنکے بھی آباد کرنے کی فکر ہی
اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہی اور ان سب پر ایک اور بادشاہ اور حاکم ہی اور اسے پایتخت کے
چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آراے جادو قیطول بناکر اندر پردہ ہاے حجاب قائم کرکے خداوندی کرتا ہی جتنی
خلقت ہی سب اُسے سجدہ کرتی ہی اور ہر شخص کے دروازے پر یا خداوند عالم آرا اُسکے لکھا ہوا ہی لیکن غولان جادو
انھین چارون وزیرون مین سے ہی کہ جو منتظم ہین عالم نوایجاد کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی اور لب ساحل
ٹھہرتا ہی تو اسنے اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اُسی عالم نوایجاد تک پہونچا کر
غائب ہو جاتے ہین اور شب کے وقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستہ بھلا کر آدمی کو عالم نوایجاد مین پہونچا دیتے ہین
غرض جسوقت امیر نماز مغرب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کی طرف دیکھکر ارشاد ہوا
کہ خواجہ ان چراغون کا پتہ لگانا چاہیے کہ یہ کیسے چراغ ہین اور کسنے جلائے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگیا بیتال ہو گئے تجکو تو
بیٹھے بیٹھے عجب اُپج کی سوجھتی ہی مجھے ان چراغون سے خوف معلوم ہوتا ہی امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ بس یہ
اخیری مرحلہ ہی اسکے بعد فرعونیہ پر پہونچ جائینگے اس جنگل کو بھی صاف کرتے چلین عمرو نے چند عیارون کو بلاکر

بھیجا کہ ان چراغون کی حقیقت دریافت کرکے آؤ وہ عیار گئے لیکن امیر اور عمرو صبح تک راستہ اُنکا دیکھا کیے کوئی نہ پھرا صبح کو عمرو نے کہا کیون حمزہ دیکھا عیارون کو مفت ہاتھ سے کھویا یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہی امیر چپ ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ مین بیٹھے لیکن پردے بیابان کی طرف کے اُٹھوا دیے تھے دربار مین سردار جمع تھے جنگل کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنون کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوئے آپسمین شوخیان کرتے ہوئے چلے آتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی اِس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہین انھین گرفتار کرکے ملک باختر کو بھیجنا چاہیے غرض یہ تہیہ کرکے کمند ہاتھ مین استوار کرکے مسلح و مکمل ہو کر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام سردار بھی کمندین لیکر اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوئے مگر اب ان سردارون مین علمشاہ ہین بدیع الزمان ہین قاسم ہین سلطان سعد کرب نوجوان اور ان سردارون کے عیار بھی مع عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین گھوڑون پر سردار مع امیر باتوقیر سوار ہو کر تعاقب مین اُن ہرنون کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اُٹھائے چلے جاتے ہین کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علیحدہ علیحدہ اُڑائے چلا جاتا ہی لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے گھوڑا اُڑائے چلے جاتے تھے وہ ایک درۂ کوہ مین جا کر نہان ہوگیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش ہوئے کہ عجب کوہ ہی اور درہ کوہ مثل گنبد کے بہت سڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ کوہ ترشا ترشایا پیدا ہوا تھا غرض امیر اُس درۂ کوہ مین در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی جب اُس کھڑکی مین سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا کہ اُسمین ایک درخت عجب طرح کا ہی کہ تنہ اُسکا زمرد کا ہی اور پتے یاقوت کے ہین اور پھل زرد لگے ہوئے ہین اور اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جا بجا سے شق ہوگئے اور امیر اُسمین سما گئے اور بیہوش ہوگئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل مین دیکھا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اُڑی اور ایک نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر مین چلیے امیر اُسکے ہمراہ ہوئے لیکن حیران و پریشان کہ وہ ہرن اُدھر غائب ہوگیا یکن درہ کوہ مین آیا تھا وہان سے اس جنگل مین پہونچا اب یہ نقابدار شہر مین لیے جاتا ہی ذرا شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اُس نقابدار کے دروازۂ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار امیر کو شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر مکان کے لیگیا دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہی بیچ مین جوکا تخت کا لگا ہوا ہی ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ الگ رکھے ہین اور کچھ چھت مین آویزان ہین نقابدار نے امیر باتوقیر سے کہا کہ چالیس روز یہان آپکی دعوت ہی بعد اسکے سامنے بادشاہ کے آپکو چلنا ہوگا امیر نے کہا کہ بہتر ہی لیکن اب امیر تو دعوت مین نقابدار کی ہین حال عمرو کا سُنیے کہ یہ بھی تعاقب مین صاحبقران با اقبال کے اُسی درۂ کوہ مین در آئے اور وہی کھڑکی انھین بھی ملی اور اُسی وشت مین پہونچے کہ جہان درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اُسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اُسمین سما گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار مین پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہی اب پھنسے خدا خیر کرے کہ اسی طرح ایک نقابدار آیا اور اُنکو بھی شہر مین لیگیا اور چالیس دن دعوت کی اُنکو بھی یہین چھوڑیے مگر حال سُنیے علمشاہ کا کہ یہ گھوڑا اُڑاتے ہوئے ہرن کے پیچھے چلے جاتے ہین سپارہ اُنکے ساتھ ہی کہ ایک باغ نمودار ہوا ہرن جو کُرتی بھر کر اُس باغ مین گیا اُنھون نے بھی گھوڑے کو اُڑکی کر گھوڑا دیوار پھاند کر باغ مین پہونچا ہرن کا تو پتا نہ لگا اب یہ سیر

باغ کرتے ہوئے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علمشاہ کو دیکھکر چیخا کہ اُسکی آواز سے کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا ہوگیا علمشاہ بیہوش ہوگئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوئے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازارین آراستہ تھین علمشاہ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راستے مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا اے شہریار ہرن آپنے صید کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہوگیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہوکر شہر مین پہونچنے کی بیان کی اُسنے کہا اے شہریار مین بھی اسی طرح یہان آیا ہون علمشاہ نے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہے یا نہین یہ کارخانہ طلسم کا معلوم ہوتا ہے غرض اُنکو بھی اسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا اور چالیس دن تک دعوت کی اودھر شاہزادہ بدیع الزمان پیچھے ہرن کے گھوڑا ڈالے ایک کوہ زمردین پاس پہونچا ہرن درۂ کوہ مین غائب ہوگیا بدیع الزمان درہ کوہ مین در آیا آگے آتے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمین سے نکلا دیکھا کہ ایک میدان ہے کہ اُسمین گیاہ کا نام بھی نہین درخت کا نشان تک نہین معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہین اور سب پہاڑ زمردین ہین اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہے بس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ ملعون اس طرح چلایا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا ہوگیا اور زمین جابجا سے شق ہوگئی شاہزادہ بیہوش ہوگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازۂ شہر پناہ پر پایا قصد کیا کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اُسی دروازۂ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہے غرض اسیطرح ایک نقابدار آیا اور اُنھین بھی لیگیا اور سامان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا ڈالے ہوئے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درۂ کوہ مین پہونچکر غائب ہوگیا قاسم اُس درۂ مین آیا جستجو مین آہو کی چلا جاتا ہے دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہے قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا جب دروازہ سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہے تمام صحرا انگارہاے سُرخ سے روشن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور لال درختوں پر بیٹھے ہوئے ہین قاسم کو جو اُن لالون نے دیکھا غول باندھکر اُڑے سر پر قاسم کے سایہ افگن ہوے اور اس خوش الحانی سے بیچ بیچ کیا کہ قاسم محو ہوگیا بلکہ بیخود ہوگیا ہوا سرد چل رہی تھی قاسم کی آنکھ بند ہوگئی جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہین شہر نہایت آباد و شاد ہے قاسم سیر کنان چلا آتا تھا کہ یکبار ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا اور دعوت کی کہ اب حال سنیے کرب نوجوان کا کہ یہ گھوڑا اُڑائے ہوئے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا ہے ہرن اُس چشمے کو پھاند کر اُس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا مین ڈالدیا گھوڑا پانی کو کاٹتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا اور وہ راکب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت مین پایا کہ وہان درخت بنفشہ بہت سے لگے ہوئے تھے اور جانوران عجائب رنگ مختلف شکل درختون پر اُڑتے پھرتے تھے کرب کو جو دیکھا سب نے غل مچایا کہ اُنکے غل سے تمام دشت مین آگ لگ گئی ہر طرف شعلے بھڑکنے لگے کرب نے جو دیکھا دشت مین آگ لگ گئی ایک چاہ قریب تھا اُسمین یا امیر عرب کہکر کود پڑے آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دشت پر فضا مین پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا کر رہے تھے کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان مین لیگیا چالیس روز دعوت کی اور کہا کہ آپ کو کیا شوق ہے کہ آج ہم آپ کو اپنے بادشاہ پاس لے چلین گے جس فن مین آپ کمال رکھتے ہون وہ ہم بادشاہ سے بیان کرین کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہے اُسنے کہا کہ

ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل
بادشاہ بزرگ کے یہان ہوتا ہی کہ وہان ساتون اقلیمون کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان
کو لڑاتا ہی جسکا پہلوان غالب آتا ہی اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہی کرب نے کہا مین بھی دنگل کی سیر ضرور
دیکھونگا غرض وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی مین آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت
پر بیٹھا ہوا ہی کہ میان دنگل دہنی بائین طرف بچھے ہوئے ہین پہلوان بیٹھے ہوئے ہین اکھاڑا تیار ہی بادشاہ نے کرب
کو دنگل بیٹھنے کو دیا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار نے بادشاہ سے کہا کہ انھین بھی کشتی سے بہت شوق ہی بادشاہ نے یہ
سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُتر کر لڑنے لگے کشتیان ہونے لگین جوڑے چھٹنے لگین تین پہر دن کامل کشتی رہی
جب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کودا تمام پہلوان اُس سے لپٹے لیکن اُس پہلوان
نے سبکو زور دلایا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سہراب کہان ہی سام کہان ہی حمزہ کہ آئے اور غلامی میری اختیار
کرے بس یہ سُننا تھا کہ کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او دراز یہ کیا بکتا ہی خدا نے ایک سے بہتر ایک کو پیدا کیا ہی
بہادرون کے نام اسطرح لیتا ہی اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر کچھ تجھے دعوی ہی تو اُتر آ اکھاڑے مین بس یہ سُننا تھا کہ کرب جھم سے
کود پڑا اور گیارہ ڈنڈ مولا مشکلکشا کے نام کے کرکے مٹی چڑھا کر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی لیکن کرب کی
یہ کیفیت ہی کہ اُسکا زور توڑ رہے ہین اور اپنا زور نہین کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا ہوشیار ہوکے
اب مین زور کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے
چت گرا بادشاہ یہ زور وطاقت دیکھکر بہت خوش ہوا اور تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے لگا لیا اور اپنے تخت پر
بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ مین غلام ہون اور یہ جتنے پٹھے میرے
تیار ہین سب خدمتگار ہین اور چیلے ہین ان سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہی اور نام اس پہلوان کا
سوماق کشتی گیر ہی غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانون کا مقرر کیا اور کہا کہ آپ ان سب کو
زور دلایا کیجیے مین آپکو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنے عالم آرائے جادو کے یہان ہوتا ہی اُسمین
لڑواونگا انکو بھی یہین چھوڑیے حال سُنیے شاہزادہ سلطان سعد کا کہ اُنھون نے بھی گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈالا ہی جاتے
جاتے ایک صحرا مین پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنۂ کوہ مین جا کر غائب ہو گیا سلطان سعد حیران و پریشان
پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایان ہوا قریب اُسکے گئے دیکھا تو عجب چشمہ
ہی کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہی جا بجا بطخ کبوتر تیر رہے ہین سلطان سعد نے لب ساحل بیٹھکر چلو بھر کے پانی
پیا پیتے ہی بیہوش ہو گئے پھر بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی سرسبز مین دیکھا جاتے جاتے ایک شہر
نمایان ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اسکے آباد ہین اور باقی خالی مکان بہت ہین لیکن آبادی کم
ہی غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر مین آیا اور انکی دعوت کی پوچھا آپ کو کس فن مین کمال
حاصل ہی کیونکہ چہرے سے شوکت شاہانہ اور سطوت مردانہ عیان ہی آپ ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے
جواب دیا کہ البتہ مجھے شوق تو ضرور ہی نقابدار نے کہا مین آپکو سامنے اپنے بادشاہ کے لے چلونگا وہ آپ کی بہت
عزت وحرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ
ہوتا ہی اُسمین آپکو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھے گا غرض
یہ بھی وہان رہنے لگے کہ اس اثنا مین دن دنگل کا قریب آیا نقابدار نے یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص زبردست روزگار

اس اقلیم مین وارد ہوا ہی اگر فرمائیے تو لیکر حاضر ہون حکم ہوا کہ ضرور لاؤ نقابدار سعد کو لیکر دربار مین گیا دیکھا تو دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار تھا پہلوان کرسیون نگلون پر بیٹھے تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا اور ایک دنگل نفیس جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد اسکے ایک پہلوان زبردست اکھاڑے مین اُترا پہلے سب کو زور دلایا بعد اسکے خم ٹھونکا اور پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور حلقہ غلامی کان مین ڈالے بس یہ سُننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر دنگل سے نعرہ کیا کہ او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہی تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے مین آئے گیارہ ڈنڈ کرکے خم ٹھونک کر سامنے کھڑے ہوے ہاتھ ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ سعد نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کیا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی اُسنے کہا بیشک آپ زبردست ہین اور مین غلامی سے باہر نہین ہون سعد نے چپکے سے اُسے زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہی بادشاہ نے بہت تعریفین کین اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ آپکو دنگل بزرگ مین لیچلیکے لڑاؤنگا غرض سعد بھی مہمان رہنے لگے لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہی امیر باتوقیر کا کہ مع عمرو بن اُمیہ ضمری مہمان ہین نقابدار کے اور حال ان نقابدارون کا یہ ہی کہ یہ چھ نقابدار جو سردارون کو لیگئے ہین بیٹے ہین ہومان جادو کے یہ چھون منتظم ہین چھ اقلیمون کے اور اقلیم ہفتم بیچ مین ہی اور وہی پایہ تخت ہی اسکا منتظم ہومان خود ہی اور وہ دو وزیر جو پایہ تخت کے منتظم ہین انکا یہ کام ہی کہ جو شخص نیا آتا ہی وہ اُسکی خبر دیتے ہین عالم آرائے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیمون کے بیٹے ہین عالم آرائے جادو کے غرض امیر جس بادشاہ کی اقلیم مین ہین نام اُسکا جوپان شاہ ہی اور اقلیم کو اُسکی غربیہ کہتے ہین اور یہ اقلیم بہت آباد ہی اور یہان بھی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور یہان بہت بڑا ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا غناق کشتی گیر ہی یہ پہلوان سب اقلیمون کے پہلوانون سے زبردست ہی غرض جب روز دنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوے سامنے اُس بادشاہ کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہی اور آرزو مقابلہ کی رکھتا ہی اور نام آپکے پہلوان کا سُنکر آیا ہی کہا اچھا کیا مضائقہ ہی لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجب بدبہ نظر آیا بیساختہ تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی جب چھوٹی جوڑین کرچکین تو بادشاہ نے امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے ادھر غناق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے مین اُترا خم ٹھونک کر پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سُنکر امیر نے اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر مگر اور بہادران نامی کو کیون پکارتا ہی اور وہ اب زندہ بھی نہین ہین مجھسے تو سامنا کرلے یہ کہکر اکھاڑے مین کود پڑے سلام ہوا ہاتھ ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اُسکا رد کیا پیچ اُسکے دیکھے اور تعریف کی بعد اُسکے فرمایا کہ اب میرا زور روک اُسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کرکے آہستہ سے زمین پر چیت لٹا دیا غناق قدمون پر گر کہا کہ آپ زبردست ہین مین نے حلقہ غلامی کان مین ڈالا لیکن امیر اور سرداران نامی سحر مین نقابدارون کے ایسے مسخر ہو چکے ہین کہ انکو نہ دین کا ہوش ہی نہ دنیا کا غرض امیر سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سُنیے علمشاہ رومی کا کہ سب جھلا مین بھول گئے ہین نقابدارون کے مہمان ہین کچھ دین سے کسی کے سروکار نہین ہی یہ نقابدار بھی علمشاہ کو دنگل مین لیگیا کشتی ہونے لگی بعد اسکے آفاق کشتی گیر سے کہ پہلوان زبردست ہی اور علمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے اُسے آن واحد مین زیر کرلیا وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ مین لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی نہین چھوڑیے اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا

کا سنیے کہ یہ بھی جہان میں نقابدار کے انہیں بھی وہ دنگل میں لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی شاہزادہ بدیع الزمان نے
غزاب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا اور اُس سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اسی طرح قاسم کو بھی نقابدار لیگیا
اور انھون نے بھی ایسا ہی کیا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ کا وعدہ ہو گیا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل
اقلیم ہفتم مین ایک مینار ہے اُسپر آواز نقارہ کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آجکے آٹھوین دن میلہ ہے ہر شخص حسب لیاقت سامان
مین مصروف ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے
کرسیان دنگل بچھے ایک طرف ایک تخت اُسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور بیچ مین پردہ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا
شہر کی دوکانین آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لائین
دکھاتے ہوئے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے رئیسون سے
انعام لیتے تھے نٹنیان راستے مین ایک ایک کا دامن پکڑ کر لگاوٹ کر کرکے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین ساقیون کی دوکانون
پر حسینون کے دم لگ رہے تھے ملارین اُڑ رہی تھین کسبیان بناؤ سنگار کرکے کرسیان بچھا کر کمرون پر بیٹھی ہوئی
ناز معشوقانہ دکھاتی تھین ہر طرف کٹورا کھنک رہا تھا ایک عجب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے کی پیدا
ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشور گیر مرکب پر بیٹھے ہوئے تخت کے ہمراہ نمایان ہوئے وہ دونون وزیر کہ نام
ایک کا ہوشمند ہے اور دوسرے کا دانشمند ہے آئے اور استقبال کرکے لیگئے اُدھر بڑھیہ عالم آرائے جادو کو گذرا
کہ بڑے بیٹے آپکے حمزہ عرب کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بردے ہوا نمایان ہوا اور آواز آئی کہ اے چوپان
یہ عطیہ ہے خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کیطرف بڑھا تخت نیچا ہو گیا
چوپان شاہ اُسپر بیٹھا امیر کے لیے دنگل جواہر نگار آسمان سے اُترا امیر اُسپر جلوہ افروز ہوئے کہ اتنے مین آمد دوسرے
بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ کے لیکر آئے یہ چھوٹا بھائی ہے
چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرائے جادو کو ہوئی اسیطرح انکے لیے بھی تخت و دنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ
کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادہ بدیع الزمان ہو نچا اور اسیطرح وہ دنگل و تخت آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین
شیران شاہ ہو نچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اسیطرح سب مین داخل ہوئے بعد اسکے پیران شاہ کرب غازی کو
لیے ہوئے آیا ساتھ ہی اسکے مہران شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد ہو نچا اب سب بادشاہ اور سردار جمع ہوئے
لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایک بار وہ دونون وزیر پردہ اُٹھا کر اندر گئے اور عالم آرائے
جادو سے کہا کہ غداو تدیہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے ہین کہ اگر ہزار کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا
نہین ہے کیونکہ انہین نے ہزارون طلسم توڑے ہین سیکڑون ساحرون کو مارا ہے ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج دنگل
موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کر لیجیے کیونکہ ہم پرچۂ سحر مین دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب بھر بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہے
اور کوئی بلائے آسمانی ہم پر نازل ہوگی کہ تدبیر سحر کارگر نہوگا عالم آرائے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہدو کہ خداوند نے
آج دنگل موقوف رکھا اور کچھ نمونہ قدرت کا دکھائینگے کہ یہ تازہ مہمان جو ہین اُنکو بھی کچھ اعتقاد ہو تب تک حکم دو
مین انکے مارنے کی تدبیر کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرائے جادو نے جلدی سے نہا کر
چوکا دیا اور ایک پتلی ماش کی اور ایک بکرا ذبح کرکے اُسکے خون مین اُس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
مارے کہ وہ پتلی اُٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرائے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اُسکی نکالکر اُس پتلی
کے منھ مین دی اور چند دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی اور

خون بکرے کا پی گئی مگر وہ دونون وزیر جو پردے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونہ قدرت دکھائیگے اور
کل دنگل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اُسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سردارون کے آکر بیٹھے اور راستہ
دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونہ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ جوالہ نمایان
ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اُسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اُسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے
لگی مگر صورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشورگیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہو گیا اور جوگن نے
گا کر اور بھی سب کو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو بیٹھ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہی
کہ ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہی اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہو کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
آخر کیا ہی کچھ مُنہ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہی جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی
نہین پہونچتا مین کیا اپنا حال پرملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کہوگی ہم وہی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُسوقت
جوگن نے سب کا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا
ہوگا تو تو مر جائیگی لہذا مین روتی ہون کہ یہ دنیا ناپایدار ہی اسپر کبھی بھروسا نہ کرے مین نے تو اسلیے دنیا کو ترک کیا
اب ستی ہوتی ہون یہ کہکر اُف کی کہ مُنہ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سبنے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ ہین سُنکر
جوگن نے کہا اچھا لکڑیان جمع کرواؤ اُسیوقت ایک بڑا سا گڑھا کھدا اور انبار ہیزم کا ہو گیا اب ان باتون مین
جوگن نے پہر رات گذر چکی ہی اور پہر رات باقی ہی کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سن لو پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہکر غزل گانے لگی غزل

آج ہی آہ کی ہوا کچھ اور
جلتی بڑھتی ہی آگ نکلتی ہی

زندگی آپ ہی آپ کٹتی ہی
دیکھیے کس طرف ٹلتی ہی

زلف کی پیچ اداؤن کی بھول
جو خرابی کرو در مین چھیلی

ہر گھڑی تیغ سے جا لگتی ہی
دست قدرت سے کب سنبھلتی ہی

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اُٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع
رخصت ای اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین ٭ یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اُسکے ہر ایک سردار مع امیر باتوقیر
اُٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہو آئے اور میرے ساتھ چلے یہ سب آگے بڑھتے ہین اب انکو تو یہین
چھوڑیے مگر حال سنیے لشکر امیر باتوقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوے تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان
تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہو گیا پتہ نہ لگا عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہی
کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام دست بدعا ہین سرداران والا کرام آمین
کہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور لکہ ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز نقارے کی پیدا ہوئی
جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبز پوش زرین لباس چند پریزادون سے نمایان ہوا اور غبار سفید اُسکے
سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جا کر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے اُسکے برج
قائم ہوا لیکن حال اُس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار نے گرز مار کر برج
پھٹا اور ایک جادوگر اُسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہی کہ بیٹھے بٹھائے ان کو
ستاتا ہی معلوم ہوا کہ قضا تیری آ چلی ہی نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہی مین تجھے سزا
دینے آیا ہون بس یہ سُنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول ہر چہار جانب سے پیدا ہوئے تلوارین
اُنکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا وہ غول غائب ہو گئے غولان جادو
نے دیکھا کہ بیکار ہوا چاہا کہ بھاگ جائے بس لوٹ کر باز شرخ بنکر اُڑ کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوح کو دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہی پڑھکر تیر مارو نقابدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے جو مارا سینے پر با
کے تڑاکہ پار گذر گیا غولان جادوگر اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا بیر چلائے کہ کشتی مرا کہ نام من غولان جاد
پاسبان عالم تو ایجاد بود جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہی پس نقابدار بحکم لو
اُسمین کود پڑا لیکن اُدھر بادشاہ اسلام نے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ یہ طلسم ہوا او
یقین ہوا کہ اب امیر بھی پھر نہ نگلے پس اطراف دیکھنا شروع کیا لیکن نقابدار سبزپوش جو نقب مین گیا دیکھا ک
وادی سرسبز ہی پس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حریف ملے اُس سے بحکم لوح
سامنا کرنا پس نقابدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اڑی اور ایک نقابدار پیدا ہوا اور سامنے آکر نقاب الٹ دی
دیکھا تو ایک عورت حسینہ جمیلہ ہی پس نقابدار دلدادہ ہوا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر ہی اسکے قریب مین نہ آ
پس نقابدار نے عکس لوح کا جو اُسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اڑ گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی ک
ایک شخص روسیاہ سامنے کھڑا ہی پس نقابدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تا
ہوگیا خاک اُڑنے لگی بیر اسکے چلائے کہ کشتی مرا نام مسمار جادو پسر ہومان جادو منتظم اقلیم اول بود پس
جو روشنی ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ نہ وہ صحرا ہی نہ سبزہ زار ہی ایک وادی پرخار ہی لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ک
چاہ کہنہ جو معلوم ہوتا ہی اسمین کود پڑو پس نقابدار الا اللہ کرکے چاہ مین کود پڑا دیکھا تو ایک میدان وسیع
ہی اسمین ایک درخت ہی اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہی نقابدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اسکے چلانے سے نقابدار کا زہرہ
کلیجا ہل گیا پس نقابدار نے لوح کا عکس اُس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہوگیا اور جانور باغ کے
آنے کا سامنے گر پڑا اور ایک نقابدار سامنے سے آیا پکارا او اجل رسیدہ تو یہان کہان آیا غضب کیا تو نے ک
سحر میرا باطل کیا خیر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منہ کھول کر نقابدار کیطرف
چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آگیا پس دوڑ کر نقابدار نے تیغہ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے یکایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زنار جادو منتظم اقلیم دوم بود
پس جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
سنگ کو ہٹاؤ جب غار نمایان ہو اسمین یہ اسم پڑھکر کود پڑنا نقابدار نے ویسا ہی کیا جب غار مین کودے دیکھا
کہ ایک دریا موجین مار رہا ہی اور ایک مینار اندر اُس دریا کے ہی اُسپر ایک عقاب بیٹھا ہی دیکھکر نقابدار کو وہ
عقاب چلایا کہ فتاح طلسم آپہونچا اور اڑ کر چلا تھا کہ نقابدار نے بحکم لوح تیر مارا سینے پر عقاب کے پڑا وہ گرا
تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو منتظم اقلیم سوم بود جب روشنی ہوئی
وہ دریا اور مینا کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نقرئی دیکھا کہ منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہی اور منہ سے اسکے شعلہ آتش
نکل رہے ہین پس نقابدار بحکم لوح اسم پڑھکر اُسکے منہ مین کود پڑا دیکھا کہ ایک قصر ہی نہایت پرتکلف اور ایک
حوض اُسکے بیچ مین بنا ہوا ہی اور کچھ نازنینین اُسمین برہنہ نہا رہی ہین نقابدار نے اُدھر سے منہ پھیر لیا انھون
نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار یہ سحر ہی کوئی عورت نہین ہی پس جیسے ہی نقابدار نے پلٹ کر دیکھا
تو دیکھا کہ ایک شخص برہنہ خنجر بکف قریب آچکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے نقابدار نے للکارا وہ جھجکا اور زمین پر
گر کر تڑپا اور غائب ہوگیا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زیر زمین بزور سحر نہان ہی نقابدار نے
عکس لوح کا ڈالا کہ طبقہ پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اُسنے کہ قضا سر پر آگئی پس شیر

بنکر نقابدار پر دوڑا نقابدار نے بحکم لوح اسم پڑھکر گرز مارا کہ وہ شیر پیوند خاک ہوگیا آوازین پیدا ہوئین بیر
خاک اُڑا کر چلائے کہ کشتی مرا نام من آتشبار جادو منتظم اقلیم چہارم بوداب جو دیکھا نقابدار نے تو ایک تالاب
ہے کہ اسمین پانی نہین ہے اور مچھلیان تڑپ رہی ہین اور ایک نہنگ بزرگ ہے کہ اُن مچھلیون کو نگل رہا ہے نہنگ
اُسکو نگل کر وہ نہنگ نقابدار کیطرف چلا نقابدار نے نہنگ کو آتے دیکھکر لوح کا عکس ڈالا نہنگ تو غائب ہوگیا
لیکن ایک دہانہ نقب کا نمایان ہوا نقابدار بحکم لوح اُسمین کود پڑا دیکھا تو ایک ٹیکرا ہے زبرجد کا اُسپر ایک بنگلہ ہے
اُسمین ایک مرد فقیر تلاوت قرآن کر رہا ہے نقابدار سمجھا کہ یہ فقیر باشندہ اس صحرا کا ہے چاہا تھا کہ ٹھہرے نظر لوح پر
پڑی لکھا تھا کہ یہ جادوگر ہے بس نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا تو صورت اسکی تبدیل ہوگئی ہیئت اصلی پر آگیا
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے جھولی اسباب سحر کی کاندھے پر جلدی سے ایک گولہ نکالکر سحر دم کرکے نقابدار پر مارا کہ وہ
قریب آکر پھٹا اور شعلۂ آتش نکلکر نقابدار پر چلے تھے کہ نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا شعلے غائب ہوگئے اور جھپٹ کر
ہاتھ تیغہ کا مارا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ وتار ہوگیا آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نام من سرخوار جادو منتظم
اقلیم پنجم بود جب تاریکی دور ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک صحرائے پُرخار ہے بحکم لوح ایک جانب چلے جاتے تھے
دیکھا کہ ایک باغ ہے اور اُسکے دروازے پر ایک بجلی کوند رہی ہے اور ایک طائر بیٹھا ہوا ہے نقابدار کو دیکھتے ہی اُس
طائر نے آواز دی کہ فتاح طلسم آپہونچا ہوشیار رہو بس اس آواز کے ساتھ ہی وہ برق جو دروازے پر کوند رہی تھی کڑک کر
جانب آسمان گئی اور نقابدار پر گری نقابدار نے تختی سر پر رکھ لی برق غائب ہوگئی اور ایک ساحر سامنے آیا ایک
سانپ اُسکے ہاتھ مین تھا بس اُس ساحر نے کچھ پڑھکر سانپ کے ٹکڑے کر ڈالے اور وہ سب اژدر بنکر نقابدار پر چلے مگر
جو نقابدار کے قریب آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور جتنی بوندین اُسمین سے ٹپکین اُتنے اژدر اور پیدا ہوکر نقابدار
پر چلے بس نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کرو نقابدار نے ویسا ہی کیا سب اژدر غائب ہوگئے
ساحر نے دیکھا کہ سحر رد ہوا چاہا کہ گریز کرے پر پرواز پیدا کر کے اُڑا کہ نقابدار نے تیر مارا سینے پر بیٹھا پشت کے پار گذر گیا ساحر
گرا آندھی چلی جب سیاہی برطرف ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نام من غدار جادو منتظم اقلیم ششم بوداب جو سیاہی
برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک میدان وسیع ہے اُسمین ایک گنبد ہے بس بحکم لوح اُسکی گنبد پر گرز مارا کہ گنبد
پھٹا اور ہومان جادو پیدا ہوا دیکھتے ہی نقابدار کو پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ اتنے دربند توڑکر یہانتک آیا
اور چھ بیٹون کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر کچھ سحر دم کرکے دستک دی کہ چہار طرف سے صدہا نقابدار
ایسے پیدا ہوئے کہ جنکے سر پر باز سایہ فگن تھے اور آکر انھون نے نقابدار کو گھیر نقابدار سمجھا کہ یہ فوج ہے تلوار
کھینچی اور لڑنا شروع کیا نقابدار لاکھ قتل کرتا ہے لیکن وہ کم نہین ہوتے بلکہ بڑھتے جاتے ہین اب ہومان جادو کو
مہلت ملی جلدی سے ایک گولا جھولی سے نکالا اور سحر دم کر کے مارا کہ وہ گولا قریب نقابدار کے آکر پھٹا اور اُسمین سے
ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جہان تیرہ وتار ہوگیا اب نقابدار کو کچھ نظر نہین آتا کسے تلوار مارے ہومان جادو تیغہ بکف نقابدار پر
چلا کہ اب اسے نابینا تو کر چکا ہون قتل کرون کہ باز سفید نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار لوح دیکھے نقابدار نے
تختی اُٹھائی کہ روشنی سے اسکی اندھیرا برطرف ہوا دیکھا تو ہومان قریب آچکا ہے چاہتا ہے کہ تلوار مارے نقابدار نے نعرہ کیا کہ وہ
دہل گیا نقابدار نے تیغہ مارا کہ سر پر پڑا مگر کچھ اثر نہوا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسنے جسم اپنا سحر سے لوہے کا بنا لیا
ہے یہ اسم جو درمیان لوح مین لکھا ہے پڑھکر حربہ کرو ہومان نے جو نقابدار کو لوح دیکھنے مین مصروف دیکھا چاہا کہ
بھاگ جائے بصورت ایک ہرن کی بنکر چلا جیسے ہی نقابدار نے اُسے ہرن بنکر بھاگتے دیکھا تیر پڑھکر مارا کہ پیشانی پر

پڑا اور پشت سے گذر گیا ہرن گر کر تڑپنے لگا آندھی چلنے لگی زمانہ تاریک ہو گیا جب روشنی ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من ہوماں جادو منتظم اقلیم ہفتم بود اب جو دیکھا نقابدار نے تو دروازہ شہر پناہ کا دکھائی دیا نقابدار
اندر شہر کے آیا دیکھا تو میلہ ہے اور ایک جانب ایک بارگاہ استادہ ہے اور بہت مجمع ہے نقابدار درانہ بارگاہ تک
پہونچا مگر ہاتھ میں جو نقابدار کے تیغ برہنہ تھی لوگ ڈر کر ہٹے دیکھا نقابدار نے کہ ایک جوگن انبار ہیزم پر بیٹھی ہے
اور صاحبقران اور فرزندان امیر جلنے کے لیے قریب اسکے جا چلے ہیں اور لوگ آگ دینے کو کھڑے ہیں بس جلدی
سے تیر بحر کمان میں پیوستہ کرکے اس جوگن پر بحکم لوح مارا کہ سر پر اسکے پڑا اور شعلۂ آتش پیدا ہوا کہ جوگن جلکر غائب
ہو گئی امیر اور سرداران امیر تیغ بکف نقابدار پر چلے کہ غضب کیا تو نے کہ معشوق کو ہمارے مار ڈالا نقابدار سمجھا
کہ یہ سب گرفتار سحر ہیں اس غصہ کا انکے اعتبار نہیں کچھ جواب نہ دیا مگر جب دیکھا دونوں وزیروں نے کہ سحر عالم آرا
جادو کا رد ہوا سمجھے کہ قضا آگئی اور سب کھیل بگڑا جان پر کھیل کر تیغ سے ایک ایک انگلی اپنی کاٹی اور کچھ سحر پڑھنا
شروع کیا کہ ایک دریاے خون بہا اور وہ ایک ایک انگلی اسمیں نہنگ بنکر ایک ایک کو نگلنے لگی پھر وہ دونوں
نہنگ منھ کھولکر نقابدار کیطرف چلے نقابدار نے بحکم لوح ایک اسم پڑھا اور اس دریا میں اپنے کو گرا دیا دیکھا تو
نہ دریا تھا نہ نہنگ تھے دونوں انگلیاں خون میں تڑپ رہی تھیں دیکھا ان دونوں وزیروں نے کہ یہ سحر بھی
رد ہوا بس ایک نے تو دو پتھر مارا کہ زمین شق ہوئی اسمیں کود پڑا دوسرے نے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا
وہ اسپر سوار ہو کر اڑا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب پانی خوب برسے اور زلزلہ سحر سے نکلے آئے اسوقت عکس
لوح کا ڈال لینا سحر رد ہوگا بس اڑتے ہی اس ابر کے اوپر سے پانی برسنا شروع ہوا اور زمین کو زلزلہ ہوا اور
پانی ابلنا شروع ہوا جب دیکھا نقابدار نے کہ پانی گلے گلے تک ہو گیا ہے بس عکس تختی کا ڈالا کہ وہ ابر بوند بوند
ہو کر زمین میں آرہا اور پانی میں ڈوب گیا بعد اسکے عکس زمین پر ڈالا کہ وہ پانی خشک ہو گیا اور طبق زمین کا شق
ہوا اور ایک ساحر اسمیں سے نکلا نقابدار نے بحکم لوح تیغ مارا کہ دونوں کی گردنیں اڑ گئیں آندھی سیاہ چلی زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا جب وہ تیرگی برطرف ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہوشمند جادو وزیر سلطنت عالم آرا جادو
بود دیگر عالم آرا جادو کا سحر جو رد ہوا تھا اور جوگن جل گئی تھی اسنے اپنی دربین بزور سحر ایک عقاب پیدا کیا تھا کہ
وہ سر پر اسکے سایہ فگن تھا بعد اسکے اسنے اپنی ران چیری اور کچھ پڑھنا شروع کیا اور چند پتلے بنائے ایک ایک
بوند خون کی انپر ڈالی کہ وہ سب اٹھ بیٹھے اور ان سبکی صورت عالم آرا جادو نے اپنی بنائی تھی اور اسیطرح ایک ایک
عقاب سبکے سر پر سایہ فگن تھا بس سامنے نقابدار کے آیا اور کہا کہ ہوشیار رہو اے نقابدار کہ غضب قدرت جبیر
نازل ہوتا ہے اور سب وہ پتلے کہ جو صورت تھے عالم آرا جادو کی نقابدار پر گوے ترنج نارنج سحر کے
برسانے لگے مگر نقابدار پر کوئی حرج اثر نہ کرتا تھا کیونکہ لوح نقابدار پاس موجود تھی اب نقابدار نے دوڑ دوڑ کر
تلواریں مارنا شروع کیں لیکن تلوار نقابدار کی کچھ اثر نہیں کرتی بلکہ اچٹ جاتی ہے ادھر عقاب باز کو گھیرے ہیں
مگر باز جسے پر مارتا ہے وہ عقاب جل جاتا ہے نقابدار نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح پھینک دو جو لوح کیطرف
چلے وہی اصلی ساحر ہے باقی نقلی ہیں اور جب قریب لوح کے پہونچے تو یہ اسم یاد کر لو تلوار پر دم کرکے مارنا نقابدار
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی لوح پھینکی ایک شخص دوڑا لوح کیطرف بس نقابدار نے اسم پڑھکر جو تلوار ماری دو ٹکڑے
ہوے بس اسکے مرتے ہی عجب تلاطم ہوا کہ شعلۂ آتش بھڑکے آندھی چلی جب سب آفتیں ختم ہو چکیں ایک صدا پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من عالم آرا جادو بادشاہ طلسم عالم تو ایجاد بود اب جتنی عمارتیں کہ عمدہ سحر کی بنی ہوئی تھیں غائب

ہوگئیں امیر اور فرزندان امیر اور عیار وغیرہ سب رہا ہوئے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ آئیے اب اُس خوگیں کے عوض
مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران امیر پشیمان ہوے نقابدار نے کہا کہ یا امیر اب اثاثہ صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو
تشریف لیجائیے اور عیار نے عمرو کا ہاتھ پکڑا کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف ہوے عبادت خدا کیجیے یا نہ ہاے عیاری مجھکو
دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب دیا کہ واقع میں تمنے بہت بہت کارنمایاں کیے ہین لیکن اثاثہ صاحبقرانی اُسوقت
دونگا کہ جب تم مجھپر غالب آؤگے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے اُن ساتون دربندون کا انتظام کیا اپنی طرف
سے وہان حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا مین رخصت ہوتا ہون مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت
دی تھی کہ امیر بلا مین پھنسے ہین جاکر رہا کرو اور یہ تحفے عنایت کی تھی جس سے مین نے ساحرون کا رد سحر کیا غرض
نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمرو کے پاؤن مین گدگدی معلوم ہوئی جیسے ہی عمرو نے پاؤن اونچا کیا
ایک شخص کفش پاؤن کی اُتار کر لے بھاگا عمرو نے کہا ارے چور ہی لینا اسے اور وہ عیار نقابدار تھا جواب دیا
کہ خواجہ صاحب یہ نشانی آپکی رہیگی میری ایک کفش رستے مین کہین گر گئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمرو جھنجھلاتا
رہا عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہونچے
اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق سکے بیبے بھیجا المختصر اُسیوقت وہان سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے
امیر بحر نے جواہر تھال مین رکھکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دریا تمام ہوا امیر نے اُسے خلعت دیا اور
جہازون سے اُتر کر مرکبون پر بیٹھکر سامنے شہر حبش کے آکر اُترے خبر شاہ حبش کو ہوئی کہ لشکر حمزہ آیا ہے وہ
حمزہ جسنے سیکڑون خدائیان باطل کی مٹائی ہین سلطنتین سلاطین گمراہ کی برباد کی ہین اسلام جاری کیا
سرداران زبردست اُسکے ساتھ ہین فوج بیشمار ہمراہ ہے جسوقت ہرکارون نے یہ بیان کیا بادشاہ حبش یہ
خبر سنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا سب افسران فوج اور سرداران کو بلاکر کہا کہ عجب
زبردست سے مقابلہ پڑا ہے اور حریف مع لشکر و فوج آپہونچا ہے آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو سبھون نے عرض
کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہمسے وہ کیا لڑ سکینگے القصہ لشکر باہر نکلا مقابل لشکر
حمزہ صاحبقران اُترا شاہ حبش بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب کمال نشہ ہوا حکم کیا کہ بجے
طبل جنگ اُسیوقت نقارہ پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے دعا و ثناے بادشاہی
بجالائے اور عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ بفضل پروردگار ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی
بجے جانبین مین چار پہر رات تیاری رہی صبحکو دونون لشکر معرکہ آراے نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین سیاہ زنگیان مین یہ عالم تھا کہ کالی گھٹا مین بجلیان چمک رہی تھین پس جسوقت صفین آراستہ ہوچکین اور
نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان مین آیا کہ قد مانند منارے کے بلند تھا اوپر کا
ہونٹھ پرہ بینی سے گذرا ہوا تھا نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑھی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل گراز نکلے ہوے تھے داڑھی
ناف کے نیچے تک لٹکی ہوئی تھی دونون رخسارے سیاہ مانند توے لوہے کے دریا مین غوطہ مارے ہوے
گینڈے پر غاشیہ زر لفتی پڑا کمر کینے پر باندھے ہوے آکر میدان مین کھڑا ہوا نام اُسکا اہرمن زنگی تھا
پکارا کہ ای خدا پرستو شاہ حبش مجھسے لاکھ پہلوان رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جنمین ایک ایک آدم خوار
شیر شکار ہے اور مین وہ ہون کہ میرے ہول سے شیر نیستان مین چھپے ہوے ہین نہنگ دریا سے باہر نہین نکلتے
اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آئے ہو اُدھر ہی چلے جاؤ فوج و سپاہ پر غرہ نہ کرو تمسے کچھ نہو سکیگا

ناحق مارے جاؤ گے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا بہادر ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ
کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کندۂ جہنم کیا لاف و گزاف بیہودہ کرتا ہی یہان
بہادران دیوکش موجود ہین تجھکو ایک ادنی یہان کا کافی ہی اور ثریا کے زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہی ثریا فیل کو کجک مار کر
مقابل اسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی
زندہ نہین بچتا نام میرا ثریا ہے زنگی ہو رفیق ہون شاہزادہ کرب غازی کا زنگی کہان اس زنگی نے نیزہ
ثریا پر مارا ثریا نے خنجر طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی ثریا ضرب اسکی رد کرکے تتق خاک سے
نکلا تھا کہ اسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب لگائی وہ بھی رد کی تین ضربین متواتر
رد کرکے جو ایک بار گرز مارا اہرمن پیوند زمین ہو گیا گینڈے سمیت ایک تہلکا ہو کر رہ گیا دوسرا حبشی
مقابلے کو آیا اسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اتار کر قتل کیا بیڑا اسکا نہ لگا اس روز ثریا نے ساٹھ حبشی واصل جہنم
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر
میدان مین صف آرا ہوے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نیب دے کر چلے گئے بیٹیا شاہ حبش کا
بیہودا اے زنگی مرکب کو جمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر اسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی مرزبان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار
ماری مرزبان نے تلوار اسکی رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے مرزبان
نے پھر مبارز طلب کیا ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اسکا چالیس ارج کا تھا مرزبان سے کہا کہ تو نے
غضب کیا کہ پسر شاہ حبش کو مارا مین تیرا کام تمام کرونگا مرزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہو سکے
قصور نکر وہ ملعون یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور مانند گراز کے چلایا شور مچایا اور گرز مرزبان پر مارا مرزبان نے
آتے گرز کو خیال مین کرکے کلۂ عمود کو پکڑ کے ایک جھٹکا دیا گرز اسکا چھین لیا اسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ مروڑ کر
چھین لی اور ڈالکر زنجیر کمر مین ہاتھ اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین لشکر اسلام
مین بھیجدیا الغرض اسیطرح شام تک بیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی خوابگاہون
مین داخل ہوے صبحکو صاحبقران نے دربار کیا اور ان زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از صدق
مسلمان ہوے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لاے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ یہان
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبحکو میدانداری ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب کیا
خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر
سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد ہم سخنی کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے عمود گران سنگ مارا
بہرام نے رد کرکے اپنا وار جو اسپر مارا تو وہ پشت گرگدن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے کمند مارکر اسے پکڑ لیا کیوان شاہ
بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایکبار اسپر جا پڑین تمام حبشی حربے پکڑ پکڑ بہرام پر چلے
بہرام تلوار کھینچکر آنیر دڑا ادھر سے صاحبقران نے جو یہ عالم دیکھا کہ تمام فوج ایک بہرام کے مقابلے کو آئی ہی اپنی
فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ تاریوان کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک کرو تمام لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام
دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اسی جنگ مغلوبہ مین بہرام تلوارین مارتا ہوا کیوان شاہ کے

تخت کے پاس ہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھاکر بہرام پر مارا بہرام نے کلہ عمود پکڑ کر چھین لیا اور کمر دیکر بین ہاتھ
ڈالکر اُسے اُٹھالیا اور باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے
گئے کہ حساب وشمار نہ تھا آخرکار حبشی گھانس منھ مین لیکر پکارے کہ الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے
ہین امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے مین آئے آرام کیا صبح کو دربار عام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھے
بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو آداب بجالایا
دست ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اور
چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے اور مذمت کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر امع تمام لشکر
مسلمان ہوا امیر نے سبکو جدا جدا خلعت دیا شاہ حبش نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے عرض
کیا کہ حضور چند روز یہان توقف فرمائیے کہ حقیر شہر مین جاکر سبکو مسلمان کرکے خدمت والا مین حاضر ہو فرمایا جاؤ
ہمنے رخصت دی کیوان شاہ شہر مین آیا پہلے اپنی اولاد کو بلا کر جمع کیا اور کہا مین تو مسلمان ہوگیا اور اس سے
بہتر کوئی دین مین نے نہ پایا تمکو لازم ہی کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوے دوسرے روز اسی طرح تمام
خاندان کو جمع کیا اور تلقین بدین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوے بعد اُسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور لشکر
گران اور تحائف لایق لیکر حمزہ صاحبقران کی خدمت والا مین حاضر ہو کر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور
اُسے خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبش امیر اور بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر مین اپنے
لیگیا دعوت کی امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے احوال لقاے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اس شہر کے سات دربند ہین پہلے دربند کو سہیلیہ کہتے ہین بنابرین حال دربند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہی کہ لقا بعد
مارے جانے زبرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آواز اور ضیغم خون آشام اور ضرغام زنابکار اور
یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زبرجد نگار سے بھاگ کر جہازون پر سوار ہو کر بجانب فرعونیہ
کو روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب مین نے اپنی
قدرت سے پیدا کیے ہین بعد دو مہینے کے ساحل پر ہونچا ہرکارون کو جہازون پر سے اُتار کر غراب پر سوار کرکے
بھیجا کہ جاکر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سرزمین مین ہم پہونچے ہین اور حاکم کا یہان کے کیا نام ہی ہرکارے گئے اور خبر دریافت
کرکے آئے اور عرض کیا کہ یہ سرزمین ملک فرعونیہ ہی اور دربند اول فرعونیہ کا ہی دربند سہیلیہ اسکا نام ہی حاکم یہان کا
سہیل چرم پوش ہی فرعون پرست ہی لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا اے بندگان من دیدی قدرت خدائی
مرا کہ کیا تقدیر کی مین نے کہ ایسے دریاے قہار سے کیونکر گذرا اور کسیکو ضرر نہ ہونچا کیسے کیسے عجائب غرائب تم سبکو دکھائے
وہ جو نادان اُسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہی تیری خدائی کی کنہ کو کوئی نہین پہونچا ہی یہ سنکر بھون نے
سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے مین پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو اُسے بجالائین وہ بولا تقدیر کی کہ خیمہ ہمارا
لب ساحل برپا ہو اسباب اُتار دو دامنہ کوہ مین سراپردے استادہ ہون کہ بدولت خود دریا سے اُتر کر خیمے مین داخل
ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا تقدیر کیجیے سب حکم اُسکا بجالائے اسباب اُتارا خیمے لب ساحل استادہ کرائے لقا اُتر کر داخل
خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت مین بسر کی بعد اُسکے حکم کیا کہ باربرداری لاؤ اور صبح کو یہان سے کوچ کرد غرض کوچ
کرکے قریب دربند سہیلیہ کے سات فرسخ جا اُترے دوسرے روز حکم دیا کہ نامہ لکھو سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص

خداے ملک باختر ہو اور فرعون شاہ اُس شخص کا چھوٹا بھائی ہو سیر کو ملک زبرجد نگار کی گیا تھا زبرجد شاہ
نے نافرمانی کی اُسے خدا پرستون سے قتل کروا کر اب یہان آیا ہون بہتر ہو کہ آکر میری خدمت مین حاضر ہو جسوقت
وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دے کر روانہ کیا وہ بے وسواس چلا اتفاقات روزگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے
کو آیا تھا گذر اسکا لشکر زمرد شاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہو داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کر کے
وہان سے پھر اسامے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلود دیکھکر حال پوچھا اُسنے جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا بیان
کیا کہ اس اثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ تو کون ہو اور کہان سے آیا ہو
اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمرد شاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خدا وندلے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا ہو سہیل جانتا تھا
کہ لقا بڑا بھائی فرعون شاہ کا ہو مسند پر سے اُٹھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے
سرداروں کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین تشریف لیچلیے لقا اُسکے ساتھ
ہو لیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوے داخل دربند ہوا اندر دی تحفے پیش کیے ضیافت کی بعد چندروز کے لشکر صاحبقران کا
دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی کہ خیمہ سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو
کانپ اُٹھا اور بھڑ اگیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سُنکر نادم و پشیمان ہوا کہ کسواسطے تو نے لقا کو دامن پناہ دیا مگر لقا
سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر صاحبقران کو خبر
ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ زرّی نوازش مین آئے اُسیوقت نقارہ زرّی
پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہو لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست کرنے لگا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب پکر نکل گئے اُسوقت سہیل چرم پوش لقا سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت
امیر شرق و غرب مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا سہیل سے نگاہ وزن ہوا اور مرکبون کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے
مقابل ہوا سہیل نے کہا ای خدا پرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے کرب پکارا کہ وہ جو تو نے سُنا
ہو کرب دلاور داماد حمزہ صاحبقران پر بلم زنندہ دولت سکندر زمن ہیکلان سے

نظر کردہ شیر پروردگار کند دشمنم الحذر الحذر	بمیدان چو تیغم زر افشان شود سکندر چو آئینہ حیران شود	یل نامور کرب عالی تبار ز شور نفیر قیامت اثر

سہیل بولا کہ ہان تعریفین تیری بختیارک کی زبانی سنی تھین لا جو تجھ کو حرب پر رکھتا
کرب پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہو کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا
حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہو اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ کرب پر مارا آخر لاور
نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہیل نے غضبناک ہو کر تلوار ماری کرب نے تھپکی دے کر دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ
ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُنسے اُتر اُتر کر سرگرم تلاش ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے
لنگر اُسکا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چڑھکر چھاتی پر کھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا
دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہون مین داخل ہوے صبح کو دربار معمور ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو
بلا کر تلقین بدین اسلام کیا اُس نے عرض کیا کہ شہریار ایک شرط میری ہو اُسے اگر پورا کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام
قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد اُسے قید سے رہا کرو اُسیوقت حداد نے قید اُسکی کاٹ دی وہ آکر قدمون پر گرا امیر نے اُسے
دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمہاری کیا ہو بیان کرو عرض کیا کہ شہریار

غلام کے شہر سے تین فرسخ پر ایک درہ کوہ ہے اُسکے اندر تختہ لالہ زار ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آگ لگی ہوئی ہے جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے وہی تختہ لالہ زار نظر آتا ہے اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سرخ کا ہے جو کوئی قصد کرتا ہے کہ اُس
گنبد تک جا کے دیکھے کہ اُس گنبد مین کیا ہے جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہو گیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اُسکو کھا جاتی
ہے یا آسمان پر کوئی اُٹھا لیجاتا ہے آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہو جائے اور
یہ بھی معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہے اُسے کون لیجاتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے سہیل جرم پوش پہلے یہ عقدہ تمھارا حل کر دینگے
بعد اُسکے تمسے سوال اسلام لانے کا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمھارے ساتھ چلینگے سہیل اُسی وقت نکلکر سوار ہوا اپنے
خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا ان سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا
آپ نے حمزہ کے مٹانے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہے القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سرداروں سمیت سوار ہو کر سہیل کے ساتھ روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان نے کہ
فرسخ در فرسخ تختہ لالہ زار ہے بیچ مین اُسکے ایک گنبد مرجان سرخ کا ہے اور عکس آفتاب کا جو اُس پر پڑتا ہے تو
آفتاب کی جوت اور اُسکی جوت ایک ہو گئی ہے نگاہ اُس پر نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہے امیر نے فرمایا کسی واجب القتل
کو بلاؤ واسطے امتحان گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ
تو جا کر اِس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا غرض وہ نہایا لباس نفیس پہنا
مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادت خانہ
استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہو گئی امیر سر شام سے
کھانا نوش فرما کر اُسمین داخل ہوئے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے
دست مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بخضوع و خشوع و فزع بجزع دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنی بندہ ذلیل تیرا تو خالق جلیل میرا امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہو اور یہ کیا سبب ہے کہ جو
آدمی اس گنبد کے پاس جاتا ہے غائب ہو جاتا ہے اسکی کیفیت بھی منکشف ہو جائے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات
باقی تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہو گئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا
جب پاس آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہما السلام ہین تسبیح ہاتھ مین درود پڑھ رہے
ہین کہ دوہا نور محمد ہیت کہ سمرت رہ دکن رین + یاران علی جی فاطمہ حسن حسین دو نین + اور کچھ ملائکہ نورانی شکل کے
حضرت کے ہمراہ تھے صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہے پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے حضرت نے
پوچھا کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپ پر سب حال ظاہر ہے عرض یہ ہے
کہ حال گنبد کا میرے اوپر کھلجائے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہے اور عابد جن یہان کا مالک ہے جو کافر وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہے وہ اُسے اُٹھا لیجاتا ہے مار ڈالتا ہے آپ وہان جائیے اور جسے جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ
آپکے اختیار مین ہے جسکو چاہیے یہان کا مختار کیجیے عابد جن فقط آپکے دیکھنے کا منتظر ہے وہ آپ کی زیارت
سے مشرف ہو کر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اُسکو دفن کر کے جہان جی چاہے جائیے گا یہ کہکر حضرت سلیمان ع نظر سے
ناپدید ہوئے آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و مطہر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا سپہر برین نظر آئی
اپنے دل مین خیال کیا کہ خواب تمھارا سچا ہے وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادت خانے سے باہر آئے عمرو نے دیکھا کہ نور
چہرے پر صاحبقران کے ساطع و لامع ہے دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حمزہ حال بیان کر فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہے

مکان مبارک ہی جن یہان رہتے ہین جو کافر جاتا ہی اُسے مار ڈالتے ہین اندرون گنبد جانے نہین دیتے سہیل چرم پوش
بھی موجود تھا اُسنے بھی تمام حال سُنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا ای سہیل تم دیکھو اب ہم وہان جاتے ہین
اور عمرو کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار مین روانہ ہوے سہیل دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب
گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا کہ ایک
مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُس نے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑ کر اندر گنبد کے لے گیا صاحبقران
اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک قبر اسکے بیچ مین تھی چار طرف گلدستے پھولون کے رکھے تھے جلنے کے
لوٹے روغن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کے واسطے لاکر موجود کیا
اور عرض کیا کہ ای شہریار اگر مین مرجاؤن تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل وکفن دے کر دفن کر دیجیے گا اور کلمہ مجھے
تعلیم فرمائیے کہ مین دین محمدی اختیار کرکے مرون کہ موت میری قریب ہی صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھایا بس ایکبار
اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو سے کہا جاؤ
خواجہ سب سردارون کو جمع کرو اُسکے جنازے کی نماز پڑھین عمرو جاکر سبھون کو لایا سہیل چرم پوش بھی آیا
گنبد کی زیارت کی میت کی نماز ہوئی بعد اُسکے دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہان سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت
از سر صدق مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے حلیہ خانہ کا مختار کیا پھر متوجہ ہوے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا
عمرو نے عرض کیا کہ لقا بھاگ کر دربند نقرہ کوہ مین گیا ہی فرمایا کہ مین جبتک اُسے مار نہین لیتا ہون یا دائرہ اسلام
مین نہین لاتا جبتک مجھے آرام نہین جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ سیدھا
فرعونیہ گیا ہی یا کہین اور ٹھہرا ہی عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے پیچھے اُسکے گئی ہین خبر لایا چاہتی ہین امیر کو خبر لقا کے تھارہین چھوڑ گئے

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل چرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار رہا اُسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد
ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ ہوا کہا لوگون سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونون راستے کدھر کو گئے ہین راہ گیرون
سے معلوم ہوا کہ ایک راہ فرعونیہ کو گئی ہی اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہان کا سکندر شاہ ہی لقا بختیارک کیطرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ ای شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم اور مین نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر رکھے ہین جو تو صلاح دیگا
وہی تقدیر مین کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوند آپ تو بوم خصال ہین جس مرز بوم مین جاتے ہین اُسکو بغیر ویران
کیے نہین رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے مین قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا نے یہ سنکر وہان سے
کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہان پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی نقرہ مصقول کا کہ نگاہ اُسکی چمک پر ٹھہر نہین سکتی
اور زیر کوہ ایک دریا ہی کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہین معلوم ہوتی جہانتک وہ پہاڑ
ہی وہانتک دریا بھی چلا گیا ہی اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جائے بغیر دریا سے عبور کیے نہ جا سکے اور دریا پر
ناؤ بیڑا کشتی غراب جہاز کچھ نہین مگر ایک [illegible] ہی اژدہے کا کہ سر اُس اژدہے کا تو اُس پار ہی کہ منھ کھولے
ہوے قلاب آتشین چھوڑ رہا اور تمام جسم دریا پر ہی دم پہاڑ مین ہی اور اس پار سے اُس پار تک نیلوفر
پھولا ہوا ہی راہ اُس پار جانے کی کہین نہین معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم
بختیارک بولا جہان آپ آئے ہین انھین بلانے اور نہ بلانے کا اختیار ہی اگر انکو کفالت آپکی کرنا منظور ہی تو
وہ آپکو بہر طریق بلا لینگے لقا نے ناچار وہین خیمہ استادہ کروا دیے لیکن ہرکارون نے خبر لقا کے آنے کی

سکندر شاہ کو پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہوا در جاتا ہو ملک
فرعونیہ کو سکندر شاہ نے کہا ای نقابدار سیاہ پوش تم جاؤ اور جو لقا یہان آئے تو لے آؤ نقابدار روانہ ہوا صاف
پل اژدہا پر سے چلا آیا لقا کو خبر ہوئی کہ آج پل اژدہا پر سے نقابدار آتا ہی لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ جا کر نقابدار کی
پیشوائی کر کے لے آؤ وہ گئے استقبال کر کے نقابدار سیاہ پوش کو لائے نقابدار نے آکر لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ یا زمرد شاہ باختری
آپ برادر بزرگ ہین خداوند فرعون شاہ کے یہان آپ رونق افزا ہوے ہین تو چندے نقرہ کوہ مین بھی تشریف رکھیے
بختیارک نے کہا کہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدر ہفت سر آتا ہو جو اُس سے ہمین بچانے کا ارادہ کرے وہ دامن پناہ
دے نقابدار بولا ملکجی یہان ایک حمزہ کیا اگر لاکھ حمزہ آئینگے تو سب مارے جائینگے لقا پکارا کہ مین نے ستر ہزار برس
پہلے ہی تقدیر کی تھی کہ نقرہ کوہ مین رہونگا تمھارے ساتھ چلونگا اور دعوت نقابدار کی تیاری کی دن کو تو نقابدار دن
رہا رات کو لقا سے کہا کہ چلیے مین راتون رات آپ کو نقرہ کوہ مین پہونچا دون یہ کہکر لقا کی کمر مین ہاتھ ڈالا اُسیوقت
ایک تاریکی ہو گئی اور آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جسوقت آندھی برطرف ہوئی لقا نے مع لشکر اپنے کو اُس پار
پایا اور نقابدار لقا کو ہمراہ لیے ہوے شہر سکندریہ مین پہونچا سکندر شاہ استقبال کو آیا لقا سے ملاقات کی اپنے
ساتھ شہر مین لا کر دعوت و ضیافت کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا حال حمزہ صاحبقران
کا بیان کیا اور کہا کہ ای سکندر شاہ ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنھون نے شہر کے شہر ساحرون
کے غارت کر دیے ہین سکندر شاہ نے کہا مین حال اُنکا سُن چکا ہون مگر یہ خدائی ہی خداوند فرعون شاہ کی
یہان سب مارے جائینگے اور اُسیوقت ایک نامہ لکھوا کر پاس شہناز جادو کے روانہ کیا مضمون اُس نامے کا یہ تھا
کہ ای شہناز جادو ہمنے لقا خدا ے باختر کو اپنے پاس دامن پناہ دیا ہی اور تعاقب مین اُسکے حمزہ آتا ہی
وقت ہی کہ تم آکر ہماری مدد کرو خدا پرستون سے لڑو دوستی اور محبت اسی دن کے کام آتی ہی اب تمکو لازم ہی کہ
بہت جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان آکر دھوؤ ہم تمھارے منتظر ہین اور ایک نامہ اسی مضمون کا
چہل درے والون کو روانہ کیا لقا سے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے حمزہ یہان آئیگا تو اُسے حال معلوم ہو جائیگا لقا تو
یہان عیش و عشرت مین مصروف ہوا اسکو تو یہین چھوڑیے اب حال جاسوسان لشکر اسلام کا سُنیے کہ بائیس جوڑی
ہرکارون کی لقا کے ساتھ خبر کیواسطے آئی تھی کہ دیکھین لقا کہان ٹھہرتا ہی اور کون اسکا کفیل ہوتا ہی یہ لشکر لقا سے
علیحدہ سامنے نقرہ کوہ کے درختون کے نیچے اُترے ہوے تھے صبح کو جو دیکھا تو لشکر لقا کا نام و نشان نہ پایا چار طرف
دوڑے کہین سراغ نہ لگا بلند درختون پر چڑھکر جو دیکھا تو دریا کے اُس پار خیمے لقا کے معلوم ہوے آپسمین کہا کہ اُس پار
دریا کے چلکر دریافت کرنا چاہیے کہ کسنے لقا کی دستگیری کی ہی کون کفیل ہوا ہی بغیر تحقیق کیے حضور بادشاہی مین کیا جا کر
عرض کرینگے ایک نے کہا کہ ظاہر ہی یہان کارخانہ سحر کا ہی بغیر سحر یہ پل اژدہا کیونکر حائل ہی دوسرے نے کہا کہ ہان یہ سچ
ہی مگر یہ تو حال نہین معلوم کہ کونسا ساحر ہی بغیر اُس پار جانے کچھ حال مفصل نہ معلوم ہوگا آخر کار دو جاسوس مشکین دم
کر کے سینے کے نیچے رکھکر شناوری کرتے ہوے روانہ ہوے جاتے جاتے قریب کنارے کے پہونچے دہان وہ جو نیلوفر پھولا ہوا
تھا اُسکے ریشے مین سے آواز چٹکنے کی پیدا ہوئی شعلہ ہاے آتش اُسمین سے نکلے اور نکلکر دونون عیارون پر دوڑے
عیارون کی یہ حالت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پاؤن مُنھ کے پھول گئے شناوری بھول گئے چاہا کہ اُدھر سے پھرین پر
کب جاتا ہی پکارے کہ یارو ہم تو گرفتار بلا ہوے بس وہ عیار سمجھے تھے کہ شعلہ آتش اُنکو لپٹ کر دریا مین لیکر بیٹھ گئے
اُنتالیس جوڑیان بھاگ کر لشکر اسلام مین آئین پرچہ اخبار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا عمرو نے بنظر اشرف شہنشاہی

گذرانا بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر صاحبقران کو دیا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف
نقرہ کوہ کے روانہ کرے عمرو اور بادشاہ اسلام نے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور اُدھر تشریف لیجائین
تو ساعت سعید دکھواکر کوچ فرمائین اسواسطے کہ یہ دربند فرعونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہی امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض
کیا کہ حضور نجومیون کو بلوائین ساعت سعید دکھوائین اُسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو چوبدار روانہ ہوا
بعد ایک گھڑی بھر کے چارون بھائی آکر حاضر ہوے نیم تخت انکے بیٹھنے کو دیا تعظیم کی اور کہا کہ آپ رمل مین ملاحظہ
فرماکر کہیے کہ کسدن اور کونسی ساعت یہان سے نقرہ کوہ پر جائین اُنھون نے اُسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی
کے دست او بستہ عرض کیا کہ نقرہ کوہ پر قران صعب ہی جو بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجاینگے تو بہت اچھا
ہی یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا اُن چارون بھائیون کو خلعت ہوے چار توڑے اشرفیون کے ملے وہ تو چلے گئے
صاحبقران نے کہا مین نجومیون کے کہنے پر کبھی عمل نہین کرتا اور یہ کبھی سچے نہین ہوتے کذب المنجمون برب الکعبہ جو مرضی الٰہی ہی
اُسپر مین راضی ہون تقدیر بتدبیل نہین ہو سکتی عمرو بولا حمزہ خواجہ زادون کے احکام مین کبھی فرق نہین ہوتا دو مہینے
بعد اُدھر جائیےگا بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چندے توقف فرمانا مناسب ہی فرمایا مین نہ مانونگا اور پہلوان عادی
کو بلاکر حکم دیا کہ جلد پیش خیمہ شہر سکندریہ کی طرف روانہ کرو عادی بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر تو تمام لشکر مین
غلغلہ ہوا اور سبکے خیمے روانہ ہوے نقارہ کوچ کا بجنے لگا صبح کو امیر چاہتے ہین کہ آپ بھی سوار ہون کہ ہرکارے نے خبر دی
کہ کل سے کرب غازی بکل ہی تپ محرقہ بہت شدت سے ہی کہ بیہوش ہی فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پر سوار ہوے
تھے کہ اندلس پہونچا عرض کیا کہ کرب کا بہت برا حال ہی زبیدہ شیرگیر نے عرض کیا ہی کہ حضور ذرا دیکھنے جائین
صاحبقران مع فرزندون کے تشریف لیگئے زبیدہ شیرگیر نے سلام کیا آنکھون مین آنسو بھر لائی امیر نے اُسے گلے
سے لگایا کرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا کہ ہاتھ مین چھالا پڑجائے صاحبقران مع فرزندان ذیشان
رونے لگے عمرو نے وقت پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجیے چندے ٹھہر جائیے دیکھتے ہین آپ کرب کی کیا حالت ہی
تمام چہرہ تمتمایا ہوا ہی آنکھین سرخ ہین عجب کیفیت ہو گئی فرمایا کہ معمول میرا نہین ہی کہ پیش خیمہ پھر آئے عمرو نے کہا کہ پیش خیمہ پھر
کاہیکو جہان ہی وہین رہے فرمایا یہ بھی نہوگا اور خواجہ بزرگ امید کو بلاکر فرمایا کہ آپ تشخیص کرین کرب کو ساتھ لیجاؤن
اُنھون نے عرض کیا آب و ہوا سکندریہ کی بہت ناقص ہی کرب کا ساتھ لیجانا اچھا نہین ہی امیر نے زبیدہ شیرگیر کو گلے
سے لگاکر کہا کہ اے فرزند تم بھی یہین رہو خدا فضل کریگا کرب شفا پائیگا تمھین جلد بلا لینگے زبیدہ شیرگیر خوب روئی
اور بدیع الزمان سے لپٹ کر حالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے
خواجہ بزرگ امید کو علاج کیواسطے وہین چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ کرب کے خبردار رہنا کہ اس اثنا مین کرب
کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا اور غلام
ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہین رہنا مناسب ہی خدا تمھارا نگہبان ہی غرض سب کو گریان و نالان
چھوڑ کر آپ سوار ہوکر ملک سکندریہ کو روانہ ہوے کوچ بر کوچ بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے سکندریہ
پر پہونچے بارگاہ ہشامی برپا ہوئی تمام لشکر وہان اُترا چار گھڑی دن باقی تھا کہ امیر عمرو کو ساتھ لیکر تماشا
دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آئے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب کے جوش مار رہا تھا پھول کنول
کے پھولے ہوے تھے عکس سبزہ جو نقرے پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا تھا فرمایا خواجہ
کیا کیفیت و بہار ہی کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفین کرنا شروع کین امیر نے کہا تم سکتے تھے

کر دو شخص اس دریا مین غرق ہو گئے مجکو یقین نہین آتا کہ گل نیلوفر مین سے شعلہ نکلا ہو اور آدمی کو لپیٹ کر لے ڈوبے
عمرو نے عرض کیا کہ مین نے آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سُنا ہی تو میان خیبری نے عرض کیا پیر و مرشد میری آنکھون
کے سامنے شعلہ ہاے آتش نکلے اور انکو لپیٹ کر لے ڈوبے امیر نے فرمایا کہ جہان گل نیلوفر نہون اودھر سے کوئی اُس پار
جائے اور خبر لقا کی لائے ایک شاگرد ہی عمرو کا کہ نام ہی اسکا فریدون اُسنے عرض کیا کہ غلام جاکر خبر لقا کی لائیگا
عمرو نے کہا کہ ای فریدون تو ہرگز جانے کا کر ارادہ نہ کر کہ یہ دریاے سحر ہی اور امیر سے کہا کہ حمزہ یہ عیار دیوانہ
ہو گیا ہی آپ چلیے یہان کھڑے رہنے سے حاصل کیا ہی فرمایا کہ خواجہ تم مرد کو نامرد بنائے دیتے ہو وہ مستعد ہی جانے کو
تم ڈرائے دیتے ہو خواجہ موت زیست سب کے ساتھ ہی اگر اسکی زندگی ہی تو کوئی اسکا کچھ نہین کر سکتا اور جو
قضا ہی تو کہین نہ بچیگا غرض فریدون تختہ کنول کو ایکطرف چھوڑ کر شہنا دم کے بیٹ تلے رکھکر شناوری کرتا ہوا
چلا یہانتک کہ نصف دریا طی کیا کہ امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھا وہ دونون شخص احمق تھے جو گل نیلوفر کی طرف
سے گئے دیکھو فریدون جا پہونچا عمرو نے آواز دی ای فریدون احوال مفصل دریافت کرکے آنا اُسنے جواب دیا
بہت اچھا خوب حال دریافت کرکے غلام آئیگا یہ کہتا ہوا قریب کنارے کے پہونچا تھا کہ دریا متلاطم ہوا ایک
نہنگ سیاہ پیدا ہوا اور فریدون کو نگل کر دریا مین غرق ہو گیا عمرو نے نہایت فریدون کا افسوس کیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ دیکھا تو نے یہان کارخانہ سحر کا ہی یہ تمام دریا جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر وہان سے
پھر کر داخل خیمہ ہوئے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی کیونکر اس دریا اور ریل اژدہا سے پار گذریگا اور حریف کوئی معلوم
نہین ہوتا بو سے آدم کہین نہین آتی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لوگ عاقل ہین جانتے ہین کہ جنگ دوسرا اردو
اور تیرا نام تمام زمانے مین مشہور ہی کہ حمزہ جس ملک پر گیا اُسے فتح کیا ابھی شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کو
مار کر خدائی زبرجد شاہ کی برباد کرکے آیا ہی اس سبب سے وہ چھپکے بیٹھے ہین امیر یہ سُنکر خاموش ہو رہے ایک
مہینا بھر وہان صاحبقران کو گذرا کہ ایکدن فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ ہمکو عرصہ یہان آئے ہوئے گذرا اور کوئی
پرسان حال نہین ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ جنگ سے کنارہ کیے ہوئے خاطر جمعی سے بیٹھے ہوئے ہین جانتے ہین کہ
حریف آیا ہی جھک مار کر چلا جائیگا ہم کیون سامنا کرنے جائین پس صاحبقران کو یہ لفظ جھک مارنے کی بہت
ناگوار طبع ہوئی فرمایا کہ ابھی گھوڑا ڈالکر دریا مین اُس پار جاتا ہون یا حریف کو پیدا کرونگا یا جان اپنی دونگا یہ کہکر
تلوار ٹیک کر اُٹھے ساتھ ہی اُنکے سب سردار بھی تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے باہر بارگاہ سے آکر رکیب
سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ تم مزاج سے صاحبقران کے کیا واقف نہ تھے جو ایسا کلمہ مُنہ سے نکالا
اب غضب ہوا کہ اُدھر صاحبقران دریا مین گئے ادھر ہم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو بولا کہ شہریارا مین خود
نادم ہون کہ یہ کیا کہا مین نے اور دوڑ کر سامنے امیر کے آیا عرض کیا کہ یا حمزہ خطا میری معاف کر اب تو دریا
کیطرف نہ جا سب کہینگے کہ عمرو نے حمزہ کو غیرت دلا کر دریا مین ڈبوا دیا فرمایا کہ تمھاری خطا کچھ نہین مین بغیر حریف
کو پیدا کیے ہوئے نہ پھرونگا اور غصے کے مارے آنکھین صاحبقران کی لال ہین بال بدن کے کھڑے ہوئے ہین گھوڑا
اُڑائے چلے جاتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار فرزندان عالیوقار چلے آتے ہین عمرو اشقر
سے لپٹا ہوا منت اور عاجزی کرتا ہوا چلا جاتا ہی سامنے دریا کے آ پہونچے ہین سبکو یقین مرگ ہی کہ اب نہین بچتے
لیکن عمرو نے جب دیکھا کہ حمزہ میرا کہنا نہین مانتا اُسوقت دعا مانگنا شروع کی کہ ای پروردگار کوئی سبب
ایسا کر کہ میری بدنامی مٹے اور حمزہ بچ جائے ہنوز دعا عمرو کی ختم نہوئی تھی کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے

آکے مجرا کیا اور عرض کی کہ شہریار آج نقرکوہ مین ایک دروازہ پیدا ہوا ہو اور لوگ علم و نشان لیے ہوے اژدہون پ
سوار پل اژدہا پر سے گذر کر اس پار چلے آتے ہین عمرو نے کہا کہ حمزہ خدا نے ارادہ تیرا پورا کیا حریف آیا ہو صاحبقران
نے گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور آگے بڑھکر جو دیکھا تو واقعی اژدہون پر علم و نشان و خیمہ و خرگاہ لدے
ہوے چلے آتے ہین اور پیچھے اُنکے ساحران غدار اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلا آتا ہی صاحبقران اپنے خیمے کیطرف
پھرے خیمہ نقابدار سیاہ پوش کا مقابل لشکر صاحبقران استادہ ہوا فوج اُسکی تمام وہان اُتری نقابدار داخل خیمہ
ہوا دنگل پر اپنے بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کل
یہ خداپرست میرے ہاتھ سے کہان جائینگے سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیاہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسی وقت
طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر لیکر روانہ ہوے یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین رونق افروز ہین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سردار گرد و اطراف مین دورہ باندھے ہوے بیٹھے ہین ذکر نقابدار
سیاہ پوش کا ہو رہا ہو صاحبقران فرما رہے ہین کہ یہ نقابدار فوج قلیل سے جو اتنے بڑے لشکر کا سامنا
کرنے آیا ہی کچھ نہ کچھ اسرار ہی عمرو عرض کر رہا ہی کہ شہریار ظاہر ہو کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہو اور مجھکو تو نقابدار
ساحر معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہو کل اُسکا ارادہ ہو کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو سامنا کرے غازیان دیندار سے
فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہو جو خدا بہتر جانیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی بتائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے
اُسی وقت نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر مقابل یکدیگر میدان مین صف باندھکر کھڑے ہوے اُدھر نقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ مع
بختیارک وغیرہ آکر بیٹھے جوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے چاہتا ہی نقابدار کہ
مرکب چمکا کر میدان مین آئے کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا دونون لشکر دیکھنے لگے ہرکارے خبر کیواسطے
روانہ ہوے مگر گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو فوج شیرسرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار شیرسر کہ منہ اُنکے
شیرون کے اور دھڑ آدمیون کے تھے بادشاہ شیرسرون کا شیرزاد شیرسر مع پسر یعنی شیرویہ شیرسر کو ہمراہ لیے ہوے
آگے تھا آکر شریک نقابدار سیاہ پوش ہوا ہنوز یہ شیرسر قائم نہونے پائے تھے کہ اور گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور فوج
فیل سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار فیل سر آئے اور سردار اُنکا حمران فیل سر تھا وہ بھی آکر شریک نقابدار ہوا
بعد اُسکے اور گرد اُٹھی اور فوج طاؤس سرون کی پیدا ہوئی چالیس ہزار طاؤس سر آئے اور سردار اُنکا طیران طاؤس
تھا وہ بھی آکر نقابدار کا شریک ہوا پھر فوج سگ سرون کی آئی چالیس ہزار سگ سر آئے اُسکے بعد شترسر اور اسپ سر اور
میش سر اور کرگدن سر اور مرغ سر وغیرہ چہل درے کی چالیسون قومین شام تک آئین نقابدار نے طبل بازگشت بجوا کر
پھر گیا سبھون کو اپنے ساتھ لیے ہوے خیمے مین داخل ہوا اُسکی خاطر و مدارات کی سب نے کہا کہ نامہ پہونچتے ہی ہم وہان سے
روانہ ہوے ہمارے وقت پر پہونچے کہ ابھی لڑائی شروع نہوئی تھی اور آپ اب طبل جنگ بجوائیے ہم سب جانبازی
کو موجود ہین سب خداپرستون کا کام تمام کرینگے نقابدار نے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لشکر نقابدار مین طبل جنگ
بجا ہرکارون نے آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ نقابدار نے شیرسرون کے نام طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کچھ اندیشہ
نہین ہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے کہ صفین کیراستہ
ہو مین نقیب نقابت کرکے چلے اُسوقت شیرویہ شیرسر کہ شاہزادہ ہی تمام چہل درے کا سب قومون مین اُسکی طرح مین سامنے

نقابدار کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستون کا کام تمام کرو فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہی
وہ سلام کرکے اپنے شیر پر سوار ہوکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے رستم خان بن گنجاب بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا جب اُسکے برابر ہوپہنچا گھوڑا رستم خان کا شیرویہ کی صورت دیکھکر ڈرا اور بھاگا دیب حبش
کے سردار خندہ زن ہوے کہ رستم خان حریف سے بھاگا قہقہے اُڑانے لگے رستم خان خفت زدہ ہوکر گھوڑے پر سے کود
اور تلوار کھینچکر گھوڑے کو مار ڈالا اور شیرویہ کے سامنے آیا اُسنے کہا کہ تو کون ہے کیا نام ہی تیرا بیان کر کہا کہ مین بیٹا ہون
گنجاب بن گنجور کا سحر مان دیو کش کا جو آگے پیغمبر نامی نقاب دار تھا وہ مارا گیا اب مین رفیق ہون شاہزادہ بدیع الزمان
بن حمزہ صاحبقران کا اُسنے کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا اب اپنے جی کی آرزو نکال لے جو کچھ حربہ کرنا ہو کرے رستم خان
بولا ہم اہل اسلام مین پیشدستی نہ کرینگے اسلئے کہا خیر معلوم ہوا تم اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتے یہ کہکر دونون بغلا
رستم خان پر مارے سینے پر رستم خان کے پڑے کہ زرہ کو توڑ کر سینے کو توڑا رستم خان بیقرار ہوگیا شیرویہ نے اسے
دونون ہاتھون پر اٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلا بدیع الزمان نے دیکھا کہ یہ شیر سر رستم خان کو لیچلا بیتاب
ہوکر بغیر اجازت بادشاہ اسلام نعرہ کرتا ہوا دوڑا کہ او کافر کہان لیے جاتا ہی میرے رفیق کو آیا مین لیکر اور چلا تھا
ابھی اُسکے برابر نہ پہونچا تھا کہ جہان افیل سر دوڑا کہ او خدا پرست کہان میرے شاہزادے پر آتا ہی تو میرا حصہ ہی اور تلوار
بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے تلوار سپر پر روک کر جو اُسکے سر پر تلوار ماری مع مرکب دو ٹکڑے کیے
طیران طاؤس سر نے بائین طرف سے تلوار ماری پشت تیغ پر اُسکی تلوار روککر جو کمرگاہ پر اُسکی ہاتھ مارا مانند
خیار تر کے دو کیا ہلال سگ سر اور جھلال سگ سر یہ دونون بھوکتے ہوے آئے تلوارین بدیع الزمان پر
مارین بدیع الزمان نے دونون کی تلوارین چھین کر گردن مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے دونون
کے نکل پڑے واصل جہنم ہوے اب با تیغ خون آلود شیرویہ کے پاس پہونچا اور کمربند مین رستم خان کے ہاتھ ڈالکر
کھینچا کہ شیرویہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسے پشت تیغ پر روککر جو اپنا وار کیا تلوار شیرویہ کے سر پر پڑی کر
تا دو ابرو اُتر گئی اُسی حالت مین رستم خان ہاتھ سے چھوٹ گیا شیرویہ نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار بدیع الزمان پر
ماری بدیع الزمان نے اُسے خالی دی ہاتھ جو اُسکا خالی گیا تکان جو پہونچی سامنے بدیع الزمان کے گر پڑا شاہزادے
نے کہا ای عزیز تو زخمی ہی گھبرا نہین ہوشیار رہو کسواسطے کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا بہادرون کا کام نہین ہی جا اپنا علاج کر یہ کہکر
رستم خان کو لیکر پھرا اسی اِدھر نقرہ کوہ پر تجبارک نے سکندر شاہ سے کہا کہ ای سکندر شاہ دیکھی ترنے شجاعت بدیع الزمان
کی بھی سر فتنہ ملک باختر و ماوندر شاہ ہی سکندر شاہ نہایت حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ خدا پرست کیا بلا کے ہوگئے ہین
ایکطرفۃ العین مین کس کس کو مار ڈالا کہا ڈر کی جنکی صورت دیکھکر بھاگتا ہی مگر اسطرف حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ
بدیع الزمان تنہا ان شیر سرون مین چلا گیا بیتاب ہوکر دوڑے اور انکے ساتھ اور سب سردار بھی چلے کہ بدیع الزمان کو مظفر و منصور
مع رستم خان آتے دیکھا بدیع الزمان نے امیر کو سلام کیا پوچھا کہ حضور کدھر تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ بیٹی تمھاری کمک کو
مگر خدا نے فضل کیا کہ تمکو زندہ و سلامت پایا عرض کیا حضور کے تصدق سے کئی نابکارون کو مار کر شیرویہ کو زخمی کرکے
رستم خان کو لایا ہون فرمایا کہ بیٹی تمنے بڑا کام کیا یہ کہکر بدیع الزمان کو گلے سے لگا لیا اور ساتھ لیکر داخل خیمہ گاہ ہوے
رستم خان کے زخم مین ٹانکے لگائے گئے علاج ہونے لگا امیر نے دربار برخاست کیا کھانا نوش فرما کر آرام کیا مگر اسطرف
شیرزاد سر اپنے زخمی بیٹے کو اُٹھا کر داخل خیمہ ہوا زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی چڑھوائی شیرویہ کو ہوش آیا اپنے
باپ سے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپنے پسر حمزہ کی شجاعت دیکھی ایسے بہادر نہ دیکھے نہ سنے اگر ایک ہاتھ اور مجھے مار دیتا میرا

کام تمام تھا باوجود یکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پاکر کچھ نہ کیا اور چھوڑکر چلا گیا ای قبلۂ و کعبہ مین جب
تو غلامی اُسکی اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون
شیرویہ نے کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہو رات ہون رات اپنا مال و اسباب لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران
مین حاضر ہوجیے یہ صلاح کرکے کوئی دو پہر رات کو یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے صبح کو حمزہ صاحبقران
نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے بیٹھے اور سردار بھی آکر حاضر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سرو شیرزاد شیر سرو دونون پسر فرید خدمت
والا مین حاضر ہوتے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ سے
مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمھین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون
نے عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہے اور
اُسی وقت وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب
لشکر بدیع الزمان اُترا مگر یہ خبر ہرکارون نے جاکر نقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیرزاد اور شیرویہ دونون جاکر شریک
لشکر حمزہ ہوئے اسلام لائے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہے اُنھون نے زبردستی طبل جنگ بجاکر مقابلہ کیا تھا مین اُنکی
نہ تھا مین خود خداپرستون کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خداپرست ہین
سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسی وقت لشکر مین نقابدار نے طبل جنگ بجوایا اور ادھر
لشکر صاحبقران مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکہ کارزار
مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب نیکر چلے گئے پس نقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا پہلے
سکندر شاہ اور زمرد شاہ جو پہاڑ پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا آلاگرد فرنگی مرکب
کو بڑھاکر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اُترکر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے
اور جام کلاہ عفریت عنایت فرمایا آلاگرد فرنگی اُسے پہنکر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے
پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے بیان کر جواب پایا کہ مجھے آلاگرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا نقابدار بولا کہ
بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا
آلاگرد پکارا کہ او کبر ناہنجار کنندۂ ناتراش کیا بکتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سُنکر
نقابدار نہایت برہم ہوا کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلاگرد نے کہا پیشدستی ہمارا
طریقہ نہین نقابدار نے نیزہ مارا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین چھڑ چھڑ
پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے پٹک دیے تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلاگرد نے سپر کو ہتھیلی
پناہ کیا تھا کہ نقرہ کوہ کی طرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی
دیکھا کہ لاشہ آلاگرد کا گھوڑے سے نیچے پڑا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاسۂ سر اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہے سیکڑون سوراخ
مغز مین پڑے ہین فرنگی اُسکی لاش اُٹھاکر لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خداپرستو دیکھا تمنے کہ کیونکر مارا گیا
مجھکو محنت و مشقت بھی نہ کرنا پڑی اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو مالاگرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد
گفتگو کے مالاگرد نے چاہا تھا کہ تلوار نقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ
مالاگرد کا لاشہ بھی اسیطرح پڑا ہوا ہے اسیطرح ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہوکر

بادشاہ سے رخصت لیکر نقابدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے کہ کیا ضرب دست ہی پدر بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ ای قاسم یہ ہم تم دونوں کا فخر ہی تمھارا باپ ہی اور میرا بڑا بھائی ہی بجائے قبلہ و کعبہ ہی مگر اس بلا سے خدا بچالے تو بڑی بات ہی یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہو مگر علمشاہ برابر نقابدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علمشاہ سے اشارہ کیا کہ نقابدار کو مانند لقمۂ معہود کے اُٹھا لے اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارے کہ یہ سیاہ قلب و تیرہ رو نقش زمین ہو جائے بس علمشاہ پیادہ ہو کر دوڑا نقابدار پر گھوڑے کے پیٹ تلے گھس کر دہنے ہاتھ سے دونوں اگلے پاؤں بائیں ہاتھ سے پچھلے پاؤں مرکب نقابدار کے پکڑ کر زور کیا کہ نقابدار کو مع مرکب اُٹھا لیا نقابدار تو مرکب سے کود پڑا علمشاہ نے مرکب کو زمین پر مار کر وہ مردہ صد سالہ تھا نقابدار علمشاہ پر دوڑا کہ اورے غضب کیا تو نے کہ گھوڑا میرا مار ڈالا اور علمشاہ سے لپٹا کشتی ہونے لگی کہ وہی آندھی پھر نمایاں ہوئی آن واحد میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی دیکھا کہ علمشاہ کا بھی وہی عالم ہی کہ کاسہ سر میں ہزارہا سوراخ ہیں لاش زمین پر پڑی ہوئی ہی اور نقابدار مرکب پر سوار عرصۂ کارزار میں مبارز طلب کر رہا ہی صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علمشاہ رومی کا دیکھا گریبان چاک کیا قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک میں ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او نقابدار تو نے اُس شخص کو مارا کہ میں جسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتا تھا بس قریب نقابدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہی اپنے خون میں غلطان ہی کاسہ سر میں وہی سوراخ پڑے ہیں نشان منقار معلوم ہوتے ہیں تمام باختری سر و پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علمشاہ کا اُٹھوایا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اُسکے سر پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان میں پہونچی بس وہیں سے تیغ بلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آکر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہی ابھی تک کسی نے اُٹھایا نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹ کر منھ سے منھ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری زندگی کا اُٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہی ابھی سیر باغ جنان نہ کیجیے گا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہی نقابدار سے کہا کہ او حرامزادے میں تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغ نقابدار پر مارا کہ اُسکے سر پہ پڑا مگر اُچٹ گیا نقابدار نے قبضہ پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم میں چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی دفع ہوئی دیکھا سب نے کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہی بس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علمشاہ کی لاش دیکھکر چاک کر چکے تھے اب دونوں لاشوں کے بیچ میں گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور نقابدار سے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد اُن نوجوانوں کے زندگی منظور نہیں ہی نقابدار بولا کہ میں نے آج تو یہ نمونۂ غضب خداوند فرعون شاہ تمھیں دکھایا ہی کل تم سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھرا اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خدا پرستوں کا بختیارک بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خدا پرستوں کا یہی باتیں کرتے ہوئے اُٹھکر چلے گئے نقابدار اپنے خیمے میں داخل ہوا مگر امیر نے دونوں لاشے اُٹھوائے اور روتے ہوئے پہلے ہتھیار تو صاحبقران نے اور سرداروں نے لے لیے ہیں کہ ایسا نہو امیر اپنے کو ہلاک کریں اور امیر کا یہ عالم ہی کہ کبھی بدیع الزمان کو پکارتے ہیں کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے عصائے پیری ہوگے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کروگے مگر تم ہمکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ ای قاسم ابھی تمھیں بو تیسال جادو کی قید سے رہا کرکے

لائے تھے اور دل مین اپنے خوش ہوے تھے کہ تمکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملائینگے بیٹا تمام آرزوئین ہماری
خاک مین ملا دین دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب ہم بغیر کیونکر جئینگے تمام ترک وخاوری قاسم کی
لاش کے گرد خاک اُڑاتے ہوئے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے کے ساتھ پکارتے ہوے چیخین
مارتے ہوے کہ ای آقا تم جنت کو گئے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشین خیمے مین آئین
مقبل پکارا کہ صاحبو ہٹو خواتین معظمہ باہر آتی ہین لاکھ ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا
پڑتا تھا جوش غم والم مین کسی کے حواس بجا نہ تھے عورت مرد یکجا تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت برپا تھی آئین
عورتون کے بین سُن سُن کر کلیجے منھ کو آتے تھے عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنوائے کفن تیار کرائے لاشون کو صندوقون
مین رکھوایا ہر ایک اُن لاشون سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لین پھر یہ چہرہ کہان دکھائی دیگا
امیر کے تو آنسو خشک ہو گئے ہین سکتے کا عالم ہے فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہین کہ ایکبار لاشین
اُٹھین سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آئے ہین کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک مین
ملانے لیچلے یہانتک کہ دامنۂ صحرا مین قبرین تیار کرائین اُنمین لاشین دفن کین اب تینون قبرون پر شامیانے
کھڑے ہین کنلنجے کے لوٹے روشن ہین صحیفہ خوان صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین سبھون نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہان سے چلے مگر امیر تینون قبرون کے بیچ مین بیٹھے ہین اور ہر بار قبرون کے بوسے لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ
صاحبو تم تو رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کیونکہ بے تمھارے زندگی موت سے بدتر ہے ایک
ایک دم خنجر ہے اور بیٹا تم اکیلے ہوگے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی حالت دیکھکر روتا ہے اور کہتا
ہے کہ حمزہ تو کیون اسقدر پریشان ہے یہ سب کشتۂ سحر ہین جب نقابدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہو جائینگے اور
حمزہ یہ تینون شخص ایسے نہ تھے کہ یہ نقابدار مفلوک روزگار انپر یون غالب ہوتا اُسوقت بادشاہ اسلام نے
بھی عمرو کے کلام کی تائید کی فرمایا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہے کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ ظاہرا قتل ہوتے
ہین اور پھر زندہ ہوئے ہین یقین مانیے کہ یہ کشتۂ سحر ہین اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہو خواجہ زادون کو بلوائیے
احکام نکلوائیے یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو چوبدار گیا اُنھین لیکر آیا وہ چارون بھائی حاضر ہوئے
سلام کرکے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم مین اُنکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتۂ سحر ہین بعد ایک
ہفتے کے اُنسے ملاقات ہوگی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمین توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ نقابدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران وہان سے یہ فرما کر اُٹھے کہ صاحبو تمھین پروردگار
کو سونپا اور کل ہم بھی تمھارے پاس آتے ہین وہانسے بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ کوس حربی بجے القصہ رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب نقابت
کرکے چلے گئے نقابدار سیاہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے تخت شاہی
کے آکر پیدل ہو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہے اُسی کے سپرد کیا اور جام
عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کرکے بارہ دگر مرکب پر سوار ہوکر مقابلے کو نقابدار کے گیا نقابدار سے گفتگو
ہو رہی تھی تیرے ہاتھون نے مین بلند کیے تھے کہ وہی آندھی نمایان ہوئی اور وہی اندھیرا محیط عالم ہو گیا پھر جو
روشنی ہوئی تو لاشہ چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اُسکے دوڑے روتے ہوے خاک اُڑاتے ہوے لاشہ اُٹھا لیگئے
بس یہ حال دیکھکر ہاشم تیغ زن بیقرار ہوکر اجازت لیکے گھوڑا اڑا جاتے ہی نقابدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے نہ کچھ ہوسکا نقابدار کے زخم نہ پڑا کہ اس اثنا مین وہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہوگیا بعد تھوڑی
دیر کے جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہی اور سر مین سوراخ ہین القصہ اسی طرح نقابدار نے
شام تک قریب پچاس بہادرون کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
مین داخل ہوئے ایک آٹھ سات روز کی میدان داریون مین تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہوگیا تمام بہادران نامی مارے
گئے ہر روز امیر لاشین سردارون کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام مین تھی آخر کار شیران سلطنت
جمع ہوئے صلاح مشورے ہونے لگے ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص
ایسا نہین ہی کہ اس مشکل کو آسان کرے اسطرح کی مشکلون مین خواجہ ہی کام آتے ہین انھین کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ
حل ہوگا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر مین بھی اسی فکر مین مستغرق ہون کہ کیا کرون جو تم بتاؤ وہ مین بجالاؤن
اسوقت امیر نے رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ کی خبر لائے اور حال نقابدار کا دریافت
کرآئے لاکھ روپیہ لیجائے چالاک سمک خشت زرین سے کوٹے اور عرض کیا کہ شہریار فدوی جانبازی کو موجود ہین جہان حکم
ہو وہان جائین مگر ہر شخص اس کام کے لائق نہین ہی یہ جامہ خواجہ صاحب کے جسم کے لیے قطع کیا گیا ہی سوا انکے اور کسی سے یہ کام
نہوگا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جبوقت سے علمشاہ اور بدیع الزمان اور قاسم مارے گئے ہین جگر کباب ہو رہا ہی اس وجے
پر موقوف نہین ہین یونہین جانبازی اور سرفروشی کو موجود ہون لیکن اس فکر مین ہون کہ کیا کرون اور یہ کہکر رقعہ اٹھا لیا
صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ مین روپیہ خزانچی سے لیکر جاؤن امیر نے اسیوقت رقعے پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی
بے تامل روپیہ عمرو کو دیدینا عمرو نے اسیوقت جاکر وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جاکر صورت اپنی
تبدیل کرکے ٹہلنے لگا عمرو ایسا دوندہ و چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف آتا تھا مگر وہی دریاے
سکندریہ و نقرہ کوہ معلوم ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہان پسینا خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل مین
کہہ رہا تھا کہ اے عمرو عبث ذلیل ہوئے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہان جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی
فکر مین سرنگون تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک قاز نقرہ کوہ کی طرف سے اڑی ہوئی سامنے تالاب تھا وہان آکر بیٹھی مگر وہ
قاز برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے مین اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ قاز اتنی بڑی
نہین ہوتی یہ قاز ہرگز نہین ہی معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر ہی کہ پیغام کسی کا لیکے جاتا ہی اسے مار کر دیکھو کہ رقعہ مین کیا
لکھا ہی یہ خیال کرکے گوپھن سر سے کھولی اسکے بیچ مین سوا پانچ سیر کا پتھر دے کر جو چرخ دے کر قاز کے سر پہ مارا
نشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہوگیا قاز تڑپنے لگی عمرو دوڑ کر پاس اسکے آیا گلا دبا دیا کہ اسکا دم نکل
گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من کبوتر جادو بود عمرو نے بت طلائی جو
اسکے بازو پر بندھے ہوئے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے مین سے کھولکر اسے تو وہین دفن کر دیا آپ
اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ مین رہتا ہی کہ نام اسکا عنکبوت جادو ہی ابھی اسکی نئی نئی
شادی ہوئی ہی اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہی اسنے رقعہ اپنے خسر کو لکھا تھا کہ ان دنون مان اس
شخص کی قضا کر گئی ہی گھر بالکل اکیلا ہی جلد میری زوجہ کو سوار کرکے تالاب پر لاکر بٹھا دو کہ مین اسے
اٹھا کر شہر مین لیجاؤنگا اور نام اس گانون کا کہ جہان خسر اسکا رہتا ہی لکھا ہوا تھا اور خسر کا بھی نام لکھا ہوا
تھا عمرو پڑھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنائی جسے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جادوگر
اگر شکل اپنی تبدیل کرے اور وہ اسی حالت مین مار ڈالا جائے تو پھر ہیئت اصلی پر آجاتا ہی بس عمرو نے

کپڑے کبوتر جادو کے اُتار کر خود پہنے اور رقعہ لیے ہوئے اُسی قریہ مین آیا کہ جہان عنکبوت جادو کا خسر رہتا تھا
اتفاق سے وہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور دو چار آدمی اُسی قریہ کے اُسکے پاس موجود تھے کچھ
باتین اِدھر اُدھر کی ہو رہی تھین کہ ان خداپرستون کے آنے سے راستہ شہر سکندریہ کا بالکل مسدود ہو گیا ہی
سمدھن میری ماندی تھی نہ اُسکا حال کچھ معلوم ہوا نہ داماد کی کچھ خبر خیر و عافیت سُنی کہ اس اثنا مین عمرو پہونچا
اور وہ رقعہ اُسکو دیا کہ عنکبوت جادو نے بھیجا ہی اُسنے کہا خوب ہوا کہ تم آگئے مین اسی فکر مین تھا کہو سمدھن
کی تو خیریت ہی عمرو نے کہا رقعہ مین سب حال لکھا ہی ہمتو اُنکو بیکنٹھ کو بھیج آئے جلا بھونک آئے اب عنکبوت
تنہا ہی رقعہ جو کھولکر پڑھا وہی حال اُسمین لکھا ہوا تھا اُنکو تو بٹھایا آپ وہ رقعہ لیے ہوئے اندر آیا رو رو کر زوجہ سے
کہا صاحب غضب ہوا سمدھن تمھاری مر گئین داماد اکیلا ہو گیا بیٹی کو تمھاری بلایا ہی کہ آکر گھر کو دیکھے زوجہ اُسکی
سمدھن کیواسطے روئی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اپنا گھر دیکھو جب یہ خداپرست غارت ہو جائینگے تو ہم تمھین آکر دیکھ لینگے
اُدھر ریحان جادو خسر نے عنکبوت جادو کے باہر آکر عمرو کے واسطے پلنگ بچھوایا اُسپر سوزنی بچھوائی پوریان
کچوریان دہی اچار عمرو کے کھانے کے واسطے لایا عمرو نے خوب کھایا حقہ پیا پان نوش فرمایا سوتے وقت
ریحان جادو سے کہا کہ مین پچھلے پہر یہان سے چلا جاؤنگا تم میری تلاش نہ کرنا نہ انتظار کرنا اپنی بیٹی کو سوار
کرکے فلان تالاب پر لیکر آنا عنکبوت جادو اُسے لیجائیگا اُسنے کہا اچھا اور اندر مکان کے چلا گیا سو رہا
عمرو کو نیند کہان یہ اپنی فکر مین پڑے ہوئے تھے جب دو پہر رات گئی اُسوقت اُٹھے دروازہ بھڑا ہوا تھا
اُسے کھولکر اندر آئے ڈیوڑھی مین سے آہستہ آہستہ آواز دی کہ ارے کوئی جاگتا ہی جب آواز کسی کی نہ آئی
تو اندر گئے دیکھا کہ سب غافل سوتے ہین ایک پلنگ پر عروس بیخبر سو رہی ہی جوانی کی نیند ہی کچھ تن بدن کا
ہوش نہین دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہی ایک ہاتھ سر کے نیچے ہی ایک ہاتھ چارپائی کی پٹی پر ہی عمرو اس صورت
سے اُسے دیکھکر تحسین ہو گیا لیکن اپنے کام سے مطلب رکھا جلدی سے بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے اُتارے ایک لنگوٹ
باندھ دیا اُسکو تو زنبیل مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر پلنگ پر اُسی حقیقت سے لیٹ رہے صبح کو ریحان
جادو اُٹھا باہر آیا دیکھا کہ نہ پلنگ ہی نہ غالیچہ ہی نہ تکیہ ہی نہ حقہ ہی کوئی شئے نہین ہی نہ کبوتر جادو ہی چپ ہو رہا
کہ شاید وہ شخص چلا گیا دل مین کہا کہ بیٹی ہونا آفت لاتا ہی کچھ کہتے نہین بنتی سمدھیانے سے ایلچی آیا تو وہ
بھی جو کچھ ملا سمیٹ لیگیا غرض کہارون کو بلوایا میانہ نکلوایا سرخ بانات سے منڈھا ہوا تھا بانسون پر بھی
غلاف چڑھے ہوئے تھے پوشش بھی رنگین تھی پھولون کے ہار اوپر پڑے ہوئے تھے غرض وہ چوپالہ اندر
آیا یہان اُسکی زوجہ نے بیٹی کو جگایا کہ بٹیا اُٹھو اب خاوند کے گھر جاؤ عمرو آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہ اماں جان
کیا ہی کہا کہ بٹیا تیرے خاوند نے بلایا ہی میانہ دروازے پر رکھا ہی عمرو نے کہا اماں جان مین تو تمھین چھوڑ کر
نہ جاؤنگی اُسنے کہا کہ بٹیا ہم تجھے بیاہ چکے اب ہمین کچھ اختیار نہین ہی اب جا کر اپنا گھر دیکھو سنبھالو ہمیشہ کا
وہی گھر ہی یہ کہکر بالون مین کنگھی کی تیل ڈالا چوٹی گوندھی کاجل لگایا مسی لگائی پان کھلایا لباس عروسی پہنایا
کہ اس اثنا مین ریحان جادو نے آکر کہا کہ بٹیا چلو سوار ہو عمرو دوڑ کر لپٹ گیا کہ بابا جان تم ہمین جدا کرتے ہو
اور رونے لگا ریحان جادو بھی رویا اور کہا بٹیا تجھکو خاوند کا گھر مبارک ہو اور ہم تجھے جلد بلا لینگے مگر بٹیا خاوند
کی نافرمانی نہ کرنا اُسے راضی رکھنا اور چوپالہ اندر منگوایا عمرو دوڑ کر ماں سے لپٹا اُسنے بھی بلائین لین
گلے سے لگا کر خوب روئی قصہ مختصر جبراً و قہراً عمرو کو چوپالے مین سوار کیا کہارون نے چوپالا اُٹھایا عمرو اُسکے

اندر روتا جاتا ہی ریحان جادو ساتھ ہی دلاسا دیتا جاتا ہی کر بیٹیا نہ روؤ جلد ہمسے ملوگی آتے آتے اُسی تالاب پر محافہ پہونچا ریحان جادو نے کہارون سے کہا کر تم چپا لرکھکر چلے اُو وہ تو چلے گئے اور عمرو چوپالے کے سوراخ مین سے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہی ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہی کر یکایک نقرہ کوہ کی طرف سے ایک عقاب بلند پرواز نمایان ہوا اور قریب چوپالے کے اُترا دونون پنجون مین چوپالے کو گانٹھ کرلے اُڑا ریحان جادو نے آواز دی کر تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ بہنے امانت اپنی پائی اور یہ آواز دیکر چوپالہ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین آیا گھر مین لاکر اُتارا آپ زمین پر لوٹ کر صورت انسان کی بنا کہا کر صاحب محافے سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہین ہی اور دری جو چوپالے پر کسی ہوئی تھی اُسے کھولا پردہ اُٹھایا عمرو گھونگھٹ مُنھ پر ڈالے ہوئے اُسمین سے نکلا دالان مین فرش کیا ہوا تھا وہان آکر چپکا بیٹھا گوشۂ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کر ہائے امان جان تم ہمکو اکیلا کر گئین دو دن بھی ہم دلھن بنے ہوئے نہ رہے اسمین عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف کرو یہ جلاپا دور کرو مین دربار جاتا ہون جبتک وہان سے آؤن تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب جنس گھر مین موجود ہی انھون نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہن کر دربار کو چلا یہ کہتا گیا کر دروازہ بند کر لو خبردار کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھون نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا کہ ایکطرف کو چولھے بنے ہوئے ہین تھالیان پتیلیان چمچے سب ظروف رکھے ہین کوٹھریون مین اناج بھرا ہوا ہی گھی گھڑون مین رکھا ہی ایک ٹوکرے مین پیاز لہسن رکھا ہی پانی کے گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہین ایک چوگانی حقہ رکھا ہی کر نیچے کا کپڑا اُسکا گل گیا ہی نرکل دکھائی دیتا ہی کٹا بالکل سڑ گیا ہی ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی ہی ایک جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہی اُسپر تکیہ میلا سا رکھا ہی اور دو کوٹھریان بند ہین عمرو نے انھین کھولا ایک مین اناج تھا دوسری مین کپڑا روپیا اشرفی جواہر بھرا تھا عمرو نے سب اسباب اُس کوٹھری کا نذر زنبیل کیا اور پھر اسمین قفل دیدیا بعد اُسکے جھاڑو پکڑ تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر زہر ہلاہل اسمین ملا کر پکائی ایک پیالے مین آنب کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آ بیٹھے کر اسمین عنکبوت جادو نے آکر پکارا کر صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جا کر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی کر صاحب آؤ کنڈی کھولدی ہی عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کر مکان صاف و شفاف ہی سب چیزین اپنے مقام پر رکھی ہین کھچڑی تیار ہی بہت خوش ہوا کر گھر والی نہایت صاحب سلیقہ ہی درباری کپڑے اُتارے دھوتی باندھی چوکے مین آکر بیٹھا کھچڑی تھالی مین نکالی عروس سے کہا کر صاحب آؤ تم بھی کھاؤ اُسنے کچھ جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ اُسنے کہا تو باہستگی بولی کر مین کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہر مار کی ہاتھ دھو کر پلنگ پر لیٹا تھا کر درد پیٹ مین شروع ہوا بعد لمحہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اُسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب تمھین کیا ہوا عنکبوت نے کہا کر مین اچھا ہون کچھ درد اُٹھا ہی جاتا رہیگا تم نہ گھبراؤ یہی کہتا تھا کر زیادہ بچینی ہوئی تڑپنے لگا جگر کٹنے لگا عمرو رونے لگا کر ہائے مین کسکے سہارے جیون گی ہائے عجب سبز قدمی ہون پہلے ساس کو کھایا اب خاوند کی یہ حالت ہی جبتک عنکبوت کے ہوش و حواس بجا رہے اُسکو تسلی دیئے گیا آخر کو بیہوش ہو گیا بدن پانی ہو کر بہ گیا دار البوار کو پہونچ گیا سیر اُسکے خاک اُڑا کر چلے گئے عمرو نے لاش اُسکی زمین مین گاڑ دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنکر

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ
تھا بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دلمین کہا کہ دوپہر کیوقت یہ کافر کہان جاتے ہین دریافت
جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو شہناز کوہ سے آتا ہی لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اُسکے استقبال کو جاتے
ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اُٹھا اور اُسمین سے
پرکالے آتش اُڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی
فیل کوئی کرگدن آتشین پہ کوئی اژدر آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے تریان جھنکتی ہوئین ناقوس
بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ اُنکے پھرہرون مین سے پرکالۂ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان پر
تخت جواہر نگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اُسپر سوار چلا آتا ہی مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہی تاج مرصع سر پر
رکھے ہوئے کہ اُس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہی اور چار لعل بے بہا اُسپر نصب ہین اور جامہ شبنم کا کہ
اُسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹکی ہوئی ہی پہنے ہوئے ہی کمر بند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہی ٹیکا سیندور
کا ماتھے پر دیا ہوا ہی جھولی تاش تمامی کی لگی ہوئی ہی ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اُسنے
آکر سکندر شاہ سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ ساتھ اُنکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا سکندر شاہ اہتمام کرتا ہوا لایا باعزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا
ہی اس فکر مین ہی کسی طرح اس سے تاج لیکر اسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہی کہ آپ خداوند
ہیژدہ ہزار ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بہ ملک خراب پھرتے ہین باعث اسکا کیا ہی لقا نے کہا
ای شہناز مین ایسا دماغ کہان سے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون یہ میرا شیطان درگاہ ہی آپ سے مفصل کہیگا
بختیارک نے اُٹھکر کورنش بجا لاکر مجرا کیا شہناز صورت اُسکی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا
شہناز نے کہا کہ آپ سگ سفید کے سگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت بختیارک نے حال صاحقران
کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ ای شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنکا علاج کسی سے
نہین ہو سکتا شہناز بولا نام اُنکا کیا ہی اُسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کسواسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی وہ
یہان موجود ہونگے اور اُنکا آنا غضب ہی نہین معلوم کس کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا کہ ایسا وہ بلا
ہی کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہی وہ ایسا ہی شخص ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ برآ نہین
ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آسکیگا دریاے سکندر ریہ اور پل اژدر بیچ مین حائل
ہی اُسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کردو تو دیوارون کی راہ سے
آتے ہین نام اُنکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ پھر اُنکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام کسی کا پتا چلتا ہی بختیارک بولا
پھر نام معلوم ہوگا تو آپ اُنکا کیا بنا لیجیے گا شہناز یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ملک بختی تم مجھسے بھی تمسخر کرتے
ہو جلد نام لو اُسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام اُنکا نہ لے شہناز
نے اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام اُنکا نہ لیگا اُسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز ہزار مرتبہ
عمرو عمرو پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اُسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین
اور اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہونچے
شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہی بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ فضیل بازارگان کچھ تحفے لیے ہوئے حاضر ہین کہا بلاؤ اُسے چوبدار
باہر گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر سختی قامت قبائے صوف پہنے ہوئے دستار شیر وشکر کی سر پر
رکھے ہوئے چوگزی ولایتی کرتین لگائے ہوئے بدن مین رعشہ آکر لقا اور سکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو
ملی خواجہ بیٹھے سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا مین مصروف تھا اور شہناز کے تاج کی طرف
دیکھنا شروع کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ ایسا
بادشاہ اور یہ تاج پہنے جسمین ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہی یہ لعل نہین لعلڑیان ہین آپ کو یہ زیبا نہین آپ در
تاج سر پر رکھیے شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ فضیل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج مین تین سال کا خراج شہناز کوہ
کا خرچ ہوا ہی اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لگایا ہی اور تم ان لعلون کو لعلڑیان کہتے ہو یہ تو لعل بے بہا
ہین خواجہ نے عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپ نے دیکھا نہین ہی یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہی اور کمر سے ایک پوٹلی
نکالی اُسے کھولا دوسری تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہین کھولکر ایک ڈبا نکالا اُسے کھولکر ایک لعل اٹھارہ مثقال
کا نکالکر شہناز کے ہاتھ مین دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہین شہناز نے ہاتھ پر رکھا اُسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی
ایسا لعل نہ دیکھا تھا کہا خواجہ واقعی لعل اسکو کہتے ہین مگر میرے تاج مین بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوئے ہین اور یہ کہکر
تاج اپنے سر سے اُتارکر خواجہ کے ہاتھ مین دیا کہ آپ جانچئین تو سہی کہ جواہر اسکا کیسا ہی ذرا نظر غور سے دیکھیے عمرو نے وہ
ہاتھ مین لیا اور عینک نکالکر آنکھ پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ڈالا موتی کو گرجا ہوا
بتایا زمرد کو کہا ریحانی نہین ہی یاقوت کو بتایا رمانی نہین ہی لعل کو لعلڑی کہا لہسنیا بہت ناقص بتایا اور کہا یہ
بڑا عیب ہی اسمین کہ پائدار نہین ہی کسی پاس نہین رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن
سے پہچانا کہ مرشد کامل ہین بہ بس ہین کو کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین آپ کہ یہ کسی کے پاس نہین رہتا شہناز جادو نے کہا کہ میرے
پاس یہ مدت سے ہی بختیارک نے کہا کہ اب تو آپ کے پاس نہین ہی شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہین تو کسکے پاس ہی
بختیارک بولا کہ جب تمھارے پاس آئیگا تو جانیئے کہ تمھارا ہی شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دیدو
خواجہ نے جواب دیا اے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھسے لو بختیارک نے کہا درست ہی شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہی آیا یہ
تاج میرا ہی یا تمھارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہی اُسکے ہاتھ مین ہی اور اگر ایسا ہی ظلم ہی تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہی
اور اسباب باہر موجود ہی فرمایئے کہ اُسے لوٹ لین ایسی بے ایمانی اچھی نہین ہی کوئی سوداگر کاہیکو اپنا اسباب یہان لائیگا
شہناز کو خواجہ کی باتون پر کچھ ہنسی آتی ہی کچھ غصہ جواب دیا کہ ای شخص کسی کو جوانی مین سودا ہوتا ہی تجھکو پیری مین
جنون ہوا ہی مین نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی مین نے تاج آپ کے ہاتھ مین بھی
نہین دیا بختیارک بولا خواجہ سچ کہتے ہین اور سب دروغگو ہین شہناز نے برہم ہوکر کہا او حرامزادے تو بھی اُسیکی طرف
سے بولتا ہی تاج اُسکا کیونکر ہوا خواجہ فضیل نے کہا کہ مانا مین نے تاج آپ کا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم یہ ہی کہ اگر بادشاہ
کوئی چیز کسی کو دیتے ہین تو پھیر نہین لیتے شہناز پکارا کہ ہر ملکے و ہر رسمے ہماری رسم یہ نہین ہی خواجہ نے کہا کہ یہ اول تو یہ
بخس ہی اسکا جانا ہی آپ کے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ مین جہان جاتا ہون اپنے آئین پر نظر کرتا ہون
بختیارک نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہی کہ جو چیز انھون نے لی پھیر کر نہین دی ہم مدت سے آپ کی رسم جانتے ہین
شہناز نہایت برہم ہوا کہ او حرامزادے تو کیون بیچ مین بولے جاتا ہی معلوم ہوا تیرا اسکے کچھ سازش ہی عمرو نے دیکھا
کہ شہناز بختیارک کی طرف مخاطب ہی اپنے دل مین کہا کہ اب وقت چلدینے کا ہی او حسبت کرکے سکندر شاہ

پاس پہونچا ایک ڈھول اُسکے سر پر مار کر تاج لیا کہ وہ ڈھول کھا کر گرا بعد اُسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا چلا گیا
اسمین بختیارک نے قلمدان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیجیے نذر غلام کی رد نہ کیجیے عمرو نے
چلتے وقت پاؤن کے انگوٹھے کے سہارے وہ بھی لے لیا اور جست کر کے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہان سے
بازار مین ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شہناز نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پائے ساحر
عمرو کے پکڑنے کو روانہ ہوئے بختیارک نے اُٹھکر شہناز کو تین تسلیمین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا انکا نام نہ
کوئی لے آپ نے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ پل اژدہا دریائے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپ نے
کوئی چیز حائل رہی کیونکر وہ آئے اور تاج آپکا لے گئے شہناز نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی سر برندہ
دشمنان باج ستانندہ ریش کافران مہتر والا گہر یعنے عمرو بن امیہ نامور تھے شہناز جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا
ای بختیارک تو نے ہمکو اُسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا کہ مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارہ کرتا تھا
کہے جاتا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر سہیم نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی سے
اُنکے لیے کچھ نہو سکیگا مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کھلکر نہ کہہ سکا کہ یہ عمرو
ہے شہناز نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اُسکے تعاقب مین گئے ہین اُسے گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئینگے یہ سب روتے گئے ہین موئے کی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آئے جیسے
کھڑے ہوئے شہناز نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے اُسے لائے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد اسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہوا کا خواص رکھتا ہے یہان سے نکلتے ہی نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین ای شہناز غنیمت جانو کہ وہ یہان سے چلے گئے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ×
رہتے تو خدا جانے کیا آفت آتی شہناز نے کہا کہ ملک جی مین کیا اُسے چھوڑونگا جہان وہ گیا ہوگا وہین سے
گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک نے کہا ای شہناز دور کر دکیا حاصل اُسنے کہا کہ مجھکو تاج کا بڑا رنج ہے مین اُس سے
تاج ضرور لونگا دو شاگرد ہین شہناز جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام عنصر جادو ہے ان دونون سے
کہا کہ تم جا کر جہان عمرو ملے اُسے پکڑ لاؤ انھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اُسکی ہم
پہچانتے نہین کہ کیسی ہے بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ ہمسے سُنو مگر تم انھین لا نہ سکوگے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان
کی ناصر و عنصر دونون جانورکی صورت بنکر چلے بختیارک نے کہا ای ناصر و عنصر ہمسے تو مل لو افسوس اب کاہیکو
صورت تمھاری دکھائی دیگی زندہ کاہیکو پھروگے وہ دونون برہم ہو کر بختیارک کو گالیان دیتے ہوئے روانہ
ہوئے لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر
دریا کی طرف روانہ ہوا کہ کسی طرح پار گذر کر لشکر اسلام مین چلیے ہر ایک کی نگاہ سے بچا ہوا دریائے سکندریہ پر
پہونچا دیکھا کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین گلکندہ گا رہے ہین تناؤ تنے ہوئے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پتیلے
بھٹی پر چڑھے ہوئے ہین باہم ٹھٹھے اُڑ رہے ہین کوئی دھوبی پکار رہا ہے کہ میان میلے کپڑے دھلوا لو ایک پیسے مین بگلا
بنا دینگے ایک آدھ شخص نے کپڑے دھوبی کو دیے ہین آپ لنگی باندھے نہا رہا ہے سبزہ و فرح در فرح معلوم ہوتا ہے
گھاٹ پر برہمن بیٹھے ہوئے ہین وہ چندن رگڑ رہے ہین بعضے پوجا مین مصروف ہین سورج کو پانی دے رہے ہین
بعضے مالا ہاتھ مین لیے جپ رہے ہین اگر دم کی آوازین بلند ہین پیپل کے درخت کے گرد ڈھیر ہے ہین زیر درخت [illegible]
ایک گھڑا رکھا ہے اسمین ایک باریک سوراخ ہے کہ اسمین سے بوند بوند پانی مہادیو کی مورت پر ٹپکتا ہے یا پھول

ل چانول اُسپر چڑھے ہوئے ہین کراسمین ایک جادوگر نہایت مسن پیران جادو نام نہاکر آیا کملی پر بیٹھکر پوجا کرنے لگا کھور چندن کی باردون پر چھاتی پر لگانے لگا سیندور کا تلک ماتھے پر دیا عمرو نے اُسے دیکھکر اپنے دلمین کہا کہ یہ بڑا کافر معلوم ہوتا ہی اسکو فریب دیکر بار لیجلیے یہ خیال کرکے سامنے پیران جادو کے آیا سلام کیا پاس آکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہ کچھ تمنے اور بھی سُنا عمرو عیار کیا غضب کر گیا اُسنے پوچھا کیا ہوا کہا تاج شہناز کا چھین کر لیگیا اُسنے کہا عمرو واس پار سے اس پار کیونکر آیا کہا کہ اسکا علم سامری جمشید کو ہی وہ آیا بھی چلا بھی گیا ای پیران جادو شہناز جادو نے حکم دیا ہی کہ جو کوئی عمرو کو پکڑ لائے مین دولت دنیا سے اُسے نہال کر دونگا اگر ہمارے تم شریک ہو تو چلکر عمرو کو پکڑ لائین اور جو انعام ملے اُسکو حصہ بانٹ کر لین پیران جادو بولا کہ مین نے تو عمرو کی صورت بھی نہین دیکھی کہا کہ مین تو اُسے پہچانتا ہون وہ بولا اچھا مین شریک ہون کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہی اُسنے کہا اچھا سحر کرو اُڑکر چلو عمرو بولا تم کیسے پرانے جادوگر ہو تمنے اتنی عمر اپنی کہان گنوائی اب مین بھی سحر کرون اور تم بھی سحر کرو اس سے کیا حاصل ایک سحر سے دونون آدمی نہین چل سکتے ہم تو ابھی تو سیکھے ہین ادھر سے تم اپنے سحر سے لیچلو اُدھر سے ہم اپنے سحر سے تمکو لائینگے دیکھنا کتنا سبک اڑا لاتے ہین پیران نے کہا اچھا مین اپنے ہی سحر سے لیے چلتا ہون عمرو نے کہا بُرا نہ ماننا مین نے اس سے کہا کہ تم ابھی نہائے ہوئے ہو اور مین نے رسوئین تک نہین کی منھ تک نہین دھویا عمرو کی تلاش مین پھر الیا یہ وقت آگیا جب شہر مین نہین ملا تو مین نے کہا کہ اب پار چلکر ڈھونڈھنا چاہیے بس پیران جادو نے نکالکر رائی سرسون ماش مٹر کے دانے سحر پڑھکر جو مارے اُسی وقت وہ وہان سے اُٹھکے دریا کے پار آئے پیران جادو نے کہا اب چلو لشکر حمزہ مین ڈھونڈھو عمرو کہان ہی عمرو یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا پیران جادو بھی چاہتا تھا کہ اُٹھے کہ عمرو نے خنجر کھینچکر جو مارا پشت پر اُسکی پار کر سینے کو توڑ کر پار گذر گیا دوسرا خنجر اور مارا تیسرا اور مارا کہ وہ تڑپ کر دارالبوار کو پہونچ گیا عمرو تو گلیم عیاری اوڑھکر لشکر اسلام کی طرف بھاگا مگر پیران جادو مارا گیا اُسکے پیرون نے شور و غل مچایا ساحر جو دریا پر تھے وہ لاشہ پیران جادو کا اُٹھاکر خدمت مین شہناز جادو کی لائے اور تمام حال بیان کیا کہ عمرو اس فقرے سے اُسے دریا پار لیگیا اور قتل کرکے لشکر حمزہ کو چلا گیا بختیارک نے ہاتھ سر پر رکھا دوسرا ہاتھ جو تڑ پر رکھکر ناچنا شروع کیا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لات اعلیٰ و منات معلی اور شہناز سے کہا سُنا آپ نے کیونکر مرشد کامل پار چلے گئے انکو نہ دریا نے روکا نہ اژدہے نے ضرر پہونچایا وہ بلائے بیدرمان آفت جان ہین شہناز بولا ملک جی اتنو شاگرد میرے گئے ہوئے ہین بختیارک نے کہا اُنکے لاشے آئینگے شہناز بدمزہ ہوا کہ تو کیا فال بد منھ سے نکالتا ہی چپ رہ مگر ادھر جو عمرو بن امیہ ضمری پیران جادو کو مار کر بھاگا سیدھا بارگاہ شاہی مین پہونچا اور پکارا حمزہ مجھے بچانا ناحق میرے اوپر طوفان لگاتے ہین کہ عمرو تاج شہناز جادو کا لے بھاگا ہی اور مجھے خبر بھی نہین خدا معلوم کون شہدا اگر کا لیگیا ہوگا شہر مین اوٹ بدنام ساحر میرے پکڑنے کو آتے ہین امیر پکارے کہ ای یکہ تاز عرصۂ عیاری خیر تو ہی مفصل حال بیان کرو کہان گئے تھے کیا خبر شہر سکندریہ کی لائے عمرو نے تمام حال بیان کیا امیر نے پوچھا سچ کہو کیا کیا لوٹ کر لائے عمرو بولا کہ حمزہ ایک پرانی ٹوپی لی ہی پہلوان عادی پکارا کہ ای عمرو کیا وہ تاج مانند تاج لندھور کے ہی عمرو دنے برہم ہوکر کہا ادھادی کیسا تاج تو میری بات مین دخل نہ دیا کر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہزار تومان تو ہم بغیر دیکھے تمہین دیتے ہین عمرو نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم خادمون کو حکم دین کہ رعایا کو لوٹ لین اور حمزہ تو سارے زمانے کو لوٹتا ہی بادشاہ اسلام سے

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھا حضرت ہمت اُسکی تو باکو پڑی
ہوئی عمرو کو روپیہ مل گیا اور تاج خزانے مین داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حمزہ شہناز جادو کو مین نے دیکھا کہ ایک
بلائے بیدرمان آفت جان ہی جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچ دو کہ کوئی ساحر داخل لشکر ہو سکے فرمایا کہ تمام
لشکر ایک جا ہو جائے تو مین حصار کھینچون ہرکارون نے سب طرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر ایک جا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ مین لیا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا اور
خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا خواجہ یہان سے دریا کتنی دور ہوگا عمرو نے کہا کہ کوئی
پانچ سو گز کا فاصلہ ہی امیر نے کہا بھئی اس سے زیادہ ہوگا عمرو نے کہا مین ناپ کر دکھا دونگا آخر کو ہزار ہزار درہم کی
شرط بدی گئی عمرو حصار سے باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کی طرف چلا جاتا ہی کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو
ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ عمرو دریا کیطرف چلا آتا ہی دونون کندھے دبا کر گرا عمرو کو اُٹھا کر آسمان پر لے چلا عمرو چلایا کہ
حمزہ مجھے جادوگر پکڑے لیے جاتا ہی بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اُٹھائے لیے جاتا ہی گھوڑا اُٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہی مگر مقبل نے تیر کمان مین پیوستہ کر کے
عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اُسکے پڑا بالشت کے پار گذر گیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کی طرف چلا امیر نے
مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تمنے تیر مارا ہی اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرے بروے ہوا اسے روک لے
زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال مین مرکب بڑھایا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار بھائی ناصر جادو
کا عنصر جادو کرچل کی شکل بنا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ بھائی تیر مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو کیون چھوڑتا
ہوا اسے پکڑ کرچل یہ خیال کرکے جھپٹا مارکر عمرو کو پنجے مین دبا کر ترچھا ہو کر بھاگا کہ ایسا نہو مجھے بھی تیر پڑے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا مگر امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ مین نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اُسی سے اپنے یار با وفا کو لونگا مگر لاش ناصر جادو
کا ساحر اُٹھا کر خدمت مین شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہان بارگاہ مین لقا بیٹھا ہوا ہی اور سب سردار موجود
ہین بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اُسنے کہا کہ مالک جی وہ چھپا ہوا ہوگا
اور وہ ساحر اُسکی تلاش مین ہونگے جسوقت دیکھینگے پکڑ لائینگے بغیر اُسکے گرفتار کیے ہوئے نہ آئینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہین آئینگے شہناز نے کہا کہ عجب تو مردک واہی ہی جب نکالتا ہی کلمہ بد منہ سے نکالتا ہی یہی
باتین تھین کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مرگ تو
مبارک باد اے شہناز دیکھا تمنے یہ ممکن نہین کہ مرشد پر کوئی غالب آئے شہناز نے اُن ساحرون سے حال پوچھا کہ
کیونکر ناصر جادو مارا گیا اور عنصر کیا ہوا اُنھون نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو کو لاتا ہی
بختیارک نے کہا جب وہ یہانتک آئے تو ہم جانین اجی ہم تو اُس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اے شہناز کہ وہ بھی زندہ
پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتین ہو رہی تھین اور انتظار مین تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہوگا کہ اس کو عرصہ
ایک پہر کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا اے شہناز تمھین ہمارے کہیکا یقین نہین ہی دیکھا تمنے
ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہین لایا وہ زندہ گروہ صفت پیغمبران ہی اُسکو مرنے کی عادت نہین ہی شہناز نے
ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر لا اُسنے عرض کیا بہت اچھا اور خبر کے واسطے روانہ ہوا
لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجے مین دبائے ہوئے اڑتا ہوا چلا جاتا ہی کہ عمرو کو جو ہوش آیا

اپنے کو گرفتار بلا پایا دیکھا کہ ایک ظالم کے پنجے مین تو پھنسا ہوا ہی کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجھے کیون گرفتار کیے
ہوئے لیے جاتا ہی وہ بولا او ساربان زادے تو نہین جانتا کہ نام میرا عنصر جادو ہی تو تاج شہناز جادو کا لیکر بھاگا
ہی ہم دو بھائی کہ شاگرد تھے شہناز کے تیرے پکڑنے کو آئے تھے ایک بھائی تو مارا گیا اب مین تجھے شہناز کے پاس لیے
جاتا ہون عمرو نے کہا ای عنصر جادو تم مجھے شہناز کے پاس نلیجاؤ مین تمھین اس قدر دولت دونگا کہ تم اُٹھا
نسکوگے عنصر بولا او ساربان زادے کہین تو ہین تجھے مارکر اپنے بھائی کے خون کا عوض لیتا مگر خیر اتنا اور جی لے کر
شہناز تک پہونچون عمرو مایوس ہوا اور روکر دعا کی کہ ای پروردگار بچا اس موذی کے پنجے سے کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
سواری قمر زاد بن حمزہ کی اُدھر سے آتی تھی وہ تخت پر سوار دیو تخت اُسکا لیے آتے تھے کہ ایکی ہی نگاہ پڑی کہ ایک
جانور ایک آدمی کو مانند کتے کے لٹکائے ہوئے چلا جاتا ہی اُس دیو نے جلدی سے قمر زاد کو دکھایا کہ وہ ایک جانور کسی آدمی
کو دبائے لیے جاتا ہی قمر زاد نے کہا کہ ڈانڈا ساحرون کا ہی اور لشکر پدر بزرگوار یہان اُترا ہی ایسا نہو کہ کوئی جادوگر لشکر اسلام
مین سے کسی کو پکڑے لیے جاتا ہو ارے جلد اس جانور اور آدمی کو پکڑ لاؤ دیو وہان سے چلا عنصر نے دیکھا کہ ایک دیو
تیرے پیچھے آتا ہی چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ نیچے دیو بلاے آسمانی کی طرح آیا اور اُسپر گرا ایک ہاتھ سے اُسکی گردن پکڑی
ایک ہاتھ مین عمرو کو لے لیا مگر قمر زاد ایک پہاڑ پر آکر اُترا پوچھا دیو لایا آدم کو ایک دیو نے عرض کیا کہ جی لیے آتا ہی
کہ اتنے مین دیو کندک بن تندک عمرو کو لیے ہوئے سامنے پہونچا قمر زاد نے عمرو کو پہچانا کہا غضب ہو گیا تھا
کہ یہ حرامزادہ عمو جان کو پکڑ لیچلا تھا مقرر یہ کوئی جادوگر ہی کندک سے کہا کہ تو کھا لے اس جانور کو وہ تو یہی دعا
مانگ رہا تھا کہ خدا کرے یہ حکم ہو کہ تو کھا لے بس دیو کندک گلپلی بنا کر اُس ساحر کو نگل گیا خون کی بوند تک نہ گرنے دی
مگر عمرو کو جو ہوش آیا قمر زاد کو مسند پر بیٹھے دیکھا اور دیو پری گرد و اطراف مین کھڑے ہوئے پائے حیران ہوا کہ یہ
خواب تو دیکھ رہا ہی یا بیداری ہی کہ قمر زاد نے اُٹھکر سلام کیا پکارا کہ عمو جان آپ حیران کیون ہین بس عمرو نے
آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ مجھے ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا تھا وہ کیا ہوا قمر زاد نے کہا اسے دیو کھا گیا بس یہ
جو سنا عمرو کی جان مین جان آئی قمر زاد نے کرسی جواہر نگار پر خواجہ کو بٹھایا احوال لشکر اسلام کا پوچھا عمرو نے
کہا کہ بابا تمام لشکر تباہ ہی سردار گرفتار سحر ہین عجب پریشانی ہی کہا کہ اگر مرضی حمزہ صاحبقران کی ہو تو چلکر تمام
جادوگرون کو دیوون سے کھلوا دون عمرو نے کہا ای قمر زاد ایسی حرکت بھولکر نہ کرنا حمزہ ایک تو تجھسے بیزار
ہین اور نفرت کلی ہو جائیگی قمر زاد بولا مین خلاف مرضی کبھی کوئی بات نہ کرونگا اور کشتیان جواہر کی منگوا کر
عمرو کو دین اور کہا کہ کسی طرح سے مجھے پدر بزرگوار سے قدمبوس کرائیے عمرو نے کہا مین وقت پاکر ذکر تمھارا کرونگا
ملاقات بخوبی ہو جائیگی اور وہ جواہر مع کشتی پوش زنبیل مین ڈال لیا عمرو نے دیوون سے پوچھا کہ یہان سے
شہر سکندریہ کتنی دور ہی ایک دیو نے کہا کہ وہ سامنے شہر سکندریہ ہی پہاڑ سے اُترے اور وہان پہونچے عمرو
قمر زاد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا قمر زاد بھی سوار ہو کر چلا گیا لیکن عمرو ایسا چالاک چار پہر دن چلا مگر کہین
لشکر اسلام کا پتا نہ لگا اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو تو دیو کے کہنے پر رہا دیو کے سامنے ہزار کوس ہون تو دو قدم ہین
تو اُسکے کہنے پر ناحق چلا اسی خیال مین پھرتے پھرتے دن تمام ہوا تیرگی شب کی نمایان ہوئی اپنے دل مین کہا ای
عمرو اب رات یہین بسر کیجیے صبح کو پھر چلیے جو خدا کریگا وہ ہوگا کیونکہ رات کو راستہ نہ معلوم ہوگا جانوران درندہ
سے گزند پہونچیگا بیابان تنگ کہ خوب تاریکی ہوئی اب ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا عمرو نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی ایک
درخت بلند تھا اُسپر چڑھ گیا کچھ شاخین توڑکر چھال اُسکی چھیلکر اُسکا مچان باندھکر اُسپر بیٹھا کہ یہان اگر تو سو بھی جائیگا

توکوئی گزند جانوران درندہ سے نہ ہوگا کہ یکا یک ماہ تابان آسمان پر چمکا روشنی مین اُسکی دیکھا کہ ایک روشنی
زمین پر معلوم ہوتی ہی بغور جو دیکھا تو ایک گنبد بلور کا معلوم ہوا اور گرد اُسکے چبوترہ بلور کا تھا اور کٹھرے بھی بلورین
تھے ایک نور کی حالت تھی اور دیکھا کہ اس گنبد مین سب ٹنگے ہین اور نقش و نگار اُسپر بنے ہوئے ہین جی مین
اپنے کہا کہ اس گنبد مین چلکر سوئیے پھر خیال گزرا کہ کسی بلا کا مسکن نہو یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ یکا یک
چاندنی موقوف ہوئی تاریکی نمایان ہوئی دیکھا کہ ایک لکہ ابر چاند پر چھا گیا ہی پھر جو دیکھا تو ایک جانور عظیم ہی کہ
چلا آتا ہی اور پر و بال اُسکے مثل چھپرون کے ہین اور منقار مانند نیزے کے اور پاؤن مانند ستون بلند کے بس وہ آکر
اُس چبوترے پر اُترا اور کچھ آدمیون کو زمین پر رکھدیا اور خود لوٹ کر شکل آدمی کی بنا اب دیکھا عمرو نے کہ ایک
جادوگر مہیب صورت ہی کہ اُسنے دروازہ گنبد کا کھولا اور وہ جو آدمی ساتھ لایا تھا اُنکو گنبد کے اندر لیگیا اور بعد
تھوڑی دیر کے اکیلا گنبد سے باہر آیا چبوترے پر بیٹھا دو خادم آئے اُنھون نے فرش کر دیا تکیہ لگا دیا پلنگ بچھا دیا کچھ
کھانا لائے اُسنے خوب زہر مار کیا پھر شراب پینے لگا گزک کھانے لگا طنبورہ خادمون نے لاکر رکھدیا وہ اُسے بجا کر
گانے لگا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر رات گئے وہ خواب خرگوش مین گرفتار ہوا عمرو بھی لیٹ رہا کوئی چار گھڑی رات
باقی تھی کہ اُن دونون خادمون نے پاؤن دبائے کہ اے عنقائے جادو اُٹھیے وقت آپ کے جانے کا آگیا وہ کافر
بیدار ہوا جلدی سے اُٹھکر نہایا چوکہ دے کر اُسمین بیٹھا آگ روشن کی کچھ تل جلائے کہ دھوان اُن تلون کا آسمان
پر جا کر جمع ہونے لگا عنقائے جادو نے کچھ پتلے موم کے بنا کر تھالی مین رکھے اور پارچہ سُرخ اُنپر اُڑھا دیا اور آپ مین
پر لوٹ کر وہی جانور بنکر اُس تھال کو لیکر اُڑا یہانتک بلند ہوا کہ اُس دھوئین سے ملگیا اور دھوئین کو لیکر چلا عمرو
بھی بگلیم عیاری اُڑکر ساتھ ساتھ اُس دھوئین کے پیچھے روانہ ہوا کہ وہ دھوان جاتے جاتے نقرہ کوہ پر قائم ہوا یہان
دونون لشکرون مین طبل جنگ فرو بجا ہی نقابدار سیاہ پوش میدان مین آتا ہی مبارز طلب کرتا ہی اُس سے سکندر فرخ لقا
مقابلے کو آیا عمرو دیکھتا تھا کہ ایک آندھی چلی اور وہ دھوان پھیلکر محیط ہو گیا بعد اُسکے جو دیکھا لاش سکندر کی پڑی ہوئی
ہی کہ جیسے مغز اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہی غرض شام تک کوئی بیس سردار اسی طرح مارے گئے شام کو وہ دھوان جدھر سے آیا
تھا اُسی طرف روانہ ہوا عمرو بھی اُسکے ساتھ ہو لیا یہان امیر لاشین اُٹھوا کر کمال اُداس نہایت پریشان پھرے اُدھر
نقابدار سیاہ پوش خوش و خرم پھر گیا لیکن عمرو ساتھ ساتھ اُس دھوئین کے گلیم عیاری اوڑھے چلا آتا تھا جب اُس گنبد
بلور کے پاس پہونچا دیکھا کہ وہ جانور اسی طرح شکل انسان کی بنکر چبوترہ پر اُترا اور سکندر فرخ لقا وغیرہ کو گنبد مین لیگیا
اور آپ فرش کروا کر بیٹھا کھانا زہر مار کیا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ آج اسے مارنا چاہیے بس ایک نازنین کی صورت
بنکر سُرخ جوڑا پہنکر عطر بدن مین ملا اور ایک ماتمی پوشاک اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا عنقائے جادو
کے کان مین جو آواز رونے کی آئی اُٹھکر اُسی طرف چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک عورت مُنھ چھپائے ہوئے
بے اختیار رو رہی ہی اُسنے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کہا کہ تو کون ہی کیا مصیبت تجھپر پڑی ہی جو روتی ہی اُسنے پلنگ پوش جو
اُٹھایا اور چہرہ اپنا دکھایا عنقائے جادو عاشق ہو گیا پوچھا کہ یہ صحرائے لق و دق وادی بے کنار اسمین تم کیونکر
آئین اُسنے کہا کہ کیا حال تم اس مصیبت زدہ گرفتار بلا کا پوچھتے ہو مین سوداگر بچی ہون ابھی شادی میری ہوئی تھی
کہ طوفان آیا سارا قافلہ غرق ہو گیا مین ایک تختے پر بہتی ہوئی اس صحرا مین پہونچی ہون کوئی نہین کہ میری دستگیری
کرے عنقائے جادو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو جہان کہو گی وہان مین تمھین پہونچا دونگا اُسنے کہا کہ مین تمھین چھوڑ کر
کہان جاؤنگی تمھاری کنیزی کرونگی عنقائے جادو اپنے ساتھ لیے ہوئے چبوترے پر آکر بیٹھا کھانا منگوا کر

کھلایا خود شراب پی اسے بھی جام شراب پلایا پھر سرگرم اختلاط ہوا عمرو نے شیشہ شراب کا اُٹھا کر اُسمین بیہوشی ملا کر اپنے ہاتھ سے کئی جام عنقاے جادو کو پلائے وہ بدمست ہوا اور عمرو کی طرف ہاتھ بقصد مساس بڑھایا عمرو دور ہٹا کہ صاحب یہ کسی اچھی نہیں ہین ذرا پیشاب کر آؤن یہ کہکر عمرو اُٹھکر چلا عنقاے جادو دوڑا کہ جان جہان کہان چلی ہو کوئی دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جلدی سے اُسکی چھاتی پر چڑھکر اُسے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس ایک قیامت برپا ہوئی ہیرا اُسکے خاک اُڑانے لگے تاریکی محیط عالم ہو گئی غل و شور کی آواز بلند ہوئی پھر ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من عنقاے جادو بود جب وہ تاریکی بر طرف ہوئی دیکھا کہ وہ گنبد اور چبوترہ غائب ہو گیا مگر ایک مٹھ مٹی کا معلوم ہوتا تھا اور وہ دونون خادم کہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے اُنکے سن تھے بہت خوب صورت تھے اُن سے عمرو نے پوچھا کہ تم دونون کون ہو اُنھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک ایک قصبہ ہے ہم وہان کے زمیندار کے بیٹے ہین ہمکو یہ حرامزادہ پکڑ لایا تھا دن رات اپنی خدمت لیتا تھا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپ نے اسے مارا ہم آپکے غلام ہین عمرو نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین ہین تمھین تمھارے مکان پر پہونچا دونگا مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا کچھ مال و اسباب بھی ہے اُنھون نے کہا کہ اسی مٹھ مین بہت سا مال ہے عمرو نے اُسکا دروازہ کھولا اور تمام مال و اسباب نکالکر نذر زنبیل کیا پھر اُن سے پوچھا کہ لوگون کو جو پکڑ لاتا تھا اُنھین کہان قید کیا ہے کہا کہ اسی مٹھ کے اندر تہخانہ ہے اسمین بہت سے لوگ قید ہین عمرو نے اُن لڑکون سے کہا کہ تم اپنے قصبے کو جاؤ اپنے مان باپ سے ملو وہ دونون خوشی خوشی روانہ ہوئے عمرو نے صورت اپنی عنقاے جادو کی بنائی اور تہخانے کا دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا تو تمام سرداران لشکر اسلام وہان موجود ہین کوئی غل و زنجیر مین گرفتار نہین ہے عمرو نے پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو آج میرے گھر ایک مہمان آیا ہے مین نے اُسکی دعوت کی ہے جو تم مین سے فربہ زیادہ ہو میرے ساتھ چلے کہ مین اُسکے گوشت کے کباب کر کے اپنے مہمان کو کھلاؤنگا سبھون نے پہلوان عادی کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہم سب مین فربہ زیادہ ہے عمرو پہلوان عادی کے پاس آیا کہ چل مین تیرے کباب کر کے اپنے مہمان کو کھلاؤنگا عادی نے کہا کہ اے شاہ جادوان آدمی کا گوشت کیا آدمی کو کھلاؤ گے ہرن کے گوشت کے کباب اچھے ہوتے ہین وہ کھلاؤ عمرو نے کہا کہ آدمی کا گوشت سلونا ہوتا ہے ہان اگر تو خون بہا اپنا دے تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا کہ یہان مجھ غریب پاس کیا ہے جو دون مگر مکان پر میرے کئی ہزار روپیے رکھے ہین عمرو نے کہا کہ تو ایک نوشتہ لکھکر مُہر کر دے مین لیلونگا عادی نے کہا کہ دوات قلم یہان کہان ہے کہا کہ سب کچھ موجود ہے غرض تمسک لکھوا لیا کہ چھ ہزار روپیہ عنقاے جادو سے قرض لیے ہین لشکر مین پہونچکر دونگا اب وہان سے بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ پاس آیا اُنسے بھی تمسک لکھوا کر مُہرین کروا کر اپنے پاس رکھا یہانتک کہ سب سرداروں سے مُہرین کرا کر اب علمشاہ پاس آیا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ عنقاے جادو نہین ہے عمرو ہے کہ سب سے روپیہ کا طالب ہے علمشاہ نے کہا خواجہ مین تمھین پہچان گیا ہرگز ایک پھوٹی کوڑی نہ دونگا ناحق تم ایک ایک کو دھمکاتے ڈراتے ہو یونہین سب سے مانگ لو کہ تمنے سب پر احسان کیا ہے سب تمکو خوشی سے دینگے عمرو ہنسنے لگا اب سب نے پہچانا القصہ سبھون کو تہخانے سے باہر لایا لاشہ عنقاے جادو کا پڑے ہوئے دکھایا ہر ایک نے اُسیر تھو کا عمرو نے کہا کہ صاحبو مین تمسے کچھ نہ لونگا مگر تم سب اس احسان کی تلافی مین جو کچھ مین کہون وہ کرو سبھون نے کہا جو آپ فرمائین ہمین منظور ہے کہا کہ میری نوکری کرو کہ مین تم سبھون کی صورتین تبدیل کر کے یہان سے لیجاؤنگا سبھون نے کہا کہ خواجہ ہمین منظور ہے آپ جو صورت چاہین بنائین ہمین انکار نہین مگر خواجہ شرع مین شرم نہین ہے

ہم نوکری اگر آپ کی کرینگے تو تنخواہ اپنی کوڑی کوڑی لے لینگے عمرو نے کہا بچشم مین دام دام تمکو دونگا بس یہ کہکر
رنگ و روغن عیاری نکالکر سبکی صورتین تبدیل کین اور کہا چلو وہ سب بولے کہ خواجہ پیدل ہمسے تو جایا جائیگا
گھوڑے سواری کے لیے چاہییے ہین عمرو نے کہا صاحبو مین گھوڑے کہان سے لاؤن سبنے کہا کہ ہم قیمتین دینگے عمرو بولا
کہ جاتا ہون تلاش مین یہ کہکر روانہ ہوا اتفاقات روزگار ایک سوداگر گھوڑے واسطے سوداگری کے لایا ہو اور اسنے انکے
پانی پلانے کو دریا پر بھیجا ہو غلام سوداگر کا گھوڑون کے ساتھ ہو مثل قطار شتران گھوڑون کو لیے ہوے چلا آتا ہو ایک کی
باگڈور دوسرے کی باگڈور مین بندھی ہوئی ہو عمرو اُن گھوڑون کو دیکھکر بہت خوش ہوا جب وہ گھوڑے دریا سے
پانی پی چکے اُس غلام نے چاہا کہ لیجائے عمرو نے سوا پانچ سیر کا پتھر گوپھن کے پلے مین دے کر اسکے سر پر مارا سر اسکا پاش
پاش ہو گیا گر کر مر گیا عمرو اُن سب گھوڑون کو لیکر آیا ایک ایک سب کو بانٹ دیا اب یہان سے طرف لشکر اسلام
کے راہی ہوے لیکن عمرو نقابدار بنفشہ پوش بنا ہو اسکا افسر تھا آتے آتے زیر نقرہ کوہ پہونچا یہان تمام لشکر اسلام کا
خاتمہ ہو چکا ہو امیر و بادشاہ اسلام و مقبل چند مشیران سلطنت باقی ہین نقابدار سیاہ پوش روز طبل جنگ بجوا کر
میدان مین آتا ہو اور اسی طرح سردار صاحبقران کے مارے جاتے ہین اُس روز بھی نقابدار سیہ پوش میدان مین
کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہو اور لشکر اسلام مین کوئی مقابلہ کرنیوالا باقی نہین ہو سب مارے جا چکے ہین امیر خود
گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آگئے ہین اجازت طلب کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر
رکھوا دیا ہو امیر حمزہ صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے رو رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین ایک ادنا
ہوتا آپ کا مجھکو آپ نے ہمیشہ مجرا اور سلام کیا میرے ہوتے آپ قصد نہ کیجیے مجھے میدان مین جانے دیجیے سب نے
آپ پر جان نثار کی ہو مین بھی فدا کرون نہین تو لوگ مجھے کہین گے کہ سعد بن قباد عجب نالائق تھا کہ اسوقت مین
جان اپنی عزیز کی امیر حمزہ صاحبقران کہہ رہے ہین شہریار خداوند عالم آپ کو صحیح و سلامت رکھے
آرزو مجھے یہ ہو کہ تخت بادشاہی اسی طرح آباد چھوڑ جاؤن میرے سامنے کوئی چشم زخم حضور کو نہ پہونچے بعد میرے
آپ جو چاہیے گا کیجیے گا بادشاہ اسلام فرما رہے ہین کہ مین نے تمام عمر آپ کے باعث سے چین کیا مین
پہلے سر کٹا لون تو آپ جائین یہی تکرار ہو رہی ہو ایک دوسرے کو رخصت نہین کرتا کہ نقابدار سیاہ پوش
نے نعرہ کیا کہ ایک ایک شخص اگر نہین آتا تو دو دو ملکر میرے مقابلے کو آؤ امیر نے عرض کیا کہ حضور نے
سُنا اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر چاہتے ہین کہ مقابلے کو جائین کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا
بادشاہ اسلام نے کہا ذرا ٹھہر جائیے اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ کون آتا ہو کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی و نقابدار
بنفشہ پوش پانچ ہزار سوار سے نمایان ہوا اور آکر ایک جانب میدان مین کھڑا ہوا کہ نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا
نقابدار بنفشہ پوش پکارا کہ ذرا ٹھہر چیری تلے دم لے حریف تیرا مین ہون آتا ہون اور ایک سوار سے کہا کہ حمزہ کے
پاس جاؤ ہمارا سلام کہو اور پیغام دو کہ یا حمزہ صاحبقران ہمارے مالک کا قاعدہ ہو کہ جو بادشاہ ذیشان حریف
زبردست کے ہاتھ سے مغلوب ہوتا ہو اُس لڑائی کو ہنڈی بھاڑے یعنے اجارے پر لیتا ہو اور اگر تمام عالم حریف
کی طرف ہو جائے تو انھین پانچ ہزار جوانون سے بھگا دیتا ہو بس اگر ہنڈی بھاڑہ اسکا ٹھہر جائے تو مالک ہمارا
اس لڑائی کو فتح کر دے اور پہلے روپیہ نہین مانگتا جب لڑائی فتح کریگا تو روپیہ لیگا وہ سوار پیغام نقابدار کا
لیکر روانہ ہوا یہان امیر بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ شہریار اچھے اچھے جوان اس نقابدار کے ساتھ مین
نقابدار تو کچھ نہین ہو مگر ساتھی نہایت جری معلوم ہوتے ہین کہ اس اثنا مین وہ سوار آیا او پیغام نقابدار کا امیر کو

پہونچایا امیر نے جو ہندی بھاڑے کا نام سُنا نہایت برہم ہوئے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے ہندی بھاڑہ کیسا
مین نے یہ لفظ کبھی نہین سُنی وہ سوار پھر کر چلا گیا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ یہ نقابدار خبطی ہی اُسے جنون ہو گیا ہی
اُس سوار نے جا کر نقابدار سے کہا کہ حمزہ نے مجھکو جھڑک دیا نقابدار نے بار دیگر دوسرے سوار کو بھیجا کہ جا کر حمزہ سے
کہہ کہ مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ اس لڑائی کو فتح کرونگا آپ کا اسمین کیا نقصان ہی جو اجارہ ٹھہر جائیگا بعد فیصال
کے وہ لے لیا جائیگا پیشگی تو مین نہین مانگتا اب جو یہ پیغام اُس سوار نے امیر سے آکر کہا چاہتے تھے امیر کہ جواب دین کہ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران اگرچہ کلام اسکا سفلہ ہی مگر آج کی آفت تو نقابدار پر ٹلتی ہی اجارہ ٹھہر جانے کیا مضائقہ
ہی امیر نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ چاہیے اقرار کیجیے بادشاہ اسلام نے اُس سوار سے کہا کہ تمہارا افسر کتنے
پر لڑائی کا اجارہ لیتا ہی اُس سوار نے فرد نکال کر دی اسمین لکھا ہوا تھا کہ اگر ایک مہینے کا خراج کل ممالک محروسہ
کا مجھکو عنایت کیجیے تو مین اس لڑائی کو فتح کر دون بادشاہ نے وہ کاغذ امیر کو دکھایا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا کہ
یہ تو کرورہا روپیہ ہوتا ہی اس سے کم کرو نقابدار بنفشہ پوش نے کہلا بھیجا کہ ایک کوڑی اس سے کم نہ لونگا امیر نے چاہا
تھا کہ پھر تکرار کرین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جان کا تصدق مال ہی اول تو ہمین گمان نہین کہ یہ لڑائی کسی سے فتح ہو ہمارا
یہان خاتمہ ہو چکا ہی اگر یہ مہم سر ہوئی تو دوبارہ گویا زندگی ہوئی امیر نے کہا جو مرضی حضور کی مین راضی ہون غرض
اُس کاغذ پر امیر اور بادشاہ اسلام کی مہرین ثبت ہوئین گواہیان لکھی گئین وہ کاغذ سوار لیکر نقابدار پاس گیا نقابدار نے
کاغذ دیکھکر کمر مین رکھ لیا کہ اس اثنا مین نقابدار سیاہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہین آیا کیا مین ہی
تیراؤن بنفشہ پوش نے جواب دیا کہ او روسیاہ مین چاہتا تھا کہ تو ابھی دو چار گھڑی اور زمانے کی ہوا کھائے مگر تجھکو
اضطراب جہنم مین جانے کا ہی خیر آیا مین یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا وہ میدان کی طرف چلا عجب گھوڑا تھا کہ ہڈیان
نکلی ہوئین ایک ایک پسلی نمایان گو بسبب فاقہ کشی کے چلنے کی طاقت اُسمین نہ تھی لیکن لال مرچ جو اُسکی دم کے نیچے
رکھی ہوئی تھی اسکی تیزی سے چلا جاتا تھا یہ تو مقابلے کے واسطے روانہ ہوا اگر بختیارک جو نقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ
کے پاس بیٹھا تھا اُسنے جو نقابدار بنفشہ پوش کو دیکھا اور دو چار مرتبہ سوار کو امیر کے لشکر مین آتے جاتے دیکھا یقین ہوا
کہ مرشد کامل یہین اُس بلا کو مار کر سرداران حمزہ کو چھوڑا کر لائے ہین اب اس نقابدار کو بھی مارینگے سکندر شاہ سے پوچھا
کہ یہ نقابدار سیہ پوش کوئی تمھارے عزیزون مین ہی اُسنے کہا تو مقصد اپنا بیان کر تجھے رشتہ داری سے کیا غرض ہی وہ
بولا کہ نقابدار کی جان کے ملک الموت آ گئے اب بچنا نقابدار کا بہت مشکل ہی یہ نقابدار عمرو بن امیہ ضمری ہی نقابدار
سیاہ پوش کو مار ڈالیگا اگر اسے بچا لو تو بہتر ہی نہین افسوس کروگے کہ نقابدار مارا گیا اور آج وہ آندھی بھی جو آیا کرتی
تھی نہ آئیگی سکندر شاہ نے کہا او مادر بخطا کیا بکتا ہی اور لقا بھی خفا ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص نیا آتا ہی تجھکو معلوم ہوتا ہی
کہ یہ عمرو ہی اور عمرو بھی ہوگا تو نقابدار کا کیا بنا لیگا بختیارک بولا خیر دیکھیے اب دم بھر مین آپکو معلوم ہوا جاتا ہی
لیکن جب نقابدار بنفشہ پوش نقابدار سیاہ پوش کے مقابل ہوا سیاہ پوش تلوار زن ہوا بنفشہ پوش نے تلوار کو خالی
دیا نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ارے یہ کیا تو تلوار زن کیون نہوا اُس نے کہا کہ مین ہر کس و ناکس سے تلوار زن نہین
ہوتا کوئی برابر کا میرے ہو تو مین اُس سے تلوار زن ہون یہ سُنکر نقابدار سیہ پوش آگ ہو گیا کہا مین ہر کس و ناکس
مین ہون برابر کا تیرے نہین ہون خدا جانے کہان سے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنس گیا ہی اور قضا تجھے کشان
کشان کھینچ لائی ہی سُنا نہین تو نے کہ ع صید را چون اجل آید پے صیاد رود ٭ بنفشہ پوش نے کہا کہ قضا تیری
سر پر کھیل رہی ہی کوئی دم کا مہمان ہی نقابدار نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ میرے اوپر کیا خداوند فرعون شکوہ

کی مہربانی ہو کہ حریف سے ہتھیار چلنے کی نوبت نہین آتی ہو کہ غضب خداوند کا نازل ہوتا ہو حریف مر کر گر پڑتا
ہو بنفشہ پوش پکارا او سیاہ پوش آن دفتر را گاؤ خورد گاؤ را قصاب برد آن قصاب حرامخور مرد نقابدار سیاہ پوش
نے کہا خیر حال معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ کرلے بنفشہ پوش نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین پیشدستی نہ کرینگے اُسنے کہا معلوم ہوا
اور نیزہ اُٹھا کر مارا بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی
انجام کار بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سیاہ پوش آگ ببولا ہو گیا پکارا او بنفشہ پوش تو نے غضب کیا کہ دو
دریا کے لشکر کے سامنے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ تلوار ہو اس سے خبردار رہنا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بنفشہ پوش
نے تلوار خالی دی کاٹھی کو خالی کر کے آسمان پر اُچک گیا تلوار گھوڑے پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے سیاہ پوش
جھکا تھا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے آسمان پر سے اُترتے ہوئے تلوار اُسپر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے بس
نقابدار سیہ پوش کے مرتے ہی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین خورشید جادو بود اور خورشید جادو
بیٹا تھا سکندر شاہ کا اور شاگرد تھا عنقاے جادو کا عنقاے جادو کے انتظار مین یہ مارا گیا جب روشنی ہوئی تو
پل اژدہا اور دریاے سکندریہ اور نقرہ کوہ سب غائب ہو گئے نقابدار وغیرہ سب ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہوئے تھے مگر
لوگ نقابدار کے اور چہل درے کے فوج نقابدار بنفشہ پوش پر دوڑے کہ لینا اسے اِسنے نقابدار سیہ پوش کو مار ڈالا
نقابدار بنفشہ پوش کا گھوڑا مارا جا چکا ہو یہ سیاہ پوش کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کفار پر دوڑا اور وہ پانچ ہزار
جوان جو نقابدار بنفشہ پوش کے ساتھ تھے وہ سب تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی اُن
سردارون نے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان تک کہ کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار بنفشہ پوش
لشکر کفار کو بھگا کر اپنے ہمراہیون سمیت درۂ کوہ مین جا کر اُترا اُدھر بختیارک نے دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش کے
مرتے ہی سکندر شاہ نے گریبان اپنا چاک کیا دو ہتھڑ منہ پر مارے کہ ہاے فرزند تم اپنا داغ دکھا گئے ہمکو
جیتے جی مار ڈالا کہین کا نہ رکھا اب ہم کسکے سہارے جیینگے کسکے بھروسے پر زندگانی کرینگے یہ کہکر خوب حالت اپنی
تباہ کی بختیارک نے کہا اے سکندر شاہ مین نے پہلے ہی آگاہ کیا تھا تمھین میرا کہنا یقین نہ آیا سکندر شاہ
بولا اے بختیارک بیٹا میرا ساحر زبردست تھا مگر شاید عنقاے جادو پر غافل ہو کر مارا گیا ورنہ ہرگز نہ مارا جاتا اور
معلوم نہین عنقاے جادو کو کیا ہوا بختیارک بولا اے سکندر شاہ تجھکو میرے کہنے کا مطلق یقین نہین ہو یہ
نقابدار وہی عیار ہو جو تاج شہناز جادو کا لیگیا تھا بیٹے عنقاے جادو کو مارا سرداران حمزہ کو قید سے اسکی
چھڑایا پھر یہان آکر تمھارے بیٹے کو مارا اور اب دیکھو ایک آدھ روز مین بالکل حال کھل جائیگا غم کیے سے کچھ
نہوگا جو ہونا تھا وہ ہوا القصہ لاش خورشید جادو کی جلائی پھونکی ماتم کیا بہت غم کیا شہناز جادو نے کہا اے
سکندر شاہ مین خدا پرستون کا استیصال طرفۃ العین مین کرونگا عوض خون خورشید جادو کا لونگا مگر ادھر حمزہ صاحبقران
خوش و خرم میدان سے تعریفین نقابدار کے لوگون کی کرتے ہوئے پھرے کہ کیا شجاع و بہادر اس نقابدار کے لوگ
ہین اگر یہ میری نوکری کرین تو جو مواجب چاہین مقرر کرالین اور مقبل کو بلا کر کہا کہ کھانا دعوت کا نقابدار کے واسطے
لیجاؤ اور جسقدر روپیہ کا اُس سے اقرار ہو چکا ہو چھکڑون پر لدوا کر ہمراہ لیجاؤ اور پیام نوکری کا بھی دو مقبل نے عرض کیا
بہت اچھا غلام جاتا ہو بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار سیاہ پوش مارا گیا وہ آندھی موقوف ہوئی مگر
ہمارے فرزندون اور سردارون کا پتا نہ لگا خواجہ زادے کہتے تھے کہ یہ سب کشتۂ سحر مین عنقریب آکر ملینگے نقابدار
سیاہ پوش جہنم واصل ہوا دریاے سکندریہ اور پل اژدہا نقرہ کوہ سب معدوم ہو گئے مگر ابتک ہمارے سردارون کا

پتا نہین پس معلوم ہوا کہ یہ ہماری تسلی کے واسطے کہتے تھے کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے
بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ زادون کو اسی وقت چوبدار فرمان شاہی لیکر روانہ ہوا اور ایک دم بھر مین اُنکو
لاکر حاضر کر دیا بادشاہ نے حسب معمول تعظیم اور توقیر انکی کی اور فرمایا کہ آپ کے احکام کبھی فرق نہوتا تھا مگر ابکی مرتبہ
نجوم آپکا جھوٹھا ہوا کہ سرداران اسلام اب تک پیدا نہوئے اُن چارون بھائیون نے پھر علم نجوم مین دیکھا اور خوب
غور کرکے ایک دو گھڑی بعد ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو تو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ہی کے سردارون
نے یہ لڑائی نقابدار سیہ پوش کی فتح کی ہے اور کل صبح کو اگر حضور کی خدمت مین وہ سب حاضر نہون تو ہمکو بالکل جھوٹھا
جانیے گا یہی شب درمیان ہین ہے بادشاہ اسلام اور امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے جو کچھ انکا معمول تھا وہ انکو ملا اس اثنا
مین مقبل پھر کر آیا صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کیا کہ مین وہ روپیہ اور کھانا پہونچا آیا مگر شہریار عجب کارخانہ اُس
نقابدار کا دیکھا کہ نہین خیمہ ہے نہ فرش بچھانے کو ہے پتھر کی چٹانون پر سب بیٹھے ہوئے ہین غلام نے حضور کیطرف سے
پیغام نوکری کا بھی دیا تھا نقابدار نے جواب دیا کہ ہمارا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ ہم ہنڈی بھاڑے پر لڑتے رہے لڑائیان
فتح کراتے رہے ہمکو کسی کی نوکری سے کچھ سروکار نہین مگر خاطر سے صاحبقران کی قبول کیا جاتا ہے بشرطیکہ پہلے دو مہینے کی
تنخواہ پیشگی میرے رفیقون کی از روے حساب بھجوا دین فرمایا کہ ابھی ہمین قبول ہے ابھی وہ بھی روپیہ حساب کروا کے
دے آؤ اور کہتے آنا کہ صبح کو ہمارے پاس آکر موجود ہون مقبل وہ روپیہ بھی بہنگیون پر لدوا کر لیگیا اب وہ وقت ہے
کہ نقابدار بنفشہ پوش کھانا سبکو کھلوا چکا ہے لوگ ہاتھ دھو دھو کر آتے جاتے ہین کوئی بیٹھا حقہ پی رہا ہے اور کوئی پان
کھا رہا ہے کہ مقبل نے وہ روپیہ بھی لیجا کر سامنے نقابدار بنفشہ پوش کے ڈھیر کر دیا اور پیغام صاحبقران کا پہونچایا
روپیہ تو عمرو نے رکھوا لیا اور مقبل سے کہا کہ میری طرف سے خدمت صاحبقران مین عرض کر دینا کہ مین دو گھڑی
رات رہے سے مع اپنے لوگون کے خدمت والا مین حاضر ہونگا مقبل تو چلا گیا یہان سردارون نے عمرو سے کہا
کہ خواجہ ہماری تنخواہ کا روپیہ ہمین دیدو عمرو نے کہا کہ اب رات کا وقت ہے اسوقت چپ ہو رہو صبح کو تقسیم
کر دونگا بعد اسکے صاحبقران پاس لیچلونگا علمشاہ نے کہا کہ صاحبو یہ فریب کرتا ہے ایک حبہ کسی کو نہ دیگا تم
سب سوئے اور یہ کل روپیہ لیکر چلا گیا انہون نے کہا ایسا غضب نہین ہے کہ ہمارا روپیہ لیکر چلا جائے ہمکو اس
امر کا یقین نہین ہے ہم صبح کو لے لینگے القصہ یہ سب تھکے ماندے تھے ہی اب کھانے جو کھائے تو لیٹتے ہی سو گئے عمرو
کو نیند کب آتی ہے دو پہر رات گئے جب اُسنے دیکھا کہ سب غافل سو رہے ہین نعرہ خواب بلند ہے بس اُٹھا اور تمام
روپیہ ایک پہر مین زنبیل مین اُٹھا اُٹھا کر ڈال دیا اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اب نقاب منہ پر سے دور کی
بہ صورت اصلی داخل لشکر اسلام ہوا صبح کو بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران مجرا کرکے دنگل پر
متمکن ہوئے دو چار سردار جو باقی ماندہ تھے وہ بھی آکر بیٹھے عمرو نے آکر مجرا گاہ سے سلام کیا اور اپنی جگہہ پر آبیٹھا امیر
نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے کیونکر اُس جانور کے پنجے سے نجات پائی عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ زندگی تھی
بچ گیا مگر حضور فرمائین کہ مقدمہ نقابدار سیاہ پوش کی لڑائی کا کیونکر فیصل ہوا مین نے سنا ہے کہ نقابدار سیاہ پوش
مارا گیا فرمایا کہ خواجہ فضل الہی شامل حال ہوا ایک نقابدار بنفشہ پوش ایسا پیدا ہوا کہ کتے کی موت اُسے مار لیا
اور خواجہ بہت سی فوج اُسکے ساتھ نہین کل پانچ ہزار جوان اُسکے ہمراہ ہین مگر کیا کیا جوان ہین ایک ایک
رستم اسفندیار ہے مین تو انکا عاشق ہو گیا ہون اور خواجہ مین نے انکو نوکر رکھا ہے دو مہینے کی تنخواہ بھی پیشگی بھجوا دی
ہے اب وہ آتے ہونگے دیکھنا انکو عمرو نے کہا کہ حمزہ شکر ہے خدا کا کہ ایسی مہم یون سہل مین سر ہوئی امیر نے فرمایا

کہ خواجہ دس کروڑ روپے دیے اور یہ تنخواہ جو بھیجی وہ علاوہ عمرو بولا حمزہ اگر دس پدم روپیہ تو دیتا تو بھی کچھ نہ تھا اور
تسبیح ہاتھ مین لیکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا لگا پڑھنے کہ طوفان شیطان اللہ نگہبان کر تو کر نہین تو خدا کے
غضب سے ڈر مگر حال سنیے یہان کا کہ صبح کو سب سردار بیدار ہوئے ابھی تاریکی تھی سبھون نے چشمۂ آب پر وضو کیا
نمازین پڑھین جب روشنی خوب ہوئی علمشاہ نے سب سے کہا کہ صاحبو دیکھو ایک روپیہ چھکڑہ دن پر باقی تھین
وہ سب روپیہ عمرو لیکر چلا گیا میرا کہنا کسی نے نہ مانا اگر رات ہی لے لیتے تو بہتر تھا اب وہ سو مکر کریگا ایک حبہ
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا مگر مین ہرگز نہ چھوڑونگا وہین چلکر سامنے صاحبقران کے لونگا سبھون نے کہا کہ ہم آپ کے
ساتھ ہین غرض علمشاہ ایک حبشی کی شکل بنا ہوا سب کو ساتھ لیے ہوئے چلا اور سبکے سب غل مچاتے ہوئے دہائی
حمزہ صاحبقران کی دیتے ہوئے فریاد کرتے ہوئے دروازۂ بارگاہ پر آئے یہان امیر عمرو سے فرماتے ہین
کہ خواجہ آج تم یہ کیا تسبیح پڑھ رہے ہو جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھو کچھ کہو تو ہوا کیا عمرو کہہ رہا ہے کہ حمزہ زمانہ بہت بڑا
ہے کوئی کسی کا احسان مانتا ہی نہین بلکہ جس پر احسان کیجیے وہ دشمن جان ہو جاتا ہے کیا بھلا کوئی کسی کے
ساتھ نیکی کرے امیر کہہ رہے ہین کہ خواجہ کچھ بیان تو کرو مذبذب ہم سمجھتے نہین یہی باتین تھین کہ فریاد و الغیاث
کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا کہ خیر تو ہے یہ کیسا غل ہے کہ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ نقابدار بنفشہ پوش کے
لوگ فریادی آئے ہین کہتے ہین کہ ہم لوٹ لیے گئے فرمایا کہ بھئی ایسے زبردستون کو کس نے لوٹا انھین سامنے تو بلاؤ
عمرو نے اور باآواز بلند اس تسبیح کو پڑھنا شروع کیا کہ اس اثنا مین سب سردار سامنے آئے امیر کو مجرا کیا اور کہا
کہ شہریار ہمارے افسر نے ہمکو لوٹ لیا دو مہینے کی تنخواہ ہم سبکی لیکر بھاگا اور آپ کے پاس آکر چھپا ہے فرمایا کہ
بھئی کہان ہے افسر تمھارا جہان ہو ہمین بتاؤ عمرو آگے بڑھا کہ صاحبو کون تمھارا افسر ہے علمشاہ پکارا کہ یا صاحبقران
یہی ہمارا افسر ہمکو عنقائے جادو کے مکان سے نوکر رکھکر لایا تھا نہ وہ تنخواہ دی ہے نہ وہ دو ماہہ جو حضور نے
بھیجا تھا دیا ہے سب روپیہ آپ ہضم کیا ہے امیر دل مین سوچتے ہین کہ یہ آوازین تو کچھ سنی ہوئی معلوم ہوتی ہین
یہ کون لوگ ہین کبھی خیال فرماتے ہین کہ یہ تو بالکل علمشاہ کی آواز ہے اور گردن اٹھا کر جب چہرے پر نظر کرتے ہین
تو مانند شب ظلمات کے سیاہ نظر آتا ہے دل مین کہتے ہین کہ بھلا یہ صورت علمشاہ کی کہان اور علمشاہ کو تو مرے
ہوئے ایک زمانہ گذر چکا پھر تصور فرماتے ہین کہ بھئی شائد خواجہ زادون کا کہنا صحیح ہو اور علمشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم سبکے سب کشتۂ سحر ہون یہ سوچکر امیر نے پوچھا کہ بھئی تمھارے افسر کا کیا نام ہے اور تمھارا کیا نام ہے عرض کیا
اس حبشی نے کہ یا صاحبقران نام ہمارے افسر کا عمرو ہے اور مین غلام آپ کا علمشاہ ہون اور یہ سب حضور
کے سرداران نامی اور پہلوانان گرامی ہین صورتین سبکی رنگ و روغن عیاری سے بدلی ہوئی ہین یہ سننا تھا
کہ بمقتضائے محبت پدری امیر چاہتے ہین کہ اٹھکر علمشاہ کو گلے سے لگائین کہ علمشاہ خود دوڑ کر قدمبوس ہوا
امیر نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا بہت مسرور ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا صاحبو یہ روپیہ اسے معاف کر دو اسنے
تم سبھون کی جان بخشی کی ہے یہ روپیہ اسے حلال ہے سب نے کہا کہ شہریار ہمین کچھ دعویٰ عمرو سے نہین ہے مگر علمشاہ
بولا کہ مین ایک حبہ نہ چھوڑونگا دام دام لونگا عمرو بولا مین تجھے دونگا اور پکارا کہ بھئی دو چار گھڑی کے واسطے
کوئی ہمکو دو ہزار روپے قرض دیتا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخرکار حکم ہوا بادشاہ اسلام کا کہ خزانۂ شاہی سے دو توڑے
خواجہ کو دیے جائین عمرو نے سلام کرکے وہ دونون توڑے لیکر علمشاہ کے سامنے رکھدیے علمشاہ نے لے لیے بعد اسکے
سب سردار امیر سے اجازت لیکر حمام کو روانہ ہوئے سب نے گرم پانی سے حمام کیا رنگ و روغن انکے چہرے

سے چھوٹ گیا صورتین اصلی ہوگئین مگر علمشاہ کو ہر چند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی کسواسطے کہ اُسپر عمرو نے جام اسحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ دادا جان آپ مجھسے دہ روپیہ بھی لیجیے جو جد بزرگوار کو دیا ہی اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو بصورت اصلی بنا دیجیے عمرو نے قاسم کا کہنا نہ مانا بہت سی الحاح وزاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام اسحاق مین پانی بھر کر علمشاہ پر ڈالا اُسوقت وہ رنگ سیاہ علمشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہین جشن فرمایا ہر سردار کو باعزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہی لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جا کر خبر سکندرشاہ اور لقا کو دی کہ نقابدار بنفشہ پوش عمرو بن اُمیہ ضمری ہی اور اُسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سُنتے ہی بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندرشاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو سے کہا کہ دیکھی کرامت اپنے اُس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عنقاے جادو اور خورشید جادو کا ضائع نہین جائیگا دیکھنا انکے خون کے عوض مین کس کسکو مارتا ہون اور سکندرشاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا مقابل لشکر امیر اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آ کر بیٹھا لقا تخت خداوندی پر قائم ہوا صحبت عیش برپا ہوئی جام گردش مین آیا دو سردار ہین سکندرشاہ کے یہان کہ ایک کا نام ہزبر کوہی دوسرے کا نام مسمار کوہی دونون نے سکندرشاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجائین ہم کل ان خداپرستون سے سامنا کرینگے بختیارک ہنسا اور کہا کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ برآ ہونگے خیر بجوائیے طبل جنگ کل سمجھ لیا جائیگا دیکھ لیجیے انکی لڑائی سکندرشاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو عرصہ کارزار مین آئے صف باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے ہزبر کوہی و مسمار کوہی اپنے گینڈون کو اُڑا کر سامنے تخت سکندرشاہ کے آئے اُتر کر سلام کیے اجازت میدان چاہی سکندرشاہ بولا فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہی یہ دونون پھر گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے خوب ہر کبون کو گرمایا بعد اُسکے مبارزطلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور بدیع الزمان گرد لشکر شکن بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر اُن دونون کے مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی کے گفتگو ہوئی اُن دونون نے فرعون کی تعریفین کین اُنھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوئے نیزے مارے انھون نے چند طعن مین نیزے اُنکے ہوائی کیے اُن دونون نے تلوارین مارین قاسم نے تلوار ہزبر کوہی کی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ لاکھ جانین ہون تو فرعون شاہ پر نثار کرون قاسم نے یہ سنکر اُسے آسمان پر اُچھالا اور گرتے ہوئے کو جو تنگ کیا مسمار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کر کے جو تلوار ماری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خداپرستون کی تیغزنی شہناز جادو بولا ملک جی اب کوئی اُنسے عہدہ برا نہو گا لقا پکارا اے شہناز اب ہاتھ میرا ہی اور دامن تمھارا ہی تمھاری ہی دستگیری سے پانون میرا ایمان قائم ہی شہناز بولا مین تمام خداپرستون کو مارونگا اور آپکو ملک سائل مین لیجلکر تخت خداوندی پر بٹھاؤنگا اُسدن تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آ کر مقیم ہوئے شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندرشاہ آ کر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی پر بیٹھا شہناز جادو بھی آیا لگا جام چلنے ناچ ہونے لگا جب نشۂ شراب تیز ہوا شہناز پکارا کہ بجے طبل جنگ کل میرا ہون اور یہ خدا پرست ہین اُسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچائی فرمایا

کہ رضینا بقضاء اللہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
صدا نقارے کی گونجی لشکر مین تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزہ صاحبقران مین آکر عرض کی یا امیر کل
سامنا ہی شہناز جادو کا اسی کے نام پر طبل بجا ہی بہتر ہی کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے
کھینچ دیجیے امیر با توقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اُسی وقت سقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے
عمرو بھی ساتھ ہوا اب حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اُس لکیر پر پانی
ڈالتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار الگ لشکر سے کسی قدر فاصلے پر پڑے ہوئے
ہین فرمایا کہ جاؤ اور اُنسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائین مین اُن سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم مین لے لون کہ شر کفار اور
سحر ساحران غدار سے محفوظ رہین عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والاشان یہ حکم لیکر اُس طرف روانہ ہوا اب رات
بہت کم باقی رہگئی ہی امیر با توقیر اسطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ دور سے ایک شتر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب
قریب امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان با حالت پریشان چلا آتا ہی آکر یون چیخنے لگا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کس بیکسان فریادرس غریبان یعنے امیر حمزہ صاحبقران کہان ہین اور اُسکے بعد اور بہت سی
تعریفین امیر کی کین امیر نے فرمایا کہ ای بھائی تیرا آنا کہان سے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہی عرض کی اُسنے کہ مین
فرعون پرست ہون کوہ علقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہی کہ اسکو سانپ نے کاٹا ہی سارے جوگی اور درویش جمع ہین
لیکن کسی سے اچھا نہین ہوتا اُسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فوراً اچھا ہو جائے جب مین نے
اُس سے پوچھا حفظ ہیکل کہان ہی اور کسکے پاس ہی تو اُسنے بتلایا کہ حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس ہی امیر نے
فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہی لیکن تو اگر خدا پرست ہو جائے تو یہ
حاضر ہی اُسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہی یہ کہکر مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اُتار کر اسکو دیا
اُسنے مجرا کیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست
کرکے اور حفظ ہیکل لیکر آنا ای بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہی حمزہ کی خدا کے نام پر میرا جان و مال سب حاضر ہی اُسنے
عرض کیا ای امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے ہیکل لیکر حاضر خدمت ہونگا یہ کہکر اور سلام کرکے امیر کو چلا
پیٹھ موڑ کر اُن پھولون کو ایک شیشے مین ڈالکر اور منھ اسکا انگشت زہر سے زمین پر بند کر لیا ابل اُسنے شیشے کے مُنھ کو بند کیا اور
اُدھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر پشت مرکب سے زمین پر آئے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر
کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا
تھا مگر اس آواز کو سنکر اور جلد دوڑا آکر دیکھا تو حال امیر کا ابتر پایا آنکھین پھری ہوئین رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر
ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہین ورنہ نبضین بھی ساقط ہین پوچھا عمرو نے اُن سقون سے کہ یکایک
یہ امیر کو کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شتر سوار صحرا کی طرف سے آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا بس
اُدھر وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھا کر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑے عمرو پکارا کہ غضب ہو گیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا
اور ایک نعرہ ہائے کا مار کر پہلو مین صاحبقران کے گر پڑا اور یہ سقے خبر لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی
برطرف ہوتی جاتی ہی اور آثار صبح کے نمایان ہوتے ہین لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی اُس شتر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر
کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہی ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہو چکی ہین شہناز جادو اور سکندر شاہ آگے لشکر
کے کھڑے ہین کہ یہ جا کر پہونچا بس اسکو دیکھتے ہی شہناز اپنے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے

کہا کہ ای شہناز کہدینا سکندر شاہ سے کہ نامہ تیرا ہونچا اور دلنواز جادو آکر اپنا کام کر کے چلا گیا اور ای شہناز جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر راہی ہوا شہناز جادو اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو اُدھر روانہ ہوا اِدھر سقے خبر لیکر امیر یا توقیر کی خدمت شاہی مین حاضر ہوئے اور باحال پریشان اگر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پر گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام نے تاج سر سے پھینک دیا اور مع سرداران لشکر اسلام اور فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہوئے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی فرزندان امیر نے خاک اُڑانا شروع کیا گرد امیر کے سب جمع ہوئے عمرو سے لپٹ کر کہرہے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا پکار رہا ہو کہ ای بندہ نواز عمرو ای تاج لشکر ظفر اثر ای شمع شبستان صاحبقرانی ای گل گلزار خلیل رحمانی ای مونس بیکسان ای یار غریبان اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپ نے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر مین ساتھ رہا امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمایئے جلد اس خدمتگار کو پاس بلایئے عمرو بعد آپ کے ایک لمحہ نہ جیے گا یہ کہتا ہوا اور روتا ہو بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام کفار تو خوش وخرم اپنے خیمون مین پھر گئے ادھر سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اُٹھا کر لائے اور پلنگ پر ڈالدیا اب تمام خواتین معظمہ نکل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنھون نے رمل مین حال دریافت کرکے عرض کیا کہ قران صعب امیر اور تمام حاضرین لشکر پر آیا ہی مگر مآل بخیر معلوم ہوتا ہی حضور خاطر جمع رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اٹھاینگے لیکن انجام کار فتح پاینگے بس خواجہ زادون کو خلعت اور توڑے اشرفیون کے دیکر رخصت کیا مگر اُسطرف جو کفار پھر کر داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی جام گلفام گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوایئے کل نکلکر میدان مین خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجا ہو کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم آمادۂ مرگ دھیا ہے قضا مین یہان بھی طبل جنگ بجے ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد ایسے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا مرکب سے اترا چوکہ ہوم کا تیار کر کے اُسمین بیٹھا نہایا ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا تھال مین سب اسباب سحر رکھا ہوا تھا اُسمین سے ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نازنین موم کی بنا کر اُسپر بٹھائی اور اسم سحر پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ مونڈھا مع نازنین زمین مین دھنس گیا بعد اُسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بنا کر روئی کے پہل پر اُسے رکھکر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی کا پہل مع راکب و مرکب اُڑ کر ابر سفید بنکر آسمان پر قائم ہوگیا اور زمین پر دو برج بنکر تیار ہوگئے ایک برج پر نازنین سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نازنین سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اُسمین سے صدائے رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور ایک سوار بادلہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور بعد لمحہ بھر کے مرکب روک کر مبارز طلبی کی دست چپ کی طرف سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا ای قاسم تمنے رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ شہریار

رنگ کیا دیکھتا دادا جان حالت جان کنی میں ہیں سامنا ساحرون کا ہو اسنے عہدہ برا ہونا معلوم سبقت کرنے
مین نا موری ہو کر پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پی کر نا واقف
انجام مرکب پر سوار ہو کر اس اسوار کے مقابلے کو چلا کہ اس نازنین سرخ پوش نے آواز دی کہ قاسم شہزادے مین تجھپر
مدت سے دلدادہ فریفتہ ہون اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اس نازنین کو
دیکھا مائل و مبتلا ہوا ادھر مرکب جھکا کر برابر اس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ میں تمھین
ساتھ لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اسے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار کر لے اس
نازنین کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اسنے قاسم پر ماری کہ ارے دیکھتا ہو کر سامنے شہنشاہ زجادو کھڑا ہی
اور تو یہ بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہو کر زیر برج یاقوت
بیٹھا سیارہ روتا ہوا مرکب کو پھیر گیا اس سوار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کہ اس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان
اسقدر بیمروتی پر کمر باندھی عاشق کی طرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کا ہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ
ہی یہ آواز سنکر بدیع الزمان نے جو پھر کر اس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہو گیا پکار کر ای جان جہان و ای
محبوبہ جان ستان مجھے نہ معلوم تھا کہ تم مجھپر عاشق ہوا آیا مین مجھے سوائے تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا
پھیر کر اُسی نازنین پاس آیا کہ پہلو مین اسکے جا کر بیٹھے اس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ اٹھا کر بدیع الزمان
پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے شہنشاہ زجادو کے یہ بے ادبی ادب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر
دیوانہ ہو کر زیر برج زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک و خاوری سب آ کر
قاسم سے لپٹے کہ ای شہریار آپ نے کیا حال اپنا بنایا ہی سب دست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران ہی
حالت الیمن گرفتار ہین قاسم مسحور سحر جو اس سے آ کر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہو کر وہین بیٹھ گیا ادھر باختری بدیع الزمان
کو آ کر سمجھانے لگے وہ بھی دیوانے ہو کر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک خاوری دیوانے بن بنکر ان برجون کے
نیچے بیٹھے اور اکثر کو وہ سوار ہاتھ کمر مین ڈالکر اٹھا لیگیا اور اسی ابر مین غائب ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آ کر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو اسی حالت سکرات مین دیکھا رو دیا
کیے اور پکارا کیے کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہنشاہ زجادو نے مع انکے لوگون کے گرفتار کر لیا
امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا ادھر شہنشاہ زجادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان مین آیا
ادھر لشکر اسلام آ کر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے شہنشاہ زنے آسمان کی جانب
دیکھا ایک آواز گرنے کی ہوئی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آ کر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا کوئی سردار نکلے جو دست راستی تھا اسے نازنین سبز پوش نے بلا کر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا
اسے نازنین سرخ پوش نے طلب کر کے مسحور سحر کیا اور جو سردار طلب لشکر سے نکلا اسے سوار بادلہ پوش اٹھا کر
لیگیا اسی طرح چند دن کی میدان داری مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار سحر ہو کر ان برجون کے نیچے
سامنے ان دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سوائے بادشاہ اسلام اور امیر اور چند
مشیران خدی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایک دم جدا نہو تا تھا فرمایا بادشاہ
نے کہ کرب غازی کو در بند سہیلیہ سے بلانا چاہیے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہی اسی وقت پروانہ

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کر چکا ہی ارادہ ہی کہ نقرہ کوہ کو روانہ ہو کہ
پروانہ پہونچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان
نظر آیا بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹ کر خوب رویا اور پکارا کہ
ای آقا غلام آپ کو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہو گیا عمرو بھی کرب کی خبر سنکر آیا کرب
کو ہوش مین لایا بادشاہ اسلام عمرو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کیا یونہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا
عمرو پکارا شہریار مین موجود ہون جو ارشاد ہو اسے بجا لاؤن تمام مشیران سلطنت لیکن خواجہ بزرجمہر سب اگر
جمع ہوئے تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امید بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین بعد بحث مباحثہ کے یہی
صلاح ہوئی کہ وہ ساحر حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہی جبتک گرفتار نہو گا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر جانے کدہر سے آیا تھا اور کدہر چلا گیا سب نے کہا کہ خواجہ اسکا دریافت
کرنا سوائے آپ کے اور کسی سے نہو گا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آئے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جسطرح ممکن
ہوتا ہی دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا دریائے فکر مین غوطہ زن ہی کہ ای عمرو کس سے
حال دریافت کرینگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک مقرر جانتا ہو گا اسی سے خوب معلوم ہو گا بس صورت
بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندر یہ شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ مادر بخطائی جنبش مین
آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آگئے ہین نام عمرو کا لیکر جو رگ پر ہاتھ
رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہو گیا جان پر صدمہ ہوا کہ واے غضب امرشد تیری فکر مین کیون گئے ہین تو ہلکر اپنے
خیمہ مین بند وبست کر کے بیٹھے دلمین یہ خیال کر کے پیٹ پکڑ کر لوٹ گیا ہائے درد ہائے درد پکارنے لگا لقا اور
سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اٹھا کرتا ہی سکندر شاہ نے کہا کہ بید کو بلواؤ
بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا مین اپنے خیمے مین جا کر آپ کر لونگا یہ کہکر بارگاہ سے باہر
آیا اپنے خچر پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پائے اور آئے تو اسے پکڑ لینا وہ بولکر آپ
ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پر آجائیگا تو مجھسے اشارہ نہو سکیگا
ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہی تم سب بڑے حرامخور ہو سب کو برطرف کر دونگا یہ کہکر جلد
اپنے خیمے کی طرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہی جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی روشن کر کے لیکر دوڑا
برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا داڑھی بختیارک کی جھلس جائے بختیارک
نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہی سوجھتا نہین تجھے کیا مجھے جلا دیگا اور بغور دیکھا کہ ارے یہ تیسرا مشعلچی کسکا ہی عمرو
نے بائین آنکھ کا تل اسے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا کہ جان نکل جائے
اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بے ادبی ہی کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا کہ چپکے چلے چلو
بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہی جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا خچر پر سے اُترا عمرو سے اشارہ سے کہا
کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو لوٹ لے گیا
بختیارک نے کہا تم بڑے حرامخوار ہو عمرو کبھی جوتی مارنے مجھے نہین آتا یہ کہکر اندر چلا ایک آدھ نے کہا کہ تیسرا
مشعلچی کون ہی کہا میرا باپ ہی تو کون ہی کیا میرا اتالیق ہی اور اندر خیمے کے جا کر دروازہ خیمہ کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس
بلا کر پیرون پر گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ قدیم

اندنون مین نہایت پریشان ہین صاحبقران کی وہ حالت ہو کہ کوڑی کوڑی کو تنگ ہین بختیارک نے کہا کہ مین نے
دو ہزار روپیے نقد رکھے ہین وہ حاضر ہین عمرو نے وہ لیے اور کپڑے پلنگ فرش لیکر نذر زنبیل کیا پھر کہا کہ ملک جی
آج ہم ایک کام کو تمھارے پاس آئے ہین اگر تمنے سچ کہا تو خیر ورنہ برب کعبہ جان سے مارڈالونگا بختیارک نے
کہا پیرو مرشد غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھین عمرو نے کہا کہ
ملک جی سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا ہو کہان رہتا ہو کیا نام ہو اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو
اسکا نام ہو بادشاہ طلسم عجائب کا ہو مگر راستہ اس طلسم کا غلام کو نہین معلوم اگر مجھے مارڈالنا آپ کو منظور ہو تو بہانہ کیا
ضرور ہو سر حاضر ہو عمرو نے کہا اگر تمھین معلوم نہین تو ممکن ہو کہ تم شہناز جادو سے معلوم کروگے بختیارک بولا وہ طریقہ
ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم شہناز جادو
سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اُسنے کہا بہت اچھا مین موجود ہون کہا کہ پھر دیر کاہیکی ہو اُٹھو چلو بختیارک اُسی وقت
اُٹھکر باہر آیا خچر پر سوار ہوکر چلا راہ مین عمرو نے کہا کہ سُنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخوار اگر تمنے بطور سابق نام میرا کسی
بہل وغیرہ پر لکھکر یا رقعے مین لکھکر کفار کو آگاہ کیا تو مجھسے بُرا کوئی نہین مین اپنے کو تو زندون مین شمار نہین
کرتا مگر تمھین جان سے مارڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک پکارا کہ پیرو مرشد پہلے سے وہ رخنہ بندی کرتے ہین
کیا مقدرہ ہو غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ مین آکر اپنی کرسی پر بیٹھا مگر جان
بدن مین نہین ہو شہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہو پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہین گیا جو چہرہ
تمھارا اُداس ہو بولا کہ نہین آپ کے اقبال سے سب طرح اچھا ہون مگر ایک مقدمہ مین کمال متردد متفکر ہون
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہو کہا کہ مبادا وہ حفظ ہیکل حمزہ کے ہاتھ آجائے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جائے اور حمزہ ہوش مین
آئے تو غضب ہو جائیگا شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہو کون طلسم عجائب مین جائیگا اور طلسم فتح کرے
دلنواز جادو کو ماریگا یہ پوچھکر بختیارک چپ ہوا تھا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹہوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ اے شہناز جادو خدا پرستون نے بہت طلسم فتح کیے ہین اس طلسم کو بھی فتح کرینگے شہناز
جادو نے کہا کہ وہانکا راستہ ایسا ہو کہ کوئی طلسم تک نہ جاسکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ مین ہو اُسنے
کہا اول تو راہ مین ایک دشت پرخار ہو اُس کسے گذرنا دشوار ہو اور اگر اُسسے بمشکل طے بھی کیا تو پھر بیابان لالہ زار
ہو مکان پر لالہ زار جادو کا جو کوئی نادانستہ اُس لالہ زار مین جائیگا صدا تڑاقے کی لالہ کے پھولون سے پیدا ہوگی
اور شعلہ آتش نکلکر اُس شخص کو جلا دیگا اُسکے بعد درہ نرگس زار ہو اُسمین اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صدائے مہیب
دے کر آنکھون کی صورت ہو جائیگا اور اُس شخص کو دیکھتے ہی پانی کی طرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذر اور پہونچا
طلسم عجائب مین تو لوح اُسکی معدوم ہو نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہو نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہو پھر کیونکر کوئی لوح پائیگا
اور طلسم کو فتح کریگا بختیارک نے یہ سُنکر کہا اے شہناز جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی اپنے ہاتھ سے اپنے
پاؤن مین کلہاڑی مارے اُسکا کیا علاج مثل ہو کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے کہ سارا حال بیان کر دیا
حریف اس کیفیت سے آگاہ ہو گئے در و دیوار ہم گوش دارد دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرایا شہناز پکارا او بیحیا
آپ ہی تو نے حال پوچھا پھر اب آپ ہی یہ باتین بناتا ہو کہ تو سہی یہ معرکہ کیا ہو بختیارک بولا یہ امر ناگفتنی ہو
عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب یہ حرامخور حال کھولا چاہتا ہو پھر ایک ٹہوکا دیا کہ تو نے بدذاتی پر کمر باندھی بختیارک
نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا بس اب چلو بختیارک درد کا بہانہ کرکے اُٹھا باہر آیا عمرو تو راہی لشکر اسلام ہوا

بختیارک بارگاہ مین پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی ہی دیر مین اچھا ہوگیا پکارا کہ میرے
ساتھ ملک الموت تھے یعنے مرشد کامل وہ سب حال سن گئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تونے ہمسے
نہ کہا کہ عمرو میرے ساتھ ہی تو خود اپنے ساتھ اُسے لایا کھود کھود کر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو خدا پرستون سے
ملا ہوا ہی بختیارک نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہوگا وہ جو تمنے سُنا ہو باپ مارے کا بیر میرے تو باپ کو
اُسنے مارا ہین تو اُنکا دشمن جان تشنۂ خون ہون لیکن اگر ایسا نہ کرون تو مارا جاؤن جب مجھے یہان لایا تھا پہلے اقرار
کروالیا تھا کہ خبردار تونے اشارۃً کنایۃً کسی طرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال کہکے کیا اپنی جان دیتا
شہناز جادو بولا ہو بڑے بدذات مگر اِس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہین ہی کوئی اس طلسم کو توڑ نہ سکیگا یہان
یہ گفتگو ہی مگر عمرو جو وہان سے لشکر اسلام مین آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ ایک کوئی ایسا ہو کہ
جاکر طلسم فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لائے بادشاہ اسلام بولے مین خود جانے کو موجود ہون یہ سُنکر کرب پکارا مین
سرفروشی کو مستعد ہون عمرو نے کہا خواجہ زادون کو بلائیے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جائے اور یون
جائیگا تو گرفتار طلسم ہو جائیگا اُسی وقت خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو بلایا اُنھون نے رمل مین ملاحظہ کرکے عرض
کیا کہ وہ شخص جائے جسے عیاری مین بھی دخل ہو اور زور وقوت مین اگر برابر نہین تو قریب صاحبقران
کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتین سوائے کرب غازی کے اور کسی مین نہین کرب پکارا کہ مین جاؤنگا سعادت ہی
میری اور اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ مین لایا اور کہا ای کرب تو میرا فرزند مشہور ہی جہان عیاری کا کام
آپڑے وہان پہلو تہی کو دخل نہ دینا اور رنگ وروغن عیاری بنا کر کیسے مین بھر دیے کرب رخصت ہونے کو
امیر کے پاس آیا امیر کو اُسی حالت سکرات مین پایا کرب آکر آنکھون کو تلوون سے ملنے لگا پکارا کہ ای آقا اب مجھے
رخصت کیجیے مین جاتا ہون حفظ ہیکل لینے اور روکر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا
اسوقت امیر معجزے سے شاہ ولایت کے ہوش مین آئے کرب قدمون سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ ای کرب مین نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہین یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئے شام ہو چکی تھی
قصد کیا تھا کہ شب بسر کرکے صبح کو جائے مگر خواجہ زادون نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہی عمرو نے
کرب سے کہا کہ آج یا قراب کرنا ضرور ہی آج تمھین بختیارک کے گھر مین لیجا کر رکھین صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے
کہا ای پدر بزرگوار لشکر دشمن مین جانا منھ مین اژدہے کے جانا ہی کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہی کہ حریف کو آگاہ کرکے گئے
کرب بولا مین آپ کے کہنے سے باہر نہین چلیے اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
یہان بختیارک کی رگ مادر بخطائی پھر جنبش مین آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہین اتفاقاً وہ
شہناز وغیرہ کی آنکھ بچاکر باہر نکلا چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوبالے سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی
ملاحظہ فرمایئے اُسکو لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمھارے پاس آیا ہون
بس یہ خجر برسے کو دیرا کہ آپ بعد مدت تشریف فرما ہوئے آنکھین ترس گئین آپکے دیکھنے کو خواجہ نے بھی چوبالے
سے نکلکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہارون سے کہا کہ چوبالہ لیجاؤ بختیارک اپنے خیمے مین لایا دیکھا کہ پیچھے ایک سیاہ پوش سوار
چلے آتے ہین عرض کیا کہ یہ کون ہین کہا کہ کرب دلاور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا کہ حضور غلام کو کافی تھے انکو میرے
ذبح کرنے کو کیون لائے عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو جاتا ہو آپ کچھ خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اب بختیارک
کے تن مین جان آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی پیش آیا مگر بارے دہشت کے رات بھر نہین سویا کرب فارغ و مزاج

سر پر موجود تھے پہر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہو اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی
چلکر بیابان خارستان تک انکو پہونچا آئیے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو مین یہین موجود ہون
عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا کہ او حرامخور رہم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گر پڑا اور پکارا کہ آپ
دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا عمرو بولا کچھ ضرورت ہے اسواسطے مین تمھین لیے جاتا ہون بختیارک ساتھ ہوا عمرو
سرحد تک بیابان کے لایا کرب کو رخصت کیا کرب تبر سے خارستان کاٹتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل
برہنہ کیا درخت سے باندھ دیا اور کہا خبردار افشائے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کرو
بختیارک بلبلایا کہ مجھکو آپ یہان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے
پاس نہ آئیگا خاطر جمع رکھ اور چند زنگ اسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا
وہ بھاگ جائیگا عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اُسپر بسر ہوئی صبح کو ہر آیندہ و روندہ سے
کہتا تھا کہ مین درخت سے بندھا ہون ایک ظالم مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سُنا کہ بکتا کیا ہے اُدھر صبح کو خیمے مین بختیارک
کی ڈھنڈھیا پڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخر کار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار
آدمی چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضائے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوئے وہان بھی پہونچے اُسے
درخت سے کھُلوا بختیارک نے کہا کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا یہ عمرو
ہم کیا کرین بغیر آپ کی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا میری جان جاتی
اور کہتے اسکا بال بیکا نہو سکتا غرض اسی طرح برہنہ لقا پاس آیا سکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تونے بنایا اُسنے تمام
کیفیت بیان کی شہناز بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تونے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا کو
آپ کو خبر ہوتی دوسرے یہ کہ اسکے جنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہناز جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوش مین آیا
تو پھر کچھ نہوگا اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن اُدھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کرکے داخل لشکر اسلام ہوا
بادشاہ اسلام سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مارگزیدہ
مردہ شود جبتک کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لائے جبتک شہناز جادو کا سکو چھوڑ
خاتمہ لشکر کا ہو جائیگا ایک آدھ روز مین جو سردار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہو جائینگے بعد انکے ہم پر نوبت آ جائیگی اسکی
تدبیر کرنا ضرور ہے یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہناز جادو کی دعوت کی ہے بڑی
تیاری ہے عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہر غلام جاتا ہے اگر بن پڑتا ہے تو شہناز کو لاتا ہے چالاک نے
عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپ کے ساتھ چلون کہا کہ بھئی ہمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہے چالاک
بولا بہت اچھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا کہ لقا اور
سکندر شاہ شہناز جادو کو ساتھ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین داخل ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہر گلی کوچہ مین خلائق
کا ہجوم عام ہے دکانون کے ستون رنگین ہین سائبانون پر تاش بادلہ و کمخواب کے تھان بچھے ہوئے ہین سکندر شاہ
خود عصا ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہے شہناز جادو آدمی نہایت حسین ہے نیمجوا رنگا
پہنے ہوئے کمر بند مرصع کا رکمر سے باندھے ہوئے تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے عطر ملے ہوئے چلا آتا ہے گرد ہجوم ساحرون
کا ہے آتے آتے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سائبان تمامی اور زربفت کے دلوائے ہین
مسند تمامی کی بچھوائی ہے ارباب نشاط حاضر ہین شام ہو چکی ہے عمرو تو صورت ایک فراش کی بنکر ایک طرف

کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آکر بیٹھا ایک طرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا قضائے کار اتفاقات روزگار ایک طرف محلسرا ہے سکندر شاہ کی اسکے کوٹھے پر ایک قصر بنا ہوا ہے اسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان اُن چلمنون کی مانند خطوط شعاع آفتاب کے روشن ہین اور وہ برج برج آفتاب معلوم ہوتا ہے ایک لو نور کی اسمین سے اُٹھ رہی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہان بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہے اُسکے آفتاب جمال کی روشنی پھیلی ہوئی ہے لیکن صورت یہ ہے کہ وہ شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہے شہناز کی طرف دیکھ رہی ہے شہناز کی نگاہ جو اُدھر پڑی اور ایک نازنین مہ جبین کو جلوہ گر پایا بس ایسا تیر عشق کھایا کہ جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ وہ نازنین اُسپر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی بہزار جان شیدا ہوا ناگاہ اُس نازنین نے رومال اوپر سے پھینکا کہ اُسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اُس بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیان الائچیان تھین اور ایک رقعہ اُسکے ساتھ تھا شہناز نے تو اُسے رومال پھینکتے ہوئے نہین دیکھا مگر عمرو دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جاکر اُسے اُٹھا لیا اور شہناز کو لاکر دیا اُسنے کہا یہ کیا ہے کہا غلام کو نہین معلوم لیکن قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہے شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہے یا کسی نے پھینکا ہے کہا کہ پیر و مرشد حضور کو دکھا کر کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے جو رومال لیکر کھولا بٹوہ دیکھا عطر سے بسا ہوا تھا اور ایک رقعہ اُسمین تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہے کہا کہ حضور کے نئے نوکرون مین ہون شہناز اپنے دل مین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کھائی کہا کہ شمع اُٹھا لا وہ اُٹھا لایا پوچھا کہ تو کچھ پڑھا ہے کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلبینڈی جانتا ہون شہناز ہنسا کہ تو بڑا مسخرہ ہے اور رقعہ کھولکر پڑھا عمرو نے دیکھا کہ اسمین لکھا ہوا تھا کہ اے شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کو وہ ہے یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین دیکھا ہے ہم دلدادہ و فریفتہ ہوئے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہے سبحان اللہ معشوق ایسے ہی جفا کار ہوتے ہین اچھا جو بیا ہے وہ جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھلکر مر جائین بہت بہتر خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہے کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سنا لین بعد اُسکے مر جائین شعر

نکلجائے دم تیرے قدمون کے نیچے ✣ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے ✣

اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح چاہو ملاقات کی صورت نکالو ہم بالکل مجبور ہین اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کی صورت نکالی تو بہتر ورنہ دو ایک روز کے ہم اور مہمان ہین یہ مضمون پڑھکر شہناز بیچین ہو گیا اور عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا پڑھا اپنے دل مین کہا کہ اب لیا اسے جاتا کہان ہے مگر شہناز نے رقعہ پڑھکر سر اُٹھا کر قصر کی طرف دیکھا ملکہ نے چلمن اُٹھا دی شہناز دیکھے اب بخوبی اُس نازنین کی طرف دیکھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر چھوٹی ہوئی تھین مینڈیان موتیون کی گندھی ہوئی تھین بس شہناز بیتاب ہو گیا اُسطرف چلمن پڑ گئی ادھر شہناز کی آنکھون پر پردے پڑ گئے بیقرار ہو کر اُٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کی طرف آتا ہون مجھے کچھ کہنا ہے ملکہ دروازے کی طرف روانہ ہوئی عمرو بھی اُسی طرف چلا لیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا کہ خیر باشد آپ کیون اُٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جاؤنگا وہان خوب بند و بست ہے غیر شخص کوئی وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرما لیجیے بعد اسکے تشریف لیجائیے گا غرض دسترخوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لاکر سامنے لگا یا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا دل مین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوق مجھپر عاشق ہو اور مجھے خبر نہو اگر ہوتی تو اب تک وصل سے شاد ہوتے اب جلکر

جلد اُسے اپنے پاس بُلا بھیجے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلدی سے ہاتھ دھوکر اُٹھا سوار ہوکر اپنے خیمے مین گیا
اِدھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہو اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر آؤ
عمرو اُدھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اُتری ساتھ والیون نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ اسیر
عاشق تھین آج تو جواب سوال وصل کا درمیان مین آیا رنج مین تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سُنا یئے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہین ابھی مین تمسے کیا کہون اور تم تو میری محرم راز ہو
دمساز ہو جو امر ہوگا تمسے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر قصر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھ تو کوئی آدمی شہناز کا آیا
ہی تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بلاکر مجھے خبر دے وہ وہان سے باہر آئی یہان عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے دیکھا
کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہی بُلاکر پوچھا کہ تم کون ہو کہا
کہ بندۂ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہان کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے
کے پاس لائی کہ جہان کوئی نامحرم نہ جاسکتا تھا اور سب کو علیحدہ کرکے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جاکر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہو پردے پاس کھڑا ہو ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آکر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہی پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہی عمرو نے کہا ملکہ آپ
تنہا ہون تو عرض کرون بولی مین تنہا ہون کوئی میرے پاس نہین ہی جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک چکنی ڈلی عطر
مین بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جوٹھی کرکے بھیجی ہی اور قسم
دی ہی کہ ملکہ تمھین ہماری جان کی قسم کھالینا اور کہا ہی کہ اے ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجکو اتبک حال معلوم نہ تھا مین آج
تمھین ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈلی کو کھالیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھوم کر چلی تھی
کہ عمرو نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا اور اُٹھاکر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبون
نے سلام کیا پوچھا کہ بلالین ہمین بھی خوشخبری سُنایئے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا سبھون نے کہا
بلالین آپ مالک ہین رنج و صدمے اُٹھانے کو ہم تھے خوشی مین ہمین خبر بھی نہین شاید آپ کو یہ گمان ہی کہ ہم
غمازی کرینگے جو آپ ہمسے چھپاتی ہین بلالین یہ گمان آپ کو ناحق ہی مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سُننا ہماری قسمت مین
نہین ہی ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہی یہی باتین کرتی ہوئی بالاے بام آئی فرش بچھوایا مسہری
پر زیر شامیانہ سوئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے مین آیا سب ساحرون کو رخصت کیا چار ساحر ہمراز جو
اُسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام مضراب جادو تیسرے کا نام عقاب جادو چوتھے کا نام
طیران جادو ہی یہ چارون پاس آکر بیٹھے لیکن صورت شہناز جادو کی دیکھ رہے ہین کہ آج کچھ شہناز کی عجب
کیفیت ہی بیتاب و بیقرار ہی چہرہ متغیر ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی پوچھا کہ آج آپ کا حال کچھ اور دیکھتے ہین
جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہی بس یہ سُنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ صاحبو کیا کہون جو مجھپر گذری
ہی کس سے حال اپنا بیان کرون اُن چارون نے کہا کہ ہم آپ کے غلام ہین جسپر آپکا دل آیا ہوگا اگر وہ آسمان پر
ہوگا تو اُسے لا دینگے شہناز بولا مین جانتا ہون تم ایسے ہی رفیق جانثار ہو اور یہ کہکر اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ
وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جاکر مع پلنگ اُسکو اُٹھا لاؤ مین تیاری شب ماہ
کی کرتا ہون یہ سُنکر چارون جادوگر روانہ ہوئے یہان عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ پر پڑا ہوا تھا آسمان کیطرف
دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اُڑتے ہوئے پیدا ہوئے آسمان پر ٹھہر کر اُنھون نے دیکھنا شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ پلنگ پرے

کے نیچے پلنگ پر سوتی ہر وہین سے کندے دباکر گرے اور پلنگ کو اُٹھاکر لے اڑے چلے ہوئے سامنے شہناز جادو
کے آئے پلنگ اُتارا عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا وہ چارون جادو گر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو
اُٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہی جوانی کی نیند ہی غافل سو رہی ہی دو پٹہ سینے پر سرک گیا
ہی دونون پستان مانند قبۂ نور یا گوے بلور کے کھلے ہوئے ہین کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے
نمایان پائنچے جاور پر چڑھ آئے ہین تو دونون رانین مانند گردن حور یا مشعل نور کے معلوم ہوتی ہین بس یہ عالم
دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہو گئی شہناز پہلے ہی عاشق ہو چکا تھا اب قریب اسکے جو یہ عالم دیکھا
بسمل ہو گیا پانون دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو ایسا سویرے تم سو جاتی ہو صاحب اُٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر
دوسری طرف کی کروٹ لے لی شہناز پھر پکارا کہ صاحب اُٹھو تو دیکھو کہان آئی ہو مین نے تمھین بلوایا ہی غرض
کئی مرتبہ کے جگانے مین آنکھ کھولکر دیکھا اور جلدی سے دو پٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائجامے کا پائنچا درست کیا شہناز
سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تمنے ہمین بلایا نہین تو کاہکو ہماری خبر لیتے شہناز نے کہا سچ ہی عاشق تمھین ہو
غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب سچ کہو کسی اور پر بھی تم عاشق
تھے شہناز نے کہا کہ نہین جبکو جی چاہا اُسے بلوا لیا ملکہ نے کہا سچ ہی تم چاہنے کی قدر کیا جانو ہمسے پوچھو جبسے تمھین
دیکھا ہی ایک دم چین سے نہین رہے دن رات تڑپتے روتے دعائین مانگتے گذر جاتا تھا بارے خدا نے دعا
ہماری مستجاب کی کہ دعوت مین ہماری تمھاری آنکھین چار ہوئین اور تمکو حال ہمارا معلوم ہوا شہناز بولا اے
ملکہ قسم ہی مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مینے خوب ضبط کیا مینے تو جس وقت سے تمھین دیکھا ہی بیقرار تھا یہانتک کہ
تمھین بلایا اب البتہ آرام آیا اور جبتک مجھے خبر نہ تھی مین مجبور تھا ملکہ تم معاف کرو کہا کہ صاحب سب تمھین معاف
ہی مگر شکر ہی کہ وہ سب غم و الم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوئے غرض خوب باہم شراب پی شہناز نے ہاتھ
نشۂ شراب مین سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور وفور شوق سے بیقرار ہو کر لپٹنے کا قصد کیا عمرو پیچھے سرکا کہا کہ
صاحب ہوش مین آؤ مین اسکی خواہان نہین ہون اور آج شب اول ہی مین کیا کہین بھاگی جاتی ہون
شہناز بولا ملکہ تم انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ مین پیشاب کر آؤن پھر جو تمھین منظور ہوگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو اُٹھا
شہناز بولا مین ہو آتا ساتھ لیچلون یہ کہکر اُٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز سے لیکر
ملکہ مخنات کی آڑ مین ہو گئی اور جلدی سے پیشاب کرکے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب کباب
سب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا یہان شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکین یا نہین
ملکہ نے آواز دی کہ صاحب کیسے پکارتے ہو مین تو یہان چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانین میری تمھاری
اس چالاکی پر قربان ہائے اسوقت کیا عالم ہی تمھارا کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام لبریز کرکے
اپنے ہاتھ سے پلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہی اُٹھو سیر شب ماہ تو کرین شہناز اُٹھکھڑا ہوا
کہا کہ ملکہ تم بہین جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کرکے پلنگ پر لیٹین شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے کہا کہ نچہ مارا چھینک مار کر گرنے لگا عمرو نے اور ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہو گیا اب عمرو
نے چھاتی پر اسکی چڑھکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اُسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہ کیا کرتے ہو مین تو چپ
عمرو کا رنگ سفید ہو گیا تھا دیکھا تو چالاک ہی کہا اے فرزند تو کہان عرض کیا کہ حضور مین نقب زنی کرکے
یہانتک آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ سا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان
آپ شہناز کی صورت بنیے مجھکو ملکہ کی صورت بنا کر محل مین بھیجیے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے پھر شوق
سے سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آ لے اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل
نہوگا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اے فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہے بجا ہے تو بیشک
میرا جانشین ہے چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا مین غلام ہون مجھے آپ سے کیا نسبت ہے عمرو نے
وہی کیا جو چالاک نے صلاح دی تھی چالاک کو انھین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوا دیا اور آپ شہناز کی
صورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا لقا اور سکندر شاہ کو مجرا کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا بختیارک نے اٹھکر شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو اب استیصال خدا پرستان
مین کیا تامل ہے کہا کہ ملک جی میرے پاس فتنواز جادو کا پیغام آیا ہے کہ مین اگر تمہارے شریک ہوتا ہون تم ملکر خداپرستان
کا کام تمام کرینگے مین اسکا انتظار کر رہا ہون وہ آیا اور خداپرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح و شام مین یہان آیا
چاہتا ہے اور ملک جی تم کہتے ہو کہ داماد حمزہ طلسم کشائی کو گیا ہے اسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مالک طلسم دلنواز
یہان آیا جاتا ہے اب خداپرستون کو تم مردہ سمجھو بختیارک چپ ہو رہا عمرو کو انتظار مین کرب غازی کے چھوڑیے

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر دوران شیر تریان تبر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے صبح سے تین پہر تک درخت خار مغیلان
کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہان سے چلا ایک پہاڑ پاس پہونچا دیکھا کہ وہ کوہ
عجب کیفیت پر ہے انواع اقسام کے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہے
چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین جا بجا آبشار گر رہی ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا درختہاے
لالہ سے مملو ہے اور عجب کیفیت ہے اس لالہ زار کی کہ ہر پھول لالے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہے جگر اسکا نیلم کا ہے بیج
اسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختہ لالہ زار مکان ہے لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام
ہے یہی درہ سد راہ طلسم ہے اسی وقت رنگ و روغن عیاری نکالا چہرے پر ملا صورت اپنی ایک بیمار کی بنائی کہ تمام
بدن مین آبلے تھے پیپ اور خون انسے بہ رہا تھا اوپر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین لالہ زار کے
بنگلہ خس کا بنا ہوا ہے اور خس کو مقیش اور تار ابریشم سے بنایا ہے اور پردے صندلی رنگ کے چہار طرف پڑے ہوئے
ہین غلام گردش بادلے کی ہے ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہے ایک ساحر اسپر بیٹھا ہوا ہے کرب نے ایک
پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اس لالہ زار مین پھینک کر آپ لیٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور
شعلہ آتش نمایان ہوئے وہ لالہ زار آتش بہار ہو گیا اور اس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلا کہ تمام بدن اسکا
آگ کا تھا لنگ باندھے ہوئے قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا ڈھونڈھتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر ماری
اور پوچھا تو کون ہے یہان کیون آکر پڑا ہے صدمے سے ٹھوکر کے چند آبلے پھوٹے پیپ خون بہنے لگا اس بیمار نے
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا او نا خدا ترس بیرحم تو کون ہے کہ مرے ہوئے کو مارتا ہے مین خواہان مرگ ہون
دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکل جاے نہین نکلتی مردم آزاری سے تجھے کیا حاصل لالہ زار جادو نہایت نادم
و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا غیر آشنا سبھی
پوچھتے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نہ رہا اب کوئی شریک حال نہین عارضہ اسطرح کا لاحق ہے یہان اپنے کو گھسیٹتا ہوا

لاما تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جائے تو اُس عذاب سے نجات پاؤن اب تک کسی نے نہین پوچھا لالہ زار جادو کو
رحم آیا ہمیں اشرفیان کمر سے نکالکر کہا کہ لے اور جا اپنا علاج کر کرب نے کہا میرے ہاتھ کہان کہ مین لون آپ نے
رحم کھایا ہی تو میری چھاتی پر رکھ دیجے لالہ زار جادو جھکا کر چھاتی پر اشرفیان رکھدے کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ وہ مُنھ کے بھل گرا کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام
وہ لالہ زار آتش زار ہوگیا ایک دھوان اُٹھا کر زمانہ تیرہ و تار ہوگیا شور گیرودار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من لالہ زار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہی نہ وہ بنگلہ ہی میدان مین لاشہ اُس
جادوگر کا پڑا ہی کرب نے کپڑے اُسکے اُتارے اور لاش کو ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی
بناکر روانہ ہوا برابر درہ نرگس زار کے پہونچا درہ عجب پر فضا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا تختہ نرگس کے
اور کچھ نہین معلوم ہوتا کٹورا اُسکا الماس کا جگر اُسکا عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہین مانند چشم حیرت نگران
ہین کرب نے ایک پتھر اُس نرگس زار مین مارکر شعلہ اپنا اُدھر سے پھیر لیا آنکھین بند کر لین کہ چشم نرگس سے آنکھ دوچار
نہو چشم زخم سے محفوظ رہے مگر اُس نرگس زار مین بارہ دری نقرہ مصقول کی تھی کہ نور کا عالم اُسپر تھا اور پردے تمامی کے
آویزان تھے اُسمین سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت نکلا کہ دُھوان ناک سے کانون سے اُسکے
نکل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ سے پیدا ہوا ہی ڈھونڈھتا ہوا کسی کو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ
لالہ زار کھڑا ہی پوچھا کہ ای برادر تم کدھر آئے کہا کہ بھائی تمھارے دیکھنے کو جی چاہا تھا تمھارے سحر کے خوف سے
دور سے پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جائے کہ کوئی آیا ہی کسواسطے کہ سحر ہر ایک کا اُسی سے تعلق رکھتا ہی نرگس جادو نے
کہا پھر آئیے تشریف لائیے اُسنے کہا بھائی کیا کہون سُنا ہی مین نے عیار حمزہ جو کشتہ جادوگران مشہور ہی وہ طلسم
کی طرف آتا ہی آپ خبردار رہین نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو درہ تمھارا ہی ہی تمھارے بعد مجھپر نوبت آئیگی
کہا کہ بھائی ہمتو فنا نہ ہین اسی واسطے تمھارے پاس آئے ہین کہ آج تمسے مل لین کچھ زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا جانے
زندہ بچین یا نہ بچین اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو اُدھر سے نرگس جادو چلا آتا ہی اُسنے بھی ہاتھ پھیلا دیے
دونون بغلگیر ہوئے کرب نے اُس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیان اُسکی کڑک گئین واصل جہنم ہوا روح پرواز
کر گئی غل و شور کی آواز بلند ہوئی دھوان اُٹھا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا بیرا اُسکے
حال تباہ کر رہے تھے خاک اُڑا رہے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نرگس جادو بود اب جو روشنی
ہوئی دیکھا کہ نہ وہ نرگس زار ہی نہ وہ بارہ دری ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی لاشہ اُس ساحر کا پڑا ہوا ہی کرب اُسکو بھی
گاڑکر روانہ ہوا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اور اُسکی دہنی بائین طرف دو چبوترے تھے طلائی اور
نقرئی اور کچھ درخت طلائی نقرئی چبوترے پر تھے اور دونون طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گردا ن
تالاب کی بلورین تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اُس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد تاب کا کہ برج اور
فصیلین اُسکی آراستہ اور پیراستہ تھین لیکن چار سو برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جو ہر اُنکا برابر تخم خیار کے چمکتا ہوا
نظر آتا تھا اور ہر برج مین ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور فصیلبند دروازے پر
ایک بنگلہ پڑا ہوا تھا اُسمین ایک نازنین مہ جبین مہ تمکین تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی کرب ہاتھ مُنھ دھونے کو
تالاب پر بیٹھا ہاتھ مین پانی اُٹھایا کہ کلی کرے بمجرد پانی مین ہاتھ ڈالنے کے سب غولون نے نفیرین بجانا شروع کین
پانی تالاب کا متلاطم ہوا دونون پہاڑون سے آگ برسنے لگی غلغلہ دارو گیر برپا ہوا کرب نے یہ حال دیکھکر پانی سے

ہاتھ کھینچا دور ہٹ کر کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہو کر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین
نہایت حسین لباس فاخرہ پہنے ہوئے کشتی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیس گرد و جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے
پر آئی چبوترے پر فرش ہو گیا وہ آکر بیٹھی کرب یہ دیکھکر اُسکو مائل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا کہ
ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ اے شہریار یہان تشریف لایئے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی
آرزوے دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آیئے قدم رنجہ فرمایئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دور سے آئے مین
گرد چہرے پر پڑی ہوئی ہے آیئے منہ دھویئے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہے کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب
نازک سے سُنے عشق وہ چند ہو گیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا اے کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہے شکر
مین وہ تلاطم ہے تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہے اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہے یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہے یہ پانی کے
اندر سے پیدا ہوئی ہے ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجائے اور تو گرفتار بلا ہو جائے جلد یہان سے
اور درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دل مین
کرکے بھاگا ہر چند وہ نازنین پکاری کہ او بیمروت کہان جاتا ہے ہمکو بیدل چھوڑے جاتا ہے کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی
نہین حتے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہو کر تالاب مین غائب ہو گئی کرب صحرائے سبز و خرم مین پہونچا کچھ میوہ جنگل کا
کھایا چشمہ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا
اپنے مولا غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کہ آکر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے مانگتے صبح ہو گئی اسوقت
آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہے خوشبو چلی آتی اور جہانتک نگاہ کام کرتی
ہے سوا سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت زرنگار پر سوار تاج شہریاری
بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پہ پھرتا ہوا دکھائی دیا پاس آکر کرب کے پکار اکر سلام علیک
اے کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ نے کہا کہ مین
فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہے تمھارا کہا کہ مین آپکے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہو لون تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہے مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر اب فاتحہ کو
محتاج ہون کرب یہ سنکر رو دیا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دُنیا سراے فانی ہے سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب
تمھارا کیا ہے کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حفظ ہیکل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے
بچاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل لینے کو آئے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہے تو یہ امر
بہت مشکل ہے کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم کے پاس بھی نہین ہے طلسم کشائی کا ارادہ نہ کرو کرب نے کہا کہ اب کیا تحفص
میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہوگا کہا کہ اچھا کسی جگہ غفلت نہ کرنا اور چار تعویذ دیے
کہ انھین چار کونون پر گاڑکے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک مکتوب دیا اور چند باتین کان مین کہین کہ وقت
پر بیان کی جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور مکتوب نیچے پاس
دیکھکر خوش ہوا کہ خواب سچا ہے بس اُٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف گاڑکے
خود بیچ مین اُنکے بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہوائے تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر شق ہوا اُسمین سے
کچھ اونٹ نمودار ہوئے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آئے فراش
اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے سلام کیا ہاتھ باندھکر

عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اُسمین رونق افزا ہوجیے
کرب وہان سے اُٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چارسو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہی اُسکے
آگے سائبان مقیشی کہ اُسمین جھالر بادلے کی با سلکہاے مروارید لگی ہوئی ہی فرش ولائتی قالینون کا کیا ہوا ہی
مسند مکلل بجواہر بچھی ہوئی ہی چارسو گلدستے کہ زمرد و یاقوت و الماس کے پھول اُنمین نصب ہین سجے ہوے ہین
کرب اس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دل مین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمے سے کم نہین ہی خدا فضل
کرے طلسم فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آئے بس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اُسمین لکھا ہوا تھا اُسے
پڑھنا شروع کیا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کی طرف دم کیا ایکدم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت
پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا ایک نازنین پریزاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی مگر آثار حزن و ملال چہرے
سے اُسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوے ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل
پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے پاس آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور عرض کیا ای شہریار مین نے آپ سے
کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپ کے واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال اجتک نہین معلوم تھا کہ
لوح میرے پاس ہی اور مجھکو کوئی جہان مین نہ جانتا تھا مگر مین حکم سے مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر
ہو لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون پر رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمردی تھی یاقوت
کے حرف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی بہزار جان شیفتہ فریفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی
دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اُسکے واسطے
بیقرار و بیتاب تھا کسواسطے کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگیا تھا نہایت اپنے جی مین تاسف کیا کہ یہ عجب طلسم ہی کہ محسن کو قتل کروانا
ہی ساتھ ہی اُسکے یہ خیال آیا کہ ای کرب آقا تیرا اُس عالم کرب مین ہی اُسپر سے سب نثار ہین پس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح
کرے وہ نازنین پکاری ای بہادر عوض لوح دینے کا یہی ہوتا ہی کہ تو مجھے قتل کرتا ہی کیا خطا مین نے تیری کی ہی اور بڑی بہادری
عورت پر آزمائی جاتی ہی کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہی کہ مین اپنے نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے
قتل کرنے مین کیا اسرار ہی ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین ادھر وہ نازنین رو رہی ہی اور کہہ رہی
کہ خیر معلوم ہوا کہ بے نیل مقصود دنیا سے ہم اُٹھ جاینگے آپکی کچھ تقصیر نہین ہماری قسمت کی خوبی ہی یہ روتی بلبلاتی رہی کرب
نے آنکھین بند کرکے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے سر جدا ہوگیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ
کھولکر جو دیکھا بجاے سر خوشۂ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے وہ چند باتین جو سکندر نے
کرب کے کان مین کہین تھین اُنمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوح دار کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام
آئیگا اب کرب نے لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین لیکر اُسی تالاب پر آیا بیٹھکر اُسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیۂ لوح
پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر دم کیا دیکھا کہ قلعے کے جو چارسو برج تھے اُنپر پردے اور چلمنین پڑی تھی
تھین وہ بند ہوگئین اور غول جو برجون پر تھے تفیرین ہاتھ سے ڈالکر گرد اُس بنگلے کے جمع ہوئے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او
شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہی جو اس شخص پر عاشق ہوئی ہی باپ تیرا اُسنے گا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اُسکی محبت سے
ہاتھ اُٹھا اور اُس نازنین نے پکارکر کہا ای شہریار لاکھ جانین ہون تو آپ پر نثار یہ سب آپکی محبت مین ہم سہتے ہین آپ کو
خدا کامیاب کرے تو یہ سب سہل ہی کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار دگر اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور برجون کے پردے
اُٹھے نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس جاکر کہا کہ ای ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی حرمت کا خیال نہ کیا

باپ تیرا نامور تھا کیا تونے اُسکی عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی ہو کہ معشوق اس شوکت و شان
سے آیا ہو طلسم فتح کریگا سو یہ گمان تیرا غلط ہو اول تو وہ تیرا دشمن ہو تجھکو اپنا دوست نہین جانتا تو اسقدر حالت اپنی
اُسکے عشق مین تباہ کیے ہوئے ہو وہ بات تک تجھسے نہین کرتا اُسے اپنے حُسن کا غرور ہو دوسرے یہ کہ لوح طلسم جو اُسنے
پائی ہی بھول گیا ہو کچھ لوح سے نہو سکیگا تو اُسکی محبت سے دستبردار ہو دیکھ کہ تو کس خاندان سے ہو تیرے خاندان
مین کسی نے ایسی حرکت نہین کی تو کیون اس غیر ملت غیر مذہب خدا پرست پر عاشق ہوئی ہو اور ہم اپنے واسطے
نہین کہتے تیرے واسطے کہتے ہین کہ باپ تیرا اُسن پائیگا تو خدا جانے کیا حال تیرا بنائیگا وہ نازنین یہ کلمہ سنتی ہی اور
روتی تھی کہ صاحبو مین نے تو اپنی جان اس شہریار پر نثار کی انجام عشق کا جان جانا ہو اور کرب بھی یہ سب کلمہ و کلام
بخوبی سُن رہا ہو محبت اُس نازنین کی دل مین زیادہ ہوتی جاتی ہو مگر اسم پڑھنا ترک نہین کرتا بولتا نہین کہ تیسری مرتبہ
اسم کو تمام کرکے دم کیا ایک ابر تیرہ آسمان پر سے نمودار ہوا بجلی چمکنے لگی رعد کی صدا بلند ہوئی ابر شق ہوکر ایک تخت
اُسمین سے دکھائی دیا اور ایک زن ساحرہ سن چہل سالہ لباس مکلف پہنے ہوئے اُسپر بیٹھی ہوئی اور گرد و اطراف چالیس
عورتین طاؤسون پر سوار اُسکے ہمراہ یہانتک کہ وہ تخت برابر اُس نازنین کے اُترا اور اُس زن چہل سالہ نے تخت سے
اُترکے اُس نازنین کی بلائین لین اور کہا کہ ای فرزند میرے اوپر رحم کر کہ سوا تیرے کوئی اولاد میری نہین ہو یہ تونے کیا
غضب کیا کہ شخص اجنبی پر عاشق ہوئی اور وہ غیر کفو بھی ہو ابھی کچھ نہین گیا ہو اس رسوائی سے ہاتھ اُٹھا اپنے
باپ کے مزاج سے تو واقف ہو کہ ہمنے تیری پاس تالاب سے نکلکر اس جوان سے فقط گفتگو کی تھی کہ اُسنے مار ڈالا تو بھی
اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو کیون کلام عاشقانہ کرتی ہو اُس کشتہ حسرت نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان ایسی مین ناچار ہون
ہر چند مین نے ضبط کیا مگر دل میرا نہین مانتا اب مین نے جان دینا گوارا کیا ہو لیکن اسکی محبت سے دستبردار نہونگی جو کچھ
ہو سو ہو شعر جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما + چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما + اُسنے کہا کہ میری جان
تجھکو تو عشق سوجھا ہو اور مین تیرے واسطے بیقرار ہون اگر تیری کوئی اولاد ہوتی تو تجھکو محبت مادری کا حال معلوم ہوتا کہ
دل پر کیا گذرتی ہو اولاد کی بھینی اپنی بھینی ہو ارے کمبخت مجھکو پہلے مارے تو پھر ایسی باتین کر ملکہ نے یہ سُنکر جواب دیا کہ
امان جان مجھکو تم مُردون مین شمار کرلو مین نے جان اپنی اس شہریار پر نثار کردی ہو جہان ایک مین میری اسپر عاشق ہوکر
مرگئی مین اپنی جان دونگی اور ہرگز تمھارا کہنا نہ سنونگی آخرکار جب اُسنے دیکھا کہ ملکہ نہین مانتی کہا تو جان بیٹا تیرا کام
جانے جو چاہے سو کر اور روتی ہوئی تخت پر سوار ہوکر چلی گئی کہ کرب نے چوتھی مرتبہ اسم دم کیا ایک ابر سرخ آسمان
پر پیدا ہوا جب وہ ابر شق ہوا چالیس اژدہے نمودار ہوئے ہر اژدہے پر دو دو حبشین چوب چماق لیے ہوئے سوار
تھین ہر ایک مہیب صورت تھی برابر ملکہ کے آکر اُترین اور ملکہ سے کہا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب حقیقت عشق و
عاشقی کی تجھکو معلوم ہو جائیگی لعنت ہو اس محبت پر کہ تو نے اپنے کو ایسا رسوا کیا ہو اتنے مین ایک حبشن بولی کہ
پکڑ لے چلو اسکو اسے دوسری نے کہا قید کرلو تیسرے نے کہا کہ مبادا باپ اسکا دلنواز جادو آزردہ ہو وہ تو یہ باتین
کر رہی ہین اور ملکہ حیران پریشان غل اُنکا سُن رہی ہو اور روکر یہ شعر پڑھ رہی ہو شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب +
ہرچہ آید بر سر من با نصیب + کہ کرب نے پانچوین مرتبہ اسم پڑھکر دم کیا کہ دیکھا آسمان پر سے چار تخت پیدا ہوئے اور ہر ایک
تخت پر ایک ایک ساحر لباس مکلف پہنے ہوئے اور ایک تخت پر ایک کشتی مین ایک مسند و قبہ مکلل بجواہر رکھا ہوا قریب
اُس بنگلے کے آئے اُن حبشنون نے سلام کیا اور کہا کہ یہ گیسو بریدہ ہرگز اپنے اطوار سے دستبردار نہین ہوتی اُن سبھون نے
آکر کہا کہ کیون اپنی جان سے بیزار ہوئی ہو ارے اب بھی اس جوان کی دوستی سے ہاتھ اُٹھا کرب سُن رہا ہو

کہ اُس نازنین نے جواب دیا کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا منظور اُلفت سے اُسکی ہاتھ نہ اُٹھا وینگے شعر
جان سے جائین جہان سے جائین ہرگز غم نہین ✤ پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھکے قاتل جائینگے ✤ اُن سبنے کہا کہ اے
عاشق اسیر ہوتے ہین جو اپنے ساتھ اُلفت کرتا ہو وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اسیر عاشق ہو ملکہ نے کہا کہ مجھے
اُسکے بات کرنے سے غرض نہین مین تو اُسکی صورت کی عاشق ہون یہ سُنکر وہ سب برہم ہوئے اور اُس کشتی کو آگے لائے
اور صندوقچہ کھولکر اُسمین سے ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کار نکالا زنجیرون مین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع
گلے مین ڈالا کرب نے چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا
ملکہ نے آواز دی کہ ای بہادر دوران اے شیر ژیان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رخصت ہوتی ہو خدا تمکو
زندہ وسلامت رکھے اور ہر آفت سے بچائے ہمارا تو اب خاتمہ ہو ہماری تقدیر مین تو نا شاد و نامراد اُٹھ جانا لکھا
تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار غریبان پر ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت من گرگذری
بعد وفات ✤ بانگ ناامت شنوم نعرہ زنان برخیزم ✤ لیجیے خدا حافظ لوح سے غافل نہوجیے گا یہ کلمہ سُنکر کرب کا
یہ عالم ہوا کہ رونے لگا اور قریب تھا کہ اسم کو ترک کرکے دوڑے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ اے کرب غازی ایسی لاکھ
معشوقین حمزہ صاحبقران پر سے نثار حیف ہو کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر
غرض عجب حالت اضطراب مین اسم پڑھ رہا تھا کہ وہ ناپاک اُس نازنین کو قید کیے ہوئے لیے چلے گئے کرب نے اسم
تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور اُس تھیلے کو موتیون کے تالاب مین پھینک دیا دفعۃً غلغلہ محشر بپا ہوا زمانہ
تاریک ہوگیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے شور قیامت برپا تھا آواز کان مین چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی
غار مین گرتا ہو بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کرب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہو تری تک نہین ہو پانی کا کیا
ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہو اور اُس دروازے پر لکھا ہو کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہو کرب نے
لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس دروازے مین تم جاؤ یہی راستہ ہو طلسم کا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح تجھے زندان
مین بھیجتی ہو خیر ہرچہ باداباد غرض تالاب مین اُترکر دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم چلکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان
بھی نہین ہو وہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہو گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین درخت بلند لگے ہوئے ہین جانور اُن درختون
پر بیٹھے ہوئے ہین کرب کو جو اُن جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوئے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر
طلسم ہوا اور وحشی جمع ہوکر پکارے کہ ای عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہوکر آدمی سے جانور بنگئے کرب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑکر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سُنکر وہ سب وحش وطیر قہقہہ مارکر ہنسے کرب وہان سے
چل نکلا کہ آواز چرخ کی کان مین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اُسپر ایک چرخ مانند فلک کے گردش مین ہو اور
قریب سو ہودون کے اُسمین نصب ہین گردش کررہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہو اور ہودے
مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہو اور ایک ہودج پر بتکلف پروہی نازنین
جو کرب کے سامنے اسیر ہوگئی تھی غل وزنجیر پہنے ہوئے بیٹھی ہو آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین اور وہ حبشنین
اُسکو مار رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ اب بھی تو اُسکے عشق سے ہاتھ نہین اُٹھاتی اس حال کو پہونچی مگر یار کی یاد دل سے
نہین بھلاتی اور وہ رو رو کر پکارتی ہو کہ ای خدا مجھکو صورت اُسکی دکھا دے پھر میرا دم نکال لے اور گرد اُس چاہ
کے شگوفہاے بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہو بہت بلند اُسپر ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہوا ہو اور
چرخ اور ہودج نازنین کو دیکھ رہا ہو منقار اُسکی مانند سنان کے چمک رہی ہو لیکن اس نازنین نے کرب کو

جو دیکھا پکار کر کہا کہ ای ثابت قدم کوچۂ وفاداری راہ آسمان صدق وصفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ جبشن نے چقماق سر پر اُس نازنین کے مارا کر یار کو پکارتی ہی اور وہ چلائی کہ ای شہریار مجھے بچائیے
کرب بیتاب ہو کر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی
اور خدا جانے یہ کون ہی تو پہلے لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہی یہ خیال اپنے دل مین کر کے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ
ای سیار این عجائب وای شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اُس نازنین کو گرفتار دیکھے اُسکی گرد ار غافل
نہونا اور اُس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اُسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچنا وہ
ہودج پر سے نیچے آرہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اُسے ذبح کر اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اُسکا نام
ہی اُس سے کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا کہ اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یہ
کہکر تو علیحدہ ہو جانا وہ مرغ بیتاب ہو کر درخت پر سے اُتریگا اور گوشت اُسکا کھا کر چاہیگا کہ اُڑ کر چلا جائے تو
بجلدی تمام جست کر کے بیٹھ پر اُسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان
ہفت پیکر مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اُڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اُتارے تو اُترتے وقت اُس مرغ کو
مارنا اور سینہ اُسکا چاک کرنا ایک خنجر اسمین سے نکلیگا اُسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھتے رہنا بغیر
حکم لوح کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتہ لوح کے عمل کیا اور مار کر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دل مین
کہتا جاتا تھا کہ یہ طلسم عجب محسن کش ہی کہ جس نے احسان کیا اُسکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو لوحدار کو بے قصور
مارا اب یہ صورت ہوئی کہ اس مرغ نے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دل سے کرتا ہوا اُس صحرا پر فزا مین
چلا جاتا ہی کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوئے ہین قریب جو اُسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوئے
ہین غور کر کے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنے سکندر ذوالقرنین کرب نے اپنے دل مین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذوالقرنین داہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا یہ سب بہرے
ہین کہ تیری آواز نہین سنتے اور قریب جا کر چلا کر کہا کہ سلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دل مین کہا کہ بیشک
بہرے ہین یا یہ کہ انکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جا کر پکارا کہ ارے مین تمسے صاحب سلامت
کرتا ہون اور تم جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آکر کان اُسکا پکڑ کر کہا کہ ارے جواب
سلام نہین دیتا اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اُس بارہ دری سے
نیچے اُتر کر چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ ای خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل
صحبت سکندر مین آیا ہزار جانین لایا ہو گا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک پوشل کو بلند کیے
چلا آتا ہی از سر تا پا سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اُسکی بجائے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور وار شمشاد
ہاتھ مین لیے ہوئے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر وار ماری کرب نے وار اُسکی خالی دی اور ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمرگاہ پر
مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے بس وہ دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالکر دیکھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا اور اگر ناداقی
سے مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن مین اس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہو کر بہجائیگا

جہانتک بھاگا جائے اُس سیماب سے بھاگتا کرب مجبوراً ایک بلندی پر آکر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا مین سوا سیماب کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور وہ سیماب بنہایت متلاطم ہی ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین مین وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جسپر کرب کھڑا ہوا تھا کرب گھبرایا حالت اضطراب مین ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہانتک بلند ہوا کہ وہ درخت بھی ڈوبا اب کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہی گر گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار رواسطہ اپنے بندگان خاص کا اس ورطہ ہلاکت سے مجھے نجات دے کہ دفعتہً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا غور کر کے جو دیکھا تو ایک نازنین مہجبین ہی کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہی متصل غوطہ کھاتی ہی اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہی کہ ہی کوئی بندہ کہ مجھکو اس ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ ای نازنین گھبرا نہین مین تجھے نکالتا ہون مگر ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ ای کرب تو لوح کو تو دیکھ کسواسطے کہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی مین پڑگیا ہی اب خدا جانے کیا ہوگا اور نہین معلوم یہ ہی کون پس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای سیارہ این عجائبات اگر تو ایک نازنین کو غرق ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نہ کیجیو کہ وہی سیماب جادو ہی تو خیال کر کے دیکھا اُسکے دونون ابروؤن کے بیچ مین ایک خال سُرخ رنگ ہی کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہی تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے بس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو اُس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر تجھے نہ ہوسکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کر کے اپنے مولا غالب کل غالب علیؑ ابن ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز دارو گیر کی بلند تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماب جادو بعد روشنی جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہین نہین ہی زمین پر نمی تک نہین معلوم ہوتی حیران ہوا کہ ای کرب کیا کارخانہ طلسم کا ہی اور وہان سے آگے کو روانہ ہوا صحراے پر فضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اُٹھ جاتی ہی نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے ہین کہین سفید پھول ہین سفید ہی گھانس ہی سفید پانی چشمون مین بھرا ہوا ہی کہین سُرخ پھول ہین تو وہان کی سُرخ گھانس ہی سُرخ پانی جاری ہی اسی طرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشمون کا نظر آیا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ نے دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقین سات رنگ کے لباس پہنے ہوئے مسندون پر بیٹھی ہوئی ہین اسباب عیش مہیا ہی فرش کیا ہوا ہی ناگاہ اُن سب نے جو کرب کو دیکھا ایک اُنمین سے پکاری کہ شہریار مین مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹی ہی مین آپ کی عاشق صادق ہون مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ صاحب یہ دونون جھوٹی ہین میرے پاس قدم رنجہ فرمایئے مین آپکی کنیز ہون یہ سب میرے چھیڑنے کو کہتی ہین چوتھی پکاری کہ جس روز سے آپ طلسم مین رونق افزا ہوے ہین مین اسی دن سے آپ پر عاشق ہون پانچوین نے کہا کہ آپ جو تالاب پر برہنہ ہاتھ منھ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی مین ہی اُس کشتی مین آپ کو دیکھ کر مائل ہوئی تھی چھٹی پکاری کہ مین نے اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتوین پکاری کہ یہ سب بوالہوس ہین جھوٹھی چاہت جتاتی ہین آپکی عاشق صادق مین ہون حضور مجھے سرفراز فرمائین کرب نے سوچا کہ تو اکیلا اور سات ہین انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کہ اُسمین کیا لکھا ہی دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو یہی ہی چاہیے کہ ایک حملے مین اِن ساتون کے سر تن سے جدا ہون ایک بھی بچگئی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ ہوجائینگی اور تو دوسرا حملہ نہ کرسکیگا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ اگر لوح بنانے والا میرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا کہ

ساتون کو ایک حملے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ اُن ساتون نے کہا کہ ای صاحب یہان آؤ وہان کھڑے کیا
سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات مین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن مگر تم سر سے سر جوڑکر برابر
لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اُسکی سے ہمصحبت ہونگا اُن سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہی ہم سب برابر لیٹتے
ہین آؤ پسند فرما لو یہ کہکر ساتون سر جوڑکر برابر لیٹ گئین کرب برابر اُسکے آیا اور کھینچکر تلوار جو اینہار کی ساتون
کے سر برابر سے قلم ہوئے کرب نے حکم لوح سے سر اُٹھا کر دامن مین رکھلیے ایک غل و شور برپا ہوا تاریکی چھاگئی
دھوان اُٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر و دار کی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام ہفت صورت
جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہی نہ بیابان لاشہ ایک ساحرہ کا بے سر پڑا ہوا ہی منزلون بیابان
سبزہ زار ہی لوح دیکھکر ایک طرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلۂ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر
آتش فشان پر ایک سوار نابینا چلا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہی ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا
بجا لاؤن مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہی اژدر
جادو اسکا نام ہی کرب برابر اُسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اُس نے کہا کہ ہفت صورت جادو کا اگر
سر جلایا جائے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہی اُسی وقت لکڑیان جمع کرکے چقماق ہی
سے آگ نکالکر لکڑیان جلائین جب شعلے اُنمین اُٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھ دیا وہ جلنے لگا چراہند جو اُسکی بھیلی کرب
دور ہٹگیا مگر اُس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دھوان اُسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک
ہوگیا آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر الصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا
بیان کر اُسنے کہا کہ ای شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اُسنے
نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کر لیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا
سیماب جادو مجھپر متعین تھا جب وہ دو کون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے
مین دوبارہ زندہ ہوا اور ای شہریار آگے در بند ہی کوران جادو کا اور وہ ایک حرامزادہ ہی وزیر ہی دلنواز جادو کا
اگر اُسے آپنے مارا تو بڑے مقصد کھلا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس
آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اُسکے سامنے رکھا تھا شعر خوانی مین
مصروف تھا اژدر جادو بار بنا ہوا کرب کے سر پر اُڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اتر کر کرب کے پاس آیا کہا ای شہریار
کوران جادو یہی ہی آپ اُسکے سامنے جایئے گا وہ آئینہ اُٹھا کر روبرو کریگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی
ہوکر بہجائیگا ترکیب اُسکے قتل کی یہ ہی کہ مین اُسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اُٹھا لون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اُسپر
مارئے گا کام اُسکا تمام ہو جائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اُسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہی کرب نے اسیطرح کوران
جادو کو مارا وہ پہاڑ بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا ای شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرمائین تو مین جاکر
اپنی فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک در بند بیچ مین جلاجل جادو کا باقی ہی اور جلاجل
جادو بہن ہی دلنواز جادو کی بلائے بے درمان آفت جہان ہی مین آلون تو چلکر اُسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ
اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اُسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پھر دن تک
انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا ای کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اُسکا انتظار تو کہانتک
کریگا وہ اپنی جان بچا گیا تو چل یہان سے لوح تو تیرے پاس ہی اندیشہ کس بات کا ہی یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کہ بیابان ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کمال وقت سے اُسے طے کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھون پر آ گیا تھا کہ باغبان کی صدا کان مین آئی گویا جان تازہ بدن بیجان مین پائی اسی آواز کی طرف دوڑا کہ چار دیواری باغ کی نظر آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہواے سرد سے جان بدن مین آئی باغ نمونہ بہشت نظر آیا نہرین سلسبیل آسا جاری تھین کرب نے نہرین سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر چلا جاتا ہی کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہان نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین کا ہجوم ہی ناچ گانا ہو رہا ہی اور ایک حور وش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہی ہاتھ مین اُسکے قینچی ہی کاغذ کے چاند کترتی ہی اور اُنپر کچھ لکھتی ہی اور پانی کا حوض سامنے ہی اُسمین پھینکتی ہی اور دونون ہاتھون سے اُن چاندون کی بلائین لیتی ہی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا آگے بڑھکر جو دیکھا تو اُن چارون پر اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چار چند ہو گئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ کھڑی ہوگئی پکاری ای شہریار آپ نے مجھے جلا لیا ہی دعائین مانگتی تھی کہ خدا آپ کی صورت مجھے دکھا دے بارے آرزوے دلی میری پوری ہوئی اور دوڑ کر ہاتھ پکڑ کر مسند پر لا کر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کرکے ہاتھ مین دیا کرب نے چاہا کہ اُسے پیے کہ ایک آواز آئی اے طلسم کشا کیون اسکے دام مین گرفتار ہوا ہی اگر اس جام مین سے ایک قطرہ تیرے حلق مین اُتر گیا تو جلکر خاک ہو جائیگا یہی جلاجل جادو ہی جام اسی پر پھینک مار اور اُسکے قریب سے دور ہو جا کرب نے وہ جام اُسی پر مارا بس اُسکے بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹ گیا وہ عورتین جو اُسکی مصاحب تھین اُنمین سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُسکے بھی آگ لگ گئی تھی کہ وہ سب جلنے لگین دوڑین کہ جلکر اُس مفسد کو بھی لو کرب نے اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرہ نار معلوم ہوتا ہی درختون مین سے بجاے ثمر شعلے پیدا ہو رہے ہین یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے مین نام و نشان بھی اُس باغ کا نہ رہا سب باغی جلگئے اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا اے شہریار غضب ہو گیا تھا اگر مین نہ ہوتا یون تو آپ مارے گئے تھے ایسی بھی کوئی غفلت کرتا ہی اول تو میرا انتظار آپ نے نہ کیا دوسرے یہان آئے بھی تو لوح کو نہ دیکھا کرب بولا کہ ہان مجھسے غفلت تو ہوئی اور مین توکلت علی اللہ چل نکلا مگر اب تک لشکر تمہارا نہ آیا عرض کیا اے شہریار مین سبکو آگاہ کرکے جلدی اسی واسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہین کے نہ رہینگے مگر اے شہریار اب سب دربند طلسم فتح ہو چکے اب سامنا ہی دلنواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو لڑنے نہ دیگا یہ باتین تھین کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا اور اُسمین سے پرکالہ آتش اُڑتے ہوئے نمایان ہوئے کرب نے کہا کہ اے اژدر جادو فوج ساحرون کی آتی ہی عرض کیا اے شہریار یہ سب آپکے غلام ہین فوج میری ہی دیکھا تو ساحر اژدہون پر چلے آتے ہین اور ایک ساحر صندل سر پر رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحرون کی اُسکے ہمراہ آکر اژدر جادو کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ جسنے مجھکو قید سے چھڑایا ہی جان بخشی کی ہی وہ یہی ہی اور طلسم کشا ہی اسے سلام کرو ہمارے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحرون کو لا کر قدمبوس کرایا خیمہ استادہ ہوا کرب اُسمین داخل ہوا مگر جلاجل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی ہمارے جادو چالیس جادوگرون سے جو چالیس ہزار جادوگرون کے افسر ہین دست ادب بستہ سامنے موجود ہین چالیس ہزار جادوگرون کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہی کرب نے کہا اے اژدر جادو ہم کئی دن سے بسبب خوف جان کے سوئے نہین ہین تمہارے باعث سے ہم سوئینگے اُسنے کہا اے شہریار

آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کسواسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہی اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر کریگا اور جتنے ساحر ہین میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذات کو کچھ اندیشہ نہین ہی آپ خاصہ نوش فرماکر آرام کرین کرب نے کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحرون کو چوکی کے واسطے مقرر کیا اور آپ ایک بازکی صورت بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھ گیا چارطرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہی دلنواز جادو کا کہ پہلے اُسکے پاس لاش لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اس لوحدار کا کہین پتا بھی نہ تھا یا آپ سے اس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہین بچتا اور جتنے ساحر ہین سب مارے جائینگے پھر لاش ذوفنون جادو کا آیا بعد اُسکے مردہ مرغ ذہین لبستہ کا آیا پھر سیماب جادو کا جنازہ اور صعب رت جادو کی ارتھی اور کوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اُسکے معلوم ہوا کہ جلا جل جادو بھی واصل جہنم ہوئی دو دن مین لاش پر لاش اُسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ لشکر تیار ہو کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل مین چلا گیا زوجہ سے کہا کہ طلسم تمام ہو چکا سب نامکان ورنبد رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہی کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی اژدر جادو بھی قید سے چھوٹا طلسم کشا کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا بیٹی ہی اُسکی شمشاد جادو وہ اگر قد مکون سے لپٹی اور کہا کہ اے پدر بزرگوار آج رات کو مین نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹیا وہ صاحب اقبال ہی تجھسے کچھ نہو سکیگا مفت مین تو جان اپنا مجھے دے گی ہرگز تو اُسطرف نہ جانا اُسنے کہا بابا جان اب تو مین نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو سامری جمشید میرے حق مین بہتر جانینگے وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی یہان کرب ابھی سویا نہین ہی تنہا پڑا ہوا ہی کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک نازنین نقب سے نکلی شمع اُسکے ہاتھ مین روشن تھی مگر اُسکے چہرے کے سامنے روشنی اُسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا پوچھا کہ اے ملکۂ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو

شعر ملے ترا منزل کدام ست ✤ دگر شاہے ترا آخر چہ نام ست ✤ اُسنے شمع تو ہاتھ سے پھینکدی اور کہا کہ صاحب مین ایسی ہی سوختہ قسمت ہون آپ کاہے کو مجھے پہچانینگے یہ کہکر رونے لگی دیکھا کرب نے کہ صدف کا مُنھ کھلگیا اور اُس مین سے گوہر آبدار اشک گرنے لگے یا یہ کہ موتیون کا سہرا اُسکے مُنھ پر ڈالدیا یا اچھا آنسو جو نوک قرہ پر رُک رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ تیرون پر پیکان آبدار چڑھائے ہین کہ جگر مشبک کر رہے ہین پکارا کہ اے نازنین سبب اپنے رونے کا بیان کر اُسنے کہا کہ رونا اسکا ہی کہ ہم تو مدت سے دلدادہ و فریفتہ ہین اور تم کہتے ہو کہ ہم پہچانتے ہی نہین مین کمبخت وہی ہون جسکو آپنے فیلبند دروازے پر بیٹھے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کرکے لیگئے تھے مین بیٹی ہون دلنواز جادو کی شمشاد جادو میرا نام ہی کرب نے کہا کہ واللہ مین نے نہین پہچانا آئیے سرفراز کیجیے اُسنے کہا کہ کیا خاک تمہارے پاس آؤن تم تو میرے خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہی اور یہ اژدر جادو تمہارے خاندان کا دشمن ہی اسکا بس چلیگا تو کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا آپکے باعث سے یہ زور اُسے حاصل ہی نہین تو کیا طاقت اُسکی کہ ہمسے برابری کر سکے یا مقابل ہو یہ وہی ہی کہ جسنے میرے باپ نے اندھا کر دیا تھا اور اس سے کچھ نہو سکا اور مین جانتی ہون کہ وہ باز بنا ہوا قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہی آپ کا جی چاہے تو بلا کر سامنا کر دیکھیے میرا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا کرب نے کہا کہ صاحب تم سچ کہتی ہو اب آؤ بیٹھو اُسنے کہا جو عرض میری پذیرا ہو مطلب میرا حاصل ہو تو بیٹھون کرب نے کہا کیا مطلب ہی تمھارا بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہت یہان کی میرے باپ کو دو اژدر جادو کو مار ڈالو کرب نے کہا اے ملکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدر جادو بادشاہ قدیم ہی طلسم کا اور تمھارا باپ سپہ سالار ہی اُسکا

تمھارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدر جادو سے خطا معاف کرا دونگا اُسنے کہا کہ یہی سہی مین نے قبول کیا آپ
اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجیے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمھین خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ
نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا اے شہریار میری یہ لیاقت نہین ہی کہ برابر آپ کے
بیٹھون مگر تلوے آپ کے سہلاؤنگی کہ یہ کام کنیزون کا ہی کرب نے کہا کہ صاحب میرے ساتھ سو اُسنے کہا کہ یہ
کبھی نہوگا اور پائنتی بیٹھکر پانون دبانے لگی دونون پانون اپنی گود مین لے لیے انگوٹھیا پون کے جو سینے سے
مس ہوئے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا اُس لکاتہ نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر
پہلے تو رشتہ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اُتار لی اور اپنے قابو مین کی بعد اُسکے اسم سحر کا پڑھکر کرب کو غافل کیا
چادر مین پشتارہ باندھا اور سحر سے صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین پشتارہ کرب کا گٹھہ کرکے اُڑی
خیمے سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدر جادو جو باز بنا ہوا بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور عظیم خیمے کے اندر
سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دبائے لیے جاتا ہی یقین ہوا کہ کرب کو کوئی ساحر پکڑے لیجاتا اپنے ساحرون کو آواز
دی کہ یارو غضب ہو گیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہی دوڑو یہ کہکر آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر
وہ لکاتہ کرب کو لیے ہوئے قریب دیوار قلعہ کے پہونچی تھی کہ باز آ پہونچا اور طمانچہ عقاب پر مارا عقاب اُدھر
سے پھرا منقار سے منقار پنجے سے پنجہ ملگیا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا
ساحرون نے بر روے ہوا اُسکو روکا اُدھر باز و عقاب سے لڑائی ہوتے ہوتے یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب
کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھ کر ایک منقار جو ماری سینہ کو توڑ کر اسفل سے پار گذر گئی طائر روح اُس عقاب کا
پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اژدر جادو نے لوح بھی اُسکے
گلے سے اُتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکر خیمے مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو اُسمین سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر ہوشیار کیا کرب
نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدر جادو اور ساحر گرد اطراف کھڑے پائے حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ مین نے
تمھارے ساتھ ایسا کیا سلوک بد کیا تھا کہ تمنے میری مشکین باندھی ہین اژدر جادو نے کہا اے شہریار یہ بیٹی دلنواز جادو
کی آپ کو گرفتار کرنے کے لیے جاتی تھی ہمنے اُسے مار کر آپ کو چھڑایا ہماری یہ مجال تھی کہ آپ کو باندھتے کرب نے
کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور سب حال مفصل بیان کیا اُسنے کہا شہریار مین نے کہا تھا
کہ غفلت نہ کیجیے گا آپ دیدہ و دانستہ اُسکے دام مین آ گئے خیر مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت
غرض خوش و خرم ہوے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن اُدھر لاشہ شمشاد
جادو کا اُٹھا کر ساحر سامنے دلنواز جادو کے لائے اُسنے دونون ہاتھ منھ پر مارے کہا کہ مین پہلے ہی
سمجھا تھا کہ یہ مار ڈالی جائیگی قضا اُسکی لیے جاتی ہی آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلایا پھونکا بعد اُسکے
لشکر اپنا ساتھ لیکر قلعے سے باہر آیا خیمے مین بیٹھا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر کرب دلاور کی خدمت مین آئے دعا دیکر عرض کیا
کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ غم نہین ہی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو باہم گر صف باندھ کر
مقابل کھڑے ہوئے دلنواز جادو نے رفیقون سے کہا کہ یارو مجھے طلسم کشا جان کا عزرائیل معلوم ہوتا ہی
مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا سبھون نے عرض کیا جب حضور کی یہ حالت ہو تو واے بر حال ہم لوگون کے

دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا آیا تو اُسکے قدمون پر گرونگا یقین ہے کہ اُسے رحم آجائے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب دلاور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جاکر مقابلہ کرون آپ لڑائی کا تماشا دیکھیے کرب بولا ای اژدر جادو تم اُس سے دبے ہوئے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاؤگے تمھارا جانا مناسب نہین ہے میرے پاس لوح ہے میرا یہ کافر کچھ نکر سکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو چمکایا میدان کی طرف چلا جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش و حواس باختہ ہوگئے اژدہے سے اُترکر قدمون پر کرب کے گرا کہ مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے کہا ای دلنواز جادو حرز ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمھاری معاف کرون اُسنے حرز ہیکل گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حرز ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور دلنواز کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمھارا ملازم قدیم ہے اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگایا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوئے دلنواز جادو کرب کو قلعے مین لایا تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری پیش کی کرب دلاور نے کہا اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑو عرض کیا کہ ہمین عذر نہین ہے مگر ہم ساحر ہین شمشہ جادو کی ورزش ہوگی اسوقت ہمسے کچھ نہو سکیگا بعد ساحر شمشہ جادو کے مارے جانے کے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے دلنواز جادو نے کرب کی دعوت کی دوسرے روز کرب نے کہا ای اژدر جادو ای دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون مجھے شہر سکندریہ مین لیچلو مال و اسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسی وقت اژدر جادو اور دلنواز جادو کرب کو تخت پر بٹھا کر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کرکے شہر سکندریہ کو روانہ ہوئے مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے لشکر اسلام کا کہ جسوقت وہان کرب غازی نے حرز ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت یا تو صاحبقران بیہوش پڑے تھے یا آنکھین کھولدین ہوش آگیا ہاتھ پیرون مین حرکت ہوئی ہیں روز گذر رہے تھے کہ کچھ نوش نفرمایا تھا خاصہ طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آئے کھانا کھانے کو مانگا ہے فرط خوشی سے سروپا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شوربہ جرب پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام پہونچے امیر نے سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اُٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام دوڑ کر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدا نے ہمپر بہت رحم کیا کہ آپ ہوش مین آئے برابر آکر بیٹھ گئے امیر نے سرداران عالی مقام کو نہ پایا پوچھا کہ یہ سب کیا ہوئے بادشاہ اسلام نے تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شہناز جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہے کہا کہ کوئی برے وقت مین ساتھ نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہے فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نکریگا جسوقت مجھسے اُس بگاڑ تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میرا تشنۂ خون تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا تھا مقرر وہ تدبیر مین ہوگا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوئے اُسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی بس طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزہ صاحبقران کل دوپہر سے ہوش مین آئے ہین ہرکارے کفار کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آئے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے صلوات پڑھی اور شہناز عملی سے کہا کہ آپ نے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آگیا اب کون اسکا کچھ کر سکیگا شہناز عملی نے کہا کہ کیا طلسم عجائب ٹوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجھکو اُس امر کا یقین نہین ہے ہرکارون نے عرض کیا طلسم عجائب

کے ٹوٹنے کا حال نہین معلوم مگر حمزہ ہوش مین آیا ہی آج دوسرا دن ہی شہناز جادو نے کہا کہ اگر حمزہ ہوش مین
آیا ہی تو ابھی اُسکی بارگاہ مین جاکر اُسکا علاج کرونگا وہین اسم اعظم اسکا بند کرونگا کسواسطے کہ شہناز عملی کو
کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو جاکر دیکھے لقا اور سکندر شاہ سے کہا کہ لشکر فوج تیار کرکے حمزہ پر لیکر آؤ
مین جاکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہون اور تمام جادوگرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب
بارگاہ ہشامی مین پہونچا دیکھا کہ زنگلون پر غاشیہ پڑا ہوا ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر دنگل پر بیٹھے ہین
کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اُترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے
بسبب خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز عملی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے
آیا ہون اگر تونے قبول کیا بہتر نہین تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا ای
شہناز جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کر ورنہ نہین تو جو حال تمہارے
سردارون کا کیا ہی وہی تمہارا بھی ہوگا امیر نے فرمایا ای شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادۂ
مرگ ہون لیکن اگر چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجبال اور غنطلی آباد اور چاہ الماس کے برباد نہ کیا ہوگا
تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے مین سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور
تو بھی اگر عقل کو دخل دے تو حال تجھپر کھل جائے شہناز عملی یہ کلمہ سُنکر غضبناک ہوا اور کہا ای حمزہ ہر شرط کہ تجھکو
مع لشکر اسی وقت خاک سیاہ کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھ ایسا مجاور زادۂ مکہ سجدہ نہ کریگا تو کیا ہو جائیگا
اُسکی خداوندی مین کچھ خلل نہ آئیگا امیر یہ سُنکر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ای شہناز فوراً تو میرے سامنے سے چلا جا نہین تو
مارا جائیگا شہناز نے کہا کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہی کیون تیری شامت آئی ہی اور جھولی کھاروے کی بندھی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ
ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب یہ سحر کریگا تلوار کھینچکر اُٹھے اور بارادہ قتل دوڑے بس قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ
تعجب ہی کہ اپنے بیگانہ کو نہین پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہی کہ مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے
پہچانا کہ عمرو ہی کہا کہ یہ کیا صورت تونے اپنی بنائی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور
تیرا خاتمہ ہوگیا ہوتا اور ابھی افشاے راز میرا نہ کرا اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہین تو نہین معلوم کیا
حال تیرا کرونگا امیر تو پھر گئے شہناز عملی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسی طرح غالب
نہین ہو سکتا اور دین کے مقدمے مین حمزہ نے مجھے قائل کر دیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اگر تمہین
میرا ساتھ دینا ہی تو اسلام لاؤ نہین جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ای شہناز جادو ہم تمہارے ساتھ
ہین جو دین تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمکو نہ فرعون سے غرض ہی نہ لقا سے علاقہ ہی شہناز عملی
نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ دیکھی آپنے
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا یہی باتین تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا کہ امیر سب
ساحر شہناز کے مسلمان ہوئے امیر نے کہا الحمد للہ کہ اسی اثنا مین ایک ہوائے تیز چلی اور لکۂ ابر آسمان پر نمایان
ہوا آکر بارگاہ پر قائم ہوا جب وہ شق ہوا تو ایک تخت اُسمین سے دکھائی دیا جسوقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ
کرب ہی اور دو ساحر داہنی بائین طرف بیٹھے ہوئے ہین کرب نے آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور خط نکال
دونون ہاتھون پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز فرمایا کرب نے
دونون جادوگرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انمین ایک فے لنواز جادو ہی ایک اژدر جادو ہی اور ندیم ہین

امیر نے اُنکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا فتیلۂ رفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہین ایک طرف دلنواز جادو و اژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو کھڑے
دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا بیداری عمرو نے کہا ای شہناز حیران کیا ہی مین تجھے پکڑ لایا ہون ساحر جتنے تیرے
ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم عجائب فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو و اژدر جادو دونون موجود ہین بہتر یہ
ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دل مین کہا کہ عجب اقبال ہی حمزہ کا جبکہ دلنواز جادو اور
اژدر جادو اطاعت کر چکے تو میری اُنکے سامنے کیا ہستی ہی پکار کر کہا کہ مین نے بدل حمزۂ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اُسی وقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آگر قدمون پر امیر کے گرا بادشاہ
کو نذر دی امیر نے اُسکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ شہریار جلد لشکر تیار کر کے چلیے
لقا اور سکندر شاہ پیچھے پیچھے میرے فوج و لشکر لیے ہوئے آتے تھے اب قریب آ گئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم لشکر
مین اطلاع کرو مین چلتا ہون اور خود سوار ہو کر روانہ ہوئے ادھر لقا اور سکندر شاہ مع لشکر تہیۂ قتل لشکر اسلام
چلے آتے ہین بختیارک کہتا آتا ہی کہ ای سکندر شاہ اور ای لقا کیون تم جاتے ہو لشکر اسلام پر ارے یہ شہناز
جادو نہین ہی یہ مرشد کامل ہین حمزہ کو جو سُنا ہی کہ ہوش مین آیا ہی تو بیقرار ہو کر اُسے دیکھنے گئے ہین اور کبھی کہتا ہی
کہ ای لقا سکندر شاہ تو یہان کا بادشاہ ہی اُمیر تو جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیون غارت کرتا ہی ارے بھاگ
فرعونیہ کو نہین پھر بھاگنا بھی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر شاہ دونون اسکی باتون پر ہنستے ہوے چلے آتے
ہین کہ یہ حرامزادہ کیا وہمی ہی وہان لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور ہی کچھ سوجھی ہی بختیارک نے اپنے
عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر ناکے پر جا کر کھڑا ہو کہ وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی باتین کرتے
ہوئے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایان ہوا اور نعرۂ صاحبقران کی آواز کان مین آئی کہ جس سے
دل ہلگیا ساتھ ہی کرب کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آ پہونچا
لقا تو اُسیوقت بھاگا کہ مین نے تقدیر گریز کی مگر سکندر شاہ کے لوگون سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا
ہوا برابر تخت سکندر شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا
بجاے سپر رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہی فوج سکندر شاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر شاہ
کو ہاتھ سے رکھدیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندان خانے مین بھیجدیا لشکر مین طبل فتح بجا امیر نے اور تمام
سردارون نے آرام کیا صبح کو اُٹھکر امیر کشور گیر نے نماز پڑھی بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل پر
متمکن ہوئے فرمایا کہ لاؤ سکندر شاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اُسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی اور
کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اُسنے جام شراب کا سکندر شاہ کو دیا سکندر شاہ نے امیر کو
سلام کیا جام پیا جب دماغ اُسکا گرم ہوا اب امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ کلمے مذمت فرعون
مین ارشاد کیے سکندر شاہ مرد عاقل تھا اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون لقا شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر
نے اُسے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اُسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سردارون کو
ہوش مین لاؤ کہ وہ میدان مین بیٹھے ہین دن کی دھوپ رات کی اوس اُنپر گذرتی ہی شہناز نے عرض کیا
بہت خوب حضور سوار ہو کر تشریف لیچلیں امیر سوار ہوے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو
بھی ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان وہ دو برج ہین اور دو نازنین سُرخ پوش اور سبز پوش

اُنمین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک ابر محیط ہی اور اُس ابر مین سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی اور سرداران لشکر اسلام دیوانے بنے ہوئے اُن دونون برجون کے نیچے بیٹھے ہین اور اُن نازنینون کو دیکھ رہے ہین بس شہناز جادو نے اُس مقام پر بیٹھ کر چوکر دیا اور ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا اور اسم سحر کا پڑھکر اُسپر دم کیا کہ اُس جانور نے پر و بال نکالے اور چاہا پرواز کرے شہناز نے اُسے پکڑ کر صاحبقران کو دیا کہ اسکو ذبح کرکے خون اسکا سب سردارون پر چھڑکیے امیر نے اُسی وقت اسکو ذبح کرکے خون اُسکا سردارون پر چھڑکا وفعتہً سب ہوش مین آگئے اور وہ برج اور نازنینین اور وہ سوار سب غائب ہو گیا میدان صاف تھا سب سردار آکر امیر کے قدمون سے لپٹے امیر نے سب کو گلے سے لگایا بارگاہ مین لائے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا خلعت پائے بعد اُسکے سکندر شاہ شہر کو آئین بند کرکے امیر کو لے گیا دعوت کی بعد اُسکے شہناز جادو نے کئی ہزار روپیہ عمرو کو دیے کہ خواجہ آپ کو حال معلوم ہی کہ مین سکندر شاہ کی بیٹی پر عاشق ہون سوا آپ کے کوئی میری دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو نے کہا خاطر جمع رکھو اور سب حال امیر سے کہا امیر نے سکندر شاہ سے بیان کیا اُسنے اپنا فخر و افتخار سمجھکر شادی زلف آرا بانو کی شہناز کے ساتھ کردی مگر چالاک بن عمرو نے شب عروسی طرفہ چالاکی کی چونکہ یہ خود زلف آرا بانو کی صورت بنا ہوا تھا جسوقت سکندر شاہ دختر نقلی کو رخصت کرنے لگا دخترنے رو کر کہا کہ باوا جان میری ایک بات تنہائی مین سن لو سکندر شاہ نے بیٹی کو گود مین لیا اور علیحدہ حجرے مین گیا اور پوچھا کہ کیا کہتی ہو اُسنے کہا کان میرے قریب لائیے تو عرض کرون جیسے ہی سکندر شاہ جھکا چالاک نے حباب بیہوشی مارا سکندر شاہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے سکندر شاہ کی صورت تو اپنی بنائی اور اُسکا لباس خود پہنا اور زلف آرا بانو کی صورت سکندر شاہ کو بنایا اور اتنی بیہوشی پھونک دی کہ دو گھنٹے ہوش نہ آئے اور وہان سے لیے ہوئے گود مین آیا سکھپال مین سوار کر دیا برات کو رخصت کیا لیکن شہناز جادو جو دولھا ہوا اپنے خیمے کے قریب آکر فیل سے اُترا عروس کو سکھپال سے نکالا گود مین لیے ہوئے آیا مسہری پر لٹا یا بعد اُسکے سب انتظام کرکے جو آیا دیکھا تو عروس سوتی ہی شہناز جادو نے اُسے چونکایا جب وہ ہوش مین نہ آئی سمجھا کہ کمسنی کا زمانہ ہی جوانی کی نیند ہی نہین چونکتی اپنے دل مین کہا کہ تو مقصد دل اپنا حاصل کر پھر یہ ہوش مین آ ہی لیگی بس یہ خیال کرکے حجاب کو دور کیا اور کھل کھیلا لیکن اُسکے لپٹنے سے سکندر شاہ کو ایک مرتبہ ہوش آیا دیکھا تو اپنے کو برہنہ پایا اور شہناز کو حرکت بیجا پر مستعد دیکھا دونون ٹانگین اپنی کھینچ لین اور کہا کہ ای شہناز یہ کیا حرکت بیجا ہی شہناز نے کہا کہ جان جہان مین نے تمکو بڑی دیر تک چونکایا تم بیدار نہوئین اب تم خفا کیون ہوتی ہو یہ کہکر پھر لپٹا سکندر شاہ نے طمانچہ مارا کہ ای بیحیا نہین مانتا تو کیسی جان صاحب شہناز نے طمانچہ تو خالی دیا اور کہا کہ ای ملکہ تم رنجیدہ کس سبب سے ہو سکندر شاہ نے کہا ای شہناز تو کہتا کیا ہی ارے مین تیرا خسر ہون اُسنے کہا کہ مین نہین ماننے کا ان دونون مین تو کشتم کشتالات کی ہونے لگی لیکن ادھر عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل مین تجھے ایک تماشا دکھاؤن کہا بعلی کیا تماشا ہی کہا تمام عمر ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا کہا جبتک تو کہیگا نہین مین نہ چلونگا عمرو بولا حمزہ اُسکے بیان کی مجھمین طاقت نہین للہ جلد چل نہین تو موقوف ہو جائیگا امیر نے کہا ہم پھر تماشا کر لینگے کہا کہ وہ تماشا پھر نہین ہو سکتا کہا اچھا بھئی چلو غرض امیر اور چند سردار عمرو کے ساتھ ہوئے ابھی روشنی صبح کی اچھی طرح نہین ہوئی ہی کچھ تاریکی ہی شہناز کے خیمہ کے قریب پہونچے اب وہ وقت ہی کہ سکندر شاہ کہرہا ہی کہ مین سکندر شاہ ہون ای شہناز ذرا ہوش مین آ اور شہناز کہرہا ہی کہ ای محبوب جانی یہ بہانے کیون کرتی ہو اس سے کیا حاصل ہی مین تجھے چھوڑنے کا نہین اور لات لگی

چل رہی ہی کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپ نے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ کہ اسنے یہ کیا حرکت کی عمرو سے کہا کہ خواجہ بس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ ای شہناز جادو گیا تمھین کچھ مرد کے ساتھ کسی فعل کرنے کا بھی شوق ہی اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے اٹھکر پاجامہ پہنا اودھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر اندر آیا اور کہا کہ شہناز بھئی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو نگاہ نیچی کر لی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ بھی شرمایا لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آئے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ اسنے آتے ہی عمرو سے کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوا دیجئے آپ نے خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجب نادان تجھے بھی بغیر روپیہ کہین دنیا کے کام چلتے ہین غرض مین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلف آرا بانو کو اُسکے حوالے کیا شہناز وصل سے اُسکے کامیاب ہوا صبح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو اور شہناز کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوئے کرب نے اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو کیا امیر نے حق غازیون کا اور مال بادشاہی اور وہ کل عمرو کی نکالکر باقی کرب کے حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام آباد کر کے بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوا دی بانگ صلواۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اُس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بداقبال لقا بے زبون خصال کا کچھ معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہان پہونچا عرض کیا کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہی مصاحب شاہ نے اُسے اپنے پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کی طرف اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر روارو کی مچ گئی ایک کے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوئے

دو کلمے داستان دربند صحابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا مصاحب شاہ لقا کو استقبال کر کے ساتھ اپنے لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدہا ہے ہفت سر آتا ہی تمنے کیا سمجھکر ہمین دامن پناہ دیا ہی تم اتنے ہو کہ حمزہ سے لڑوگے یا اور کسی کا بھروسا تمھین ہو تو بیان کرو اُسنے کہا ملک جی حمزہ کو یہان آنے دو اگر ہم اُس سے لڑ سکے فبہا نہین چلے جائیے گا آپ کا کیا ہرج ہو میری لڑائی کا تماشا دیکھ لیجیے بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ تم اس قابل نہین معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو ایک سے بھی عہدہ برا نہوگے مصاحب شاہ بولا ملک جی مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خداوند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہی شاید حقیر کو غالب کر دے لقا نے کہا ای شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہو چندے یہان کا بھی تماشا دیکھ لو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل ایک ہفتہ یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر مصاحب شاہ نے حکم دیا تھا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اُترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزۂ صاحبقران فکر مین تھے کہ ایلچی مصاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین رہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے گڑگڑائے رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صف آرا ہوئے مصاحب شاہ لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طوس بہادر شاہ تبرزن بادشاہ اسلام سے

رخصت لیکر مصاحب شاہ کے مقابل ہوا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے حسب و نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ تو نے
دین قدیم اپنا یعنے لات پرستی چھوڑ کر دین جدید کیون اختیار کیا جمہور نے کہا او کافر جو دین حق تھا مین نے
اختیار کیا اور تو بھی مسلمان ہو نہین ذلیل ہوگا اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا لا حربہ اپنا کرے جمہور بولا کہ ہم خدا پرست
پیشدستی نہین کیتے مصاحب شاہ نے نیزہ اٹھا کر خبردار خبردار کہکر جمہور پر مارا جمہور نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے
پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی ہنوز ختم نہوئی تھی کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا اٹھا اور وہ قریب آکر شق ہوا
اُسمین ایک گاے برابر چار فیل مست کے پیدا ہوئی کہ دم اُسکی مانند عقد پر دین کے جھلکتی تھی اور دونون شاخین بھی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ نقرہ مصقول کی ہین کبھی اس ہیئت کی گاے کسی نے نہ دیکھی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بھٹی وہ گاے
جو ہمنے راہ مین اُس دریا کے اندر سے پکڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی نہ تھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر وہ گاے
آکر جمہور اور مصاحب شاہ کے بیچ مین حد فاصل بنکر کھڑی ہوئی پشت صاحب معارہ کی طرف کیے ... اور
منھ جمہور کی طرف کرکے حملہ آور ہوئی جمہور نے ایک تیر اُسپر مارا گاے نے شاخ پر روک کر اپنی شاخ جمہور پر
ماری مرکب پر سے گرا اُس گاے نے جمہور کو سینگون سے اُٹھا کر اپنی پشت پر ڈال لیا اور صحرا کی طرف لیے ہوئے
چلی گئی مصاحب شاہ نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ فضل بن گیا ہور خون آشام مقابلے کو آیا ہنوز مصاحب شاہ
سے گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی گاے پھر پیدا ہوئی اور فضل کو بھی اُسی طرح اٹھا لیگئی غرض شام تک بارہ سردار گرفتار
ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے امیر نے فرمایا کہ عجب طرح کا سانحہ ہی
کہ کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ گاے پہلوانون کو اُٹھا لیجائے سبھون نے عرض کیا کہ او شہریار فی الواقع ایسی بزرگ جثہ زبردست
گاے نہین دیکھی عمرو نے کہا حمزہ یہ گاے نہین ہی کوئی ساحرہ ہی باتین ہو رہی تھین کوئی دو گھڑی رات گئی تھی
کہ غلغلہ ہوا لوگ غل مچاتے ہوئے برابر بارگاہ شاہی کے پہونچے امیر نے کہا کہ یہ شور کیسا ہی دریافت کرو لوگون
جو اُنسے پوچھا انھون نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند پوچھا وہ کچھ نہ بولے آخر امیر خود سوار ہوکر کفار کے لشکر کی طرف
آئے دیکھا کہ گرد لشکر کے فوج بھیرون کی ہاتھ سے پکڑے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے محاصرہ کیے ہوئے کھڑی ہی فرمایا
کہ کسی واجب القتل کو بلاؤ جب وہ آیا اُس سے فرمایا کہ تو ان بھیرون مین سے نکل کر اسطرف جا بچے کوئی
پھر قتل نہ کریگا وہ قید سے رہا ہوکر چلا جب اُن بھیرون کے پاس پہونچا اُنہین سے دو بھیرون نے جدا ہوکر اُس
شخص کو پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اور پھر وہ جاکر اپنی صف مین ملگئے امیر یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے عمرو
نے کہا ای شہریار انھون نے گویا ہم سب کو قتل کیا ہی اور ایسی قید ہی کہ ایک متنفس باہر نہین جا سکتا تمام لشکر مقید ہی
فرمایا جو مرضی الہی دوپہر رات گئے اُن بھیرون کے ہاتھ مین خود بخود گوے آتشین روشن ہوگئے اور اُن گیندون کو
جانب آسمان اچھالتے تھے وہ گیند شق ہوتے تھے اور اُنمین سے ہزارہا ستارے گرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے
صبح تک یہی تماشا رہا دو گھڑی رات رہے سے وہ بھیر غائب ہوگئے مصاحب شاہ نے رات کو طبل جنگ بجوایا
تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے آج روز بھی اُس گاے نے شام تک بیس سردار گرفتار
کیے شام کو دونون لشکر پھر گئے مگر بختیارک نے جو خبر بھیرون کی سُنی نہایت خوش ہوا کہا کہ یہ قید لشکر حمزہ
کے واسطے خوب ہوا اور مصاحب شاہ سے پوچھا کہ اس گاے کی حقیقت سچ سچ بیان کرو اور یہ بھیرے
کیسے ہین انکی حقیقت کہو اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سب عنایت اور مہربانی خداوند فرعون شاہ کی ہی مجھے نہین
معلوم کہ یہ گاے کون ہی اور بھیرے کہان سے آتے ہین بختیارک نے کہا کہ اب لشکر حمزہ پر جسوقت زیادہ تباہی آئیگی

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہو جائیگا مصاحب شاہ بولا ملک جی مرشد سے کیا ہو سکیگا اب دو چار دن مین
خاتمہ ہو لشکر حمزہ سے ایک شخص زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ القصہ دن کو لڑائی مصاحب شاہ
کی اور آنا گاے کا اور پکڑ لیجانا سرداروں کا اور شب کو محاصرہ بیرون کا رہنا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا
چند روز مین تمام لشکر اسلام اسیر ہو گیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دو چار مشیر سلطنت رہ گئے تھے مشورے ہونے
لگے کیا کیجیے جو اس گاے سے بچیے آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا فرمایا کہ جو کوئی علاج
اس گاے کا کرے یہ رقعہ اسکا ہے عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ نقد روپیہ مجھے عنایت ہو تو مین جاتا ہون امیر نے اسیوقت
روپیہ نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمہ سے لیکر روانہ ہوا جدھر سے وہ گاے آتی تھی اسی طرف چلا تمام صحرا
چھان مارا کہیں نشان نہ پایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بڑا ہے اور گرد اسکے سبزہ ہے گلہاے رنگا رنگ
پھولے ہوئے ہین درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین ہواے سرد چل رہی ہے چاند آسمان پر نکلا ہوا ہے چاندنی چھٹکی ہوئی
ہے عمرو بحالت یاس و ناامیدی مین چادر بچھا کر وہان بیٹھ گیا اور نی ققلیان درست کر کے باواز حزین کچھ گانے
لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی نے تالاب کے جوش مارا اور شق ہوا اس پانی مین سے ایک تخت
نکلتے نظر آیا کہ اسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا بدن اسکی خاکستری بھبوت منھ پر ملا ہوا آنکھین لال جنیو گلے مین پڑا ہوا
بت بازوؤن پر بندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا ٹیکا سیندور کا دیا ہوا مندرے کانون مین پڑے ہوئے کوئی
اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اترکر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ آکر چپکا بانسری
سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ مین پانی مین کیونکر آؤن کہا اگر تو آوے تو سہی
تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جم کر مانند تختۂ بلور کے ہو گیا
عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہے اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما
ہے آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردون سے آراستہ دیوار گیریان جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش
کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی ہے پانی شمعین کافوری فروزان تھین اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو
اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ اب میرے سامنے نے نوازی کرین تجھے دولت دنیا سے
نہال کر دونگا اور تو روتا کیون ہے حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام نامی مجھسے بیان کیجیے اور یہان
صحرا مین تنہا رہنے کا سبب کیا ہے یہ فرمائیے تو پھر مین عرض کرون اسنے کہا کہ نام میرا گاؤ آتشبار جادو ہے مدت
سے مین تنہا رہتا ہون عیال و اطفال میرے سب ہین مگر مجھکو تنہائی پسند ہے اور مجھکو بصورت اصلی سوا تیرے
اور کسی نے نہین دیکھا مین پوست گاؤ مین رہتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ مین کلاونت تھا
خاندان کیان کا خدا پرستون نے وہ گھر برباد کیا مین تباہ ہوا وہان سے ہزارہا روپیے مجھے ملتے تھے خوش و خرم
تھا اب کوئی پوچھتا نہین نان شبینہ کو محتاج ہون ہان یہ خدا پرست غارت ہون تو پھر کوئی ہمین پوچھے انکے
دور مین تو ہمین گردش ہے اور باتین کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ کچھ کوٹھے مقفل ہین پوچھا کہ آہین کیا خزانے
سرکار کا ہے اسنے کہا کہ ای کلاونت مین لشکر حمزہ کا کام تمام کر چکا ہون اب ایک دو روز مین خاتمہ ہے اور ان کوٹھون
مین سب سردار حمزہ کے قید مین ہین جا کر انھین پکڑ لایا ہون عمرو نے کہا کہ خدا آپ کا بہت بھلا کرے کہ آپنے
ان مفسدون کو غارت کیا گاؤ آتشبار جادو نے کہا کہ ای کلاونت تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کہ جسطرح
وہان بجا رہا تھا عمرو بولا اعلی اعلیٰ مراتب رہین بلیان لون ابھی اس سے بہتر بجاؤنگا گاؤنگا اور وہ تو مین

گاتا نہ تھا اپنے حال پر روتا تھا اب آپ مجھسے سنیے اور بانسری کی تھلیان درست کر کے بجانے لگا یہ حالت
اسکی ہوئی کہ مست ہو گیا جھومنے لگا عاشق ہو گیا ایک دو گھڑی بجا کر عمرو چپ ہوا اسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیے
اور کہا کہ پھر بجاؤ عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا جب چپ ہوا بلی مالا مروارید کا گلے سے اتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ
عمرو نے پھر بانسری ہاتھ مین لی اب آتشبار جادو روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہے اور فرمایش کرتا جاتا ہے کہ گانے جاؤ
اس اثنا مین عمرو نے اپنی بغل مین سے گلابی شراب کی نکالی اور منھ اسکا کھولا خوشبو جو اسمین سے نکلی وہ جادوگر
بیچین ہو گیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی سی مجھے دے عمرو نے کہا بلیان لون یہ تو میری زندگی کا سہارا ہے ہم لوگ اسے جون مواج کی
کہتے ہین یہ اگر نہ ملے گی تو مر جاؤن گا اسنے کہا کہ مین تجھے بہت سی بنوا دونگا کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے اب منھ کھولیے
مین اپنے ہاتھ سے آپ کے منھ مین ڈالدونگا اسنے آنکھین بند کر لین منھ کھولدیا عمرو نے تمام گلابی منھ مین ڈالدی اور کہا
کہ یہ منھ آپ کا کا سیکو تر غار ہے سب گلابی انڈل گئی اب مین کیا کرونگا کہا کہ صبح کو قرابے کے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو
پھر گانے لگا وہ سنتے سنتے عالم مستی مین ناچنے کو اٹھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا عمرو اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
خنجر گلے پر اسکے رگڑا اور یا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ رویین تن ہے ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھ کر لایا ایک اسکے
سر کے تلے رکھا دوسرا اوپر سے پھر اکر جو مارا تو سر اسکا پاش پاش ہو گیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہو گیا
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہرمز گاؤ آتشبار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی وقت کا گرا ہوا ہے اور بارہ دری بھی نہایت کہنہ ہے مگر کوٹھے مین بند مین عمرو بھی کلاونت کی صورت بنا ہوا
قیدیون پاس گیا کہ مین کلاونت ہونگا آتشبار جادو کا تمہاری نگہبانی کے واسطے مقرر ہوا ہون اگر تم سب مجھے
زر نقد عنایت کرو تو مین تمھین قید سے چھوڑ دون سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس یہان روپیہ کہان ہے جو دین کہا کہ
لکھدو لشکر حمزہ مین ہو کر دیدینا سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہان اسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہے
غرض سبھون سے نوشتہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا بعد اسکے ظاہر کیا کہ مین عمرو بن امیہ ضمری ہون مار ہرمز
گاؤ آتشبار جادو کو باہر آ کر دیکھو لاش اسکی پڑی ہے سب بہت خوش ہوئے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہرمز گاؤ آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سردارون کو ساتھ لیکر پہر رات رہے سے لشکر اسلام کی
طرف روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجتا ہی ہے صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہوئے میدان کی طرف
چلے بختیارک کو پرچہ گذرا کہ آج رات کو سیر سے نہین آئے بختیارک نے پوچھا کہ اے مصاحب شاہ
بس یقین جانو کہ آج وہ گائے بھی نہ آئیگی اور لقا سے کہا کہ یہان کا بھی خاتمہ ہو چکا جہان بھاگن ہو بھاگو لقا نے
ایک دھول بختیارک کے ماری کہ کیا واہی بکتا ہے ادھر مصاحب شاہ خفا ہوا کہ عجب طرح کی فال بد
تو منھ سے نکالتا ہے القصہ دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے مصاحب شاہ میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو گا درن
ہوا کہ مصاحب شاہ گرد برد ہو گیا مسل گردونون مین مرکب کو پھر مقابل ہوا مصاحب شاہ نے نام
پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ اے پسر حمزہ اپنے اوپر رحم کر آ فرعون شاہ
کو سجدہ کر لقا کی اطاعت مین رہ بلکہ حمزہ کو بھی سمجھا کہ اے آ اسمین تیرے واسطے بہتری ہے علمشاہ نے کہا او کافر
لعنت کرتے ہین فرعون شاہ پر جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر مصاحب شاہ نہایت برہم ہوا اور
اٹھا کر نیزہ شاہزادے پر مارا علمشاہ نے چند طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری شاہزادے نے کھیکی دیکر

تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے آخر کار علمشاہ نے اُسے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین
پر مارا اور چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ لین ہر چند مصاحب شاہ صحرا کی طرف دیکھا کیا وہ گاے نہ آتا تھی نہ آئی
بختیارک چلا ارا اے مصاحب شاہ اُن گاؤ را قصاب بُرد و آن قصاب حرامخوار مرد اب وہ گاے نہ آئیگی یہنے
تو بیسر دن کی خبر سنکر تمسے پہلے ہی کہدیا تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوگئے ہین لیکن ادھر علمشاہ نے جسوقت مصاحب شاہ
کو پکڑ لیا فوج مصاحب شاہ کی علمشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادہ اُسپر حملہ آور ہوا لشکر مصاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی
تھی کہ عمرو بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا شریک جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام تعاقب مین چلے
آئے اندر قلعے کے لڑائی ہونے لگی قلعے والے قتل ہونے لگے یہانتک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی کھینچی امیر
نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بخطا ہین عمرو نے سفید مہرہ بجایا قتل و ذبح موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی مین آکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے مصاحب شاہ کو سامنے بلوایا تلقین بدین اسلام کیا وہ از رصدق
مسلمان ہوا عمرو نے گاؤ آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے خلعت دیا عمرو نے نوشتہ
سرداروں کا سامنے کیا امیر نے فرمایا کہ بھئی تمنے محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام لکھکر
دیا عمرو دعائین دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر مصاحب شاہ
کا اسلام آباد ہوا جا بجا مسجدین بنین بت خانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام کے نام
پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا صبح کا وقت ہے قلعے سے باہر تشریف لائے ہین کنارہ دریا کے بیٹھے ہوئے سبزے
کی کیفیت دیکھ رہے ہین کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے جب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا
تو جہاز ہین جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہین اور ایک تابوت سیاہ بیچ مین رکھا ہوا ہے
یہانتک کہ جہاز کنارے پر آئے اب پہچانا کہ یہ ترک خاوری ہین غرض ماموں قاسم کے حسن خان تہمتن خان الماس خان
وغیرہ لاش قیماس خان خاوری کی لیے ہوئے سامنے امیر کشورگیر کے آئے قاسم کو دیکھکر خوش ہوئے قدموں سے
لپٹے قاسم نے اُن سب کو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا ہے
اُن سبھون نے ایرج کا خروج کرنا اور لندھور کا عاشق ہوکر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگوشیہ کا قتل ہونا اور
قیماس خان کا ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھکر عرض کیا یا صاحبقران اب
غلام کو رخصت ملے کہ غلام جاکر اس آفتاب پرست کو گوشمالی معقول دے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل بیان سے
جانا لیکن بھی ایرج کو اپنے مقدور بھر مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش وہان دفن کروائی ادھر قاسم
تیاری سفر مین مصروف ہوا رات بھر علمشاہ اور بدیع الزمان دونون قاسم کے پاس بیٹھے رہے یہی باتین ہوتین
کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی مگر پھر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوایا گلے ملتے تھے روتے تھے لوگ کہتے تھے کہ سردم
خدا جامع المتفرقین ہے پھر ملا دیگا غرض صبح کو قاسم تو گریان و نالان اُدھر راہی ہوا بدیع الزمان اور علمشاہ ادھر پھر آئے
بعد قاسم کے جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ یہ کافر کدھر گیا ہے عرض کیا کہ لقا دربند محرابیہ
مین داخل ہوا محراب شاہ نے اسکی دستگیری کی ہے فرمایا جلد ہمارا کوچ ہو دربند محرابیہ کو غرض امیر حمزہ صاحبقران
والاشان مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طے مراحل کوچ بکوچ جانب دربند محرابیہ تشریف ارزانی فرماتے ہین

اب دو کلمے داستان جانے دربند محرابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا بھاگ کر جب دربند محرابیہ مین پہونچا محراب شاہ اسکو استقبال کرکے لیگیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا

بختیارک نے کہا ای محراب شاہ ہمارے تعاقب میں ایک ایسا شخص زبردست آتا ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ برا
نہیں ہوتا تمام سلطنتیں اور خدائیاں اُسنے برباد کر دیں ہمیں یہان سے خداوند فرعون شاہ پاس جانے دو
محراب شاہ نے کہا کہ اگر ہمسے کچھ نہو سکیگا تو پھر آپ چلے جائیے گا بختیارک نے کہا کچھ زبان سے تو کہیے کہ آپ نے
کیا تدبیر کی ہی محراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہیں ہی
یہ رات کو بھاگ کر یہان سے چلا گیا دوسرے روز محراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ آ پہونچا دوسرے دن محراب شاہ
تحفے اور نذر کی کشتیان ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کی کہ شہریار ایک مشکل میری ہی اگر اُسے
آپ حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشاے جہان ہیں یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض کیا
کہ شہریار یہان سے تین فرسخ پر ایک غار ہی کہ اُسے غار جمشیدی کہتے ہیں اور ایک دیو وہان رہتا ہی نام اُسکا دیو اشکال
ہی نہایت حرامزادہ بدافعال ہی اکثر آتا ہی اور شہر کے آدمیون کو کھا جاتا ہی اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب ہیں اور اُس
غار میں خزانہ جمشید ہی اُسکا وہ نگہبان ہی جو اُسے مارے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگے اور مشہور ہی کہ جو صاحبقران ہوگا وہ
اُس دیو کو مارے گا امیر نے فرمایا کہ ای محراب شاہ کل ہم تمھارے ساتھ وہان چلینگے غرض دوسرے دن امیر اُدھر کو روانہ
ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہی اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہی کہ طولاً عرضاً کوئی دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد
اُسکے سبزہ ہی گلہاے رنگارنگ پھولے ہیں ہواے سرد چل رہی ہی ایک دیو زشت اُس میں پڑا ہوا سوتا ہی محراب شاہ تو خوف
سے دیو کے دور رہگیا تھا امیر نے پاس اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خواب خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا
پکارا کہ او آدمزاد خداوند ابلیس نے تجھے میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی آ میرے حلق میں کود پڑ کہ میں تجھے پھیلا کر نگل جاونگا
نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ نہیں جانتا تو مجھے کہ میں زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون آیا ہون
کہ تیرا کام تمام کرون تو نے بہت یہان کے آدمیون کو ایذا پہونچائی ہی دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا
کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن پایا ہی کہان زلزلہ قاف جنت آسمان پری کہان تو میں تیری دھمکی میں نہ آؤنگا اور
ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق میں ڈال دے جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پہونچے کے برابر سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کھینچا اپنی طرف کو دیو بلبلا گیا اور سامنے امیر کے جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑ لیں دیو کا ہاتھ چھوٹ گیا بھاگا
پیچھے کو اور دار شمشاد اُٹھا کر امیر پر ماری امیر نے دار خالی دی دار زمین پر پڑی کہ زمین میں در آئی خاک وہان سے
اُڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد گوشت تیرا خاک میں ملکر کرا ہوگیا افسوس مجھے کھانا بھی نصیب نہوا امیر نے نعرہ کیا
کہ او ابلیس پرست کس کو تو نے مارا حریف تیرا میں موجود ہون اور کھینچکر تیغہ عقرب سلیمانی جو اُسکی کمر پر مارا تو دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا محراب شاہ پکارا شہریار سبحان اللہ اور آکر قدمون پر گرا تصدق ہوا ہاتھ جوڑے امیر
اُس غار میں تشریف لیگئے دیکھا تو کوٹھے مقفل ہیں قفلیں کھولا تو زر و جواہر اُنمیں بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری
لاؤ اور ادھر سے یہان سے لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جرا جورہ باربرداری کا مجھے دیجیے میں مال آپکا پہونچا دون
فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی عمرو نے سب مال زنبیل میں ڈال لیا اور لشکر میں آ کو بجنسہ امیر کو دیدیا امیر نے اجورہ اُسکا
اور وہ بھی عمرو کے حوالے کی محراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام شہر محرابیہ اسلام آباد ہوا
ایک روز امیر کنارے دریا کے بیٹھے ہیں کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہواے سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ گھٹا ہی ابر
کی چھائی ہوئی تھی کشتیان دریا میں چھوٹی ہوئی تھیں نواڑہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ بھی شکار کھیلنے کو
جی چاہتا ہی محراب شاہ نے کہا کہ پیر و مرشد یہان شکار روا فرمائے فرمایا کہ اگر شکار یہان بہت ہی تو بہشت دشت کردیا

جسکا جی چاہے شکار کھیلے عمرو نے جو وقت کا نام سُنا اپنے شاگردون سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار پکڑ پکڑ کر لشکر
مین بھیجین اور منع کردو کہ کوئی قصاب آج لشکر مین گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بکیگا غرض امیر عمرو کو
ہمراہ لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقون سمیت مشغول صید و شکار رہے کہ سامنے
سے امیر کے ایک ہرن بھاگتا ہوا گذرا امیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اُس ہرن کو صید
کیا عمرو نے گوشت ہرن کا نکالکر اُسکے کباب بنانیکا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہے کوئی باغ کہین ہو تو
چلکر اُسمین ٹھہرین عمرو تلاش مین نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت تکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ
خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو تجھے نہ پہچانے غرض آکر باغ مین داخل ہوئے اب بہار پڑنی لگی
امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اس باغ مین چلے آئے نہین تو بھیگ جاتے عمرو نے کہا شہریار درست
ہے سیر کرتے ہوئے بارہ دری مین پہونچے آواز رقص و سرود کی کان مین آئی دیکھا تو بارہ دری کے درون پر پردے
پڑے ہوئے ہین چلمنین چھوٹی ہوئی ہین امیر نے تلوار سے چلمن اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہے اور آگے اُسکے
رقص و سرود ہو رہا ہے اور وہ عالم محویت مین آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھی ہے امیر بنگاہ اول اُسپر عاشق ہوئے اور
وہین سے کھڑے ہوئے دیکھا کیے اُسکو خبر بھی نہوئی کہ کوئی آیا ہے یا نہین بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آگئے
آکر بیٹھ گئے عمرو بھی ہاتھ باندھکر پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن
نے سر اُٹھا کر امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی پکاری عشق اللہ ہو ابھی بات نہونے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازہ
باغ پر آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آتی ہے لمحہ بھر ٹھہر کر چلی
جائیگی آپ پھر تشریف لے آئیے گا امیر وہان سے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنایا سنوارا بعد ساعت بھر کے ایک زن
خورد سال نہایت خوش جمال سکھپال مین سوار پیدا ہوئی اور پیچھے اُسکے کچھ پالکیان اُنپر کچھ عورتین سوار تھین یہانتک
کہ وہ زن جمیلہ سکھپال سے اُترکر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار دینار سُرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اُسپر
فرمائی بعد اُسکے وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولہ وہان گڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے
باہر آئے بیقرار ہین کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اس صحبت کا کسطرح دیکھون عمرو سے کہا کہ خواجہ کسی طرح تم مجھے
اندر باغ کے لیچلو کہ مین ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لون عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ مجھے بجوگ کا معلوم ہوتا ہے خدا جانے
اسکی محبت کا کیا انجام ہوگا اور حمزہ اب تو بوڑھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہین ہر شے سن سے تعلق رکھتی ہے چل یہان
سے اپنے لشکر کو امیر نے کہا کہ خواجہ دل پر کچھ اجارہ نہین ہے مین نہایت بیچین ہون واللہ جبتک مطلب دلی اس جوگن سے
حاصل نکرلونگا یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ بڑھاپے مین جنون ہوا ہے بڑھبس لگا ہے امیر نے کہا کہ تم
کچھ ہی کہو مری جان پر صدمہ ہے عمرو نے کہا کہ نیا عشق ہے کوڑی خرچ نکرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل خود بدست
عشق ٹین ٹین امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہین ہے مگر تم مجھسے لکھوا لو لشکر مین چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا
رقعہ لکھوا کر مہر کروا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ مین تدبیر کر لون تو لیچلون یہ کہکر سامنے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اُسکی آڑ مین
جا کر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہو کر
سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہے جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
مگر مطلق اسم اعظم نے اُسپر اثر نکیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑ کر اُٹھے عمرو قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ حمزہ مجھے
ماریگا اب اُنھین معلوم ہوا کہ عمرو ہے فرمایا کہ بھئی عجب صورت تمنے بنائی ہے تم سے بہتر عیار نہین ہوگا عمرو نے امیر سے کہا

کہ حمزہ تو بھی صورت اپنی تبدیل کر فرمایا کہ جو صورت تم چاہو بناؤ تمھین اختیار ہے عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی
کی بنا کر پیچھے اژدرہے پر سوار کر لیا اور کل جو اُس اژدر کی موڑی وہ باغ کے اندر گیا ساحرون نے ساحر جانکر تعظیم و تکریم
کی عمرو نے جوگن کی طرف دیکھکر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ بابا جی بالاگون درشن آپ کے لیے آئیے قدم رنجہ
فرمایئے عمرو اژدرے سے اُترا امیر کا ہاتھ پکڑ کر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اُسنے کہا کہ بچہ مین نے
بڑے بڑے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ہمنشین سامری و جمشید ہون تم مجھے کیا جام دیتی ہو جوگن عمرو کی باتون سے بہت
محظوظ ہوئی اور پھر جام دیا کہ اُسے تو پیجیے عمرو نے پھر نہ لیا غرض دونون مین خوب گفتگو ہوئی اس اثنا مین وہ
شاہزادی جو آئی تھی سوار ہو کر چلی گئی کسی کو اسکے جانے کی خبر نہوئی امیر نے عمرو کے کان مین کہا کہ خواجہ مجھے تم اسکے
سپرد کر دو مین نے اسکی محبت مین نفیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہین ہے مجھا سے وہ کہ تم لشکر کو چلے جاؤ کئی مرتبہ یہ کہکر
کہا عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے اور ہم تم دونون گرفتار بلا
ہو جائین آخرکار عمرو نے جام شراب کا لبریز کر کے بیہوشی اُسمین ملا کر جوگن کے ہاتھ مین دیا جوگن نے اُسے ہاتھ مین لیا
منھ کے برابر لائی چاہا کہ پیے کہ بو دارو بیہوشی کی دماغ مین پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم
تشریف لائے مین تو مشتاق تمھاری بیٹھی تھی مین نے تمھین پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہین تمھین نے تو میرے باپ
گاؤ آتشبار جادو کو مارا ہے مین تو تمھین ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہان میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا
سلسلہ جادو کر اپنے باپ کے خون کے عوض مین تمھین اسطرح مارون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر
گریہ وزاری کرین اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت کلی ہو گئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے
اُس لکاتہ پر ہاتھ خشک ہو کر رہگیا اور اُس ملعونہ نے چند دانے اُسکے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہو گئی بعد
اسکے اُسنے دستک دی نام لیکر شمشاد جادو کا پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا
سلسلہ جادو نے کہا کہ اے شمشاد جادو مین نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اسکے کباب کر کے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو
کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو اپنے پاس لاکر بٹھایا کہا کہ اے حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہے مین بھی تجھسے
محبت رکھتی ہون گو کہ تیرے باعث باپ میرا قتل ہوا مگر محبت سے مین تجھسے کچھ نہین بکتی مجھے تجھسے محبت ہے
امیر نے کہا اے سلسلہ جادو پہلے بیشک مجھکو محبت تیرے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جیسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے
نفرت کلی ہو گئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو ترک کرے تو مین تجھسے محبت ہون اُسنے کہا کہ اے حمزہ ایک تو
تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا ہے معلوم ہو جائیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون مستعد
قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو اُدھر شمشاد زنگی وہان سے کھینچتا ہوا لایا کہ اُدسا بیابان تھا وہ تو نے ایک زمانہ کے
ساحرون کو مارا ہے سبکا خون تیری گردن پر سوار ہے دیکھ تو تجھے کسطرح سے مارتا ہون اور چار میخین گاڑ کر اُسمین عمرو
کو باندھا اور کوئلے برابر عمرو کے سلگائے چھریان کانٹے سیخین بچھے نمکدان لا کر رکھے چھری ہاتھ مین لی تھی کہ گوشت عمرو
کا کاٹکر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا تیری بلا برابر آپہونچی گڑگڑا کر دعا مانگنے کہ اے خالق ارض و سما بچا مجھکو اس
ظالم کے ہاتھ سے بس بلبلا کر دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا کسی نے دروازہ ہلایا شمشاد زنگی نے دروازہ
کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہے کہ کامل جادو کا اُسنے جو عمرو کو دیکھا بندھے ہوئے پایا پوچھا کہ اے شمشاد کیون تو نے اسے
باندھا ہے کہا ملکہ سلسلہ جادو نے مجھے اسکو دیا ہے کہ کباب کر کے کھاؤ فضل نے کہا کہ وہ لکاتہ کہان ہے مین آیا ہون
اُسکے میخ مارنے یہ کہکر ایک ناریل شمشاد زنگی پر مارا مانند گولے کے اُسکے سینے پر لگا کر پشت کو توڑکر پار نکل گیا

شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کہ خواجہ امیر کہاں ہیں عمرو نے کہا ای فضل اُس بارہ دری میں
سلسلہ جادو کے پاس قید ہیں نہیں معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا فضل بولا چلیے میں اُس لکاتہ کو مارونگا یہ
دونوں بارہ دری میں آئے پردہ اُٹھاکر اندر گئے دیکھا سلسلہ جادو تو نہیں ہے مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہے اور تمام
ایوان میں خون بہ رہا ہے عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا ای آقاے عمرو ای مولاے عمرو ہاے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر
میں تو نے مجھے نہیں چھوڑا اب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اُس سفر میں مجھکو ساتھ نہیں لیا عمرو بعد تیرے زندگی دیکر کیا کرونگا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے فضل جادو عمرو سے لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو انکی نکلکر
انکے وارثون تک پہونچاؤ پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے آقا کی ادا کرلو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہو گیا
عمرو فضل کو ہوش میں لایا اور کہا ای فضل ہمکو سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو کہنی ہوش میں آؤ اور عمرو نے
اُس سر افسر عالم کا اُٹھالیا مُنہ سے مُنہ ملنے لگا فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے
اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے پکار کر کہا کہ ای اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بے وارث ہو گئے یہ لاش ہے
اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر گرا لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو آکر اشقر سے لپٹا کہا کہ ای اشقر لاش اپنے آقا کی لشکر
میں پہونچا لو پھر ہم تم دونوں حمزہ پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ ای اشقر بعد حمزہ
کے زندگی بدتر از مرگ ہے غرض بیچ میں اشقر کو لے لیا اور دہنے بائیں طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ
ہوئے مگر حال سُنیے سلسلہ جادو کا کہ وہ ایک پتلہ لاش کے آٹے کا امیر کی صورت کا بناکر ذبح کرکے ڈال گئی تھی اور
آپ عقاب کی صورت بنکر امیر کو پنجے میں لیکر اُڑی ہوی پردۂ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم
خالق عزوجل اُسی راہ سے گہرزاد لشکر دیو کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے میں ایک آدم لٹکا ہوا
چلا جاتا ہے دیوؤن سے کہا کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحرہ ہے دیو دوڑے اُس عقاب نے چاہا کہ بچ کر
نکل جائے ممکن نہوا قصد سحر کیا تھا کہ دیو نے آکر گلا اُسکا دبایا اور اُسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گہرزاد کے
لائے گہرزاد نے صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ یہ بزرگوار کو پکڑے لیے چلا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس
ساحرہ کو پکڑے ہوئے تھا رال اُسکی ٹپکی پڑتی تھی گہرزاد نے اُس دیو سے کہا کھا جا اسے بس وہ دیو اُس لکاتہ کو حلق
میں رکھ گیا اب صاحبقران ہوش میں آئے گہرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جوگن
کہاں ہے اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون میں لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑایا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوئے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ زندگی تھی کہ تم
پہونچ گئے نہیں تو یہ لکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور ای گہرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہے
عرض کیا کہ غلام آگاہ نہیں فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ قریشہ سلطان قہقہہ سر حبشیہ پر گئی ہیں غلام
انکی کمک کے واسطے جاتا تھا راہ میں حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہمیں جلد ہمارے لشکر میں پہونچاؤ تم جہاں جاتے تھے
اُدھر جاؤ گہرزاد نے اُسی وقت صاحبقران کو تخت پر سوار کردیا دیوؤن سے کہا کہ جاکر قبلہ و کعبہ کو پہونچاؤ
دیو اُسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوئے جب بارگاہ ہشامی میں پہونچے دیکھا کوئی اندر بارگاہ کے نہیں ہے سنسنا پڑا ہے
اور باہر بھی کوئی نہیں معلوم ہوتا اور لشکر میں ایک حشر برپا ہے فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام کہاں گئے
ہیں سب سردار کیا ہوئے یہ غلغلہ رونے کا کیسا ہے اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کے دشمنوں کے مارے جانے
کی خبر آئی تھی کہ عمرو لاش لیے ہوئے آتا ہے سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہوئے ہیں امیر نے فرمایا

کہ ہین تو زندہ وسلامت ہون تم جلد جا کر اُن سب کو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جائے
قراش یہان سے روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ اسلام اور بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ اُگر لاشہ صاحبقران سے لپٹے
ہین ایک ایک منھ سے منھ مل رہا ہی خون سے لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہی عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنکھ تو خشک
ہو گئے ہین مقبل جیب اور سینہ چلاتا ہی تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہی کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ
صاحبو یہ کیا بدشگونی ہی امیر تو زندہ وسلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا
کہ تم جاکر دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہان سے روانہ ہوا اُدھر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے
پر کھڑے ہوئے ہین جو دیکھتا ہی وہ حیران ہوتا ہی مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون
سے آکر لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپ کی سلامتی کی لشکر کسی کو یقین نہین آتا فرمایا کہ جا کر سبکو خبر دو مقبل خرم و شادان
آیا اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو نے کہا او مقبل میری تسکین کے واسطے
کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ ای آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے مگر صاحبقران کو
جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی تغیر ہی قریب ہی کہ ہلاک ہو جائے اُسوقت اُنھون نے نعرہ صاحبقرانی کیا کہ ایہا الناس
مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوئے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کر رہے تھے اب اُنکو ہوش آیا
عمرو کا بھی شبہہ مٹا دوڑا قدمبوسی کو اُدھر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو تو دیکھکر سکتا سا ہو گیا آکر قدمون پر گرا
امیر نے سر اُسکا اٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب بیان کی اب اُس لاش کو جو دیکھا تو ماش کے آٹے کا
پتلا تھا اُسے اُسی وقت پھنکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہت سا پیار کیا سردارون کو گلے سے لگایا بادشاہ اسلام
کی قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا سب سے بیان فرمایا عمرو نے اپنی سرگذشت کہی امیر نے مقبل
سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر ہو سبھے تھے عرض کیا کہ بعد قتل دمامہ جادو کے مین چاہ الماس مین رہ لیا تھا وہان سے
جو چلا تو خیال مین آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوئے عظلی آباد کو چلیے لشکر مین آیا سنا کہ حضور شکار کھیلنے گئے ہین
ڈھونڈھتا ہوا ایک باغ مین پہونچا وہان پر ساتھ دیکھا مگر الحمدللہ کہ وہ سب آفت برطرف ہو گئی امیر نے اُسے
خلعت دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی کئی دن تک
جشن رہا بعد اُسکے عمرو سے دریافت ہوا کہ لقا اب دربند قمہوریہ مین ہی کہا جی ہان فرمایا کہ ہمارا کوچ ہو
اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا انکو تو ہمین چھوڑیے

اب چند کلمے حال دربند قمہوریہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا جو دربند محرابیہ سے بھاگا جسوقت قریب دربند قمہوریہ کے پہونچا قمہور گردن سوار کہ نریمان روزگار
سے ہی لقا کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا اور باعزاز واکرام اپنے شہر مین لایا دعوت وضیافت مین مصروف ہوا
بختیارک نے دیکھا کہ قمہور کمال زبردست ہی نہایت قوی ہیکل ہی بہت پسند کیا اور کہا ای پہلوان دوران تعاقب
مین ہمارے ایک شخص زبردست آتا ہی کہ اُس سے آجتک کوئی عہدہ برآ نہین ہوا قمہور نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ نہین
ہی آنے دو دیکھو مین کیا کرتا ہون کئی روز بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ یہان آپہونچا قمہور نے حکم دیا کہ
لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے لقا سے کہا کہ آپ ہرگز ہراس نہ کرین مین سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا القصہ لشکر اُسکا
مقابل لشکر صاحبقران اُترا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب خوب بنشہ ہوا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُدھر لشکر اسلام مین صاحبقران بیٹھے ہوئے ہین سیف ذوالیدین کو بلایا اُس سے فرمایا ہم مین

کہ قمھور کرگدن سوار کو ہماری طرف سے نامہ لکھو کہ ہرکارون نے آکر دعا دی اور عرض کیا کہ قمھور کرگدن سوار
نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ اب نامے کی کچھ حاجت نہین ہی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری ہوئی صبح کو میدان داری ہوئی صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دے کر چلے گئے قمھور لقا سے اجازت
لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیاہور خون آشام مرکب کو جھپکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا
دعا و ثناے بادشاہی بجا لایا مجرا کیا اجازت میدان چاہی بعد اجازت مرکب پر سوار ہوکر مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے
نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نیزے ہاتھون سے پٹک دیے قمھور نے تلوار کھینچکر فضل پر ماری سپر کو قلم کرکے سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار اچھا کر نکل گئی جا در خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی
اُسکو لوگ لیگئے یہ تو پھر گیا اور بھائی فضل کے مقابلے کو گئے وہ بھی زخمی ہوگئے شام تک قمھور نے کوئی بیس سردار
زخمی کیے اور مارے شام کو طبل بازگشت بجوا کر یہ کہکر پھر گیا کہ ای خدا پرستو دیکھو کل تمھارا کیا حال کرتا ہون ادھر تو
یہ کافر پھرا ادھر صاحبقران نے زخمیون کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائی بارگاہ مین آئے جراحون کو بلوایا زخمیون
کے زخمون مین ٹانکے لگوائے کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے عرض کیا کہ قمھور نے پھر طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا
بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے قمھور
میدان مین آیا جمھور نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایک پہر تلوار چلا کی آخر کار جمھور زخمی ہوا اور
اُس روز شام تک بائیس آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے غرض کہانتک عرض کیا جاے ایک سات روز کی
میدانداری مین کوئی چار سو سردار زخمی ہوئے اور شہید ہوئے آٹھوین روز قمھور جسوقت میدان مین جانے لگا
بختیارک سے کہا کہ آج سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا او ملک جی دیکھا تمنے کہ مین نے ان خدا پرستون
کا کیا حال کیا بختیارک نے کہا واقعی تم بہادر اور جری ہو مگر آج میدان سے صحیح و سلامت پھر کر آتے نہین معلوم
ہوتے اُسنے پوچھا کہ ملک جی اسکا کیا سبب ہی کہا کہ ایک تو تمکو غرور ہوگیا ہی دوسرے یہ کہ اب سرداران نامی باقی
رہگئے ہین کوئی اُنمین سے آج نکلیگا باندھکر مشکین تمھاری لیجائیگا یا مار ڈالیگا یا زخمی کریگا آج کا میدان بہتر ہماری
ہی آج تم نہ جاؤ قمھور نے کہا ارے مردک واہی تجھکو زمردشاہ نے کچھ سمجھی ہی کہ شیطان درگاہ بنایا ہی سب حرکتین تیری
شیطان کی ہین یہ کہکر گینڈا اپنا جھپکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام کرب پرحرب
نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت
میدان چاہی ابھی کرب کو اجازت نہین ملی ہی کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا کہ
؎ ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ٭ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ٭ ہرکارے دونون طرف سے خبر کے واسطے روانہ
ہوئے لیکن وہ گرد جب قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو چالیس علم کنشان چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے کہ
علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور علمون کے پھریرے بنفشئی رنگ کے
تھے علمدار بنفشہ پوش ہاتھیون پر جھولین بنفشئی رنگ کی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی
بھسونڈون مین ہاتھیون کے لپٹی ہوئی تھین ایک طرف آکر قائم ہوئے بعد اُسکے ستھالین شترنالین چیجان چالیک
کی بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے اُنکے بعد خاصبردارون کے غول مرکب تازی ترکی چینی عراقی بلساز دیراق
مرصع سائیس چوریان لیے ہوئے ساتھ ساتھ نمودار ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر
سوار چالیس ہزار سوار بنفشہ پوش اُسکے ہمراہ چلا آتا ہی آتے آتے ایک سمت کو ٹھہرا کہ قمھور نے پھر مبارز طلب کیا

نقابدار بنفشہ پوش نے مرکب چمکایا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا لیکن کرب کی نگاہ جو نقابدار پر پڑی
خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی مگر یہان نقابدار برابر قمہور کر گردن سوار کے آ گیا
نگاہ وزن گینڈا قمہور کا کوئی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹگیا گرتے گرتے سنبھلا گجگ مار کر گینڈا پھیرا اور کہا کہ او نقابدار
گمنام تو کون ہے جو میرے مقابلے کو آیا ہے مجھے تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا بہتر یہ ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اسیطرف
چلا جا نہین تو مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی ادنے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہون
آیا ہون کہ تجھکو تنبیہ معقول کرون قمہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے لا جو حربہ تو رکھتا ہو نقابدار بولا ہم اہل اسلام
مین پیشدستی نہ کرینگے قمہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہے خداوند فرعون شاہ کا کہا کہ وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا
قمہور نے غضبناک ہو کر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین نقابدار
نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہو کر تلوار ماری نقابدار نے اس طرح بھڑکر تلوار سپر پر روکی کہ قبضہ اور دنبال
سپر پر آلگا ہوا صاف بسبب سپر تلوار اسکی رد کردی اور پکارا کہ او کافر سے تو ضرب بے زور ضرب من نوش کن ✤
ہمہ شادی دل فراموش کن ✤ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ✤ ہر یکے پنج روز نوبت اوست ✤
یہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور کھینچکر تیغہ آبدار جوہر دار قمہور پر مارا اُسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو پرکالے ہوئے سپر
پر پڑی کہ خود دوبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر آئی قمہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کی گردن
پر پڑی کہ قلم ہوئی قمہور اور گینڈا دونون گرے فوج قمہور کی نقابدار پر دوڑی نقابدار ادھر دوڑا فوج بھی نقابدار کی
دوڑ پڑی ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے بازار ملک الموت
گرم ہوا نقابدار نے لاش پر لاش گرادی غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قمہور کے دو پہر تو لڑے بعد اسکے پسپا ہونے لگے آخر
شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے
ہین کہ بھئی نقابدار عجب بہادر مردم دانہ اور شیر فرزانہ ہے کرب عرض کرتا ہے کہ اے شہریار مجھکو کسی نقابدار کے
ساتھ محبت نہین ہوئی مگر اس نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہے میری کہ بیان نہین کر سکتا ہون یہی باتین کرتے
ہوئے قریب بارگاہ ہشامی کے پہونچے ہین کہ ایک بار سات بچے پیدا ہوئے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو اور
ایک بچہ صاحبقران کو اور ایک علمشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک
شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو تماشا دیکھا ہاتھیون کے پیٹ تلے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا
انجام کار وہ ساتوان بچہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بے سردار منتشر
ہو جائے جلدی سے ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھا دیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین
ہے حکم تمام لشکر مین ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر نقاب کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار
نامی اور عمرو یہ سات آدمی غائب ہو گئے بچے اٹھا لیگئے نقاب کے پاس جو ندمان جمع تھے اُسنے کہا کہ وہ بچے لیگئے غضب
میرے جوان سبکو اٹھا لیگئے انھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہے قمہور کے زخم مین ٹانکے
لگ چکے ہین بیٹھا ہوا ہے اُسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہو لے تو ان سب خدا پرستون کو مارونگا ادر ادھر
نقابدار بنفشہ پوش پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہے کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام
اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہو گئے نقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیار سے کہا کہ تم جاؤ [illegible] قران
حبش کے پاس ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ تم کسی طرح پریشان نہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا کرینگے تو اُنسے ہم

سامنا کرنے کو موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون مفسد انھین اٹھا لیگیا جب
پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کر بھیجا کہ مین خود ڈھونڈھنے جاتا ہون اور عیارون کو بھی بھیجتا ہون
چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران مین روانہ ہوا مگر حال گزارش کیا جاتا ہی صاحبقران
وغیرہ کا کہ آنکھ جو ان سبھون کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان خوش الحان
کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہان ہین اور کون ہمین لایا ہی کہ اس اثنا مین روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک معشوق
ہر ایک کے پہلو مین لباس مکلف پہنے ہوئے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش مہیا ہین ہر ایک
معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمین یہان کون اٹھا لایا ہی
ان ساقون نے کہا کہ ہم نواسیان ہین گاؤ آتشبار جادو کی تم سبھون نے ہمارے نانا کو مارا ہم عوض
انکے خون کا لینے کو تمھین اٹھا لائے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتین جو تمھاری دیکھین ہم تم سبھون پر عاشق
ہوئے اب تم ہمسے ہمصحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کرو نہین تو ہم تمھین مار ڈالینگے صاحبقران وغیرہ چاہتے
ہین کہ انکار کرین عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہین مارے جاؤگے اور مین ان سبھون کو ٹھیک بنا لونگا عمر انکے
ہمسو بو مین سمجھ لونگا بس ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بد لحاظی ہی کہ ہمارے بزرگ و خرد سب سامنے بیٹھے ہین انکے
سامنے کیونکر ہم تم سے اختلاط کرین ان سبھون نے کہا کہ اچھا چلو علحدہ علحدہ مکانون مین بیٹھو غرض انمین سے ایک
ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علحدہ مین جا بیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ سے لپٹا بوسہ بازی کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر
اسے پلائی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہان سے اپنی وضع شرابیون کی بنائے ہوئے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ حمزہ
ایسی معشوقہ تیرے پہلو مین بیٹھی ہی تو اس سے منہ بولتا نہین یہ کہہ رہا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پانون ڈالتا
ہی کہین اور پڑتا ہی کہین امیر نے کہا کہ خواجہ آؤ عمرو آکر بیٹھا گلابی شراب کی اٹھالی پہلے آپ جام پیا بعد اسکے ایک جام اسکو
پلایا اور ایک جام امیر کو دیا بعد اسکے اس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی اب وہ اور زیادہ بدمست ہوئی امیر سے
لپٹی امیر ہاتھ اسکا پکڑ کر پلنگ کی طرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہوکر گری چاہا صاحبقران نے کہ اسے ذبح کرین عمرو نے
دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاؤ اسکے مارنے مین افشائے راز ہو جائیگا سب کو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہان سے
بادشاہ اسلام کی صحبت مین آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہو یہ تو یہان تنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز
سنتے ہی جان آگئی پکارے کہ خواجہ جلد آؤ عمرو ویسی شکل اپنی بنائے ہوئے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ
کیون بیٹھے ہین شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو پلائیے دیکھیے مین کیا عمدہ شراب لاہون اور یہ کہکر شراب کا جام دیا
اس جادوگرنی نے کہا کہ او ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھین دونگا اور ساری گلابی اسکو
پلا دی وہان سے نکلکر بدیع الزمان و کرب کے پاس چلا قصہ مختصر ساتون کو عمرو نے بیہوش کیا اور سب کو قتل کیا
ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا خاک اڑنے لگی تاریکی چھاگئی مال وافر وہان سے عمرو کے
ہاتھ آیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اس کیفیت پر نہین ہی اور کچھ کوٹھے بند دیکھے انھین جو کھولا کسی مین آدمی قید تھے
کسی مین گھوڑے کسی مین ہتھیار رکھے امیر نے ان سب قیدیون کو چھوڑ دیا گھوڑے ہتھیار بھی انکو دیے بعد اسکے
اسی مکان مین ایک دروازہ زمین مین لگا ہوا دیکھا اسے جو کھولا تہہ نقب کا نمودار ہوا امیر نے فرمایا کہ خدا جانے یہ نقب
کیسی ہی کہان گئی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ جاتا ہون دیکھتا ہون لیکن خزانہ ہوگا تو کسی کو نہ دونگا فرمایا کبھی اپنا حق لے لینا
باقی مال نقازیون کا ہی کہا بلائیے نقازیون کو جاتین اسکے اندر تو معلوم ہو غرض نصف پر معاملہ طی ہوا عمرو نے قبیلہ عیاری

روشن کیا اور نقب کے اندر چلا دعائین مانگتا ہوا کہ پروردگار خزانہ یہان سے بہت سا ملے جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچا کہ نقب وہان تمام ہوئی تھی یہ متحیر ہوکر وہان کھڑا ہو ہانا گاہ ادہر آواز آدمیون کے بولنے کی آئی اب جو کان لگا کر سنتا ہو تو آواز لقا اور بختیارک کی چلی آتی ہو معلوم ہوا کہ یہ نقب قلعے مین آئی ہو پھر وہان سے آکر صاحبقران سے حال بیان کیا اسی وقت صاحبقران مع بادشاہ اسلام اور سرداران عالیمقام نقب مین داخل ہوئے آتے آتے زیر تخت لقا پہونچے لقا قمہور سے کہہ رہا ہو کہ تونے دیکھا کہ مین نے حمزہ کو غضب مین اپنے کیسا گرفتار کیا کبھی حمزہ میرے غضب سے نہ نکلیگا بختیارک کہہ رہا ہو کہ نقابدار جو قافیہ تنگ کر رہا ہو اسکا علاج کون کریگا قمہور کہہ رہا ہو کہ مارنا اسکا میرے ذمہ ہو امیر نے یہ سنکر تیرہ نقب پر آکر نیچے تخت لقا کے ہاتھ دے کر زور کیا بس تخت کو لے اٹھے بختیارک نے دیکھا کہ تخت لقا کا بلند ہوتا جاتا ہو حیران ہوا کہ اتنے مین نعرہ صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی لقا تو کود کر بھاگا حمزہ صاحبقران نے تخت دے ٹپکا اب نعرہ بادشاہ اسلام اور علمشاہ بدیع الزمان اور کرب اور شیر افگن اور عمرو کا بلند ہوا تلوارین علم کیے ہوے نقب سے نکلے قمہور کے لوگون سے تلوار چلنے لگی قمہور پکارا کہ ارے مارلو حمزہ کو بھاگنے نہ پائے اب خوب خانہ جنگی ہورہی ہے اور لوگ قمہور کے تیار ہو ہوکر چلے آتے ہین عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا بلندی پر چڑھ کر سفید مہرا بجایا ہاشم نے جو آواز سفید مہرے کی سنی اسی وقت یہ سوار ہوکر دروازہ قلعہ کا توڑ کر مع فوج قلعے کے اندر در آیا غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا قلعے مین لڑائی ہونے لگی ادھر بدیع الزمان سے اور قمہور سے مقابلہ ہوا تھا قمہور نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ پر رکھ لیا تھا صبح سے دوپہر تک لڑائی رہی بہت قلعے والے قتل ہوئے آخر چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دہائی ہو حمزہ صاحبقران کی دہائی ہو بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین ہمکو قتل نہ کیجیے فرمایا کہ بھئی ہمنے ان سب کو امان دی اب انکو قتل نہ کرو سبھون نے تلوارین میان مین کین نقارہ فتح بجنے لگا بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر بیٹھے نذرین گذرنے لگین ہاشم نے آکر نذر دی حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے صاحبقران اور ہاشم کو خلعت دیا پھر اور روسائے شہر کو خلع کیا قمہور کو بلا کر تلقین بدین اسلام فرمایا قمہور بھی کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا پھر تو تمام شہر اسلام آباد ہوا مسجدین بننے لگین بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی تھا ایسے قمہور نے سب کی دعوت کی امیر دعوت کھا کر شہر سے باہر اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران اور تمام سردار داخل اور کرسیون پر قائم ہوئے کہ اسمین عیار نقابدار بنفشہ پوش آیا صاحبقران کو مجرا کیا دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے التماس کیا کہ خدا نے فضل کیا کہ آپ نے سب جھگڑون سے نجات پائی اب مین چاہتا ہون کہ اپنی آزمایش علازمان حضور سے کرون اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلون فرمایا کیا مضائقہ ہو ہم بھی یہی چاہتے ہین اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے عیار نقابدار چلا گیا دونون لشکرون مین شب بھر تیاری رہی صبح کو معرکے آراستے نبرد ہوئے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نسب دیکر نکلگئے اسوقت لقا بدار مرکب اپنا جھمکا میدان مین آیا خوب بگدھریان کین برچھے کے ہاتھ نکالے اب روک کر مرکب کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کرب کی رات بھر اشتیاق مین بسر ہوئی ہو کہ کب صبح ہو اور مین جاکر نقابدار سے مقابلہ کرون پوری بات نقابدار کے منھ سے نہ نکلی تھی کہ کرب غازی نے مرکب کی باگ کی سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی عرض کیا کہ مجھکو کمال اشتیاق نقابدار سے لڑنے کا ہو فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہو کرب غازی سلام کرکے پھر آ بارہ گرم کیے

سوار ہوا اور اڑا کر گھوڑے کو مقابل نقابدار ہوا پہلے دونون ہم نگاہ ہوئے بعد اسکے نقابدار نے دیکھا ایک بہادر
بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان
مانند صبح صادق کے چاک آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین الٹی ہوئی دبدبہ مُنھ پر
پایا جاتا ہے نقابدار نے پوچھا امیدوار ہون کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہون کہا کہ نام میرا کرب دلاور
ہے نقابدار نے مرکب سے اُتر کر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہین تو مین حضور سے
کب عہدہ برا ہو سکتا ہون کسواسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہین مگر خیر آزمایش ضرور ہے کرب بہت مسرور
ہوا اور کہا کہ اے نقابدار تم مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو الغرض بعد گفتگو نیزے ہاتھون مین لیے لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی
تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے خشمناک ہوکر عمود گران سنگ اٹھا کر مارا
کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز نقابدار پر مارے کہ عمرو دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم دیتے ہین
کہ تم گرز نقابدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ نقابدار نے کہا اے دلاور آپ کو قسم ہے نمک
حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھپر بقوت تمام مارے کرب نے عرض کروا بھیجا یا امیر مین ناچار ہون کہ
نقابدار قسمین دیتا ہے یہ کہکر ایک ہاتھ گرز سکندری کا مارا نقابدار نے بخوبی گرز کرب کا روکا مگر کمر مرکب نقابدار
کی ٹوٹ گئی نقابدار غضبناک ہوکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہوکر
سامنے آیا پس نقابدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیے دونون مین کشتی
ہونے لگی چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوین روز پہر دن باقی تھا نقابدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اسکا
سنبھالا اور آپ اسکو ریل کرلے دوڑا تو دس قدم پر لیجا کر دونون بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین پر
آشنا ہوئے چاہا کہ لنگر مارے کرب نے ڈالکر ہاتھ کمر زنجیر مین زور کیا لنگر اسکا اکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر
رکھدیا کھولکر تو شاخ زنجیر فولادی کا مشکین باندھین لیکر وہان سے پھرا حمزہ صاحبقران نے نہایت خوشنود اور
کمال مسرور مراجعت فرمائی پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو نماز
پڑھکر بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار معمور ہوا حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو اسی وقت زندان خانے سے نقابدار کو لا کر
حاضر کیا نقابدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند نقاب کا اسکے مُنھ پر سے دور کرو بس نقاب جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا
اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ سولہ برس کا سن ہے گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہین پکڑی
شعلہ حسن بے دود ہے آثار سروری و سالاری چہرے پر ظاہر ہین صاحبقران نے پوچھا کہ اے بہادر نام تیرا کیا ہے اپنے
حسب و نسب کو ظاہر کر نقابدار نے کہا کہ نام میرا رستم خوبے بن کرب ہے ملکہ سمن بانو سے پیدا ہوا ہون یہ سنکر
صاحبقران بہت خوش ہوئے کرب تو باغ باغ ہو گیا تھا بیٹے کو گلے سے لگایا قید اسکی توڑ کر کے امیر کے قدمون
پر ڈالا امیر نے اسے سینے سے لگایا پیشانی چومی خلعت دیا رستم خو جا کر اپنے لشکر کو بھی لایا سب افسران فوج کو قدمبوس
کروایا خلعت دلوایا امیر نے بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ اے شہریار کرب تو میرا فرزند ہے اسکو بھی
چاہتا ہون کہ اپنا پسر خواندہ گردان فرمایا کیا مضائقہ ہے یہین تمھاری خوشی منظور ہے عمرو نے اسی وقت نذر گذرانی
رستم خو سے نذر دلوائی اب صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ خدا نے ایسا بیٹا تمکو
عطا کیا اور تمنے بخوشی اسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمھین لازم ہے فرزند کرنا ایسا آسان نہین ہے یہ کہکر ہنسے عمرو
نے کہا حمزہ تو مجھے نادار سمجھکر یہ کلمہ کہتا ہے مین مفلس و نادار ہی مگر تیری دعوت مع بادشاہ جمجاہ اور مع سرداران ہو

اور مع فوج وسپاہ کرونگا اور آج کے تیسرے دن دعوت کرونگا امیر نے دیکھا کہ عمرو دعوت کرنے پر مستعد ہوگیا
فرمایا کہ خواجہ ہمنے منھ سے کہا ہم دعوت کھا چکے اب تم ارادہ دعوت کا نہ کرو عمرو نے کہا حمزہ اب کیا ہوتا ہے
مین ارادہ مصمم کر چکا اب بغیر دعوت کیے نہ رہونگا فرمایا کہ بھئی ہمنے ہنسی سے کہا تھا تم کیون مشتعل ہوگئے ہم نہین چاہتے
کہ تم زیر بار ہو عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ بھی ناموری تیری ہے کہ ایک ادنے عیار حمزہ نے تمام لشکر حمزہ کی دعوت کی
کسی طرح مین اب نہ مانونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ اچھا تم دعوت فقط ہماری اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون
کی کرو اور سب لشکر کی دعوت کا ارادہ نہ کرو اس صورت مین تمھارا روپیہ کم خرچ ہوگا عمرو بولا کہ حمزہ اگر مین
دعوت کرونگا تو ایک متنفس باقی نہ رہیگا اور حمزہ ابھی تو ایک دعوت مین کرتا ہون بادشاہ اسلام نے چپکے سے
کہا کہ سب لشکر کے باورچیون کا گلا کاٹیگا عمرو تو اشارہ کنایہ سب سمجھ جاتا ہے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہریار
غلام سب کو روپیہ نقد دیگا اگر اُنسے مین نے خرچ کروایا تو میرا نام بھر کا ہیکو ہوگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے اور
امیر سے کہا کہ جو عمرو کی زیر باری کا خیال ہے تو ہر نوع اُسکے ساتھ سلوک کر دیجیے گا اب تو عمرو مستعد ہے فرمایا کہ
ایسا ہی ہوگا اور کہا کہ خواجہ اگر یہی تمھاری خوشی ہے تو ہمنے دعوت قبول کی جاؤ تیاری کرو عمرو اُسی وقت
اُٹھا آکر کوتوالی چبوترے مین بیٹھا زنبیل مین سے توڑے روپیون اشرفیون کے نکالکر ڈھیر کر دیے کئی لاکھ روپے
کا انبار ہوگیا اور تمام لشکر کے باورچیون کو بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ یہ روپیہ لو اور اپنے سردارون کے مزاج
کے موافق کھانا پکاؤ اور جو کھانا اُنھین مرغوب ہو وہی پکا کر کھلاؤ اور باقی جتنا عملہ ہے سبکو کھانا تحفہ ملے اور
جانورون کو دانا گھانس ہاتھیون کو چارہ راتب برابر پہونچے خبردار کوئی ذیحیات باقی نہ رہے تمام باورچیون نے
توڑے کے توڑے لیکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین سب کو کھانا برابر پہونچیگا بعد اسکے عمرو نے طوائفون کی
نایکاؤن کو بلوایا اور کھیچڑی کے روپیہ دے کر کہا کہ سب طائفے تیار رہین جسوقت ہم طلب کرین اُسی وقت آکر
موجود ہون سبھون نے دعائین دین کہا کہ سب طائفے تیار رہینگے بعد اسکے عمرو اُٹھا چلا تلاش کے واسطے کہ کوئی
مقام بافضا ہو تو وہان دعوت کرون تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ کوہ قمہوریہ مین پہونچا ایک درہ پہاڑ کا دیکھا
کہ نہایت سرسبز وشاداب ہے آبشارین گر رہی ہین اور ایک ٹیلا بیچ مین ہے بلند مانند چبوترے کے اور گرد اُسکے
گلہاے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین اور سامنے دریا بہ رہا ہے عمرو نے اُس مقام کو پسند کیا اور جاکر تعریفین
صاحبقران سے کین کہ اُس سے بہتر مقام لطیف اور سیرگاہ معقول کہین نہین ہے یقین ہے کہ حضور کو بھی پسند
آئے بارگاہ ہشامی غلام کو عنایت ہو کہ لیجا کر ایستادہ کراؤن امیر باتوقیر نے پہلوان عادی کو بلاکر حکم دیا کہ
جہان خواجہ کہین وہان بارگاہ ہشامی لیجا کر استادہ کراؤ عرض کیا بہت اچھا اور بڑبڑاتا ہوا نکلا کہ عجب
باجیون کا زمانہ ہے عمرو بولا ای شکم بزرگ کیون بکتا ہے ارے تجھکو مین خوب کھانا کھلاؤنگا غرض پہلوان عادی نے
بارگاہ فراشون سے لاکر ایستادہ کرائی باقی اُسکے گرد و اطراف مین سردارون کے خیمے برپا ہوگئے طائفون کو حکم پہنچا
کہ جسوقت بادشاہ اسلام داخل ہون اُسی وقت مجرے کو حاضر ہونا اور عمرو دارد غہ بھی چلے کا ہے اُس خوف سے
کہ مبادا کسی بلا مین بتلا کر دے سب اپنی اپنی تیاری مین مشغول ہوئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ کہین داروغہ صاحب
ناراض نہون ارے دو گھڑی پیشتر چلکر پہونچو ہر ایک اپنی آرائش کر رہی ہے کوئی مسی لگا رہی ہے کوئی اُبٹنا مل رہی ہے
کوئی عطر ملتی ہے کوئی پوشاک بدلتی ہے کسی نے اپنے آشنا کو بلایا ہے اپنا نکھار دکھایا ہے کسواسطے کہ ہر ایک سردار کو
ہر ایک خوب صورت رنڈی سے دل لگی ہے ہر ایک کی لڑ لگی ہوئی ہے اُدھر نایکاؤن نے دو دو بتانے سونے کے ہاتھون مین

ڈال لیے ہین کانون کی لوین ایک ایک انتی بڑی ہوئی ہو سفید پائجامہ سُرخ نیفے کا پانؤن مین سفید دوپٹہ سر پر
مسی کاجل سے درست آکر حاضر ہوئین بس ادھر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل
بارگاہ ہوئے اور ادھر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونون کمر باندھے ہوئے مصروف
خدمتگذاری ہین ساقی بچے موجود ہین ایک طرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہو اسی کے پاس آبدارخانہ میخانہ بھنڈیخانہ
موجود ہو خوب ناچ ہو رہا ہو ایک سمان بندھا ہوا ہو کہ اتنے مین عمرو آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خاصہ نوش
فرمائیے پھر ناچ دیکھیے گا ایسے وقت مین کسی کا اُس صحبت سے اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی
امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ کرتے ہو مین ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو بمجبوری صاحبقران
اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران والا اسقام نعمت خانے مین آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چنا گیا سب نے کھانا
کھایا بہت تعریفین کین ہاتھ دھوکر گلوریان کھاکر پھر صحبت مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اب
سردار مشغول عیش وعشرت ہین بارگاہ کی قناتین اُٹھوادین ہین دریا کی کیفیت چراغان کا تماشا شب ماہ کی بہار
دیکھ رہے ہین عکس ماہتاب جو پڑا ہو سطح موج آب نورانی ہو رہی ہو چہار طرف کو صحبت رقص وسرود برپا ہو کسی طرف
ڈھولک بج رہی ہو کہین کہار سب جمع ہین ہڑک بجا رہے ہین مست ہین گا رہے ہین کہین دھوبی اکٹھا ہین گھڑا بج رہا
ہو گھمنڈ ہو رہے ہین کہین حلال خوردن کا جماؤ ہو دھرو بج رہے ہین اور شراب پی رہے ہین کہین بھیری راگ ہو رہا ہو تاڑی
چل رہی ہو کہین متھمدی بیٹھے ہوئے مصروف شراب انگوری ہین کٹھک کا لونڈا ناچ رہا ہو کہین کڑیتے تبلا کو والے جمع ہین ڈھلے
بج رہے ہین کہین مشائخ جمع ہین قوالی گانا ہو رہا ہو عجب غلغلہ عیش ونشاط ہو امیر نے فرمایا کہ بھئی مین نے ایسی کیفیت
کی صحبت کہین نہین دیکھی سب خوش وخرم بیٹھے ہوئے ہین لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کرکے
مہتر قران اور چالاک وسمک سے کہا کہ بھئی تین دن سے ہمارا پانؤن نہین ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کرین
مگر خبردار کسی کو کسی چیز کی تکلیف نہو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے ہم یہان کمر باندھے موجود ہین
کیا طاقت جو کسی کو کسی شی کی تکلیف پہونچے ہو عمرو اُسوقت سروسیمین کے خیمے کو چلا یہان ملکہ سروسیمین انتظار عمرو کا
کر رہی ہو ابھی تک کھانا بھی نہین کھایا کہ اسمین عمرو پہونچا ملکہ پکاری کہ کیون صاحب اب دو گھڑی دن سے نجات
پائی کہا ملکہ مین کیونکر جلدی چلا آتا اب فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونون نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد
اُسکے سروسیمین نے کہا کہ خواجہ آج جی چاہتا ہو کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمھارا ساتھ دین عمرو نے کہا
اچھا اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ جوڑی ہفت بکوندی کی کمر سے نکال کر قفلیان اُسکی درست کین
سروسیمین نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اُسکا اُتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجب سمان بندھا ہوا ہو
کہ قضا سے کا صدا بانسری کی بادشاہ اسلام کے کان مین آئی بیچین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاو
مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہو وہ کب آنے والا ہو فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی
مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور محلدار سے کہا کہ جاکر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہو محلدار
نے جاکر پیغام مقبل کا پہونچایا بس یہ سنتے ہی سروسیمین نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ مین پہلے ہی جانتی تھی
کہ تجھکو یہان بیٹھنا نہ ملیگا عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا اور پکار کر مقبل سے کہا کہ
اوکا کا مین نوکری سے اُس عرب کی درگذرا مگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہان سے جا عمرو نے زور سے ایک
ڈانٹ جو بتائی مقبل ناچار پھر گیا امیر سے آکر عرض کیا وہ نہین آتا کہتا ہو کہ نوکری بھی مین نے چھوڑی امیر

اس سوچ مین گئے کہ کیا کیجیے کیونکر عمرو کو بلائیے اور یہان عمرو پھر بانسری بجانے لگا آواز بانسری کی پھر بارگاہ مین
آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کسی طرح اس کمبخت کو بلایا چاہیے کیا مزے کر رہا ہی امیر تو اسی سوچ مین بیٹھے ہی تھے
سر اٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے کہا کہ تم دونون جا کر عمرو کو لاؤ دونون نے اٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان
روانہ ہوئے کہ ہمکو صاحبقران نے ناحق بھیجا ہی ہماری اُنکے سامنے کیا لیاقت ہی ادھر عمرو نے منت سماجت سے
ملکہ کو منایا ہی اور پھر دونون گانے بجانے مین مصروف ہوئے ہین کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونون نے
عمرو اور ملکہ سرو سیمتن کو سلام کیا عمرو تو اُن دونون کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونون مجھے
لینے آئے ہین پکارا کہ ای جوانمرگو ارے تم کیون آئے ہو اسوقت تمھارا کیا کام تھا عرض کیا کہ یونہین آپ کے
سلام کے واسطے حاضر ہوئے تھے کہا کہ مین خوب جانتا ہون مطلب تمھارے حاصل نہونگے سرو سیمتن نے کہا کہ ارے
کیون خفا ہوتا ہی آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونون کی بلائین لین اپنے پہلوون مین بٹھا لیا پیشانیون کو بوسہ
دیا کرب نے کان مین کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپ کے ہاتھ ہی کہ ہم بحکم صاحبقران خواجہ کے لینے
کو آئے ہین اگر خواجہ سلامت ہمارے ساتھ گئے تو فبہا نہین تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونون کو تسلی دی
اور کہا کہ کیا طاقت ہی اسکی جو تمھارے ساتھ نہ جائے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہین عمرو نے کہا
کیون او ناشدنیو مین تمھارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتا ہون اسوقت کبھی نہ جاؤنگا اُن
دونون نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے رہے سرو سیمتن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلائین اٹھ جا انکے
ساتھ اپنا فخر جان ایسے سعادت مند کہین ہوتے بھی ہین یہ سعید ازلی ہین کبھی تجھے جواب دینگے عمرو نے کہا کہ
صاحب تم میرے درمیان مین دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد مری بھلی
یہ دونون تو سر جھکائے ہوئے ہین عمرو بگڑ رہا ہی آخر سرو سیمتن نے اُن دونون کو تو گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ
جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا تو مار کر جوتیان ابھی نکلوا دونگی حبشنون سے کہونگی کہ وہ تجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیون
رنجیدہ کرتا ہی مجھکو رنج انکا گوارا نہین اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور بکتا ہوا اٹھا کہ خدا ناخلف اولاد
کسی کو نہ دے اور اُنکے ساتھ چلا یہ دونون چپکے چلے آئے ہین جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی
تھی سلام کیا اور پوچھا کہ حمزہ تو نے اسوقت مجھے کیون بلایا ہی تو کچھ نہین سمجھتا ہی کہ یہ تھکا ہی یا ماندہ ہی بلانے سے
سروکار ہی اور بھیجا بھی اُن لوگون کو کہ مجھے کھینچ لانے آئے کیسے کیا کام ہی امیر نے کہا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی ارے یہ
تقریب ضیافت کی تجھی سے تعلق رکھتی ہی اور تو بھاگا بھاگا پھرتا ہی تجھکو جہان پناہ نے یاد کیا ہی مین نے نہین بلایا
عمرو نے کہا کہ جہان پناہ کا تو غلام ہون مگر خوب جانتا ہون کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت سے تھا
جہان پناہ ایسی باتین نہین جانتے کہ اسمین بادشاہ جمجاہ نے کہا ای خواجہ اسوقت جی چاہتا ہی کہ تم بانسری بجاؤ
اور ہم سنین امیر نے فرمایا کہ خواجہ واقعی تمھاری آواز نے ہمین بھی بیچین کر دیا اور یہ جتنے سردار تھے وہ بھی بیخود ہوئے
عمرو نے کہا کہ حمزہ گانا کام گویئون کا ہی مین کیون گانے لگا بادشاہ اسلام نے مالا مروارید کا گلے سے اتار کر عمرو کو دیا اب
عمرو ناچار ہوا بیٹھا صحبت مین اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادھر تو ساز ملے اُدھر عمرو نے بانسری نکالی نفلیان
انگلی درست کین اور منھ پر رکھکر دم پھونکا آواز جو بانسری کی بلند ہوئی ایک زمانہ مشتاق تھا دوڑا اجماع خلائق
انبوہ عالم ہوا عمرو بانسری بجا رہا ہی چہار طرف سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہی سمان بندھا ہوا ہی کہ ناگاہ
آسمان پر سے آٹھ ستارے ٹوٹے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آٹھ جوگنین چلی آتی ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لالٹین

روشن ہی ایک جوگن آگے ہی اور سات جوگنین پیچھے ہین وہ جو آگے ہی کفنی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی مالا مروارید
کا پہنے ہوئے ٹھنکے منکے سیلی تاگ سے آراستہ پیراستہ دونون ہاتھون مین سمرنین زمرد و یاقوت کی بھبھوت خاکستر
مروارید کا ملا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابر تنک مین آفتاب آگیا ہی اور وہ ساتون جوگنین جو پیچھے تھین وہ بھی نہایت
حسینہ اور جمیلہ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساتھ ماہ تابان کے ستارے چلے آتے ہین غرض وہ آٹھون جوگنین اُس مجمع مین آکر
کھڑی ہوگئین اور باشتیاق تمام بانسری سُننے لگین جسکی نگاہ اُنپر پڑی بسمل تیغ ابرو ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ یا تو سب تیری طرف
مخاطب تھے یا یکایک اور طرف کو نگاہین پھر گئین بس مُڑ کر جو نظر کی ایک ماہ کامل کو جلوہ گر پایا دیکھا کہ بھبھوت چہرے
پر ملا ہوا ہی گویا ایک شمع ہی کہ فانوس سفید رنگ کے اندر روشن ہی بس تیر عشق جگر پر کھایا زخم محبت نے تڑپایا اُس جوگن
نے کہا کہ عشق اللہ ہی عمرو نے جواب پایا کہ صدا العشق ہی آئیے کرم کیجیے اُسنے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر ہین یک نظرے
گذرے اُدھر سے بادشاہ اسلام حمزہ صاحبقران پکارے کہ شاہ صاحب ایک لمحہ تو قدم رنجہ فرمائیے پھر چلے جائیے گا
اور کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی جوگن آکر بیٹھی اور ساتون جوگنین پشت پر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوگئین سب سردار
اُسی جوگن کو دیکھ رہے ہین عمرو کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی گلشن جمال کی گلچینی کر رہا ہی اپنے دلمین عمرو کہہ رہا ہی کہ اے
عمرو یہ جوگ بجوگ سے خالی نہین اور حسن کا اُس جوگن کے یہ عالم ہی کہ پروانے کبھی شمع کے گرد پھرتے ہین اور کبھی شمع کو
بھولکر اُس جوگن کے شمع رخسار پر نثار ہونے لگتے ہین دوہا ؎ دیپک اوت جوت مکھ دونون ایکی رنگ ÷ اے ارین
کر اوت جلین بھگت پھرت پتنگ ÷ عمرو عالم حیرت مین ہی بانسری بجانا بھول گیا ہی کہ اُس جوگن نے عمرو کی طرف
دیکھا اور کہا کہ صاحب کیا فقیر کا آنا گوارا ہوا فقیر تو مشتاق بانسری کا ہوکر آیا ہی اگر ناگوار نہو تو بجائیے اور گائیے عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ صورت تمھاری جیسی ہی خوب ہی شاید یہ سیرت پر مائل ہی پکارا کہ مین بسر و چشم بانسری بجانے کو موجود ہون لکن
آپ سُنیے آپ کے سامنے نہ بجاؤنگا تو پھر کسکے سامنے بجاؤنگا آپ پر تو جان تک نثار ہی یہ کہکر بجانے لگا اور گانے لگا ایسا
بجایا اور گایا کہ ساری صحبت بیخود ہوگئی اور سبکے آنسو جاری تھے وہ جوگن حالت وجد مین تھی بے اختیار تعریفین کر رہی
تھی لڑیان اشکون کی آنکھون سے جاری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطہ تقدیر نے موتیون کا سہرا اُسکے مُنہ پر باندھ دیا
ہی یا صدف کا منہ کھلا ہوا ہی کہ گوہر آبدار اُسمین سے گر رہے ہین اور اُسکے ساتھ کی جوگنین بھی رو رہی تھین کوئی
چار گھڑی کے بعد عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھی آدھ گھڑی تک تو یہی سماں بندھا رہا بعد اُسکے جو ہوش آیا تو
ایک ایک تعریفین کر رہا تھا اور وہ جوگن اُٹھ کھڑی ہوئی اور دست نگارین و پنجہ خورشید نما اُٹھا کر دعا دی کہ
خدا اس صحبت کو یونہین برقرار رکھے اور صاحبقران دوران مع فرزندون صحیح و سالم رہین اور دعا دے کر جایا چاہتی
تھی کہ عمرو نے پکارا شاہ صاحب آپ کا بستر کہان ہی کہا فقیرون کا بستر فرش خاک ہی اور تم کیون پوچھتے ہو عمرو نے پکارا
کہ جی چاہتا ہی کہ اگر قدمبوسی حاصل کرون کہا جو ارادہ فقیر خانے پر آنے کا ہی تو عقیق کوہ مین ملاقات ہوگی یہ کہکے
مانند برق کے جست کر کے وہ سب کی سب چلی گئین عمرو پکارتا تھا کہ نیم بسمل چھوڑ کر جانا اچھا نہین ایک وار لگاتی
جائیے کہ کام اس ناکام کا تمام ہو جائے ہرچند عمرو چلایا کیا مگر سُنتا کون ہی طرفۃ العین مین وہ غائب ہوگئی بس
جسوقت وہ عمرو کی نگاہ سے ناپدید ہوگئی عمرو بیہوش ہوکر گر پڑا ؎ وہ گئی اُسکے سر بلا آئی ÷ خاک مین ملگئے تماشائی ÷
امیر نے جو دیکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر گر پڑا دوڑے اپنے یار وفادار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا رومال سے گرد مُنہ کی پاک
کی گلاب منگوا کر چہرہ کا پانی مُنہ مین چوایا عمرو کی آنکھ کھلی تو دیوانہ تھا پوچھا کہ وہ جوگن کہان گئی سبھون نے کہا مانند
برق لامع کے خیمے سے باہر جا کر پھر نہ معلوم ہوا کہ کدھر گئی امیر ہاتھ عمرو کا پکڑے ہوئے تھے عمرو نے کہا کہ

حمزہ مجھے رخصت کرکے مین اُس جوگن کو دیکھ آؤن فرمایا کہ خواجہ ہوش وحواس اپنے درست کرو دیوانے نہ ہو
فقیر وکن کا کہان ٹھکانا ہو سُنا نہین تمنے کہ مسافر سے کرتا نہین کوئی پیت + مثل ہو کہ جوگی ہوئے کسکے میت +
ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے مین کچھ بجوگ تم پر پڑ جائے اور خواجہ مین نے ایسا سودائی ہو جاتے تمکو کبھی
نہین دیکھا مین تمھین نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ کسی طرح کہنا نہین مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ تجھکو بڑھس لگا ہو دیوانہ ہوا ہو آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہان ابھی ہمتو بیشاب بوڑھے ہین
مگر شاید تم ابھی جوان ہو تمپر عشق وعاشقی سب زیبا ہو لیکن عمرو کا یہ عالم ہو کہ تصویر خیالی اُسکی آنکھون مین پھری
ہو دمبدم ولولہ جنون سلطان عشق کی مزرعہ دل پر چڑھائی ہو کچھ سوجھتا نہین دُنیا ومافیہا فراموش ہو دیکھا کہ
صاحبقران ہاتھ نہین چھوڑتے تکرسے کہا کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہو تو اس زور سے پکڑے ہو کہ ہڈی پر صدمہ ہی
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا اے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہو فرمایا کہ ای
مونس وجان نثار حمزہ بھی تیرے ساتھ ہو مین تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کرکے باہر خیمے کے گیا امیر بھی
دوڑے باہر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہین امیر روتے ہوئے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہو گئی راوی کہتا ہو کہ وہ جو سردار
جوگنون کی تھی اُسپر تو عمرو شیدا ہوا اور ان چھوٹی جوگنون پر چھ عیار جو شاگردون مین عمرو کے تھے وہ فریفتہ ہوئے
اور دیوانہ وار انکے پیچھے روانہ ہوئے لیکن مہتر قران نے دیکھا تھا کہ عمرو اُس جوگن پر مائل ہو طالب ہو اثنائے راہ مین
سدراہ اُن سب کا ہوا الغرض کھینچکر کہا کہ جبتک تم سب اپنا نام ونشان نہ بتاؤگی مین ہرگز تمھین جانے نہ دونگا
مہتر قران کا ایسا رعب اُنپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکین وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اُسنے کہا کہ او موئے
سونڈی کاٹے حبشی روسیاہ تو کیون ہمارا سدراہ ہوا ہو کچھ تیری شامت آئی ہو ابھی ایک نیچہ مارونگی کہ جاسی
گردن اڑجائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیون ہمارا پتا پوچھتا ہو جا اپنا کام کر مہتر قران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا
مسکن نہ بتاؤگی مین نہ جانے دونگا اُس جوگن نے کہا کہ ہمین کسی کا ڈر نہین لے بتا دیا کہ ہم کوہ عقیق مین رہتے ہین اور
نام ہماری ملکہ یاقوت فلک ہو بادشاہ زادی ہین کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست وخیز
کرکے چلی گئین قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے دلمین کہا کہ خدا جانے یہ جوگنین
کون تھین اور عمرو بیخود ہو نہین معلوم اُسکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہتر قران کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای نظر کردہ
علی عمران تمنے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہان سے نکل گیا اور کوئی اُسکے ساتھ نہین ہو اور تم ہمیشہ سے
جان بخش عمرو مشہور ہو اب بھی مین نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا مین تمسے لونگا چلے تو قران نے عذر کیا کہ یہ مہم شدید
بار گران اس ناتوان سے نہ اٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہین ہو کہ مین جسکے سپرد عمرو کو کرون عرض کیا تہمت اچھا
غلام جاتا ہو بعد اسکے چالاک سمک تیلاقی ابوالفتح اصفہانی گلباد عراق برق فرنگی ترک ختائی نجرنجی
ان سبھون سے فرمایا کہ تم سب یہان ہو اور افسر تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہو اگر اُسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو پھر تم
دو کوڑی کے ہو جاؤگے جا کر اُسکی مددگاری کرو یہ بھی اُن جوگنون پر عاشق وشیدا تھے خدا سے یہ چاہتے تھے کہ
کہین امیر ہمسے فرمائین تو ہم جائین بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہو کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا
چلا جاتا ہو عجب عالم ہو کہ خانۂ چشم کاشانۂ مطلوب قصر دل خلوت خانۂ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھرتی
ہو دیوانہ وار پکارتا ہوا چلا جاتا ہو کہ ای محبوب جانی وای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے کبھی
کسی جانور سے کہتا ہو کہ تو راہبر ہو جا مجھے وہان لیچل جہان میرا معشوق ہو گا ہے درخت سے خطاب کرتا ہو کہ تو ہی بتا

وہ تو نہال حسن کہان ہی کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہی کہ تو پیام مجھ ناکام کا جا کر اُسے دے کہ ع جان ہونٹھون پہ مری
آئی ہی + رحم کہ وقت مسیحائی ہی + بس بکتا ہوا چلا آتا ہی لکتے بکتے یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یاقوت ملک
چلی آتی ہی پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی یہی تو مین چاہتا تھا کہ آپ ایک مرتبہ صورت زیبا اپنی دکھا جایا کیجیے اور
خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گئی بیقرار ہو گیا پکارا کہ
کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہو کر چلی گئین ع چاند سا مکھڑا دکھا کر ہوشیاری دیکھیے +
لیگئے صبر و قرار و اشکباری دیکھیے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ ہتھ قران پہونچا اور
دوڑ کر لپٹ گیا کہ اُستاد یہ کیا آپکو ہو گیا ہی اپنے حواس و ہوش بجا کیجیے عمرو نے پھر کر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا
ہوش و حواس سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہی کہ ع قرار دل کو نہ تاب جی کو نہ خواب چشم پر آب مین ہی +
غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب مین ہی + یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ اُستاد مین مکان اُسکا جانتا ہون
آپ کو وہان لیچلونگا یہ سنتے ہی قران کے قدمون پر گرا کہ سچ کہ تو اُسکا مکان جانتا ہی بتا وہ کہان رہتی ہی قران
نے کہا کہ عقیق کوہ مین مسکن اُسکا ہی پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا جب وہ جانے لگی تھین تو مین جا کر سد راہ ہوا
تھا جبتک اُنھون نے نام اور مقام اپنا نہ بتایا مین نے انکو آگے نہین بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمنے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمھین لازم نہ تھا تمنے بہت بُرا کیا قران نے اپنے دل مین کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر وہی
عالم ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا واہیات بکنے لگا مبہوت ہو گیا معشوق کو پکارا کہ ع اسوقت پاس میرے
ہو پہنچے تو واہ واہ ہی + گر قصد بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا + قران نے کہا کہ استاد آپ گھبرائیے نہین مین آپکو
لیچلکر معشوق کے پہلو مین بٹھائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا مین چلا چلتا ہون کہ اسی اثنا مین اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہو لیے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا کسی طرح کی نصیحت کرتے چپکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہین کہ صحراے ریگستان ملا تشنگی سے قریب ہلاکت پہونچے عمرو کو جنون تھا اُسے تو بھوک پیاس
کچھ نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم بقدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھوٹے عیار آگے بڑھے
پانی کی تلاش مین کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایک طرف اُڑ رہے ہین سمجھے کہ پانی یہان ضرور ہو گا دفعتاً اُسطرف کو
کچھ دور درخت سبز معلوم ہوئے سبزی انکی آنکھون مین کھب گئی پیاس بجھ گئی اور جلد چلے دیکھا تو نیچے درختون کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہی فرش سفید بچھا ہوا ہی اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہان بیٹھی ہی اور ایک
تخت پر لنگی کھاردے کی بچھی ہوئی ہی اُسپر پالک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہی آبخورے کورے کورے پانی انمین بھرا ہوا رکھے
ہین گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہوئے ہین صافیان اُنپر پڑی ہوئی ہین یہ سب بیتابانہ دوڑے آکر آبخورے
اُٹھائے کہ نہین اُس عورت نے کہا میان دھوپ سے چلے آئے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور پانی تو گرم ہو گیا ہی اندر سے
مین پانی لاتی ہون وہ بیٹھا چھوٹون عیارون نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو آبخورے ہاتھ مین
اُٹھا لیے کہ دو ساتھی ہمارے اور ہین اُنکو پلا کر ہم لیے آتے ہین اُس عورت نے کہا میان گھڑا اُٹھا لیجاؤ
اسی واسطے ہی یہ چھوٹون ایک ایک آبخورہ لیکر چلے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ عورت خنجر برہنہ پکڑ کر آئی کہ
انھین ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اُسے ہوش مین لائی اور کہا کہ ہم تو بڑا نام سنتے تھے تم
عیارون کا مگر دیکھا کچھ نہین ہو چالاک نے کہا کہ جان صاحب ہم تو کشتہ تیغ ابرو ہی پہلے ہین تمکو جسطرح چاہو
قتل کرو اُسنے کہا کہ موئے دیکھ مین تجھے ذبح کرتی ہون خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہون یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چلا کر رگڑ دے یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لکا یہ کیا کرتی ہے ٹھہر آیا میں یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہے کہ حلقۂ کمند
کے گلے میں پڑے اور جھٹکا بڑا کر یہ گری ایک بلائے سیاہ چھاتی پر آ کر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تو نے
پانی پلا کر آبرو لی تھی اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں کہ زندہ و سلامت بچ جائے اور لبغدہ کھینچا کہ اُسے قتل کرے کہ
ایک آواز آئی مہتر قران یہ کسے دبوچے بیٹھے ہو خبردار قتل نہ کرنا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آگیا دیکھا ایک نازنین
کو کہ قران اُسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے مستعد قتل ہے کہا کہ بھئی کیوں اسے مارتے ہو یہ کون ہے قران نے کہا کہ استاد یہ کوئی
مکارہ ہے انھیں جوگنوں کے ساتھ کی ہے ان چھوں عیاروں کو مار چکی تھی کہ میں پہونچ گیا انکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے
اُس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوٹوں تو حال اپنا بیان کروں عمرو نے قران
سے کہا کہ بھئی چھوڑ دو اسے قران ناچار اُسکی چھاتی پر سے اُترا وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ
نام تمھارا کیا ہے اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیر زن ہے پوچھا کہ وہ جوگنیں کون تھیں اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک بادشاہزادی
ہے عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہے فن عیاری سے اُسکو شوق ہے تمام عقیق کوہ میں ترا راج ہے مرد
کا نام نہیں ہے سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہے تین لاکھ عیارنی اُسکے شاگرد ہیں علامۂ دہر آفت روزگار
ہے ہم اُسکی سات مصاحبین ہیں ایک الماس بادپا اُسکی وزیرزادی دوسری شعبدہ نقب زن اپنے کام میں
یگانۂ آفاق تیسری غزال آہو چشم کہ اپنا مثل نہیں رکھتی چوتھی صنوبر خنجر زن پانچویں سمن کمند انداز چھٹی
نصرین بادپا کہ نظیر اُسکا نہیں ہے ساتویں سب سے کم میں ہوں ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سُنی تھی کہ دربند قمھوریہ میں
اُترا ہے اور عیاران نامی اُس لشکر میں ہیں اسوجہ سے جوگن بنکر سات عیارنیوں سے گئی تھیں پھرتے پھرتے فرمایا کہ عمرو
مع عیاروں کے ادھر آتا ہے اُسے گرفتار کر لاؤ میں نے دیکھا تو ان عیاروں میں کوئی عیار نہیں ہے مگر جو چھپی یہی ہے
پوچھا کہ یہاں سے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہے اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہے عمرو نے پکارا کہ اے شعلہ شمشیر زن تم ملکہ
سے اتنا کہدینا کہ وہ قتیل محبت دل بستۂ الفت مشتاق جمال آتا ہے خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہے اُسنے کہا کہ تو ملکہ
پر کیا سمجھکر عاشق ہوا ہے آئینہ نہ میسر ہوا ہو گا تو چینی میں موت کر تو کبھی صورت اپنی دیکھی ہو گی کہاں وہ آفتاب
اقلیم حسن کہاں تو بن مانس ارے اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُس پر عاشق ہو قران نے کہا کہ او مردار زبان اپنی
سنبھال کر بات کر حضرت کے گھر میں ایسی ایسی لونڈیاں پڑی ہوئی ہیں دور ہو حضرت کے تصدق سے بچ گئی وہ
پکاری کہ تو نے حضرت سے سمجھا ہے یہ کہکر وہ تو جست و خیز کرکے چلی گئی قران اُن چھوں عیاروں کو ہوش میں لایا اور
سب کو سرزنش کی کہ تم ایسے باؤلے بنگئے تھے سب کو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ میں پہونچ گیا سبھوں نے عرض کیا کہ
خلیفہ ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیاروں کا ہے ورنہ ہم کیوں فریب میں آتے دو پہرے پر کہ دھوپ کے چلے ہوئے
تھے بدحواسی میں گر پڑے پانی میں کچھ نہ سوچا گرفتار ہو گئے اب ایسا نہ ہو گا آپ خاطر جمع رکھیے غرض اب قران
نے بھی پانی پیا عمرو کو بھی پلایا وہاں سے آگے روانہ ہوئے قران تو عمرو کے ہمراہ ہے اور وہ چھوں عیار آگے بڑھے
چلے جاتے ہیں یہ بات کرتے ہوئے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھوں نہایت ذلیل و سبک ہوئے مگر بھی
وقت ہی تو ہے ایسا بھی ہو جاتا ہے آتے کہتے اب چار گھڑی دن باقی ہے حرارت آفتاب کی کم ہو چلی ہے کہ سامنے سے
ایک قصبہ دکھائی دیا اور آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا بڑا سا دیکھا کہ اُسکے نیچے ایک کنواں ہے لوگ
پانی بھر رہے ہیں اور ایک لونگ چڑے والا خوانچہ لیے ہوئے بیٹھا ہے اُسمیں پھلکیاں لونگ چڑے کباب کلیجے موجود
ہیں ایک ہنڈیا میں چٹنی ہے دہنیے کی بھری ہوئی ہے اور وہ لونگ چڑے والا پگڑی لپیٹے سر پر باندھے ہوئے

مرزائی گلے مین پائجامہ گاڑھے کا پانوئن مین تمام کپڑون پر تیل کے دھبے پڑے ہوئے پکار رہا ہی کر لونگ چڑے ہین
گرما گرم ان چھون عیارون نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھائے مزے کے جو معلوم ہوئے اور لیکر کھائے پانی پینے کو چلے
تھے کہ بیہوش ہوکر گرے وہ لونگ چڑے والا نہ تھا شعبدہ نقب زن تھی مصاحب ملکہ یاقوت ملک سی خنجر
کھینچ کو دوڑی تھی کہ انھین قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اُسی بلاے سیاہ کو یعنے مہتر قران کو دیکھا کہ مثل جن طوفان
کے چلا آتا ہی جان بچاکر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم ٹھیری رہو ایک میری بات سنتی جاؤ کوئی تمھین
کچھ نہ کہیگا وہ ٹھیری ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی ملکہ کی کون ہو اُسنے کہا نام میرا شعبدہ نقب زن
ہی مصاحب ہون ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپ کا شیدا اشتاق دیدار آتا ہی اُسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا
یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھین سمجھایا تھا کہ فریب مین کسی مکار کے
نہ آنا اور پھر تم غافل ہوگئے سبھون نے سر جھکالیا کہا کہ خلیفہ ہمین ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ بجا ہی غرض
وہان سے قصبہ کی طرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگائے ہوئے بیٹھا ہی کشمش پستہ چھوہارے بادام
سب قرینے سے رکھے ہوئے ہین ایک طرف ایک ٹوکرے مین ولایتی انار ایک ٹوکرے مین سیب رکھے ہوئے ہین
ایک جھبری مین سُرخ سُرخ رنگترے ہین وہ جھبڑی سامنے اُس میوہ فروش کے رکھی ہی پکار رہا ہی ع مزہ انگور کا
ہی رنگترون مین ٭ اُن چھون عیارون نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاوین بس چھلکا کا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی
اُنکو اُٹھین سے اُڑا دماغ مین اُنکے گیا سب بیہوش ہوکر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی جلد کر اُٹھی خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر چلی تھی کہ اُنکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار ہو آیا مین پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہی کہ ساتون
حلقے کمند کے ٹیڑے سر پر ٹانگین اور یہ وہ گری قران اُسپر چڑھ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لکا تائین سب طرف پھیلی ہوئی
ہو اور خنجر پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی او جلاد کیا کرتا ہی ارے میان تمکو سوائے قتل کرنے کے اور کوئی
کام ہین یاد ہی قران بولا استاد آپ کی مرضی یہ ہی کہ یہ سب عیار مارے جائین مین تماشا دیکھون عمرو نے کہا کہ نالائق
ہوے بھلے غرض قران نے کہنے سے عمرو کے اُسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہین
اُسکو بھی عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران اُن سبھون کو ہوش مین لایا لعنت لعنت ملامت کی کہ تم لوگون نے
خوب یہان نام پیدا کیے سبحان اللہ یہی چاہیے سب چپ تھے گویا منھ مین زبان نہین تھی وہان سے آگے روانہ ہوے
اندر قصبے کے داخل ہوے دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہی کسی چراغ جل رہے ہین خوانچون مین مٹھائی انواع
انواع اقسام کی رکھی ہوئی ہی بہشت کی مسجد بنی ہوئی ہین اور چراغ جو خوانچون کے اندر رکھے ہین روشنی انکی مٹھائی
مین سے پھوٹ کر نکلی ہی تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہی اور ایک زنجیر مین گھنٹہ لٹکا ہوا ہی کوڑی پیسون کا غلہ آگے
حلوائی کے رکھا ہوا ہی گماشتے مٹھائی بنا رہے ہین ایک طرف پوریان ٹپک رہی ہین ترکاری بھن رہی ہی برفی کی لوزین
کٹ رہی ہین موتی چور کے لڈو بن رہے ہین گنڈے بھٹی مین سلگ رہے ہین قوام تیار ہو رہا ہی سب بھوکے تو تھے ہی
مٹھائی خرید کرکے خوب کھائی پانی پیا اُٹھکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور اُستاد کو بھی کھلائین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش
ہوکر گرے دوکان مین سے ایک عورت دوڑی کہ اُن سبھون کو اسیر کرے مگر خائف تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اسیوقت
نعرہ ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا مین وہ تو کود کر علیحدہ ہوئی قران بغدہ لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور
پکار کر کہا کہ نام تو اپنا بتاؤ اُسنے جواب دیا کہ نام میرا افسون باد رفتار ہی مصاحب خاص ہون ملکہ کی عمرو نے اُسے بھی
پیغام دیا وہ تو چلی گئی قران اُن عیارون کو ہوش مین لایا اور سبھون سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو کیا کیا عیاریان تمنے

کی ہین یہان یہ کیا غضب تمپر نازل ہو گیا ہی کہ ہر بار مکر مین آجاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اپنے کو ذلیل اور رسوا کرواتے
ہو ہم بھی تمھارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفہ حق بجانب آپ کے ہی حقیقت مین یہان تو ہم
ایسے ہی ذلیل ہوئے جو چاہیے سو فرمایئے ہم قابل اسیکے ہین چونکہ اب رات ہو چلی تھی اسلیے آگے نہ بڑھے قران نے عمرو
سے کہا کہ اُستاد شب اسی قصبے مین بسر کیجیے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین چھون عیار مکان کی تلاش
مین روانہ ہوئے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان مین
آئی اور آگے بڑھے دیکھا ایک مجمع ہی ٹھٹ لگے ہوئے ہین اور ایک لڑکا کٹھک کا تھال اُسکے ہاتھ مین چومک
جلتی ہوئی ناچ رہا ہی تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہی تو وہ دو چار ٹکے اُسمین ڈال دیتا ہی یہ بھی گھس پل کر پہونچے
اُنکی طرف دیکھکر گانے لگا اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہی تو چومک جو تھال مین روشن تھی وہ بجھ گئی پھر
سے اسنے دوسری چومک روشن کی اور دعا مین دیتا ہوا سامنے انکے آیا اُن سبھون نے بھی تھال مین کچھ ڈال دیا
مگر دھوان اُس چومک کا جو دماغون مین انکے پہونچا یہ چھون بیہوش ہو کر گرے وہ طفل باہوش کہ سمن کمند انداز تھی
چومک ہاتھ سے پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی بلکہ
قران بغدہ پکڑے ہوئے وہین موجود تھا وہ بھاگ کر دور کھڑی ہوئی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اپنے نام سے تو
آگاہ کر وکر ہوئے معشوق تمسے آتی ہی اُسنے کہا کہ نام میرا سمن کمند انداز ہی اور تمیں ہون ملکہ کی اے عمرو ملکہ کی عاشقی کا
دم نہ بھر اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہی جدھر سے آیا ہی ادھر ہی پھر جا
نہین تو مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ دل سے مین ناچار ہون فریفتہ ہو چکا
ہون انجام عشق جان کا جانا ہی سر معشوق کی نذر کرنے آئے ہین ہر چہ بادا باد ع دست یا تن رسد بجانان یا جان ز تن
بر آید ⁂ دست از طلب ندارم تا کار من بر آید ⁂ جا کر اُسکے قدمون پر سر رکھدونگا اور کہونگا کہ ع نکلے اے دم
تیرے قدمون کے نیچے ⁂ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی ⁂ آئندہ وہ جانیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اُسنے
کہا کہ تجھکو سودا ہو گیا ہی یہ کہکر چلی گئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا بہت سی سرزنش کی رات اُسی
قصبے مین بسر کی صبح کی نماز پڑھکر وہان سے روانہ ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن
سامنے سے نمایان ہوا چھون عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے
سے بھاگا برق اُسکے تعاقب مین چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جاکر رکا برق سمجھا کہ یہ
تھک گیا ہی لاؤ اسے پکڑ لون حلقے کمند کے کشادہ کرکے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے
پھاند گیا پاؤن مین اُس ہرن کے حلقے کمند کے تھے حلق مین برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی
جھٹکا جو پڑا برق گرا اُسنے دارو بیہوشی دماغ مین اُسکے پھونک دی اور چاہا کہ اُسے قتل کرے کہ وہ پانچون عیار بھی
پہونچے اور پیچھے پکڑ پکڑ کر دوڑے وہ عیار رحمی دوڑی لگا تیغ چلنے اُسنے اُن پانچون کو بضبہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا
وہ پانچون بیہوش ہو کر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سب کو مارے کہ مہتر قران حبشی پہونچا اور دوڑا اُسپر وہ بھی دوڑی
کہ او موئے حبشی تو ہی نے تو سب کو بچایا ہی مین تجھے بھی مار چکی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور کھینچ مارا
قران نے بغدے پر روکا اور اُس پر بغدا مارا اُسنے خالی دیا کئی بار رد و بدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے ایک مرتبہ
قران نے کمند ماری کہ گلے مین اُسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صاف حلقے مین سے نکل گئی بھاگی اور پکاری
کہ ستم غزالہ آہو چشم اب بشر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو نے ہر چند پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران

سب عیارون کو ہوش مین لایا اور بہت خفا ہوا کہ یارو تمنے کلیجہ پکا دیا ہی ہر مقام پر ذلیل ہوئے اور ہمکو بھی رسوا کروایا
وہ سب چپ ہین کچھ جواب نہین دیتے غرض وہان سے آگے کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عقیق کوہ
سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ شنگرف تو پہاڑ اور پھول داؤدی کے از بس تا قلعۂ کوہ پھولے ہوئے
شام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوا سرد چل رہی تھی قریب جو آئے دیکھا کہ
گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہی منقش سے گنبد دھا ہوا ہی پردے صندلی رنگ کے اُس مین بندھے ہوئے
ہین عمرو اُس بنگلے کی طرف چلا چھون عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھ گیا تھا اور اُن چھون
عیارون سے کہگیا تھا کہ بھئی تم اُستاد سے خبردار رہین ایک کام کو جاتا ہون ابھی چلا آؤنگا سبھون نے کہا خلیفہ آپ
جائیے ہم ہوشیار رہین الحاصل عمرو اور وہ چھون عیار اوپر آئے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے مین بیٹھی ہوئی ہی بھبھوت
اُسکے ملا ہوا ہی سنجرفی تہ بند بندھی ہوئی ہی سنجرفی دوپٹا اوڑھے ہوئے ہی بال سر کے چھوٹے ہوئے ہین مالا اور اج
کا ہاتھ مین رام رام جپ رہی ہی اور آگے اُسکے ٹھیک رکھی ہوئی ہی آگ اُسمین گڑی ہوئی ہی دھواں اُٹھ رہا ہی دو چار حقے
مدار یے ناریل وغیرہ رکھے ہوئے ہین ایک طرف کونڈی سونٹا رکھا ہی عمرو نے اُس جوگن کو دیکھتے ہی معلوم کیا
کہ بجو رسیدہ ہی مطلب دلی اس سے بر آئیگا سامنے اُسکے آکر کھڑے ہوئے اُس جوگن نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا
کہ بابا بیٹھ جاؤ حقہ پانی پیو عمرو سلام کر کے بیٹھ گیا وہ چھون عیار بھی گردوا طراف مین بیٹھ گئے وہ جوگن دو گھڑی
کے بعد بالا جپتی ہوئی اُٹھی باہر چلی عمرو اور چھون عیار بھی اُٹھے اُسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا سب بیہوش ہو کر گرے یہ جوگن خود ملکہ یاقوت ملک ہی اور وہ جو ٹھیک اُسکے سامنے رکھی تھی
اور اُسمین دھواں اُٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلود تھا کہ ان سبھون کے دماغ مین جو گیا بیہوش ہو کر گرے یاقوت ملک
نے چھون عیارون کو تو وہین پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہائے کمند مین گرفتار کر کے چادر عیاری مین باندھکر ٹھریر
پشتارہ لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال مین آیا کہ یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سر راہ لیجلتی ہی تو ایسا
نہو وہ بلائے سیاہ ملجائے اور اگر وہ ملگیا تو اسے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ راہ نقب سے چل کہ تجھے کوئی نہ دیکھے
بس یہ خیال اپنے دل مین کر کے پکڑ کر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضائے کار اتفاقات روزگار
مہتر قران جو ان عیارون سے جدا ہو کر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہنچ کر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کر کے یاقوت ملک
کی خوابگاہ مین اپنے کو پہونچا اور اُسکو گرفتار کر کے لے آ اور اُستاد کے حوالے کر کہ قصہ فیصل ہو جائے یہ تصور کر کے
ادھر سے نقب کھودتا ہوا چلا ادھر سے یہ جاتا تھا اُدھر سے یاقوت ملک آتی تھی فتیلہ عیاری دونون کے ہاتھ مین
روشن تھا ادھر سے اسنے خنجر مارا کہ سوراخ ہو گیا اُدھر سے اُسنے بغدہ مار کر چہرہ نقب کا گرا لگیا نگاہین چار ہوئین قران
نے پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ بدوش دیکھا یقین ہوا کہ یہ اُستاد کو پکڑے لیے جاتی ہی نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہون
تجھے کہ تو خواجہ کو اسیر کر کے لیجائے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اُسپر دوڑا اُسنے دیکھا کہ
تو گران بار ہی تجھسے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جائیگی دفعکر اس پشتارے کو پھیر سمجھ لینا مثل مشہور ہی کہ بھٹ پڑے
وہ سونا جس سے ٹوٹے کان بس اسی وقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر اوپر سے چہرہ توڑ کر نقب سے
نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھیر تعاقب اُسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لا کر گرہ پشتارے
کی کھولی عمرو کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہائے کمند مین بندھا ہوا ہی اور قران سر پر
کھڑا ہوا ہی پوچھا کہ بھئی کیا خطا ہی میری جو تمنے مجھے باندھا ہی اگر سودائی سمجھکر باندھا ہی تو مجھکو جو سودائے عشق ہی

وہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہی تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا اُستاد آپ فرماتے کیا ہین مین آپکو
کیا باندھونگا آپ فرمائیے کہ آپ پر کیا گذری اور چھؤن عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے اور
مع عیارون بیہوش ہوکر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب ان چھؤن کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری قران نے
کہا کہ حضرت وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپ کو پکڑے ہوئے نقب کی راہ سے لیے جاتی تھی اور مین بھی نقب کھودتا
ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثناے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ پشتارہ چھوڑ کر نہ بھاگتی تو مین
بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا ای قران تمنے غضب کیا ہاے قرب محبوب سے مجھکو جدا کیا قران نے کہا کہ استاد
ہم تو خاک مین ملگئے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھؤن کا کیا حال ہی دونون
وہان سے اُس خس کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھؤن عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل آتشین جل رہی ہی قران نے
معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہی دماغ کو اپنے بند کرکے اُس منقل کو بجھایا عیارون کو ہوش
مین لایا اور کہا کہ ایک دم بھر ہم تمسے الگ ہوئے تھے کہ آپ بھی گرفتار ہوئے اُستاد کو بھی گرفتار کروایا ای یارو
تمھین کچھ بھی غیرت ہی ادنے ادنے عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین تم سبھون نے اُٹھائین کہ بیان سے باہر ہی
سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ قسمت مین ہماری ذلتین بدی تھین ہمارا یہ عالم ہی کہ جی چاہتا ہی کچھ کھا کر مر جائین
القصہ وہان سے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم ہوا دیکھا کہ آگے باغ
کے ایک دریا ہی اور اُسپر پل ماہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ لالہ زار کھلا ہوا ہی گویا آگ
لگی ہوئی ہی اور اُس پار پل کے دوپہریا پھولا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اب سامنے
عقیق کوہ ہی کہ قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد مین آپ کو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک
استقبال کو آپ کے نہ آئیگی عمرو نے کہا ای قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلایا ہوا
نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے خود لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین آتا
ع تشنہ سوے آب میگردد روان * آب سوے تشنہ کے گردد روان * مہتر قران بولا اُستاد آپ شہنشاہ عیاران
ہین آپکی ہتک حرمت ہوتی ہین ہم خاک مین ملے جاتے ہین ہمکو مار ڈالیے پھر چلے جائیے عمرو نے کہا کہ بھئی اب تو تم
مجھے مارے ڈالتے ہو کوچہ یار کو دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی سبحان اللہ یہی باتین ہو رہی تھین
کہ وہ ساتون عیار بچیان ملکہ کی مصاحبین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوئے تمتمے گلون مین
پڑے ہوئے گاتیان بندھی ہوئین بانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوخاستہ سامنے سے دکھائی
دین اور عمرو سے کہا کہ ملکہ یاقوت ناملک آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمھاری ملکہ کے پانون مین مہندی
لگی ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادبانے کہا او موئے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا جو تو
یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ موا تو مین
تمھین پر ہون اپنا جانکر جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لحمہ بھر مین تمھاری ملکہ سمیت سبکو
باندھ لاتا اُسنے کہا کہ چپ رہ نیتو اور میری ملکہ کا نام نہ لے ارے موئے تجھے ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ کر دون
عمرو پکارا کہ بی بی تم تکرار نہ کرو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھئی تمھارا ابھی تو کہنا ہو گیا قران
چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو ان عیار بچیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہوگا تم آگے ہو مین
تمھارے پیچھے جاؤنگا وہ ساتون آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے قدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے ساتھ ساتھ

نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہی باقی چھو عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے کہ آواز تڑاقسکی ہوئی
حلقہاے کمند پاؤن مین چھوؤن عیارون کے پڑے وہ جھکے تھے کہ ان حلقون کو دور کرین ہاتھ بھی پھنس گئے
چھوؤن گولا لاٹھی ہوکر گرے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے بلائی ہو یا عداوت کرنی ہو ایسے
شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکارین کہ یہ تو گھر عیارون کا ہی مگر تم مین کوئی قابل
عیاری کے نہین ہی ہان جو کچھ ہی تو ہی عمرو تو سودائی بنا ہوا ہی قران نے کہا تم سب پر عاشق ہو ہوکر بیہوش ہو ہو
انکے جاتے رہتے ہین ان سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہی یہ کہکر ان عیارون کو حلقہاے کمند
سے رہا کیا اور عمرو تو انھین کے قدم بہ قدم چلا جاتا تھا قران اپنے دل مین خوش ہی کہ استاد غافل نہین ہین غرض
آتے آتے پائین باغ مین پہونچے قران نے الماس بادو پا سے کہا کہ جا کر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لائے ہین
انکی قدمبوسی کو حاضر ہو اور عمرو سے کہا کہ استاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ جا ہین مجھے مار ڈالیں عمرو تو خون جگر پیکر
چپ ہو رہا الماس بادو پا نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہی ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی
مہتر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا تکیہ جانکر آئے تھے کہ جا کر کچھ بھیک اسکے ٹھیکرے مین ڈال دیگے یہان آکر معلوم ہوا کہ
کارخانہ شاہی ہی خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر اگر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو ہرگز
حضرت آگے نہ جائینگے عمرو نے کہا اے قران کیون مجھے رنج دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمے
مین آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کرونگا الماس بادو پا نے اندر جاکر کرسیان بچھین عمرو اور ساتون عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین
یاقوت ملک کو گرفتار کر لیجیے گا عمرو بولا اے قران قسم ہی خدا کی جب سامنا اسکا ہو جاتا ہی صبر و طاقت ہوش و حواس
سب جاتے رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اور سمک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہی قران کے تو ہین غضب
مین گرفتار کر دیا ہی ہمین معشوق پاس جانے کو روکتا ہی عشق و عاشقی مین اولو العزمی نہین رہتی ہی ہمکو انھون نے
پیر مغان بنایا ہی قران جبکا کھڑا ہوا سن رہا ہی مگر یہان الماس بادو پا نے یاقوت ملک سے کہا کہ پائین باغ مین عمرو
آکر ٹھہرا ہی وہ موا حبشی روسیاہ اسے وہان سے آگے نہین آنے دیتا وہین اسے روکے ہوئے ہی مین نے کرسیان اسکے
واسطے بچھوادی ہین یاقوت ملک نے کہا اے الماس بادو پا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہی مین خود جاکر اسے
لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جائین کشتیان پوشاک کی لاکر لگائی گئین عمرو کو
جو اپنا عاشق سمجھی ہی تو قتل کرنے کے لیے سرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا
پھولون کا گہنا اور سے پہنا جھمجھوکا بنکر ایک عجب ناز و انداز سے چلی ~ کہ بعد از دیدنش ہرگز نماند +
وجود پارسایان را شکیبے + مثنوی

یہ یکرنگی اسکی نمودار تھی
کہ پوشاک بھی اسکی گلنار تھی

کہوں کیا سنگار اسنے ایسا کیا
کہ سب زیور اسکا تھا یاقوت کا

تو اس سے بہت سرخرو ہو جیے
یہ مطلب تھا جب روبرو ہو جیے

اور ساتون مصاحبین بھی مانند سبع سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریاے جواہر
مین غرق چار سو عیار بچیان مرصع پوش در در گوش انکے ہمراہ مانند طاؤس طناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا
دروازہ باغ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ پہلے سمک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہی قران نے رومال سر عمرو
کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا اے قران کیون مجھے مسخر بناتے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین
دروازہ باغ مین سے فانوس کی روشنی دکھائی دی عمرو تو اسی طرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس کے ملکہ یاقوت ملک

نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اٹھا ع ای نازنین زمانے بندۂ جانت شوم +
این قدر بنشین کہ برخیزم و قربانت شوم + اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اُٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ ابھی ٹھہریے
نزدیک آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجۂ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور
ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ چلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی
کے پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازۂ باغ کے پاس پہونچا ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا
کہ تم صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا چلتا ہون
اور جست کرکے دروازے کو پھاندکر اندر آیا ملکہ نے الماس یادپا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین
یہ تو لاکھ ہوشیارونکا ہوشیار ہی اُسنے کہا کہ بلا لون بجا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو
دروازے سے آنے مین شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاندکر آئے عمرو بولا کہ مین جست کرکے نہ آتا مگر اسوقت
کچھ یونہین دل مین آگیا قصہ مختصر وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے بڑے درختون کی سر درختی کی ہوئی
چھوٹے درختون کی موزونی حد کمال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ سرائی لاجواب ہر پھل اور
ہر ثمر نایاب سیر کرتے ہوئے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش بلوکانہ اُسمین کیا ہوا
تھا مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہوجیے اور اپنے واسطے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے غار ہی اور پانون جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ تمنے کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا نہون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیے عمرو نے اسے بھی پانون سے اُٹھایا اُسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس یادپا پر بہت خفا ہوئی اُسنے عرض کیا کہ بلا لون عیارون کے مکان اسی طرح کے ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور بچھی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس یادپا ملکہ کے سر پر رومال
ہلانے لگی مہتر قران عمرو کے سر پر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھکر کھڑی ہوئین عیار
عمرو کے نیچے ایک دیوار کے کھڑے ہوئے تھے وہ دیوار چوبی تھی دفعتہ جو گری وہ سب اُسکے نیچے دبگئے تڑاقے کی
آواز جو ہوئی عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسکر ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا
ہون کہ تمنے دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑ دو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اُٹھا لو تختہ جو اُٹھا عیار ظاہر
ہوئے اور صورت اُسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اسے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دبگئے جب دوسری
طرف سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہوگئی عیار رہا ہوگئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے ملکہ نے بھی نگاہ حقارت سے
انھین دیکھا الماس یادپا نے کہا کہ بلا لون راہ مین ان سب کو کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انمین ہین باقی
خیریت ہی یاقوت ملک نے مہتر قران کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سُنی ہین مہتر قران بولا اے ملکہ
جو کچھ ہین حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر اندنون مین حضرت کسی شخص پر عاشق و شیدا
ہین ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور ہی کسی کا سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لائے ملکہ یاقوت ملک
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیزم مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہوگئے تو تیرے کہنے کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ برائے نام تونے انھین سرگردہ کیا ہی

جو کچھ ہو ان عیارون مین تو ہی ہے قران نے کہا لاحول ولا قوت الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہین لیکن
چالاک بن عمرو باتون سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان
مین نصب تھی کہ اُسپر عیار بچیان اکثر کثرت نیمچہ زنی کی کیا کرتی تھین اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا
چالاک جست کر کے چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہین ہین مگر ہے کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہان
آکر مقابلہ کرے سب عیار بچیون کے رنگ اُڑ گئے ہوائیان مُنھ پر چھوٹنے لگین مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے
آئی اور عرض کیا کہ قربان جاؤن حکم ہو تو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون پہلے بھی مین نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار
کیے لاتی ہون ملکہ بولی جا مانع تیرا کون ہے بس شعلہ وہان سے جست کر کے چالاک کے پاس آئی اور اُس چوکی پر سوا
چار پانون رکھنے کے زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ کے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک تو کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد
اُسکے دونون بیٹھ گئے ہاتھ کی بھی بھگی چلتی تھی پانون کا بھی سہارا چلا جاتا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک
مرتبہ دونون لپٹ گئے جیسے دو بلبلین گتھ جاتی ہین اسطرح دونون گتھے ہوئے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا
آرزوے دلی تم برلائی ہو یہی آرزو تھی کہ تم برابر ہمارے لپٹی ہو سو خدا کے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لپٹ گئین
بس یہ سنکر شعلہ بلبھوکا ہو گئی کہنے لگی کہ موئے رہ تجھکو گور مین لٹاتی ہون غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا
پانون جو پھسلا اُس چوکی پر سے گری چلی زمین کی طرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ تہمتن قران نے دوڑ کر بر روے ہوا
اُسے لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لاکر رکھدیا شعلہ تو بیہوش ہو گئی تھی اُسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش مین
آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیون نہو تم بھی تو عمرو ثانی ہو کیا بات ہے
تمھاری غرض صحبت عیش برپا ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ
مین اُٹھائی اور جام لبریز کر کے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہے کہ ایک جام تم ہمارے ہاتھ سے پیو عمرو پکارا کہ اے ملکہ عین آرزو ہے
اگر زہر دوگی تو امرت ہو جائیگا دیجیے یہ کہکر دست نگارین سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کان مین کچھ کہے
کہ عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیون مجھکو رسوا کرتا ہے اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولونکا نکالکر سونگھنا شروع
کیا کہ وہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اُسکے ہاتھ سے پیے مگر
گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہین ہے اگر بیہوشی ہین ملادو
تو تیز ہو جائے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہین دیتے کہ اسمین عمرو نے قران سے کہا کہ یہان
وہ گلابی اُٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائین قران یہ سنکر گلابیون کی کشتی پاس گیا سب دیکھتے تھے کسی پر
ثابت نہوا کہ قران نے کیا کیا شراب نہین ملایا لاکر گلابی عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نے جام لبریز کر کے
ملکہ کو دیا اُسنے بھی جام بے اندیشہ انجام پی لیا اور مقابہ منگوا کر مسی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا آپسمین باتین
ہو رہی ہین کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمھارے میدان مین مقابلہ ہو اگر مین غالب ہوئی مجھے اختیار
ہے جسطرح چاہون پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوئے مین تمھاری کنیز ہون یہی میری شرط ہے کہ جو مجھپر فن عیاری
مین غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہے عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین مین کیا
تجھسے لڑونگا اسنے کہا کہ خواجہ ہین یہ نہین جانتی تم مکاریون کی باتین میرے ساتھ نہ کرو یا تو عشق کا نام نہ لو
اور جو عشق جتاتے ہو تو سر بکف ہو کر سامنا کرو عمرو بولا خیر جیسا آپ فرمائینگی ویسا ہی ہوگا مین اپنی جان آپ پر
نثار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام

کوے اُڑ کر اُنکے سامنے میرے تمہارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار میر حمزہ پر بیشک ہی جسطرح ہو گا اُسے لاؤنگا
اور کسی کو مین نہین لاسکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اور ون کو ہم بلوا لینگے اور یاقوت ملک
نے کچھ کان مین الماس باد پا کے کہا اُسنے کان مین شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے
کہا ہم تمہارے گانے کے بہت مشتاق ہین عمرو بولا مین آنکھون سے حاضر ہون سنیئے اور سازندون سے کہا کہ تم
ساز ملاؤ یاقوت ملک خود طنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی ڈکی نکالی قفلیان اُسکی درست
کرکے بجانے لگا اور گانے لگا سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ بھی کمال محظوظ ہی اور یہ حالت ہی کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہی
تو ملکہ گانے لگتی ہی عمرو تعریفین کرنے لگتا ہی اور ساز بجا کر ملکہ کا ساتھ دیتا ہی کبھی دونون ساتھ گانے لگتے ہین جب
کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجب لطف کی صحبت رہی اچھی اچھی
طرح صبح نہین ہوئی ہی عمرو بھیروین گا رہا ہی ملکہ تعریفین کر رہی ہی کہ قریب چھ ہزار عیار رہجیوین کے اشارہ بدو تن
آکر حاضر ہوئین پٹتارے سامنے ملکہ یاقوت ملک کے رکھدیے انکو جو کھولا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام
ہین غرض اُن سبھون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی
بو بدن سے چلی آتی ہی پھولون کا گہنا پہنے ہوے ہی رات بھر کا جو جاگا ہی تو خمار نیند کا ہی آنکھون مین لال لال ڈورے
چھوٹے ہین جا بجا ہیان چلی آتی ہین فرش پر خشتین پڑی ہوئی ہین ریزہ ہاے مینا جھلک رہے ہین یاقوت ملک
سی معشوق پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی بدیع الزمان کریب غازی علمشاہ وغیرہ نے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک
نے اُن سبھون کو سلام کیا اور کہا کہ مین کنیز ہون آپکی مین نے آپ کو بلوایا ہی کسی طرح کی تکلیف آپ کو نہو گی جبتک
صاحبقران یہان تشریف لائین آپ یہان جلوہ افروز رہیئے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جاکر امیر عالیمقام
اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ پھر جلد جاؤ عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اُسکے پاس سے اُٹھے
مگر ناچار و مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملک خدمتگذاری مین سردارون کی مصروف ہوئی
مگر یہان بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین امیر دنگل پر جلوہ گر ہین کہ خبر ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیمون سے غائب ہوگئے
امیر نے یہ سنتے ہی سر پکڑ لیا فرمایا کہ ایسا اتفاق عمرو کے بگاڑ مین ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے اپنے سردارون کو
پکڑ لیگئے تھے مگر اب یہ کیا ہوا کہانسے ہزارہا عیار یکایک آگئے اور سب کو پکڑ لیگئے عیارون کو بلا کر کہا کہ ارے میان
خیمون مین جا جا کر دیکھو کہ یہ سردار کیونکر غائب ہوگئے ہین کوئی بلاے سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا
کیا عیارون نے عرض کیا کہ پیرو مرشد ہر ایک کے خیمے مین نقب لگی ہوئی ہی اور تیرے عورتون کے معلوم ہوتے ہین امیر
اور حیران ہوئے اسی فکر مین تھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کسکا ہی سو وہ اپنے حال مین گرفتار ہو رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
آج جو تھا روز ہی کہ عمرو کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی جو عیار اُسکے ساتھ گئے تھے اُنمین سے بھی کوئی پھر کر نہین آیا ہی یہی باتین
تھین کہ آواز نگوبون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری چلا آتا ہی عجب حال ہی کہ چہرے کا رنگ زرد ہی لبون پر
آہ سرد ہی چشم پر آب ہی حال مین اضطراب ہی لیکن عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہی عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ
کہان تھے حال تو اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ حمزہ مین تجھے لینے آیا ہون بغیر تیرے اور بادشاہ
کے چلے تصفیہ نہو گا امیر نے کہا خواجہ تمہارا معاملہ تو ایک طرف یہان اور ہی سانحہ ہو گیا رات کو تمام سردار بستر خواب پر سے
غائب ہوگئے کچھ اسکا تو سراغ لگاؤ عمرو نے کہا حمزہ کوئی غائب نہین ہوا سب اچھی طرح سے باغ مین ملکہ یاقوت ملک
کے ہین وہ اُنکی خدمت کر رہی ہی فرمایا کہ اُنکو کیون اُسنے چروا منگوایا عمرو نے کہا کہ تجھے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ

خواجہ تم جاکر امیر کو سرداروں سمیت لے آؤ مین نے کہا کہ مین حمزہ کو لاسکتا ہون سردارون پر میرا اختیار نہین ہی اس
بنا پر اسنے عیار بچیون کو بھیجکر سب کو پکڑوا منگوایا اب حضور تشریف لیچلین تو پھر میرے اسکے فیصلہ ہوجائے امیر نے فرمایا
اے خواجہ مین وہان جاکر کیا کرونگا میرا وہان کیا کام ہی عمرو نے کہا حمزہ تجھکو مین ضرور لیچلونگا فرمایا کہ اچھا ہم چلینگے مگر تم
ہمین کیا دوگے خواجہ ہم تمسے جس کام کو کہتے ہین تم بغیر کچھ لیے وہ کام نہین کرتے ہم بھی بغیر لیے تمھارے ساتھ نہ جاینگے
عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہی جو مین تجھے دونگا فرمایا تمھارے پاس سب کچھ ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کبھی اور
کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا بعد انفصال کے مین دعوت حمزہ صاحبقران اور
شہریار زمان کی کرونگا فرمایا اچھا تمسے اتنا بھی بہت ہی اور امیر کے کان مین کہا کہ از خرس موئے بس ست بھاگتے بھوت
کی لنگوٹی بھی غنیمت ہی اور اسی وقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کی طرف القصہ کوچ بہ کوچ قریب عقیق کوہ
کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اُتر پڑا یاقوت ملک نے سُنا کہ لشکر صاحبقران آپہونچا سردارون سے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اب آپ تشریف لیجائین کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبان کو ہوئی سبھون نے کہا کہ ای
ملکہ ہم تمسے بہت راضی ہین تمنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جاکر تعریفین تمھاری صاحبقران سے کرینگے اور
وہان سے سوار ہو کر روانہ ہوئے جب خدمت صاحبقران مین پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفین بار
یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا تھا اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا

چاہنے والون پہ اپنے نہ وہ بیداد کرین
ہین انھین بھولکے بیٹھین وہ مجھے یاد کرین

کہین ایسا نہوا کتا کے وہ فریاد کرین
ہم کرین اُنسے وفا اور وہ کرین ہمپہ جفا

انقلاب ایسا بھی دکھلائے کبھی یہ فلک
ہم انھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

امیر کہہ رہے ہین کہ خواجہ تمنے آگے جسطرح فتنہ عیار بچی کو سر میدان گرفتار کرلیا تھا اسے بھی پکڑ لاؤ عمرو کہہ رہا ہی کہ
حمزہ وہ وقت اور تھا یہان تو حالت ہی اور ہی جہان اُسپر نگاہ پڑی اور سامنا اُسکا ہوا ہوش و حواس جاتے رہتے
ہین دنیا و دین سب فراموش ہین اسکا علاج کیا کرون یہی باتین ہو رہی تھین کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک
دروازے پر حاضر ہی فرمایا کہ بلالو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجب عالم تھا کہ نیم تنہ گلے مین
پہنے ہوئے گاتی بندھی ہوئی چہرہ مانند مہر درخشان کے روشن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ آتے ہی صاحبقران
اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کی طرف دیکھ رہا ہی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی کہ جام
شراب گردش مین آیا امیر ملکہ کی طرف مخاطب ہوئے فرمایا کہ ای یاقوت ملک سردار ہمارے تمھارے بہت ممنون
ہین تمنے خوب انکی خاطر و مدارات کی وہ بولی کہ مین کنیز ہون مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہین ہوئی اور شہریار کنیز
عرضی لیکر حاضر ہوئی ہی اسے حضور ملاحظہ فرمائین اور جو مناسب ہو اُسپر دستخط ہو جائے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھین
کیا لکھا ہی یاقوت ملک نے کرتے سے عرضی نکالکر دونون ہاتھون پر رکھکر پیش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو اسمین
بعد تعریف فرعون کے اور القاب شاہانہ کے لکھا ہی کہ ای صاحبقران نامدار یہان عقیق کوہ مین ترا راج ہوتا ہی
مرد کی صورت سے مجھکو نفرت ہی کنیز حضور کے لشکر کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر
عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اُنکی خاطر و مدارات کی اور اُس سے کہا کہ تم اگر فن عیاری مین مجھپر غالب
آؤ تو مین تمھاری کنیز ہون اور اگر مین غالب ہوئی تو مجھے اختیار ہی چاہون قتل کرون چاہون بخشون اب حضور کی خدمت مین عرض
یہ ہی کہ عیار حضور کا آکر حضور کے سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو مین موجود ہون اگر اُسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا
تو وہ میرا مالک ہی اور جو مین اُسپر غالب ہوئی تو دم بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور مین سے کوئی

دعویٰ اُسکے خون کا مجھسے نہ کرے آپ مہر قتل نامے پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہی تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعویٰ
عشق کا اس کنیز کے ساتھ نہ کرے کہ موجب میری رسوائی کا ہو امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن امیہ ضمری کا پڑھا
غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک اگر تو نے میرے سرداروں کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بُری طرح
اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا اُسدن کے لیے نہ رکھے کہ حمزہ عمرو کے قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے
نہ کرنا لیکن یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمھارے قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمھارا مقابلہ
سر میدان ہوگا اور جو مہر نہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک دیکھا اور دیکھا کہ اب یہ جاتی ہی
بس دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ تم بیٹھو مین مہر کرائے دیتا ہوں بجبر ہو کر اُسے بٹھایا اور آکر صاحبقران
کے قدموں پر سر رکھدیا اور کہا کہ ای حمزہ مین مدت سے تیرا خدمتگذار رہوں میرا حق تیرے ذمہ بہت ہی خدا کے
واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہین ہی جہت قران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادہ عشق ہین اُنسے کچھ نہو سکیگا یہ بیتاب ہوے جاتے ہین عمرو نے پھر کر قران کیطرف دیکھا کہ کیا
داہیات بکتا ہی اور امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کر دونگا امیر
نے فرمایا کہ ای عمرو تو مجھے جانتا ہی کہ مین عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہین کرتا اگر مین مہر
کر دونگا تو پھر کچھ سو جانے طرفداری تیری نہ کر دونگا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ مین جانتا ہوں کہ یاقوت ملک
پر غالب نہ آؤنگا کس واسطے کہ جب مین اُسے دیکھتا ہوں عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہین مگر ناچار ہوں
کہ معشوق کو آزردہ کرنا ناگوار ہی جی نہین چاہتا ہی کہ یہ آزردہ ہو کر اس صحبت سے اُٹھ جائے تو مجھپر رحم کر
اور قتل نامے پر مہر کر دے مین نہایت ممنون منت اور مرہون احسان ہونگا اور تمام عمر کا مین حق خدمت بحل کر دونگا
امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور لوگوں سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی ہی کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کروائی جاتی ہی لیکن عمرو
قدموں سے لپٹا ہوا ہی کہ مین بغیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اُٹھاؤنگا امیر نے ناچار و مجبور مہر منگواکر سامنے عمرو کے
پھینکدی کہ تمھین مہر کر لو عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کر دے ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام
کی بھی مہر اس نامے پر ہو گئی اور سرداروں کی مہرین اور گواہیاں بھی ہو گئین جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ مین
دیا عمرو نے وہ محضر لاکر ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہی یاقوت ملک نے اُسے لے لیا اور کہا
کہ خواجہ خدا حافظ اور حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے مانند بجلی کے کوند کر چلی گئی بعد اُسکے
جانے کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین نے مہر تو قتل نامے پر کر دی ہی مگر یہ سمجھ لینا کہ اگر تمھارے واسطے کچھ
نوع دیگر ہوا تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمھارے ساتھ اپنی بھی جان دیدونگا اور میرا خون بھی تمھاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو گھبرا نہین یہ غلام تیرا ایسا نہین ہی کہ اس عورت کے ہاتھ مشکین اپنی بندھوا دیگا
خدا چاہیگا تو اُسکو سر میدان باندھکر تیرے سامنے لے آؤنگا امیر نے کہا کہ بس خواجہ یہی تمھین چاہیے کہ تم اپنے
ہوش و حواس بجا کر کے اُس سے سامنا کرو عمرو نے کہا کہ تیرے اقبال سے ایسا ہی ہوگا اور اب مین جاتا ہوں
اپنی فکر مین امیر نے فرمایا کہ اچھا جاؤ پس عمرو حمزہ صاحبقران کے پاس سے اپنے خیمے مین آیا اور بارگاہ حضرت
آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے نکالی بلاکر فراشان چابک دست کو اُسے استادہ کرایا اور آپ اُسکے اندر تخت پر
بیٹھا تمام عیاروں کو چہتروں کو بلایا چنانچہ چاروں چہتروں کو خدمتین تقسیم مین گلبا و عراقی کو شغل خانہ دیا چہتر
برق فرنگی کو سنجانہ حوالے کیا سنجر بلخی کو انبار خانہ حوالہ کیا ترک ختائی کو باورچی خانہ سپرد کیا سماک سیلاقی

ابو الفتح اصفہانی چالاک بن عمرو سرہنگ کی ان چارون کو دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو
طلائے کی گشت پر مقرر کیا بعد اسکے مہتر قران حبش کو بلا کر کہا کہ ای جان بخش عمرو مین عشق مین یاقوت ملکہ کے دیوانہ
ہو رہا ہون اپنی حفاظت جان کی خدمت مین نے تمھین سپرد کی قران نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھسے نہ
اٹھ سکیگا عمرو نے کہا کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ جسکو یہ خدمت دون قران نے کہا کہ ایک شرط سے مین
قبول کرتا ہون کہ آپ بے اطلاع میرے کوئی کام نہ کرین اور نہ کہین جائین اور نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائین پئین
عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہی جو تو کہیگا وہ کرونگا جب قول قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر
بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا دیو جامہ گلے مین پہنا کہ اُس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی
سیاہ ہو جاتا تھا دمبدم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا تھا اور بلا کر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا مگر وہ خلعت کیا تھا
کہ ایک ایک طرہ پھولون کا الحاصل سب نے خلعت پہنکر نذرین گذرانین ادھر ملکہ یاقوت ملکہ کا خیمہ استادہ ہوا
تین لاکھ عیار بچیون کا لشکر کوسون تک اُترا خیمے استادہ ہوئے بازار آراستہ ہوئے یاقوت ملکہ آ کر بارگاہ مین
بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آ کر ملکہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارے پر چوب
پڑی غلغلہ ہوا کہ کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام سے ہی ہرکارون نے آ کر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملکہ نے طبل جنگ
بجوایا ہی کہا بھی گردش فلکی ہی کہ عاشق و معشوق مین لڑائی ہوتی ہی خیر اچھا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہ
طبل جنگ نہین ہی ہماری کوچ کا نقارہ ہی بھون نے کہا کہ خداوند نعمت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ایک طرفۃ العین مین ہم
اُسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہان بھئی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہو گا صبح کو دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف مین مہتر قران چنور ہلاتا ہوا ساتھ ساتھ اس صورت سے
میدان مین آ کر ہو چکا نگیرے کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار بھی اپنے اپنے نگیرون کے نیچے صندوق عیاری پر جا کر بیٹھے
اُدھر سے ملکہ یاقوت ملکہ تخت پر سوار ساتون جلیبین مانند سبعہ سیارہ کے گرد تین لاکھ عیار بچیان پیچھے پیچھے
نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اُسکا بھی تخت نگیرے کے نیچے رکھا گیا اُدھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ
بادشاہ اسلام تخت پر سواری صاحبقران سرداران ذیشان ہمراہ عیارون سے علٰحدہ آ کر کھڑے ہوئے دیکھا دونون طرف
کے عیارون کو فرمایا کہ یہ لڑائی دیکھنے کی ہی ایسی معرکہ آرائی کبھی نہین ہوئی غرض جب وقت صفین آراستہ ہو چکین اور
نقیب نہیب دے کر چلے گئے الماس بادپا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان
چاہی یاقوت ملکہ نے کہا کہ مجھسے اور عمرو سے وعدہ میدانداری کا ہو چکا ہی تو نے کیون قصد نکلنے کا کیا جو وہ بولی ہم بھی
کسدن کے واسطے ہین بیٹھے ہم آپ پر نثار ہو لیکن پھر آپ کو اختیار ہی اور آپ دیکھیے تو سہی کس طرح سے ان عیارون
کو گرفتار کر کے لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا جاؤ خداوند فرعون شاہ تمھارا نگہبان ہو الماس بادپا نے سلام کیا اور
وہین سے جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ساٹھ ہاتھ بلند ہو کر نیمچہ کھینچ لیا نیمچہ کے ہاتھ نکالتے زمین کی طرف گرنے لگی تھی
کہ نیمچہ پیٹ کر کے پانون تلے رکھا اتنے مین ہارے مین پھر جست کر کے اور بلند ہو گئی نیمچہ ہلانے لگی بجلیان چمکانے لگی کوئی
چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی بعد جو زمین پر آئی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ بھر ٹھہر کر نعرہ کیا کہ ای
عیاران لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ نظر کردہ
علی عمران صاحب لعدہ گران مہتر قران حبش سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر
اس سے مقابلہ کرون عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤگے یاقوت ملکہ کو کمال رنج ہو گا قران

بولا کہ حکم ہو تو جا کر سر اُسکا نذر کرون کہا ابھی یہ بھی گوارا نہین ہی قران نے کہا کہ مین اُسپر کوئی حربہ نہ کرونگا اُسکو چشم زخم
نہ پہونچنے دونگا بے حربہ گئے آپکے اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ بھی مولا تمھارا نگہبان ہی قران سلام کر کے میدان
کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس بادپا نے دیکھا کہ وہی ہوا جبشی آتا ہی دل مین کہا کہ کیا سوا خاطر جمع سے آہستہ
آہستہ آتا ہی جیسے کسی سے لڑائی نہین ہی جب قران اسکے قریب آیا الماس بادپا پکاری کیا تجھے چلا نہین جا
جاتا تھی دیر مین یہان آیا قران نے کہا کہ مین دوڑ کر کسپر آتا کوئی حریف اپنا مجھکو نظر نہین آتا الماس نے کہا کہ میرا
وجود تیرے سامنے کچھ نہین ہی خیر معلوم ہو جائیگا ہوشیار رہ حربہ ہاتھ مین لے قران بولا کہ صاحب تمھارے واسطے اور
ہتھیار مین نے تجویز کیا ہی اُس سے تم بہت خوش ہوگی اُسنے کہا کہ موے باتین نہ بنا مین تجھے مار ڈالونگی قران نے کہا کہ
مین مدت سے تیرا مرا ہوا ہون اُسنے گوپھن سر سے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہون مین پتھر یہ بولا کہ ہمتو تمھارے مارے
ہوئے ہین اُسنے غضبناک ہوکر پتھر مارا قران نے خالی دیا اسی طرح جتنے پتھر اُسنے مارے سب قران نے خالی دیے وہ
دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی مہتر قران ایک پتھر ہاتھ مین پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو
اسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب یہ پتھر مار کر تھکی اور توبڑہ پتھرون سے خالی ہو گیا اُسوقت اُسنے کمند کے حلقے
درست کر کے مارے قران نے خالی دیے خوب کمند زنی کی کچھ نہوا انجام کار نیمچہ کھینچ مارا قران نے وہ بھی خالی دیا
اب یہ بہت بڑی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہوا تو خنجر زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب
تم سب حربے اپنے کر چکین بس اب ہم تمھین پکڑ لیجائینگے اُسنے کہا موے کیا بکتا ہی سہل ہی قران نے کہا کہ مین تو
تمھین کھیل کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمھین گرفتار کیے لیتا ہون غرض یہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت
ہاتھ پکڑ لیا کہ بس اب زیادہ کیون ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہی اور دوسرے ہاتھ سے اُسکو اٹھا کر لے بھاگا سامنے
عمرو کے لاکر اُسکی مشکین باندھین اور زندان مین بھیجا عمرو نے قران کو خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھولونکا عطا کیا
مہتر قران نے پانچ اشرفیان نذر دین ابھی دوپہر دن باقی تھا کہ شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت
میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ کیا تو نے الماس بادپا کا تماشا نہین دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی کسطرح جا کر گرفتار ہوئی
اُسنے عرض کیا کہ واری جاؤن اُس کالی بلا سے تو کوئی عمدہ بر انہو سکیگا ہمن الماس بادپا نے مفت اپنے کو
اُنکے ہاتھون گرفتار کروایا باقی اور سب موئے دیکھے بھالے ہین راہ مین سو سو مرتبہ موؤن کو اسیر کر کے چھوڑ دیا
ہی آپکے اقبال سے اب سر میدان جا کر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میدانداری کرو فرعون شاہ جہان
ہی القصہ شعلہ بھی پیک کر وہان سے چلی آسمان پر اُڑ گئی وہان سلاح شوری دکھائی نیمچہ کے ہاتھ نکالے چار گھڑی
کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤن لگا پسینے مین غرق تھی مبارز طلب کیا کہ جو کوئی ہمارا خواہان ہو
ہمارے مقابلے کو آگے ادھر سے چالاک بن عمرو سامنے تخت عمرو بن امیہ ضمری کے آیا دست بستہ عرض کیا کہ
حکم ہو تو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون کہا کہ ہٹی اچھا جاؤ تم بھی اپنے معشوق کو پکڑ لاؤ چالاک جست خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا سامنے شعلہ شمشیر زن کے آیا پکارا کہ ای محبوب جانی مین تجھسے لڑنے نہین آیا ہون میری جان تیرے نثار
ہی کہین عاشق معشوق سے لڑائی ہوئی ہی جو مین لڑونگا اور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اُسنے کہا
کہ یہ کیا مکاری ہی مین تجھے مار ڈالونگی مگر چالاک بچالاکی تمام سر اپنا اسکی ٹانگون سے باہر نکالکر گردن پر سوار کر کے
لے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے شعلہ نے ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغا بازی ہی ارے یہ
کون ڈھنگ لڑائی کا ہی یہ پکارا کہ جان صاحب اور فن عیاری مین سوائے مکر و فریب کے کیا ہوتا ہی قصہ مختصر چالاک

اسکو لیے ہوئے سامنے عمرو کے آیا اور اسکو زندان خانے مین بھیجدیا چالاک کو جو نکا طرہ عمرو نے دیا اُسنے بھی
غدر گذرانی مگر بلکہ یاقوت ملک اُداس طبل بازگشت بجوا کر بھری ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے
مکار ہین ڈرنے کی چیز ہین دیکھا کہ یہ بدذات شعلہ کو کیونکر لیگیا بارگاہ مین آکر داخل ہوئی مگر الماس یاد یا کے
ہونے سے نہایت پریشان تھی اور دن نے عرض کی کہ بلاؤن آپ رنجیدہ ہون ملازم اسی دن کے واسطے ہوتے ہین خدا
آپ کو سلامت رکھے آپ جسوقت عمرو کو پکڑ لائینگی پھر الماس یاد یا اور شعلہ دونون چھوٹ آئینگی یاقوت ملک نے
کہا کہ بجواؤ طبل جنگ کہین جلد فیصلہ ہو جائے اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو
کو پہونچائی کہا اچھا بھئی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی عیار جا جا کر میدان کو
آراستہ کرنے لگے ادھر عیار بچیان سامان جنگ مین مصروف ہوئین مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار
برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیال مین گذرا کہ ای یاقوت ملک جنگ دو سردار و خدا جانے لڑائی مین
عمرو تجھپر غالب ہویا تو عمرو پر غالب آئے جلکر عیاری کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہو جائے بس اپنی عیار بچیون سے
پوشیدہ ہو کر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور ادھر عمرو کے خیال مین گذرا کہ ای عمرو میدان مین تو لڑائیان ہو نگی
تو چلکر یاقوت ملک کو اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر مین سویرے سے کھا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد
مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی بغیر خواب بلند کی عیارون نے جانا کر سوگئے مہتر قران کئی دنکا جاگا تھا زاغچہ سے کہا کہ
بھئی استاد سوتے ہین تم کہو تو مین بھی دو گھڑی کے لیے لیٹ رہون مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اُسنے کہا کہ خلیفہ آپ
شوق سے سوئین مین بیٹھا ہون مہتر قران تو سو رہا زاغچہ بیٹھا اونگھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو تو اپنی جگہ لٹا دیا
اور لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد
قران جو چونکا زاغچہ کو آواز دی وہ بولا مین جاگتا ہون اُستاد سوتے ہین قران نے جو خیال کیا تو نفر خواب کی
بلندی پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی ہو اُستاد نہین ہین سر پیٹ کر کہا کہ زاغچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے
غفلت کی اُستاد کہین چلے گئے یہ کہکر قران عمرو کے تعاقب مین روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ ای قران اگر خدانخواستہ
اُستاد کسی بلا مین گرفتار ہو گئے تو تجھے اپنی جان دینا پڑیگی اور اُستاد ملین تو اب تو انکا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو
محافظ جان بھی مقرر کیا ہو اور آپ مجھسے چھپ کر بھی نکل جاتے ہین میری ذلت کے آپ درپے ہوتے ہین یہ باتین دل سے
کرتا ہوا چلا جاتا ہو لیکن عمرو جو یہانسے نکلا یاقوت ملک کے خیمے کی طرف چلا جاتے جاتے قریب ایک نالی کے
پہونچا تھا کہ آواز نالہ و زاری کی کان مین آئی کہ کوئی باواز حزین کہہ رہا ہو کہ کوئی بندہ خدا آئندہ و روندہ ایسا ہو کہ
دادرسی کرے اور اس ظالم سے مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سنی دوڑا کہ دیکھون کون کس پر ظلم کر رہا ہو سامنے جو
آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت سر سے پانون تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اُسکو ایک زنگی سیہ فام بدہیئت
تلوارین مار رہا ہو اور وہ چلا رہی ہو سر سے پیر تک زخمی ہو عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا او حرامزادے غضب کیا
تو نے اس عورت دست و پا شکستہ کو مار ڈالا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آیا ہین اور خنجر کھینچکر کودپڑا وہ زنگی بھاگا
عمرو نے چاہا کہ اُسکے پیچھے جائے اُس عورت نے کہا کہ ای عزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہو تو تو اُسکے پیچھے نہ جا
کسواسطے کہ اگر تو اُسکے تعاقب مین گیا تو یہان اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضائع
ہو جاویگی عمرو یہ سنکر رک رہا اور اُس عورت کے پاس آیا دیکھا تو سر آنتے خون کے بہ رہے ہین اور وہ زمین پر پڑی
ہو عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب مین ساہوکار بچی ہون اپنی سسرال سے

سیکھے کو جاتی ہون کہاری پیچھے رہگئی ہین کمبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوئے آیا ہر چند مین نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑدے اُسنے نہ مانا مارے ڈالتا تھا کہ آپ آپہونچے اب اگر آپ نے رحم کھایا ہی تو اتنا اور احسان
کیجیے کہ سامنے میرا گھر ہی وہین مجھکو گود مین اُٹھا کر پہونچا دیجیے آپکو اجر عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی
خواہش ہی تو یہ سب گہنا حاضر ہی عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ مین تمھین تمھارے گھر تک تو پہونچا دون اور جھکا کہ اسکو گود
مین اُٹھائے کہ اُس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن مین ڈالے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی
اور پکاری کہ باش اوفرومایہ گردن ساربان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیون مین نے تجھے کسطرح گرفتار کیا
اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور وہ خون اپنے بدن پر سے دور کیا جو پوست گاؤ کا اُسکے بدن پر تھا اب عمرو
نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ ای جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہین ہمکو گرفتار کرنے کی کیا
حاجت ہی ؎ حاجت دام و کمندے نیست در تسخیر ما ÷ گردش چشمے بود بس حلقۂ زنجیر ما ÷ اور مین تو بیشک مجرم و گنہگار ہون
اپنی خطا کا مقر ہون کہ تمکو مین نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہون کچھ گواہ و شاہد کی حاجت نہین آپ
شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر ؎ تقصیر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین ÷ مجھسے جو چاہو کرو مین تو بے گناہ نہین ÷ مگر واللہ
آرزوے دلی پوری ہو گئی یہی جی چاہتا ہی کہ تمھاری ٹھگڑیان ہمارے سینہ پر ہون آپ شوق سے قتل کیجیے کہ اسی
موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ موے ابھی تو تجھکو زندہ باندھکر لیے چلتی ہون رات بھر
قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہی جسطرح چاہیے پیش آئیے شہید تیغ ابرو کیجیے
اسیر کمند گیسو فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای موے دیکھ کیا کرتی ہون اور نکالکر دارو ے بیہوشی عمرو کے دماغ مین دی اور
حلقہاے کمند مین جکڑکر روانہ ہوئی خوشی خوشی پشتارہ لیے جاتی ہی شب ماہ ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی کوس بھر آئی ہوگی کہ
زمین پر دیکھا کہ ایک ستارہ چمک رہا ہی خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہی قریب آکے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا
کہ ہاتھ سے اُٹھالے نہ اُٹھ سکا زمین مین گڑا تھا کھود کر نکالا دیکھا کہ میان اُسکا فولاد کا ہی مگر زنگ آلودہ ہی قبضے مین
ہاتھ ڈال کے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا مُنھ کے برابر لاکر زور سے جو کھینچا میان سے اُسکے گرد دارو ے بیہوشی
کا اُڑا دماغ مین یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہو کر گری جہتر قران دوڑ کر آیا یاقوت ملک کو باندھکر مع پشتارہ
عمرو اُٹھا لایا خیمے مین لاکر ایک پلنگ پر دونون کو لٹا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو مین معشوق
کو پایا خوب گلے سے لگایا اُدھر یاقوت ملک کی آنکھ جو کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ مین تمھین
اسیر کر چکی تھی تمنے نہین مجھے گرفتار کیا یہ جہتر قران مجھے پکڑ لایا ہی اور اُسکے پکڑ لانے کی سند نہین ہی تم مجھے اسیر کروگے تو
بیشک کنیزی اختیار کرونگی عمرو نے کہا ای ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو مین تمھین سر میدان پکڑ لاؤنگا جہتر قران نے کہا کہ
لڑائی کا خاتمہ ہو چکا اب آپ کیون اسے چھوڑتے ہین عمرو نے نہ مانا کہا مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارہ نہین ہی
یاقوت ملک سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائین وہ تو اُٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد آپ نے
اپنا محافظ جان مجکو مقرر کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ بغیر تیری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجھکو غافل کر کے کیون
چلے گئے اور یاقوت ملک کے ہاتھون گرفتار ہوئے اگر مین نہ پہونچتا تو وہ پکڑ لیکر آپ کو لیجا چکی تھی مین کہین کا نہ رہا تھا
اب آپ اور کسی کو یہ خدمت سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا ای جہتر قران تجھکو حال عشق و عاشقی کا نہین
معلوم جب مجھکو تصور معشوق کا بندھ جاتا ہی بیخود ہو جاتا ہون کچھ عہد و پیمان اُسوقت یاد نہین رہتا دل سے
ناچار ہون ای قران یہ ہماری آخری خدمت ہی تم ہمسے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہو گئی تھی عمرو خیمہ پر اوا

ہوا تمام عیار ہمراہ تھے اگر میدان مین پہونچا ادھر سے لشکر یاقوت ملک کا ادھر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے
اکابر ابند حا امیر کو پرچہ اخبار گذرا کہ یون رات کو عمرو گرفتار ہو گیا تھا مہتر قران جو الایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی
پکڑ لایا تھا عمرو نے اُسے چھوڑ دیا صاحبقران نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ تمنے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا
عمرو نے آداب عرض کر دا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہریار حضور کے اقبال سے مین اُسے سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑ لانے کی سند
نہین ہی لیکن ادھر جب جانبین مین صفین آراستہ ہوچکین عیار اور عیار بچیان اپنے اپنے صندوق عیاری پر قائم ہوئین
شعبدہ نقب زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ زنگی کیون تو
ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی ہی عرض کیا کہ بلا لون اجازت میدان چاہتی ہون کہ جا کر ان موذیون کو سزا دون یاقوت ملک نے
کہا کہ خلیہ ہوئی ہی راہ مین خدا جانے کیا پیچ تھا جو وہ تمہارے فریب مین آ کر گرفتار ہو گئے اب ہرگز تمہارے ہاتھ نہ
آوینگے اُسنے کہا کہ حضور مین انکے فریبون سے خوب واقف ہوگئی ہون مین ان موذیون کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک
نے کہا کہ اچھا تو بھی جا وہ سلام کرکے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے نکالتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان کبھی
بالاے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق ہی وہ
میدان مین آئے بس بموجب اس نعرے کے ابوالفتح اصفہانی کہ بدل اسپر مائل تھا اپنے صندوق عیاری سے کود کر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنی عمرو بن اُمیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ بھی تم بھی اپنی
حسرت دل پوری کرو اپنی محبوبہ کو لے آؤ ہم عجب کمبخت ہین کہ آج بھی ناکام رہینگے لیکن ابوالفتح سلام کرکے رخصت ہو خنجر
کرتا ہوا نیچے جھکاتا ہوا اسکے سامنے آیا اور پکارا کہ ای جان من ہم تمہارے عاشق ہین جو تم کہوگی وہی کرینگے جواب دیا کہ بیٹھے
ہوے مین شعلہ شمشیرزن نہین ہون کہ تمہارے فریب مین آجاؤن لے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے
گلے مین پتھر دے کر مارا ابوالفتح نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر مارا اب ابوالفتح نے بھی گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خالی کرکے
پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑ کر چور ہو گئے اب شعبدہ نے دو دستی پتھر مارنا شروع کیے ابوالفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہی دوسرے پتھر
پر پتھر مارتا ہی کہ دونون چور ہو کر گر پڑتے ہین ایک چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی
ہو گئے اب کمندین ہاتھون مین لین لگی کمند چلنے آخرکار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھینچ گئے
خوب خنجر بازی ہوئی کھڑے کھڑے خنجر چلا بیٹھ کر خنجر چلا لیٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی بانوکی بیکی چلی یہانتک کہ منھ خنجرون
کے مڑ گئے دونون کے ہوش اُڑ گئے ہاتھون سے پٹک دیے پیچھے کھینچ لیے اب پیچھے چلنے لگا ایک گھڑی بھر کے بعد ابوالفتح
پسپا ہونے لگا شعبدہ شیر ہو کر اُسپر چلی ابوالفتح منھ روکتا جاتا ہی اور پیچھے ہٹتا جاتا ہی اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا
بس آپ توجہت کرکے نکلگیا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑ کر نکل جاؤن ابوالفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی شک
جو تیر اسکا پٹتا ہی اُسمین سے گرد اڑی شعبدہ تنورہ گرد مین چھپ گئی ابوالفتح نے بجلدی کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور
صورت یہ تھی کہ ابوالفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا تیر شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی دبائی اسکا کھلا
ہوا نکلی خاک اُڑی وہ تو گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابوالفتح نے بآسانی کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور لاکر عمرو کے سامنے
موجود کیا نذر گذرانی عمرو اور دل مین بہت خوش ہوا عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت یعنے وہی طرہ پھولون کا دیا اور
شعبدہ کو زندانخانے مین بھیجدیا اب دوپہر کا وقت تھا کہ غزالہ کہ ہمچشم یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا کہ
مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپکے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی ای غزالہ کیون شامت آئی ہی
ارے کچھ سودائی ہی یہ سب عیار بلاے بے درمان آفت جان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہی غزالہ نے کہا کہ بلا لون جان

اور دون نے جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکال لے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو جا
غزالہ سلام کرکے جست وخیز کرتی ہوئی میدان میں آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ یہ اسیر شیفتہ و فریفتہ ہی
عیاروں نے اُسے ڈھونڈھا کہیں نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہیں سکتا کیونکہ یہ معلوم ہی کہ برق اسیر عاشق ہی عمرو
سے آکر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر میں نہیں معلوم ہوتا کہا کہ بھیجو کوئی اور جاکر اس سے مقابلہ کرے سمک لیطائی سامنے
آیا کہ میں جاکر اُسے پکڑے لاتا ہوں ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہیں دی ہی یہ بھی خیال ہی کہ اسیر برق عاشق ہی وہ بگڑ جائیگا
پھر یہ بھی دھیان آتا ہی کہ کیوں وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن میں آئی کہ وہ اپنی فکر میں گیا ہوگا کہ دیکھا دامن
صحرا کی طرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونوں سینگ مانند زلف محبوبان کے پیچ
کھائے ہوئے گلے میں زنگ طلائی پڑے ہوئے کہ جب چوکڑی بھرتا ہی آواز جھانجھ کی بلند ہوتی ہی بیچ میں سینگوں کے تشو
زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر وہ ہرن جست وخیز
کرتا ہوا میدان میں آیا ادھر اُدھر دہشت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا یہ سمجھی کہ ہرن کسی کا پالو
ہی چھٹ گیا ہی تو اسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچلیں کہ اسکا دل بہلے یہ پریشانی مٹے یہ خیال اپنے دل میں کرکے ہرن کو چمکارنا
شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھڑے کیے ہوئے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا ہی چمکارتی ہوئی
آگے بڑھتی جاتی ہی جب ہرن قریب اسکے پہونچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پر رکھا پیار کیا ہرن نے سر اپنا ٹانگوں میں اُسکی
ڈال دیا اور پیٹھ پر اپنی سوار کرکے لے بھاگا سبھوں نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہی کہ ایک مرتبہ وہ
ہرن پکارا کہ ایہا الناس منم برق فرنگی پکڑو بھلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہر چند چاہا کہ اُسکی گردن پر سے اُتروں
بھلا اب اُتر سکتی ہی یہانتک کہ مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیب ور ہو کہ اپنی
معشوقوں کو پکڑ لائے ایک ہم کم بخت ہیں کہ ترستے ہیں اُدھر ملکہ یاقوت ملک نہایت افسردہ بکمال پریشان طبل بازگشت
بجوا کر پھری ادھر عمرو اپنی بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہی ہم ہر چند چاہتے ہیں کہ
یاقوت ملک سے مقابلہ ہو مگر بیچ میں اور لوگ کود پڑتے ہیں ہمارا مطلب بیجا تا ہی قران نے کہا اُستاد وہ دن بھی آیا
چاہتا ہی آپ بھی اُسے پکڑ لائیے گا عمرو بولا کہ بھئی دیکھیے کیا ہوتا ہی یہی باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک
نے طبل جنگ بجوایا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارہ زنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی عیار و عیار بچیاں
میدان جنگ کو آراستہ کرنے لگیں عمرو کھانا کھاکر بیٹھا ہی کوئی پہر رات گئی ہی کہ یاقوت ملک ایک عیار بچی کی صورت
بنکر دروازہ بارگاہ عمرو پر آئی گلباد عراقی بیٹھا تھا اس سے کہا کہ میں پاس سے ملکہ یاقوت ملک کے آئی ہوں ملکہ
نے عمرو سے کچھ کہلا بھیجا ہی گلباد نے کہا کہ کہو کیا کہلا بھیجا ہی وہ بولی کہ بھید راز کی بات ہی سوا عمرو کے کسی سے نہ کہونگی یہ
عاشق و معشوق کے پیغام و سلام ہیں میں غیر سے کیونکر کہدوں گلباد نے کہا جس طرح تو غیر ہی اسی طرح میں غیر ہوں جب یہ تجھپر
ظاہر ہوگیا تو مجھسے کیوں چھپاتی ہی جلد مجھسے کہدے میں بھی خواجہ کا رازدار ہوں اُسنے کہا ہرگز نہ ہوگا میں سوا عمرو
کے کسی سے نہ کہونگی تم جاکر عمرو سے خبر کردو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی نہیں چلی جاؤنگی تم کیوں تکرار کرتے ہو
جاکر عمرو سے کہدو گلباد نے کہا میں تو ہرگز نہ کہونگا تو تو بڑی محرم راز ملکہ کی ٹھہری میں عمرو کا کوئی نہ ٹھہرا یا تو تو مجھے
بیان کر یا چلی جا یہ گفتگو یہانتک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کوئی کہ رہا ہی کہ میں سوا عمرو کے اور
کسی سے ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہوکر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہی کون ہی گلباد نے کہا کہ عیار بچی یاقوت ملک
کا پیغام لیکر آئی ہی عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا کنارے آئیں تو میں کہوں ایک دو کلمے سن لیجیے عمرو نے

اسکے ساتھ ایک خیمے کی آڑ مین آکر سر جھکا دیا کہ کہو کیا ہماری معشوقہ نے کہلا بھیجا ہے بس سر جھکانا تھا کہ یاقوت ملک
نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ عمرو گرا بس چڑھکر چھاتی پر بیہوشی دے کر دست و پا کمند سے باندھکر
پشتارہ بدوش ہو کر لے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہے نہ وہ عیار بچی ہے بس غل مچا
کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چہار طرف دوڑے زاغچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا ایک
سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہے زاغچہ نعرہ کر کے برابر اسکے جا پہونچا اور نیمچہ مارا اُسنے نیمچہ کو نیمچہ پر روکا
لگا نیمچہ چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہے لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہا ہے اسی اثنا مین مہتر قران
صاحب بغدہ گران نظر کردہ شاہ مردان یعنے مہتر قران بھی پہونچا بجلی جو دور سے چمکتی دیکھی قریب آیا دیکھا
دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا سبکدوش ہے نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زاغچہ نے آواز پہچانی
پکارا لطیفہ آپ وقت پر پہونچے مین نے یاقوت ملک کو روکا ہے جلد آیئے قران دوڑا یاقوت ملک نے
دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلائے سیاہ آپہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جاؤنگی دور کر اس پشتارے کو بس یہ خیال کر کے پشتارہ
پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کر لے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوش مین لایا کہا
کہ آپ نے استاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک
آپ کو گرفتار کر کے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھئی خوشی مین پیغام معشوق کے کچھ مجھے ہوش نہ رہا گرفتار ہو گیا اور
اے قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ استاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ تو
بج ہی چکا تھا قریب صبح تخت پر سوار ہو کر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوئے عرصہ کارزار مین آیا ادھر سے ملکہ
یاقوت ملک تخت زرنگار پر سوار میدان مین آئی زیر علم تخت رکھا گیا ادھر سے بادشاہ اسلام اور امیر
عالیمقام مع سرداران باکرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایک طرف آکر قائم ہوئے بس جسوقت عیار اور عیارہ بجائے ان
اپنے اپنے صندوقون پر قائم ہو چکین یکایک صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ
یاقوت ملک کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑ کر تو بھی چلی وہ بولی بلا لون اور سب
تو اپنا جوہر دکھا چکین حضور کے کام آچکین اب کنیز بھی چاہتی ہے کہ جا کر ہنر دکھائے یا اُنکے مانند مین بھی کام
آؤن کہا اچھا جا فرعون شاہ کے سپرد کیا صنوبر ملکہ کو سلام کر کے جست و خیز کرتی ہوئی جھمک دکھاتی ہوئی
میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ او مکار جھوٹے عاشقو آؤ میرے مقابلے کو بس پوری بات مُنہ سے
نہ نکلنے پائی تھی کہ سنجر بلخی جو اُسپر عاشق ہے صندوق عیاری سے کود کر سامنے عمرو کے آیا ہاتھ باندھ کے اجازت
خواہ ہوا کہا اچھا بھئی جاؤ تم بھی یاقوت ملک کو پیچ دو ہمنے تمھین رخصت کیا سنجر بلخی بھی اچھلتا کودتا سامنے
صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمھارے عاشق ہین جان نثار کرنے کو آئے ہین فرمانبردار ہین جو حکم ہو بجا لائین
اُسنے کہا کہ بیٹھ عمرو کے چنے کانے میری قسمت ایسی پھوٹ گئی ارے تو ہی میری تقدیر کا تھا یہ بولا کہ جان صاحب مین
کانا ہون مگر کنونڈا نہین ہون شست باندھکر وہ تیر لگاتا ہون کہ پار گذر جاتا ہے وہ بولی کہ موے لڑائی لڑنے آیا ہے
یا گالم گلوچ کرنے آیا ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون دوسری آنکھ بھی پھوڑتی ہون کب زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکر گوپھن کے
کلے مین پتھر دے کر مارا سنجر نے خالی دیا اسنے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر یہانتک کہ بوچھار کر دی سنجر خالی دے رہا ہے ایک چوٹ
نہین کھاتا ہے جب دیکھا اُسنے کہ کوئی پتھر تیرا اسپر نہین پڑتا دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی سنجر نے
بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی ایک پتھر خالی دیتا ہے ایک پتھر کو پتھر پر روکتا ہے کہ دونون پتھر چور ہو کر گر پڑتے ہین یہانتک

کہ توبڑا پتھروں سے خالی ہوگیا کوئی پتھر نہ رہا اُسوقت صنوبر سخت حیران ہوئی کمند بازی سنجر نے کمند بھی خالی دی
خوب کمند بازی ہوئی جب اُس سے بھی مطلب حاصل نہوا خنجر کھینچ لیا اور سنجر پر برس پڑی لگی خنجر بازی ہونے لگی ایسے
خنجر چلے کہ نوکیں ٹوٹ گئیں باڑھیں مڑ گئیں خنجروں کو پھینک دیا تیغے میان سے لیے گردے سپر کے اُٹھائے تیغہ زنی
ہونے لگی چار گھڑی تک خوب تیغہ چلا ایک مقام پر جو تیغہ صنوبر نے مارا سپر سنجر سے کئی ہاتھ غبار بیہوشی اُڑا دماغ میں
صنوبر کے گیا بس وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی لڑکھڑا کر گری سنجر اُسے پکڑ کر سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے اُسے بھی
طرہ پھولوں کا دیا سنجر نے نذر گذرانی صنوبر کو بھی جہان اور عیار ریحان تھیں قید کر دیا اب نسرین بادرفتار
یاقوت ملک سے اجازت لیکر میدان آئی مبارز طلب کیا یزرک خطائی عمرو سے رخصت ہوکر اُسکے مقابل
ہوا سنگ اندازی کمند بازی وغیرہ سے مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی آئی تیغہ عیاری چلنے لگا
یکایک نسرین پسپا ہونے لگی یزرک خطائی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہے یہانتک کہ نسرین گھات کی جگہہ لا کر آپ تو
جست کر کے اُسپار چلی گئی یزرک خطائی نے قدم وہاں رکھا کنوئیں میں جا رہا نسرین پکاری وہ مارا اور جھک کر
دیکھنے لگی یزرک خطائی نے دوسری طرف سے نکلکر حلقے کمند کے نسرین پر مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری باندھکر
اُسے سامنے عمرو کے لایا کہ استاد یہ حاضر ہے عمرو نے یزرک خطائی کو بھی خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھولوں کا اُسنے
نذر دی نسرین کو اور عیاروں کے ہاتھ زندان خانے میں بھیجدیا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر ملال آگیں
نہایت پریشان پھری اپنی بارگاہ میں آئی پوشاک بدلکر بیٹھی مگر دل بیٹھا جاتا تھا طلیسوں میں سمن کمند انداز
باقی ہے اُس سے کہا کہ اے سمن دیکھا تو نے عیار اُن لشکر اسلام کو کیسا بدذات ہیں اور اِس یزرک خطائی نے تو
مکر کیا اُسنے کہا کہ بلاؤں معلوم ہوا بھید اُسکا کہ ہیں نسرین نے کنواں اُسکے گرانے کے لیے کھودا تھا اور
یزرک خطائی نے کنواں کھودتے اُسے دیکھ لیا تھا اُس موئے نے دوسرا کنواں اُسکے برابر اور کھودا اور بیچ میں
کھڑکی رکھی بس جب وہ اُسمیں گرا نسرین جھکی دیکھ رہی تھی کہ یزرک خطائی نے دوسرے کنوئیں سے نکلکر اُس
غافل شعبدہ بازی فلک کو پکڑ لیا یاقوت ملک نے کہا سچ ہے وہ یونہیں گرفتار ہوئی مگر یہ لوگ بلائے بیدرمان
آفت جہان ہیں سمن نے کہا بلاؤں آپ جسوقت عمرو کو سر میدان پکڑ لاؤنگی یہ سب ہیچ ہو جائینگے اُسنے کہا اے سمن
مجھکو یہ امید نہیں ہے کہ عمرو کو اسیر کر لاؤ دگی اور یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر تو طبل پر چوب پڑی اُدھر یاقوت ملک
دربار برخاست کر کے اُٹھی عیار ریحان عیاری کی تدبیر میں معروف ہوئیں یاقوت ملک تنہیۂ گرفتاری عمرو دردانا
ہوئی یہاں عمرو پھر کر بارگاہ میں آیا لباس بزم پہنکر صحبت میں بیٹھا پوچھا کیوں صاحبو ہماری باری ملکہ سے
مقابلے کی کب آئیگی عرض کیا کہ اب تو مقابلہ گلبا و غراقی اور سمن کمند انداز کا باقی رہگیا ہے اور سبکی لڑائیاں ختم
ہوگئیں عمرو نے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا کہ دیکھیے فلک تفرقہ انداز کبتک معشوق کی جدائی میں تڑپاتا ہے اور پکارا
شعر من جدا او یار از من جدا افتادہ است ٭ این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است ٭ ہائے موت بھی نہیں آتی کہ
اس کشمکش رنج و الم سے نجات ہو جائے اور افسوس وہ جو اپنے دوست ہیں وہی دشمن ہیں خاصی طرح سے یاقوت ملک
مجھکو پکڑ لیگئی ہوتی میں اُسکے پاس ہوتا وہ مجھکو قید کر کے اپنے سامنے تو رکھتی دولت دیدار تو مجھے نصیب ہوتی اور
بالفرض اگر مار بھی ڈالتی تو حیات ابدی حاصل ہوتی شعر زندگی ہوگئی دنیا کے پھنساؤں سے چھٹے ٭ مرنے والوں کو
حیات ابدی ہے پھانسی ٭ اسی حالت میں تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ
اچھا بھئی ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اور یہ کہکر اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا صحرا کی طرف دیکھنے لگا وہ شب ماہ کی

کیفیت وہ ہوا کی سردی وہ نسیم کی اٹھکھیلیان عمرو کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک طفل ماہ طلعت سبزہ رنگ
بڑی بڑی آنکھین چڑھی بھوین چودہ پندرہ برس کا سن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ و پیراستہ دکھائی دیا اور آکر عمرو
کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ مجھے کچھ خدمت عالی مین گذارش کرنا ہی مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس
سے ہٹجا عمرو نے کہا کہ بھئی کیون بگڑ گئے ہو یہ کچھ کہیگا مین اس سے دو باتین سن لون مہتر قران چپ ہو رہا وہ
طفل یا تو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر چلے لیتے دیکھکر خواجہ کو سب سے علحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہو بھئی کیا کہتے
ہو اور حالت عمرو کی اُس لڑکے کو دیکھکر یہ ہو کہ جی چاہتا ہو کہ اُس لڑکے کو سر پر چڑھالون گلے سے لگا لون کلیجے
مین بٹھا لون لیکن اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران مین درد عشق مین گرفتار رہون غلام ہون ملکہ یاقوت ملک کا
ایک عیاریچی ہو کہ نام اُسکا دلارام ہی ملکہ کے گھر کی مختار رہتی وہ مجھپر مائل ہوئی مین اسپر شیدا ہوا ایک روز ملکہ نے مجھکو
اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا ادھر تو مجھکو قید کیا ادھر دلارام کو زندانخانے مین بھجوا دیا آج مین نے موقع پاکر
عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑدین تو مین عمرو کو گرفتار کرلاؤن مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلا کر قید سے رہا کیا اور کہا کہ ای
مقبل اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو مین دلارام پر کیا موقوف ہی بہت کچھ تجھے دونگی اس بہانے سے چھوٹا ہون
خواجہ سلامت مین آپ کے غلامون کی بھی برابری نہین کرسکتا بھلا آپ کو مین کیونکر اسیر کرونگا مگر آپ کی خدمت
مین آیا ہون اسواسطے کہ محرم راز ملکہ کا ہون خوب اُسکے حال سے آگاہ ہون اگر حضور دلارام کو مجھے دلوا دین تو
مین یاقوت ملک کو آپ کے ہاتھون گرفتار کروا دون عمرو نے کہا ای مقبول قسم ہی مجھپر اپنے دین و مذہب کی
اگر تو یاقوت ملک کو میرے ہاتھون گرفتار کروا دے تو ایک دلارام پر کیا موقوف ہی بہت کچھ تجھے دونگا بس اُسنے
کہا کہ خواجہ مین جاکر آپ کے انتظار مین فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہون کہا کہ اچھا تو چل مین آتا ہون وہ لڑکا
تو چلا گیا مہتر قران نے عمرو سے پوچھا کہ کہئے یہ لڑکا کون تھا کہان سے آیا تھا کیا کہتا تھا عمرو نے برہم ہو کر جواب دیا
کہ مین تمکو کیا بتاؤن نہ کہنے کا موقع ہو تو کیونکر کہون قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمہ کے آیا کھانا کھا کر ٹہلنے لگا
ٹہلتے ٹہلتے قران کی نگاہ بچا کر نکلگیا جنگل کا راستہ لیا جیمین کہتا ہی عمرو لڑائی مین خدا جانے تو اُسپر غالب آئے
یا وہ تجھپر غالب آئے اس سے بہتر یہی ہو کہ اگر یاقوت ملک ہاتھ لگے تو اُسے پکڑ لاؤ اور خدا کرے اُس لڑکے
سے ملاقات ہو جائے دیکھیے وہ ملتا ہی یا نہین اور اگر حقیقت مین وہ عاشق ہی تو تجھے لیگا اور اگر دروغ گو تھا تو کاہیکو
ملیگا پھر اپنے دل مین کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیون آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ ایک
درخت برگد کا ہی تھالا گرد اُسکے بندھا ہوا ہی اُسپر وہ لڑکا ملول پانون لٹکائے بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی **نظم**

کوئی مدعا بر آتا نہ دعا مین کب اثر تھا	اُسے پاس تو ڈسٹی جو اک آسرے کا در تھا
جو خیال اُنکو آیا وہ مرا پیامبر تھا	شب غم تھا کون آشنا کہ جو حال اُس سے کہتا

اور کبھی کہتا ہی کہ ای پروردگار خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار کو بھیجدے اور اس سے
سرخرو کر عمرو نے پکارا کہ ارے میان مین آیا اُسنے آگے بڑھکر سلام کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اُسکے
ساتھ ہوا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ خیمے لشکر یاقوت ملک کے معلوم ہوئے اور قریب
آئے طلایہ کے گشت والون کی آواز کان مین آئی عمرو نے کہا اب آگے نہ جائیے اور یہ جو خیمہ پر تکلف معلوم ہوتا ہی
یاقوت ملک کا ہو مگر وہ اسمین نہین ہی یہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہی وہ خیمہ جو دور پرانا سا معلوم ہوتا ہی کہ ہزاروں پیوند
اسمین لگے ہین باہر سے اُسکا فاصلہ کچھ نہین ہی اندر سے بہت ٭ ان کیا ہوا ہی اسمین یاقوت ملک سوتی ہی آپ
یہان سے نقب کنی کرتے ہوئے چلیے غلام باہر باہر آتا ہی عمرو نے کہا اچھا اور پکڑ کر خنجر نقب کنی کرتا ہوا چلا ایک جا پکڑی

کے غصے مین دوسرا سر النقب کا اُسی خیمے مین ملا دیکھا تو واقعاً خیمہ بہت تکلف کا ہے اور ملکہ غافل پلنگ
پر سو رہی ہے اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا ہے اُسنے اشارہ کیا کہ عمرو اُس نقب سے نکلا چاہتا ہے ارادہ پلنگ کی طرف
جانیکا ہے کہ حلقہاے کمند پانون مین پڑے عمرو جھکا کہ جیسے پانون مین گیا ہے کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا
عیار بچیون نے آکر مشکیں باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ باش او ساربان زادے دیکھا تو نے
کہ مین نے کیونکر تجھے اسیر کیا عمرو پکارا اے ملکہ یہ گرفتار ہونا عین رہائی ہے اُسنے کہا کہ رو دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون
اور جا کر دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیار بچیون سے کہا کہ دیکھو اس موے مکار کو کیونکر
اسیر کیا ہے اب کہا کہ بلاؤن آپ ہی کا کام تھا اور ہر ایک نے قدم لیے ہاتھ چومے رات کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہے عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہے یاقوت ملک شراب پی رہی ہے دور دار اُسکا عمرو پر پھینک رہی ہے کباب کھا کھا کر بیان
عمرو پہ مارتی ہے عمرو کہہ رہا ہے کہ ملا یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے ہم مار کھائین کیا جان کو چین آتا ہے کباب جی کو راحت ملتی
ہے وہ کہہ رہی ہے کہ موے صبح کو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور وہ جو عیار بچیان ہین کوئی ان مین سے کہتی ہے اسکی ناک
کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہے کیا ذرا ذراسی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہے اسکے دیدے نکال لو کوئی کہتی ہے کہ ارے تو نے کبھی اپنی
صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہے اسی صورت پر ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی ہے عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سن رہا ہے کلیجہ
آتش ملامت سے بھُن رہا ہے دل مین کہہ رہا ہے کہ کیون اے فلک ناہنجار یہ تو نے کیا کیا یون مین گرفتار کروایا اسی حالت
مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب بھی دیکھنے لگے بس یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جس وقت قریب
آئی دیکھا کہ الماس بادپا ہے اُسنے آتے ہی ملکہ کو سلام کیا بس ملکہ اُسے دیکھتے ہی بشاش ہوگئی کہا اے الماس بادپا
کیونکر تو نے نجات پائی کہا کہ بلاؤن تمام عیارون مین غل ہے کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگی سب موے بدحواس
ہو رہے ہین کسی کو کسی کا ہوش نہین ہے وہ مرلیا حبشی بھی کسی طرف کو گیا ہوا ہے ملکہ نے کہا ارے وہ بلاے بیدرمان
آفت جہان ہمارے چوکی پہرہ ہر طرف قائم رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آ جائے کہ اتنے مین الماس بادپا نے
پوچھا بلاؤن وہ ساربان زادہ کدھر ہے کہا کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہے یہ بولی کہ دریان آپ نے اسے پھر زندہ کیون
رکھا ہے کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ کالی بلا آکر اسے چھڑا لیجائے بلاؤن مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور تیغ کھینچکر
دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ اے الماس بادپا ارے ابھی نہ اُسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجا کر سب کے سامنے اُسے مارینگے
ادھر اور عیار بچیان بھی پکار رہی ہین کہ ارے ملکہ منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس بادپا ایک کی نہین سنتی
یہانتک کہ عمرو کے پاس پہونچی اور پیچھے سے رسی کاٹ کے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کر کے نعرہ کیا کہ بدان آگاہ باشید
کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران صاحب بغدہ گران نظر کردہ علی عمران یعنے مہتر قران **نعرہ قران**

منم غلام حیدر و مہتر قرانم	بلاے جان براے کافرانم	ہم جہان سرہنگ و خنجر گذاری	سیاح الکبیر چون باد بہاری

لیجا مین اُستاد کو اپنے ہے کوئی ایسا کہ مجھے روک لے اور جست کر کے قنات کے پار جا رہا عیار بچیان چلاتی دوڑین کہ
لینا پکڑنا جو قریب آیا قران نے بغدہ مارا کہ دو ٹکڑے ہو لی کئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دے کر کمندون کو
توڑ کر دس پانچ کو مار کر صاف لیے ہوئے چلا گیا عیار بچیان دیکھتی رہ گئین قران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا
تخت پر بٹھایا کہا کہ اُستاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کر کے لیجا چکی تھی
اور مین تو اس ارادے پر گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمدللہ کہ عیاری بن پڑی عمرو نے کہا اے
قران عشق جنون کی قسم نے ہے مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور بھی دیکھیے

اب کیا ہوتا ہی قران نے کہا اُستاد آپ ذرا اپنے ہوش درست رکھئے کیا حقیقت اسکی ہی اور امیدوار ہون کہ آپ
جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اُس سے پہلے مجھے آگاہ کردیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ تو
بج ہی چکا تھا اب عمرو وغیرہ کارزار کی طرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے لنگیرون کے نیچے ٹھہرے ادھر سے
ملکہ یاقوت ملک عیار بچیون کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام
سرداران عالیمقام وارد میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نعرے کرکے چلے گئے
کرسمن کمند انداز سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیون حساب
ایک تم باقی ہو سو تمھارا بھی یہ ارادہ ہی کہ ہمین تنہا کرو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤن اور میری بہنین
تو اپنے اپنے نام کر گئین ایک مین رہجاؤن تو زمانہ کیا کہیگا غرض بشکل ملکہ نے اجازت میدان دی سمن سلام کرکے
وہین سے جست کرکے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی بعد ایک پہر کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اب گھڑی بھر تک
تیغ کے جوہر دکھائے بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا کہ گلباد عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
عمرو نے کہا جاؤ بھئی تم بھی اپنی معشوقہ کو لے آؤ گلباد سلام کرکے جست وخیز کرتا ہوا سامنے سمن کمند انداز کے آیا اور پکارا
کہ سمنتو عاشق صادق ہین کہو تو پاؤن پر سر رکھدین سمن نے کہا کہ موئے ہوشیار ہو اور پتھر کلہ کو پھین مین دے کر اُسکے
مارا اُسنے خالی دیا سمن نے دو دستی پتھر مارے وہ بھی اُسنے خالی دیے جب توبڑا خالی ہوگیا اب ایک پتھر ہاتھ مین سمن کے
رہا اُسنے کہا کہ لے ہوشیار ہو یہ پیغام اجل ہی اور پتھر مارا گلباد نے کہا کہ ہم بھی جان فدا کیے دیتے ہین اور وہین کھڑا رہا کہ
وہ پتھر گھٹنے پر گلباد کے پڑا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور گلباد اچھلکر گرا سمن دوڑی اور جھکی کہ مشکین باندھے وہ بس
گلباد نے ساتون حلقے کمند کے گردن مین مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری بس گلباد نے اُسکی مشکین باندھ لین اور سامنے
عمرو کے لے آیا عمرو نے بجائے خلعت کے یہی طرہ پھولون کا عنایت کیا اُسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا یاقوت ملک
طبل بازگشت بجواکر پھری اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی عمرو پکارا کہ کل یہ عاشق جانباز اپنی جان
تمپر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیار بچیون سے کہا کہ کل تم سب
اپنی اپنی تیاری کرکے ہمارے تخت کے ساتھ ہولینا سبھون نے عرض کی کہ حضور بہت خوب اور اپنی تیاری مین مصروف
ہوئین ادھر عمرو کو خبر ہوئی یہان بھی نقارہ بجا اور سب عیارون کو حکم ہوا کہ بھئی کل ہم دولھا بنکر میدان مین جائینگے تم
سب براتیون کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری ہی یا تو ملکہ کو بیاہ لائے یا عروس مرگ سے ہمکنار
ہوئے بس اُدھر تو طبل جنگ بجا ادھر عیار اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے عمرو نے مہتر قران سے کہا کہ بھئی
کل مجھسے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج مین حمزہ سے رخصت ہو آؤن قران نے کہا بہت
مناسب ہی چلیے مین بھی آپ کے ساتھ ہون عمرو وہان سے روانہ ہوا یہان امیر مقبل سے فرما رہے ہین کہ تم جاکر
ہمارے یار وفادار عمرو بن اُمیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اُسے دیکھ لین کل اُس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہی
دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آیا اور بادشاہ کو مجرا کیا امیر کو سلام بجالایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے
عمرو قدمون پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا نہایت جی چاہتا تھا کہ تمھین دیکھ لین
کہو کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہی کہ دولھا بنکر میدان مین جائیے اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لائیے
یا عروس مرگ سے ہمکنار ہو جیئے امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا مزہ تمھارے دم تک ہی اگر کچھ نوع دگر ہوئی تو ہم
یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دیدینگے عمرو نے کہا حمزہ تمھارے تو چارہ نہین ہی ورنہ یاقوت ملک

کیا ہو انشاء اللہ تعالیٰ گرفتار کرکے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمہارا تو یہ دستور نہ تھا کہ تم سرنگوں ہوکر
حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑتے صورت بدلکر لڑتے عمرو نے کہا حمزہ معشوق سے دھوکے کی لڑائی لڑنے کو جی
نہیں چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پر آگئی ہو کہ جب اُسکو دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون
ہوش وحواس بجا نہین رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا اور حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت
چاہتا ہو کہ دولھا بنکر میدان مین جائے اور تمام سرداران اسلام ساتھ ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمہارے ساتھ
ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے
خوب رویا بعد اسکے رخصت ہوکر اپنے خیمے کو راہی ہوا امیر نے سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات
رہے سے براتی بنکر میرے ساتھ چلنا ہوگا سبنے عرض کیا آنکھون سے حاضر ہونگے عمرو مع دہتران خیمے مین آ کھانا کھا کر
لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کب آتی ہو ادھر قران یہ سوچا کہ کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہو اب اُستاد کہان جائینگے
لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو و قران کو غافل پاکر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کرکے
نکل گیا نصف میدان طے کیا کہ خیال مین آیا کہ نقب کنی کرکے یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے بس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا
شروع کی قضائے کار اُدھر سے یاقوت ملک نقب کنی کرتی ہوئی آتی ہو دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی
حیلہ عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایک نے دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا ای محبوب جانی تمہارا اشتیاق
ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمہاری دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا ای عمرو مین بھی تیرے
پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے
باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہو ثریا کا پھولا ہوا ہو چاندنی چھٹکی ہوئی ہو سبزہ فرسخ در فرسخ ہو ہوا سرد چل رہی ہو
رات قریب دوپہر کے آچکی ہو دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو و کہتا ہو
کہ ای ملکہ مجھکو تو اپنا غلام سمجھو یہ ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی آتی ہو کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہو کہ
خواجہ ہم تم ہون اور عیش ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے کرتے یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر
سفیدہ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہوکر گرا لیکن ایک ڈبیہ یاقوت کی کمر سے عمرو کی نکل پڑی یاقوت ملک
نے اُس ڈبیہ کو اُٹھا لیا اور کھولا اسمین سے غبار بیہوشی اڑا یاقوت ملک بھی بیہوش ہوکر گری اور اسطرح گری کہ عمرو
کے منھ سے منھ ملگیا گویا عمرو کے جذب ماس نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون بیہوش پڑے تھے کہ ادھر سے سمک یلطاقی
لشکر یاقوت ملک کی سیر کرکے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص صحرا مین لیٹے ہوئے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو
اور یاقوت ملک کو پایا جی مین کہتا ہو کہ یاقوت ملک کو بھی اُستاد سے محبت ہو گیا سینے سے سینہ منھ سے منھ ملا ہے
دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ ای سمک یہ کونسا مقام سونے کا ہو تو انکو باندھکر یہان سے چل پھر دیکھا جائیگا
یہ ارادہ کرکے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر استاد جاگتے ہونگے تو کیسا تجھ پر خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا
ای سمک دیکھو تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم آگے بڑھا تھا پھر رعب سے عمرو کے پسپا ہوا اسی حالت مین تھا کہ
دہتر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہو کبھی پیچھے ہٹ آتا ہو قران
نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہو جو آگے بڑھتا ہو اور پیچھے ہٹتا ہو قریب جو آیا سمک یلطاقی کو پایا پکارا کہ ای سمک یہ تجھے
کیا ہوا ہو کیون تانا بانا کر رہا ہو قران کی آواز جو سمک کے کان مین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا
کہا خلیفہ آپ بر وقت پہونچے یہان آئیے اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین اُستاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون

سمک نے کہا اُستاد بھی تو یہاں ہیں اب مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی اُستاد غافل پڑے ہیں اور یاقوت ملک
برابر بیٹھی ہوئی ہے سمک سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ استاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہے اور اُستاد کی عیاری سے
وہ بیہوش ہوئی ہے بہتر یہ ہے تامل کس لئے کرتا ہے چلو دونوں کو اُٹھا لے چلیں سمک بولا میں اسی تردد میں تھا کہ عاشق و معشوق
سوتے ہیں کیونکر پاس جاؤں کہا ابھی تمھیں کچھ خبر ہے یہ کہکر قران قریب گیا اور عمرو کو اُسی طرح بیہوش باندھکر پشتارہ
پیٹھ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اُٹھایا دونوں اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں داخل ہوتے
ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس لیٹے
دیکھا گلے میں ہاتھ ڈالدیئے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر پایا اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ میں نے
کئی مرتبہ تمھیں گرفتار کیا اور مہتر قران تمھیں چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے میں بیہوش ہوئی مگر تم مجھے نہیں لائے اگر میری
عیار بچیاں پہلے پہونچ جاتیں وہ اُٹھا لیجاتیں اب بھی میں ہی تم پر غالب ہوں تمھیں مناسب ہے کہ اب مجھے جانے دو اور مجھے
میدان میں غالب کرنے کی ہے ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو نہ چھوڑیئے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا
آپ شوق سے جایئے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہے یاقوت ملک نے کہا خواجہ جو اگر یہی ہے تو میری ساتوں
عیار بچیوں کو بھی چھوڑ دو کہ میں ساتھ لیتی جاؤں گی تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہے اگر تم غالب ہوئے تو میں تمھاری کنیز ہوں
اگر میں غالب آئی تو مجھے اختیار رہے عمرو نے کہا بہتر اور اُسی وقت ساتوں عیار بچیوں کو زندانخانے سے بلوا کر قید انکی دور کرکے
ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی وہاں سے اپنے خیمے میں آئی اور سب سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھپر عاشق ہے میں
اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کرکے میدان میں جاؤنگی کہ وہ اور زیادہ فریفتہ ہو کر بدہوش ہو جائے اور میں اسیر کرکے سبکے
سامنے لے آؤں سب نے کہا بلائیں لوں بہت مناسب ہے ملکہ آراستگی میں مصروف ہوئی اور عیار بچیاں بھی اپنی اپنی
تیاری کرنے لگیں اُدھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ مجھے بھی
ہمیں آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پہنایا سہرہ موتیوں کا سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اُسمیں چھپ گیا اور
تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار فرغول اور بادھری کے باندھنے والے قنطورہ زرنفتی و پاتادہ سقرلاتی پہنے
ہوئے ساتھ ہوئے تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان پہونچے عمرو نے
سلام کیا امیر نے ہنسکر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو ہمیں سلام کرنا چاہیے باقی تمام سرداروں نے عمرو کو سلام کیا کرب
نے آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھاما ایک علمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے سنبھالا لاکھ سردار
لباس پر تکلف پہنے ہوئے مثل براتیوں کے گرد تخت عمرو کے ہوئے نوبت نقارہ بجا ہوا شہنائی بجتی ہوئی تخت
جمشیدی اور فر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان میں پہونچی اُدھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار
پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج کج سر پر رکھا ہوا پچھا کمند کا نیچے سر سامنے موجود تمام عیار بچیاں آستینیں چڑھائے باتے
عیاری کے بدن پر لگائے تخت کے ساتھ باغ سے باہر آئیں میدان میں پہونچیں دیکھا تو عجب ہنگامہ ہے کہ تمام لشکر اسلام
از کہتر تا مہتر ادنے و اعلی سب تماشا دیکھنے آئے ہیں انبوہ عالم ہجوم خلائق ہے حمزہ صاحبقران مع سرداران عمرو کی جلو
میں موجود ہیں یاقوت ملک نے الماس باد پا سے کہا کہ بڑا رتبہ ہے عمرو کا تو دیکھتی ہے کہ صاحبقران اُسکی جلو میں
ہیں لیکن جب یاقوت ملک میدان میں آکر ٹھہری صاحبقران مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت
میں آئے مجرا کیے کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام کی طرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ میں عمرو کے پاس موجود رہتا مگر اس
سبب سے چلا آیا کہ مبادا یاقوت ملک کو گمان گذرے کہ امیر عمرو کی کمک کو آئے ہیں اور عمرو نے بھی بجبر صاحبقران کو

رخصت کر دیا الغرض جس وقت صف آرائی ہو چکی اور میدان جنگ درست ہو چکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے
جست کر کے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی خوب سلح شوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جس وقت
پاؤن زمین سے آشنا ہوئے چار غول چالیس عیار بچیون کے سامنے آکر کھڑے ہوئے ایک غول مین کمسن تھین ایک مین
نوجوان عورتین تھین ایک غول ادھیڑون کا ایک بوڑھون کا تھا اور چارون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول
بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوئے اور چند عیار بچیون نے ایک درخت نقرۂ مصقول کا لاکر بیچ مین نصب کیا تھا کہ
پتے اسکے زمرد کے تھے شاخین طلائے احمر کی تھین ہر شاخ مین حلقہائے طلائی نصب تھے اور ہر حلقے مین خوشہائے مروارید
آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اُس درخت کے چکر مارنے لگی تین چکر مار کر غول مین زرد پوشون کے آکر گری بس اسکی
بھی ویسی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا لگا نیچہ چلنے دو گھڑی تک خوب نیچہ چلا الماس پادو پا نے آواز دی کہ
ہاں جو کوئی پہچان سکتا ہو کہ ملکہ انمین کونسی ہے تمام عیار بچیون نے خیال کیا نہ پہچان سکین ملکہ نے اُس غول سے نکلکر تین
چکر پھر گرد اُس درخت کے مارے دوسری مرتبہ سیاہ پوشون کے غول مین آکر گری انمین بھی نیچہ چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن تھا
وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا دو گھڑی تک اُس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جا کر
گری وہی وضع وہی طرح تھی پھر سرخ پوشون مین جا رلی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی عمر تھی اب چارون غولون سے فراغت
کر کے گوپھن ہاتھ مین لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اُڑ گیا الماس پادو پا نے کہا کہ بلالون یہ تکلف نہین ہے کہ سارا
خوشہ مروارید آپ نے اُڑا دیا لطف یہ ہے کہ ایک موتی گچھے مین سے اُڑ جائے اور موتیون کو خراش نہ پہنچے کہا اچھا ذرا یہ بھی
پتھر جو مارا تو ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ جب ہنر اپنے دکھا چکی
میدان مین تھمکر پکاری کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اُترا تمام عیار ساتھ تھے سبکو رخصت کر دیا آپ
سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ اے سرو گلشن ناز واے گلبن چمن انداز یہ گنہگار حاضر ہے سر نذر کرنے کو آیا ہے اگر قبول ہو تو
زہے عز و شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش و حواس درست کرو
عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آجتک لڑا ہے جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین
معشوق نہین ہون تمھاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفا کار ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر
ہوتی ہے ملکہ بولی ایسی باتین بہت سنی ہین بے خبر دار ہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو پکارا کہ تم شوق سے قتل کرو
یاقوت ملک پیچھے ہٹی اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مار اگر لے اسے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا شعر
اکنون کہ تنہا دیدمت لطف آر آزارے مکن ** تیغے مکش سنگے بزن تلخی مگو کارے مکن ** ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر مارا بوچھار
کر دی عمرو خالی دے رہا ہے کبھی اُچک جاتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی دہنی طرف ہٹ جاتا ہے کبھی بائین طرف چھپ جاتا ہے ملکہ نے
دیکھا کہ یہ پتھر نہین کھاتا ہے دو دستی پتھر مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہ رہا ہے کہ مین ہتھیار نہ کرونگا
یہانتک کہ ملکہ پتھر مار مار کر تھکی تو توبڑا اُسکا خالی ہو گیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی بچنے لگا دو دستی کمند ملکہ
مارتی ہے لیکن عمرو اُسکے دام مین نہین آتا آخر کار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر بھی نہ کھایا اور کہا کہ ملکہ مین
عاشق صادق ہون میرا ہاتھ تیر نہ اُٹھیگا جب وہ خنجر مار کر بھی تھکی کہا کہ رہ اب تیغ سے سر تیرا کاٹتی ہون خنجر پھینکا تیغ میان
سے لیا لگی تیغ مارنے عمرو ہنسنے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ تم ہمکو عاشق صادق اپنا نہین جانتی ہو پچھتاؤ گی اور ہمارا جینا تو بیشک
ہے اب جان اپنی تیغ دیتے ہین خیر چرچا ہماری وفا کا رہیگا عاشقان صادق مین محسوب ہونگے القصہ جب تیغ
یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر سر تیغ ہے بشمشیر حبیب ** ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ** اب جو

تیغ گردن پر پڑتا ہی صاف گلے کو کاٹ کر نکلگیا سر تن سے جدا ہوکر گرا اور آواز گلوے بریدہ سے بلند ہوئی شعر سر سر بار کی تو فدا شد
چہ بجا شد ✤ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ✤ اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوے تھے جیسے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے **یاقوت ملک** کے قتل ہوا جہان آنکھوں مین تیرہ و تار ہوگیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان چاک کیا
پکارتے ہوئے دوڑے کہ اے یار وفا شعار اے مونس و غمخوار حمزہ آخر تو رہرو راہ عدم ہوا جان اپنی معشوق پر نثار کی
بھئی ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اپنے ساتھ لیچلو اُدھر **کرب غازی** نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ اے پدر بزرگوار مجھکو اپنے
ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتہ ہوگیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن **یاقوت ملک** نے جو دیکھا کہ
عمرو عاشق صادق تھا جان تجھپر نثار کی ہین یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دیدیگا روتی ہوئی عمرو کے سرہانے
آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اٹھائے بس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین **یاقوت ملک** کے پڑ گئے
جھٹکا دیا کہ زمین پر گری بس عمرو اُسکو باندھکے بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے گھبرا کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہی پشتارہ **یاقوت ملک** کا پشت پر لگا ہوا ہی بے اختیار کہا
کہ خواجہ تم زندہ کیونکر ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے بناکر اُسمین شہاب بھر کر
باندھا تھا اُس سر کو مین نے کٹوا دیا اور گر پڑا جب **یاقوت ملک** میرے قریب آئی تو مین نے اُسے بہ فریب کمند مار کر
پکڑ لیا غرض امیر بہت خوش ہوئے اور **یاقوت ملک** سے پوچھا کہ اب تجھمین کوئی حجت باقی نہین رہی **یاقوت ملک**
بولی کہ مجھے کوئی حجت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہے مجھے بیچ دے **صاحبقران** نے خلعت دیا **یاقوت ملک**
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور وہان سے رخصت ہوکر اپنے باغ مین آئی سب عیار بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن
دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا کرسی عنایت ہوئی **یاقوت ملک** اُسپر بیٹھی **صاحبقران** نے فرمایا اے **یاقوت ملک** جا کر
ماں تجھے بیٹھو شادی کی تیاری کرو اُسنے کہا کنیز یہی پوچھنے حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی **یاقوت ملک** کے
ساتھ ہوئی اور قران کی شادی **الماس باد پا** کے ساتھ اور چالاک کا عقد **شعلہ شمشیر زن** کے ہمراہ اور **برق فرنگی** کا
نکاح غزال کے ساتھ اور ترک خطائی کا عقد **صنوبر خنجر زن** کے ہمراہ اور **شعیدہ نقب زن** **ابوالفتح** کے ساتھ بیاہی گئی اور
نسرین بخجر بلخی کے ساتھ اور سیمین کمند انداز گلباد کے ساتھ اور عیار بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین
بعد اسکے **یاقوت ملک** نے **حمزہ صاحبقران** اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت کی **عقیق** کوہ مین کی پھر امیر
وہان سے در بند قمھوریہ پر آئے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کدھر بھاگ گیا عرض کی کہ اب وہ درہ شبنم مین داخل
ہی یہ سنتے ہی پہلوان **عادی** کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر درہ شبنم کی طرف چلو **عادی** نے حکم سنکر اُسی وقت بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان در بند ششم فرعونیہ یعنی درہ شبنم کے بیان کیے جاتے ہین

کرزمرد شاہ **باختری** بھاگ کر جب درہ شبنم کے پاس پہونچا مالک وہانکا **زیمان بن قنطور شاہ** تھا اُسنے اپنے سردارون
سے صلاح کی کہ زمرد شاہ بڑا بھائی ہو فرعون شاہ کا مدد کرنا اُسکی جملہ واجبات سے ہی سبھون نے عرض کیا کہ درست ہی بس
زیمان تحفے اور کشتیان نذر کے لیے ساتھ لیکر خدمت لقا بے بقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہی تو شہر مین تشریف لیچلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اُسی وقت سوار ہوکر ساتھ اسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے
کے اُترا آپ داخل قلعہ ہوا زیمان نے دعوت ضیافت کی بختیارک نے زیمان سے پوچھا کہ آپ نے کچھ ہوا مین بناہ
دیا ہی کیا سمجھ کر دیا ہی ہمارے پیچھے ایک اژدہاے ہفت سر آتا ہی اُس سے کون سامنا کریگا آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین کوئی
پہلوان آپ کے پاس ایسا ہی کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہی نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہی پھر آپ کیا کیجیے گا

بہتر یہ ہو کہ آپ ہماری دعوت کر چلے اب ہمین رخصت دیجیے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جائین کسواسطے کہ اگر حمزہ آجائیگا تو
بھاگنا مشکل پڑ جائیگا نریمان نے بختیارک کے کلام سُنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ
یہان آئیگا تو تدبیر اسکی قرار واقعی ہو جائیگی حقیقت مین مین تو مقابل لشکر حمزہ نہین ہو سکتا مگر مددگار میرے ایسے ہین کہ لشکر
حمزہ کا ایک لمحہ بھر مین کام تمام کرینگے اور مین اپنے سب دوستون کو نامے لکھتا ہون انھین بلواتا ہون یہ کہکر سوچنے لگا
سر جھکا کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا اُسی وقت خیال مین گذرا کہ قیطاس جادو دستار بدل بھائی ہی ساحر مشمش جادو کا
اُس سے اور مجھسے دوستی کمال ہی اور اُس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہین کہ جب کوئی وقت خیر آئیگا تو ہماری دوستی کا حال
کھلجائیگا ای نریمان قیطاس جادو کو نامہ لکھ وہ دوست صادق ہی مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال دل مین لا کر دبیر کو
بلا کر کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اُسکا یہ ہو کہ خداوند باختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف لائے
ہین اور تعاقب مین اُنکے خدا پرست چلے آتے ہین آپ کو لائق و لازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھائیے تو پانی یہان
آکر دھوئیے جلد تشریف لائیے ایک تو ہمارا حق دوستی آپ پر ہی دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق و لازم ہی بڑی
ناموری کا محل ہی جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب لیکر جلد
وہ نامہ لیکر روانہ ہوا نریمان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نہ کرین دیکھیے کہ ہوتا کیا ہی بختیارک نے پوچھا
کہ کسے آپ نے نامہ لکھا ہی نریمان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ ای بختیارک قیطاس کو وہ
مین بھائی ہی ساحر مشمش جادو کا قیطاس جادو اُسکا نام ہی اُسے مین نے بلایا ہی جب مین مقرب خداوند
فرعون شاہ تھا تو اُس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہی کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا ای نریمان تم
خدا پرستون سے ابھی واقف نہین ہوا انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے ہین ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران مشہور تھی اُسے چاہ الماس کے اندر گھسکر مارا ہی اور جادوگرون کی کیا حقیقت ہی نریمان بولا کہ ملک جی خدا جانے
کس پیچ سے دمامہ جادو ماری گئی اُسکی بہنیچی حمزہ کی شریک ہو گئی ورنہ دمامہ پر کون غالب آسکتا ملک جی
یہان ایسا نہو گا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش و عشرت مین مصروف ہوا بعد چند روز کے ہرکارون نے
خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا لقا یہ خبر سُنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا جام شراب
ہاتھ سے گر کر چور ہو گیا وہی لذت شکست کھا کر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے نریمان سے کہا کہ ابتک
کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہاہلکو مفت مین گرفتار کروایا نریمان متردد متفکر اُٹھکر شہر کی طرف چلا مگر یہان
حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر جلوہ گر ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افزا ہین سردارون کا دور بندھا ہوا ہی
ناچ ہو رہا ہی جام شراب گردش مین ہی کہ رؤساے فرعونیہ جو بیٹھے ہوئے تھے مانند قمہور اور محراب شاہ اور
مصاحب شاہ وغیرہ کے امیر نے اُنسے پوچھا کہ صاحبو ملک درہ شمشیم کچھ زبردست ہی یا کوئی پہلوان زور آور ہی یا کسی
عیار کا اُسے بھروسا ہی یا کوئی ساحر اسکا شریک ہی جو اُسنے لقا کو اپنے پاس رکھا ہی قمہور کرگدن سوا نے عرض کیا کہ پیر و مرشد
غلام کو خوب حال اسکا معلوم ہی یہ سابق مین معشوق تھا فرعون شاہ کا بہلا پتلا اسطرح وضع یہ لڑنا کیا جانے اور
نہ کوئی پہلوان زبردست اُسکے ساتھ ہی نہ کوئی ساحر ہی نہ کوئی عیار ہی امیر نے فرمایا کہ بھی کچھ تو بھروسا ہی جب تو
وہ مقابلے کو ہمارے لشکر کے مستعد ہوا ہی کوئی مددگار اسکا پوشیدہ ہو گا اور عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ خبر لاؤ
نریمان بن قیطور شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ خفیہ مددگار اُسکے ہین مین
غافل گیا اور گرفتار ہو گیا پھر زندہ نہین بچنے کا امیر نے فرمایا کہ بھی تمھارے پاس خدمت اخباری کی ہی

اسواسطے تمسے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجیے امیر نے خلعت اور
دو توڑے منگوائے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیے اُسکے ہین جو درہ شبنم کی خبر لائے سماک ملطاقی تخت کے نیچے
سے کود اکر پیر و مرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اُٹھایا تو کار سرکار بستہ نہ رہیگا اور چلا خلعت
کی طرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑ کر وہ روپے اُٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھکر سب
دوڑتے ہین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرلون پھر جسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہان سے چلا باہر
لشکر کے آیا تھا کہ ادھر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہی اُسنے سلام کیا اور کہا کہ اُستاد کیا ارادہ ہی آپ کہان چلے کہا کہ
درہ شبنم کی خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپ کی کیا کرے گی کہا کہ بھئی قرضدارون سے ناچار ہون قران نے کہا کہ استاد
مین بھی ہمراہ ہون کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوئے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین
اپنی تبدیل کین عمرو چوبدار کی صورت بنا قران اُسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندھے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہو لیا جب دروازہ
بارگاہ پر پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ لقا اور تمام سردار اُسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین
ہی لوگون سے پوچھا کہ حاکم درہ شبنم کا کہان ہی کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہی عمرو دل مین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرین
چلکر قلعے مین اُسکی خبر لین وہان سے پھر اقران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہی
قرق ہی کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہی صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جاکر باورچی کی صورت بنکر پگڑی پیشوان سر پر دھر انگرکھا گلے مین پاجامہ پانون مین کمر بندھی
ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جابجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوئے ادھر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کی صورت بنا ہوا ہی سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے چند داغ آب فقط گوٹ لگی ہی ایک غرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پر
اُسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا بیٹا مرحبا صد مرحبا اور یہ دونون وہان سے قلعے
کی طرف چلے جب دروازے پر آئے پہرے والون نے کہا کہ کسی کے اندر جانے کا حکم نہین ہی عمرو بولا خیر ہم تو
پھرے جاتے ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر وہانسے لمبے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے
کہا کہ بھئی ہی یہ کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیکار ہوگی اور باورچی ہمارا نام لے دیگا ناحق کی بدنامی ہوگی
یہان بلاؤ اُسے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادھر تو آؤ جمعدار صاحب بلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو لیٹ کر
جواب دیا کہ ہم آکر کیا کرینگے تمنے تو ہمین جانے نہین دیا اب بلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسی طرح یہ منانے
نہین مانتے ہین کہ رہے ہین کہ ہم نہ جائینگے آخر کار جمعدار نے پانچ روپے دے کر رضامند کیا منا کر لایا اور کہا کہ اسطرف ایک
باغ ہی بادشاہ اُدھر گیا ہوا ہی آپ اس جانب نہ جائیے گا عمرو اور قران اور طرف روانہ ہوئے جب سپاہیون کی
نظر سے پوشیدہ ہوئے یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہی سبطرح کے
پھول کھلے ہوئے ہین انواع اقسام طرح کے درخت لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پر بیٹھے خوش الحانی مصروف
حمد باری ہین سیر و تماشا دیکھتے ہوئے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دو رخی ہی ایک رخ ادھر ہی ایک رخ
اُسکا دریا کی طرف ہی بادشاہ بھی اُسی طرف ہی عمرو اور قران بھی اُسی طرف کو گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کروفر سے
تاج سر پر رکھے ہوئے کرسی زرنگار پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اور دو خدمتگار اُگالدان اور رومال لیے ہوئے کھڑے ہین
عمرو اور قران نے جاکر وہ اُگالدان اُنکے ہاتھ سے لے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر
شہریمان کے پاس کھڑے ہوئے مگر شہریمان اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ افسوس تو مفت مین قتیل ہوا لقا کو ناحق اپنے پاس تونے ٹھہرایا

اور کون کسی کی مدد کو آتا ہے جان دینا بہت دشوار ہے برے وقت مین کوئی کسی کا ساتھ نہین دیتا شعر افسوس دل اپنا بھی
تو اپنا نہین ہوتا ۔ ہان سچ ہے کہ کوئی بھی کسی نہین ہوتا ۔ اسی فکر مین تھے کہ ایک ابر تیرہ و تار ہیکل قیطاس کوہ کیطرف
سے اٹھا اور طرفۃ العین مین اُس باغ پر آکر گھر گیا اور اسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہائے آتش
اسمین سے نکلنے لگے بس نریمان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ تجھ پر نازل ہوا ہے تو نے جو بے اطلاع خداوند
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا بس خوف سے کانپنے لگا یہ توبہ پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہو گی عمرو حیران کھڑا
دیکھ رہا ہے کہ وہ ابر پھٹا اور اسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اُسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب
آیا اُسپر ایک عورت مانند دیونی کے بیٹھی ہوئی ہے بیتالیس ارج کا قد بال قیلہ قیلہ چھوٹے ہوئے ہین بال نہین ہین
معلوم ہوتا ہے کہ مار سیاہ اُسکے سر مین لپٹے ہوے ہین تو بڑا سا منھ گالون پر داغ چیچک کے قطرے بڑے غار ہر غار مین جہانسا
اٹھا ہوا جہاسے کے سرے پر ایک ایک بال مانند سوے فیل کے آنکھین مانند کہربا زرد ہا تھے برقشقہ کھنچا ہوا دونون بھون
کے بیچ مین ٹیکہ سیندور کا دیا ہوا دونون چھاتیان مانند جھلجھلائے ہوئے بیگنون کے لٹکی ہوئی عجب ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے دونون آنچل دونون کاندھون پر پڑے ہوئے بت کمنی سے شانے تک بندھے
ہوئے سرخ تافتے کا لہنگا پانون مین منھ سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے عمرو یہ ہیئت دیکھتے ہی ڈر کانپنے لگا گھبرا گیا اپنے
دل مین کہا کہ اے عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہونچے گی جو یہ عالم تیرا ہوا ہے خدا جلد اہل اسلام کو اسکے شر سے
محفوظ رکھے مگر وہ جادوگرنی جب زمین پر آئی دو ای چالیس اسکی مصاحبین اور کنیزین اسکے ساتھ تھین اُسنے کہا ارے
دیکھو تو کوئی مالک اِس باغ کا ہے وہ ڈھونڈھنے لگین ایک جگہ دیکھا ایک شخص تاج سر سے اُتارے ہوئے ہاتھ
کولے پر رکھے زمین پر اوندھا پڑا ہوا توبہ توبہ کر رہا ہے کہا معلوم ہوتا ہے کہ مالک یہانکا وہی ہے یہ ساحرہ کہ نام اسکا خورشید جادو
ہے اُسکے پاس آئی ہاتھ پکڑ کر نریمان کا اٹھا لیا اور کہا ارے کیون توبہ توبہ پکار رہا ہے سیدھا تو ہو کچھ حال تو بیان کر نریمان نے
وہ صورت عجیب جو دیکھی گھبرا گیا کہا کہ مین بیشک خطاوار ہون جو چاہیے سو کیجیے اُسنے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا نام
بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اُسنے کہا کہ ارے خوف نکر بدحواس نہو اگر تو یہانکا بادشاہ ہے اور نریمان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہے تو آگاہ ہو کہ مین تیری مدد کو قیطاس کوہ سے آئی ہون یہ کلمہ سنکر اسکی جان مین جان آئی
بولا کہ ہان مین نے قیطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام نریمان ہے مین نے یہ مدد
کسی کی کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہین معلوم کیا آفت آئی ہے خورشید جادو نے کہا کہ جسوقت نامہ تمھارا
پہونچا مین اپنے باپ قیطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قیطاس جادو نے کہا کہ نریمان میرا
مدت کا دوست ہے مین اُسکی مدد کو جاؤنگا مین نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کاہیکو تکلیف کرین مین جاکر جتنے خدا پرست
ہین سبکا کام تمام کرونگی ایک آدمی کا زندہ نہ چھوڑونگی بس مین رخصت ہوکر ادھر کو روانہ ہوئی یہان جو آئی تمھین
اس حال مین مبتلا دیکھا نریمان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھلی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے نام نامی
اور اسم گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہین نریمان نے کہا اے خورشید جادو تمھا خدا اے باختر
میرے یہان اترا ہوا ہے چلے اُسکی زیارت کر لو کہا کہ بہتر ہے چلو بس دونون ہاتھ پکڑے ہوئے روانہ ہوئے باغ سے
نکلکر ایک سواری پر دونون سوار ہوئے بارگاہ لقا مین آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا کرسی
زرنگار پر آکر بیٹھی نریمان نے تعریفین خورشید جادو کی انحد بیان کین خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام کا
پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کی طرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہے اس سے پوچھ بختیارک نے اٹھکر کورنش ادا کر کے

خورشید جادو نے نام پوچھا نجتیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد کے بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خدا پرستونکا
بیان کر نجتیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونے کی بیان کی اور بعد اسکے
کہا کہ جو شخص ریش تراشیدہ کافران تا حال ساحر اپنا ہے اسکا نام نہین لے سکتا اس سے بھی آگاہ کر دیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو
نے کہا کہ ملکہ جی جسکا تم نام نہین لے سکتے حال اس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مارے گئے
ہین اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہون دونون کی تدبیر ہو جائیگی یہی باتین کر رہی تھین کہ جادوگرنیان مصاحب خورشید جادو کی نسرین
جادو اور نسترن جادو آئین دونون نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوئین خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم
کیون کھڑی ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز مین لشکر حمزہ مین کسی کو باقی نہ رکھین سبکا استیصال کر دین کہا کہ
دور ہو مردارو تمنے بھی سحر مین اتنا دخل پیدا کیا سمجھو اپنے مقام پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونون نے عرض
کیا کہ بلا لون اگر یہ نہو تو ہماری ناکین کاٹ ڈالیے گا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر مین سلیقہ کیا ہے انھون نے
عرض کیا کہ اب تو ہمین رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن مین خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہین
اچھا جاؤ وہ دونون اسی وقت زمین پر گرین اور پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئین بعد کو خورشید جادو نے اسباب سحر روانہ
کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قران سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اسنے کہا بسم اللہ
چلیے دونون لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے شام کو وہان سے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات بھر حیران و
سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کر کے راہی ہوئے لیکن یہان حمزہ صاحبقران صبح کے وقت بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین
بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ مین سونے کے واسطے پلنگ پر لیٹا ہون کہ ایک کبوتر میرے
پلنگ کے گرد تین بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کان مین کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر جو یاد کرتے ہین
اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو کل سے گیا ہے خدا اسکی خیر کرے یہی باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین
چار طرف سے غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیسا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل و زیادہ ہوا صاحبقران گھبرا کر بارگاہ
سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش چمکتے معلوم ہوتے ہین لوگ اسباب اپنا بغل مین دبائے ہوئے
اسطرف کو بھاگے آتے ہین پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر سے ابر آتش چلا آتا ہے اور نیچے دریا ہے جو لوگون کو ڈبوتا
ہوا چلا آتا ہے اور چار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر نہین جا سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے فرمایا جو
مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی اور بگریہ و زاری دعا مین مصروف ہوئے مگر عمرو اور مہتر قران جو
لشکر اسلام کے قریب آئے دیکھا جہان لشکر تھا وہان ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے
دہنے بائین طرف خوب دوڑ تھکے مگر کہین سراغ لشکر کا نہ پایا ایک کاشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہان اترا ہوا تھا کیا ہوا
اسنے کہا کہ پہر رات رہے سے دریائے آب و ابر آتش اسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پکارا کہ ای آقائے
عمرو وای مولائے عمرو ہائے ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو بعد تیرے زندگی نہ کریگا اور ای آقا ابھی ذرا تامل
کرنا سیار باغ جنان نہونا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس آ لینے دو یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اپنے کو مارے کہ مہتر قران
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ استاد آپ کیا کرتے ہین امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھین جادوگرنیون
کی شرارت ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھین کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپ کو یاد نہین کہ انھون نے خورشید جادو
سے تین دن کا وعدہ کیا ہے ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذر جاینگے کسی کا کھٹکا نہو گا چلکر
تلاش کر کے ان لکاتاؤن کو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پایئے گا تو آپ کو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا ابھی چلو اور

یہ دونون روانہ ہوئے تھوڑی دور جا کر صلاح یہ کی کہ بھئی الگ الگ چلو بس ایک طرف عمرو روانہ ہوا اور ایک طرف
قران عمرو کنارے دریائے آب کے آتے آتے ایک درہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ صحرائے مہیب خارستان عجیب ہے ہوا گرم چل رہی
ہے درخت جلے ہوئے ہین پتے کا انمین پتہ تک نہین ہے ایک آدھ چغد درخت پر بیٹھا ہوا پر پھیلائے لخ لخ کر رہا ہے اور قلہ کوہ پر
ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہے اور ایک چرخا اُسکے آگے رکھا ہوا ہے اُسپر پیر قین بندھی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا اُسکے آگے
رکھا ہے ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہے پنکھا پانی مین فی بوتی ہے اور اُس چرخے پر مارتی ہے اسمین سے بوندین پانی کی گرتی ہین وہ مواج
ہو کر اُسی دریائے آب مین جا کر ملتی ہین وہ دریا طغیانی پر آجاتا ہے عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ دریائے آب اسی قحبہ کے سحر سے ہے
اسکو مارا چاہیے بس اسی وقت ایک زن جمیلہ کی صورت بنا اور پلنگ پوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سریلی آواز سے
رونا شروع کیا آواز رونے کی جو کان مین نسرین جادو کے پہونچی بیچین ہو کر اُٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہے دیکھو تو سہی
اور اُسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگ پوش اوڑھے ہوئے رو رہی ہے آواز سے یہ پایا جاتا ہے کہ ابھی کمسن ہے اُسنے
پلنگ پوش اُسکے منہ پر سے اُٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہے کیا مصیبت تجھپر پڑی ہے جو تو اس کرب سے رو رہی ہے اُس زن جمیلہ نے
جو صورت اُسکی دیکھی سہم گئی پکاری کہ صاحب اگر تم مجھے کھانے کو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اُسنے کہا کہ کیا
تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہے یہ بولی کہ پھر صاحب آپ کون ہین اسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اُسنے کہا معلوم ہوا
کہ خورشید جادو بڑی چڑیل ہے جو تجھ ایسی بلا اُسکی مصاحب ہے کہا ارے چپ وہ بادشاہزادی ہے قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اُسنے کہا ارے کیا بکتی ہے وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ مجھکو پھر تو
کیا جانتی ہے یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اُسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی کیا حال کہکر
تو شجان کروگی اچھا سنو مین ایک سوداگر کی بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا ماں باپ شوہر بھائی بند سب دریا مین غرق
ہو گئے مین ایک کمبخت تختے پر بہتی ہوئی ملک فرعونیہ مین نکلی یہان پہونچی اب آپ بتایئے کہ آپ کون ہین اُسنے کہا نام
میرا نسرین جادو ہے مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کر کے آئی ہون کہ تین دن مین استیصال خدا پرستون کا
کرونگی دو روز ہو چکے ہین ایک روز اور باقی ہے مین اپنا کام بیٹھی کر رہی تھی کہ آواز تیری سُنی مین بیقرار ہو کر دوڑی
خیر اب ماں باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب میرے ساتھ
چل یہان کیون بیٹھی ہے کوئی جانور درندہ نکلے گا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمہین مجھے کھا لینا اُسنے کہا کہ بک نہین اور
ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اُسکے خم شراب کے رکھے تھے اُسمین سے
شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہے تو بھی پی کہا کہ مین خون جگر پیتی ہون
اسکے پینے کی کیا احتیاج ہے اور اس شراب مین سے تو ایسی بوے بد آتی ہے کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہے کبھی مین آدمی
تھی تو شراب کھنچوا کر پیا کرتی تھی اس شراب مین سے تو گوہ کی بو آتی ہے یہ کہکے منہ پھیر کر پلنگ پوش اوڑھ کر گلابی شراب
کی بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہے کہا کچھ نہین مین کیا کہون کیا چیز ہے نسرین نے اُٹھکر دیکھا کہ گلابی تھی ہے
اُسمین شراب کیتکی شفاف بھری ہوئی ہے دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا کہا کہ اُسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ زندگی میری
زندگی ہے آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہے کہا تھوڑی سی مجھے بھی دے کہا ہو چکے گی تو مین خاک ہو نگی نسرین برہم ہو کر منہ پھیر کر چلی گئی اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اُس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا ہو گئیے مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون آپ تھوڑی سی میرے
ہاتھ سے پی لیجیے اُسنے کہا کہ بیٹیا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھ سے میرے منہ مین ڈالدے یہ کہکر منہ کھولدیا آنکھین

بند کرلین عمرو نے ساری گلابی اسکے مُنہ مین ڈالدی اور لگا چیخنے روتے کہاے اب مین کیا کرونگی وہ تو ساری گلابی
مُنہ مین جارہی مُنہ کا ہکو تھا غار تھا اُسنے کہا کہ بٹیا تو آج کا دن ٹال کر کل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب بنوا دونگی وہ
چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اسکی شق ہوگئی بدن نیلا ہوگیا پیٹ پر ورم آگیا وہ تڑپنے
لگی آخر کو داصل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اُتار لیا اور نیمچہ عیاری سے سر کاٹ کر
لیکر روانہ ہوا اور دل مین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو مہتر قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا درہ کوہ مین ایک عورت لنگ کھاروے کا باندھے ہوئے
بیٹھی ہو اور دو منقل آتشین اسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہو اور اُنپر کچھ پڑھتی ہو
اور آگ پر ڈالتی ہو اسمین سے شعلہ آتش اُٹھتے ہین اور ابر آتش مین جاکر شل برق کے بنتے ہین اور اس سے مواج گرتے ہین
یہ دیکھکر مہتر قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی کھاروے کی
لگائی ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے نسترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ
او نسترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہو کہ جاکر دیکھ اُسنے کیا کیا ہمین باندھکر مشکین مردار کی لے آ تا اب تک نے
کیا کیا نسترن یہ سنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہو اُسنے کہا کہ تونے دو دن مین آدھے لشکر کا بھی کام تمام
نہ کیا نسترن نے جواب دیا کہ مین بھی تو کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خالی کی تھی ایک روز کا کام اور
باقی ہو قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھونٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کہ اس نامے مین ملکہ نے کیا لکھا ہو
پڑھ اسے نسترن نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ کو کھولتی کھلی جاتی ہو لیکن کچھ لکھا ہوا نظر نہین آتا سادہ
کاغذ معلوم ہوتا ہو جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہو کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے
منم مہتر قران حبشی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون بس اُسنے سر اُٹھا کر قران کی طرف دیکھکر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے
قران نے ایک ہاتھ سے تو گلا اُسکا دبایا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ ہڈی پسلی طوطیائی سرمہ ہوگئی اور بیٹھکر چھاتی پر سر اُسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا اِدھر سے عمرو
آتا تھا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمھاری عیاری زبردستی کی ہو
تمنے تو زبردستی کرکے اُسے مارا قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہو یہی باتین کرتے ہوئے روانہ ہوئے
کہ اب چلکر دیکھین کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہو لیکن سلطان جمجاہ اور بادشاہ چراغ لشکر اسلامیان اور سب سردار نامی
و گرامی بارگاہ ہشامی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ ہشامی کے جمع ہو اور دریاے آب اور ابر آتش ڈبوتا اور
جلاتا چلا آتا ہو یہ کیفیت ہو کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہو اور جب سانس کھینچتا ہو سو سو دو دو سو کو نگل جاتا
ہو لشکر مین تلاطم ہو ادھر ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین اور جلا جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہین گھوڑے
چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر برپا ہو تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب بارگاہ ہشامی سے
دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہو سبکو یقین مرگ ہو ہر شخص دعا مانگ رہا ہو کہ پروردگار بچا اس آتش سوزان سے
واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر کرب غازی اپنے
مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہو کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہو اس غلام کو بھی اس قید سے دلا سے
نجات دیجیے ہر ایک گریہ و زاری کر رہا ہو دعاے نجات مانگ رہا ہو تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

شعر زشست ہمت کشور کشائیش ✤ بر آمد بر ہدف تیر دعائیش ✤ کہ یا تو وہ دریاے آب و ابر آتش چڑھتا چلا آتا
تھا یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا یکایک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لمحہ کے
ابر آتش بھی نیست و نابود ہو گیا غلغلہ لشکر مین ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے صاحبقران نے دیکھا کہ اب
کیچڑ تک نہین معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہین جلا ہو سب برقرار ہین فرمایا معلوم ہوتا ہو کہ وہ جادوگر مارا گیا جسکے
سحر سے دریاے آب و ابر آتش تھا اور واللہ یہ کام میرے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا ہو یہی باتین تھین کہ
عمرو و قران دونون سر جادوگرنیون کے لیے ہوئے پہونچے سلام کیا اور دونون نے سر سامنے پھینک دیے اور سب
حقیقت بیان کی امیر نے گلے سے لگایا خلعت دیا سب سردارون سے روپیہ دلوایا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے
یہان تو نقارہ شادمانی گڑگڑایا مگر اب حال سُنیے بارگاہ کفار کا کہ یہان تمام کفار بیٹھے ہین اور تعبیر اوز بی نسرین
و نسترن کو گئے ہوئے کہ خورشید جادو نے کہا بختیارک سے کہ ملک جی کچھ لشکر حمزہ کی بھی تمہین خبر ہو کہا کہ سنا ہو
دریاے آب و ابر آتش گھیرے ہوئے ہو کہا کہ دیکھا تمنے دو کنیزون نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا بختیارک
نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو بھی لشکر مین ہو اور وہ بھی اس بلا مین گرفتار ہو گیا ہو تو کنیزین آپکی بچینگی نہین تو
مرشد خدا جانے اُنسے کسطرح پیش آئینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو بختیارک
بولا آپ خائف کہتی ہین میرا تو یہ حال ہو کہ جہان اُنکو دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آ پہونچے اور مین نہ ڈرون تو
کون ڈرے کہ میرے باپ کا ہریسہ پکا کر مجھکو کھلا دیا یہانتک جوتیان ماری ہین کہ سر پر کوئی بال باقی نہین رہا
خورشید جادو نے ہنسکر کہا کہ دیکھین سر تمہارا بختیارک نے پگڑی اُتار کر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ
واقعی کوئی بال سر پر نہین رہا لگی ہنسنے بعد اسکے کوئی پہر بھر گذرا ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اُٹھا کر بد دعا
دی اور کہا کہ دور دور سے دریاے آب و ابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوئے تھا آج بالکل وہ نیست و نابود ہو گیا
اور لشکر حمزہ جسطرح تھا اُسی طرح ہو بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہو بختیارک یہ سُنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا صلوٰۃ
بر محمد و آل محمد لعنت بر لقا و بر لات اعلیٰ و منات معلی کیون ای خورشید جادو سُنا تمنے نسرین و نسترن دونون
ماری گئین مرشد نے خاتمہ کیا خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہو فال بد منھ سے نہ نکال اور اپنی
ساتھ والیون سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ اور نسرین و نسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیون کیا ہو صنوبر جادو
نے کہا کہ بلاؤن مین جا کر خبر لاتی ہون اور اُسی وقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشہ
بے سر نسرین و نسترن کے دونون پنجون مین دبائے ہوئے لا کر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو
یہ دیکھکر تھرا گئی بختیارک نے سلام کیا اور کہا کہ دیکھا تمنے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا ای بختیارک اب
تیرے کہنے کا مجھے یقین ہوا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہو مگر ملکہ جی خون نسرین و نسترن
کا ضائع نہ جائیگا دیکھنا عوض مین اُنکے اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہوگا اور
لقا سے کہا کہ آپ چلکر مجھے بتائیے کہ لڑائی کس مقام پر ہوگی کہ وہان پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھون کہ یہ عیار
ڈر کی چیز ہو اپنی حفاظت آدمی کو لازم ہو اور اسی غیظ و غضب مین اُٹھی تھی نسرین و نسترن کے ٹھنڈی سانس
بھرتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ کیون نسرین و نسترن تم ہماری تُوڑ گئین خیر تمتو خدمت مین ہماری جمشید کے پہونچین
ہم تمہارے قاتلون کو مار کر اپنی جان دینگے ہاے تم ہماری زندگی کا مزا لے گئین یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کہ
وہان سے جتنی دور لشکر لقا تھا اتنی ہی دور وہان سے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع اپنے سردارون کے ساتھ تھا

نزیمان بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان مین چار سر کنڈے چار طرف گاڑے
اُسپر سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی و نبوے سرسون کے دانے ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا دم کرکے وہان مارنا شروع
کیے کہ دو گھڑی بعد وہان سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہوگیا ساعت بھر کے بعد روشنی ہوئی
دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہے کہ اُسمین ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چارون کونون پر
اور چار نہر دہانون سے خون جاری ہے وہ آکر خندق مین بھرتا ہے اور خندق موج مارتی ہے اور چارون دروازون
پر قلعے کے چار اژدہے منہ پھیلائے بیٹھے ہین اور اندر حلقے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہین خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ مین نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہے کہ بغیر میرے حکم پرندہ پر نہین مار سکتا مین تو اسمین
داخل ہوتی ہون آپ جاکر طبل جنگ بجوایئے کہ کل مین عوض خون نسرین و نسترن جادو کا لونگی یہکر
اپنے ہمراہیون سمیت داخل شہر مینا ہوئی لشکر پھر کر داخل قرارگاہ ہوا حکم دیا کہ نقارۂ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جاسوسان لشکر اسلام
نے خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ غم مین نسرین و نسترن کے خورشید جادو
نے بیچ میدان مین قلعہ مینائی بنایا ہے اور اسمین جاکر ڈر سے عیارون کے چھپی ہے اور طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ
کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
نقارہ بجا غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اسیطرف دیکھا
کہ بدیع الزمان اپنے زرہ پوشون سمیت چلا آتا ہے فرمایا خدا اسے نظر بد سے محفوظ رکھے یہ زینت بارگاہ ہے دوسری طرف
علمشاہ کو دیکھا فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہے رکن صاحبقرانی ہے خدا ان دونون کو سلامت رکھے یہی باتین کرتے
ہوئے میدان مین آئے ادھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار تخت یا رگ خواصی مین بیٹھا ہوا ایکطرف نزیمان تخت پر
سوار فوج ہمراہ مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب
دیکر چلے گئے کہ ہان غازیو آج وہ دن ہے نام کرنے کا شعر رستم بر بازمین بیرزہ بہرام رہگیا ٭ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیب ہٹ گئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشین نمودار ہوا اُسپر خورشید جادو سوار اُسنے
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہے تقدیر کی مین نے کہ تو سب
خدا پرستون پر غالب آئیگی پر سلام کرکے چاہتی ہے کہ میدان کو جائے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تند نظر آیا
یکایک آواز تڑاقے کی آئی اور ابر شق ہوا اُسمین سے چالیس عورتین نہنگ پر سوار اور آگے انکے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منھ پر سے دور کی خورشید جادو
نے حیات جادو کو دیکھا اور یہ حیات جادو بھانجی ہے خورشید جادو کی مان تو اُسکی جہنم واصل ہو گئی ہے
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہے آپ سحر تعلیم کیا ہے اسکو علامۂ دہر بنایا ہے حیات جادو نہایت خوبصورت
ہے بیند ھیان موتیون کی گندھی ہوئین چہرہ مانند ماہ تابان کے پر ضو بس دوڑ کر خورشید جادو کے سینے سے
لپٹ گئی اور کہا خالہ امان تجھے بات کرنے کو نہین جی چاہتا ایسی تم باغ گل ختران سے غائب ہوئین اور ایسی
جلدی آئین کہ مجھکو خبر بھی نہین کی ہائے زمانے کا لہو سفید ہوگیا ہے اور ہان مان ہماری ہوتی تو ہمکو اکیلا کاہیکو
چھوڑ آتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹیا اول تو مجھے قیطاس کوہ سے تیرے نانا نے جلد روانہ کیا تھا دوسرے
یہان لڑائیون کے ہنگامے مین اسواسطے مین نے تجھکو آگاہ نہین کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور اے فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آج کی سپہ اندازی تو کر دیکھون تو کیا کرتی ہی مین نے تجھپر بڑی
محنت کی ہی مایہ بساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمرہ دیکھون لیکن لقا نے جبسے اُسے دیکھا ہی مائل ہوا ہی
خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالہ امان یہ سوار بچہ کون
ہی اُسنے کہا کہ بیٹیا یہ بڑا بھائی ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری یہی ہی اسے سجدہ کر اُسنے کہا کہ مین تو اس
چھوکرے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ یہ میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر کی
مین نے کر یہ فتحیاب ہی خورشید نے کہا کہ اے بیٹیا جا میدان مین حیات جادو بولی خالہ امان مین نے کبھی
لڑائی دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان مسٹنڈون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی ابتک شرارت نہین
گئی مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جا دو آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا
خالہ امان جاتی ہون اور طاؤس کو اُڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لمحہ بھر کے بعد پکاری
ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کیا اور کوئی نہ تھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ یہین
لوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آتی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ
خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پر سوار ہوکر سامنے حیات جادو کے آیا اُس جادو نگاہ نے اسطرح
دیکھا کہ بدیع الزمان بدل و جان مائل ہوا اُسنے کہا کہ ای شہریار الحمد للہ مصرع کار یکہ خواستم ز خدا شد میسرم
جیسے کہ مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم میری
خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہی کہ مجھکو اپنے
ساتھ لیجائیے اور اپنے گھر رکھیے بدیع الزمان گفتگو سے اُسکی اور لپا جاتا ہی کہا کہ جان من ہمسے زمانے مین
زبردست کون ہی ہم تمکو لیجائینگے اُسنے کہا کہ خالہ امان جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا لگاتی ہین آؤ تم میرے ساتھ چلو
اُسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اُسکے ہاتھ سے
لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یک بیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہوگئین اور بدمست ہوکر دوڑا
کہ اُس سے لپٹ جائے اُسنے ایک چھڑی طاؤس شوکمکر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے
گرا اور مور کی شکل بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزہ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر علمشاہ مین تاب باقی
نہ رہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا اور لکارا غضب کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت
بادشاہ کے برابر اُسکے ہو تنکر تلوار ماری اُسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار اور ماری آگ اُسنے وہ بھی روکی کہا ہم
کیون عورت پر تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آتی کہ علمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اُسنے کہا بس تم اپنی
چمکتی چمکا چکے اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاؤس شوکمکر ماری کہ علمشاہ بھی زمین پر گرکر مور بنکر اُڑتا ہوا شہر
مینا کو چلا گیا حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹیا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو
سپہ اندازی کر کہا بس خالہ جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب
مجھسے کچھ سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین
بجنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان کمال مضطر پھرے تمام باختری گرد مرکب
بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب علمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے ہین

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلواکر حکم دیا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ بیر لکاتہ میرے فرزندون کے ساتھ کیا کرتی ہی ہرکارے روانہ ہوئے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر بینا ہوئی اور اخگر جادو کے حوالے کیا بدیع الزمان اور علمشاہ کو اور کہا کہ صبح کو دیوان انکا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ نیچے ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ فرعون شاہ کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کر لے آؤ ان دونون نے کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا اور فرعون شاہ پر کرور کرور لعنت ہی انکے پرستارون پر خدا اُس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرین خورشید جادو نے کہا ای اخگر جادو جلد انکی گردن مار اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر بدیع الزمان کے آیا علمشاہ پکارا ای اخگر یہ کیا نا انصافی ہی اگر تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجاے فرزند ہی میرے سامنے قتل کرتا ہی پہلے میرا کام تمام کرلے تو اُسپر ہاتھ ڈالنا مجھمین طاقت نہین کہ مین لاشہ خونچکان اسکا دیکھ سکون اخگر جادو علمشاہ کی طرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا علمشاہ کے سر پر چاہتا ہی کہ تلوار مارے بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ او بیداد گر یہ کیا ظلم کرتا ہی یہ بجاے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہی مجھسے مارا جانا انکا نہ دیکھا جائیگا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرلے تو انکو قتل کرنا اخگر جادو ادھر سے پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ نے کہا او مادر بخطا کہان جاتا ہی مجھے پہلے قتل کر پھر اُسپر ہاتھ ڈالیو اخگر ادھر سے پھر اتھا کہ بدیع الزمان نے گالیان دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ اخگر تو ادھر سے اُدھر جاتا ہی اُدھر سے ادھر آتا ہی مار تلوار انکا کام تمام کر بس اخگر بدیع الزمان کی طرف تو چل ہی چکا تھا بس تیغ ستم سے نوگل بستان صاحبقران یعنے شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اُسکا جدا ہوکر گرا علمشاہ نے سر کو اٹھالیا مُنھ سے مُنھ ملنا شروع کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس بہت جلد پہونچتے ہین یہ کہکر چیخ مارکر رویا کہ قلعہ بینا ہلگیا مگر اُس پرکالۂ آتش دوزخ یعنے اخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اُسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا خورشید جادو نے کہا لاشہ دونون کے لیجاکر شہر بینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوان مین رکھواکر ادھا چونون سے بند کراکر کسنون سے کسواکر حمزہ کے سامنے رکھ آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہی خون لنسرین و نسترن کا اخگر نے وہی کیا خوان لیکر روانہ ہوا یہان سر پر آراے صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین فرمارہے ہین کہ اسوقت دل میرا خود بخود اُمڈا آتا ہی جی چاہتا ہی کہ بے اختیار چیخین مارکر رووٴن خدا میرے فرزندون کی خیر کرے خبر نیک سُنائے سردار عرض کررہے ہین کہ پیر و مرشد خبر نیک سُنیئے گا آپ کچھ وسواس نہ کرین کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک شعلۂ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اُسکا آگ کا تھا قرینے سے پایا جاتا تھا کہ ساحر ہی ایک خوان سر پر رکھے ہوئے آیا اور سامنے صاحبقران کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہی خون لنسرین و نسترن کا ملکہ خورشید جادو نے بھیجا ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا مگر امیر بیقرار ہوئے اور سب سردار اُٹھکر دیکھنے لگے خوان جو کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان خلیلی رخسارۂ زیبا پر لپٹے ہوئے ہین اور فوارہ خون کا شہرگ سے جاری ہی چشم حسرت کھلی ہی آثار تبسم دہن سے نمایان ہین امیر نے نعرہ کو ہشگاف کیا اور سر بدیع الزمان کا اُٹھاکر مُنھ سے مُنھ ملنے لگے اور پکارے کہ ای فرزند ارجمند وای اجل پسند ای باعث زندگانی حمزہ حمزہ کو برباد کرگئے ای فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اُٹھاتے ہین اور فرماتے ہین کہ بیٹا تم تو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کرگئے اور ادھر روئی

وفرنگی و باختری رو رہے ہین پکار رہے کہ ای آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسکے ہو کر جئینگے کہ یکایک عمرو نے آواز
دی کہ صاحبو آنکھین اپنی اپنی بند کرو خواتین معظمہ آتی ہین اور ایک ایک کو گردن مین ہاتھ دیکر نکالنا شروع کیا
مگر یہ کیفیت ہی کہ کوئی نہین نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیان مار کر نکالا جب بھی کسی نے سنا نا مار کھایا کیے لیکن باہر نہ نکلے
عورت مرد سب ایک جگہ ہین گرد یہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سی لگائے ہوئے ہی اور پکار رہی ہی کہ ای بیٹا مجھ
مادر ناشاد سے بات تو کرو منھ سے تو بولو ایسے خفا ہو گئے کہ بات بھی نہین کرتے جواب بھی نہین دیتے بیٹا یہ مان کیونکر
جئیگی اُدھر رابطہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہی کہ رہی ہی کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم
آپ سفر کر گئے ہائے قاسم جو پوچھیگا اُسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گرد یہ بانو سے کہا کہ حمزہ
تو آپ نیمجان ہو رہا ہی تم اور رو رو کر اُسے ہلاک کروگی صاحبو کوکھ اُجڑ چکی مانگ کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنیکی
کرنی ہی اُسنے کہا کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو ارے جسکا ایسا بیٹا مارا جائے اُسے کیونکر صبر آئے ہم ہر چند ضبط کرتے ہین
مگر کہین ہو سکتا ہی دل اندر سے اُمڈا آتا ہی غرض عمرو اُنکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونون کے سر سینے سے
لگائے فرما رہے ہین کہ کوئی جا کر لاشین انکی لائے تو مین قتیلان سحر کو دفن کرون آخری خدمت تو انکی بجا لاؤن سیارہ
و اُمیہ کربا حال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤن کی لاشین لائینگے یا اپنی جان دینگے بعد انکے
مزا زندگی کا باقی نہین کہ ایسے آقا ہم کہان پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ ای فرزندو مین جانتا ہون کہ تم رفیقان جانباز
ہو جاؤگے جانین اپنی نثار کروگے داغ اپنا ہمارے دلپر دھروگے مین نے تمکو فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمھارا
نگہبان ہی یہ دونون اُٹھکر شہر مینا کو روانہ ہوئے جب سامنے قلعہ مینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون
سے لبریز جوش مار رہی اور ایک اژدہا آنکھین بند کیے مُنھ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہی اور تمام بدن سے
اُس اژدہے کے شعلۂ آتش نکلتے ہین سیارہ نے کہا ای بھائی اُمیہ تم یہین کھڑے رہو مین پار جا کر دونون لاشین لیے
آتا ہون اُسنے کہا مین بھی تمھارے ہمراہ ہون سیارہ بولا کہ بھائی مین اگر صحیح و سلامت پہونچا لاشین لایا اور اگر
گرفتار ہوا تو تم بچے رہوگے یہ کہکر شہنا دم کر سینے کے نیچے رکھ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بخوف و خطر پہونچ گیا
دل مین خوش ہو کر اب اُسپار گیا اور لاشین اُتار کر لے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اُچھلا اور سیارہ کو نگل گیا اور
پھر غرق ہو گیا اُمیہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس دیوار
قلعے کے پہونچا خنجر اُمیہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اُسمین سے شعلۂ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر اُمیہ پر دوڑا اُمیہ اُس سے
بھاگ کر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اسکی گردن پکڑ کر لے بھاگا صبح کو لوگون نے دیکھا کہ سر اُمیہ و سیارہ کے کنگرون
پر چڑھے ہین لاشین بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشون کے پاس لٹکی ہین یہ دیکھکر عیار عمرو کے پاس آئے اور تمام
حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونون اپنے اپنے آقا پر فدا ہوئے ہمکو کہین کا نہ رکھا اور خنجر
نکالکر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ کشتۂ سحر ہین خواجہ
سیارہ و اُمیہ بھی کشتۂ سحر ہین تم کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر حریف کے مارنے کی
فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہ حمزہ مین نے جادوگرنیون کو دیکھا مگر خورشید جادو کے
مانند کسی کو نہین پایا جسوقت مین نے شکل اُسکی دیکھی اُسی وقت دل میرا تھرا گیا تھا خود بخود ایک خوف طاری
ہو گیا تھا اور میرا بس چلیگا تو کیا بغیر مارے چھوڑونگا بھی کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لیکر آئے کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی
فرمایا کہ ہمارے یہان بھی آخری کوچ کا نقارا بجے غرض چار پہر رات نقارے گڑاگڑ لگائے اور تیاری جنگ ہی

صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدان مین
آئی اور مبارز طلب کیا ادھر سے ہاشم تیغ زن مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کرکے پھرا اور مقابل خورشید جادو آکر تلوار ماری اُس تیرہ رو نے چہرے کو سپر کیا تلوار اچٹ گئی اور
ایک چھری ماری کہ ہاشم تاب نہ لا کر گھوڑے سے گرا اور ہنس ہنس کر اڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی
خورشید جادو نے باز بنا کر اڑا دیا چوگان بن حمزہ گیا دور سے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پر پڑا کارگر نہوا اسنے
بھی ایک ناریل مار کر قریب چوگان کے آکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اُسمین چھپ گیا بعد اسکے وہ
دھوان طرف شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اُسے بھی قید کر لیگیا غرض
شام تک بیس بائیس سردار گرفتار سحر ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے لقا نہایت خوش
بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوئے لقا کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدید قدرت مرا چہ قدرت
کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی ایسی طاقت دی ہے کہ تمام خدا پرستون پر غالب آجائین
جو نادان ہین وہ کہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہے بختیارک خوش تو ہے لیکن یہ کہ رہا ہے دیکھیے جب
مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف
امیر با توقیر با حال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوئے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ خبر
پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین پر سوار
سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص الخاص ہے خورشید جادو میدان مین
آئی مبارز طلب کیا الاگرد عمر نگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمھارا
نگہبان ہو لیس یہ سلام کرکے بادگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو
نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے الاگرد کے نہ چھوٹا بس اسنے اُف کی کہ نیزہ جلگیا بس ایک بار اُسنے پیچھے
پھر کر دستک دی دیکھا تو پردۂ بیابان سے گرد کا بگولا اُٹھا اور الاگرد کو اُڑائے لیے چلا گیا یہ حال دیکھکر
نہنگ بچہ دریائی کو تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ
اُٹھائے ہوئے قریب خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اُسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اُسمین سے نکلا اور نہنگ بچے
کو آکر گھیر لیا اور اُڑائے ہوئے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہو چکا تھا آج بہت
سے سردار بھی گرفتار ہوئے غرضکہ چند روز کی میداندار ی مین بہت سے فرزند اور سردار امیر با توقیر کے خورشید
جادو نے باز و عقاب و نیل کنٹھ و ہدہد بنا بنا کر اڑا دیے اورون کو تو یہ لگاتہ سردارون کو پکڑ لیجاتی ہے اور رات
کو سر اُنکے کٹوا کر کنگورون پر چڑھوا دیتی ہے لاشین لٹکوا دیتی ہے لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہے خورشید
اتنی بڑی ہوشیار ہے کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہے وہ گرفتار ہو جاتا ہے امیر نہایت
رنج و صدمے مین بیٹھے ہوئے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون
نے آکر خبر دی کہ شہر قنطوریہ مین تیاری دعوت کی ہے حیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور
بڑی دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹے گی یہ سنکر چالاک بن عمرو اُٹھا اور عمرو سے عرض کیا کہ پیر و مرشد جس روز سے کہ
سیارہ و امیہ دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیر ہے اب غلام رخصت ہوتا ہے یا تو مین نے جاکر

مارا ان لکاتا ئون کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا ای چالاک داغ امیہ وسیارہ کا میرے دل سے
نہین مٹا ہے تم اپنا داغ دیے جاتے ہو ای چالاک عمرو بعد تیرے زندہ نہ رہیگا تو نہ جا مین جاؤنگا چالاک بولا
ای پدر بزرگوار خدا آپ کو میرے سر پر سلامت رکھے اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ مین بغیر آپ کے زندگی کرون یہ
کہکر روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے بقا اور تریمان بردغا نے
ضیافت خورشید جادو وا درحیات جادو کی کہ بختیارک مصر ہوا لقا نے پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہے
کہ ایک روز دعوت صاحب کی کرون خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ مین ایک لمحہ کو بھی شہر مینا سے نہ نکلونگی پھر
لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ ایکدن شریک صحبت ہو جیے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن
ہو رہے ہین اور گھات مین لگے ہوئے ہین مین ہرگز شہر مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے
فرمایا ہے کہ آپ ایک دو گھڑی کے واسطے قدم رنجہ فرمایئے زیادہ نہ ٹھہریئے گا خورشید جادو نے کہا ملک جی تمسے تعجب
ہے کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہین انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کردیے ہین بختیارک
بولا آپ بجا فرماتی ہین مگر لقا اور تریمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہے وہ سب برباد جائیگا اسنے تو
جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو قضا رسیدہ کہ ابھی کمسن ہے بچہ ہے اُسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کے واسطے
چلی چلنا کچھ مضائقہ نہین ہے خورشید جادو نے کہا چھوکری تو بیوقوف ہے تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہے اور تو یہ کلمہ کہتی
ہے مین ایک دم تو باہر نکل نہین سکتی ہون حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کوئی کیا قدرت رکھتا ہے کہ ہمارے آپ کے ہوتے
صحبت مین اسکے دو گھڑی کے لیے چلنے مین کچھ نقصان نہین ہے بالکل نہ جانے مین خاطر شکنی لقا اور تریمان شاہ کی ہوگی
خورشید جادو نے مجبور ہوکر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ مین ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہے بختیارک یہان سے
خوشی خوشی لقا کی خدمت مین گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو اُسنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے
بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو کے آئے وہ اب ضرور آئیگی غرض اب تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی اُسی باغ
مین تریمان کے جسمین پہلے خورشید جادو آکر اتری تھی اُسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے کہ اُسکا ایک رخ دریا کی طرف ہے دوسرا رخ
باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے مخمل سے منڈھے گئے سقیش کے گیند شاخہاے درخت
مین لٹکوائے بادلہ کترواکر بالو مین ملواکر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی تیاری ہوئی اور دور تک سفید فرش کروا دیا
اسباب عیش چنا گیا طائفے آکر موجود ہوئے انتظار خورشید جادو کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ ہالہ ہاے آتش
آسمان پر نمایان بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے زمین پر آترے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہے دوسرے پر
حیات جادو دونون تخت سے اتر کر صدر مسند عزت پر آکر جلوہ فگن ہوئین اب وہ وقت ہے کہ کوئی دو ساعت رات
آئی ہے خورشید جادو نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم بھلے برے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک
ایک کو اٹھکر دیکھو تو پھر ہم اپنا بندوبست کرینگے بختیارک نے کہا بہت خوب اور اٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو
دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی شبہ ہوا صحبت سے نکلوا دیا اب چھٹے ہوئے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور انکے ساتھ کے سازندے
ساقی پہلے سبکو خوب دیکھ بھالکر رہنے دیا بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہ سے عیار کہکے نکلوا دیا
وہ کہنے لگی کہ اب مین کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ
کوئی عیار کیون آنے لگا مین خود ان خدا پرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند انسے مہلت
پائین تو ورنہ ناچ دیکھینگا تماشبین ہے اور ابھی بھلا ہو کہ مین ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چڑیل اب کچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کٹوا کر نکلوا دونگا نیل چڑھوا دونگا تو نہین جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہین کہین اُسکو بیہوش کر کے ڈالدیا ہوگا
آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی اب ملک جی
نے خوب اپنا شک رفع کر لیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہین ہو مین نے اپنا انتظام درست
کر لیا خورشید نے کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی مین پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اُسپر دم کیا اور
کہا کہ اسے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت مین بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو اُلٹا لٹک جائیگا مجتہد ارک
نے اُسی وقت حکم کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہو خطرہ کسی طرح کا نہین صحبت عیش و نشاط گرم ہو جام
چل رہا ہو مگر حیات جادو ادب سے خورشید جادو کے پاس حجاب زدہ بیٹھی ہوئی ہو نشہ شراب کا چڑھ رہا ہو بیخودی بڑھتی
جاتی ہو دماغ گرم ہو گھبرا کر اُٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹیا کہان جاتی ہو کہا خالہ اماں مجھے یہان گرمی معلوم ہوتی ہو ذرا
مین دریا کے کنارے بیٹھی ہون یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے روشنی
پیدا ہوئی اور ایک مورپنکھی مانند ہلال کے نمایان ہوئی سرے پر مورپنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی فرش بادلے
کا کیا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیون کی اُسمین لگی ہوئی اور چار بنگالنین پایہ پندرہ برس کا سن لہنگے تمامی
کے پہنے ہوئے اٹے جوڑے بندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈین ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہر ڈانڈ
کے سرے پر زنانگ طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہین اور ایک عورت چودہ برس کا سن نہایت ناز و کرشمہ
سے ایک مسند پر بیٹھی ہوئی شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن * جوانی کی راتین مرادون کے دن * اور دو لڑکے
ماہرو سامنے اُسکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ مین بجا رہے ہین کمال لطافت سے وہ مورپنکھی قریب آئی حیات جادو
نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہو گئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تمھین قسم ہو اپنے دین و مذہب کی ذرا میرے پاس آؤ
اُسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون کمبخت بولتی ہو جب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے کرسی پر سے اُٹھکر
کنارے دریا کے آئی پائنچے چڑھا کر پانی کے اندر اُتری اور کہا کہ بہن ہم پکارتے ہین تم جواب تک نہین دیتی ہو
تمھین ہماری جان کی قسم ہو اک ذرا ٹھہر جاؤ دو باتین مجھسے کر لو اُس نازنین نے کہا واہ کیا خوب جان نہ پہچان
بڑی خالہ سلام مین تمھارے پاس کیون آنے لگی تم تو ایسی باتین کرتی ہو جیسے بہت عرصے کا میل جول ہوتا ہو
پہلے تم مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جوابدیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہو بیٹی ہون ملکہ خورشید
جادو کی ایک دو گھڑی کے واسطے ہمارے پاس آکر بیٹھو کہ تمسے باتین کرنے کو بہت جی چاہتا ہو اور بہن
اب اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین سوداگر بچی ہون قافلہ میرے باپ کا
کنارے دریا کے اُترا ہوا ہو مین شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آ گئی مجھے مناسب نہین ہو کہ غیر
آدمیون مین آؤن اگر باپ میرا سُن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے
کہا دوئی بوا مردے سے پردا کرتے ہین یا عورت سے بھی چھپتے ہین تم خاطر جمع رکھو یہان سوا میرے کوئی دوسری
عورت تک نہین ہو اُسنے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگی یہ سنا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی گلے سے لپٹ گئی ہر چند
اُسنے کہا کہ بی بی کچھ خیر ہو واہ واہ اپنے حواس مین رہو تم تو لپٹی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے مزے مین آ کر لپٹتا ہو صاحب
ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تم تو بلا کی طرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہو کہ اگر ہمارے تمھارے جان پہچان نہین ہو
تو اب ہو گئی اسبھی ہمنے تمکو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدلین یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسنے کہا کہ تو تم بڑی
بیشرم ہو جنگلی ہو گئین ذرا ان چوری کے کیمودان کو نہ بچھاؤ کہین ایسا نہو کوئی دیکھ لیوے تو اگر کپڑے حیات جادو

قہقہہ مارکر اسکی باتون پر ہنسی کہا بوا یہان کون ہی کہ دیکھیگا لے اب چلو اسنے کہا کہ چلون کہان اسنے سر قدمون پر رکھدیا کہا کہ جہان ہم کہین سوداگر بچی کو مروت آگئی اسنے دوپٹہ بھی بدل لیا اور دل مین کہا کہ یہ تجھسے ایسی محبت کرتی ہی اب زیادہ کھینچنا مناسب نہین ہی دوسرے پاؤن پر سر رکھے دیتی ہی دونون گلون مین ہاتھ ڈالے ہوئے باتیجے چڑھائے ہوئے مورپنکھی سے اتر کنارے دریا کے آئین سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری مین کیسی ہی اسنے کہا کہ بوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہان سوائے لقا خداوند باختر یا نریمان شاہ یا شیطان رگاہ بختیارک یا خاتون امان ملکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہین ہی اسنے چھپنا کیا اور بہن جو چاہنا خداوند سے مانگ لینا اسنے کہا ہان بہن تو چلو یہ کہکر دونون بارہ دری مین داخل ہوئین حیات جادو نے پہلے خورشید سے ملاقات کروائی بعد اسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا یہ کون ہی حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی مین نے انکو بہن بنایا ہی انسے دوپٹہ بدلا ہی جبراً اور قہراً یہان لائی ہون یہ تو آتی ہی نہ تھین اب دختر سوداگر خجلت حجاب زدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطرداری مین مصروف ہی مگر دختر سوداگر ہر مرتبہ تال و سم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھین علم موسیقی مین بھی دخل ہی اگ تادو کرشمے سے کہا کہ مین کیا جانون اور مسکرا کر نگاہ نیچی کرلی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھین ہماری جان کی قسم سچ کہو دختر سوداگر نے کہا کہ ہان بوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا جائیگا بزرگون کے سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سن لیا دل مین کہا یہ تیرا لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی صاحب تہذیب لیاقت ہی اب تیرا بیٹھنا یہان مناسب نہین ہی یہ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات قریب دوپہر کے آچلی اب میرے سونے کا وقت ہی مین تو جاتی ہون حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اسنے کہا کہ خاتون امان آپ چلیے مین دو گھڑی کے عرصے مین آتی ہون کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھو بہت ہشیار رہنا نہین تو مین خود دوڑی آؤنگی کہا نہین آپ نہ تکلیف کیجیے گا مین بہت جلد آتی ہون خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر آتشین پیدا ہوا خورشید جادو اسپر سوار ہوئی وہ شیر بپرواز پیدا کرکے اڑا یہ تو ادھر روانہ ہوئی لیکن اب حال سنیے حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھل کھیلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیلیے اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے سرود ہاتھ مین لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن غارتگر دین دشمن ایمان نکلا
کیون مرے دل سے تڑپتا تیر پیکان نکلا
نالے بھی کرکے وہ کیا دل کی نکالے نہ بخار اس
کا اثر ڈھونڈھنے خود نالہ پریشان نکلا
فصل گل آئی ہوئے جامے سے باہر وحشی
چاہتا تھا جسکو زبان سے ترا پیکان نکلا
کیا ہوا دم بھی نکلا اگر از ناکامی
تیر تک زخم مین انگشت بدندان نکلا
ہوگئی ہر پردے سے آشکار عشق نہان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو ہمنے ترے پھندے سے چھڑایا لیکن
بے بسی جسکا نہ اب تک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی او گریہ فرقت مرے آنسو نہ بچے
ہو گیا چاک یہ دامن وہ گریبان نکلا
زندگی مین نہوئی کم خلش یاد مژہ
نہ نکلنا تھا نہ دل سے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اسکو کرے ہمت فی شوار سپید
آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق مین دونون جہان سے ہمین یاد رہے

آج کیا اس سے لپٹ کر کوئی ارمان نکلا
دل بمقدر کا نہ اے گیسوے پیچان نکلا
فرقت یار مین حاصل نہوئی کچھ بھی
اشک حسرت بھی نہ ہوکر کوئی ارمان نکلا
تھا یہ زخم دل بسمل مین مزا اے قاتل
دل سے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا
مجھ ستم دیدہ پہ افسوس نہ آیا کسکو
جان دینا بھی محبت مین جب آسان نکلا
قابل دید ترے عاشقون کی حسرت ہے
آرزو ایک ہی کافر و مسلمان نکلا

جسوقت دختر سوداگر یہ غزل گاکر چپ ہوئی ایک سمان بندھا ہوا تھا کسی کے منھ سے واہ نکل رہی تھی کسی کی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقا نے کہا کہ ای قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تونے قدرت کو خوش کیا یہ بولکر بالا موتیوں کا گلے سے اُتار کر سوداگر بچی کے گلے میں پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند میں اسکی محتاج نہیں ہوں آپ کا دیا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہے لقا نے جواب دیا کہ تو بُرا نہ مان یہ عطیہ قدرت ہے اسے صندوقچے میں بجا ہو کے رکھدینا اسکی برکت سے کبھی خالی نہوگا اب دختر سوداگر نے سلام کرکے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ میں گانے کا دم نہیں ہے تھوڑی شراب پلوائیے تو گاؤں لقا نے اسی وقت حکم دیا کشتی شراب کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لاکر رکھی گئی لقا نے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہے کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیوں اُسنے کہا میری تو یہی تمنا تھی میں آپ پر کیا منحصر ہے ساری صحبت کو پلاؤں گی یہ کہکر جام لبریز کرکے سامنے لقا کے لائی یہ ہاتھ سے اُسکے جام لیکر غٹ غٹ کرکے چڑھا گیا اُسنے اور جام دیا لقا اُسے بھی پی گیا بعد اُسکے اُسنے کئی جام لقا کو دیے اور فریمان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلابیاں بچ گئیں خدمتگاروں کو تقسیم کردیں طائفوں کو بانٹ دیں وہ بھی خوشی خوشی سب اُسی وقت پی گئے اور نشے میں اگر لقا نے کہا کہ ای دختر سوداگر ای خاص الخاص بندی ہاں کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہمیں محروم غیروں پر جفا بھی ... پچھا آخر اس ستم کی انتہا بھی
بھر دے پر یہ جیسے عشقبازی ... جوانی تک ہے بس یہ ولولہ بھی
توجہ تو ہے اُسکی جسطرح ہو ... بڑھا دیتی ہے کچھ دلکو جفا بھی
ہوئی یاس اُسکے ملنے سے دم نزع ... نفس کے ساتھ ٹوٹا آسرا بھی
جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر ... نہ اُس کمبخت کو آئی قضا بھی
نگہ کے تیر کسکو ڈھونڈھتے ہیں ... کہیں سینے میں ہے دل کا پتا بھی

کبھی خلوت میں اسکا دل لگا تھا بھی ... نہ آئی شرم کو اُسکی حیا بھی
بُرا نا مدعا کیا یہ ضد ہے ... دل لب تک آئے حرف مدعا بھی
وہ کب سنتا بھلا کہنا کسی کا ... خموشی کچھ نہیں تیر اگلا بھی
رہے جب عرض مطلب سے محروم ... نہ کرتے ضبط الفت کا گلا بھی
ذرا اجتناب کر دل کو سمجھکر ... رہے ای شوق کچھ پاس حیا بھی
تعلق کر چکے تم ترک جس سے ... عبث ہے آرزو اُسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل نا تمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اُٹھی اور کہا کہ بوا تم گاؤ اور میں ناچتی ہوں یہ کہکر اُٹھی ہی تھی جیسے ہی تو ڑا بیہوش ہوکر زمین پر گری اُسکی ساتھ والیاں دوڑیں کہ اُٹھائیں دیکھیں کہیں چوٹ تو نہیں آئی یہ خیال کرکے چلی تھیں آگے پیچھے جھنکیں مار مار کر سب گر پڑیں لقا اور فریمان ہاتھ میں ہاتھ پکڑے ہوئے تعریفیں کرتے ہوئے اُٹھے خیال میں یہ آیا کہ انکو گلے لگا لیجیے پیار کیجیے انکو خبر بھی نہوگی ہو جب شعور نکلتے ہیں سحر تک خوب ارمان بوسہ بازی کے وہ سوئیں وصل میں قسمت مری بیدار رہتی ہے مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرے اور لوگ مع بختیارک اُٹھانے کو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہوکر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہوگئی اب تو سوداگر بچی تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو ۔ پئے کفار قاتل و سفاک ۔ جانشین عمرو منم چالاک ۔ یہ نعرہ کرکے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن نامرادی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی غزل

جگ میں کوئی نہ یوں ہنسا ہوگا ... کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا
اتنے قصہ ہمارے نالے کا ... سنا ہوگا مگر سنا ہوگا
حال مجھ غمزدہ کا جس نے سنا ... جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
دل بھی ای درد قطرہ خون تھا ... آنسوؤں میں کہیں بہا ہوگا

دیکھیے عشق سے آپ کے مرا جی ... نہ بچیگا بچیگا کب ہوگا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم ... کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دل کے ہمراہ زخم تازہ ہوتے ہیں ... کوئی غنچہ کہیں ہنسا ہوگا

چالاک کی یہ کیفیت ہو کر کبھی آگے بڑھتا ہے کبھی پیچھے ہٹتا ہے کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہے کبھی سنی پر حیات جادو کی رحم آ جاتا ہے پھر یہ بھی خیال کرتا ہے کہ اسنے تیرے آقازادوں پر کچھ رحم نہ کھایا میدان سے پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوا دیے یہ خیال دل میں کرکے آنکھیں بند کرکے ہاتھ تلوار کا

مار کے سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اب اُسنے خوب مال و اسباب لوٹکر
شاگردون کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر اب حال سُنیے خورشید جادو کا
کہ یہ لکاتہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہین آئی بیقرار ہو کر تخت سحر پر سوار
ہو کر طرف باغ تریمان کے روانہ ہوئی لیکن جسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہی اسباب باندھ رہا
ہی کہ لیکر جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تو نے کہ چراغ خانہ میرا گل کر دیا کہان
جائیگا اور گیر لیکے ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک زمین مین سما گیا خورشید جادو زمین پر اتری دیکھا تو لاش
حیات جادو کی تڑپ رہی ہی بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موے یہ تو نے کیا غضب کیا ارے تجھکو اُسکی جوانی پر
رحم نہ آیا تیرا ہاتھ کیونکر اُسپر اُٹھا ارے باغبان تماک پودے کو نہین کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تو نے اس نونہال چمن
خوبی و نوگل بوستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او لکاتہ تو نے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ اُنپر کیونکر اُٹھا اور مین تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا نہ تھی کہ بچ گئی اور
اُسکی موت آگئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو مین گرفتار ہو گیا جو تیرا جی چاہے سو کر دھمکاتی کیا ہی مین اپنی
جان سے خود بیزار ہون کیونکہ بعد ایسے شہریارون کے زندگی کا مزا نہین خورشید جادو نے کہا اچھا موے سمجھونگی کیون
گھبراتا ہی یہ کہکر اسم سحر کا پانی پر دم کر کے بختیارک اور لقا اور تریمان شاہ وغیرہ کے چہرون پہ چھینٹا دیا کہ انکو ہوش
آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خواب تمنے ہماری دعوت کی ہم تو لٹ گئے کہین کے نہ رہے بختیارک نے کہا اے
خورشید جادو مین سوداگر بچے کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی مگر مین نے اپنے دل مین کہا کہ خورشید جادو بہت
ہشیار ہین وہ بُرے بھلے کو سحر سے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحر مشمش سے اُستاد کی آنکھین دیکھے ہوئی ہین جواب دیا
ملک جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور ہارے مین بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی مین تو اسی سے
پس و پیش کرتی تھی کہ تمنے پر راضی نہوتی تھی یہی چھوکری ضد کر کے مجھکو یہان لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی کہ یہی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل مین یہ خیال آیا کہ ای خورشید جادو کہین ایسا نہو کوئی اور بلاے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
پس جلدی سے لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
شہر مینا کے روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا پیٹ پیٹ کر
رونے لگی کہ ای شمع محفل من وای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو داغ جاودانی ہو گئی افسوس ہی کہ تو فقط اسکو
سے یہان خود نہ آئی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب مین بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچ پچھاڑ کھاتی
خوب روئی پیٹی آخرکار جادو سے کہا کہ جلد سر اس موے کا کنگورے پر چڑھا دو اُسنے کہا بہت خوب حسب دستور سر
چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش برابر اور لاشون کے لٹکا دی خورشید جادو نے
حیات جادو کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکے بشکل قمری غم مین سرو قامت کے شور نالہ و افغان بلند کیا مگر
اسطرف ہرکارونے خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کر کے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی
دام مکر مین اُس رشک سامری یعنے خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوند بچانا چالاک بن عمرو کو
اُسنے بہت بڑا کام کیا کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کر دیا ہی اب وہ اُسے زندہ کاہیکو چھوڑے گی کہ یکایک دوسری
جوڑی ہرکارون کی سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار مین آلودہ پسینہ ہر بن موسے جاری منہ پر ہوائیان اڑتی ہوئین امیر بولے
یا خدا خیر کرے ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے سلام کیا دعاے ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ پر سے

نثار ہوا اسرا اُسکا کنگورے پر چڑھا ہوا ہو اور لاش لٹکی ہوئی ہو بس یہ سُننا تھا کہ عمرو نے تو گریبان پھاڑا سر زمین پر دے مارا
کہ غش ہو گیا روتے روتے ہچکی لگ گئی اور خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا
کہ خواجہ کیوں خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہو ہمیں دیکھو کہ کیسے شیر سے بیٹے آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ گئے اور جیتے بیٹھے
ہیں دیکھو اولاد کا غم ایسا ہوتا ہو کہ سوا صبر کے چارہ نہیں ہوتا جسطرح ہمنے صبر کیا تم بھی صبر کرو بلکہ دشمن کے
مارنے کی تدبیر کرو عمرو بولا کہ حمزہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں امیر نے مشیران سلطنت کو جمع کیا صلاح ہونے
لگی سبھوں نے کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی کا یہ کام نہیں ہو فرمایا کہ وہ تو بدحواس ہو رہا ہو مگر رقعہ پچاس ہزار تومان کا لکھکر
صحن بارگاہ میں ڈالا کہ جو خورشید جادو کو مارے یہ اُسکا ہو عمرو نے دوڑ کر وہ رقعہ اُٹھا لیا اور کہا کہ کچھ اسپر مقرر نہیں
ہو شاہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ کا داغ دلپر اُسپر چالاک کا غم دوبالا ہوا اب زندگی اپنی مجھکو گوارا نہیں
ہو میں ابھی جاتا ہوں یا تو اُسے جہنم واصل کیا یا اپنی جان دی امیر رونے لگے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ تم
ہرگز نہ جاؤ تمہارے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں عمرو بولا کہ حمزہ یہ قاصد بھی تو دیکھا نہیں جاتا اور ایسے مقام پر سوا
عمرو کے کوئی جانبازی نہیں کر سکتا جو کچھ ہو سو ہو میں ہی جاؤنگا او حمزہ اب عمرو تجھسے رخصت ہوتا ہو دیکھیے
پھر زندگی میں ملاقات نصیب ہو یا نہو امیدوار ہوں کہ جو کچھ خطا مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف فرمائیے اسلیے کہ عمرو
نے تجھسے اکثر گستاخیاں کی ہیں یہ سنکر امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور فرمایا کہ اے زینت بخش تخت سلیمانی وائے زیب دہ مسند
صاحبقرانی اے معین بیکسان وای یاور غریبان خدا نہ کرے کہ تو بھی بلا میں گرفتار ہو جائے حمزہ بہت تجھسے امید رکھتا ہو کہ
بعد میرے البتہ ناموس میرا ہاتھ سے دشمنوں کے محفوظ رہیگا اگر تجھے یقین مرگ ہو تو ہرگز نہ جا مجھکو ایک دم جدائی تیری
گوارا نہیں ہو اور اُٹھکر گلے سے لپٹ گئے کہ خواجہ ہزار فرزند ہوں تو تجھپر سے نثار کردوں اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام رونے لگے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے دیکھا کہ میں نے کیسے کیسے ساحروں کو مارا ہو یہ لکاتہ کیا ہو اسکو بھی جاکر
واصل جہنم کرونگا یہ کہکر اُٹھکھڑا ہوا اور کہا کہ کوئی صاحب نہ گھبرائیں لیکن دعا کا وقت ہو میں جانبازی کو جاتا ہوں
یہ کہکر روانہ ہوا آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے صاحبقران اور باقی سردار جب بارگاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دوستی
نہیں ہیں دشمنی ہو کہ تو مجھے انگشت نما بناتا ہو کہ مشہور ہو جائے کہ عمرو عیاری کرنیکو جاتا ہو فہم و فراست سے بعید ہو
بس تشریف لیجائیے میرے حق میں دعائے خیر کیجیے امیر سرداروں سمیت دعا کرتے ہوئے پھر آئے عمرو اپنے خیمے
میں آیا جو کچھ اسباب عیاری درکار تھا لیا اور کمر مرگ پر مضبوط باندھکر روانہ ہوا بتہیہ قتل خورشید جادو یہاں
خورشید جادو غم میں حیات جادو کے صف ماتم بچھائے ہوئے چارسو جادوگرنیوں سمیت سیاہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھی ہو بیچ میں گبری حیات جادو کی ہر تربہ قبر سے لپٹتی ہو اور پکارتی ہو کہ بیٹا حیات جادو ہمیں آرزو
تھی کہ تمہاری شادی کرینگے سو تم تو شاہ مرگ سے ہمکنار ہوئیں اب میں روسیاہ قیطاس کوہ میں جاکر کسی کو
کیا منہہ دکھاؤنگی جو کوئی پوچھے گا کہ حیات جادو کو کہاں چھوڑ آئیں تو کیا جواب دونگی ہائے تم ہزار ارمان زمانے
سے اُٹھ گئیں ناشاد و نامراد جہان سے گئیں ہائے کیا جانتی تھی کہ وہ درہ جہنم میں آکر یہ اوس تجھپر پڑ جائیگی کہ شاخ حیات
دفعتہً خاک میں ملجائیگی کسکا کوسا لگ گیا میری نوجوان کو کسکی نظر کھا گئی حیات جادو کیا جلد تجھے موت آگئی میں
کہاں ڈھونڈھوں یہی بین کر رہی تھی اور ساتھ والیاں بھی رو رہی تھیں کہ اخگر جادو نے آکر کہا کہ ملک بختیارک
شیطان درگاہ خداوند لقا کی طرف سے ماتم پرسی کا خلعت اور حاضری لیکر آیا ہو دروازے پر شہر پناہ کے کھڑا
ہو خورشید جادو نے اخگر جادو سے کہا اُسے اندر قلعے کے لے آ اخگر گیا اور اپنے ساتھ لے آیا بختیارک جب سامنے آیا

رونے لگا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو ہمکو جیتے جی مار گئین یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک
کیا رونے لگا بعد اسکے خوان جامے کے سامنے رکھے اور کشتیان پوشاک کی لگائین اور کہا کہ اے خورشید جادو مقدر
مین یہی لکھا تھا امر ناچاری ہے اب گریہ وزاری نالہ وبیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + اب خداوند فرعون شاہ تمہین سلامت رکھے حیات کے خون کا عوض خدا چاہے تو دشمنون
سے لو اور لشکر خداوندین بھلا کون ایسا ہے جو حیات جادو کیواسطے نہین رو رہا ہے جسنے ایک مرتبہ اُسکو دیکھا ہے وہ روتا
ہے خورشید نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اُسکی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے مین ہر چند چاہتی ہون ضبط کرون
دل نہین مانتا شعر نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم + دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن + اور اب صبر نہ کرونگی تو
کیا کرونگی مگر یکایک صبر کیونکر آنے لگا ابھی تو تازہ گھاو ہے رفتہ رفتہ صبر آئے گا بختیارک نے کہا درست ہے اور ملکہ خورشید جادو
یہ تمہارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تھی فقط تمنے اسے پالا تھا اسپر یہ محبت کا عالم ہے خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی
زیادہ ہوتی ہے اور مین نے تو اسپر بڑی محنت کی تھی اسکی مان اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تھی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا پرورش
کیا اور سحر اسقدر تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تھا اور اسکو بھی مجھسے ایسی محبت تھی کہ میرے آنیکے بعد ایک دم قیطاس کو وہ مین
نہین رہی یہان اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہے مگر ملکہ خورشید جادو واسطے دور دراز مین ہم بھی مردہ
ہوگئین ساتھ والیون نے کہا کہ دور دور سے کھانا تو کھایا نہین بختیارک بولا اے خورشید جادو اٹھو کوئی ٹکڑا کھالو
ارے کوئی ہے جلد پانی لاؤ منہ ہاتھ دھلاؤ غرض خورشید جادو نے بجد وکد ہاتھ دھویا نوالا توڑا اور پکاری کیون
حیات جادو آرزو نہین تھی کہ تم ہماری کریا کرو گی ہائے آئے تمہین تمہاری بہتی کھانا نصیب ہوئی اب صورت خورشید
جادو کی یہ ہے کہ نوالا ہاتھ مین ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کھانا کھاؤ
خورشید جادو نوالا منہ کے برابر لائی تھی کہ دھوان نوالے سے اُٹھا خورشید جادو جھجھکی یکایک تیلی پیدا ہوئی اور اُسنے
پکارا کہ اے خورشید جادو اس کھانے مین بیہوشی ہے اور وہ تیلی غائب ہوگئی یہ تیلی پیر اسکا تھا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہے
کہ اسکا پیر اسکی حفاظت کرتا ہے بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتھ سے پھینکدیا اور پکاری کہ باش او دزد و باریک گردان
تو مجھکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تھا اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون کہ مجھے تن بدن کا اپنے ہوش نہین
ہے مگر ایسی غافل نہین ہون کہ تیرے فریب مین آ جاؤنگی اے مکار تو نے غضب کیا تھا عمرو نے کہا اے ملکہ خورشید جادو آپ
کیا فرماتی ہین کیا بارہ دری یکین بھلے نظر آتے ہین آپ غم مین حیات جادو کے مجنون ہوگئی ہین دوست
آپ کو دشمن معلوم ہوتا ہے ذرا سمجھ بوجھکر بات منہ سے نکالا کیجیے خورشید پکاری او خیرہ سر تو مجھے اور کوئی سمجھا ہے
مین تجھے خوب پہچانتی ہون عمرو کو یقین ہوگیا کہ یہ مجھے جان گئی چاہا کہ جست کرکے بھاگ جائے خورشید جادو
نے گبر کر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے پاؤن عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندھ دیا اور کہا
کہ یہ کھانا پھکوا دو کہ اسی اثنا مین خبر ہوئی کہ بختیارک کھانا لیکر آیا ہے کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ ہمین
سنا تھا رشک کامل تشریف لائے تھے کہا کہ ملک جی دیکھو وہ بندہ کھڑے ہین ہمکو فریب دینے آئے تھے سمجھے تھے کہ غم مین
مبتلا ہو چلی مگر ہارے سو یہان پکڑے گئے ہین بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تھا اور عمرو کو سلام کیا اور کہا پیر و مرشد نے
مار ڈالنے مین قصور نہ کیا تھا مگر اتفاق یون ہونا تھا خیر لیکن آپ کی قضا نہین ہے کوئی آپ کو مار نہین سکتا آپ گرفتار
ہین جب بھی غالب ہین خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک کچھ تو اسے مہلت نہ دونگی ساتھ والیون نے کہا بلا یون کچھ کھا لیجیے
غرض خورشید نے اب کچھ کھانا جو بختیارک لایا تھا زہر مار کیا ساتھ والیون کو بھی کھلایا بعد اسکے عمرو سے کہا کیون اے

دزد باریک گردن تم نے شہر کے شہر ساحرون کے غارت کر دیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہے گا تو تیری بھی میخ مار دونگا بختیارک
لگا ما سچ ہے آپ تو مرنا جانتے ہی نہین انکو بیشک آپ مار سکتے خورشید جادو نے کہا کہ مالک جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر
کنگورے پر چڑھائے دیتی ہون اور کہا کہ بلاؤ اخگر جادو کو اُسی وقت اخگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر
اخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہے خورشید جادو نے دو حکم دیے ہین تیسرا حکم دینے کو ہے اور
بختیارک کہہ رہا ہے کہ مرشد کو مرنے کی عادت نہین ہے کوئی آپکا کچھ نہین کر سکتا بھلا آپ مرنا کیا جانیے کہ ایک نیل کنٹھ آکر
سامنے خورشید جادو کے بیٹھا اور پکارا کہ مین نامہ لایا ہون قیطاس جادو کا یہ سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ
بڑھایا کہ میرے پاس آ وہ اڑکر ہاتھ پر اُسکے آ بیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اُسکے گلے مین پڑا ہوا ہے اسکو گلے سے
نکالکر کھولا قیطاس جادو نے لکھا تھا کہ ای نور نظر وای قوت بصر پدر و مادر ای دانشمند ای فرزند ارجمند یعنے خورشید جادو
اگر وہ دزد باریک گردن ساربان زادہ عمرو عیار ہاتھ تمہارے لگے تو ہم اُسکی صورت کے نہایت مشتاق ہین زندہ
ہمارے پاس اُسے بھیج دینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کرکے اُسے پکڑو اور اگر وہ گرفتار نہوا تو لشکر حمزہ پر ہرگز
فتحیاب نہوگی اُسکا پکڑنا لازم ہے اور ای بیٹیا تم جب مجھسے رخصت ہوئی تھین اُسوقت بھی مین نے تمکو اُسکے مکر و فریب
سے آگاہ کر دیا تھا اور نکاح ملتوی رکھو مگر اُسے جلد اسیر کرکے ہمارے پاس بھیج دو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش
ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹجا اُسکی قضا یہان نہین ہے اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر
اسکو مین نے مار ڈالا ہوتا تو کیا روسیاہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر فکر ہے سامری و جمشید کا کہ عمرو ابھی
زندہ تھا بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو بچاری کہ باپ نے میرے نامہ اسی کے مقدمے مین لکھا ہے زندہ اسے طلب
کیا ہے اگر یہ مارا جاتا تو پھر کیسے فضیحتی بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کر بھیجیے کہا کہ یہ نہوگا اور اپنی ساتھ والیون
سے کہا کہ تم مین ہے کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کوہ کو لیجائے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہے کہ
قید مرغ کامل کی لیجائے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہے کوئی تم مین ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کوہ کو لیجائے
سبھون نے متفق اللفظ کہا کہ بلا لون کون یہ بار گران اُٹھائے جو یہ کار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوگی وہ یہان اسنے شہر کے
شہر جادوگرون کے غارت کر دیے یہ وہ شخص ہے کہ جاہ المااس کو جسنے برباد کیا ملکہ و مامہ جادو شہنشاہ ساحران
کو مارا ہمین یہ رسوائی کرنا اپنی گوارا نہین ہے خورشید بولی او مردار و تم اس قابل نہین ہو مین خود اسکی قید
قیطاس کوہ روانہ کرونگی اور اُسی وقت ایک عرضی اُسنے لکھی کہ ای پدر بزرگوار مین عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ
اُسی وقت نامہ آپ کا پہونچا مین نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجدیا ہے آپ اُسے دیکھکر سر کاٹ کے میرے پاس
بھیجدیجیے کہ مین باقی خدا پرستون کا استیصال کرکے خدمت مین حاضر ہون اور اب انکے قتل مین ایک دن کی
دیر ہے ادھر سر عمرو کا آپ نے بھیجا اور مین نے باقی خدا پرستون کا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ
مین کرکے مہر اپنی اسپر ثبت کی اور گلے مین عمرو کے ڈالا اور ایک کورے گھڑے مین پانی منگوا کر گرد عمرو کے چھڑکا اور
کچھ ٹکڑے شیشے کے گرد عمرو کے بچھائے اور منقل آتشین سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسون کے دانے پڑھکر مارا
کہ ایک گنبد شیشے کا گرد عمرو کے بنگیا پھر کالے تل اُس منقل پر مارے کہ اُسمین سے شعلہ بھڑک کر گرد اُس گنبد کے قائم
ہوا دوسری مرتبہ سحر کیا کہ وہ گنبد زمین سے اونچا ہوکر معلق ہوا تیسری بار سحر کیا کہ وہ گنبد آتشین غن غن کرتا ہوا
رو بسوے آسمان روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے قید عمرو کی ہمنے کس ترکیب سے قیطاس کوہ کو بھیجی کسی طرح کا
خوف ہی نہین ہے سبھون نے ہاتھ چومے قدم لیے کہ آپکا مثل نہین ہے آپ خاص شاگرد ہین شمشہ جادو کی خورشید نے کہا

کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ سحر میرا اُسی طرح کا ہو حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا
ہوتے ہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کیا ہو کہا اے ملکہ خورشید جادو تمنے ایک بلا قیطاس کو وہ پر بھیجی اب مرشد جاکر سبکو مار ڈالینگے
ایک کو زندہ نہ رکھینگے خورشید بہت خفا ہوئی کہا کہ بیٹھ ایسے تیسے کیا واہیات بکتا ہو فال بد مُنھ سے نکالتا ہو بختیارک بولا
کہنا ہمارا معلوم ہو جائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو پکاری اچھا کیا مضائقہ ہو بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا
کہ مرشد کیا خوب بچے ہین اور خورشید جادو پھر قبر پر حیات جادو کی مصروف گریہ وزاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس کی
مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہو اور ساحران نامی وگرامی گرد و اطراف مین کرسیون و دنگلون پر بیٹھے ہین
اور ذکر خورشید جادو و حیات جادو کا ہو رہا ہو کہ وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سب نے دیکھا کسی نے کہا کہ
یہ موٹھ کسی پر جاتی ہو دوسرے نے کہا کہان کسی جادوگر کا سحر بھیجا ہوا ہو ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہو کہ
اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سب نے کہ گنبد شیشے کا ہو اور گرد اسکے شعلۂ آتش ہین اور ایک شخص کی
صورت اسمین بند ہو ایک خط گلے مین اُسکے پڑا ہو قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو بھلا تو اسے یہ کون ہو ایک بولا کہ معلوم
ہوتا ہو کہ کسی نے جن کو قید کرکے بھیجا ہو کوئی بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہو کوئی پُکارا مردم آبی ہو قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ
شخص ہو جسنے شہر کے شہر ساحرون کے نیست و نابود کردیے خدائیان برباد کردین یہ بڑا مکار یعنے عمرو عیار ہو
میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے اسکو گرفتار کرکے بھیجا ہو یہ کہکر بڑے کے دانے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا
شعلۂ آتش غائب ہو گیا عمرو زمین پر بیٹھا رہگیا قیطاس جادو نے خط گلے سے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہو
سب سے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے بڑی مشقت سے اسے پکڑکر بھیجا ہو اور تاکید لکھی ہو کہ جلد سر کاٹ کر اسکا بھیجدو
تو صاحبو اب شام تو ہو چکی ہو صبح کو تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبح کو
ہمارے پاس لائے کہ ہم قتل کرین سب نے کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہو اگر
چھوٹ گیا تو موجب بدنامی کا ہو اور اُسی کے باعث سے گویا ساحران شہر قتل ہوئے ہم مین کوئی اپنے پاس نہ رکھیگا یہ سنکر
قیطاس جادو فکرمند ہوا اپنے دل مین کہا کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کو وہ مین اتنا بھی نہین کہ
تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہو کہ لائق اس کام کے
وہی ہو اور چوبدار سے کہا کہ جاکر ہماری دایہ نرگس جادو کو بُلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک
پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند روئی کے گالے کے سر ہو رہا ہو نیلا فیتا یہ سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ہاتھے پر جھریان
پڑی ہوئین چھابری کرتا پہنے ہوئے اور تسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی سوسی کا لہنگا پاؤن مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے
ہوئے اژدہے پر کاٹھا کسا ہوا اسپر سوار کبیر السن منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت پیٹھ مین کوبڑ سامنے آکر اُتری
قیطاس جادو ساحرون سمیت تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین
پاس آکر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو کسواسطے یاد کیا ہو تیرے صدقے کو نیکی بیٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون
قیطاس جادو نے کہا کہ دائی امان تمکو ایک کام ضروری کے واسطے تکلیف دی ہو دیکھو تو وہ سامنے کون ہو نرگس جادو
نے عمرو کو دیکھا پہچانا کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمہاری پوتی خورشید جادو نے دربند قنطورہ سے پکڑ کر
اسے بھیجا ہو پکاری کہ ارے بھلا اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامۂ دہر ہو اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کردیے
عنطلی آباد مین موجود تھی جب اُسنے وہان کے ساحرون کو مارا ہو بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ اے امان
ایکشب تو اسے اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے منھ پر کلنگ کا ٹیکا لگایا

چاہتا ہے مجھسے نہوگا کہ مین قید اسکی اپنے پاس رکھون قیطاس جادو بولا اے امان میرے یہان کوئی اِس قابل نہین کہ قید عمرو
کی اُسکے سپرد کرون اور آج ہی رات بھر کا تو واسطہ ہے کل صبح کو تو مین اِسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی تورا روپیون کا
منگوا کر سامنے نرگس جادو کے رکھا اُسنے بہت سی دعائین دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہے یہ کہکر اُٹھی اور عمرو کا
ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ آ موے شیطان کے استاد عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ قحبہ اِس لکاتے سے مجھے نرگس اگر اپنے اژدہے پر بھی
عمرو کو پیچھے بیٹھا ڈال لیا اور مکان مین اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چہار دیواری کچی ہے کہگل گوبری کی ہوئی پوتا پھرا ہوا
دو ویدہ ایک چھپر پڑا ہوا تمام صحن مین جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولھے بنے ہوئے ہنڈیان الٹی رکھی ہوئین ٹھلیان چھالیان
دھری ہین ایک طرف چرخہ رکھا ہوا اُسکے پاس مٹی کی رکابی مین دو ایک گڑیان پوتیان بنی ہوئی دیئے سرکنڈے بچھے ٹوکرے
رکھے ہین چھوٹی رال رکھی ہے ایک طرف کوٹھریان اناج کی کسی مین گیہون کسی مین چانول کسی مین دال بھری ہے چھینکے پر چھچی لی
لٹیا لٹکی ہے ایک مدر پاشا اسا جسکا کپڑا تمام اڑ گیا ہے صرف نرکل باقی ہے رکھا ہوا ہے نرگس جادو نے آواز دی دیکھا کہ
ایک دو کہاریان میلے لہنگے پہنے ہوئے دو پٹہ کثیف اوڑھے ہوئے زشت صورتین آکر سلام کیا کہا کہ اسے وہ پنجرہ تو لاؤ
یہ جا کر ایک پنجرہ کسی گوشے مین رکھا تھا اُٹھا لائین تمام پنجرہ لوہے کا تھا نرگس جادو نے عمرو کے مُنہ پر تار چڑھا
قفل دیا چھپر مین لٹکوا دیا آپ ایک پیڑھی پر کہ کانس کے باندھون سے بنی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹی ہوئی سامنے
بچھا کر بیٹھی دونون کہاریون نے ماش کی کھچڑی تیار رکھی تھی نکالکر کٹھری مین سامنے رکھی تیل کے اچار کا ایک آم اسکے
اُسپر رکھ دیا تھوڑا سا گھی پتے پر رکھکر دیدیا اُس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اُسکے حقہ پینے لگی پھر کہاریون سے کہا
کہ ارے میرا طنبورہ تو اُٹھا لاؤ وہ جا کر ایک طنبورہ ٹوٹا سا زنگ بھی اُسکا اکھڑا ہوا کھونٹیان بھی ہلتی ہوئین تانت رہی
زنگ آلود غلاف بھی اسقدر پرانا کہ ابرا بالکل ندارد استر مین بھی جابجا چھید کہین پر جوروئی لپٹ کر باقی رہگئی ہے
تو گدھری کا جبہ بخوبی معلوم ہوتا ہے غرضکہ شب ماہ تھی چاندنی مین بیٹھکر طنبورہ بجا کر گانے لگی وہ دونون کہاریان تعریف
کرنے لگین عمرو نے دیکھا کہ اس قحبہ کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہین مگر شوق ہے دل مین کہا کہ لاؤ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی
تو خیر ورنہ قضا تو آہی چکی ہے یہ سوچ کر گو مُنہ بند تھا نرکلی کی تان یہان سے انھون نے سُر طنبورے سے ملا کر لی
نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کان مین آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سُننے کہ یہ آواز کہ
مگر ادھر تو اسنے طنبورہ رکھا اُدھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چار طرف دیکھکر اُن کہاریون سے کہا ارے
تمنے بھی کوئی آواز سنی تھی اُنھون نے کہا ورہان ہم تو آپ کی آواز کے عاشق ہین سامری کی قسم بڑھاپے مین
تو یہ آواز آپکی ہے جوانی مین کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب مین ایسی بڑھیا ہو گئی کہ دو روزہ تم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو
ہان اب مُسنی کا زمانہ نہین باقی کسی وقت مین مین نے لاکھون کے گلے کٹوا دیے ہزارون کو زہر کھلوا دیا اب بھی
اگر کسی جوان کو دے آؤ تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہین عمرو نے دل مین کہا کہ اللہ رے تیری خرمستی
ابھی چمکے جو دہ روشن ہو نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نرکلی کی تان لی نرگس کی جان آواز سے لڑی ہوئی تھی بس
طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر اُن دونون کہاریون سے کہا کہ کیون کچھ تمھارے کان مین آواز
آئی جواب دیا کہ بلا لون ہان کچھ تو ہے ہمنے بھی سنی کہا اچھی آواز ہے کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہے کون ہے ہر چند تفحص کیا
کوئی نہ معلوم ہوا کہاریون نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجا کر
گانے لگی مگر سب طرف چور نگاہون سے دیکھ رہی ہے کہ عمرو نے پھر نرکلی کی تان لی اُسنے دیکھا کہ پنجرے مین سے آواز آتی ہے
پکاری او موے معلوم ہوا یہ تو گاتا ہے ارے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونون کہاریان پنجرہ عمرو کا اُتار لائین

نرگس جادو نے کہا کہ ارے اب گا انھون نے اشارے سے کہا کہ منہ بند ہی اُسنے کھڑکی کھولکر عمرو کے دانتون کے تار اُتار دیے پھر کھڑکی بند کر دی عمرو نے گانا شروع کیا ایک دو گھڑی گا کے چپ ہو رہا نرگس پکاری اور گا عمرو نے کہا واہ صاحب جو شخص قید مین گرفتار ہو اور یہ خیال ہو کہ صبح کو گردن مارا جاؤنگا وہ کیا خاک گائیگا اور واہ کیا خوب قدر دانی اپکی ہی کہ آپ اذیت مین مجھسے گانا سنتی ہین مجھکو پنجرے سے باہر نکالیے ہاتھ پانون میرے قابو مین کیجیے سحر مجھپر سے اتاریے کہ عشہ آواز کا جائے پھر مجھسے اچھی طرح سنیے نرگس جادو نے کہا او موئے تو مجھکو دم دیتا ہی ارے اسی گانے کے فریب مین تو تونے گھر کے گھر ساحرون کے برباد کر دیے مین تیرے مکر مین نہین آنیکی اور پنجہ گرم کرکے عمرو کو داغنا شروع کیا عمرو ناچار ہو کر یہ گانے لگا غزل

پھر مسیحا ترے اعجاز کو پائین کیونکر
بات بگڑی ہوئی او ضبط بنائین کیونکر
شعلۂ داغ دل آہون سے بھڑکتا ہی سوا
دیکھیے ٹلتی ہین سر سے یہ بلائین کیونکر
الٹی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہی

ایک ٹھوکر مین وہ مردے کو جلائین کیونکر
بیٹھے رہتے ہین تو تڑپاتی ہی ہوا دوش کی
روشنی کرتی ہین گل تیز ہوائین کیونکر
دل تو کچھ کہتا ہی اور آنکھ ہی کچھ بست خجل
آرزو وصل کی فرقت مین دبائین کیونکر

اس خموشی کا سبب انکو بتائین کیونکر
ضعف اُٹھنے نہین دیتا کہین جائین کیونکر
دل سے جاتی نہین یاد کے ترے زلفونکی
ایسے دو روٹھنے والون کو منائین کیونکر

یہ غزل گاکر عمرو چپ ہوا تھا کہ اُسنے پھر سیخون سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دل مین کہتا ہی رہ قحبہ اگر چھوٹا تو پہلے تیرے میخ مار دونگا لیکن اسکی یہ کیفیت ہی کہ جب عمرو چپ ہوتا ہی یہ سیخچے سے داغتی اور گواتی ہی انھین تو چھوڑیے لیکن ایک بیٹی ہی قیطاس جادو کی کہ نام اُسکا مہتاب جادو ہی قیطاس جادو اُسے بہت عزیز رکھتا ہی اُسوقت یہ باپ پاس سے اپنے گھر جاتی ہو طرف باغ گل خندان کے راستے مین مکان ہی نرگس جادو کا جب قریب اسکے پہونچی آواز گانے کی کان مین اسکے آئی بیچین ہوگئی وہین ٹھہری ساتھ والیون سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی سبھون نے عرض کیا نرگس جادو آپ کے والد کی دایہ کا مکان ہی کہا کہ جلد دروازہ کھلواؤ چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی کھڑی ہوئی ہی نرگس عمرو کو بار بار گوا رہی تھی کہ آواز چوبدار کی کان مین پہونچی نرگس جادو ایک جہان دیدہ ہی سمجھ گئی کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہی جلدی سے پنجرہ عمرو کا کونے مین رکھدیا اور اوپر سے گودڑ گاڈر لحاف رضائی ڈالکر چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو کو سلام کیا نرگس نے بلائین لین کہا واہ اماں خوب مزے لوٹ رہی ہو یہ کون تمھارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹا مین صدقے مین قربان میرے پاس گانے والا کون ہی تمھین اپنا جی بہلانے کو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں مین نے کبھی تمھارا گانا سنا نہین تمھاری ایسی آواز کہان جو مین نے سُنی سچ بتاؤ کون تھا کہ مین نے ایسی آواز تمام عمر نہین سُنی عجب خوشنما آواز تھی کہ سُنتے ہی جی بیقرار ہو گیا مین نے ایسی تاثیر نہین دیکھی نرگس بولی سوا میرے یہان اور کون ہی مہتاب جادو نے اپنے لوگون سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہان کوئی ہی ضرور دایہ جان چھپاتی ہین مفصل نہین بتاتی ہین لوگ اسکے سب طرف لگے ڈھونڈھنے عمرو سمجھا کہ تمھارا کوئی متلاشی ہی آواز دی کہ صاحبو مین بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے حال پر نالہ کر رہا تھا گانا تو خوشی دیگر ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اُسنے کہا بیٹا گانے کی آواز اکثر ادھر اُدھر سے چلی آتی ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی گھر سے آئی ہی عمرو نے پھر آواز دی کہ مین اس کوٹھری مین ہون پنجرے مین بند خواصین اور کنیزین مہتاب جادو کی دوڑکر لحاف توشک ہٹا کر پنجرہ اُٹھا لائین نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا یہ بڑا مکار عمرو عیار ہی تمھاری نانی(?) بہن خورشید جادو نے اُسکو پکڑکر بھیجا ہی یہ کیا کسی کے ہاتھ لگتا ہی باپ نے تیرے ہرچند چاہا کہ کوئی اسکو اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی تو اُس وقت باپ نے

تیرے مجھے بلاکر اُسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلاے روزگار ہی تمام زمانہ کے
ساحرون کو اسنے مارا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر مین اسکو اپنے پاس رکھونگی
صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمہارا ہی مگر مین اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو کے
کیونکر دیدون اگر یہ تمہارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمہین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تو نے کیا دھوپ
مین بال سفید کیے تھے ایسے مکار کو کیون اُس بچی کو دیدیا جان تک میری تجھپر نثار مگر اسکو مین نہ دونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین اور
وہان سے روتی ہوئی اُٹھی اور پھر اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہی کہ قیطاس جادو پلنگ پر
اکر لیٹا ہی زوجہ اسکی ریحانہ جادو پاس ہی اُس سے باتین کرتا ہی کہ صاحب ہماری جمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار کہ تمام
جسکا عمرو عیار ہی گرفتار ہوکر آیا صبح کو سر اُسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجدونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو
روتی ہوئی آئی اور زمین پہ پچھاڑ کھائی کہ بس ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہی ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی
کہ بیٹا کچھ کہو تو کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق ہو اُسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے
پھٹے ہین منھ طمانچون سے لال ہی گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو نے کیون حال اپنا تباہ کیا ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو بھیجے
نکلوا ڈالون اُنگلی دکھائی ہو تو ہاتھ اُسکا قلم کرا ڈالون کس سے تجھے رنج ہوا بچا بیان تو کر مہتاب جادو رو رو کے جاتی ہی
ہچکی لگی جاتی ہی آخر کو جب ماں باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بابا جان ہم تو آپ کے دشمن
ہین اور نرگس جادو بڑی دوست ہین اللہ ہم ایسے بیگانے ہوگئے اور بے اعتبار ہوگئے اور نرگس جادو مختار ہوگئین
کہ اس بڑھاپے مین عمرو سے کام نکالینگی اور ہم ہاتھ لگین عمرو کو تو ہمین نہ دین بس ہمارا جینا بیکار ہی ہم اپنی جان دیدینگے
قیطاس جادو نے کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہی کہ وہ ایسی تابع حکم ہی کہ اُسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو اور کو کاہیکو دیگی کہا کہ ہان
بابا جان وہ بڑی معتمد ہین بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس زہر کھا لینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو جلد عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو
نے کہا اچھا چلو عمرو کو لو اور اُسی وقت اُسکو ساتھ لیکر سوار ہوکر نرگس جادو کے مکان کی طرف چلا یہان نرگس جادو
بعد مہتاب جادو کے جانے کے عمرو کو لگی سنٹے مارنے کہ کیون تجھے چھپا دیا تھا تو کیون بولا تو نے اُس چھوکری کو مجھے
رنجیدہ کروایا رات بھر مین تجھے ادھموا کرونگی اب بھی تیرے مکر و فند نہین جاتے یہ کہکر سیخچہ گرم کرکے عمرو کو داغتی ہی
اور عمرو ہر مرتبہ بلبلا جاتا ہی کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہی نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اسوقت تم کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمہارے بڑھاپے کے شوق نے دوڑایا لاؤ
عمرو کو کہان ہی ہمارے حوالے کرو اُسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہی جسے چاہے اُسے دے مگر یہ مکار ہی کہیں چھوٹ جائے گا
تو غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اتنی ہی لڑکی جان دیے دیتی ہی یہ تو بچ جائے گی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ لیجا مگر بہت ہوشیاری سے اسے اپنے پاس رکھنا اسکے قریب مین
نہ آنا اور خود سوار ہوکر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دو لونڈیون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو
لاڈ مین رکھا ہی اور مثل مشہور ہی کہ لاڈلی بیٹی چھنال و لاڈلا بیٹا کانڈ قیطاس جادو بہت خراب ہوگا یقین ہی کہ یہ شہر
بھی مثل خطلی آباد کے ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوئے باغ گل خندان مین آئی پہلے پوشاک
بدلی پھر صحبت مین آکر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ بندھیان موتیون سے گندھی ہوئی چہرہ ماہتاب شب چاردہ کے

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب سینے پر ابھار نیم کا تنکا ناک مین پڑا ہوا کوارپنے کا عالم عمرو دیکھتے ہی
بدل مائل ہو گیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہی کھانا لاؤ اور عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا پہلے کھانا
کھلایا بعد اسکے کہا کہ خواجہ ہم تمہارے گانیکے مشتاق ہین ہمین بھی علم موسیقی کا شوق ہی عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤن میرے بیکار ہین
مین کیونکر گاؤن بجاؤن مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہین مگر ساتھ مین سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود
تھی اُس سے کہا کہ ای سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھ کر یہ کہین جا نہ سکے اور رد سحر کر کے ہاتھ پاؤن
اسکے کھولدے سنبل جادو نے کہا بلا لون بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی مین پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا
اور گرد صحبت کے چھڑکوا دیا بعد اُسکے ماش کے دانے سحر دم کر کے مارے کہ ہاتھ پاؤن عمرو کے سحر کھلے ہوئے عمرو نے
سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سبنے کہا بہت خوب اور ساز ملانے مین مصروف ہوئے عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی نی کی نکالکر قفلیان درست کین اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان و فرحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہی آتش گل صحن گلشن مین
رگ گردن ہماری قتل کو ہی تیغ گردن مین
سلامت ہی اگر زرد جنون ٹوٹیگی قید اک دن
تجھین جلوہ دکھانا ہی وہی چھپتے ہین چلمن مین
قیامت مین گریبانگیر کیون ایسے نڈر کا ہون
قضا فرق آکے بتلاوے ہمارے دوست دشمن مین
نہ سوچا کچھ بھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا
کہ جنکو شوق سے قاتل لیے پھرتا ہو دامن مین

کسی دن آگ لگجائے نہ بلبل کے نشیمن مین
ہوئے ہین شوق دید گل مین جو بجے قفس مرد
مجھے حداد جگر ہین شوق سے زنجیر آہن مین
نکلجائے گا لیکر جوش سودا خون فاسد کو
ابھی تک خون عاشق کے ہین چھینٹے جسکے پیرہن مین
برابر زلزلے گور غریبان مین نہ کیون آئین
پڑے تھے ہائے ان آنکھون پہ کیا پردے لڑکپن مین

چلا ہی اشتیاق فرخ لیکر جانب قاتل
مناسب تھا تو صیاد انکے پھول آ اٹھوالے گلشن مین
یہ در پردہ ہین باتین اشتیاق دل فرخ لقا کی
کہ سو غنچے کھلتے ہی اک اک گہر سخن مین
ادا اُس شوخ کی ہی دلربا کوئی کوئی قاتل
ترے بیتاب الفت کردن لیتے ہین کفن مین
ہمارے داغ خون ای آرزو یہ رنگ لاتے ہین

غرض عمرو نے ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمہ اسیون سمیت محو ہو گئی اور ایسا
تصور بندھا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بعضی جلیسین مہتاب جادو کی اُٹھ اُٹھکے گرد پھرتی تھین کوئی بلائین لیتی
تھی چار گھڑی تک عمرو گایا بجایا کیا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سماں بندھا رہا بعد
اسکے ملکہ نے تعریفین کرنا شروع کین عمرو نے رو کر کہا کہ ای ملکہ مہتاب جادو مین گایا نہین ہون اپنے حال پر رویا ہون
جسکو ایسا غم ہو کہ ہم صبح کو مارے جائینگے وہ کیا خاک گائے گا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہی یہ گانا نہ تھا گویا رونا تھا
جو آپنے سنا و گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہی جب خوب بجتا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے
ساتھ ہو کیا طاقت کسی کی ہی جو تمکو میرے پاس سے لیجا سکے ہان جب مین نہونگی تو بیشک مجبوری ہی خواجہ تم خاطر جمع رکھو
کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو اور مین تمھین چھوڑے دیتی ہون لیکن میرے ساتھ دغا نہ کرنا کیونکہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہی
عمرو نے قسم کھائی کہ ای ملکہ مین تمھارے ساتھ فریب نہ کرونگا مین محسن کش احسان فراموش نہین ہون مین تو دشمن کو قتل
کرتا ہون جب عہد و پیمان ہو چکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دایہ امان اب وہ حصار جو تمنے باندھا ہی کھولدو اُسنے
کہا بہتر اور رد سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہو گیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اب تم سو رہو صبح کو تمھین سنینگے اور پلنگ
عمرو کے واسطے بچھوا دیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا چوکی پہرہ جا بجا قائم ہوا دو گھڑی رات رہے سے
مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اُٹھا منہ ہاتھ دھویا نماز پڑھی بعد اسکے ملکہ کے سامنے آبیٹھا اور بھیرون مین یہ غزل شروع کی غزل

ای فلک غم کی انتہا بھی ہی
وصل جانان اگر ہی ناممکن
ہند دل کی کوئی دوا بھی ہی
میری تقدیر مین قضا بھی ہی
قتل کرتا ہی بیگنہ مجھکو
ناوک آہ کیون خطا کرتا
آہ مجھ میرا خون بہا بھی ہی
اسمین تقدیر کی خطا بھی ہی

جذب ناکام کا نہیں ہے گلا | کیا کروں بے اثر دعا بھی ہے | رنج کا کیا گلا کرے کوئی | دشمن جان وہ بیوفا بھی ہے
کس سے پوچھوں کدھر کو چلا یار | بیخودی کوئی رہنما بھی ہے

الغرض ملکہ عمرو کے گانے پر تو عاشق ہی تھی اسی بیخودی کی
عمرو کی گردن میں باہیں ڈالکر رونے لگی ادھر عمرو کا بھی دل غم صاحبقران سے بھر آیا تھا اور اپنے حال زار کا جو رنج
تھا اسمیں ایسے محبوب کے ہاتھ گلے میں ڈالکر رونے نے بیچین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو اپنے آنچل
سے عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہے مگر وہاں صبح کو قیطاس جادو جو بیدار ہوا منہ ہاتھ دھوکر دربار میں گیا تخت حکومت
پر بیٹھا امرا وزرا جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہیں اُسکے کہ نام ایک کا مظفر جادو ہے اور دوسرا کا غضنفر جادو قیطاس
جادو نے ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ یہ دونوں
اُسی وقت سوار ہوکر دروازۂ باغ گل خندان پر آئے محلدار سے کہا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو
لینے آئے ہیں جلد اُس مکار کو بھیجدیجے کہ ہم قیطاس جادو پاس لیجائیں محلدار وہاں سے اُٹھکر ملکہ کے سامنے آئی
دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے میں عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفیں عمرو کے گانے کی کر رہی ہے اور جھوم رہی ہے اور آنسو دونوں کی
آنکھوں سے جاری ہیں غرض ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہوگئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اُسنے سلام کیا اور ہاتھ
باندھ کے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر آپ کے باپ کے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ جاکر اُنسے
کہدو کہ میں عمرو کو آج اور اپنے پاس رکھونگی اور گانا اُسکا سنونگی کل اگر عمرو کو لیجانا محلدار نے پیغام ملکہ کا اُن دونوں
سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم اُسکے لانیکا دیا ہے ہم تو عمرو کو ضرور لیجائینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سنا نہایت غضبناک ہوئی اور
دروازے پر آکر کہا کہ او نمکحرام تمھاری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو جی چاہتا ہے کہ مار کر نکلوا دوں مظفر چاہتا تھا
کہ پھر کچھ جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمیں تمھیں لازم نہیں ہے کہ اُسکے منہ چڑھیں کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہے اور
چہیتی ہے رات کو نرگس جادو کا حال سُنا کر خود قیطاس جادو نے جاکر اسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا ہم تم
اگر تکرار کریں ایسا نہو کہ عتاب شاہی میں گرفتار ہوں یہ بیٹی ہے اُسکی اسکو دم ہوش چاہتا ہے جو خاطر اسکی ہوگی
کسی کی نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہے کہدو ہمیں تمھیں یہ حکم نہیں ملا تھا کہ جبراً قہراً عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے
سے مظفر خاموش ہوا اور کہا اے ملکہ آپ مالک و مختار ہیں ہماری مجال نہیں ہے کہ آپکے زبان لڑا سکیں ہم جاکر قیطاس
جادو سے عرض کیے دیتے ہیں یہ کلمہ سُنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر میں آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونوں
گئے عمرو نے ملکہ کو دعائیں دیں مگر مظفر و غضنفر نے جاکر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اُسنے کہا کہ مجھے آزردگی
مہتاب جادو کی گوارا نہیں ہے جبتک وہ راضی نہوگی میں عمرو کو اُس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیوں بھائی
کہو ہماری صلاح کیسی تھی درست پڑی یا نہیں اُسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہاں عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب
ملکہ سو رہی عمرو وہاں سے اُٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جاکر سو رہا ملکہ سہ پہر کو بیدار ہوئی منہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا
تو نہ پایا لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے گوشہ باغ میں ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آکر کہا کہ عمرو زیر درخت
سوتا ہے ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ ہلاکر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمھیں ڈھونڈھ رہے ہیں ملکہ اب لیکن ہوتا چلا
تھا کہ تم چلے گئے اور یہاں درخت کے نیچے سونیکا کونسا موقع تھا عمرو بولا ملکہ بشر کو ہر وقت میں ہوشیار رہنا چاہیے سوتے
میں بھی غفلت نکرے اسوقت مجھکو نیند بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اے عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ پھر گئے
ہیں مبادا بادشاہ کسی اور کو بھیجتا کہ عمرو جس حالت میں ہو جاکر اُٹھا لاؤ اور میں یہاں سوتا ہوتا تو سب تمھاری محنت برباد جاتی
اور میں بھی کہیں کا نہ رہتا اس خیال سے ایسے مقام پر آکر سو یا کہ کسی کا خیال بھی اُدھر نہ آئے اور میں تمھارا ممنون احسان ہوں

تمھین چھوڑ کر کہان جاؤنگا غرض ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہوئی قصر مین لائی کہ خواجہ تمھاری ہوشیاری اور دانائی کا کیا کہنا القصہ عمرو نے قصر مین آکر وضو کیا نماز پڑھی اب ملکہ نے کہا خواجہ چلو سیر باغ کرو عمرو نے کہا اچھا اور ملکہ کے ساتھ ہو لیا اب یہ حالت ہی کہ عمرو کے گلے مین تو ملکہ کا ہاتھ ہی اور ملکہ کے گلے مین عمرو کا ہاتھ ہی دونون سیر باغ کی کر رہے ہین غرض اس کیفیت مین شام ہو گئی عمرو نے کہا کہ ملکہ چلو وقت نماز کا آ گیا اور وضو کر کے اطاعت خدا مین مصروف ہوئے بعد اُسکے صحبت آراستہ ہوئی سب سامان عیش و عشرت مہیا ہوئے اب کوئی چھ گھڑی رات گئی ہوگی کہ ملکہ نے کہا خواجہ کھانے سے بھی فراغت کر لو عمرو نے کہا بہتر ہی اور ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ادھر تیاری چراغان کی ہوئی اور ادھر عمرو نے کھانے سے فراغت کر کے گانا بجانا شروع کیا غزل

دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہی — لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہی
دلکو زلفون مین پھنسا کر [illegible] — ایسے دیوانے کو زنجیر سے کیا ہوتا ہی
گوش مشتاق سخن دل ہی تمنی وصال — تو ہی کہدے تری تصویر سے کیا ہوتا ہی
مجھکو [illegible] ہی مگر زخم نہین — کیا بتائین کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہی
کھینچ ہی لائیگا اک روز اُسے جذب دل — زندگی چاہیے تاخیر سے کیا ہوتا ہی
اب سُنا ہی کہ جفا سے بھی پشیمان ہین وہ — اور پھر آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہی
دوست کی عین عنایت ہی جوانی [illegible] — پھر عناد فلک پیر سے کیا ہوتا ہی
دیکھیے ہی نہ چلے عشق کو [illegible] — دیکھو فرزا تری تحریر سے کیا ہوتا ہی

غرض دو پہر رات گئے تک کئی غزلین ایسی درد آمیز عمرو نے گائین کہ ملکہ بیچین ہو گئی اور یہ عالم ہو گیا کہ عمرو کے گرد پھرتی تھی اور بلائین لیتی تھی غرض بدل عمرو پہ مائل ہو گئی آدھی رات گئے سے کہا کہ خواجہ اب سو رہو زیادہ بیچین نہو اور آپ پلنگ پر لیٹ رہی عمرو کو اپنے برابر سلایا عمرو ظاہر مین تو لیٹتے ہی سو گیا مگر نیند کب آتی ہی خیال لگا ہوا ہی کہ ای عمرو خدا جانے حمزہ اور لشکر حمزہ کا کیا حال ہوا ہوگا ادھر ملکہ بھی سو گئی جب عمرو نے دیکھا کہ سواے خدا کے کوئی بیدار نہین ہی اول عمرو نے سب کو بیہوش کیا بعد اسکے ملکہ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری لگا کر مہتاب جادو کی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا جب صبح کو اُٹھا انہین جلیسین سلام کر کے بیٹھنے لگین ملکہ نے کہا کہ دیکھو عمرو کدھر ہی اُنھون نے عرض کیا وہ جانے گا کہان کہا دیکھو تو اب عمرو کی تلاش ہونے لگی تمام باغ چھان مارا لیکن عمرو کا کہین نہ پایا پہر دن چڑھا اُسوقت مہتاب جادو چیخ مار کر رو دی کہ ہاے عمرو مجھسے بیوفائی کر کے چلا گیا اب مین باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ جو پوچھینگے کہ عمرو کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اور وہ مجھے ضرور لعنت ملامت کرینگے مین اپنے تئین ہلاک کرونگی اور خوب دہائی دی یہانتک کہ بال نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے دوہتڑ منھ پر مار رہی ہی کہ ہاے عمرو تو مجھکو دغا دے گیا مین یہ نہ جانتی تھی ہاے مین تجھے کہان ڈھونڈھون اور خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا چاہتی تھی کہ اپنے کو ہلاک کرے ساتھ والیان لپٹ گئین ہاتھ سے خنجر لے لیا ملکہ نے کہا ارے تمھارا ستیاناس جائے مجھے کیون پکڑتی ہو مر جانے دو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہی مین یہ روے سیاہ باپ کو کیا دکھاؤنگی ہارے مجھے چھوڑ دو اور دور ہو یہان سے ملکہ کی تو یہ حالت ادھر ایک کہاری اسکی مان پاس سے اسکی خبر کے لیے آئی تھی اُسنے جو یہ حال دیکھا اُلٹے پاؤن پھر گئی اور سب حالت اسکی مان سے بیان کی اُسنے جو سُنا کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی بیقرار ہو گئی اور اسیوقت اُسکے باپ قیطاس جادو سے کہلا بھیجا کہ صاحب جلد آؤ عمرو بھاگ گیا مہتاب جادو غیرت سے اپنی جان دیے دیتی ہی قیطاس جادو سنتے ہی بے تحاشا دوڑا اُدھر ریحانہ پہلے پہونچی دیکھا کہ مہتاب جادو پر گویا بھوت سوار ہی عجب صورت ہی کہ منھ طمانچون سے لال ہو رہا ہی گوڑے پیٹتے پیٹتے پڑ گئے کپڑے پھٹے ہوئے ہین سر کے بال نچے ہوئے ہین ریحانہ آکر لپٹ گئی کہ بیٹیا یہ تو نے کیا حال بنایا ہی واری اگر عمرو غائب ہو گیا ہی تو پھر پکڑ آویگا تو کیون اپنی جان دیتی ہی مہتاب جادو نے کہا کہ امان جان مین یہ روے سیاہ صورت پدر بزرگوار کو کیا دکھاؤنگی سامری جمشید کو مانکے مجھے مر جانے دو ریحانہ جادو لپٹی ہوئی ہی چھوڑتی نہین کہ اتنے مین قیطاس جادو بھی آ پہونچا ریحانہ پکاری کہ صاحب آکر بیٹی کو سمجھاؤ کسی طرح نہین مانتی مہتاب جادو نے شرم سے منھ اپنا زانوؤن مین چھپا لیا

قیطاس جادو نے دلاسا دیا کہ بیٹا کچھ غم نہ کر عمرو بھاگ کر کہاں جائے گا پھر پکڑ آئے گا مہتاب جادو نے کہا کہ باوا جان کل کو
جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب جادو نے اُسکو چھوڑ کر یہ ستم ڈھایا ہے میں اپنی جان دونگی اور یہ بدنامی نہ سہونگی ہائے
عمرو ہماری جان لینے کو یہاں آیا تھا اور تڑپی جاتی ہو مچلی جاتی ہو کہ اچھا تم نہ چھوڑو بھی تو غافل ہوگے میں زہر کھا لونگی کنوین
مین گر پڑونگی جب قیطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو نہیں سنبھلتی ناچار اُسکو پکڑ دھکڑ سوار کر کے اپنے گھر میں لایا پلنگ پر
لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روئے جاتی ہے قیطاس جادو اور ریحانہ ہر چند دلاسا دیتے ہیں مگر نہیں مانتی دن بھر اسی طرح
گذرا نہ کھایا نہ پانی پیا گھر بھر ہلاک ہوا آخر روتے روتے سو گئی بس قیطاس جادو نے بیچ میں پلنگ مہتاب جادو کا کیا ایک
طرف اپنا دوسری جانب ریحانہ کا پلنگ بچھایا اس خوف سے کہ ایسا نہو سوتے سے اُٹھے اور تم بھی سو جاؤ میں تو زہر کھالے کنوین میں گر پڑے اور
ریحانہ سے کہا صاحب تم سو رہو میں جاگتا ہوں ریحانہ سو رہی عمرو نے اپنے کو سوتے میں ڈالدیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قیطاس
جادو نے ریحانہ کو چونکا کے کہا کہ صاحب تم ذرا اُٹھکر بیٹھو میں دو گھڑی لیٹ رہوں اُسنے کہا تم شوق سے سوؤ میں جاگتی ہوں
قیطاس جادو لیٹتے ہی سو گیا ریحانہ کی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ بیٹھے لیٹے جاگا کرونگی ایک لمحہ بھر کے بعد
سو گئی عمرو تو جاگتا تھا پہلے آہستہ آہستہ آواز دی اماں جان باوا جان جب کوئی نہ بولا اوروں کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا
چپکے سے اُٹھکر چلے تو پروانے بیہوشی کے چراغ کی لو پر بارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا جب سب
بیہوشی اُڑا کر اپنا اطمینان کر لیا قیطاس جادو کی زبان میں سوزن دے کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری سے
نکالکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے کہا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہاں ہے اسی لیے
مین تمکو چونکا کر لیٹا تھا تم سو گئیں وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوین میں گر پڑی ہائے میں مہتاب جادو کو کہاں پاؤنگا
ہائے میری جان کہاں گئی میں بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قطامہ تجھسے سمجھونگا ذرا مہتاب جادو
کو ڈھونڈھوا لوں میری تو جان جائیگی مگر سبکو مار لونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سُرخ پہنکر بارگاہ میں آیا روتا ہوا کہ ہائے
میری مہتاب جادو بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا سب امرا اور راجے جمع تھے سلام کیا مگر قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہائے
مہتاب جادو میں نے تمام عمر اپنی ضائع کر کے تجھکو پایا تھا میں تو تیرا عاشق تھا ہائے معشوق ہائے مونس و غمخوار
میری تو کہاں گئی تجھے کہاں ڈھونڈھوں اور تمام ساحروں سے حکم کیا کہ جا کر تلاش کرو شاید مہتاب جادو کہیں
مل جائے وہ مارے شرمندگی کے سر بصحرا نکل گئی اور صاحبو اگر آج صبح سے رات تک اُسے نہ پیدا کیا تو اپنی بھی جان دونگا اور
کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کرونگا ساحر چہار جانب تلاش
کو روانہ ہوئے یہاں قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہائے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جا کر نرگس جادو کو بلا لا جو کچھ
کہا اُس قحبہ نے کہا نہ عمرو سے وہ کام سنتی نہ یہ آفت آتی جلد اُس مردار کو لا وے چوبدار بھی نرگس جادو سے جلے ہوئے تھے
کہ کبھی اُسنے ایک حبہ کسی کو نہیں دیا تھا پانچ سات چوبدار لیکر گئے اور نرگس جادو کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا کہ
چل قحبہ بادشاہ نے یاد کیا ہے اور کھینچتے ہوئے اُسے لائے نرگس جادو اگر پکاری مجھ بدبخت کی کون تقصیر ہے جو اس ظلم
سے بلوایا ہے کہا ہائے مہتاب جادو غائب ہو جائے اور تو زمین سے بیٹھے کیوں تو بے گانا ہے یہ سُنا تھا جو مہتاب جادو کی
اُسکی آواز سنکر بنگی تیرے بڑھاپے کے مزے تجھکو تو نہیں کا نہ رکھا ارے اس قحبہ کے میخ ببول کی ٹھونکو اُسی وقت چوبدار
ایک میخ اُٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی بس میخ جو نہیں جب کہ ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو میں نرگس
جادو کے چھوٹی رہ یہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار و السقر ہوئی لاش اُسکی ٹیلے پر پھنکوا دی بعد اسکے محل میں داخل ہوا ریحانہ نے
کہا کہ کیوں او مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اس لیے میں نے چونکا کر آپ دیا تھا تو کیوں نہ جاگتی رہی

نہ تو سوتی نہ وہ غائب ہو جاتی اور تلوار کھینچکر ماری کر ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے کچھ جادوگرنیان اور کھڑی تھین
اُنسے کہا کہ ارے تمنے مجھے روکا نہ مین نے ریحانہ کو مار ڈالا مین تو سودائی بنا ہوا ہون اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
اور جس جس کو ساحر سمجھا مار تلوار ون سے ٹکڑے اڑا دیے اور اسی طرح با تیغہ خون آلود بہ بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا
اتنے مین ساحر بھی آگئے کہا کہ کیون صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتا
نہ لگا کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہون بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوئے کہا کہ دست راسی علیحدہ ہون
دست چپی علیحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونون طرف ہو گئے اب مظفر اور غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ ہمنے تمھین بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیون نہ لائے خالی کیون پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیر و مرشد مین تو اسیر ہوا تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھر لایا کہا کہ کیون اے غضنفر تو کیون مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے جاتا تو کیا آفت کیون مجھ پر آتی
اور دست راسیون سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سُنتے ہی وہ تلوارین کھینچکر غضنفر پر گرے اور اسکے ہمراہیون سمیت
اسکے ٹکڑے اڑا دیے بعد اسکے اودھر کے جادوگرون کو بلایا اور کہا اے مظفر تو نے یہ کیا کیا تیرا ہم چشم تھا تو نے اُسے قتل
کیا اور اے نمک حرامو تمنے کیون دست راسیون کو قتل کیا ارے مار وان نمک حرامون کو وہ جو آدھے جادوگر تھے انھون نے
مظفر اور اسکے ہمراہیون کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُنسے کہا کہ مین تو غصہ مین تھا تمنے کیون مظفر و غضنفر کو
قتل کیا تمھین عذر کرنا لازم تھا ارے ہان مار وان حرامزادون کو اور لوگون نے ان جادوگرون کو قتل کیا لیکن کسی ساحر نے
مارے خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہین کیا کہ یہ دستار بدل بھائی ہے شمشمش ساحر کا ہمارا اسکا کیا کر سکتا ہے سب اسی
دہشت مین مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر مین ہون انکو لاؤ ہمارے کوئی رفیق میرا نہ رہا اب جتنے جادوگر
شہر مین باقی تھے وہ بھی جمع ہوئے اُنسے کہا کہ کیون صاحبو ہم تو اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ بیٹی ہماری چراغ خانہ
تھی وہ اس طرح پر برباد ہوئی تم اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم مین شریک ہوئے نہ مہتاب جادو
کو ڈھونڈھا ارے مار وان جادوگرون کو سب جادوگرون کو قتل کروا یا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہین باقی ہے لوگون
نے عرض کیا کہین نہین کہا جسے ایک منتر ایک اچھر بھی آتا ہو اُسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جا چکے
اور کوئی ساحر شہر مین باقی نہ رہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے
ساتھ گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب مین جی کے کیا کرونگا ارے جلد قنات مین کھڑی کرو اسکے اندر
چولھا سلگاؤ اور کڑاہیون مین تیل گرم کرو کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا سب نے کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنون کو ناحق
الزام دیدے کر مارا ابھی یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہو کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سب نے جلدی جلدی
قناتین کھڑی کین آگ جلائی کڑھاؤ مین تیل گرم کیا بعد اسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا
دروازہ بند کر لیا قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش مین لایا اور کہا کہ اے قیطاس مین عمرو بن امیہ ضمری ہون تمام شہر کو
مین نے قتل کیا اور سب جادوگرون کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تجھے چھوڑ دون اُسنے
گردن ہلائی کہ مین کبھی مسلمان نہون گا بس عمرو نے اُسے اُٹھا کر تیل کے کڑھاؤ مین ڈالدیا کر جل بھنکر تیل مین پگھل گیا ایک غلغلہ
عظیم برپا ہوا تاریکی ہوئی پانی برسنے لگا شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے جب آثار سحر برطرف ہوئے ایک آواز صدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من قیطاس جادو بو حیف جان وادم و مطلب خود نہ رسیدم مکان سحر کے نسبت نہ رہا بود ہوتے ہی سب
جانا کہ قیطاس جادو مر گیا خوش ہوئے کہ ظالم فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی قیطاس جادو قنات
سے باہر آیا سب تھرانے لگے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ مین کون ہون جنے دست

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہیں کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا میں ہوں ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناند نعرہ عمرو عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ نخجتاب بداختر بہ برم + در مجلس خسروان چو باشم
ساقی + ملبوس وخم و شیشہ و ساغر بہ برم + منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار آگاہ ہو کہ میں نے سب جادوگروں کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کرو
تو خیر ہیں کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہو کہ عمرو کس حالت
میں آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحروں کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہیں تو ہم نے بدل و جان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر میں دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگروں کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہے تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا اور
فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ میں
تمہاری عاشق صادق ہوں مجھے کسی سے سروکار نہیں عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر میں منادی کی
کہ شہر میں کوئی یہ خبر جانکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو
سے کہا کہ میں جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسی وقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ
مہاڈول پر سوار ہوئے اور رودسو گاڑی اور رتھ تیار کی تھی کہ بیلوں پر سلطانی بانات کی جھولیں پڑی ہوئیں سینگوں
پر سونے چاندی کی سینگوٹیاں چڑھی ہوئیں اور رتھ اور گاڑی کی پوشش بھی بہت تکلف کی غرضکہ اس ساز و سامان سے عمرو بتجمل ساحرہ
ریحانہ ہو سوار ہوا اور ایک سر عملی عمرو کا بنا کر رومال میں باندھکر خوان میں رکھوالیا اور چلا بعد قطع منازل و طے مراحل قریب درہ شبنم ہو پہنچا

اب دو کلمہ داستان ظفر اور منصور ہوکر پھرنا مہتر والاگوہر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کوہ سے اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

استادان سخنور و صاحبان ذی ہنر ادہم قلم کو عرصۂ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ مہتر مہتران عالم یعنی عمرو بن
امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس صورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب درہ شبنم ہو پہنچے لیکن خورشید انتظار
کر رہی ہے کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کروں اور بختیارک دونوں وقت اسکے یہاں کھانا لاتا ہے اور
اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہے چلا جاتا ہے کہ بعد ہفتے کے ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے آتی
ہیں خورشید جادو اسی وقت سوار ہو کر واسطے استقبال کے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایاں ہوا بعد ٹکانے جلوس کے مہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور رودسو گاڑیاں پیچھے یقین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے ریحانہ
سے کہا کہ خورشید جادو آتی ہیں ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرضکہ سواری روکی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند تجھ میں حالت نہیں
رہی اب تک غم حیات جادو کا بھولا نہیں خورشید رونے لگی اور کہا کہ اماں جان کیا بیان کروں اسکی صورت اب تک مجھے
نہیں بھولتی ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے تصویر اسکی کہا کہ سچ ہے جب تو تیری یہ حالت ہوگئی ہے غرض باتیں کرتی
ہوئی شہر میں آئی قبر حیات جادو کی دکھوائی اور جنگل قبر پر خورشید بہت روئی بہت پیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا
کہا بیٹا اسقدر رو اور گریہ و زاری نہ کر دیکھو کہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ اپنی جان دینے سے
کیا نفع بقول عرفی ؎ عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال + صد سال میتوان بتمنا گریستن + بیٹا مقدر میں حیات جادو
کے یہی لکھا تھا ناچاری ہے اور میں بھی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہے

یا دادہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی بس بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی
خورشید نے کہا کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھون کے سامنے رہتی ہی مین کیونکر بھولون ہر چند چاہتی ہون
ضبط کرون ضبط نہین ہوتا یہی دل چاہتا ہی کہ چخین مار کر روؤن ۵ آہ را ہر چند مینخواہم کہ نہان بر کشم ۔ دل مین گوید
کہ من تنگ آمدم فریاد کن + ہر چند چاہتی ہون کہ دل سے بھلا دون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگا لیا کہا کہ ای
خورشید حیات جادو تیرے پیٹ سے نہین پیدا ہوئی تھی تو نے اُسے پالا تھا اُسکے واسطے یہ حالت ہی ہمارے جگر کو دیکھ
کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم والم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ
خبر پہونچی کہ ملک بختیارک لقا کی طرف سے ریحانہ جادو کے واسطے ضیافت لایا ہی خورشید جادو نے کہا کہ بُلا لاؤ
غرضکہ بختیارک آیا چار سو سینی کھانے کی اور کشتیان پوشاک جواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد و حیران ریحانہ کی طرف
دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ امان جان کچھ کھا لیجیے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مجمع مین دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی
نہین ہی تو کھا لے میرے واسطے رہنے دے دو چار گھڑی کے بعد مین کھا لونگی خورشید جادو نے کہا کہ امان جان مین
بھی تمھارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا کہ ان خوانون کو فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کے واسطے پلنگ بچھا تھا وہ
خوان لا کر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑ دو اُسی وقت پردے چھوٹ گئے عمرو نے بیہوشی
تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب صاف اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اُٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آئی اور
خورشید میری وجہ سے بھوکی ہی مجھے خاطر اُسکی عزیز ہی خورشید کو بُلا لاؤ اُسی وقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے
کہا ای فرزند آؤ کھانا کھا لو غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ
بنا کر دیا کہ کھاؤ اُسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا اور مُنھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجھکی اور نوالہ
ہاتھ سے پھینک دیا بعد اُسکے کچھ پڑھ کے دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہی پتلی نے کہا یہ عمرو ہی اور
یہ تمام کھانا بیہوشی آلود ہی اب خورشید جادو نے ریحانہ کی طرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا
خیال ہی میرے سر کی قسم کچھ کھا لے خورشید پکاری او دزد باریک گردن ساربان زادے غضب کیا تو نے معلوم ہوا کہ
قیطاس کوہ کو ویران کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہو گیا ہی تو کہتی کیا ہی ہوش مین آ خورشید نے
نعرہ کیا کہ اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا تھا
اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی کیا بیان کرتی ہی اگر تو عمرو نہین ہی تو کیا میرا سحر غلط ہی اب عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مجھے پہچان گئی کہا
کہ او لکاتہ ہان سب کو مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑ دونگا اور خنجر کھینچکر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر یہ مجسمہ ایک تو
روئین تن ہی دوسرے حفظ سحر مین ہی خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا عمرو بھاگا خورشید نے کہکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے
پیر عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے دوڑ کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابتو آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہ قیطاس کوہ پر
تو نے کیا کیا عمرو نے کہا سب کو قتل کیا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی
تھی کہ تو بچگئی خورشید اپنے مان باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جا کر بختیارک کو بُلا لاؤ کہ اخگر جادو کیا او
یہان بختیارک واپس ہو کر لقا کے پاس آیا ہی اور کہ رہا ہی۔ ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی مین جاے خیر مانگتا ہون
لقا نے کہا کیون تو آخر گھبرایا ہوا کیون ہی بختیارک نے کہا کہ وہ گئے اُسنے کہا کون بختیارک نے کہا مرشد کامل ہین
دیکھیے خورشید جادو بچتی ہی یا نہین بڑا جال مرشد نے پھیلایا ہی لقا ۔ رہا ہی کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی
ہی کسی کے مکر و فریب مین نہ آویگی بختیارک کہ رہا ہی کہ یونہین ہوا اتنے مین اخگر جادو جا پہونچا بختیارک سے کہا کہ

چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی اُسنے کہا کہ خیر تو ہی اخگر نے کہا خیریت ہی جلدی چلیے بختیارک پھر سوار ہوکر شہر مینا مین آیا خورشید جادو کو
سلام کیا خورشید نے کہا ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہی تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کرکے آیا ہی ہمارے
گھر بھر مین کوئی باقی نہین رہا بختیارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا انکا یہی دستور ہی مگر ای ملکہ خورشید جادو تمنے
کار نمایان کیا شعر غیر تو کس را نبود دسترس ۞ آنچہ تو کردی نکند ہیچ کس ۞ ملکہ خوب پہچانا تھے اور کسی کا مقدور نہ تھا کہ عمرو
کو پہچان سکتا اور پھر عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیرو مرشد نے تو مار ڈالنے مین قصور نہ کیا تھا مگر قسمت مین یون ہونا تھا ناچاری
ہی کہ حضور گرفتار ہین مگر کوئی آپکا خم گستہ نہین کر سکتا عمرو بولا ملک جی تمھاری بن پڑی ہی جسطرح چاہو چاہو جاکر باتین
کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک مین اسکو ایک دم تو زندہ چھوڑنے کی نہین اور اخگر جادو کو آواز
دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجا کر سر اسکا کاٹ لا اخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا اور
سامنے رکھدیا کہا کہ اسے کنگورے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقع مین
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی مرنے مین بھی جھوٹ سچ ہوتا ہی بختیارک نے کہا البتہ ہمنے آنکھون سے دیکھا
ہی کہ لعل جادو نے مشتری حصار کے سامنے اسی طرح قلعہ مینا بنایا تھا اور اسی طرح سب خداپرستون کے سر کاٹ کر
کنگورون پر چڑھائے تھے جب وہ ماری گئی سب خداپرست زندہ ہوگئے اسواسطے مین نے تمسے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے مین تو مجھے بڑا شک ہی خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر مین نے فی الحقیقت سب کو قتل کیا ہی
بختیارک یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھولدیے اور پیٹنے لگی کہ ہاے ای مادر مہربان و پدر
بزرگوار اور باقی عزیزون کا نام لے لیکر روتی تھی اور پچھاڑین کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ ای ملکہ خورشید جادو
جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا اب تم کیون آپ کو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہی اور کہتی ہی کہ ہاے عمرو نے گھر بار میرا
برباد کیا مجھکو کہین کا نہ رکھا بختیارک سے کہا کہ ملک جی کل ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑون گی تم جاکر طبل جنگ
بجواؤ بختیارک وہان سے لقا کے پاس آیا اور کہا کہ یا خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا سب عزیزون
کو خورشید جادو کے مارا مگر خورشید نے عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہی کہتی ہی کہ کل ایک مسلمان کو زندہ
نہ چھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا مین نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی
بادشاہ ہو اور سب خداپرستون کا استیصال اسپر منحصر ہی اور حکم دیا کہ بجے جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب مین گرفتار کرونگا
یہان نقارہ رزمی پر چوب پڑی تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے لیکن روتے ہوئے اور تمام حال بیان کیا
کہ خواجہ عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہان سے خورشید جادو کی مان ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے لشکر مین قتل
خورشید کے تھے مگر تقدیر سے مجبوری ہی کہ گرفتار ہوگئے اور خورشید جادو نے اسی وقت سر انکا کاٹ کر بر سر قلعہ چڑھا دیا
اور لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا گریبان چاک کرکے اپنے تئین زمین پر گرا دیا خاک
اڑا کر پکارے کہ ای مونس و غمخوار و ای یار وفا شعار آخر تو نے اپنی جان دی ای عمرو مجھکو امید تھی کہ تو اس غم سے مجھے نجات دیگا
لیکن تو نے بھی جان اپنی راہ خدا مین نثار کی ہزار جان حمزہ فدا ہے نام تو باد ای عمرو تم ہمکو بے آس کرگئے اور اب تمام لشکر مین
ایک غلغلہ ہی کہ عمرو سے توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ خاتمہ ہماری صاحبقرانی کا میدان درہ شبنم مین ہونا تھا خیر تمام عزیز و رفیق توابع فرود مین
کو تشریف لیجا کے عمرو ایسا رفیق جانی مسافر راہ عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہی اور غم مین عمرو کے
وحشت و جنون بھی دم بدم زیادہ ہوتا جاتا ہی تاب و طاقت مسدود جواب دیتی ہی فراغ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو ڈھادو

فرش دور کرو اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھے باقی سردار اور اہل لشکر گرد اُس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ
صاحبو مین بخوشی کہتا ہون کہ تم کیون اپنے کو ہلاک کرو جہان جہان تمکو بن پڑے چلے جاؤ تمھارا کوئی معترض نہوگا سبھی
کو مین ہون اور خاک اس میدان کی یہ سب نے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت مین آپ کو چھوڑ کر کہان جائینگے دنیا مین کسے
اپنا منھ دکھائینگے جہان آپ کے پسینے کی بوند گرے گی وہان اپنا لہو بہائینگے شعر آن منم باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے بہ پہلے ہم جان نثار کر لینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور آپ ہمکو ایسا امر سمجھتے تھے
تو جان نثارون مین کیون رکھا جب ان سب نے یہ جواب دیا علمکش اسلامیان و افسر مسلمانان کرب غازی کیطرف مخاطب ہو فرمانے لگا
کہ اے قبۂ دین ستون اسلام ہم تمھین ایک خدمت سپرد کرتے ہین کہ تم ان چند دست و پا شکستہ یعنے ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر
خانۂ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس تو نہ برباد ہو یہ تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے
سوا تمھارے دوسرا نہین ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کرب غازی نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت مین رسوا
نہ کیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت مین مجھے ذلیل نہ فرمائیے اب جو مین ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہے گا
کہ کرب اس حیلے سے اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ امر مجھسے نہ ارشاد فرمائیے یہ ننگ مجھکو گوارا نہین ہے یہ گردن باریک متحمل اس
بار گران کی نہوگی امیر نے ناچار شہریار گردون بارگاہ ملایک سپاہ وارث سریر جہانبانی عمرو دہکانی یعنے شہریاری احسن العباد
یعنے سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف لیجائین بادشاہ نے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ عجب
حضور سے کہ آپ مجھکو رسواے عالم کیا چاہتے ہین اپنی جان نثار کر دونگا بعد نوبت آپکی آئیگی مین کبھی آپ کو تنہا نہ چھوڑونگا
صاحبقران ادھر سے بھی بے آس ہوئے آبدیدہ ہو گئے نظر کردہ علی مردان صاحب نعمہ گران یعنے حمزہ قران بخش کو اور گلے سے
لگا کر فرمایا کہ وصیت عمرو کی تمھین یاد ہے کہ اس جنت آرامگاہ نے اپنے ناموس کے واسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس میرا سوا
تیرے کوئی بچانیوالا نہین ہے اور مین بھی یہی کہتا ہون کہ سب ناموس کو لیکر یہان سے نکلجاؤ اور حفاظت سے خانۂ کعبہ پہونچاؤ
قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ مین بھی غلامان حضور پر نثار ہون فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام تمھین سے ہوگا تم
ناموس کو اپنے ہمراہ لیجاؤ کار بستہ نہ کرو عرض کیا بہت خوب مین موجود ہون جب یہ راضی ہوا تو اب صاحبقران محل مین تشریف
لے گئے اور سرو سیمین تن کو دیکھکر روئے کہ وہ سفید لباس پہنے ہوئے سوگ مین عمرو کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تجھے
اس حال کو پہونچایا کہ افسر تیرا اتار لیا اب کل باری ہماری ہے ہم اب اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جائینگے اگر تجھے پیغام کہنا
ہو تو کہدو اسنے کہا کہ اے شہریار مین اپنے کو ہلاک کرونگی کہ زندگی بعد عمرو کے دشوار و بار معلوم ہوتی ہے فرمایا اے سرو سیمین تن کل تم
اور گردیہ بانو برابر ہو جاؤ گی عمرو نے ہمارا ساتھ دیا تم رفاقت گردیہ بانو کی کرو رنڈاپا اپنا اُنکے ہمراہ کاٹو بس یہ کلمات
جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ مین اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونے کی صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے
تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونے کو تو تمام عمر ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی صبح
ہے اعدا کو خبر نہین ہے سب نے تھین اور چوڑیان بڑھائین گہنا بدن سے دور کیا رنڈسالے پہنے تمام تھین چوڑیان زیور کشتی
مین لگا کر صاحبقران کے پاس بھیجدیا کہ آپ ہمارے والی وارث تھے آپ سے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا اک غلغلہ محشر خیز
برپا تھا کہ قران نے اسی حالت مین سب کو سوار کیا اور ایک لاکھ اسی ہزار عیارون نے گھوڑے اور گرد محافون کے ہو کر روانہ صحرا سے ماندہ ہوئے

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانون کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان کی جاتی ہے

کہ راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان سعد بن عباد و کرب غازی
نامدار طلسم سحر خورشید سے باقی بچے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت مین بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک ہوا آفتاب

عالمتاب لرزان ترسان بارنگ زرد فلک نیل پر نمایان ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن سروں سے باندھے مہیائے قضا آمادہ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگاہ میں آئے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہیں کہ جنھوں نے ارادہ مرجانے کا کیا ہے اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستان میں جاکر چھپا ہے صفیں کی صفیں خالی پڑی ہیں کوئی بازار میں نہیں معلوم ہوتا اٹھائے خیموں کے پڑے ہوئے ہیں ایک ایک فراش اُن پر بیٹھا ہے عجب سناٹا ہے بادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے ہوئے میدان جنگ میں آئے ادھر سے لقا بہ اقبال کمال شان و شوکت سے میدان جنگ میں آیا دشت جنگ تیار ہوا کہ اکبارگی شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشیں پر سوار اپنے ساحروں کے ساتھ نکلی لقا کو مجرا کیا میدان میں آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ اے خدا پرستو تمنے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عمرو نے زندہ نہ چھوڑا میں بھی کیا تمھارا نام لیوا باقی رکھوں گی دیکھو کیا حال کرتی ہوں آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی مرکب اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا اے کرب غازی تم ٹھہرو بعد ہمارے میدان میں جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ اے شہریار خدا آپکو زندہ و سالم رکھے غلام پہلے نثار ہوگا اور اگر آپ نے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا بہتر جاؤ تم آپ بھی داغ دکھائیے کرب مجرا کرکے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچائے اُدھر کرب غازی گھوڑا اُڑا کر برابر خورشید جادو کے ہوا تجا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہے حمزہ کا کہ اب تک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتوں میں غافل پاتے ہی آنکھ بچا کر کمند ماری کہ ساتوں حلقے گلے میں پڑ گئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منہ کے بل زمین پر گرنے کو تھی کہ کچھ پڑھکر سنبھلی اور اُف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جلگئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق ہوگئی کرب مع مرکب زمین میں سما گیا ادھر اسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے بادشاہ نے تخت رکھوایا اور کہا کہ یا صاحبقران تمام عزیز و رفیق حضور پر سے نثار ہو چکے اب مجھکو میدان میں جانے دیجیے کہ میں بھی جان اپنی فدا کروں اور سبکے سامنے سرخرو ہوں کہ آپ نے میری یہ عزت حرمت کی کہ بادشاہ بنایا ہمیشہ مجرا اسلام کیا کیے اب میری آبرو اسمیں ہے کہ مثل اور فرزندوں کے جان اپنی فدا کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے شہریار یہ کبھی نہو گا کہ میں اپنے سامنے حضور کو میدان میں جانے دوں آرزو یہ ہے کہ میں تخت کو اسی طرح آباد چھوڑ دوں اپنی زندگی میں حضور کو میدان میں نہ جانے دونگا آخر امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالکر گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے خورشید جادو پکاری کہ ارے تم دونوں میرے مقابلے کو آؤ بس امیر بادشاہ سے جدا ہوکر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں چلے پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ اے حمزہ تیرے عیار کے ہاتھوں تمام گھر میرا بلکہ سارا شہر برباد ہوا اور میں اسی فکر میں ہوں کہ تم خدا پرستوں کا نام و نشان باقی نہ رکھوں مگر مجھے رحم آتا ہے اگر تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو میں تجھے چھوڑ دوں امیر نے فرمایا لاکھ لاکھ لعنت فرعون و لقا پر کبھی میں باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند و رفیق میرے مارے جاچکے ہیں جبر کیا کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ اے حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو میں سب کو زندہ کرکے تیرے حوالے کردوں فرمایا لاکھ فرزند ہوں تو راہ اسلام میں نثار کروں اور فرعون پر کرور لعنت کروں بس خورشید نے خشمناک ہو کر گیند طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر بیٹھا اور چند قطرے سنہرے اُڑ کر امیر پر پڑے کہ امیر بیہوش ہوکر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو پڑی لیکن ایک سنگ گران کر پڑی کہ قبضے تک اتر گئی اب امیر کو ہوش نہ تھا کہ نجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر شہر مینا کو لے گیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام تیغ بکف نعرہ زن خورشید پر جا پڑے تھے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اُتار کر سحر دم کرکے پھینکا کہ بادشاہ کے

بازوؤن مین لپٹ گیا اور شکنین بندھ گئین اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اُٹھاکر اسم سحر پڑھکر گرد
بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولا اُٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کی طرف اُڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل
نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کی طرف اُڑگیا اور بلند ہوکر پھیلا کہ آگ بر
سرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوا بے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہو پناہ آگ سے
نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اُسپر سحر دم کرکے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا لہرین موجین مارتا ہوا چلا اور چہار طرف
سے لشکر اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام
غرق طوفان سحر ہوا جس مقام پر اُردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا
اُس میدان بلا مین باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچ گئے خورشید جادو سب کو مٹاکر اب پھری اور لقا سے پکار کر
کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہان سے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سبائل مین بٹھلاکر
قیطول خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود و کمال مسرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی
کرکے مشغول عیش و عشرت ہوا یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی سر کاٹ ڈال
اخگر جادو نے بادشاہ صاحبقران کرب دلاور سب کے سر لیجاکر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھادیے رات کو
خورشید جادو نے باطمینان تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اُسکے اخگر جادو سے کہا
کہ جلد تیاری کرو قیطاس کوہ چلنے کی اُسیوقت اُس بدکار جہنم نے سب سرداروں کے سر کنگرون پر سے اُتارے اور
شترون پر چڑھائے لاشین سبکی ہاتھیون پر لدوائین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزہ صاحبقران کا نوک نیزے پر
پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سردارون کے اور خورشید جادو
اژدر آتش فشان پر سوار گرد اُسکے ساتھ کی جادوگرنیان تغاز قرقرے طاؤس نخس پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان
کھولے ہوے ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو اس بیابان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کہتا تھا کہ جادوگر کا
نام و نشان تک باقی نہین چھوڑونگا دھتاب جادو کا حال نہین معلوم کہ اسکو اُسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلا لون اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ گئی
ہین تو تو بچی ہونگی نہین جو سب کا حال ہوا وہی انکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا کہ دوسرے روز آنے والیون سے قیطاس کوہ کے خبر ہوا
دھتاب جادو وہان کی بادشاہ ہے عمرو سے دبکی تھی عمرو نے اُسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت شان سے روانہ ہوئی

اب چند کلمے داستان ملکہ قریشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قریشیہ سلطان لڑائی پر گزیب بن قہقہہ کے گئی ہوئی تھی اسکو شکست دے کر پھری ہو کوہ لاجورد کے برابر آکر خیمے
مین داخل ہوئی ہو مسند پر بیٹھی تمام پریزاد مین سلطان ازرق پری سلاسل پری جلاجل پری سیالک سیاہ کلاہ
خواجہ عبدالرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ
دل قریشیہ سلطان کا خود بخود گھبرانے لگا ہر چند جی کو بہلایا مگر کسی طرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبراکر خواجہ عبدالرحمن جنی
سے کہا کہ خواجہ عین خوشی مین میرے دل کی یہ حالت ہے کہ خود بخود امنڈا آتا ہے تم ذرا علم نجوم مین حال میرے پدر نامدار کا دیکھو کہ وہ
کسطرح سے ہین خواجہ نے اُسی وقت سوا ہاتھ زمین لیپ کر اسطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور تختہ تقاویم و قرعہ تفکر کو پھیکر پھینکا
کہ و عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کرکے احکام کو طرح دے کر دیکھا کہ اُسکے آنکھون سے
آنسو بھر لائے ملکہ قریشیہ سلطان نے بدحواس ہو کر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ بحران صعب و سخت لشکر امیر پر آیا
ہوا اور سب گرفتار بلا ہین ستائیس پہر امیر اور زندہ ہین اگر اسمین کمک پہونچی ادھر لیف مارا گیا تو بچینگے ورنہ دشمن اُسکے

مارے جائینگے یہ سنتے ہی اُسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر بردۂ دنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تنندک سے کہا کہ تو شاگرد ہی
خواجہ عمرو کا تو آگے جاکر تلاش کر کہ لشکر بدر بزرگوار کا کہان ہے القصہ تیسرے دن قرلیشیہ پردۂ دنیا مین پہونچی اور دیو تنندک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سرخ زرون پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام کے چڑھے ہین اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشان پر سوار اور چند جادوگرنیان اُسکے ہمراہ خار قرقرے نیس
وغیرہ پر سوار کمال خوشنود چلی جاتی ہین بس گریبان چاک کرکے روتا ہوا سامنے قرلیشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قرلیشیہ بیتابانہ دوڑی اُسی وقت پہونچی کہ خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہو ابھی داخل نہین
ہوئی ہو کہ قرلیشیہ نے دیوون سے کہا ان سب جادوگرنیون کو پکڑ لاؤ دیو جو یہان سے دوڑے تو جاکر گود مین پکڑ کر
جادوگرنیون کو اُٹھا لائے دیو غراب خورشید جادو کو اُٹھا لایا مگر قرلیشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا منگوا کر
منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہی نجوم تھی تمھاری تمنے ستائیس پہر زیست مین امیر کے
بتائے تھے کہ باقی ہین یہین بیسوین پہر بیان پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ میرے احکام مین کبھی فرق
نہین ہوا خدا جانے کیا اسرار ہو اسکا عالم اللہ ہے کہ ملکہ قرلیشیہ سلطان نے کہا دیو غراب سے کہ تو اس لکاتہ کو کھا جا
اور دیوون کو بھی حکم دیا کہ تم بھی کھا جاؤ ان سب کو دیو تو جیسے ان جادوگرنیون کو پکڑ لائے تھے منھ مین پانی بھر آیا تھا
بس جلدی سے گولی مولی بنا کر کھا گئے اور دیو غراب خورشید جادو کو مسلکر کھا گیا بس ایک غلغلہ دار و گیر برپا ہوا
آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اولے پڑنے لگے آگ کے پرکالے اڑنے لگے دیو پیٹ پکڑے پکڑے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک
کے پیٹ مین درد تھا غرضکہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد اُسکے آوازین پیدا ہوتا شروع ہوئین کہ نام من
اختر جادو بود نام من سہیل جادو بود نام من ناہید جادو بود اسی طرح سب کے بعد آواز آئی کہ کشتی درا نام من خورشید جادو
بود اب جو روشنی ہوئی قرلیشیہ سلطان کے ہاتھ مین سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو انگلیان اُسمین گھسی جاتی ہین
اور ایک لس دار شے معلوم ہوئی ہے غور سے جو دیکھا تو ماشکے آٹے کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبد الرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو
ماش کے آٹے کا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ و سلامت
ہین دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہان ہے وہین چلیے اُس شہریار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھنکوا دیے اور لوگون سے
دریافت ہوا کہ درۂ شبنم پر لشکر تھا بس قرلیشیہ سلطان اُسی طرف روانہ ہوئی مگر حال گذارش کیا جاتا ہے گرفتاران
رنج و الم و محبوسان قید غم اسیران سحر یعنے امیر کشور گیر جہان ستان مع سرداران عالیشان کا کہ شہر مینا کے تہخانے مین گرفتار تھے
اور ہاتھ پاؤن مین قوت بالکل نہ تھی کہ دفعۃً وہ سستی اور کاہلی برطرف ہو گئی عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ
خورشید جادو ماری گئی کس واسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پاؤن مین معلوم ہوتی ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین بھی چاہتا ہون
قید سحر مجھپر بھی نہین اور برائے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی بس انکو دیکھتے ہی بادشاہ اسلام اور سردار بھی اپنے
اپنے مقام پر سے اُٹھے اور پکارے کہ ہم بھی قید سحر سے چھوٹے ہوئے ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو
عمرو تہخانے سے باہر آیا کیا دیکھا کہ چار سر کندے چار کونون پر کھڑے ہین اور زرد اور نیلا سوت اُنپر لپٹا ہوا ہے اور اسقدر دیوتا
اور اُسکے ہمراہ اور سوارون کے اسب کھڑے ہین اور آنکھون سے آنسو جاری ہین شہر مینا کا نام و نشان بھی نہین ہے خوشی
خوشی آکر کہا کہ اے حمزہ خدا نے فضل کیا شہر مینا غارت ہو گیا امیر سردارون سمیت تہخانے سے باہر آئے اپنے اپنے مرکبون پر
سوار ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ جاکر لشکر لقا کی خبر لاؤ عمرو اُسی وقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آکر کہا کہ لقا نے جشن کیا
ہے خوشی خوشی بیٹھا ہے اور تقدیرین بگھار رہا ہے کہ رہا ہے کہ مین نے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

خوش ہو خیر سمجھا جائے گا ابھی مصلحت یہی نہیں بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جا کر ہمارے لشکر میں خبر دو ہم چلتے ہیں لشکر لقا
کی طرف عرض کیا بہت خوب اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہاں لقا نے جشن کیا ہے بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا
ہے کہ صاحبو دیکھا تم نے کہ وہ شخص بڑا گیر ہے مگر سخت گیر ہے دیکھا تم نے کیسا غضب ان خداپرستوں پر نازل کیا کہ سبکو
ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکارے یا خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقا نے اکثر سرداروں کو ملک بخشی ابھی سے تقسیم کر دیے
ہیں نہایت خوش و خرم بیٹھا ہے کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبا ئل کو چلیں کہ دفعۃً بختیارک کی رگ مادر بخطائی جنبش میں
آئی پریشان ہوا کہ یہ کیا سبب ہے خداپرست سب مارے جا چکے اب کیا باعث ہے کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان
ویران معلوم ہونے لگا گھبرا کر اٹھا کہ باہر تو جا کر دیکھوں لقا نے کہا اے بختیارک کہاں جاتا ہے اسنے کہا کیا عرض کروں آج
مجھکو رنگ برا معلوم ہوتا ہے اور آج مجھے مکان ویران معلوم ہوتا ہے کیا آج یہاں سے ہم بھاگینگے لقا نے کہا او مادر بخطا حمزہ
مع فرزندوں اور سرداروں کے مر چکا سر انکے نیزوں پر چڑھا کر خورشید جادو قیطاس کو لے گئی اور پھر تجھکو یہ باتیں سوجھتی
ہیں بختیارک نے کہا یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہیں ہے کس واسطے کہ ایک مرتبہ ہومان جادو نے
حمزہ کا سر کاٹ کر دروازہ دمشق پر چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہو گئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات
ہے کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی اور تاریکی بھی ہو گئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خورشید جادو ماری گئی اور خداپرست
قید سے چھوٹے ہوئے مجھے نظر آتے ہیں یہ سنکر لقا اور سردار اسکے اور زریان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو
قارورے میں بھاگنے نظر آتے ہیں بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتیں تھیں کہ نعرہ
صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی کہ اے کافران بیحیا وای نابکاران پردغا منم سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش
گردن کشان مردم ربائے زمین تخت شیر بیشۂ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان آئی کافرو کب چھوڑتا ہوں تمھیں کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور
ساتھ ہی نعرہ علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے میں
بھاگتے نظر آتے ہیں اب ان لوگوں سے بچو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خداپرست آپڑا ہے تلوار چل رہی ہے لقا نے
کہا ابھی انکا لشکر تو نہیں آیا مار تو تنہائی میں اور اگر لشکر آ جائے گا تو مشکل پڑ جائیگی بس یہ سنتے ہی چہار طرف سے ہجوم
کفار کا امرا اور سرداران امیر پر ہوا تلوار چلنے لگی ادھر عمرو لشکر میں جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہیں اور
کہہ رہے ہیں کہ خورشید جادو ماری گئی جو ہمیں سے دریائے آب آتش دور ہو کر معدوم ہو گیا کہ عمرو سامنے سے آیا اور پکارا
کہ صاحبو صاحبقران سرداروں سمیت زندہ و سالم ہیں شہر مینا معدوم ہو گیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہیں تم سب جلد
شریک ہو یہ سنتے ہی لشکر میں جان تازہ آ گئی اور اسیوقت تیار ہو کر روانہ ہوئے اسوقت پہونچے کہ صاحبقران
سرداروں سمیت لڑ رہے ہیں گرد لشکر لقا ہے لقا دور سے پکار رہا ہے کہ ارے یہ خداپرست زندہ نہ نکل جائیں کہ لشکر اسلام
بھی آ کر گرا اب برابر سے کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقاپرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہیں سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے
لقا کو بھی ابھار کر بھگایا مگر کرب غازی قریب تخت زریان بن قنطور شاہ کے پہونچا اسنے تلوار ماری کرب نے ہاتھ پکڑ لیا اور
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پہر دن باقی تھا کہ بالکل فتح ہو گئی اب امیر میدان سے پھرے مگر عمرو سے کہتے ہوئے کہ خواجہ نہیں معلوم
کس نے خورشید جادو کو مارا کون مددگار ہمارا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہو جائے گا اسوقت میں تو جسنے مدد کی طرح اکرام کیا
احسان عظیم کیا لیکن ابھی تک نہیں کھلا کہ باقی اسکا کون ہے یہی باتیں کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہشامی ہوئے دیکھا تو ملکہ ولیعہد
سلطان بیٹھی ہے امیر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مجرا کیا دوڑ کر قدموں سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا اے فرزند

تم کیونکہ آئین اُسوقت قریشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا ای قریشیہ مین نے تمکو بار بار منع کیا ہو کہ تمھارے ساتھ
دیو پری کا لشکر ہو تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرح سے بچ جاتا عمرو نے کہا ای قریشیہ سچ ہو تو نے
ناحق انکی مدد کی مجکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تمنے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قریشیہ نے اور بھائیون
کو گلے لگایا مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جاکر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو پھیر کر لاؤ عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب شمہ واستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ عجب حالت پر ملامت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنے مہتر قران حبشی کے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے ہین عجب حال
ہو کہ ایک طرف غم وارثون کے مارے جانے کا ایک تردد اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی
انکو لیے جاتا ہو اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکلگیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن ہر رات کو مثل
شب تیرہ کے سیہ پوش ہوتی تھین اور بال کھول کر نوحہ و زاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرکے وارثون کے
غم مین ایک ایک کا نام لیکر روتی تھین اُس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے ای قران یہان مقام کرو کہ آج ان حضرت
مقامون کا سیوم تو کرلین چلین اس زندگی سے موت بہتر ہی جو کچھ ہو ہم بغیر فاتحہ درود یہان سے نہ جائینگے اور آئندہ روندہ کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزے پر رکھکر قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی
اور لقا جشن مین مصروف ہو انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہو کر خیمہ استادہ کیا اور دہ عیار جو محرم تھے
انکو گرد خیمے کے بٹھایا باقی دور دور دورا باندھکر بیٹھے کہ صدا خواتین کی انکو نہ سنائی دے تمام خواتین نے ملکر رسم سیوم ادا
کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی اُدھر غلغلہ خواتین معظمہ مین تھا کوئی علمشاہ کا نام
لیکر پکارتی تھی کوئی بدیع الزمان کا نام لیتی ہو کر بلالون اچھے وقت سے جدا ہوئے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب نہوا اور انکی
ہم آخری خدمت نہ کرینگے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہین جاتا ادھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ
ہائے چراغ عیاری کا گل ہو گیا قران کی آنکھون مین دُنیا اندھیر تھی سرو سیمین تن کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا
تھا وہ صحرائے قیامت معلوم ہوتا تھا کہ مہتر والا گہر عمرو بن امیہ نامور ہوپنچا آواز گریہ و زاری کی سنکر کلیجہ شق ہونے لگا
مگر عیارون نے جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوئے دوڑکر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے وسواس دوڑا
قدمون سے عمرو کے لپٹا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہان سے خیمے مین خواتین کے داخل ہوئے
قران پہلے جاکر پکارا کہ صاحبو مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنے عمرو بن اُمیہ ضمری آئے یہ سُنتے ہی سبکو شادی مرگ ہو گئی لیکن
کسی کو یقین نہین آتا دو چار کہار بان بھی اگر دیکھ گئین لیکن کسی کا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد
عمرو کے جمع ہو گئین اور اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہو گئین جب ہوش آیا تو آکر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قنبر گہر تاجدار کو دیکھا کہ
زلفین گرد رخسارہ زیبا کے کھلی ہوئین خاک سے آلودہ منھ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہو گئے ہین اُسی حال
پر ملال سے قریب عمرو کے آکر قدمون سے لپٹی اور پکاری شعر ای پیک زیستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو +
خواجہ کہو کہ ہمارے افسر تاجدار پر کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر حال ہمارا بہت صرف ہوا اور اب تک ہو رہا ہو ملکہ
بولی ہم دینگے ہر عورت اپنے اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی ہی اور خوشخبری سُنکر کہ رہی ہو شعر برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست + القصہ عمرو نے سب خواتین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا چوتھے دن داخل
لشکر ہوا تمام خواتین داخل محل ہوئین ملکہ قریشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی ادائے شکر بجا لائین صاحبقران ذیشان
مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوئے سب دوڑکر قدمون سے لپٹے صاحبقران کی بلائین لین تصدقات

اترنے لگے ہر ایک فرزند کے لیے ہر جگہ سے جداگانہ تیل ماش آتے تھے نعمتین جسمانی تھین ادا ہو رہی تھین اب امیر کشورگیر نے
ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردہ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ مین بیٹھے زریمان بن قنطور شاہ
کو طلب کیا فرمایا کہ ای زریمان دیکھو سب دربند والے دائرۂ اسلام مین آچکے فرعون پر لعنت کی تم پرستش پروردگار عالم
مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ شہریار مین بھی غلام ہون حضور کا مین نے لعنت کی فرعون اور اُسکے پرستارون پر امیر نے
کلمہ زبان پر جاری کیا زریمان کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگرون کو بلا کر قید اُسکی دور کرائی وہ رخصت
ہوکر شہر مین گیا اور تمام روساء شہر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس مصیبت مین
خدا انکی مدد کرتا ہے تمھین بھی اگر مسلمان ہونا منظور رہو تو میرے شہر مین رہو ورنہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مین کسی
صاحب کو روکتا نہین ہون سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین ہمین فرعون سے کچھ کام نہین ہمنے لعنت کی اسپر غرض
تمام شہر مسلمان ہوا زریمان نے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند کیا جائے اور دعوت کی تیاری ہو کہ مین صاحبقران کی دعوت
کرونگا اور وقت سہ پہر تمام سردارون اور رئیسون کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین آیا سبکو قدمون پر گرایا امیر
ہر ایک سے بخلق پیش آئے خلعت جدا جدا عنایت ہوئے اب زریمان شاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام نے دعوت کی تیاری
کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائین تو خالی از غلام نوازی نہوگا فرمایا کہ دعوت تمھاری قبول کی زریمان شادان و فرحان پھر کر شہر مین
آیا تیاری ضیافت مین مصروف ہوا دوسرے دن جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران والاکرام شہر مین لایا دروازہ شہر سے
تا ایوان شاہی پا انداز ڈلوایا تھا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی و کوچے مین ہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو
امیر و فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین کرتا ہے زریمان نے ایوان شاہی مین لاکر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیان زر کی
پیش مین امیر کے آگے چنی گئین ہر سردار کی تعظیم و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران
نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہان ہین سب توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنیاد پڑے سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا
چہار طرف آواز اذان کی بلند ہوئی دوسرے دن صاحبقران شہر سے باہر تشریف لائے بارگاہ مین فر و تجمل شوکت سے نشین
ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقاے بوم خصال کدھر بھاگ گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حمزہ ہم آپ و
سب آفت مین گرفتار تھے کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تھا اب خبر منگواتا ہون کہ کہان جاکر ٹھہرا کسنے دامن پناہ دیا
فرمایا جلد خبردارون کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائین عمرو نے اسی وقت ہرکارون کو روانہ کیا

اب داستان بدخصال یعنی لقاے بوم خصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قنطوریہ مین اور تیغی ہونا فرعون سے اور گرفتار ہوکر جانا فیلبند فیل سوار کے ہاتھون فرعون کے پاس

کہ لقا جو بھاگا بھاگ کر قریب دربند قنطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہانکا قنطور شاہ ہے اور نقابدار قنطورہ پوش کہ چارون
نقابدارون کا افسر ہے وہ یہان کا مالک ہے قنطور شاہ اسکا تابعدار ہے جب اسنے سُنا کہ لقا سب دربندون سے شکست کھاکر
اب یہان آیا ہے تو اُسنے قنطور شاہ سے کہا کہ مین جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہون جیسا حکم خداوند کا ہوگا
ویسا کرنا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زمرد شاہ باختری کا بیان کیا فرعون
سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ ہمنے اپنا نائب ملک باختر مین اسکو کیا یہ ہمکو بھولکر اپنی خدائی چمکانے لگا ویسا ہی خراب ہوا فرقہ
خداپرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا خیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ عاد زرہ پوش ایک سردار زبردست روزگار ہے اُس سے کہا کہ تو
یہ لیجا کر لقا کو دے اور اُسے اپنے ساتھ لے آ عاد زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قنطوریہ مین پہنچا
قنطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا یہ دونون شریک ہوکر لقا پاس روانہ ہوئے یہان لقا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے گرد سردار

دورا باندھے بیٹھے ہین بختیارک سے لقا کہہ رہا ہی کہ اے شیطان درگاہ کوئی درسند قنطوریہ سے ہمارے لینے کو نہین آیا
نہ فرعون نے کسی کو بھیجا اور مین یون فرعونیہ مین بغیر طلب نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نکوئی آپ پاس ضرور
آئیگا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قنطور شاہ اور عاد زرہ پوش دونون آتے ہین کہ بعد ایک لحہ کے وہ دونون
سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کرسیان بیٹھنے کو دین یہ دونون بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ شقہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے
اُسے بختیارک کو دیا کہ پڑھ اسے اُسنے باواز بلند پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے لقا ہمنے تجھکو اپنا نائب کرکے باختر مین بھیجا تھا تو نے
وہان جاکر ہمکو فراموش کیا دہی تو اپنی سزا کو پہونچا خراب تو ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہی تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر
تیری معاف کردینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ کس قرمساق نے اپنا نائب کرکے مجھے بھیجا تھا یہ
ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہی اور چھوٹا بھائی ہی میرا اور اسکو یہ غرہ ہی مین اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا
میرا کہ اوسنے بغیر میرا ایلچی سو ملک کا مالک تھا اس فرعون کی مین کیا حقیقت سمجھتا ہون اور نہ لائق آپ میرے استقبال
کو نہ آیا مین ہرگز نہ جاؤنگا اور شقہ لیکر پھاڑ ڈالا عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونون بگڑ کھڑے ہوئے پکارے کہ اے لقا تو نے
خداوند کے شقے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ خداوند ہی سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ پکڑ لو ان دونون کو
لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے انھون نے بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہرچند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خودسری اچھی نہین ہی تم
دامن پناہ لینے آئے ہو تمھین عجز لازم ہی لقا پکارا او قرمساق تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہی القصہ خوب کشت و خون ہوا
یہانتک کہ عاد زرہ پوش و قنطور شاہ دونون زخمی ہوکر گرفتار ہوئے فوج انکی شکست کھا کر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونون کو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید رکھو انکو تو قید کیا مگر کارخانے خدائی اپنے درست کیے جہان نمانے خداوندی استادہ کرائی
فرعون سے باغی ہوکر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ مین گئے حال اپنے مالک کے گرفتار ہونے کا بیان کیا فرعون
یہ سنکر برہم ہوا اور نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جاکر لقا کو پکڑ لا وہ اُسی وقت چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا اُدھر
لقا بارگاہ مین بیٹھا کہ نقابدار قہقہہ درانہ گھسا چلا آیا سلام کیا بعد دعا و ثنا کے بیٹھا اور نامہ فرعون شاہ کا گذرانا لقا نے نامے
کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہوکر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہوکے او مجھے اسطرح کے کلمے کہتا ہی سردارون مین
خردی و بزرگی لازم ہی اُس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو مین بھی اُسکے پاس نہ جاؤنگا اور کسی طرف چلا جاؤنگا نقابدار
قہقہہ نے کہا کہ اے لقا مجھے تجسے آگے کی ملاقات ہی مین ازراہ دوستی تمھین سمجھاتا ہون کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس دامن پناہ
لینے آئے ہو تمھین لازم ہی کہ عجز و انکسار کرو نہ کہ تم خداوند کو برا کہتے ہو اور اُسکے فرستادہ یعنے عاد زرہ پوش کو قید کیا ہی رہا کرکے اپنے ساتھ لو
اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہین تو تم مجھے جانتے ہو جیسا مین ہون مجھکو حکم ہی کہ اگر لقا بخوشی آئے تو ساتھ لے آنا نہین تو
جبراً قہراً باندھکر [illegible] لے آنا لقا نے جو یہ کلمے سنے مانند گرگ کے چلایا منہ چقندر کی طرح سرخ ہوگیا پکارا او قلندر قہقہہ خرد سال
تیری کیا طاقت ہی کہ میرا رونگٹا بھی بیکا کرسکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے تو کرتا ہی اور اپنے سردارون کی طرف دیکھکر کہا کہ
پکڑ لو اس بیوحدت کو اور قتل کرو سرداران لقا چہار طرف سے دوڑے نقابدار پکارا کہ تم کیا میری پشم کندہ کروگے مگر معلوم
ہوا کہ تم سبکی شامت آئی ہی یہ کہکر نقاب اپنے منہ پر سے اٹھائی اور پکارا برمن نگر شاید کہ تا کسی مراد بس جسنے منہ اُسکا
دیکھا ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا ایک لحہ بھر مین مع لقا سب بیہوش ہوگئے نقابدار نے اپنے لوگون سے کہا کہ باندھ لو ان سبکو
سنتے ہی سب نے ملکر لقا کو پانچسو سردارون سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کرکے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور یہان سے کوچ کرکے داخل شہر فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑ کر
آپ خدمت مین فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا حکم دیا کہ لقا کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے اُتارو بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا سلام میرا اُسیر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا مین نے تجھکو ملک باختر مین اپنا نائب کرکے بھیجا تھا تو تو خدا بن بیٹھا دیکھا کیا ذلت ملی
تجھے لقا پکارا او فرمساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑ کر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات چلنے
اور داڑھیان ایک دوسرے کی پکڑے ہوئے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونون کتے
کی طرح ہانپتے تھے دم چڑھے ہوئے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا کہ ای
بندگان من مرا دریابید امیداری مجھے بچاؤ اور بختیارک اچھل رہا تھا کہ رہا تھا کہ ٹکی کا ہارے بیٹی کا جیتے کہ لقا عدار مقتہ نے
صورت نحس اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اُسنے پکڑ لیا غل و زنجیر مین گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجا کر
زندانخانے مین گرفتار رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتین بنانے لگا کہ یا خداوند مین نے بہت سا
سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پر نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور اُسی وقت خلعت وزارت
منگوا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے بلایا کہ نام اُسکا ہمایہ دوندہ ہے اور محرم راز ہے اسکا کہا کہ تو جا کر دریا کے کنارے وہ جو
چبوترہ ہے جسپر درخت برگد کا ہے کھڑے ہو کر پکارنا کہ یا خداوند شمش جادو فرعون شاہ نے آپ کو بندگی عرض کی ہے اور عرض
کیا ہے کہ آج حضور کلبۂ احزان کو اپنے قدم مبارک سے منور و ممتاز فرمائیے کہ مجھے کچھ مطلب عرض کرنا ہے ضرور تشریف لائیے گا
ہمایہ دوندہ گیا اور چبوترے پر کھڑے ہو کر دریا کی طرف منہ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ ہمایہ دوندہ کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا وہ ہمنے سن لیا اب تو جا ہمانسے پہر رات گئے ہم فرعون پاس آئینگے ہمایہ دوندہ
نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سر شام سے صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہوگی کہ لکہا نے ابر پیدا ہوگیا اور تمام شہر فرعون پر
چھائے آہستہ آہستہ قصر فرعون کی طرف چلے جب نزدیک پہونچے دھوان سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اُسمین سے ظاہر ہوئی کہ
قد تو پچاس برج کا اور دو شاخین سر پر بال سر پر سانپ کی قسم سے لپٹے ہوئے معلوم ہوتے ہین کان مین سندرے پڑے ہوئے بت
شانے سے کمر تک بندھے ہوئے سرخ تافتے کا لنگ بندھا ہوا دوپٹہ بہت بھاری اوڑھے ہوئے جھولی بھاری کی لگی ہوئی
اسمین اسباب سحر موجود بہت سے گلے مین پڑا ہوا فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اُسکو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا سلام
کیا ہاتھ اُسکا پکڑ کر اپنے تخت پر اپنی جگہ بٹھایا اب خلوت ہوگئی دونون شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا
شمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ای فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اُسکے تعقب مین ایک
اژدہائے ہفت سر آتا ہے اسکے ساتھ ایک عیار ہے کہ شہر کے شہر ساحرون کے اُسنے غارت کردیے مین نے اُسکی دہشت سے دریا مین پناہ
اختیار کیا ہے میری بن بلکہ دمامہ جادو کو چاہ الماس مین گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ اے شمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب مین لقا کو
نکالے دیتا ہون ساحر شمش نے کہا ای فرعون اب نکالنا اُسکا اور برا ہے اور خدا پرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایک تو
لقا کو بلایا پر بھائی تھا تیرا اُسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اُسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے امراؤسا کو
بھیجدے کہ اسکو سمجھا دین کہ ای لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہو جائے اور خداوند اقرار کرتا ہے کہ اگر تو آکر مجھے سجدہ
کریگا تو قدرت اپنی تجھے دکھاؤنگا کہ چند روز مین تیرے بندگان خدائی کو میسٹ نابود کردونگا اور ملک باختر تجھے دونگا
کہ پھر تو بخیط خدائی کیا کریگا اور اگر تو خردی و بزرگی کو کہتا ہے تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہے اور تیری خدائی برباد ہوگئی یہ کہکر لوگ
زندانخانے مین گئے اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر خیر خواہیت اپنی چاہتے ہو تو جلد فرعون کو سجدہ
کرو کہ مطلب تمہارا جلد سرانجام پاوے لقا نے کہا کہ مین کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک اور مشور وزیر نے بہت سمجھایا
کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک نے کہا کہ ای لقا چند روز کا یہ کارخانہ ہے خدا پرست اسکو مار کر نجات دینگے یہ تیرہ برابر کرینگے پھر

تو خدا ہی اور مین تیرا شیطان ہون اک دو چار روز تماشا دیکھ لے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا سپنے جا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ
کرنے پر راضی ہے حکم دیا کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سردار و بیج سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت مین آیا دور سے
دوڑ کر سجدہ کیا فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیے اور منور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و
اسباب و خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدینا اور ساحر مشتمش نے بھی بہت سا تسلی دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ
تمہارا ارادہ ہوگا وہی ظہور مین آئے گا بعد اسکے تخلیہ مخصص ہوا اور فرعون نے کہا کہ اے مشتمش جادو یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہے ورنہ مین کیا ہون جو نام خدائی کا لون اندنون بندگان خوابی زمرد شاہ
باختری کر باختر سے تا زرجد نگار اور وہان سے تا فرعونیہ تعاقب مین اسکے آئے ہین اور راہ کے ملک مسخر کر لیے ہین
اور ابھی تک تعاقب نہین چھوڑتے چلے آتے ہین یہان بھی ضرور آئینگے بس آپکو لازم ہے کہ اپنے دست گرفتہ کی دستگیری
معقول کیجے تاکہ میرے واسطے دن بدن ترقی ہو ساحر مشتمش نے کہا اے فرعون تو خاطر جمع رکھ اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت
کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر فرعونیہ مین نہ آسکیگا ہان جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور اسکی وصلیان بنوا ملازمون نے
اُسی وقت دستے کاغذ کے لا کر وصلیان تیار کین ساحر مشتمش جادو نے ان وصلیون کی بیرقین کاٹ کر تیار کین اور ہر ایک پر
اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھ کر پھونکا کہ اُسی وقت ان بیرقون نے صورت علمون کی پیدا کی اب ساحر مشتمش نے کہا کہ ان بیرقون کو
لیجا کر گرد شہر کے نصب کرو کہ یہ طلسم ہے جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر مین آئے گا اُلٹا لٹک جائیگا بعد اسکے کورے برتن مین
پانی منگا کر اسم سحر اُسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب مین ڈلوا دو کہ پانی اسکا کبھی کم نہوگا چاہے بادشاہ
ہفت کشور مع افواج اگر پیے اور جو کوئی چاہے کہ بیرقون سے باہر جائے اُسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جائے وہ بخطر
چلا جائیگا اور پھر آئیگا اور اگر کوئی غافل بیرق کے نیچے آئے گا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش
مین آئیگا بعد اسکے کہا اے فرعون مجھے تین مہینے سات دن نہایت سخت ہین کہ امین خوف جان ہے اسواسطے مین پوشیدہ ہون
تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے جبتک یہ ایام نحس مجھسے دور ہون تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت مین بسر کر اگر خدا پرست آئین
اُنسے ہرگز نہ لڑنا جب یہ زمانہ نحس نکلجائے گا مین آکر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی
مین تیرے پاس آؤنگا یہ کہکر اُسی وقت وہان سے غائب ہوگیا فرعون نے بموجب حکم ساحر مشتمش جادو کے بیرقون
کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب مین ڈلوا دیا اور واسطے آزمائش کے دو ایک آدمیون کو بھیجا
وہ بیرقون سے باہر گئے اور پھر جو آئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب پانی اُنپر چھڑکا تو ہوش مین آئے اور جسپر پانی
چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون و لقا دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر اثر کے اور ایلچی گری رستم خوے بن کرب کی بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد جشن کے خبر لقا کی سنکر درہ شبنم سے کوچ کر کے دربند قمہور پر تشریف لائے ناتاک دربندی یعنی
قنطور شاہ خدمت والا مین حاضر ہوا ملازمت امیر کی اختیار کی از صدق مسلمان ہوا شہر مین لیگئے دعوت کی
تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے امیر قلعے سے باہر آئے بارگاہ مین بیٹھے منشی عنبر بیضا رقم سیف ذو الیدین کو بلایا اور
فرمایا کہ نامے کا مسودہ درست کر کے لاؤ کہ ہم دیکھین وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کر کے لایا حاضر خدمت کیا
اُسے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ فرعون کا جاہ و جلال مُنکر لکھے تھے اُسے کاٹ دیا اور لفظ بنا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اُسے صاف
کر کے لانا اور دربار برخواست ہونے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہون غرض دوسرے دن تڑکے
سے دربار معمور ہوا منشی نے نامہ پیشکش کیا مقبل وفادار نے چوکی مخملی لا کر بچھائی اُسپر نامہ خلعت سپر شمشیر جام کلاہ عفریت پیکر یان

کار کھا امیر نے سب سرداروں کی طرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دنگل نشینان بارگاہ گردون اساس
مین چاہتا ہون کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب اسکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب
نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر و ای بہادران لشکر مین تمسے چاہتا ہون کہ ایک شخص
اس نامے کو لیکر جائے پھر کوئی نہ بولا عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دینا اور دولت اٹھانے
اول تو راستہ وہان کا مسدود ہے دوسرے بحکم فرعون کوئی وہان جا نہین سکتا جسکو وہ بلائے وہ جاتا ہے دوسرے نامے کی شرحین
اُس سے ادا کرانا دشوار ہے صاحبقران یہ کلام سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک لمحہ تامل کر کے آواز دی کہ ای غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس نامے کو لیکر فرعون کے پاس جائے اور مرا ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابکی کوئی
نہ جائے تو تم خود ایلچی ہو کر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہو کے آتا یہی خیال تھا کہ
رستم خوے بن کرب اپنے دنگل پر سے اٹھا اور امیر با توقیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے
امیر نہایت خوش ہوئے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے تمام بارگاہ کی آبرو رکھ لی سب
سردار حیران ہوئے کہ رستم خوے نے بڑا دل کیا اور کرب کی تو یہ حالت ہوئی کہ کھونسہ کلیجے پر لگا نگاہ حسرت سے رستم خوے کو
دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادانستہ اطفال ہے وہان جا کر ذلیل
ہوگا نامے کو بھی ذلیل کروائیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خوے نے عزت میری بارگاہ
کی رکھ لی اور خواجہ عمرو اگر رستم خوے نہ جاتا تو مین خود ایلچی ہو کر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ مین اتنا نہ تھا
کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہو کر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار مین نے اسکو اپنا فرزند کیا بہت دوست رکھتا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہان راہ نہین ہے جھنڈے گڑے ہین جو انکے نیچے جاتا ہے الٹا لٹک جاتا ہے اور ابر و دریا
فرعون کے مشہور ہین ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہین ہے رستم خوے نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھ کر عرض کیا
کہ ای شہریار با وقار غلام کے باپ نے اور بھائی نے کیا کیا کام کیے ہین پایۂ عزت بلند کیا ہے اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا
ہے غلام بھی چاہتا ہے کہ یا کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے مین نے سب آفتین و بلائین وہان کی سنی ہین
مگر مین آمادہ مرگ ہو کر چلا ہون جانتا ہون کہ وہان سے زندہ پھرنا مشکل ہے درگاہ جناب اقدس الٰہی مین یہی دعا ہے کہ
وہان جا کے ہاتھ سے غلام کے کار نمایان ہو یا نام شہریار کا بلند کر کے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اُسے گلے سے
لگایا اور عمرو نے کہا کہ خواجہ اگر زندگی اسکی ہے تو یہ بخیر و خوبی پھر آئے گا اور قضا ہے تو یہان بھی نہ بچیگا اور رستم خوے نے کہا ای
پدر بزرگوار اگر آپ مجھکو نہ جانے دیجیے گا تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا حمزہ نے کہا کہ جاؤ بھی خدا تمھارا نگہبان ہے
رستم خوے نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت ملے کہ فدوی اپنی تیاری کر کے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہے رستم خوے
اپنے خیمے مین آیا اور رات کو عمرو کے خیمے مین گیا سلام کیا قدمون پر جھکا تھا کہ عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند
اسوقت کیون آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سرانجامی سے نہایت ملال ہے ابھی تک کوئی طلسم مین نے فتح کیا کہ اُسکا مال ہوتا
امیدوار ہون کہ حضور جو کچھ میری شادی مین صرف کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کر دین کہ مین ساتھ تکلف
کے فرعونیہ کو جاؤن اگر زندہ پھرا تو سب مال آپکا ہے اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی مین رستم خوے کے صرف ہوا
غلام آپکا ہون چاہتا ہون کہ اچھی طرح جاؤن عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو مین موجود ہون سب سرانجام
تیرے جانے کا مین درست کر دونگا رستم خوے نے کہا کہ مین چاہتا ہون پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہون اور پانچ نشان وہ بھی
نقرئی ہون عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری مین مشغول ہوا سناروں کو بلا کر توڑے روپیون کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا

اسباب مع مرکب نقرئی تیار کردو دس ہزار سنار بٹھا دیئے کہ دو روز مین کل اسباب تیار ہو گیا عمرو کام کرنے مین مصروف ہے لیکن آنکھون
سے آنسو جاری ہین ادھر مان نے رستم خوے کی آکے بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھین سب رستم خوے کی جوانی پر
رو رہی تھین اور حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہی تھین مان نے سر سے پانون تک بلائین لین اور کہا بیٹا خدا تجھے بچا کے لائے
تو صدقے کرون اور سہاگنون کو کھلاؤن غرضکہ خواتین مین اک حشر کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے
تیاری رستم خوے کے ایلچی گری کی کی ہے کل صبح کو وہ جائے گا فرمایا کہ سر راہ راوٹی استادہ ہو کر ہم وہان بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ
صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان باکرام جا کر بیٹھے کہ دیکھین ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہے سب انتظار مین
بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھولین نقرئی انپر پڑی ہوئین فیلبان علمدار بھی نقرہ
پوش مستکون پر ہاتھیون کے آئینہ بندھے ہوئے زنجیرین نقرئی انکی سونڈون مین لپٹی ہوئین اور پیچھے انکے نوبت کے ہاتھی کی
تیاری سے اور پھر نالین شترنالین چھٹی ہوئین اور خاصہ بردار برچھی والے سب دریائے نقرہ مین غوطہ مارے ہوئے اور پیچھے انکے
مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خو سر سے پانون تک دریائے نقرہ مین غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش جب باگ
گھوڑون کی لیتے ہین نال نقرہ سمون سے جھڑ پڑتے ہین اور عکس آفتاب جو انپر پڑتا ہے تو ہزار چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہین
اور پھر وہ غائب ہو کر سمون مین نصب ہو جاتے ہین صاحبقران یہ سامان دیکھ کر بہت خوش ہوئے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو
کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اسنے سلام کیا نذر گذرانی مگر پاس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجنا موقوف
کر دی بادشاہ نے فرمایا اے رستم خوے ہماری خوشی یہ ہے کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوئے جاؤ ہمنے معاف کیا
رستم خوے سلام کر کے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا امیر وہان سے اٹھکر بارگاہ مین آئے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے
کے خفیہ نویسی کے لیے جاؤ عمرو نے کہا اے شہریار احوال وہانکا سنکر کوئی جا نہین سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل
حال وہانکا نہین بیان کیا کچھ کہو تو عرض کیا اے شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیان نزدیک نزدیک گڑی ہین
جو کوئی انکے نیچے جاتا ہے آگ لگ جاتی ہے فرمایا کہ اگر تم نہین جا سکتے تو خدمت اخبار کی اور کسی کو دو وہ جائے گا عمرو بولا جسکو
چاہیے عنایت کیجیے امیر نے خلعت و ایک توڑا اشرفیون کا منگا کر رکھا اور پکارے کہ اے عیاران لشکر اسلام خواجہ خدمت اخبار
سے دست بردار ہوئے جسکا جی چاہے یہ خلعت و روپیہ لے اور رستم خوے کی خبر کو جائے سمک بلطاقی خشت زرین
کو دو سامنے آیا دست ادب بستہ عرض کی اے شہریار غلام یہ خدمت بجا لائے گا بس عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا
دوڑ کر خلعت اور روپیہ اٹھا لیا کہا او جوانا مرگ کبھی بھی تونے کوئی کام کیا ہے امیر باتوقیر نے کہا کہ خیر اب تو یہ خدمت مین بجا لاتا
ہون بعد اسکے اختیار ہے جسے چاہیے گا دیجئے گا یہ کہکر عقب مین رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ مین پہنچا
عیارون کو کہا کہ تم آگے جا کر رہگذر شہر فرعونیہ اور مجلس فرعون کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوئے جب قریب پہنچے دیکھا
کہ علمہائے رنگارنگ چہار طرف شہر فرعونیہ کے زمین مین گڑے ہین حیران ہوئے کہ یہ علم کیسے ہین متردد مین کہ کیفیت انکی
کیونکر دریافت کرین کہ دیکھا ایک لکڑہارا چلا آتا ہے عیار اسکے قریب گئے اور چپکے عیار بنایا نقل و شیرینی وغیرہ اسے دی دو
کہا کہ یہ سامری کی نذر کی ہے وہ کھا گیا اسی وقت بیہوش ہوا عیار وہان سے اٹھا کر ایک گوشے مین لائے ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ یہ علم کیسے گڑے ہوئے ہین لکڑہارے نے کہا کہ مین یہانکا رہنے والا نہین ہون مجھکو حال اسکا معلوم نہین عیار نے کھینچے
اٹھے کہ ہمسے تو مکر کرتا ہے نہ بتائیگا تو ابھی تجھے مار ڈالینگے یہان سے لکڑیان لیجا کر شہر مین بیچتا ہے اور کہتا ہے کہ مین یہانکا رہنے والا
نہین ہون اسنے مارے خوف کے کہ جان ہی جاتی ہے سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اسے تو چھوڑ دیا اور ہر چند چاہا کہ
کسی طرح داخل شہر ہون ممکن نہوا بس توکل بخدا پر کے روانہ ہوئے جب سایہ مین علمون کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے کہ [illegible] گئے

بعضوں نے حقے آتشبازی کے مارے کہ علموں کو جلا دیں کچھ نہ ہوسکا اسیر ہوگئے لوگوں نے شہر فرعونیہ کے جو انھیں دیکھا کہ
دو تین عیار بیہوش اُلٹے پڑے ہیں آکر اوروں سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوگئی ہمائے دوندہ عیار
فرعون نے جو سنا اُسی وقت جاکر دیکھا کہ عیار بیہوش پڑے ہیں پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہیں حقیقت سے علموں کے آگاہ
نہ تھے یہاں پہونچکر غضب فرعون میں گرفتار ہوئے جاکر خدمت فرعون میں عرض کیا کہ چند عیار علموں کے نیچے بیہوش پڑے
ہیں معلوم نہیں کون ہیں مگر لباس صورت سے اُنکی معلوم ہوتا ہے کہ عیاران لشکر اسلام سے ہیں جو اُنکے حق میں ارشاد ہو وہ عمل
میں لایا جائے فرعون نے حکم دیا کہ انھیں ہمارے سامنے لاؤ ہمائے عیار گیا اور انھیں اُٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھیں ہوش
میں لاؤ اُسیوقت تالاب سے پانی آیا اور منھ پر اُن عیاروں کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوش میں آگئے اُٹھے صحبت غیر دیکھی لوگ
بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا اور بختیارک کو پہچانا معلوم کیا یہ مجلس فرعون کی
ہے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کرونگا اور دروغ بولے تو بغیر مارے
نہ چھوڑونگا عیاروں نے دیکھا کہ اگر سچ نہ بولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہیں نوکر ہیں
رستم خوے بن کرب کے ہم آئے تھے کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کرکے اپنے آقا سے بیان کریں فرعون نے کہا کہ
رستم خوے کون ہے اور کسلیے خبر یہاں کی منگوائی ہے عیاروں نے عرض کی کہ رستم خوے نواسہ ہے صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے
برسم ایلچی گری یہاں آتا ہے ہم اُسکے بھیجے ہوئے یہاں آئے تھے گرفتار ہوگئے یہ سنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور
نوکری انکی یہی ہے کہ خبر نیک و بد دریافت کرکے اپنے آقا کو پہونچائیں صیغہ نوکری کا قائم کیا ہے انکو خلعت زر دیکر
چھوڑ دے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہیں ہیں انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہاں نہ آئے فرعون
نے کہا یہ حالت جو لقا کی ہوئی تیرے مشورے سے ہوئی میں خداوند ہوں ایک عالم کو پیدا کیا ہے تیرے کہنے سے ان عیاروں کو
کہ خبر پہونچانے والے ہیں چار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا لقبی یہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا خداوند
تھا کہ بے گناہ عیاروں کو قتل کیا بہتر یہی ہے کہ انپر شفقت کرکے رخصت کروں کہ جاکر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی
کی کریں یہ کہکر خلعت منگوائے عیاروں کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہاں آئیگا وہ
اسی طرح گرفتار ہو جائے گا اور رستم خوے سے کہدینا کہ خبر تمہاری خداوند کو پہونچ گئی ہے ابھی جھنڈیوں کے اندر آنے کا
ارادہ نہ کرے جب آدمی ہم بھیجیں تو اُسکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگوں کو اپنے وہیں چھوڑ آئے اگر خود رائی کریگا
تو اسی طرح گرفتار ہوگا جو کچھ کہ طریقہ مروت کا تھا وہ میں نے سمجھا دیا اور ہمائے عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کر آؤ ہمائے نے
اُن عیاروں کو اپنی سرحد سے باہر کر دیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہوکر راہی ہوئے اور رستم خوے کی خدمت میں پہونچکر تمام
حال بیان کیا مگر رستم خوے ایک منزل مقام کرکے دوسرے دن سامنے جھنڈیوں کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خدمتگار
بنا ہوا وہاں پہونچا رستم خوے کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اُسنے کہا کہ ارے تو کون ہے جو باگ پکڑتا ہے چھوڑ دے عمرو نے کہا
اے فرزند میں ہوں عمرو بن امیہ ضمری رستم خوے نے کہا کہ اے بابا جان میں کہاں تک رکا ہوا کھڑا رہوں عمرو نے کہا دو چار سوار
کو پیچھے جھنڈیوں کے بھیجکر حال اُس جگہ کا معلوم ہو جائے رستم خوے نے دس سواروں کو روانہ کیا سوار جھنڈیوں کے نیچے
پہونچے بیہوش ہوکر گر پڑے آنکے ٹانگ گئے رستم خوے یہ حال دیکھکر متحیر ہوا کہا کہ اے پدر بزرگوار میں کیونکر فرعون
کے پاس جاؤنگا عمرو بولا اسی واسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہیں کیا ہے کیسے سردار بارگاہ حمزہ میں تھے بیٹھا
رہا انکا کارخانہ سحر کا ہے بے تامل کام کرنا خوب نہیں ہے کہ ان عیاروں نے عرض کی کہ اے شہریار ہمسے فرعون نے کہدیا تھا کہ
ہم کسی کو بھیجیں تو اُسکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سنا تم نے تامل کرنا لازم ہے دیر آید درست آید رستم خوے چپکا کھڑا ہوا ہے

لیکن یہان فرعون نے بعد رخصت کرنے عیارون کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کیسے کہتے ہین بختیارک نے عرض کیا کہ حمزہ ایک شخص زبردست کو واسطے آزمایش کے بھیجتا ہے کہ تا وہ جاکر دیکھ آئے کہ وہان پہلوان کیسے کیسے ہین اور ایلچی آتا ہے تو سرکشی کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیے کہ یہ سب ادا کرتا ہے جب نامہ دیتا ہے فرعون یہ سنکر حیران ہوا کہا اے بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسی کے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجیے اور اگر نامہ نہ دے تو تنہا اُسے بلائیے فرعون نے قلندر فیل سوار قہقہہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر جاؤ اگر ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اُسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ آئے مین وہ سوار جو بھیجے ہوئے رستم خوے کے بیہوش ہو رہے تھے ہما عیار اٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون سمیت روانہ ہوا یہان رستم خوے کو غصہ جو ہوا اسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی نہین آیا مین کب تک کسی کا انتظار کرون جو کچھ ہو مین ایجاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اُسکے پاس پہونچنے سے ہے عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر اور توقف کرو عمرو دہر مرتبہ روکتا ہے اور رستم خوے جلدی کرتا ہے کہ ایک مرتبہ نقابدار قلندر فیل سوار نمایان ہوا عمرو نے پکارا دیکھو اے رستم خوے وہ نقابدار آ پہونچا مگر نقابدار نے جھنڈیون سے باہر آکر رستم خوے سے صاحب سلامت کی پوچھا کہ تو ہی ایلچی ہوکر آیا ہے کہا ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لا دون رستم خوے نے کہا مین نامہ فرعون کے ہاتھ مین دونگا اور کسی کو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوے نے کہا مین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہے نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو اے عزیز کوئی خداوند کے پاس جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی غرض ہو کہ تجھے تنہا بلایا ہے رستم خوے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا بعض لوگ کہ جانباز و سرفروش تھے انھون نے گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اپنے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا بیہوش ہوکر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زمرد شاہ اور زبرجد شاہ کی نہین ہے یہ بارگاہ فرعون شاہ کی ہے بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جا سکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ سوار کہ بیہوش ہوئے تھے اہل اسلام نے کمندین مار مار کر کھینچا اور اپنے لشکر مین لائے رستم خوے نقابدار کے ساتھ روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہے کہ کسطرح پیچھے رستم خوے کے جائیے اور خبر دریافت کیجیے ارادہ کرتا ہے پھر فکر کرکے رہجاتا ہے کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اُڑھا کر کہا کہ ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میری ساڑی ہے اٹھا لا تجھے پانچ روپیہ دونگا اور مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھ لے کہ یہان بھی اسکا اثر ہے یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ گلیم تو اڑ کر الگ جا پڑی وہ بیہوش ہو کر گرا الٹا ہوکر رہ گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا کہ گلیم تو اپنی تیرے سے اٹھالی اور دعا مانگنے لگا کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اختیاری نکلجائیگی اور ذلت بھی ہوگی حالت اضطراب مین دعا مانگ رہا ہے کہ ایک مرد پیر نے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے نظر کردہ ہفت پیغمبران حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی ہو مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے کہا کہ آپ کون ہین کہا تجھکو اس سے کیا مطلب مین تیرا دوست ہون کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے نام اپنا بیان کیجیے کہا نام میرا ادلوس جنی ہے عمرو نام اُسکا سنکر خوش ہوا کہ رستم خوے ایلچی ہوکر گیا ہے مین اسکی خفیہ نویسی کو جا نہین سکتا ادلوس جنی نے کہا کہ خاطر جمع رکھو مسلمین پہونچ جاؤگے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا فرعون پر جائیگا خواجہ بھی ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسی واسطے یہان آیا تھا یہ کہکر آبخورہ پانی کا بغل سے نکالکر عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی سے پی لیجیے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجیے اور بسم اللہ کہکے چلے جائیے کچھ ضرر آپ کو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوے ہمراہ نقابدار کے سیر شہر فرعونیہ کی
کرتا ہوا نیچے گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُسنے کہا نشست گاہ فرعون شاہ ہے وہان سے آگے
بڑھا دروازہ قیطول پر پہونچا دیکھا کہ دیوارین قیطول کی سنہری اور روپہلی گنگاجمنی ہین ایک اینٹ تو سونے کی ہے اور
ایک اینٹ چاندی کی ہے اور گرد حاشیہ لاجورد کا ہے اور تمام عمارت زرنگار ہے لعل و یاقوت و فیروزہ و الماس کے نگینے
نصب ہین اور عجائبات دُنیا کے وہان موجود ہین اور دروازے پر دونون طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہین اور
ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس آدمی ہین اور اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہین اور شعلہ آتش اُسمین
سے نکل رہے ہین اور نیچے قیطول کے سات نہرین پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہین رستم خوے دیکھکر متفکر ہوا
نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہین اُسنے کہا کہ وہ ابر رحمت و غضب ہین اور یہ دریاے غضب و رحمت ہین حکم
خداوند کے ساتھ ایک ایک لکہ ابر کا محیط عالم ہو جاتا ہے اور یہ نہرین ایک دریاے عمیق ہو جاتی ہین اُدھر عیار نے
قیطول پر جاکر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر قیطول حاضر ہے کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلاؤ
ہمارے دونده نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بُلایا ہے نقابدار رستم خوے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر
آیا دیکھا رستم خوے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہین اور طبقہ دوم مین تمام ارکان دولت امیر وزیر حاضر ہین اور
تیسرے طبقے مین لقا بختیارک منور وزیر روشن تاجدار وغیرہ بیٹھے ہین اور فرعون چالیس زینے کے تخت
پر بیٹھا ہے اور وہ تخت سونے کا ہے جواہر اُسمین نصب ہین مگر بہت بیش قیمت رستم سامنے فرعون کے آکر پکارا کہ
سلام میر السمیر ہے جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہان تو کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے
جواب سلام آیا تمام کفار نے بل کھایا مگر رستم خوے نے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین تیرے بیٹھنے کو جگہ نہین نہ کوئی دنگل خالی نظر
آتا ہے دہنی طرف فرعون کے سپہ سالار دست راست مدہوش کوہ پیکر بیٹھا تھا دو ساقی اُسے شراب پلا رہے تھے اور
وہ فرعون کو بھی خیال مین نہ لاتا تھا رستم خوے نے اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور کہا کہ اے بہادر ایک پہر کے واسطے
جگہ اپنی خالی کر دے کہ مین بیٹھ کر جواب سوال کر کے چلا جاؤن پھر تو اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بختیارک سے آنکھ ملائی
کہ مین دنگل پر سے اُٹھو تو خدمت بادشاہ جم جاہ [illegible] چہ دارد نہ اُٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا مدہوش کو دیکھ نے رستم خوے سے کہا اے
لڑکے تمام بارگاہ مین دیکھ فرعونیہ مین ہے جو دنگل سے اُٹھاتا ہے مین نہ اُٹھونگا جا کہین اور بیٹھ رستم خوے نے کہا مین زبردستی
تجھے اُٹھا دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا دے اُسنے چاہا کہ رستم خوے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوے نے جلدی سے ایک ہاتھ تو ہاتھ
مین دیدیا دوسرے ہاتھ سے گھونسا شقیقے پر مارا کہ کہنی سمیت ہاتھ رستم خوے کا سر مین اُسکے گھس گیا مغز شق ہو گیا وہ شقی
تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑ کر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون
شاہ نے کہا اے بندگان من دیدی قدرت مرا یہ مدہوش کوہ پیکر مجھکو بھی خیال مین نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی کے ہاتھون ایک
گھونسے سے مر وا ڈالا سب نے کہا یا خداوند مجھکو بھولنا ایسا ہی ہوتا ہے ادھر رستم خوے نے دنگل پر بیٹھکر اہل دربار کے تعلّی
سب نے نگاہ نیچی کر لی اب رستم خوے نے عرض کیا کہ منم نامہ دار حمزہ صاحبقران امیر عالیشان فرعون نے کہا کہ لاؤ نامہ
رستم خوے نے کہا کہ پہلے شرطین نامے کی ادا کرلو تو نامہ ملے پوچھا کیا شرطین ہین کہا پہلے نثار نامہ کے بعد اُسکے نثار مجیب کے
فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامے کے واسطے اُسی وقت خوان حاضر ہوے کہا دو مجھی کو رستم خوے بولا لٹا دو غریب
و فقیر لوٹ لیجائین اُسی وقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ غریب غربا لوٹنے کو دوڑے پس
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ پگڑیان تک لپٹ آئین تمام مال سمیٹ کر زنبیل مین رکھ لیا کسی کے ہاتھ کچھ نہ لگا بلکہ

پگڑیون پر خوب جوتا چلا فرعون نے کہا کہ لگالو فرمساقون کو اتنا مال لوٹ چکے اور پھر لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا کہ ان
سجارون کے ہاتھ کچھ نہین لگا اور پگڑیان کھاتے ہین کہین فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کہا جسکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون
ہی کہا کہ بعد نامہ پر کھانے کے عوض گردونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اب تو نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا
اب کیا شرطین ہین کہا کہ بیت قدم پیشوائی نامے کی اور تین قدم استقبال میرا اور ہاتھ سلام نامے کو اور تین سلام مجھے کرو اور دونون
ہاتھ پھیلا کر سامنے آ تو تین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا ای ایلچی یہ باتین بادشاہ کرتے ہین خداوند نہین
کرتے ہین رستم خوے پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصہ سے کہا کہ ارے نامہ چھین لو لوگ دوڑے مگر رستم خوے
ان کر بے اپنے کو نکل پر سے جست کر کے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی
چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا اور کہا کہ اب چھینو نامہ فرعون سے اپنے کو مجبور پا کر کہا ای ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا
کہ استقبال کرو اسنے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جبتک جواب لیلونگا
ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہان سے اٹھوا اور وہ دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جائے
تو نامہ دون اسی وقت فرعون نے حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اٹھایا اور دس قدم
پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ سلام نامے کے اور میرے بجا لا اسی وقت فرعون نے تسلیمین کین تب نامہ دیا فرعون نے
بختیارک سے کہا کہ پڑھ اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ ای فرعون
تجھے لازم ہی کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہی اس سے باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہی کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور
لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو کہ میرے ذر دین انکو باندھکر اپنے ساتھ لیکر در دولت پر حاضر ہو اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے
چارہ نہین ہی یہ نامہ واسطے سمجھانے کے لکھا ہی دیکھ کر لقا اٹھارہ ہزار برس تک خدائے باطل تھا اور زرجمد شاہ مالک دو ظلمات
تھا نصیحت پر میری عمل نہ کیا کس درجہ کو پہونچے اگر تو نے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر تیرا حال ہوگا قطعہ اگر بشنوی پند گردم پیام
تمنائے ملک تو برمن حرام بود گر نشنوی زود بال گزند بہ بر تشنوی مزہ تنگ بلند فرعون نے یہ سنکر اپنے ہاتھ سے پشت پر نامے کی
جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ لیجا رستم خوے نے کہا تو چلا کر مجھے جھنڈیون کے باہر پہونچا دے تو چھوڑونگا فرعون
نے کہا ای ایلچی مین ہان تو نہ جاونگا رستم خوے نے نوک خنجر غرق کی کہ بلبلا گیا اور کہا ہی ہی اٹھا لا بے [illegible] ہو نجانے دیتا ہون اور
حکم لیا کہ ارے تخت میرا اٹھاو تخت اسکا کہارون نے اگر اٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار [illegible] نیچے ہوتا اور رستم خوے اسیطرح چھاتی
پر سوار آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہ رہا تھا کہ جس وقت سے فرعون نے خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا
کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہونچا کہا کہ ای ایلچی اب تو مجھے چھوڑ دے رستم خوے
بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہان سے بھی روانہ ہوا یہانتک کہ جھنڈیون
سے باہر آیا عمرو و شبیر اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب قطعون سے اتر کر چلا تھا تو
ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ ان ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین اور ابر بڑھتے جاتے تھے
یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیون سے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اتر کر اپنے لشکر مین آیا اور وہان سے گھوڑے
کی باگ لی ادھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکلگیا تو غضب ہوا انکو ذلیل کیے ہوے جاتا ہی اگر قدرت ہو تو گرفتار
کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ ای دریاے غضب لینا اس ایلچی کو جانے نپائے بس پھر آواز دیتے
اور ہاتھ مارنے کے وہ نہر دریاے مواج ہو گئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر لیا کچھ لوگ جو آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچگئے
باقی سب غرق ہوے فرعون شہر مین آیا وہ ابر و دریا بدستور ہو گئے اور رستم خوے اپنے لوگون سمیت زیر قطول بند رہا ادھر [illegible] تھا

بدن میں طاقت رہتی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ کیوں یہ وقت تجھے نہ معلوم تھا اب بھی کچھ نہیں گیا
ہے دیکھ میرا تحمل اور بردباری کہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے سجدہ کر تو چھوڑ دوں رستم خوے للکارا کہ
او کافر تو وہی ہے کہ میں تجھکو جوتیاں مارتا ہوا جھنڈیوں تک لیگیا تھا اور تجھے شرم نہ آئی زندہ ہو سکی تھی اب مجھے زور سے تو نے مجھے قید کیا
لاکھ لاکھ لعنت ہو تجھپر اور تیرے پرستاروں پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کر اگر زندگی ہے تو بچونگا اور اگر قضا آگئی ہے تو مارا جاؤنگا
فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور صبح کو جھنڈیوں کے باہر لیجا کر دار پر کھینچے تیرباران
کرنا وہ رستم خوے کو لیگیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی تیار ہو ہرکارے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوئے لیکن عمرو
بن امیہ ضمری لشکر اسلام میں پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا مژدہ خوشخبری دی اور کہا کہ اے حمزہ جیسی ابھی گری رستم خوے نے
کی ہے آج تک کسی ابھی گری کسی نے نہیں کی اور تمام حال بیان کیا امیر نے خوش ہوکر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمر محل میں گیا
ماں رستم خوے کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے خوشخبری دی کہ کیوں روتی ہے بیٹا تیرا آتا ہے وہ قدموں پر عمرو کے
گر پڑی کہ بابا جان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کے لیے یہ کلمات زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہے اس نے تمام لشکر
میں طبل شادمانی بج رہا ہے وہ سجدے میں گر پڑی اور کہنے لگی پروردگار تیرے قربان کہ تو نے بیٹے کو میرے زندہ و سلامت مجھسے
لایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہے کہ ایک پہر کے بعد ہرکاروں نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خوے کی پہونچائی کہ جنگ
میں گرفتار ہو گیا صبح کو اسے تیرباران کرینگے کرب یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد اسکے
جانے کے امیر نے فرمایا اے بہادرو کرب سخت مصیبت میں ہے کوئی ہے کہ اسکی مدد کو جائے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اپنے دنگل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کیا جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام
بجا لائے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوا وہاں فرعون صبح کے وقت لقا بختیار کو اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اس جگہ
سے تمام میدان صحرا و کوہ و قتلگاہ سبکا سامنا ہے خواجہ زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیوں سے باہر آیا میدان
خونی تیار تھا دو ایک گھڑی میں رستم خوے کو سلسلہ و طوق لائے زیر دار کھڑا کیا جلاد پکارا اے عزیز جو کچھ کھانا ہو کھالے جو پینا
ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کیونکہ وقت تیرا آخر ہے رستم خوے نے کہا کہ اگر تم میں سے گذر کسی کا لشکر
صاحبقران میں ہو تو خدمت بادشاہ جہانپناہ اور امیر گردون بارگاہ اور کرب عالیجاہ و بدیع الزمان بعد سلام کے عرض
کر دینا کہ غلام آپکا فرعونیہ میں بے یار و یاور مسافر راہ عدم ہوا جلادوں نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے ادا نہو گی کہاں تو پہنچے
کام میں مصروف ہو جلادوں نے رسی بیڑیوں میں باندھی اور چرخے پر چڑھائی اور ہاتھ میں لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا خواجہ
پکارا جلد اسے کھینچ کر تیرباران کرین اور آن خطا شعاروں نے تیر کمانوں میں پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیر ماریں رستم خوے نے
عالم یاس میں دعا مانگنا شروع کیا خواجہ زحل پیشانی نے برہم ہوکر کہا کہ ارے جلد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہے کہ کھینچے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر پہنچا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ شہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا اور کرب دلاور
کے نعرے کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونوں ملکر فوج کفار پر گرے لگی تلوار چلنے
بدیع الزمان بہت کافروں کو مار کر برابر رستم خوے کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری
کہ مغضوب خداوند کو تو نے چھڑا دیا بدیع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے
اور رستم خوے سے کہا کہ اے فرزند نکل چلو پس رستم خوے نے اسیوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر و طوق کو توڑا اٹھا جلاد کی تلوار لی
ایک سوار برابر کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا جاتا ہے تلوار رستم خوے پر مارے رستم نے بجلدی تمام وار اسکا سپر پر لیکر

خالی دیا اور ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تا نگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کرکے اُسکے مرکب پر بیٹھا لڑنے لگا
کرب جواج زحل پیشانی کے قریب پہونچا اُسنے نعرہ کیا کہ او خدا پرست تو نے غضب کیا کہ مقہور خداوند کو چھڑا کر لیچلا لیکن
کہان جائے گا غضب خداوند سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اُسکا سپر پر گانٹھا اور تلوار ماری کہ یا سر پر چلی تھی یا زمین
کو بوسہ دیا بدیع الزمان نے کہا کہ ای کرب دلاور رستم خوے کو یہان سے جلد نکال لے چلنا مناسب ہے اُسنے کہا بہت بہتر
اور سب نے ایک طرف کو گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سب نے ریلا کر دیا بیا نتک کہ
راستہ پیدا کر لیا مع فوج و سپاہ نکلکے چلے لیکن قبل اُنکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہ رہا تھا کہ یا خداوند آپ نے ایلچی کو
واسطے قتل کے جھنڈیون کے باہر نکالدیا ہے اگر یہان ہوتا تو شاید مرتا ورنہ خدا پرستون کو تو مرنے کی عادت نہین ہے فرعون کہ رہا تھا
کہ مین تجھکو عاقل جانتا ہون تجھسے عجب ہے کہ ایسے کلمے زبان پر لاتا ہے بختیارک کہ رہا ہے خداوند آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ اسی عرصہ
مین بدیع الزمان و کرب پہونچے رستم خوے کو رہا کیا جواج کو مار کر روانہ ہوئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے
مین جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہین فرعون نے کہا یہ جائینگے کہان ابھی انھین پھر خداوندی مین گرفتار کرتا ہون اور نہایت غیظ و غضب
سے ابر سفید کی طرف دیکھکر کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائین
بس ساتھ ہی حکم کے وہ دونون ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ کڑکڑاہٹ کی بلند ہوئی
بدیع الزمان و کرب و رستم خوے گھوڑے دبا کر شگاف کوہ مین پوشیدہ ہوگئے ادھر آتش ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے
بارش سنگ ہونے لگی لیکن وہ تینون دلیر چھپے ہوئے ہین انکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان و کرب کے اکثر
شعلہاے آتش سے جلگئے اکثر پتھرون سے کچل گئے بہت مجروح ہوئے لیکن فوج بھی ان دلیرون کی منتشر ہو چکی تھی کوئی اسیر نہوا
تمام صحرا مثل قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابرون کو بلالیا وہ آسمان پر بلند ہوکر
سر پر قائم ہو گئے فرعون ندامت زدہ مغموم پھر کر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اداس پاکر کہا یا خداوند کوئی خداوند
ایسا باقی نہین رہا کہ ہاتھ سے خدا پرستون کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی لقا اور زرجمہر شاہ پر شدت ہوئی ہے اور
ارباب نشاط کو بلا کر مشغول عیش و طرب کیا مگر صاحبقران نے ہرکارون کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھادی تھی مہم کی خبر
پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خوے کا اور پہونچنا کرب و بدیع الزمان کا اور مارنا جواج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خوے کا اور ابرون کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے کہ تینون سردار اسلام
پہونچے امیر نے دنگل سے اٹھکر رستم خوے کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان و کرب کی بھی تعریف کی پیار کیا بادشاہ نے
رستم خوے کو سات پارچہ کے سات خلعت دیے اور بدیع الزمان و کرب کو تین تین پارچہ خلعت عطا فرمائے امیر نے کرب
کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمھارے وہ کام کیا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہو سکتا بعد اُسکے عادی کو بلا کر حکم دیا کہ
پیش خیمہ فرعونیہ کی طرف روانہ کرو وہ اسی وقت تیاری کرکے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دو تین شبانہ روز مین جا پہونچا

اب چند کلمے داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہین

ہرکارون نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر قسطوریہ سے کوچ کیا ہے کل میدان فرعونیہ مین نزول رود اقبال
فرمائے گا فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہے یہ خبر امیر یا تو قیر کو پہونچی کہ
فرعون لشکر کو دیکھیگا اسی وقت سب فرزندون اور اُنکے بادشاہون اور سردارون کو طلب کیا اور حکم کیا کہ سب صاحب
پوشاک نفیس پہنکر کوچ کرین کیونکہ وہ ملعون یعنے فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون نے لقا اور بختیارک و اپنے
سردارون کو لیا گنبد مینائی پر آکر بیٹھا اور فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام و نشان بتانے لگا پہلوان عادی

پیش خیمہ لیکر آئے بعد اُسکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ ای امادی خداوند
لقا کا اسی نے تمام باختر کو بزور شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا پتا دیتا جاتا تھا یہانتک کہ سترہ روز تک صبح سے
تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم وشان سے داخل بارگاہ والاحتشام
ہوئے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا لیکن بختیارک سے کہا
کہ مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوی کا دیکھ کہ کیا ہوتا ہی اور دو پتھر زمین پر
مارا کہ ای دریائے غضب وای ابر ہائے قہاری جلد جاکر حمزہ کو غارت کر ایک زندہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام اچھی طرح
قائم نہوا تھا کہ ساتون ابرون نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی جس سے
ہزارہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوئے اور ابر سرخ سے آتش افروزی شروع ہوئی کہ جس پر شعلہ لپک کر گرا جلا کر
خاک کر دیا اور دریاؤن نے چہار جانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے غرق کرنا شروع کیا اب کسی طرف بھاگ کر بھی جا نہین
سکتے لشکر مین اک تہلکہ ہو عام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آتی ہو صاحبقران غل شور بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ
دریا مانند سمندر کے جوش مارتا ہوا اچھلا آتا ہی امیر اشقر پر سوار ہوئے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادہ مرگ مہیائے قضا
ہوئے ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہی کوئی توقع بچنے کی نہین ہی کہ اوپر سے آتش زنی وسنگ اندازی
ہو رہی ہی نیچے سے دریا ڈبوے ہین یاربا کا غل ہی کوئی قرآن سر پر رکھے ہوئے واسطہ محمدؐ و آل محمدؐ کا دے رہا ہی
کہ پروردگار خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین اک محشر برپا ہی عورتین بال کھولے ہوئے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی
ہین اسوقت عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم
ہوتے ہین اُسی وقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کی طرف دم کیا وہ ابر و دریا ساکت ہوگئے پڑھنا اُنکا موقوف ہوا
امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر وہی لکہ ہو کر بھر گئے اور دریا وہی نالے ہو کر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا
کہ ابر دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہی یہ خالی
کبھی نہین پھرے کام کو سرانجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہی کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ ابر و
دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے جبتک
اسم اعظم حمزہ بند نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نہ کر سکینگے فرعون نے کہا ای بختیارک اسم اعظم کی بھی تدبیر ہو جائیگی
اس اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے دریائے قلزم کے آیا اور اُسی چبوترے پر جس پر گند کا
درخت تھا کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای دستگیر فرعون شاہ وای باعث خداوندی ای یاور غریبان اب یہ دست گرفتہ تیرا نہایت
ذلیل ہوتا ہی ان خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہی بس یکایک دریا متلاطم ہوا اور ساحر شمشش اُسمین سے نکلا کہا کیا ہی
فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود واپس آئے سنا ہی
کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی جبتک اُسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر شمشش نے کہا کہ ای فرعون مین نے
تجھسے کہا تھا کہ ابھی خدا پرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش وعشرت مین بسر کر
تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پر بھیجے جو بے اعتبار ہوا مین حصار طلسم باندھ آیا تھا تو جبتک اسمین بیٹھا رہتا تو نے
اپنا زور خدائی کا جتلانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی
ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین جمتے مجھسے کسی طرح کی
توقع نہ رکھنا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ کرونگا فرعون پانون پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت ذلیل ہونگا

اُس وقت ساحر شمشش نے دریا کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے خنقار جادو یہان آؤ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی تڑپکر
باہر آئی اور صورت انسانی اُسنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب صورت دست بستہ سامنے شمشش جادو کے کھڑی
ہوئی اور یہ ساحرہ معتمد شمشش جادو کی اُس سے کہا کہ اے خنقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم بند
کرکے مددگار فرعون کی رہو اُسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کرکے آتی ہون اور
ساحر شمشش مع خنقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہان سے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہوگا کہ آواز رعد کے
گرجنے کی آئی اور شعلۂ آتش چمکا کہ تمام دربار کی آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ
کیا ماجرا ہے کوئی کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھلاتے ہین کہ نظرون سے غائب ہوجاتے ہین لیکن وہ شعلہ
جو چمکا تھا خنقار جادو آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علیحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہے تو خوب خدائی ہے کہ مجھکو
آپ بلائے اور خود دربار مین بیٹھے میرے آنے کی خبر مشہور ہوجائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین
اسم اعظم حمزہ کا بند کرکے یہان سے بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام میرے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کردیا ہے
وہان پرندہ پر نہین مار سکتا فرعون نے اُسی وقت اسباب سحر اُس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اُسنے کہا کہ آپ دربار مین
جائیے مین اپنا کام کرون اور ایک پنجۂ سحر کے ہاتھ فرعون کو پہنچایا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا
آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہے سب نے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوند اسوقت کیا
مصلحت تھی کہ آپ نظرون سے ہم سبکی پوشیدہ ہوگئے تھے فرعون نے کہا کہ مجھے کارخانۂ اپنی خدائی کے درست کرنا منظور
تھے اسلیے گیا تھا عیار کے سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آکر لیگیا تھا اُسطرف خنقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ نہائی اور
بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا ایک پتلا موم کا بناکر اُسکے سینہ پر سوئیان ماری ایک آدھ سوزن دل مین چبھوئی پھر اُس پتلے کو
اچاری مین بند کیا ایک کورا سکورا اسپر ڈھانک کے موم سے درازین برابر کردین اور اُٹھکر نہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا
جسکا یہ مضمون تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کرلیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو خفا عیار روانہ
کا ہے اب مین بیابان موسیقار مین جاکر قلعۂ الماس گون مین رہونگی بلا راستے مین ہفت درہ بھی ہے آتشبار جادو
دریا بار جادو کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور دردرئی کا ہل لیکر اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار
مین اسکی نامہ دیا اور کہا کہ اے طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت درے کے روانہ ہوئی ادھر فرعون
دربار مین بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اُسکی ڈالکر غائب ہوگیا
فرعون شاہ نے نامہ پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل تیاری بجے کل سب خدا پرستون کو غارت کیا ہوگا تو نام اپنا خداوند
فرعون شاہ نہ پایا ہوگا ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہے کہ اسم اعظم امیر کا بند ہوگیا
امیر نے برائے امتحان جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہے جھوٹ کہتا ہے خواجہ
ہے عمرو نے اشارے سے پوچھا کہ حمزہ کیا سچ ہے امیر نے کنایۃً فرمایا کہ بالکل فراموش ہے عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ
فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ انتظام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے رو کر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری
کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہے عمرو نے
رقعہ کو اُٹھا لیا اور کہا جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا امیر موت زیست سبکے ساتھ ہے امیدوار ہون میرے
جرم عفو فرمائیے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہے تو نہ جاؤ مگر انبوہ جشنے دارد عمرو بولا یہان بھی تو موت کا سامنا ہے اس
ہاتھ پانون ہلا کر مرنا بہتر ہے یہ کہکر چلا تھا کہ ایک ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی

پکڑ کر اُٹھا لیگیا اور سوے آسمان روانہ ہوا عمرو پکارا کہ حمزہ مین کہتا نہ تھا کہ دشمن میری نظر مین لگے ہوئے ہین خیر اگر زندہ بچے تو
پھر تجھکو آکر دیکھا نہین تو ملک الموت کے پنجے مین تو مین ہی امیر جنتاب انھین اٹھین کہ یہ کیا شی عمرو کو لیے جاتی ہی کہ عمرو نظر سے غائب
ہو گیا امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار ملکہ تمام لشکر عمرو کے واسطے متاسف ہوا اکثر تو بیہوش ہو گئے کہ صبح کو سامنا موت
کا بندھا ہوا ہی عمرو سے امید تھی وہ یون گیا جالاک نے کہا کہ بھی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہی یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند صفحے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا ہفت درے مین اور مارنا
خنقار جادو آتشبار جادو دریا بار جادو کا اور اسم اعظم یاد دلانا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہین

لیکن عمرو کو وہ پنجہ وہان سے لیکے چلا عمرو پکارا العزیز اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہی تو بدن مین میرے گوشت نہین ہی فقط
ہڈیان ہین وہ بھی تلخ کیونکہ مین افیون بہت پیتا ہون اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہی تو مجھ بیگناہ کو کیون قتل کریگا مین نے
آجتک کسی کو مارا نہین ناحق مجھے لیے جاتا ہوا ہے جو قاتل ہین ساحرون کے انھین پکڑ مین عمرو نہین ہون بلکہ عمرو نے
مجھے اپنی شکل بنا دیا ہی اپنی حفاظت کے لیے ہر چند چلایا پکارا کیا کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ مین پھنسکر بیہوش ہو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہین میوہ تر و تازہ انمین لگا ہوا ہی مرغان چمن
خوش الحانیان کر رہے ہین نہر بیچ مین جوش مار رہی ہی ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل دو بارہ دری مین جلوہ گر دیکھا عمرو
جو گیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہی اسنے اُٹھکر سلام کیا دونون ہاتھون سے بلائین لین اور لاکر مسند پر بٹھایا کہا
بھیا لہو زمانے کا سفید ہو گیا ہی کہ تم دیار فرعونیہ مین آئے اور کبھی ہمسے ملاقات بھی نہ لی عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ یہ ناحق کا شکوہ
ہی مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمھارا مسکان یہان ہی کس سے پوچھتا کون بتاتا شکوہ مین کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہین تمھین
اختیار تھا اور اب بلایا بھی تو ایسا بیخبر کہ قریب تھا کہ مارے وحشت کے ہلاک ہو جاؤن کوئی اسطرح بیخبر بلاتا ہی اور وہ بلانیوالا
کہان ہی ملکہ نے کہا کہ میرا کوکا ہی تمس جادو وہ لایا ہی کہا کہ وہ کہان ہی مین اُسکی صورت تو دیکھون ملکہ نے تمس جادو کو
بلایا عمرو نے دیکھا کہ ایک پیر بارِش سفید بڑا سپید ورکا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اُس سے کیا کہ میان راہ مین تمنے ہمسے
کچھ نہ کہا اُسنے کہا کہ وہان موقع نہ تھا کہ مین آپ سے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ مین عجب وقت مصیبت مین تمنے
مجھے بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہی اسنے کہا کیونکر عمرو پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہی کل ابر و دریا لشکر اسلام کو غارت
کرینگے اسوقت مین بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہی تو مدد کرو اور تم بہن سے تو آشنا مین اچھی یقین کہ ملکہ جادو و طاؤس جادو
برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہو سکیگا ہرگز انہین کوتاہی نہ کرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ مین
سر آنکھون سے بجا لاؤن عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کہ کس نے بند کیا ہی
اور وہ کہان ہی ناہید بولی مین ابھی جاتی ہون اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس روانہ
ہوئی فرعون دربار خدائی مین بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بدحواس اندر محل کے آیا ناہید نے اُٹھکر سلام کیا
فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت آئی ہو خیر تو ہی ناہید بولی کہ مین نہایت متردد و متفکر
آئی ہون حقیقت تو یہ ہی کہ یہ سب خوبی تمھارے باعث ہی سنا ہی مین نے کہ ابر و دریا لشکر حمزہ پر گئے تھے حمزہ نے انھین
پھیر دیا اب معاملہ لڑائی کا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہی مگر اب مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کروالیا
ہی کل سب خدا پرستون کا استیصال ہو جائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہین ہی کس نے اسم اعظم حمزہ بند کیا فرعون نے کہا ای
ملکہ مین مفصل نہین بیان کرسکتا کہ در و دیوار ہم گوش دارد ناہید نے برہم ہوکر کہا کہ تم مجھسے چھپاتے ہو معلوم ہوا کہ مین
تمھاری دوست نہین ہون خیر میرے دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہی یہ کہکر اُٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہی سینے سے

لگا یا اور سب حال جانا ساحر شمش کے پاس اور وہان سے خنقار جادو کا لانا اسم اعظم بند کروانا اور جانا خنقار جادو کا
ہفت درے مین سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار مین مین بھی جاتی ہون یہ کہکر
اٹھکھڑی ہوئی عمرو کے پاس آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا اے ہمشیرہ جہان یہ تمنے کیا ہو مجھکو ہفت درے مین بھی پہونچا دو
ناہید نے کہا اچھا اور شمش جادو کو بلا کر کہا کہ کو کاجی خواجہ کو ہفت درے مین پہونچا دو اسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہین لیکن کسی نے
دیکھ لیا تو مین مارا جاؤنگا اور تم بدنام ہوگی کہ وہان کا ایک ایک پتا ایک ایک بوٹا سحر سے بھرا ہوا ہی ملکہ نے کہا کو کاجی جو کچھ ہو سو ہو
خواجہ کو وہان پہونچاؤ شمش جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین تمہین ہفت درے مین پہونچا کر پھر نہ ٹھہرونگا فوراً چلا آؤنگا عمرو
نے کہا بس اتنا ہی مین چاہتا ہون کہا تو آؤ پہلون عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر مین تمہارے پاس آنا چاہون تو کیونکر
آؤن شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی جا ہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اسی وقت مین تمہین اٹھا لے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر سوار
کرکے لیکر روانہ ہوا سامنے ہفت درے کے لاکر اتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحرون کو مارو گے تو پھر کسی کے لیجانے کی ضرورت
نہوگی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمش جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
اندر ہفت درے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہی فرسنگ در فرسنگ تک زمین مین آئینے نصب معلوم ہوتے
ہین اور ایک طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہی اور اس میدان مین ایک درخت ہی کہ پتے اسکے سبز اور پھل
مانند چہرہ پریزاد کے ہین گویا تمام درخت پر پریزادین بیٹھی ہین اور نیچے درخت کے فرش بہت تکلف کا بچھا ہی اسپر دو ساحرہ بیٹھی ہین
ایک سفید پوش ہی دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونون نے آواز دی کہ اے خنقار جادو اے بیمروت کہان جاتی ہی
وہ بولی تمہارے ہی پاس آتی ہون عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اسکے پاس ہی دونون نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشہ مین کیا ہی
کہا کہ تم جس سے مجبور تھین حمزہ کا کچھ کر نسکتی تھین وہ اسمین بند ہی یعنی اسم اعظم حمزہ کا ان دونون نے خوش ہوکے
کہا کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہین تو ہمسے کچھ نہو سکتا خنقار جادو نے کہا کہ اب مین بیابان موسیقار کو جاتی ہون قلعہ
الماس گون مین حفاظت سے بیٹھون کی تمسے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحرون پر سخت ہین ہوشیار رہنا انھون نے
کہا ہمشیرہ یہ مقام بھی تو طلسم بند ہی یہان کون آسکتا ہی اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہی ایک دم جام شراب کا
تو پیو خنقار جادو نے کہا جو خوشی تمہاری القصہ خنقار جادو بھی اگر شریک صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ جلد کسی تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا خنقار جادو کا ہی کیونکہ یہ اگر نکلگئی تو اسم اعظم بند رہیگا
غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا دو گھڑی کے بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت کی صورت
بنا کر سن کوئی پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے زنجیرین نقرئی کمر مین بندھی ہوئی مین حرکات دیوانے پن
کے کرتا ہوا کبھی پتھر کو پتھر سے لڑاتا تھا اور کبھی تنکے منہ مین چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا
حلقے طلائی ہاتھ پانون مین اور زنجیر طلائی گلے مین پڑی ہوئی ان تینون نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوئین
چاند رات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ مین جا بجا جلوہ نما تھا اور دیوانہ صورت اپنی آئینہ مین دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی
گھونسون سے مارتا تھا جب چوٹ ہاتھ مین لگتی تھی تو منہ سے پھونکنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتین کرتا ہوا انکے برابر
جو آیا تو بیٹھ گیا شراب گلابی سے انڈیل کر بے تکلف پی لی ان تینون نے آپس مین کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی
اب دیکھیے کیا ہوگا اور دیوانہ ہر ایک کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہی ہر ایک دل مین کہتی ہی کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہی مگر دیوانہ ایکبار
اٹھکھڑا ہوا اور قلقاریان مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینون نے کہا سچ ہی کہ دیوانہ کے بھی کسی بات کا اعتبار نہین ہی کمبخت چلا گیا

اور غائب ہو گیا بعد لحہ بھر کے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہے پھولونکا گلدستہ ہاتھ مین ہے کچھ پھول ناک مین ٹھنسے ہوئے
ہین اور کچھ کان مین آتے آتے وہین آیا جہان یہ تینون مرید ابلیس تھین بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا خپب خنقار جادو کو پھول
دیتا ہے تو آتشبار جادو و دریابار جادو یہ شعر پڑھتی ہین شعر گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی ٭ اے خانہ برانداز چمن کچھ تو
ادھر بھی ٭ غرضکہ دیوانے نے پھول بانٹ کے اُس شیشے کی شراب اُس شیشے مین اُس شیشے کی شراب اُس شیشے مین کرنا شروع
کی اور نمک سرکاری بھی ملایا اور خنقار جادو سے لپٹا اور چھاتی پر آنکی چڑھ بیٹھ کھولکر شراب اُسکے منھ مین اونڈیل دی دریابار جادو
و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ خنقار جادو کو چھوڑ کر آتشبار جادو و دریابار جادو سے لپٹا انھین بھی باری باری
بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو سے لپٹ گیا کہ مین تیرا عاشق ہون یہ کہکر سینے پر ہاتھ ڈالدیا ادھر سے پھر کر
دریابار جادو کی کنجی لے لی خنقار جادو کی گردن مین باہین ڈالدین باب دیوانہ کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک سے گرمیان کر رہا ہے
یکایک سبکو چھوڑ کر اٹھ کے بھاگا یہ تینون جادوگرنیان اٹھکر دوڑین کہ ارے سوے کہان جاتا ہے ہمین دغا دیے جاتا ہے دو چار قدم چلی تھین
کہ بیہوش ہو کر گرین عمرو نے بکر خنجر تینون کو پہلے تو برابر لٹایا بعد اسکے ایک ہی ہاتھ مین سبکا کام تمام کیا شیشہ باطل السحر کا توڑ ڈالا گرا اُنکے
مرتے ہی آندھی چلی آتشباری برف باری ہوئی آوازین آئین کہ تشتی مرا نام مین آتشبار جادو و دریابار جادو خنقار جادو بود اب جو
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ کوہ ہے نہ زمین آئینہ کی ہے صحرا ہے پر آشوب ہے تمام زمین کرچیان ہو کر اڑ گئی وہ درخت نابود ہو گیا عمرو نے
تمام مال و اسباب لیا یہانتک کہ کپڑے بھی اتارے لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا صبح ہو چکی تھی
دوڑا ہوا امیر کے سامنے آکر گر پڑا اور کہا حمزہ مجھسے کچھ نہین ہو سکتا بھاگ آیا نہین تو بلا مین پھنستا ایک تو خود امیر متردد بیٹھے
تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا کہ کیا ہوا کچھ حال تو کہہ عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد
تھا عمرو کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوکے عمرو نے جاسوسون سے کہا کہ خبر ملک فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادہ قتل لشکر اسلام
اٹھا تھا وزیر سے اپنے کہا کہ جا کر ابر و دریا سے کہو کہ لشکر اسلام کا کام تمام کرین مستور وزیر جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی مین آیا
دیکھا کہ ابر تو آسمان پر نہین ہین مگر رسی کے پل کے پل قیطولون پر پڑے ہین اور وہ جو دریا تھے وہ نالیان خشک پڑی ہین ایک بوند
باقی انمین نہین ہے آکر حال فرعون سے بیان کیا فرعون نے سنتے ہی تاج سر سے دے مارا اور وہ ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون مین کاروبار
ضروری کے لیے حاضر رہتا تھا اُس سے کہا کہ جا کر سخت ورے کی خبر تو لا وہ گیا دیکھا کہ تینون جادوگرنیون کے مردے پڑے ہین لاشین
برہنہ ہین کپڑے تک نہین اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہے تینون لاشون کو اٹھا کر فرعون کے پاس لایا اُسے تو نہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیون کا خنقار جادو کے بیابان موسیقار
سے اور مارے جانا بیان کیے جاتے ہین

اب حال گذارش کیا جاتا ہے خنقار جادو کا جسوقت یہ مری تو قلعہ الماس گون کہ اسکے سحر سے بیابان موسیقار مین بنا ہوا
تھا نیست و نابود ہو گیا اور جیسے یہ ساحرہ خدمت مین ساحر شمشش کے آئی تھی دو بیٹیان اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو دوسری
کا نام قندیل جادو تھا اپنے شوہر یعنے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انھین سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو بیٹھا ہوا
سحر کی دونون بیٹیون کو تعلیم کر رہا تھا کہ یکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعہ الماس گون نظرون سے غائب ہو گیا موسیقار
جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اُسنے تمام کیفیت
اول سے آخر تک تا فتح ورنبد فرعونیہ پر امیر کشورگیر کا اور اسم اعظم سیکھنا خنقار جادو کا اور مارے جانا عمرو کے ہاتھ سے بیان کیا
موسیقار جادو نے دونون بیٹیون سے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہین خداوند فرعون شاہ کے مان نے تمہاری حق غلامی ادا کیا ہمکو بھی
لازم ہے کہ ایسے وقت مین چلکر خداوند کا ساتھ دین یہ سنکر یہ دونون یعنے شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئین پیٹین اور کہا کہ

باوا جان ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہی ہم بھی در گنبد فرعونیہ پر جاتے ہین اور انکے قاتلون کو مارکر سوگ بجا لاینگے
موسیقار جادو نے کہا کہ زیادہ جگہ نہایت خوف کی ہو اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ تو عذر ہوئی تو مین کہین کا نہ رہونگا یہ دونون مچل گئین
اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلون کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمین نہ جانے دیجیے گا تو ہم اپنے گلے کاٹکر
مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلون پر رکھ لیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آج کے تیسرے روز مین جاؤنگا یہ کہکر
شکیل جادو سے کہا کہ میرے قریب آؤ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی ماش کے پتے کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ہاتھ
مین شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اس پتلی پر چھینٹا مارا کہ وہ اٹھ بیٹھی اور سات چکر گرد شکیل جادو کے مارکر گود مین موسیقار
جادو کے آبیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اسکا جواب دیتی تھی بعد اسکے قندیل جادو کو قریب بلایا اور کچھ اسم سحر کا
پڑھکر اگیاری دی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اسپر چھینٹا پانی کا دیا کہ لو نکلنا موقوف ہو گئی دھوان ہونے لگا قندیل جادو سے
کہا کہ اسے پھونک دو اب کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا اس مین سے لو اٹھی موسیقار جادو نے اس سے ایک چراغ روشن
کیا اور ان دونون کو رخصت کیا اور بروقت چلنے کے کہدیا کہ عیارون سے ذرا ہوشیار رہنا اور تین دن تم میدانداری کرو جو تیسرے روز
تو مین ابھی جاؤنگا یہ دونون سلام کرکے طاؤس ہاے سحر پر بیٹھ کے روانہ ہوئین اب حال سنیے دربار فرعون کا کہ خنقار جادو
کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ یکایک بجلی چمکی اور ایک ابر محیط نظر آیا اسمین سے
دو جادوگرنیان طاؤس سحر پر سوار دربار فرعون مین آئین فرعون کو سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل
ہم ان خداپرستون سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے [illegible]
کو جاتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون نے اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثناے بادشاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے اور
دو جادوگرنیان آئی ہین وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خداے بزرگ ہست ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دمامۂ حیدری و طبل جنگی بجے
اسی وقت نقارہ پر چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے دربار برخاست ہوا سرداران نے اپنے اپنے خیمون مین
جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے شکیل جادو اور قندیل جادو کا کہ انھون نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی
میدانداری ہم کرین اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان جنگ مین آکر دست راست کیجانب قریب دو کوس کے فاصلے پر
قندیل جادو نے قلعہ بلورین بزور سحر تیار کیا اور دست چپ کی طرف شکیل جادو نے قلعہ زمردین سحر سے بنایا لیکن آج کی
میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ ہے اسنے خون خوک سے چوکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو جھٹکا کیا بعد اسکے کچھ ماش کے دانے
پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اڑ گیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حمزہ اسم اعظم سے نہ غافل ہونا
کل ساحرون سے سامنا ہو ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کرین امیر نے فرمایا مجھے یاد ہے یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ
ایک نیل کنٹھ سر پر چکر مار رہا ہے لیکن نیل کنٹھ سات چکر لگا کے اڑتا ہوا قلعہ بلورین کو چلا گیا قندیل جادو انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ
جانور بولتا ہوا آکر اسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے منقار اسکی پکڑ کر سوزن دیدی اور ایک پنجرے مین بند کرکے لٹکا دیا یہان
رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پر مع لقا اور بختیارک و بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام
صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک جانب
دست راست سے کچھ قندیلین اڑتی ہوئی بالاے ہوا نظر آئین آگے آگے ایک قندیل بزرگ اسمین ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور
قندیلین خالی اسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے آکر فرعون کو سلام کرکے میدان مین ایک نیزہ بلند بالاے ہوا قندیل بزرگ
قائم ہوئی اور قندیلین اسکے سر پر سایہ فگن تھین کہ اسنے آواز دی اے خداپرستو وہ شخص میرے مقابلے کو سر میدان آئے کہ جسنے

میری مادر مہربان یعنے ملکہ خنقار جادو کو مارا ہی یہ سنتے ہی عمرو تو میدان سے پیچھے ہٹے پھر اُسنے آواز دی کہ اگر وہ نہیں کہتا تو کوئی
اور ہی نکلے یہ سُننا تھا کہ آلاگرد فرنگی سردار شاہزادہ رومی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے کیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام کلہ عفریت عنایت ہوا آلاگرد سلام کرکے جام پی کر بار دگر مرکب پہ سوار ہوکر میدان مین
آیا پکارا کہ ای عورت تو کیا مردون سے مقابلہ کریگی اسنے ایک قندیل کی طرف انگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً وہ قندیل زمین پر گری
اور تتق گرد بلند ہوا اُسمین سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے آلاگرد کے آکر پکارا کہ
مجھسے مقابلہ کر اور نیزہ مارا آلاگرد نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونو
چھپ گئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب آلاگرد کا خالی ہی اور اسی طرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوان
بھرا ہوا ہی یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن آلاگرد کو تاب نہ رہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا تیر کمان مین
جوڑ کر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے پہونچکر جلگیا اور اُسی طرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ مین سوار کے کمند تھی آلاگرد پر پھینکی اور
جھٹکا دیا کہ آلاگرد زمین پر آیا گرد اڑی اور اسی گرد مین قندیل بلند ہوکر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو قندیل سردار کو
اسیر کر لیجاتی ہی اُسمین یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھوان بھرا ہوا ہی یہانتک پہر بھر مین کل سردار علمشاہ کے پکڑ گئے یہ دیکھکر شاہزادہ
علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور بغیر اجازت لیے ہوئے مین سے تیغہ کیتیان فرنگی کھینچکر دوڑے کہ او قحبہ غضب کیا تو نے کہ
سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اُسنے قندیل کی طرف اشارہ نہیں کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جاکر کمند مار کر جھٹکا دیا لیکن
قندیل جادو کہ قندیل سحر مین ہو بند کمند سے مثل شعلہ آتش کے نکلگئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی اب اسنے انگلی سے اشارہ کیا
کہ وہ اسی طرح قندیل زمین پر گری اور گرد اڑی گرد سے ایک سوار گرز گران سر اُٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر گرز مارا شاہزادے نے
بجلدی تمام گرز کو گرز پر رد کا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک چلا گیا مرکب علمشاہ کا زمین مین کسی قدر
دبا آیا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اسی طرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھوان اُسمین بھرا ہوا تھا جب گرد بر طرف ہوئی
تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگئے گریبان چاک کیے خاک سرون پر ڈالی امیر نے
نعرہ کوہ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان ناموس گریبان پھاڑتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے میدان مین آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل
زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑون کی گشت سے غبار اُٹھا جب دونون سوار نظر سے نہان ہوگئے اور گرد مین چھپ گئے
اسی طرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی نظر آیا اب باختریون نے بھی گریبان پھاڑے اک تلاطم برپا ہوگیا
الغرض شام تک کل بیٹے امیر کے اور اکثر سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی میدان سے پھرا نہیں ہی
لیکن قندیل جادو اپنی قندیلون سمیت بلند ہوتی جاتی ہی اور گنبد بلورین کا رخ کیا ہی کہ آسمان پر سے اک ستارہ چمکا اور
آن واحد مین قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہی یکایک اُسمین سے کھڑکی پیدا ہوئی اور سر ایک نازنین
نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا چودہ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہے جوانی کی راتین مرادون کے دن +
نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتہ ہوگیا پوچھا کہ ای مہ وا ہر تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُسنے کہا کہ مین تمھاری
محبت کھینچ لائی مجکو خداوند سامری نے بھیجا ہی کہ قندیل جادو کو گل حیات اسکا دے آؤ کہ اسے نہایت حفاظت سے رکھنا
اور خداوند نے یہ گل حیات تمھارا خود تیار کرکے مجھے دیا ہی لو بہن اسے بہ حفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول پھینکا قندیل جادو
نے اُسے روکا لیکن بختیارک نے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ لیجیے قضا قندیل جادو کی آگئی ہون نہون یہ مرشد کامل
ہون جو ساحر زبردست آتا ہی اُسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہین فرعون ہنسا اور کہا کہ ای بختیارک تو کیا کہتا ہی
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا کیا وہ سحر بھی جانتا ہی بختیارک کہ رہا ہی کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہین کہ سحر کی حقیقت نہین اور اسکے

میدان مین آتے ہی انھین ٹوکا بھی تھا ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین اُسطرف قندیل جادو نے پکڑ پھول ہاتھ مین لیا ہی کہ اسمین سے
عجب طرح کی خوشبو آتی ہے اور اُسے سونگھنے لگی ہی کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گری
ساتھ ہی وہ قندیل کہ جسمین وہ نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ مین نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا
اور آواز دی کہ باشید ای کفاران بیحیا و نابکاران بید غا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بختیارک تو صلوات پڑھنے لگا تا دھنا ناچنے فرعون کو حیرت
ہوئی کہ یہ کون سی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر بااکرام و بادشاہ عالی مقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی ادھر عمرو نے قندیل
نکلکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خفتار جادو کو مارا ہو سو دیکھ لیں کہ مین نے
بھی اسے سر میدان مارا ادھر مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلین تھین سب گل ہو گئین آگ برسی خاک اڑی
دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ بلورین کا کہین پتا بھی نہ لگا
یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہین لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اتنی دیر مین خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست
کر لیا کہ قندیل اپنی زنبیل مین رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑون سمیت اُتار کر داخل زنبیل کیا اور خود ہیئت اصلی سے اُس
ساحرہ کا لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوئے جب آندھی برطرف ہوئی تو سب سردار بھی عقب مین عمرو کے آئے
امیر نے سب کو گلے سے لگا لیا عمرو کو بادشاہ نے جدا خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ عنایت فرمایا طبل شادمانی بجا ادھر فرعون
نہایت ملول گنبد مینائی سے اُتر کر قیلولہ سوم پر آکر تخت پر بیٹھا کہ ایک کبوتر جنگلی اُڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھ کر گونجنے لگا
فرعون نے دیکھا کہ گلے مین اسکے نامہ بندھا ہوا ہی کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہمین کہ آپ بڑے عادل ہین
دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین اب اس عدالت کو رہنے دیجیے اور انتظام اپنی خدائی کا درست کیجیے زوران
خدا پرستون کا توڑیے دیکھیے کہ انھون نے کیسے کیسے ظلم کیے ہین یہانتک کہ بہن میری قندیل جادو تو ماری گئی لیکن آپ
طبل جنگی بجوائیے کل مین مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی مان اور بہن کے خون کا لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارہ ندمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے یہان دربار جمع ہی بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہین امیر کشور گیر دنگل شوکت پر تمکن ہین سب سردار جمع ہین تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین جملہ سردارون نے
حسب توفیق عمرو کو دیا ہی بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر اُنھون نے کسی زوجہ سے اپنی
یاد کر لیا تھا مگر جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو سے حاصل کیا تھا خواجہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حمزہ جب یہ ساحرہ میدان
مین آئی تو آپ کو یاد ہوگا کہ اسنے مجھپر طعن کی تھی کہ جسنے میری مان کو مارا ہو سر میدان مجھسے مقابلہ کرے مین اُسوقت مصلحت سے
ٹل گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کرون قریب شام مین نے سندھی حضرت داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نکالی اور معجزہ طلب کیا
کہ وہ بصورت قندیل ہو گئی جسوقت یہ میدان داری کرکے چلی ہین تب سر میدان عیاری کر کے اسکے مارا بادشاہ نے اور صاحبقران
نے عمرو کی فطرت کی بہت تعریف کی یکایک جوڑی ہرکارون کی پسینے مین غرق گرد مین اَٹی بدحواس آئی اور بعد دعائے سلامتی
بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ طبل جنگی لشکر فرعون مین بجا ہی اور کل ہین قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی
فرمایا کچھ پروا نہین یہان بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری
ہونے لگی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے غرضکہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی اور ستارہ
سحری فلک پر چمکا لشکر اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار مین ناقوس پھکنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے
اپنے فرائض دین سے فراغت کر کے میدان کارزار مین آئے فرعون مع لقا بختیارک چند سردارون کے گنبد مینائی پر آکر بیٹھا

ادھر صاحبقران اور شاہ اسلام میدان مین آئے بعد صف آرائی کے نقیب نعرے پکار کر نکلگئے ہین کہ دیکھا ایک تخت دست چپ
کی طرف سے بالاے ہوا اُڑتا ہوا میدان مین چلا آتا ہی اور اُسپر نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز ہی کہ نور جمال سے تختہ
صحرا روشن ہوگیا ہی ایک مرتبہ اُسنے آواز دی کہ اے خدا پرستو بڑے بڑے ظلم کیے تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحرون کے
برباد کردیے لیکن کہان جاؤگے قہر خداوندی سے بچکر جسے تمہارے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی
کہ جب سے یہ آئی ہی اسیر عاشق ہوچکے ہین سامنے تخت بادشاہی کے آکے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا
نگہبان ہی عادی میدان مین آیا اور پکارا کہ اے یار جانی واے محبوب جاودانی تمہاری محبت ہمین کھینچ لائی ہی ہم لڑنے نہین آئے
ہین اُسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا عاشق ہی تو میرے پاس رہیگا کیون گھبراتا ہی اور ایک گولہ فولادی جھولی سے
نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور تتق گرد وغبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد برطرف ہوئی
دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہی کہ جسمین ہزارہا دروازے ہین اور سب بند ہین اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالون کی
توڑی اور اُسمین سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ زنجیر بنگئے مشکین عادی کی باندھکر قریب اُس عمارت کے
کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمین چلا گیا اب وہ دروازہ بند ہوگیا بختیارک نے دیکھکر کہا ترکیب تو اچھی ہی
بشرطیکہ مرشد یا مرشد زادے انکو چھوڑین غرضکہ دن بھر مین اُسنے ساتھ ستر سردار اسیر کیے اور آپ تخت اُڑا کر اُسی طرح قلعہ
زمردی مین کہ اُسنے سحر سے میدان مین اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا ہی اُسمین چلی گئی دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
فرعون تقدیرین بگھارتا ہوا گنبد مینائی سے اُترا امیر نہایت ملول بکمال پریشان داخل بارگاہ ہوے عیارون پر تاکید کی کہ جلد
اسکی تدبیر کرو سب عیار اُسی وقت اپنی اپنی فکر مین سر بصحرا ہوے لیکن عمرو کو آج امیر اپنے پاس سے جدا نہین کرتے
خواجہ زادون نے بھی منع کردیا ہی کہ اس رات عمرو کہین نہ جائین کہ ابر سخت ہی ادھر یہ ساحرہ یعنے شکیل جادو قلعے مین آئی
بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اُڑا شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی کہ یہ کیا
ماجرا ہی دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمین سے ایک گاے پیدا ہوئی کہ بھاگی ہوئی چلی آتی ہی گلے مین اُسکے گھنٹی پڑی ہوئی ہی
ماتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمین لکھا ہوا کہ گاے سامری یہ دیکھکر شکیل جادو بہت خوش ہوئی اور سوچی کہ
اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گاے کے پہونچی لیکن وہ گاے منھ اُٹھائے چہار طرف گھبرائی ہوئی
دیکھ رہی ہی کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے ایک شیر ڈکارتا ہوا تعقب مین اُس گاے کے آتا ہی شکیل جادو سمجھی کہ
یہ اسی کے خوف سے بھاگی آتی ہی جلدی سے ایک ترنج کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار درمیان گاے و شیر کے حائل ہوگئی شکیل جادو
نے گاے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گاے اسے اپنے حال پر شفیق پاکے منھ پاؤن پر ملنے لگی اور اُس گاے نے گھنڈیان اپنے
پیٹ کی کھولین اور سر ٹانگون مین ڈالکر شکیل جادو کو الٹ دیا اور نعرہ کیا منم چالاک بن عمرو کھال گاے کی تو اماری جھول
کی طرح الگ جا پڑی ہی چالاک نے تیغ عیاری مارکر سر شکیل جادو کا جدا ہوگیا ایک شور و غل ہونے لگا زمین لرزی آتشباری
برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردین نیست ونابود ہی
چالاک نے گٹھا اُسکا اُتارا سب مال و اسباب لیکر راہی ہوا اور وہ شیر جو اُسکے تعقب مین آیا تھا وہ ایک شاگرد اُسکا تھا کہ اُسے
شیر کی شکل بنا کر دھوکا دینے کو لایا تھا ادھر امیر بارگاہ ہشتامی مین نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوا تند چلی امیر سمجھے تھے
کہ آندھی آتی ہی یکایک جتنے سردار امیر کے اسیر سحر ہوئے تھے سب یکبارگی بارگاہ مین گھس آئے امیر متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی
عمرو نے کہا کہ حمزہ مقام حیرت نہین کسی عیار نے اُس جادوگرنی کو مارا ہوگا ہنوز امیر یہ پوچھنے نہ پائے تھے کہ ان سردارون نے اپنے
دنگلون پر بیٹھکر کہا کہ یا امیر یکایک ہماری آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُس قید مین نہ پایا دیکھا کہ میدان مین

کھڑے ہوئے ہین ہم بخوف وخطر چلے آئے کہ اسی اثنا مین چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوئے پہونچا امیر نہایت خوش
ہوئے چالاک کو خلعت دیا عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا ردیے بلے مگر مجھے کچھ نہین دیا لیکن سردارون نے سر جو
شکیل جادو کا دیکھا متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنا آئی تھی اسلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہین ہے سیاہ رنگت
ناک چپٹی دانت بڑے بڑے آنکھین چندھی ہین امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارہ شادمانی بجا لیکن فرعون
جو پلٹ کر دربار مین آیا بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو ہاتھ سے شکیل جادو
کے قتل کراؤنگا بختیارک سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہان نقارہ بج رہا ہے کہ یکایک جوڑی
ہرکارون کی آئی بد دعا دے کر عرض کیا لشکر حمزہ مین طبل شادمانی بج رہا ہے اور گنبد زمردین غائب ہے اور وہ عمارت جو بیچ
میدان مین تھی نہین نظر آتی سب سردار بارگاہ مین پہونچ گئے کہ دوسری جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک
بن عمرو نے شکیل جادو کو مارا بختیارک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ مرشدزادے کیا کم ہین ایسے دلیسون کو تو وہی دیکھ بھال لیتے ہین
فرعون دل مین پشیمان بیٹھا ہے کہ مین نے ناحق نقارہ قہاری بجوایا اب کل اور بھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ مین حیران و پریشان ہے

اب چند کلمے داستان آنا موسیقار جادو کا بیابان موسیقار سے اور دو روز تک میدانداری کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اسکے مارا جانا ہاتھ سے تہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونون بیٹیون کو رخصت کردیا آپ سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا
بنایا اسپر ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اسکے چوکی زمرد کی بناکر اسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی
زندگی کی مخبر تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گذرا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہوگیا
پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہاے بن قندیل جادو تجھین عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا یہ ماجرا
دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہان سے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو
پر بھی کچھ گذر جاے دوسرے روز سامان اپنے چلنے کا درست کر کے دو گھڑی رات گئے منقل آتشین اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر
کالے تل اسنے جلائے کہ دھوان اسکا اٹھکر سر پر اسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے
گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینک دی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر
ایک جانور کی شکل بنکر اسی دھوئین مین پوشیدہ ہو کر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے متردد
بیٹھا تھا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی کو ساحر شمشہ کے پاس بھیجون کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا مین تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ
ایک ٹکڑا ابر کا نیچا ہوتا چلا آتا ہے جب وہ ابر بہت نیچا ہو گیا تو ایک جانور مہیب فیل پیکر اُسمین سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے
آکر بیٹھا کہ منقار مین اسکی ہزارہا سوراخ تھے اور اُنمین سے آواز ساز کی پیدا تھی بس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اُسنے
پیدا کی فرعون نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت ہے کہ بال غتید قتید چھوٹے ہوئے منہ پر بھبوت ملا ہوا آنکھون سے
آنسو جاری گویا غم مین کسی کے مبہوت ہو رہا ہے فرعون نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اُسنے عرض کیا کہ بندہ سامری ہون نام میرا
موسیقار جادو ہے زوجہ میری خنقار جادو حضور پر نور پر نثار ہوئی دونون بیٹیون کو ابھی مین نے آپکی مدد کو بھیجا تھا وہ بھی
ہاتھ سے عیارون کے نہ بچین یا خداوند آپ پریشان نہون کل مین ان سب کو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز مین کل
خدا پرستون کا استیصال کرونگا بختیارک نے کہا اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہے تو رات کو شہر مین رہنا کہ گرد شہر کے
خداوند ساحران یعنے شمشہ جادو نے طلسم باندھ دیا ہے کہ یہان کوئی نہین آسکتا اگر اسکے باہر رہوگے تو دغا اٹھاؤگے
تمہاری دونون بیٹیون نے بھی حصار قائم کیا تھا لیکن وہ نادان تعین حصار سے باہر نکل کر ماری گئین تم خبردار یہان سے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے یہ آیا ہی بھول گیا ہی کہتا ہی کرا ہو بندگان مین
دیدید قدرت مرا مین نے اسی کے خیال سے طبل تمھاری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرضکہ
موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب اُس تالاب کے جسمین پانی شمشمش نے پڑھکر ڈلوایا تھا
جاکر خون خوک سے چوکہ دیکر ایک نالی کھودی بطور گنڈے کے اور اُسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین بیچ مین اُسکے بیٹھکر
کچھ ٹکڑے شیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اُسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق
کے آگ روشن تھی اور وہ گنبد غن غن گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اُس سے پیدا تھی ادھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے بار بار عرض کیا تھا
کہ فرعونیہ مین بہت بلا مین ہین تو نے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لینے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ
ہمپر جو گذرنی ہیگی سہینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھسے تو خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہی کہ جب مین تین مرتبہ
موت مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اُس بری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہی کہ بعد تیرے
مجھے بھی خدا سے موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہی تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہی تو اس موسیقار
حرامزادے کی کیا حقیقت ہی سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران
عالیمقام میدان جدال و قتال مین آکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہوا تند
چلنے لگی اور ایک جانور مہیب بشکل موسیقار فیل پیکر اُڑتا ہوا آیا کہ اُسکے پرون کی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ
جانور زمین پر گر کر لوٹا اور شکل انسانی پیدا کرکے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ
مین کسی کے ڈھتی کسی پاس رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پیالیان جل ترنگ کی لیے ہوے غرض سو آدمی کے قریب ساز
لیے ہوئے آئے اور گرد اُس ساحر کے جھکو بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا آج ان
لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی لیکن اُس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھکے پانی بہایا
کہ اُسی وقت اُگھوا پھوٹا اور آن واحد مین ایک درخت بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے ہزارہا شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار
گز بڑھگئی اور ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور اُنکے چہکنے مین صداے ساز کا انداز تھا اور
ایک جانور بزرگ چوٹی پر ہر شاخ کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اُڑا اور سر پر صاحبقران کے تین چکر کرکے پھر اُسی درخت پر
جا بیٹھا سارے لشکر نے اُسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اُسکے گیا جلکر خاک ہوگیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم تیرا بند ہوگیا امیر نے
یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون عمرو بھی رونے لگا لیکن جسوقت
یہ درخت بنکر تیار ہوا وہ گویے لشکر فرعون مین چلے گئے اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہوکر پکارا کہ جسے تمناے
مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک آدھ سردار بادشاہ سے اجازت لیکر بارادہ جنگ گیا لیکن صداے ساز مین ایسا
محو ہوا کہ تصویر کی طرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صدا ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر ہر ایک شخص کے دل پر کیا
کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اُٹھائے ہوئے چلے گئے جو زیر درخت گیا تصویر گلی بنگیا نہ ہاتھ پاؤن مین
طاقت معلوم ہوتی تھی نہ ہوش و حواس بجا تھے یہانتک کہ اب یہ حال ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین امیر کشور گیر
بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین انگلیان دیے ہوئے ہین کہ صداے ساز اثر نہ کرے اور حفظ اسم کی
کے سبب سے بچے ہوئے ہین سردارون مین صرف کرب ولاور باقی رہگئے ہین اور ایک آدھ سردار کہ جنکے کانون مین انگلیان

دے لی ہین وہ بجا ہوا ہو شام تک افسون لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت جاکر اور صورت تصویر گل بنکر رہگیا شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہشامی ہوئے عمرو پر تاکیدی کہ
کچھ تدبیر کرو عمرو کہہ رہا تھا کہ یا امیر میری عقل نہین کام کرتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار شمشمس مین رہتا
ہر دن کو آسمان پر سے آتا ہے مین کیا کرون کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے
یہان بھی کوس حربی نوازش ہین ہوئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکلگیا رات بھر عیارون نے کوشش کی حصار شمشمس کے اندر
نہ جاسکے بلکہ جو گیا پلٹ کر نہ آیا سبب اسیر سحر موسیقار جادو ہوئے کہ زمانہ شبکا برطرف ہوگیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے امیر بادشاہ اسلام خیمون سے برآمد ہوئے راستہ میدان کارزار کا ہوا ادھر فرعون
گنبد مینائی پر آکر بیٹھا بعد آراستگی صفوف قوال و جلال نقیب نسب نے کرچلے گئے تھے کہ وہی ہوا سے تند چلی اور موسیقار
جادو بشکل موسیقار ملک فرعونیہ سے اُڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کر بہیئت اصلی کھڑا ہوا اور مبارز طلب ہوا ادھر
سے جو گیا وہ زیر درخت سکتے مین رہگیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اصلی
آواز سے صدا اسے ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر سحر زیر درخت پہونچ گیا کہ بے لا و بھی مسحور ہوکر
زیر درخت چلاگیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو و مہتر قران سوا انکے کوئی عیار بھی باقی نہ رہا غرضکہ طبل بازگشت بجا
موسیقار جادو نے کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچگیا لیکن کل کہان جائیگا یہ کہکر اُسنے دستک دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ
اپنے اپنے مقام سے اُڑے اور جنگل سے منقارون مین اور پنجون مین لکڑیان خشک اٹھا اٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے
جمع کرنے لگے موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا اور دربار مین آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر
ایک بندہ خاص نے میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستونکو اُسکے ہاتھ سے اپنے غضب خداوندی مین اگر گرفتار
کروایا ہوگا اور آتش قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ پایا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ
یا خداوند موسیقار جادو سے کہلا بھیجیے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ غضب سے ڈرنا چاہیے ابھی وہی باقی ہین یعنے حمزہ کل
ابھی تک اسیر نہین ہوئے فرعون نے اُسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا
نہین پیچھے پیچھے سحر کرنا یہ عیار اُسیوقت روانہ ہوا زیر گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے کچھ
کہلا بھیجا ہے دیکھا کہ ترلقی کی آواز بلند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین سے سر ایک جادوگر نے نکالا اسنے کہا کہ یہ نامہ لیجیے
موسیقار جادو نے دستک دی ایک کبوتر پیدا ہوا ہاتھ پر اس عیار یعنے تیز رو سبک رفتار کے آکر بیٹھا گو بچنے لگا تیز رو نے نامہ
نکالکر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار مین دبا کر اُڑگیا جاکر موسیقار جادو کو دیدیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ خبردار آج کی شب کل کا دن
حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو یہین بیٹھے بیٹھے سحر سے کام لینا اُسنے جواب نامے کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار وہان سے چلا لیکن رات
اندھیری تھی راستہ بھولکر قریب جھنڈون کے چلاگیا بیہوش ہوکر الٹا لٹک گیا وہان اسکے آنے مین دیر جو ہوئی فرعون نے ہمارے دوندہ
سے کہا کہ کیا سبب جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہین آیا ہمارے دوندہ نے ایک دو عیار روانہ کیا لیکن یہ جو چلا ہے
ڈھونڈھتا ہوا آتا ہے تحریر مین اسکے قتل عیاری روشن ہوا سے تو ہمین چھوڑے لیجال گذارش کیا جاتا ہے صاحبقران با اقبال کا کہ میدان
جنگ سے جو پلٹے ہین دیکھتے ہین کہ نہ کوئی سردار ہے نہ فرزند ہے نہ لشکر ہے یہان تک کہ کوئی خدمتگار بھی نہین نظر آتا بازار لشکر کے اُجڑے
پڑے ہین ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھاونیان اُجاڑ ہر طرف خاک اُڑ رہی ہے بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ
ہوئے نظارہ تماشا نہین کہ خبر ملک فرعونیہ کی لائے امیر دنگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ
خبر فرعون کی کیونکر معلوم ہو کہا کہ حمزہ عقل خبر دیتی ہے کہ طبل ضرور بجا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ہمارے یہان تو کوئی سناٹا نہین

باقی کر نقارہ ہمارے سفر کا بجائے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو ادنا آدمی نوکر ہو سکتے ہین فرمایا بھی آدمی کہان سے آینگے
عرض کیا کہ زمین سے پیدا ہو جاینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہان نہین ہین فرمایا کہ اچھا بھی لکھو تو رقعہ لکھدین عرض کی خیر
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا عمرو نے زنبیل سے پتلے فولادی کل کے بنے ہوئے نکالے کہ ہاتھ اونکے برابر
چلے جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارون کے پاس بٹھا دیا اور ہاتھون مین چوبین باندھ دین کہ ہاتھ اونکے اس قاعدے سے
چلتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا نقارچی بجا رہے ہین اب عمرو نے کہا کہ حمزہ تم خبردار رہنا مین اب اپنی فکر مین جاتا ہون امیر
نے فرمایا بھی خواجہ ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہ اتنے مین مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھی تمھین تو خدا نے بچایا
کہان تھے مہتر قران کچھ جواب نہین دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانون مین
ٹھیسیان سی ہونگی جب تو بجا اور مہتر قران نے واقع مین اسقدر روئی اپنے کانون مین ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا جب
اشارہ امیر کا سمجھا دست ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو اس میدان سے دور لیجا کر خیمہ برپا کر آیا ہون کہ وہ سحر سے
محفوظ رہین امیر نے فرمایا ای مہتر قران بڑا کام کیا کیونکہ مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کرکے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے
لیے ہمراہ لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازان قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کر بھیجا ہے کہ اپنا دیدار ہمکو
دکھا جایے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہین ہے ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لین فرمایا مین بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہین سکتا عرض کیا کہ ظل اللہ
بھی تشریف لے چلین فرمایا ای مہتر قران آج ہی رات تک تو بادشاہی اور ہماری صاحبقرانی ہے صبح کو تو خاتمہ ہوا ہی ہے
تخت تو ویران نہ کرونگا اور ای قران ہمارا سلام آخر سبکو پہونچا دینا اور اب تم بردہ شب مین ان سب دستہ یا شکستہ کو لیکر
چلے جاؤ مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کرکے چپکا وہان سے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونون ہمراہ چلے عمرو نے قران کو
گلے سے لگایا اور کہا بھی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم جاتے ہین یا تو آج موسیقار جادو کو مارا یا جان
اپنی دی قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور وہان سے روانہ ہوا قریب اوس کوہ کے جا کر جہان
خیمے مخدرات کے تھے اپنے شاگردون کو اپنی طرف سے نائب کرکے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیار کچھ سامان
لیکر راہی ہوا لیکن وہ سب عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑ کر درخت موسیقار کے سایہ تلے پہنچتے ہوئے کانون
مین انگلیان دیے ہوئے گلیم عیاری اوڑھے ہوئے قریب شہر فرعونیہ کے پہونچے لیکن سوچ رہے ہین کہ جھنڈیون کے اندر کس طرح
جاؤن کہ دیکھا ایک عیار ہاتھ مین فتیلہ عیاری روشن کیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہے اور ہاتھ مین اوسکے ایک آبخورہ ہے کہ پانی نہین
بھرا ہوا ہے یہ وہی عیار ہے جو ڈھونڈھنے تیر رو دسکیا قنبار کو نکلا تھا دیکھا اسنے کہ تیر روانشکا ہوا ہے یہ جا کر ایک تالاب سے
اوسپر چھڑکنے کو لایا ہے قریب آکر چاہتا ہے کہ چھینٹا پانی منھ پر دے کر دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سر سے
پانون تک پہنے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے بس یہ ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے اسنے ہوشیار نہ کیا بیتابانہ دوڑتا ہوا آیا پوچھا کہ ای
یار جانی وای دوست جادو ادائی تم کہان یہ صحرا بے پر ہول کہان اسنے کہا کہ مین غمزدہ کیا حال اپنا بیان کرون مصیبت کی
ماری ہون اپنے شوہر کے ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اسنے کہا مین ذرا پیشاب کر لون تم نہین ٹھہرو وہ تھوڑی دیر
ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقون نے آکر اسے مار ڈالا اور مال اوسکا چھین لیا مین یہ دیکھکر ایک درخت کی آڑ مین ہو گئی تھی اس سے بچ گئی وہ قزاق اوسکو
قتل کرکے چلے گئے کاش مین بھی مر جاتی اور وہ مجھے بھی قتل کر ڈالتے تو بہتر تھا اسنے کہا کہ تم کیون گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا گھر سمجھو
ہمارے گھر مین رہو جو کچھ ہمین میسر ہے اسے قبول کرو اسنے کہا کہ اچھا مین چلتی ہون تم تو ایسے آئے جیسے بے مانگے مراد ملے اب تمھین کیسے
چھوڑتی ہون جہان کہو چلون میرا کون پوچھنے والا ہے اس عیار کا دل اسکی بات پر ہلا جاتا ہے ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو وہ عورت اٹھی کہ
کچھ کھٹ سے گرا دیکھا تو ایک ٹیا ہے اس عیار نے کہا یہ کیا ہے کہا کہ میرا شوہر سوداگر تھا اسنے ایک لعل ساٹھ لاکھ کو لیا تھا وہ ہے

پاس تھا اس سے بچگیا یہ سننا تھا کہ اُسکے مُنہ مین پانی بھر آیا کہا کہ مین تو دیکھون دل مین کہ رہا ہی کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی
اس عیار نے وہ ڈبیا اُٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اُس عورت کو دیا اُسنے پوچھا اسمین پانی کیسا ہی کہا
کہ بغیر اسکے جبر کے شہر فرعونیہ مین نہین جاسکتا اب لکو اس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اُس عیار نے ڈبیا
کو مُنہ کے برابر لاکے زور کیے جو کھولا تو ایک بُقہ اُڑا اور وہ عیار چھینک مارکر بیہوش ہوا اُس عورت نے نعرہ کیا کہ منم
عمرو بن اُمیہ ضمری اُسی وقت خنجر سے اُس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک نے اغل زنبیل کر لیے آپ اُسکی شکل بنکر
پانی اپنے اوپر چھڑک کر جھنڈیون سے گذرے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہی اُسے بھی ذبح کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگے
دیکھا کہ ایک دو پرچے پگڑی سے اُسکی نکلے اُنھین پڑھا ایک مین تو لکھا تھا کہ اے موسیقار جادو ہوشیار رہنا بختیارک
کی طرف سے لکھا تھا کہ جبتک وہ دزد مکار باریک گردن نہ گرفتار ہوگا لڑائی نہ سر ہوگی عمرو نے دل مین کہا کہ اچھا حرامزادے
کہان جاتا ہی اگر زندگی ہی تو سمجھونگا اور دوسرے مین مرقوم تھا موسیقار جادو کی طرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو
تدبیر ہو جائیگی مین سحر سے سمجھکر جہان ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب چلکر اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا
چاہیے کہ ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا عمرو سمجھ گیا کہ قضا آگئی آنکھیں بند کر لین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو
ایک پنجرے مین بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کر لیا نامہ فرعون
کو لکھا کہ مین نے عمرو کو پکڑ لیا الغرض صبح ہوئی فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا بختیارک اور سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ
تمام لشکر امیر کا زیر درخت کل سردار مست جمع ہی اور لکڑیان ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہین اب تک جانور لا لاکر لکڑیان جمع کر رہے
ہین امیر کشور گیر اشقر پر سوار بادشاہ عوض تخت کے آج گھوڑے پر جلوہ افروز ہین دیکھا ہوا تند چلی اور موسیقار جادو
منقار مین پنجرہ عمرو کا لیے ہوئے آیا درخت مین لٹکا دیا اور پکارا کہ اے عرب کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا ابھی دعوی شجاعت
کا کرتا ہی امیر ان کلمات کے سُننے کی کب تاب رکھتے ہین بادشاہ سے عرض کی کہ اب مجھکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے
سے اتار کر بادشاہ اسلام کی گردن مین ڈالدی بس حفظ ہیکل کا گلے سے اُترنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوئے اُس درخت کے
قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ جھکی اور کمر مین امیر کے لپٹ گئی امیر بند ہوکر رہگئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا
اور بے اختیار ہوکر دوڑے اور کچھ خود بخود جا لیا دم گھبرایا کہ حفظ ہیکل گلے سے اُتار کر پھینک دی کہ اسی طرح دوسری شاخ درخت
کی نیچی ہوکر بازوؤن مین بادشاہ کے لپٹ گئی یہ بھی اسیر ہوئے اب موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ مین ابھی ان سبکو
جلائے دیتا ہون یہ کہکر منقل آتشین روشن کی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اُس پر سے
ایک جانور اُڑکر اسکے ہاتھ پر آبیٹھا کہ منقار مین اُسکی ہزارہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اُسے بھی موسیقار جادو نے
کھولکر جلدی سے اُڑا دیا وہ جانور شاخ درخت پر بیٹھا اور اُس سوراخ سے ایک صدا ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت مین
آگ لگ گئی اب موسیقار جادو جس شاخ سے جانور پکڑ کر چھوڑتا ہی اسمین آگ لگ جاتی ہی جسوقت یہ شاخ آخر کو
جلائیگا اُسوقت سحر ختم ہوگا اور ہیزم مین بھی آگ لگے گی یہ مصروف سحر ہی کہ یکایک دو نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب
صحرا سے پانچ فیل بزرگ آئینہ ڈنکا ہوتا ہوا اور نوبت خانہ بجتا ہوا آئے پیچھے اُسکے ہزارہا ساحر ہین ایک ساحر قوی الجثہ اژدر پر سوار
کہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہی اور نوبت نقارہ اسقدر بج رہے ہین کہ صدائے ساز بالکل
سُنائی نہین دیتی فرعون لقا بختیارک سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن اُس ساحر نے آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے
مغضوب درگاہ سامری آ تو میرے سامنے دیکھ ابھی تیرا اسرار سحر مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا منم قہار جادو فرستادہ خداوند
سامری یہ سننا تھا کہ موسیقار جادو تھرا گیا اُسنے دوسری آواز دی کہ آتا ہی یا دین آؤن موسیقار جادو نے دیکھا کہ یہ ساحر

نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی اور فرشادہ ساحری ہی اس سے ڈرنا چاہیے اگر تو اس سے عاجزی نہ کریگا تو مارا جائیگا جلدی
سے سحر کو ترک کیا اژدر آتش نشان پر خود بھی سوار ہوکر چلا کہ خداوندی مین نے ایسی کونسی خطا کی ہی مین تو آپکے دشمنون کو
قتل کرنے کی کوشش و تدبیر مین مصروف ہون سحر کو ترک کرکے آپکے خوف سے چلا آیا قہار جادو نے کہا حرامزادے حبشی
مشمش جادو نے خداوند سامری کو بھولکر دعوی خداوندی کا کیا ہی سامری کو بہت بُرا معلوم ہوا کہ یہ ہمین بھول گیا خود خداوند
بن بیٹھا اسپر تین مہینے ایسے سخت کردیے کہ یہ اسمین ضرور ان خداپرستون کے ہاتھ مارا جائیگا اور تو مغضوب خداوندیکا شریک ہوا
مجال ہی تیری کہ مسلمانون کو قتل کرے یہ مسلمان غضب ہین خداوند سامری کے یہ سنتا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا مین ابھی ان سب
مسلمانون کو جلادونگا لیکن پہلے تیرا تو خاتمہ کرلون ارے تو خداوند مشمش جادو کو بُرا کہتا ہی یہ کہکر اژدر اپنا برابر اژدر قہار جادو کے
لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا یہی زد ہی بس قہر و غضب مین آکر ایک ڈنڈا پشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ پا تو وہ اژدہا
قلابا تیغین چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا کہ موسیقار جادو کو خاک لپسر کردیا بلکہ خاک مین ملانے کی تدبیر کردی
کہ موسیقار جادو چھینک مارکر اپنے اژدہے پر سے قلابازی کھاکر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش اے کفار بچیا منم
مہتر مہتران صاحب لبعدہ گران نظر کردہ ہملی عمران یعنے مہتر قران اور دوڑ کر لبعدہ مارا کارگر نہوا دیکھا کہ یہ کافر روئین تن ہی
تھیلیان بارود کی نکالکر اسپر ڈالین اور دور ہٹکر حقہ آتشبازی مارا کہ آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلکر خاک ہوا آندھی چلی
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف جاندلوہم
و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ درخت ہی نہ جانور ہین لاش اس جادوگر کی پڑی ہی لیکن پوست تک
جلگیا ہی کچھ بت سونے چاندی کے پڑے ہین قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضے مین کیے ادھر سارا لشکر مع صاحبقران ہوش
مین آیا امیر میدان سے پھرے لیکن عمرو جو جھوٹا دیکھا کہ لکڑیون کا انبار ہی جال لیاسی مارکر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل
کرلین امیر بارگاہ مین داخل ہوئے طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار مین آیا امیر نے سات خلعت دیے بادشاہ نے دو
خلعت اور ایک کرور روپیہ عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لاکر رکھدیا اور عرض کیا کہ اُستاد آپ ہی
کی جوتیونکا صدقہ ہی عمرو نے کہا بابا یہ سب مال تمھارے پاس سے تلف ہو جائیگا مین بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا
لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کرلیا قران نے وہ بت جو موسیقار جادو کو مارکر پائے تھے پیش کیے کہا ابھی اسکے کپڑے بھی بہت تکلف
کے ہونگے وہ تمنے کیون چھوڑ دیے قران نے کہا وہ روئین تن تھا اس سے مین نے اُسے جلادیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہوئے
اور کہا ابھی جو روئین تن ہو اُسے جلاتے نہین ہین یہ کام اناڑیونکا ہی تجھسے سر چل دیتے ہین قران سرنگون ہوا اور عرض کیا
کہ بجا ہی آپ اُستاد ہین مین شاگرد میرے آپکے کچھ فرق ہونا ضرور ہی خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنے ایک کلاہ کاغذ
کی جسمین بنی لگی ہوئی ایک طرہ جھوٹے تارونکا لگا ہوا قران نے سلام کرکے لیکر بفخر اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ ناموس کو
لے اُٹھو قران روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیان جلانے کی ضرورت ہو مجھسے مول لے اور کہین سے نہ لائے
ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا اور ایک طرف تھیلیان نکالکر نیلام کرلیا تین ہزار روپیے کی لکڑیان بیچین ہان فرعون بے سامان ہوکر
گنبد بینائی سے دربار مین آیا ایک ساحر کو اسکے پاس حرف کار ہائے ضروری کے لیے رہا کرتا ہی پاس ساحر مشمش کے بھیجا عرضی کہی لکھی
اور حال مارے جانے خنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر دریا کا اور اگر مارے جانا قندیل جادو و مشعل جادو کا یہ آنا
موسیقار جادو کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ اے باعث خداوندی فرعون میرے واسطے ضرور کوشش کیجیے مجھسے غافل نہو جیسے وہ
ساحر عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے مین تو کہتا تھا کہ ان خداپرستون کو مرنے کی
عادت ہی نہین ہی یہ حبشی بچہ نہین معلوم کہان چھپا ہوا تھا کہ خداوند ان عیارون کے سامنے تو جادوگرون کی کچھ حقیقت ہی نہین ہی

ایسا جھٹ پٹ مار ڈالتے ہین کہ کچھ دیر ہی نہین لگتی فرعون نے کہا ہان ہان جی یہ خدا پرست جائینگے کہان میرے ہاتھ سے مگر نقابدار یہ رنگ دیکھکر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ یا خداوند یہ سب لا حاصل تھا ہم تمام لشکر حمزہ کا کام تمام کرینگے آپ طبل جنگ بجوایے فرعون پکارا ہین نے ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی

داستان لڑائی نقابداروں کی اور عمرو کا نقابدار آئینہ پوش بنکر انکو پکڑنا اور مارنا

راوی کہتا ہی کہ فرعون نے موسیقار جادو کے مرنے سے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرنی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر امیر کو دی امیر خوش و خرم بیٹھے ہین ناموس سے ملکر آئے ہین گویا بار دگر زندگی ہوئی ہو محل مین منت کے کونڈے ہوئے تھے سبکی چراغی خواجہ صاحب کو ملی ہی اُنھون نے نذر دی تھی تعریفین جہتر قران حبشی کی ہو رہی ہین یہ وہی خلعت کاغذی کی ٹوپی عطیہ خواجہ عمرو کا پہنے ہوئے تخت زرین پر کھڑے ہین کہ خبر ہوئی فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی یہ سنکر فرمایا امیر نے کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی کوس حربی بجے جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق مین بہتر چاہیگا وہ کریگا اسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی نقارے کی صدا بلند ہوئی تمام لشکر کو خبر ہوئی ہر ایک اپنی تیاری کرنے لگا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ مع تمام سرداران حرب کا رزار مین آکر کھڑے ہوئے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا نقابجتیار کے روشن تاجدار منور وزیر فرطون کا سب آکر پیچھے چارون نقابدار اور سب سردار میدان مین آئے مقابل لشکر اسلام آکر کھڑے ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین لیکن فرعون نے منور وزیر کو واسطے انتظام لشکر کے بھیجدیا نقیب نہیب دیکر چلے گئے سب سردار نگران تھے کہ دیکھین کون نکلتا ہی کہ لشکر فرعون سے عاد زرہ پوش اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے گنبد مینائی کے آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی فرعون پکارا کہ جا پیروی کیا اپنے ید قدرت کو تو سب خدا پرستون پر غالب ہوگا عاد زرہ پوش بار دگر گینڈے پر سوار ہوکر نکلا میدان مین آکر خوب کر گدن کو جولان دی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ زنگبار رفیق کرب نامدار موسوم بہ ثریا زنگی گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر اُترا اسلام کیا رخصت میدان مانگی بادشاہ جمجاہ نے جام کلاہ حضرت عنایت فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہی ثریا زنگی جام پی کر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین آیا مقابل عاد زرہ پوش آکر نکا و رزن ہوا عاد زرہ پوش نے حال پوچھا کہ تو کون ہی ثریا زنگی نے حسب نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا ای ثریا زنگی دیکھ تجھے خداوند فرعون شاہ نے کیا ہاتھ پانون کیا صورت و شکل کیا قوت و طاقت عطا کی ہی اُسے سجدہ کر فرعون شاہ کو میرے ساتھ چل دیکھ کیسی تیری عزت کرتا ہی ثریا زنگی نے کہا او کافر تو کیا جھک مارتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہو فرعون شاہ پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنکر عاد زرہ پوش غضبناک ہوا کہا ای خدا پرست زبان دراز زبان کو روک لا حربہ اپنا ثریا زنگی نے کہا ہم اہل اسلام مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے ہین تو پہلے اپنا حربہ کر جب تیری ضرب سے خدا بچا لیگا تو ضرب سمجھا جائیگا یہ سنکر عاد زرہ پوش نے نیزہ مارا ثریا زنگی نے نیزہ اُسکا تیزے پر لگا نیچا چند طعن مین ہاتھ سے عاد زرہ پوش کے نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجلا کے گرز مارا ثریا زنگی نے تیغے سے بھی رد کیا اور تنورہ گرد سے نکلکر اپنا گرز دو منیر مارا گرز برابر اُسکے پڑا ہاتھ تھرائے دونون گرز آکر سر پر پڑے کہ سر اُسکا گردن مین اور گردن چھاتی مین چھاتی پیٹ مین پیٹ چوتڑون مین اور چوتڑ گینڈے مین گینڈا زمین مین غرض کہ دونون ملکر ایک چبوترہ بنگئے اور ثریا زنگی پکارا کہ آکر اُسکی خبر لو دیکھو تو کیا حال اُسکا ہوا ہی عیار لشکر کفار کے دوڑے اندر گرد کے گھسے دیکھا تو عاد زرہ پوش معلوم نہین ہوتا پانی کے چھینٹے دیے گرد بیٹھی معلوم ہوا کہ پیوند زمین ہوگیا عیار پکارے کہ انکو تو خداوند نے جہنم کو بھیجدیا ایک تختہ خون کا بنے ہوئے پڑے ہین عیار صلواۃ پڑھنے لگا تماشا دیکھنا چاہتا تھا مگر ثریا زنگی نے پھر مبارز طلب کیا رضوان عاد مقابلے کو آیا بعد از گفتگو

تلوار چلی ثریا زنگی نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا انس عاد مقابلے
کو آیا نیزہ ثریا زنگی پر مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا چھین کر وہی نیزہ مارا سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کوئی کافر اور
کسی کو بھیجے مقابلے کو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا آرہ پشت نہنگ مارا ثریا زنگی نے ارے کو اسکے تلوار سے کاٹا اور ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا پورا جنیو پر بیٹھا کر کاندھے پر تلوار چلی اور زیر بغل اتری دو ٹکڑے ہوئے نظیر عاد نکلا تلوار ثریا زنگی پر ماری
ثریا زنگی نے تلوار اسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور اچھالا گرتے ہوئے کو چوبرنگ ہوائی کا تاگا مانند خیار تر کے جسم دو
اسکا ٹکڑے ہوا القصہ سات عادیوں کو واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول کمال ہوا اس گنبد مینائی سے اٹھ گیا طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر پھر گئے لقا تو فرعون شاہ کے پاس آیا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ لوگ خدا پرستوں سے عہدہ برا ہونگے کر نیکے
تو یہ نقابدار کر آگے بھی انھوں نے لشکر حمزہ کو پریشان کیا تھا اور غالب آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انہیں سے ہوگا فرعون نے
کہا مالک جی تم سچ کہتے ہو اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ وکل سوا نقابداروں کے اور کوئی میدان میں نہ جائے اسیوقت طبل جنگ بجا
ادھر صاحبقران ثریا زنگی پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر
طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی کہدیا کہ کل سوا نقابداروں کے کوئی میدان میں نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان نقابداروں
سے کون عہدہ برا ہوگا آگے اسنے شہر ششتری حصار میں مقابلہ ہو چکا ہے پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ برا نہوسکا امیر نے
فرمایا کہ بھئی رضینا بالقضا تن بتقدیر جو مرضی الٰہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ بجا غرض رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب نسب دیکر
چلے گئے نقابدار قلندر رفیل سوار قہقہہ فرعون سے اجازت لیکر میدان میں آیا پکارا کہ اے خدا پرستو کم بختو خوب واقف
ہو کر پہلے تمہارا کیا حال کیا تھا بہتر یہی ہے کہ فرعون کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہیں تو سب میرے ہاتھ سے
ذلیل و زبون ہوگے بہانسے اہل اسلام نے جواب یہ کیا کہ گو کہتا ہے لعنت ہے فرعون و لقا دونوں پر نقابدار غضبناک ہوکر پکارا
کہ آو میرے مقابلہ کو دیکھو کیا حال تمہارا کرتا ہوں ثریا زنگی بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا نقابدار نے کہا تو وہی ہے جس نے کل
سات آدمیوں کو مارا تھا کہا کہ ہاں میں ہی ہوں آج تجھے ماروں تھا نقابدار نے کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تو نے کل عاد زرہ پوش کو
پر مارا تھا وہی مجھپر بھی مار ثریا زنگی بولا ہمارے یہاں مشیخی نہیں ہے تو اپنا حربہ کیجئے تو پھر ہم بھی حملہ کرینگے نقابدار پکارا کہ تو دیکھ
میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ ہے ثریا نے کہا پھر تو کاہے سے لڑیگا نقابدار نے کہا کہ میں تجھے اپنا حربہ دکھا دونگا ثریا پکارا کہ تو
خبردار رہ اٹھنے کہا میں خوب خبردار ہوں بس ثریا نے نیزہ موسن کا گرز اٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھا دیا گرز سر پر پڑ کے
اچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور تنور گرد سے سلامت نکلا اور پکارا کہ بس تو حربہ کر چکا اب دیکھ میرا حربہ اور منہ نقاب کا منہ پر سے دور کیا کہ تمام
بر من نگر میں نگر شاید کرشناسی مرا ثریا کی نگاہ جو اسکے منہ پر پڑی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا نقابدار
نے مشکیں ثریا کی باندھ کر بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آکر لیگئے الا گو فرنگی مالا گرد فرنگی کمی از لال کیمی زنزال نہنگ بحیہ
وغیرہ بائیس نفر بہادران جرے تک اسیر ہوئے نقابدار قہقہہ میدان سے پھر گیا اب نقابدار سیاہ پوش گریان میدان میں آیا
اور یہ خلاف قہقہہ کے ہے کہ لوگ روئے بخش اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہیں اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اسنے بھی پہر بھر
کی میدانداری میں قریب تیس سرداروں کے اسیر کیے دوپہر کو نقابدار زرد پوش مقرعہ زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل
بن کیا بہوز خون آشام مقابلے کو آیا خوف سے ان دونوں نقابداروں کے آنکھیں بند کیے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار پر
تازیانہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا کہ فضل مرکب سے بیہوش ہو کر گر پڑا اسکی مشکیں باندھ لیں اسی طرح شام تک
پچیس سرداروں کو اسیر کیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے فرعون فرحان و شادان آیا صاحبقران غمگین و ملول پھرے فرعون نے

پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات کو خوف سے آدھا لشکر اسلام کوہ و صحرا مین چھپا صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے صف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نعرے کر کے چلے گئے آج لشکر فرعون سے زریمان سوار میدان مین آیا بہت
لاف زنی کر کے مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی برابر رہے زریمان نے
گرز ہاشم پر مارا گرز تو ہاشم نے رد کیا مگر مرکب مارا گیا ہاشم نے دوسرا گھوڑا طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر اپنا گرز زریمان پر مارا اسنے بھی
رد کیا تلوار چلی زریمان نے تلوار پکڑ لی اب کشتی ہونے لگی ہر قدم پر قد زریمان کا گز بھر بڑھتا جاتا تھا تین شبانہ روز کشتی رہی قد زریمان کا
آسمان تک پہونچ گیا تیسرے روز ہاشم کو باندھ لیگیا امیر نہایت رنجیدہ خاطر ہوے داخل خیمہ ہوئے پریشان بیٹھے تھے کہ خبر طبل جنگ
کی پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے القصہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان آئے آج پھر نقابدار
قلندر قہقہہ نکلا شام تک پچاس ساٹھ سردار گرفتار کر لیگیا اب یہ کیفیت ہو کر ایک ایک وزیر نقابدار امیدانداری کرتا ہے یہانتک کہ
زریمان فیل سوار سے اور علمشاہ سے مقابلہ ہوا بعد از نگاورزنی و نیزہ بازی نوبت گرز کی پہونچی زریمان نے گرز مارا مرکب علمشاہ
کا مارا گیا لیکن یہ مرکب اشتر مالا لکبود نہین تھا علمشاہ اسی خیال سے دوسرے مرکب پر بیٹھکر آیا تھا بعد اسکے علمشاہ نے اپنا گرز دودستی
مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا فیل زریمان کا غرق زمین ہو گیا زریمان نے پیدل ہو کر گرز کی دوسری ضرب ماری کہ یہ مرکب بھی مارا گیا
علمشاہ نے بھی دوسری ضرب قہر و غضب مین آکر ماری کہ طبقہ زمین کا ہلگیا اور زریمان سینے تک زمین مین دھنس گیا بختیارک نے
فرعون سے کہا کہ دیکھا آپنے لشکر حمزہ مین کیسے کیسے زبردست ہین فرعون بھی متحیر ہوا امیر دعا کر رہے ہین کہ خدا اسے بچائے لیکن زریمان
طبقہ توڑ کر نکلا اور جوش و غضب مین لپٹ گیا علمشاہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لیکن قدم زریمان کا جب اپنی جگہ سے بڑھتا ہے
قد بھی گز بھر بڑھ جاتا ہے دونون طرف سے زور ہو رہے ہین راوٹیان استادہ ہین سردار تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یہانتک کہ سات
روز تک کشتی رہی بختیارک نے فرعون کو صلاح دی کہ ابھی دو تین روز اور لڑیگا عبث دیر ہوگی نقابدار قہقہہ کو بھیجیے کہ وہ صورت
اپنی علمشاہ کو دکھائے بس یہ بیہوش ہو جائیگا فرعون نے صلاح اسکی پسند کی اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ صورت اپنی علمشاہ
کو دکھا نقابدار نے آکر صورت اپنی دکھا کر علمشاہ کو بیہوش کیا اور باندھ لیگیا یہانتک کہ کل سردار چند روز مین اسیر ہو گئے بارگاہ محفل
تصویر تھی ذنگلون پر غاشیہ پڑے ہوئے تھے کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اور
آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر زبان پر لائے شعر سرے بحجم بخنجر غضب ✣ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✣ معلوم ہوا کہ اختتام ہماری
صاحبقران کا میدان فرعونیہ مین ہونا تھا اور اب مجھسے نہوگا کہ میرے سامنے میرے فرزند جو باقی رہگئے ہین جان اپنی نثار کرین
اور داغ انکا میرے دل پر ہو سب سے پہلے مین جاؤنگا اور جان اپنی دونگا تاکہ کسی کا غم نہ دیکھون باقیماندہ فرزندون و بادشاہ نے
کہا کہ ہمسے یہ نہوگا کہ ہم آپ کو میدان مین جانے دین پہلے ہم اپنی جان نثار کرلینگے تو آپکی نوبت آئیگی عجب غلغلہ لشکر اسلام مین برپا تھا
عمرو سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا دریاے فکر مین غوطہ زن تھا اٹھکر امیر کے قدمون پر گر پڑا رو کر کہا کہ حمزہ تجھسے داغ فرزندون کا
نہ دیکھا جائیگا اور مجھسے داغ تیرا نہ دیکھا جائیگا بہتر یہ ہے کہ پہلے مین جان نثار کرلون تو آپ پر نوبت آئے کہ ع بعد از سر من کن فیکون
شد شدہ باشد ✣ امیر کو عمرو کے کلام سے حیرت ہوئی پھر اپنے دل مین کہا کہ عاشق تمہارا ہو تمکو اس حال مین دیکھکر اسنے یہ ارادہ کیا
ہو فرمایا کہ اے عمرو یہ کیا بات ہے تم یہ ارادہ نہ کرو یہ اعراک رعد آواز نہین ہے کہ جاکر مار ڈالوگے یہ جادو بلائین ہین جو حال ہمارا
ہوگا وہ تمہارا ہوگا کاش مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اور اے مونس حمزہ و اے رفیق و شفیق حمزہ حمزہ کو یہ گوارا نہین ہے کہ تجھسا
رفیق سامنے میرے مبتلا ہوئے اور عمرو کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ حمزہ مع فرزندون تجھسے نثار ہوئے بعد اسکے نوبت تیری آئیگی
عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ مین تیرا غلام ہون تو آسمین دخل نہ دے مین مانونگا نہین اور اٹھ کھڑا ہوا امیر نے جبر و قہر خموشی اختیار کی عمرو
بادشاہ سے اجازت لیکر نقارخانہ مین آیا قلابہ جبینی کیا جیتی سے نذرین لیکر نام پر اپنے طبل جنگ بجوایا نقارچیون نے نقارے کو چاشنی دیکر

بجانا شروع کیا درسل ورائے مرسلی مین عمرو بارگاہ ہشامی مین آیا سب سے رخصت ہوا القصہ شب گذری عمرو صبح تک حاضر
تھا کہ امیر نے قران کو بلایا اور اسباب میدان کا طلب کیا سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور اشقر پر سوار ہوکر ہمراہ
رکاب بادشاہ کے روانہ میدان ہوے عمرو وہان سے نکلکر غائب ہوگیا امیر نے عمرو کو یاد کیا لوگون نے کہا کہ اسوقت تو یہین تھا
اب نہین دکھائی دیتا ہے فرمایا خوب ہوا جو چلا گیا مگر افسوس ہے کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور پھر غائب ہوگیا لیکن خوب
ہوا جو وہ چلا گیا واللہ بعد میرے ناموس میرا بجائیگا جانفشانی کریگا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ عمرو طبل جنگ بجواکر
غائب ہوگیا بہت برا کیا بعضے کہ رہے ہین کہ میان عمرو کا یہی طریقہ ہے ہمیشہ سے غائب ہوکر لڑتا ہے سب کہین یہ چرچا ہے مگر
امیر مع سرداران کفن سر سے باندھے ہوئے آئے مشت خاک اٹھا کر گریبانون مین ڈالی اور کہا کہ ای خاک تو لحد ہے جسو ہماری اور
جامہ کو کفن قرار دیا اور کمر موت پر مضبوط باندھکر میدان مین آئے ادھر سے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا تجبارک
سردارون ونقابدارون سمیت میدان مین آکر صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد صف آرائی کے نقیب نعرے کرکے چلے گئے تھے
کہ نقابدار قہقہہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا پکارا کہ کہان ہے وہ ساربان زادہ کہ اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا
آئے میرے مقابلے کو صاحبقران یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوئے تہتر قران سے کہا بھئی دیکھو خواجہ نے ہمین ذلت دلوائی
ارے میان تلاش کرو خواجہ کو نقابدار نے کہا وہ کیا آتا میرے مقابلے کو ڈر کر یہان سے بھاگ گیا اور جسکا جی چاہے وہ آئے
امیر نے مرکب بنا بڑھایا ہے سامنے تخت بادشاہی کے آئے ہین ادھر تمام سردارون نے عرض کیا کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے پہلے
ہم جان نثار کرلین پھر آپ جائیے گا یہی تکرار ہو رہی ہے اور نقابدار پکار رہا ہے کہ ارے دو دو چار چار اکھٹے لڑو امیر فرمارہے
ہین کہ مجھ مین طاقت یہ کلمے سننے کی نہین ہے مین خود جاؤنگا یہی کہ رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہے کسی کمک آتی ہے کہ دل گرد سے ایک نقابدار آئینہ پوش پیدا ہوا کہ سر سے پانون تک مع مرکب دریائے آئینہ مین غوطہ مارے ہوئے
تھا نیزہ ہاتھ مین تلوار کمر مین لگی ہوئی اور گھوڑا اڑا بلا ہزیان سب قطار ہر چلا جاتا ہے نہین سرخ مرخ جو مقصد مین رکھی ہے تو اسکی گرمی سے گھوڑا
چلتا ہے اگر نقابدار کے مقابل ہوا اسنے کہا ارے تو کون ہے نام تو اپنا بتا اسنے کہا ملک الموت قابض ارواح نافرمان نقابدار نے کہا
کہ مجھسے مقابلہ خدا پرستون سے ہے تو کیون بیچ مین آگیا اسنے کہا کہ مین بھی ادنے غلامان بادشاہی سے ہون نقابدار قلندر نے
کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہے جا میرے سامنے سے چلا جا آئینہ پوش نے کہا کہ او بانا والگو تیری کمبختی آئی ہے بھاگ جا نہین
باندھکر لیجاؤنگا نقابدار قلندر آگ ہوگیا کہا خیر پہلے تجھے مارون تو بعد خدا پرستون سے سمجھ لونگا آئینہ پوش نے کہا کہ پہلے
تیرا خاتمہ کرلون تو پھر اورون سے سمجھون نقابدار قلندر نے کہا کہ تو حربہ اپنا کر آئینہ پوش پکارا کہ میرے پاس سوئی تک
نہین ہے تو اپنا حربہ کر قلندر نے کہا کہ اچھا میرا حربہ مانگتا ہے لے دیکھون کیونکر بچتا ہے اور پکارا کہ بحق بزرگ بربن بنگر شاید کہ شناسی مرا
اور بند نقاب کا منہ پر سے اٹھا ادھر سے آئینہ پوش پکارا کہ خود را ببین شاید کہ شناسی مرا نقابدار قلندر
نے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہوکر گر پڑا ساتھ آئینہ پوش کے چند نقاب پوش بھی تھے انھون نے
آکر بندے ڈالکر مشکین اسکی باندھین لیکر صحرا کو چلے گئے سب حیرت زدہ ہوئے مگر آئینہ پوش نے پھر مبارز طلب کیا
ایک نقابدار سیاہ پوش گریان مقابلے کو آیا اسنے بھی بعد گفتگو بسیار کے نقاب منہ پر سے اٹھائی مگر اپنی صورت جو آئینہ
مین دیکھی روتے روتے بیہوش ہوگیا نقاب پوش آئے اسکی بھی مشکین باندھ لیگئے آئینہ پوش پھر پکارا کہ جسکی قضا آئی ہو وہ
آئے میرے سامنے یہ سنتا تھا کہ گریان فیل سوار اپنا ہاتھی بڑھاکر سامنے آیا کہ اپنی شجاعت پر نازان ہے اور گرز سے حریف کو
زمین مین گراتا ہے پکارا کہ او آئینہ پوش غضب کیا تو نے کہ دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا لیکن کہان جائیگا یہ سنکر
یہ کہکر گریان فیل سوار نے نیزہ آئینہ پوش پر مارا اسنے نیزہ پر نیزہ دیگا تھا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنا مین بنا مین پکار کر کہتے ہین

ہاتھ سے ڈانڈون کو پھینک بانریمان نے عمود گران سنگ ہاتھ مین اٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھاگا نریمان پکار کر مین تجھے چھوڑتا کب ہون تونے دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا ہی مین انکو تجھسے لونگا یہ کہتا ہوا عقب
مین آئینہ پوش کے چلا جاتا ہو آئینہ پوش اُسے لگائے ہوئے وہان لایا جہان چاہ خس پوش کر رکھے تھے کہ منھ انکا
بہت بڑا تھا بس نریمان کے ہاتھی کا پاؤن جو اس چاہ پر پڑا نریمان مع فیل اُس چاہ مین گرا اودھر سے آئینہ پوش نے
پلٹ کر ایک گرز مارا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قنطورہ پوش زنگولہ بند تھے جو خس و
خاشاک کے بھرے ہوئے انکے پاس تھے ادھر تو نریمان اُسمین گرا عیارون نے بورے مار کر اُس چاہ کو پاٹ زمین کو برابر
کر دیا نقابدار آئینہ پوش پھر دن بھلا باقی تھا کہ میدان مین آکر پکارا کہ ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کلو ترے
مقابلے کو اور نقابدار زرد پوش ہتھوڑہ زن باقی ہے وہ کیون نہین آتا مجھسے لڑنے آئے تو اسکا کوڑا اچھینکر اتنے کوڑے مارون کہ
پوست تمام بدن کا اڑادون سب سحر و ساحری بھلادون مجھے ان نقابدارون کے مارنے کا منتر یاد ہی نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا
تھر تھر کانپ رہا ہی اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ تمین بھائی تو تیرے پکڑے گئے تو جاکر کیا اُسکی پشم کندہ کریگا مفت مین تو بھی مارا جائیگا
ناحق اپنی جان دینا کیا فائدہ چپکا کھڑا ہوا ہی جواب نہین دیتا یہان نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ ای فرعون بے دین
اگر نقابدار زرد پوش میدان مین نہین نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ارے کیا تم سب نامرد ہو گئے یہ پکار رہا ہی وہان سب
چپکے سن رہے ہین بختیارک پکارا کوئی آپ کے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون شاہ
گنبد مینائی پر سے اترا طبل بازگشت بجا کافر اپنے خیمون کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران
ذوالاحترام نہایت خوشنود و کمال مسرور جانب بارگاہ پھرے ہزار زبان تعریفین نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہین کہ
عجب طرح کا بہادر ہی کہ نریمان ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونون نقابدارون کو کیا بدابدی پکڑا ہی واہ واہ پکار کر
سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ صحرا مین خیمہ اس نقابدار کا برپا ہی ہرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہین سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے
احوال امیر با توقیر سے بیان کیا فرمایا کیا آسمان پر سے آیا تھا القصہ دربار برخاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر
فرعون شاہ مین غلغلہ ہوا کہ کوئی نقب زنی کر کے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا مہرہ لشکر کے اندر ہی فرعون یہ خبر
سنکر اور بھی پریشان ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون نے کہا کہ
او مخویے عمرو مین اتنی طاقت کہان کہ نریمان ایسے زبردست کو بیک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا انمین اس سے
بھی زیادہ طاقت ہی مگر ادھر صبح کو امیر نماز سحر سے فراغت کر کے بارگاہ مین آئے بادشاہ کو مجرا کیا دنگل شوکت پر تمکن ہوئے
اور سرداران اسلام کر کے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے گئے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھا عمرو بن
امیہ ضمری سفید و شاد اودھر سے چلا آتا ہی بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے
کام نقابدارون کا تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ مجھکو راہ مین نقابدار ملا تھا عجب شخص ہی مجھسے کرورون روپے نقابدارون کے قتل کے انعام کے
مین لیے اور مجھسے کہدیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آپ کی ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اُسنے
مجھپر احسان عظیم کیا ہی مگر نقابدار اکثر لاف زن بھی ہوتے ہین اور کہاوت تمہاری کہ جسنے چشم حیا پر برقع بیحیائی ڈال لیا اسکا اعتبار
نہین ہی اور خواجہ تمھین معلوم ہی کہ وہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مین نہین جانتا یہ کہکر ہنسا بادشاہ صاحبقران اور سب
سردار بجد ہوئے کہ خواجہ تمھین معلوم ہی حال نقابدار کا تو بیان کرو امیر نے فرمایا کہ بھئی ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور
قسم کھائی کہ خواجہ مین کرورون روپے دونگا عمرو نے پکارا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش مین تھا امیر بولے کہ خواجہ تمنے کیا سحر کیا جو
نقابدارون کو پکڑا عرض کیا کہ شہریار اُس روز حضور فرماتے تھے کہ خواجہ مجھے رنج فرزندون اور سردارون کا نہ دیکھا جائیگا بیٹے مین

میدان مین جاؤنگا اور سب کہ رہے تھے پہلے جان اپنی ہم نثار کر لینگے تو آپ کی نوبت آئیگی اور مین چپکا بیٹھا فکر کر رہا
تھا کہ کیونکر ان نقابدارون کو ماریے بس اُسی وقت خیال مین گذرا کہ جسطرح سکندر ذوالقرنین نے علاج یوحی کا حکیم ارسطو سے
کروایا تھا اسی طرح تو بھی اُنھین مار اور آنکھون مین یوحی کی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اُسکی دیکھتا تھا زہر اُسکا اُسی پر کارگر ہوتا تھا
حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بنا کر یوحی کے سامنے کیا اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اُسکا زہر اُسی پر جا کر پڑا کہ وہ پانی ہوکر
بہ گیا مین نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا اُنھون نے صورت اپنی جو آئینہ مین دیکھی آپ ہی ہنستے ہنستے روتے
روتے بیہوش ہوئے مین نے اُنھین اسیر کیا اور ترجمان فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا نقابدار زرد پوش کو اُسکے خیمے سے بیہوش
کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمھارے پاس ہین عمرو بولا
کہ رونمائی اور کرور روپیہ دیجیے تو آپ کے حوالے کرون اور سردارون کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے
کرور روپیہ اور چار ہزار تومان منگا کر رونمائی کے دیے عمرو نے چارون کو نکالکر سامنے رکھدیا دو کے منھ تو بند ہے سے بندھے
ہوئے تھے غل و زنجیر مین گرفتار تھے اور دو کے ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی تھین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ مارو ان
حرامزادون کو ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلوارین کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خدنگ تک اُنکے بدن پر نہ پڑا اب امیر
حیران ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ تمھین سے یہ مارے بھی جائینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک الموت بغیر روپیہ نہین آئیگا امیر
نے ہزار روپیہ اور دیے عمرو نے جو لمبا تیرا بنا کر چھپا نکالا آگ اُسمین جلا کر سیسہ کہ چمچے مین گرم کرکے منھ مین نقابدارون کے
پلا دیا کہ امعا احشا روے سب جلگئے فی النار و السقر ہوئے تڑپ تڑپ کے مر گئے حکم دیا کہ لاشون کو پاے فیل مین باندھ کر تمام
لشکر مین پھراؤ مگر ہرکارے فرعون کے خبر کے واسطے آئے ہوے تھے خبردار دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ مین گئے پہلے
بد دعا دی بعد اُسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ اُن سب نقابدارون کو پکڑ لیگیا اور سیسہ
پلا کر مار ڈالا بختیارک تو یہ سنکر اُٹھا کوے پر ہاتھ رکھے رکھتا تھا ناچتے پکارا الصلوٰة بر محمد و آل محمد لعنت بر لات و عزیٰ دنیا حقہ
مین نے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی و رہنما مین خداوند لقا نے زیر لکھا جھوٹ جانا تھا اب سبکو سب سے کھلی یقین
ہوا مگر فرعون شاہ و یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست بخش اپنا سر پر مارا اور دربار سے اُٹھ کر چلا گیا رات کو ساحر شمشمش
پاس ہو بچا کہ سوائے فرعون اور کوئی مکان سے ساحر شمشمش کے واقف نہین تھا اور مکان اُسکا دریاے خضر و قلزم مجمع البحرین
سے موجی مین ہو کر تینون دریا ایک جگہ بہتے ہین اور وہان ایک سبزہ ہو لیئے تھا پر اُسمین چبوترہ ہی سنگ مرمر کا اُسپر ایک درخت
برگد کا پہنچ فرعون اُس جگہ کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون دائی باعث خدائی فرعون پاس دستہ باش ستمر کی
دستگیری کیجیے نہین تو کام میرا تمام ہی جب خوب چلایا اور رویا بعد دیر کے دریا میں تلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک ہنگ
سیاہ رنگ نکلا اور لوٹ کر آدمی کی شکل بنا مگر مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا آکر فرعون سے کہا کہ کیا ہے فرعون نے عرض
لیٹ کر دیا اور تمام حال خنقار جادو و اشتبار جادو و دریا بار جادو کا مارا جانا بعد اُسکے آنا تشکیل و تبدیل جادو کا
اور قتل ہونا پھر سیقار جادو کا مارا جانا اور گرفتار ہونا نقابدارون کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر شمشمش سنکے
کہا سن تو او بیوقوف تو نے آئینہ پوش سے کیون لڑنے دیا ارے وہ جو طلسم اُنکی صورتون پہ بند تھا وہ اپنی
صورتین دیکھکر ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا زرد پوش کو
خیمے مین آکر بیہوش کرکے لے گیا اور مین نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے ہرگز نہ لڑے کہ تجھے بیوقوف تو نے کیون
لڑا جو اپنی خدائی کو خراب کیا اور اب تجھپر اکیس دن بہت سخت ہین کہ خوف جان ہے خبردار اب میرے پاس نہ آنا
اب تجھسے ملاقات نہوگی اور اگر تو آئیگا تو مین یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہے اُسیوقت مار ڈالونگا فرعون نے کہا کہ مین

ہرگز نہ اُونگا ساحر شمشش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ مین مصروف رہ بعد اُن ایام نحس کے گذر نیکے
مین ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہوکر اُٹھکر چلا گیا مگر ساحر شمشش عمرو کے حالات سنکر اور بھی خائف
و ترسان ہوا اُسی وقت اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو بلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگرونکا ساتھ لیکر ہفت درے کے
اُسپار اُترو اور کسی کو دریا کی طرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام اُسکا لقراط جادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب شمشش جادو نے سات ساحرون کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جادو ہفت درے
کا انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پائے ساتون جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوئے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کرو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آئے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
اگر طلسم اُسنے بنایا کہ وقت پر بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت درے کے پار اُترا اور یہ لشکر تین لاکھ
ساحران زبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور ہوکر اپنے مکان مین آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا جو باہر جھنڈیون کے
ہو اندر چلا آئے اب چند روز لڑائی موقوف رہیگی اکیس روز تک مین جشن کرونگا بعد جشن کے ان خداپرستون کا
کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دل مین سمجھا کہ یہ اپنے مددگار ساحر شمشش پاس گیا تھا وہان سے اسے جواب
صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ میرے ایام نحس رفع ہوجائین تو مین خداپرستون کا کام تمام کرونگا لقا نے کہا یا خداوند
یہانکا بھی خاتمہ ہوچکا کسواسطے کہ آپ کو یاد ہی جب دمامہ جادو پر زبرجد نگار مین ایام نحس آئے اور اُسنے گرد
شہر زبرجد نگار کے طلسم باندھا ہو اور آپ چاہ المماس مین جاکر چھپے تو زبرجد شاہ جشن مین بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ المماس کے اندر دمامہ جادو کو مارا اُسی طرح اب بھی یہ رشید ساحر شمشش کو ڈھونڈھکر مارینگے اور جب ساحر
شمشش مارا گیا تو پھر فرعون سے خداپرستون کی بیخ کندہ نہوسکیگی لقا نے کہا ای بختیارک ساحر شمشش کا مارا جانا
بہت دشوار ہی بختیارک نے کہا اسی اکیس روز مین سن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر شمشش کا تمام کیا یہان تو یہ چرچے
تھے اور فرعون صحبت عیش و عشرت مین بیٹھا مگر کاردون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے موقوف
کی جشن مین بیٹھا لشکر کو جھنڈیون کے اندر بلا لیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہی عمرو نے عرض کیا کہ
مجھے کیا معلوم کہا کہ بھی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے یہ باتین ہو رہی ہین کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا
اور رقعہ امیر کی گود مین ڈالکر چلا گیا پھر بالائے ہوا جاکر آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے لکھے پر اسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا
سب حیران تھے کہ یہ کبوتر اسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اُٹھاکر پڑھا اُسمین ملکہ ناہید قمر طلعت کی طرف سے لکھا تھا کہ ای
شہریار مین چار روز نقابدارون کی سردار لقابدار قنطورہ پوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور لکھا تھا کہ یا
صاحبقران پہلے بھی مین نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریا بار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کار ضروری ہی عمرو کو
میرے پاس بھیجدیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ خواجہ تم ہمسے
اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید کے پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہی عرض کیا کہ وہ بچہ جو
اُس روز مجھے لیگیا تھا وہین لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمھین ضرور ضرور بلایا ہی جلد جاؤ تامل نکرو عمرو نے عرض کی
بہت خوب اور اُسی وقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبایا اُسی وقت
شمشش جادو آیا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھا دیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑکر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب
دعوت مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیون یاد کیا ہی کہا کہ بھیا واسطے خبر لشکر اسلام کے کہ نقابدار جلائے بدھ مین عمرو نے کہا
مین نے انھین مارڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر شمشش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ ساحر نہایت

زبردست ہی ہمسر سامری کہلاتا ہی مگر جو مکان اُسکا مجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اُسکا کرون ناہید بولی کہ بھیا سوا فرعون اور اور ساحرون کے مکان اُسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا تمکو بھی تو مقرر معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی ہوتی تو مقرر تمسے کبھی کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر شمشمش دریاے محیط و خضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ ہی اُسمین ایک جزیرہ ہی اُسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر شمشمش وہان آتا ہی اور راستہ اُسکا خشکی کی طرف سے سوا ہفت درے کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمھارے مسدود کی ہی ایکبارگی فرعون ساحر شمشمش کے پاس گیا تھا اُسنے جواب صاف دیا کہ اِس ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور ساحر شمشمش نے اپنی حفاظت کے لیے اُسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جاکر خنقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی سمنام جادو و نبرام جادو و الفران جادو و لفران جادو و ترسان جادو و مجمر جادو و زنار جادو کو مقرر کیا ہی اور ہفت درے کے اُدھر اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوئے وہان پڑا ہوا ہی اور اب ساحر شمشمش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر جھنڈیون کے بیٹھنا کوئی تیرے پاس آسکیگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذرنیکے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ فکر کرنا ساحر شمشمش کی ضرور ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کردون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر نحس پر سے گذر گئے تو پھر کوئی اسکا کچھ نہ کرسکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ خدا کریم ہی مین جاکر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور شیخ شمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران باقبال نے فرمایا کہ علاج شمشمش جادو کا ضرور ہی اور اُسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے صاف انکار کیا اُسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جاکر ہفت درے کے ساحرون کو مارے یہ لاکھ روپیہ وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو اُٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین جو مجھسے ہمسری کرتے ہین آئین کام کو سرانجام دین بلکہ پانچ ہزار اِس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک و سمک و دیوں نون سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمھارا ہمسر نہین ہی سوا تمھارے کسی کی طاقت نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آکر قدمون کو چومونگا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے معین لشکر ظفر اثر اے عمرو بن اُمیہ ضمری نامور خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصہ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے نکالکر دانتون کے نیچے دبایا پنجہ اُٹھاکر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اسی خاکسار پر مقرر ہوا ہی اب مجھے ہفت درہ مین پہونچادو ناہید روئی اور کہا خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمھارے دشمن ہین عمرو نے کہا اے ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے شمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا شمس جادو متفکر ہوگیا کہا کہ اے ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مارے گئے ناہید بولی اے شمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو نے مر نے پر کمر باندھی ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچاؤ شمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اُسنے گلے مین بانہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ شمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑکر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو گلیم عیاری اوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہے اُسپر بنگلہ مینائی بنا ہے اُسمین ایک جادوگر
بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور کوئی اُسکے پاس نہین ہے تنہا ہے عمرو نے رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی ایک پریزاد
کی بنائی دو پر زمرد کے بازوؤن پر چپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا اُسپر پہنا سامنے درے کے ایک تختہ ہی
پر کھڑے ہو کر ناچنا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہے ہوا سرد چل رہی ہے شفق پھولتی جاتی ہے جانور درختون پر بسیرا لینے
ملنے آتے ہین کہین نگاہ سر نام جادو کی اُس پریزاد پر پڑی نشہ شراب مین صورت اُسکی ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ
عاشق ہو گیا چپکے سے اُٹھا پیچھے سے پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اُسکو پکڑ لیا پریزاد نے ڈرکر
حیران حیران اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہے اُسنے کہا کہ ای محبوب جانی تجپر کیا
آفت پڑی ہے یہان تو کرو چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوئے بنگلے مین لایا بٹھایا عمرو نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن تیرے
بے حرکت ہو گئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی جاتی رہی ہے شاید
ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سر نام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمھارے جسم کی جاتی رہی
ہے یہ حالت تمھاری ہوئی ہے مین ابھی رد سحر کرونگا کہ ہاتھ پاؤن تمھارے قابو مین ہو جائینگے مگر تم اپنا حال تو کہو
کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ سر نام جادو
نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو ہے دافرغہ اُسکا نام ہے وہ مجھپر عاشق ہوا میرے پاس آیا مجھسے عشق
اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھے پکڑتا تھا مین چھوڑ کر بھاگی ایک بازو میرا ٹوٹا اُڑنے کی طاقت بھی نہ رہی یہان پہونچی تھی
کہ تمنے پکڑ لیا ہے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو ہے تم انسان اُسکا کیا کر سکوگے مین تو
عورت تھی مجھے پکڑ لائے مگر اُسکا بہت بڑا اندیشہ لگا ہوا ہے سر نام جادو نے کہا کہ وہ یہان آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر
ہون اگر ہزار ہا دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمھارا خوف مین مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پھر
پڑھکر پھونکا ایک مشعل سامنے رکھی تھی کہ شعلہاے آتش اُسمین سے بھڑک کر ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام
میدان آتش بار ہو گیا کہا کہ ای جانی دیکھا تمنے اب کسکی طاقت ہے کہ یہانتک آسکے اور ارادہ کرے تو جلکر خاک
ہو جائے عمرو نے کہا اب تو مین تمھاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اُسنے ماش کے دانے کچھ پڑھکر
مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوئے اب سر نام جادو نے اسباب
عیش سامنے اُسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اُسکے ہاتھ سے پی لیا دو تین
جام آپ بھی پیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا پریزاد نے کہا کہ صاحب جلدی نہ کرو مین تمھارے
پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا سے حجاب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دور کی بھوکی ہون
سر نام جادو اُٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودۂ الماس شراب مین ملا کر رکھا سر نام جادو پوریان کچوریان مٹھائی
وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اُسکے آپ شراب خالص پی سر نام جادو کو پلائی سر نام جادو
نے جیسے ہی جام پیا اُسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ارے تمھین کیا ہوا اُسنے کہا تم
نہ گھبراؤ مین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودۂ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ بنگلہ
غن غن کی صدا دے کر سب غائب ہو گیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سر نام جادو بود عمرو
نے مال اسباب اُسکا لیا خود اُسی کی شکل بنا اور دوسرے درہ کی طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا
اور تختہ گل دو رویہ کا پھولا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پر بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اُسمین ایک

جادوگر لباس پرتکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا ناچ سامنے ہو رہا تھا اسنے جاکر سلام کیا بسرام جادو تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا
ہوا پکارا کہ آؤ بھائی خیر تو ہے کیوں تم اپنا درہ چھوڑ کر یہاں آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کروں ابھی کل کی بات ہے کہ عیار حمزہ نے
اسی ہفت درے میں آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریا بار جادو وغیرہ کو مارا تھا اب سنا ہے کہ وہی مکار ہماری فکر
میں آیا ہے تمکو اطلاع کرنے آیا ہوں کہ غافل نہونا بسرام جادو نے کہا کہ کس کی مجال ہے کہ ہماری تمھاری زندگی میں
یہاں آسکے جبتک ہم زندہ ہیں کوئی ادھر کا رخ نہیں کر سکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالوں کو دل سے
نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آئندہ خیال است ☼ غنیمت دان ہمین دم را کہ حال است ☼ سر نام جادو و آگر بڑھا بسرام
جادو نے جام شراب کا ہاتھ میں دیکر کہا بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اسکے ہاتھ
سے لیا ایک تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بدبو اس شراب میں سے آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے یہ شراب بہت خراب
ہے اور نقصان رکھتی ہے کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہے دیکھوں میں اور جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو
ایک بدبو تو اسمیں ہے عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو بسرام جادو نے اسمیں سے ایک جام جو پیا
دماغ معطر ہوگیا از حد تعریفیں کیں کہا کہ بھئی یہ شراب تمھارے پاس کہاں سے آئی کہا کہ بھائی میں نے خود بنوائی تھی
یہ شراب خانہ ساز ہے کہا کہ بھائی ہمیں بھی بنوا دو کہا اچھا میں ابکی بہت سی بنواؤنگا تمھیں بھی دونگا اور اُٹھا کہ بھئی
اب ہم جاتے ہیں تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے اسنے ہر چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی
گھر اکیلا ہے اور عیار مکار بلائے بد آفت جان ہے یہ کہتا ہوا چلا بسرام جادو اسکے ساتھ پہونچانے کو اٹھا دو قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اُسکے اٹھانے کو بھی وہاں سے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ
ہے اصلی کوئی نہیں ہے عمرو نے خنجر کھینچکر اسکے گلے پر رکھدیا ہر چند گڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ روئین تن
ہے دو پتھر بڑے بڑے لاکر ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دیکر سر پر مارا کہ مغز اسکا پارہ پارہ ہوگیا اسکا مرنا تھا کہ
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا برف باری آتشباری ہوئی دھواں اٹھا کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ ہائے کشتی مرا نام من
بسرام جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا نہ کسی آدمی کا نام و نشان ہے اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہیں معلوم ہوتا
درہ پہاڑ کا ویران پڑا ہے خاک اڑ رہی ہے عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیا کپڑے تک اتار لیے اور وہاں سے آگے
روانہ ہوا کوئی آدھ کوس آیا ہوگا کہ درہ پہاڑ کا نقرئی معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے بچھونے ہیں اور
شامیانہ تمامی کا کھینچا ہوا ہے اُسکے نیچے ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز
اسکی بغل میں بیٹھی ہے اور چند ساحر سامنے اسکے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ناچ ہو رہا ہے عمرو بصورت ایک کلانوت کی بنا کہ
پگڑی لیٹھوان سر پر جامہ گلے میں پاجامہ ہزار پیوند کا پاؤں میں پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون
ہے کہاں سے آیا ہے کہا کہ اعلی اعلی مراتب رہیں کلانوت ہوں زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہوں ترسان جادو نے کہا بیٹھو
یہ سلام کرکے بیٹھ گیا پوچھا زلزلہ جادو کس رنگ میں ہے عرض کیا کہ ستیاناس جاے ان خدا پرستوں کا کہ وہ انسے ایسے
خائف ہیں کہ لشکر کے انتظام میں ہیں میرا دم گھبرایا کہ اب گانا کسے سناؤں چل کھڑا ہوا کہیں اور روزگار کرونگا ادھر آیا
صحبت دیکھی میرا تو پیشہ یہی ہے اگر آپ قدردانی فرمائینگے یہیں پڑ رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ
بجاؤ گاؤ عمرو نے سازندوں سے کہا کہ تم اگر کچھ ساتھ دوگے تو خیر ہم بھی کچھ گالینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے
سرود بجانا شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

جو عکس پڑ جائے اُس جبین کا ستارہ ذرہ ہو ہر زمین کا	بیان کیا ہو رخ جبین کا وہ مہر یہ چاند چودھویں کا

عیان ہو جامے سے نور پیکر تمام خال بدن مین اختر
غضب ہوا انکار یار جانی عیان ہے درد و غم نہانی
پری کی صورت حسین ہین آنکھین کسی کی ایسی نہین ہین آنکھین
اسی کا جلوہ جہان مین ہے وہی دہی ہر مکان مین ہے
ازبسکہ بیتاب ہین الم سے تجل ہین برق و شرار ہمسے
خیال گیسوے پرشکن مین کفن کا عالم ہے پیرہن مین
دکھا کے گیسوے پرشکن کو بڑھایا ایسا غم و محن کا
غزل جو اے برق نظم کی ہے جناب ناسخ کی پیروی ہے

شعاع خورشید روز محشر بنا ہے ہر تار آستین کا
ملے ہین داغ جگر نشانی الم ہے دل کو نہین نہین کا
غزال صحرا سے بہتر ہین آنکھین جو تل ہے دانہ ہے مشک چین کا
وہ جسم مین ہے وہ جان مین ہے نشان بتلاؤن کیا مکین کا
تڑپ تڑپ کر مرین جو غم سے تہ فلک ہو فلک زمین کا
اثر سے مار گزیدہ تن مین بنا ہے ہر تار آستین کا
کہ میرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا
کرم سے انکے فلک سے بڑھکے ہین بڑھا ہے رتبہ یہان زمین کا

غرض ایسا سما بندھا کہ تمام اہل صحبت اور شہریان جادو بہت محظوظ ہوئے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہے کہا بلبیان لون یہ تو ہم لوگون کی جنم گھٹی ہے تب ان جادو نے گلابی شراب کی دی اور کہا کہ اسمین سے تو بھی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کر جام بھر کر پیش کیا کہ اُسنے غٹ غٹا کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور وہ کافر جہنم واصل ہوا اسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردہ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چلی تھی عمرو چوتھے درجے کی طرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساحرون کے قتل کی تدبیر مین چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی میوے کی لگا کر ہاتھ مین لی مضراب جادو پاس آیا کہ زلزلہ جادو نے بھیجا ہے مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوشرنگ ہین ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور مجھپر تاکید تھی کہ اپنے سامنے سیب کھلانا یہ سنکر مضراب جادو کھٹکا کہ یہ کیا ماجرا ہے جب مجھکو بھیجے ہین تو مین کھاؤنگا دوسرا یہان کون ہے جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے جلدی سے دستک دی کہ ایک تیلی پیدا ہوئی اور چیخی کہ اے مضراب جادو یہ عمرو ہے تین درے ویران کر چکا اب آپ کی فکر مین آیا ہے بس یہ سننا تھا کہ مضراب جادو نے گیر کہکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگرون کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہان تیری قضا لائی تھی کہان جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند شمشیر نے چوکیان قائم کین تھین یہ کہکر تیغ سحر کھینچکر اُٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور جھجھکا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اُسمین سے ایک لعل کوئی ساڑھے آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا کہ وہ جو سنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہے اب پہلے اس سے روپیہ لے لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہے اُس لعل کو ہاتھ مین اُٹھا کر پاس لے لیا کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو مین تجھے چھوڑ دون عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہے لیکن عمرو تو مجھے بتائیے مضراب جادو نے کہا اور لیجیے ابھی تک تو مکر سے نہین باز آتا لا مال عمرو نے کمر سے دوسری ڈبیا کچھ اُس سے بڑی نکالکر دی کہ لیتے جائیے دیکھتے جائیے مضراب جادو نے ڈبیا لی کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہین خالی نہو سوچکر کھولا دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہے کہ معاً وہ لعل چٹکا اور اُسمین سے دھوان اُڑا کہ مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مار کر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مار کر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کارگر نہوا کیونکہ وہ آہنی بدن تھا ہتھوڑا داؤدی نکالکر مارا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے بس غلغلۂ عظیم برپا ہوا خاک اُڑی آندھی چلی بعد ساعت بھر کے جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مضراب جادو بود اب عمرو نے مال و اسباب اُسکا بھی لیا اور

صورت اپنی ایک طفل ماہ جبین کی بنائی جوڑی ذی کی ہاتھ مین لی سامنے نصران جادو کے پہونچا وہ بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا کہ جہان عمرو ہو سحر بھیجکر بلا لون اور قتل کر ڈالون کہ ساحر مشمش کو صرف اسی کا کھٹکا ہی ابھی اسباب سحر لیکر بیٹھا ہی ارادہ کر رہا ہی کہ سحر تیار کرے کہ ایک طفل ماہ جبین کو دیکھا کہ پندرہ برس کا سن عین شباب کا ان مین ڈر پڑا ہوا جوڑی ذی کی ہاتھ مین حیرت زدہ نگاہون سے چہار طرف دیکھ رہا ہی نصران جادو نے پکارا کہ او لڑکے تو کون ہی یہان کیونکر آیا لڑکا ڈرتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو جوڑ کر کہا کہ مین اور باپ میرا دونون انقراط جادو برادر خرد زلزلہ جادو کے نوکر ہین میری شامت کہ سیر کو نکلا تھا راستہ بھولکر ادھر نکل آیا لشکر کا زلزلہ جادو کے راستہ نہین ملتا نصران جادو نے کہا مین تجھے پہونچا دونگا گھبرا نہین بیٹھ جا دم لے لڑکا سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا کچھ اپنا کمال آپ بھی دکھائیے نصران جادو نے کہا تو بڑا ترتریا معلوم ہوتا ہی اپنا کمال تجھے کیا دکھاؤن کہا جو مین کہون کہا اچھا پہلے تو اپنا کمال دکھا تو مین بھی دکھاؤنگا لڑکے نے سازندون سے کہا ساز ملا کر میرا ساتھ دو اور بانسری بجانا شروع کیا خوب بجایا یہانتک کہ نصران جادو بیخود ہو گیا اور مالا مروارید کا گلے سے اتار کر دیا لڑکے نے اپنے گلے مین پہن لیا اور غزل گانا شروع کی

غزل

ہمسے بیباک اسے خلوت مین ذرا رہنے دے
بس ہو تو دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
شکر کی جا ہی شکایت کا نہین وقت اے دل
بیخودی تو نہ مرے ہوش بجا رہنے دے
جب نہو تیرا سہارا ابھی شب ہجر اے موت
ورنہ دل مین کوئی پیکان گڑا رہنے دے
کسی جلوے کا اشارہ نگہ شوق سے ہی
پاس اپنے اسے اب میری بلا رہنے دے
صبر سے پیدا ہو صفائی کی کبھی کچھ صورت
سینے پر ہاتھ ذرا پھر خدا رہنے دے
آرزو جلوۂ محبوب ہی غارتگر ہوش

آج تو شوخیون کو اپنی حیا رہنے دے
اے ہجوم غم و ہم دل ہی ترا گھر لیکن
وصل کے دن شب فرقت کا گلا رہنے دے
میری بربادیون پر خاک گلیون مین اڑے
دل مین اپنے کوئی فرقت زدہ کیا رہنے دے
فیصلہ کر کے مرا جائین وہ صبح شب وصل
دو گھڑی دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
دیکھ لین غیر یہ شوخ نگاہی سرِ بزم
دل مین اے گرد ملال اتنی تو جا رہنے دے
ہونٹون پر دم ہی تو نے نکلیگا نالہ کوئی
کوئی کسطرح حواس اپنے بجا رہنے دے

پاس اپنے کوئی مجبور اسے کیا رہنے دے
کسی حسرت کو بھی کونے مین پڑا رہنے دے
آپ مین آگے غم ہجر سے مر جاؤنگا
ان ہوا خواہون کو اے باد صبا رہنے دے
ساتھ لے نکلے اگر درد جدائی کو تو کھینچ
ہان یونہین دلکی تڑپ حشر بپا رہنے دے
دلکو سوز زدۂ زلف بنا کر بولے
ابھی دامن مین حیا اسکو چھپا رہنے دے
دیکھ بیتابی دل بڑھتی ہی یا گھٹتی ہی
اپنا احسان شب ہجر قضا رہنے دے

اس غزل کے گانے پر عجب عالم ہوا کہ نصران جادو نے گریبان پھاڑ ڈالا آنکھون پر وحشت چھا گئی آثار عشق چہرے پر ظاہر ہوئے لڑکے سے کہا کہ میری جان و مال کا تو مختار ہی لیکن اپنے پاس سے تجھے نہ جانے دونگا تیرے باپ کو بھی مین بلا دونگا لیکن لڑکے کی یہ کیفیت ہی کہ گاتے گاتے تھک گیا ہی ہانپ رہا ہی منہ سرخ ہو گیا کہا کہ ابھی آپنے دوسرا کمال میرا نہین دیکھا کہا وہ کیا جواب دیا کہ مین ساقی گری بھی کرتا ہون کہا پھر کسوقت کے لیے اٹھا رکھی ہی سب سامان موجود ہی کہا ابھی سہی بس گھنگرو باندھے پاؤن مین باندھے شیشہ اٹھا لیا جام شراب کا بھر کر سر پر رکھا اور گاتا ہوا ناچتا ہوا سامنے آیا جام شراب کا دیا نصران جادو نے خوشی خوشی جام شراب کا لیکر پی لیا اور سات مالے مروارید کے اس لڑکے کے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ تیرا عدیل و نظیر نہین ہی غرض دو تین جام متواتر پلائے کہ خوب بیہوشی نے اپنا اثر کیا اور خود ناچتا ہوا اٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا گر پڑا اگر گرا عمرو نے اُسے بھی ذبح کیا لاش زمین مین گاڑ دیا بلکہ یہی ترکیب ہر شب کی تھی کہ لاش ہر ساحر کی زمین مین گاڑ دی تھی اب یہان سے آگے روانہ ہوا جب چھٹے در پر پہونچا دیکھا کہ یہان کا انتظام سخت ہی کہ چہار دیواری باغ کی کھنچی ہوئی ہی دروازہ باغ

ایک دیو گرز گران سر اُٹھائے ہوئے بیٹھا ہی عمرو بہت خائف ہوا اور دیوارین اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ
باغ کا کھلا ہوا تھا چہار طرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہی دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہی فکر مین ہو کہ کیا کرون
بس ایک مقام پر بیٹھ کے دہائی کھینچنا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کان مین
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھون کس پر کون ظلم کر رہا ہی باہر باغ کے آکر دیکھا کہ ایک شخص میلے
کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہی پوچھا ارے تو کون ہی تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کرون کون ہون
اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤن تو بتاؤن کہ کون ہون ابھی اسی باغ کی طرف سے چار آدمی آئے تھے سب میرا
مال اسباب چھین لیگئے خوب باغ مین بیٹھکر ڈاکے زنی کرواتے ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کچھ دیوانہ
ہوا ہی مین تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا الٹے مجھی کو چور بناتا ہی یہ وہی مثل ہی
کہ نیکی برباد گناہ لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا دو توڑے اشرفیون کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا
کھانا تھا محمل جادو نے کہا جھوٹے تیری باورچیون کی تو قطع ہی تو دو توڑے اشرفیون کے کہان سے لایا تھا
کہا کہ مین باورچی تو بیشک ہون لیکن زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہون مجھے انعام مین ایسے ایسے توڑے
بہت ملا کرتے ہین تم ایسے ٹھگون سے تھوڑی سابقہ پڑا کہ اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سنکر محمل جادو
سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہی جبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہی باسانی کہا کہ آج تو میرے یہان رہ اور کھانا
پکا مین تجھے چار توڑے دونگا کہا بیٹے سے تو نگا تمھارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی بکے جاتا ہی ابھی لیلے کیا تو نے مجھے چور
ہی یہ کہکر بالا گھر روپیہ کا اپنے گلے مین پڑا تھا غصے مین اُتار کر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑے
سے زیادہ کا مال ہی عمرو نے لیکر نذر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھین بند کر عمرو نے آنکھین بند کرلین
محمل جادو نے کچھ سحر پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر مین بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا ہاتھ
جوڑکے کہا کہ جو کچھ مین نے آپ کی شان مین عرض کیا معاف ہو کہا ہمنے معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے
عمرو نے حسب ضرورت مصالحہ مانگا اور ایک قنات لکڑی کی اسمین گیا محمل جادو نے سب چیزین بھیجنا شروع کین
لیکن عمرو نے اگر ایک ڈیگ کی ضرورت تھی تو دو مانگ لین گھی مین اسیطرح لونگ لاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب
کیوڑہ ضرورت بھر سے دوگنا منگوا لیا جب سب چیزین آگئین حکم دیدیا کہ اب یہان کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے دیکھنے
لگنے پچھاڑنے سے کھانا خراب ہوجاتا ہی اور آپ باطمینان تمام جو کھانا کہ پکانے مین مصروف ہو محمل جادو نے ایک
آدمی اپنا [illegible] پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اسیوقت
اژدہے آتشین پر بیٹھکر آن واحد مین آپہونچا لیکن گلے مین زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا کہ زنار جادو اسمین کیا وصف ہی کہا کہ اے برادر مین نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہی
اسمین یہ خوبی ہی کہ سامنے دشمن کے ڈالدون تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو نہ جانے دیگا دراز ہو کر دوڑیگا اور پکڑ لائیگا
دور ہی دور دشمن سے محفوظ رہونگا یہ کہکر اُس سانپ کو ڈبیا مین بند کر لیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے مین شام ہوئی صحبت
عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پہر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کھانا تیار ہی کہا
کہ لاؤ وہ باورچی اسی وقت کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیا کباب شیرمال باقر خوانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا لاکر سامنے
چنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفین کرنا شروع کین اور خلعت
منگوا کر باورچی کو دیا اسنے زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آبیٹھا دونون نے ملکر خوب کھانا

زہر بار کیا اب دونون کھانا کھاتے جاتے ہین اور تعریفین کرتے جاتے ہین زنار جادو نے کہا کہ مینے اس مزے کا کھانا زندگی مین کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای محمل جادو مجھکو یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہی اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا محمل جادو نے کہا کہ بھئی تمکو کچھ خیرہ ہی کھانے مین خوشبو بہت ہی ہمین برداشت اسکی نہین ہی بھئی کھانے اس سے زیادہ بھاری ہوتے ہین کہ ایک نوالہ ہر کس و ناکس نہین ہضم کر سکتا زنار جادو بولا مین نہ مانونگا اور وہی سانپ ڈبیا سے نکالکر پھینکا کہ پکڑلا اسے عمرو نے گلیم اوڑھ لی زنار جادو اُٹھا کہ سانپ کو اپنے پکڑ لون کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکر گرا محمل جادو کہ دوسرا نام اسکا مخمور جادو بھی ہی اُٹھانے کو اسکے اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے تھے جو تھا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر پکڑکر سبکو ذبح کر ڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بیرون نے خاک اُڑائی سر شیکا کچھ نہو سکا آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من زنار جادو و محمل جادو بود حیف جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو رو شنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہی نہ بارہ دری ہی نہ وہ دیو ہین لشکر سامنے سے معلوم ہوتا ہی وہان سے روانہ ہوا یہان امیر عمرو کے لیے دعائین کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر بھروسا کیے ہوئے بیٹھے تھے کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کے اقبال سے ہفت درہ کو پاک کیا دیکھیے وہ سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا۔

اب داستان صف کشی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحرون کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحرون کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت درہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہلا بھیجا کہ ہفت درے پر جو ساحر معین ہوئے تھے انکو عمرو عیار نے آکر مارا مگر مین عوض ان تینے خون کا لونگا تم طبل جنگ بجواؤ مین سر میدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحرون کے مارے جانے کا حال سنا نہایت غمگین ہوا بختیارک نے صلواۃ پڑھی تا دھنا نا چا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہی جادوگر کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہین خصوصًا جو خدا پرستون سے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک ہوا ہی کسی کو لشکر اسلام مین سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خدا پرست وہ ہین کہ انھون نے دمامہ جادو کو چاہ الماس مین پھینکر مارا کیسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے یہان سب دربار جمع ہی تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین کہ ایسے زبردست جادوگرون کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا کام تھا دوسرے کا حوصلہ نہین پڑتا واقع مین کہ تاج عیاری کا انھین کے سر کے واسطے موزون ہی اور تخت عیاری کی زیب انھین سے ہی سب تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین کہ ہرکارے پسینے مین غرق گرد مین آلودہ دم چڑھے ہوئے آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو زلزلہ جادو سے سامنا ہی صاحبقران نے فرمایا رضینا بقضائہٖ بہ تقدیر تکیہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان مین آیا صفین بندھ گئین سب سردار دست راستی دست چپی اپنی اپنی جگہہ پر آکر قائم ہوئے تخت بادشاہی بیچ مین صاحبقران چالیس قدم آگے برتبہ صاحبقرانی اشقر پر سوار

کھڑے ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا القا بجتا تھا کہ با فوج فرعون نیچے دیوار شہر فرعونیہ کے کھڑے ہوئے
اب انتظار زلزلہ جادو کا ہو رہا ہے کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ رات کو عجب تماشا دیکھا کہ مین پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہون کہ ایک کبوتر آ کے تین مرتبہ میرے پلنگ کے گرد پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر کبھی مین نے
نہین دیکھا کہ برابر مرغ قوی کے تھا عمرو بولا ای شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم یاد
نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہہ گیا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہین تو تمام لشکر بدحواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے ہوئے نمایان ہوا
ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد مین وہ ابر میدان جنگ مین پہونچ گیا جب ابر شق ہوا تو پہلے اژدہا اژدر آتشین نمایان
ہوئے کہ تخت اونپر کسا ہوا تھا اوسپر زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ آتش
نکلتے ہوئے آکر میدان مین قائم ہوا بعد اسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوئے
پس پشت زلزلہ جادو کے صف باندھکر کھڑے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیان ڈمرو بجتے ہوئے آواز من
یا سامری یا جمشید یا مشتمش کی بلند کمال تجمل و شان سے میدان جنگ مین صف آرا ہوئے کہ یکبار زلزلہ جادو نے
آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان وای فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہین کہ ساحران عالم کو مارا اور یہان
چلے آئے ہو خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار پہونچائے اور ساحرون کو خداوند مشتمش کے مار اگر تمہارے اوپر رحم
کرتا ہون اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمہاری معاف کرون اور نہین تو ایک
طرفۃ العین مین کام تمہارا تمام کرونگا ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہی ہم لعنت کرتے ہین فرعون پر اور اوسکے پرستارون پر تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدا ہے ما بزرگ است
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمہاری آگئی ہے قضا اسکی میرے ہاتھون ہے
کہان جاؤگے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ بمجرد پھینکنے کے
زمین جا بجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے اوسمین سمانے لگے بعد اسکے ایک گولا فولادی کچھ پڑھکر اچھالا
کہ وہ بلند ہوکر پھٹا اور اوسمین سے دھوان نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے گرجنے کی
آنے لگی پرکالہ آتش چمک چمک کر گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پر
آکر شق ہوا اور اوسمین سے ایک ساحر دیو طلعت مہیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ ایرج
کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونون بازوون پر پر پرواز ایک پنجرہ اوسکے ہاتھ مین اوڑتا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑ کر خاک قدم اوسکی لیکر آنکھون مین لگانے لگے کہ یہ مخلصین ساحر مشتمش کا
تھا طائر جادو اوسکا نام ہے اور اوس پنجرے مین کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے کھڑکی کھولکر ان
جانورون کو اوڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر پر تو قہر کا کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھ مین لیے ہوئے جدھر سے
آیا تھا اوسی طرف اوڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی سواری پر
بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین مین زلزلہ پڑ گیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اوسکے جہان سے
زمین شق ہوئی لوگ لنڈھلتے ہوئے اوسی طرف گڑھے مین جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہو گئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اوڑا گیا تھا اونھون نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہوکر رہگیا اب لوگ مارے
خوف کے ہاتھ سے جانورون کو اوڑانے لگے بعضے چھیپیان ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزار آدمی

غرق زمین ہو گئے ہین اور برابر زمین مین سماتے چلے جاتے ہین پس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام
نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب مین دعائین مانگنے لگے کہ اے معبود
حقیقی وا ے رب تحقیقی اگر زندگی ہماری باقی ہو تو ان طائرون کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر
بیٹھا از قدرت سبحان لم یزل وعزیز عزوجل ایک لکہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی اسمین سے
آنے لگی جب وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش ہنس پر سوار چالیس عورتین عقب مین باز
و قرقرے پر سوار چلی آتی ہین آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اُس نازنین کا ملکہ محروق جادو ہے بعد اسکے دوسرا
ابر طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ چمک پر اسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اسمین سے طاؤس جادو مع ساحران نام اجبال
نمایان ہوئی آکر صاحبقران کو سلام کیا ملکہ محروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین مین زلزلہ پڑا ہے اور زمین
شق ہوتی ہے لوگ اسمین سمائے جاتے ہین پس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے ادھر محروق جادو
نے زلزلہ دفع کیا طاؤس جادو پرواز کر کے آسمان پر گئی اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہو کر منتشر ہو گیا
اور باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایان ہوا کہ بارش عنبر وار پیدا اسمین ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مکلل خان جادو و دادلوس حبشی اور تمام ساحران طلسم گوہر بار کئی ہزار کی جمعیت
سے آکر قائم ہوئے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اسمین سے فضل جادو مع ساحران عنطلی آباد پہونچا
بعد اُسکے ابر کھڑا ہوا تھا کہ اور ابر اُسکا خضران جادو ساحران کشمیر کو ساتھ لیے ہوئے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ اور
ابر اُٹھا صحیونہ جادو اندر کوہ اور ماروچاہ کے ساحرون سمیت آئی بعد اُسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
شہریار جادو طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوئے آیا بعد اُسکے طلسم جان بن جان کے ساحر مجنون جادو
اور ناہید جادو کے ساتھ آئے بعد اُسکے اور ابر اُٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگرون کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزہ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہان شادی غمی مین شریک ہوتے
تھے اب انکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستون کے شریک ہین خیر اگر ان سبکو نہ مارا ہوگا تو نام زلزلہ
جادو نہ رکھا ہوگا اور طبل باز گشت بجوا کر پھرا ادھر فرعون حیرت زدہ گنبد مینائی سے اُٹھا بختیارک نے کہا
یا خداوند دیکھا آپ نے کہ ساحر حمزہ صاحبقران کے شریک ہین کہا کیا کر سکینگے مگر دل مین اپنے نہایت
غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران مع ارکان زمان فرحان و شادان داخل بارگاہ ہوئے سب جادوگرون
کی دعوت کی اور محروق جادو اور مکلل خان جادو سے کہا کہ تم بیران جانورون کی گرد ہر ایک نے
عرض کیا بہت خوب اور اسی وقت مصروف سحر ہوئے دونون نے باز و بحری اور چرخے وغیرہ اسی طرح
کے شکاری جانور بنا بنا کر چھوڑے جو باز قریب ان جانورون کے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہوئے
کوئی سحر اثر کارگر نہوا سب ساحرون نے متفق اللفظ عرض کیا کہ پیرو مرشد یہ سحر ساحر ششمش کے بنے ہوئے
معلوم ہوتے ہین کہ اسنے طائر جادو کے ہاتھ بھیجے ہین ہم مین کسی کی طاقت نہین ہے کہ دو سحر ششمش کا توڑ کر سکین
امیر حمزہ صاحبقران عالیشان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوئے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثنا
مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ تو ملک مغربی کے لشکر مین لوگ ذرا غافل ہوئے تھے کہ وہ جانور

سرون پر اُنکے آکر بیٹھ گئے پانچ سو آدمی تیھر کا ہوکر رہگیا کہا کہ بھی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھیپی
ہاتھ مین لیے رہے دس آدمی سوئین تو دس اُنکی حفاظت کرین جسطرح کبوتر اُڑاتے ہین اسی طرح ان جانورون
کو بھی غل مچا مچا کر اُڑائین کہ جانور کسی پر بیٹھنے نہ پاوین یہ حکم جو دیا تھا تمام لشکر مین ایک شور و غوغا بلند
ہوا کوئی ایسا نہ تھا جسکے ہاتھ مین چھیپی نہو وہان زلزلہ جادو نے بھی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران
نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجایا جاوے جو پروردگار عالم
ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم محکم شیم سُنکر طبل جنگ یہان بھی بجا غرضکہ تمامت رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کین مین آئے عمرو بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ
و پیراستہ چھیپی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے سردار امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سر پر پھرا رہا ہے
اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہے کہ وہ جانور اُسکی آواز سے اُڑکر بھاگ جاتے ہین ادھر لشکر اسلام میدان مین آیا
سردارون نے صفوف دست راست اور دست چپ کو آراستہ کیا ادھر فرعون شاہ آکر گنبد مینائی پر
بیٹھا لقا اور بختیارک فوج لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ کھڑا ہوا اسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان
کارزار مین آیا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ بقراط جادو
نے اژدر کشتین اپنا بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند
مشمش تمہارا نگہبان ہے وہ سلام کرکے باردگر اژدر پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحرو ہمین تو معلوم
تھا کہ تم سب ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی مین آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت
تمہاری کھلی کہ تم خدا پرستون کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جو اب بھی حال تمہارا کھل گیا اسپر
یہ طرہ کہ آئے ہو خداوند ساحر مشمش کے مقابلے کو حال کھلجائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہے اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خدا پرستون سے جدا ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطا تم سب کی معاف کر دینگے
نہین سب مارے جاؤگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ خرافات بک چکا تو اُدھر سے جواب ملا کہ
کیا جھک مارتا ہے اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہے ہم سب جانین اپنی راہ خدا مین نثار کرنے آئے ہین یا تو
امیر حمزہ صاحبقران صحیحاب ہوئے یا ہم بھی اُنکے ساتھ مارے گئے تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدائے
بزرگ است بقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہوگیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اُسی حالت
غیظ و غضب مین پکارا کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو اسطرف سے محروق جادو سامنے
تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو مین مقابلے کو جاؤن فرمایا خدا کو سپرد کیا محروق
جادو سلام کرکے باردگر اپنے ہنس پر سوار ہوکر میدان مین آئی بقراط جادو نے کہا اے محروق جادو تو
بھتیجی ہے شمامہ جادو کی خدا پرستون کی طرفداری کرتی ہے ارے تجھے چاہیے کہ ان خدا پرستون سے
اپنے اور عزیزون کے خون کا عوض لے نہ کہ اُنکی طرفدار ہوئی ہے محروق جادو نے جواب دیا او نابکار
وہ جہالت مین مارے گئے داخل جہنم ہوئے مین اپنی عاقبت کیون خراب کرون جانتک زور چلیگا تم
سب کو مارون گی اور اپنی بھی جان دونگی وہ مشمش حرامزادہ کیا کریگا خدائے بزرگ است بس یہ سنا تھا
کہ بقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان دراز اجل رسیدہ دیکھ کہین زبان تیری
نہ جلجائے خداوند مشمش کو تو برا کہتی ہے اور زمین پر لوٹکر اژدر کشتین بڑھکر دوڑا محروق جادو بھی اڑہا ہنسکر دوڑی

آ پہمین قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونون لڑا کیے مطلب برآری نہوئی بقراط جادو اژدہے
سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بعد تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب کسی کا حاصل
نہوا کہ محروق نے بہیئت اصلی ہوکر ایک ترنج سحر مستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت اصلی ہوگیا اور
گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اڑی کہ محروق اسمین چھپ گئی لیکن محروق نے بڑی ہوشیاری
کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے ماش کے دانے جھولی سے نکالے دوسرے ہاتھ
مین ترنج سحر کیا دانے پڑھکر بقراط جادو پر مارے کہ چنگاریان بنکر اسپر گرے وہ رد سحر مین مصروف تھا کہ ترنج
محروق نے مارا سینے پر بقراط جادو کے پڑا کہ مثل تیر کے توڑ کر نکل گیا ٹکڑے زمین پر گرا جیسے گرتے لگا آندھی چلی آگ
برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بقراط جادو بود بس یہ دیکھکر بھائی
بقراط کا سقراط جادو میدان مین آیا محروق تو سر بقراط کا لیکر خدمت صاحبقران مین آئی امیر نے اور
سردارون نے بہت تعریف کی اودھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان مین
آئی سقراط جادو اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب
کسی کا حاصل نہوا پھر سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو اژدہا بنی لڑائی ہونے لگی پر کالہ آتشین اڑ رہے تھے
لیکن طاؤس جادو نے سحر غائب کیا لڑتے لڑتے غائب ہوگئی اور سقراط جادو نے دیکھا کہ سر پر اسکے ایک سنگ گران
گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے ہوگئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر
لے آئی کہ بہرام جادو لشکر زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او چھوکری تو نے غضب کیا تو نے کہ ان دو ساحرون کو مارا
کہ بازو زلزلہ جادو کا توڑ دیا لیکن اب میرے مقابلے کو آ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر
اڑا کر میدان مین آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے کھینچکر اسم سحر دم کرکے آسمان کیطرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر
فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن زخمی ہوا بس غیظ و غضب مین آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا
اسنے جھپٹکر ہاتھ مین پکڑ لیا یہ سحر پر اپنے بہت مغرور تھا کہ شاگرد رشید ہو زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ مین
لینا تھا کہ آواز قہقہے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج اسمین سے نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑ کر نکلگیا بہرام زمین
پر گرا تڑپ تڑپ کر مرگیا فضل سر اسکا لیکر پھرا اودھر سے عجائب جادو ایک جانور مہیب و عجیب پر سوار زلزلہ
جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا خضران جادو بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابل ہوا دیکھا
عجائب جادو کا قد کوئی ستر ارش کا ہو رنگ و رو سیاہ ہاتھ پاؤن نیلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف
دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوئے ہین سینے تک جسم آدمی کا کمر سے نصف بدن دیو کا ہو پاؤن مثل کھر کے ہین
نہایت ساحر زبردست چچازاد بھائی زلزلہ جادو کا ہو فضل کو دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ شق گرد بلند
ہوا کہ میدان مین سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا مین
لالہ زار پیدا ہوا ہو کہ ان پر واحد مین وہ لالہ زار غائب ہوگیا اور نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار
سنبلستان ہوگیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات مین محو ہوا کہ یکایک وہ سنبلستان کشت زعفران ہوگیا لیکن
خضران تو مصروف رد سحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور خود بخود دائش کشت زعفران کو
دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر دم کیا اور دستک دی کہ وہ سحر جو اسنے رات بھر مین تیار
کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگباری ہونے لگی کہ تمام کشت زعفران نیست و نابود

ہوگئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ ابر منتشر ہوگیا اور خود اژدر دو سر بنکر خضران پر دوڑا خضران نے لیکر زمین مین
کھینچا دو ہتھڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان مین دونون کے قائم ہوگئی اور خود تیر مار کر غرق زمین ہوگیا لیکن
عجائب جادو ساحر زبردست ہو دوڑ کر ٹکر ماری کہ دیوار اراراکر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہو کہ کمان پر دبا ہوا ہو کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جبتک یہ
سنبھلے سنبھلے تیغہ پڑا دو ٹکڑے ہوئے خضران سر اسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اودھر سے غرائب
جادو بھائی اسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا میمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا
حافظ حقیقی نگہبان ہو میمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چکی تھی کہ فوج مشمش سے مقابلہ آسان نہین ہو بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ صحرا سے ہزارہا بندر پیدا ہوئے اور افسر انکا ایک بہت بڑا جگادری بندر تھا آتے ہی غرائب
جادو کو گھیر لیا اسنے بھی جلدی سے کنڈلا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے اپنی موم
نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور دانے ماش کے چھڑک دیے
کردہ لنگور اُچھلکر اُن بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑ کر پھینکنے لگا لیکن اُس بندر سے سامنا
ہوا کہ جو سب کا افسر تھا حکمت چلنے لگی اُدھر غرائب جادو عقاب بنکر اُڑا کہ نکلجاؤن اور دو سحر کرون تو ڈر کر
لڑون میمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا سامنا ہوئی اب ادھر تو باز و عقاب مین لڑائی ہونے لگی ادھر
بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزارہا لنگور پیدا ہوئے اور فوج میمونہ سے لڑنے
لگے اب ادھر تو باز و عقاب مین پیچ چل رہا ہو اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی ہورہی ہو کہ یکایک باز و عقاب
لڑتے ہوئے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آ کر گھیر لیا لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون
نے پورا محاصرہ کر لیا اور میمونہ قوی نے عقاب کو پکڑ کر گردن مروڑ ڈالی پر پرزے نوچکر پھینک دیے گوشت نوچکر کھا گیا بس
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اُڑی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین غرائب
جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہو کہ گوشت بدن پر بالکل نہین ہو بندر نوچ نوچکر
کھا گئے ہین میمونہ جادو کے ہاتھ مین ہلال کر صاحبقران کے نذر کیا پیرون پر ڈال دیا بندر جدھر سے آئے تھے
اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہوگئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے زلزلہ اپنے خیمے مین آیا مسند پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا
جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو خدا پرستون سے لڑکر بہت بھائی اور
رفیق میرے مارے گئے مگر کل اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور نشہ شراب مین حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہرات
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر
چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہو فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہو لقائے بےبقا
ایک طرف فوج لیے کھڑا ہو کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحران عالم مجھے
تمپر افسوس آتا ہو کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین تم سب کی
معاف کرا دون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کر دونگا ادھر
لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہو جھنجھلا کر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا اُدھر سے مکمل خان جادو بیلو نشین

سامری ہو اور سب ساحرون سے زبردست ہو بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل مین زلزلہ جادو کے
کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحرون مین
زیادہ تھی تو ناحق جاکر خدا پرستون سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہو جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے ہم غلام ہین
صاحبقران کے انکے قدم پر جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سنتا تھا کہ زلزلہ جادو غیظ و غضب آتشین
اگر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر بھر کامل جنگ رہی کہ فیل گھونسہ مارتا ہے
اور شیر طمانچہ مارتا ہے دونون غٹ بٹ ہین کہ زلزلہ جادو غائب ہوا اگر شیر کو پیرون سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران
اسلام نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہوا قریب ہے کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جائے
امیر اسکے واسطے افسوس کر رہے ہین عجب ایک غلغلہ عظیم لشکر مین برپا ہے بادشاہ اسلام تاج سر سے اتارے
دعا مانگ رہے ہین اور سب اہل اسلام خدا کو پکار رہے ہین ادھر فیل نے سونڈ مین اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہے
پاؤن سے کمر دبا کے چاہتا ہے کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد مین اس میدان مین
پہونچکر قائم ہوا آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہے کہ یکایک صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمک کر
اسی ہاتھی پر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اس ابر سے ہزار در ہزار برقین چمک چمککر
گرنے لگین کہ لشکر مین زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مرکر فی النار و السقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن
برقین کسی سحر سے نہ رکتی تھین آواز یا سامری یا جمشید کی بلند تھی ادھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر
کفار پر نازل ہوا ہے یہانتک کہ تھوڑی دیر مین سارے لشکر کا خاتمہ ہوگیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے ملکہ
برق جادو بھانجی دمامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونون ہاتھون مین پرکالہ آتش لیے ہوئے تھی
جسطرف اشارہ کر دیا بجلیان چمک چمککر گرنے لگین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجالائی صاحبقران
بہت خوشنود کمال مسرور ہوئے عمرو پکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ ہمتو سمجھے تھے
کہ تم نہ آؤگی بارے بروقت آئین اگر تم نہ پہونچتین تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے
مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق بولی بس واہیات نہ بک ادھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو
سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے پہونچکر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اڑا دیا غرضکہ مال و اسباب کفار کا لوٹ کر
خرم و شادان پھرے ادھر فرعون نہایت ملول بکمال غمناک بیٹھا الختیارک نے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحران مشرق و مغرب
کا اب مرشد ایک ادھر رہ گئین اسے مار ڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد منہ سے نہ نکال ادھر بادشاہ نے
برق جادو کو خلعت عنایت کیا ضیافت کی کہ اسی درمیان مین خبر آئی کہ پانچ ہزار آدمی تیتر کے ہوکر رہگئے امیر نے برق
جادو سے کہا کہ ان جانورون کی تدبیر کرو اسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین کہا کہ ایک ساحر کہ نام اسکا طائر جادو تھا وہ
لاکر چھوڑ گیا ہے برق جادو نے کہا کہ مین اگر اسکو دیکھون تو تدبیر کرون کوئی شخص مکان اسکا دریافت کرکے مجھسے کہے خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر تمپر یہ آوازہ ہے تو مین ہرگز نہین جانے کا تجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تجھسے بھی
بھی کچھ ہوا ہے جو اب ہوگا عمرو پکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو دمامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہوگا تمھین سے
ہوگا برق بولی کہ ارے مین اسے دیکھون تو کچھ کرون بالغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جو بندہ یا بندہ امیر نے دیکھا کہ عمرو
جی چراتا ہے نہین جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو طائر جادو کی خبر لائے وہ یہ روپیہ
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیون صاحبو کوئی ہے کہ طائر جادو کی خبر لائے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اٹھا لیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کر دے کہ مین خزانچی سے لون صاحبقران نے اُسی وقت دستخط کر دیا عمرو خزانے سے
فوراً روپیہ لیکر روانہ ہوا مگر چھپی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پر بیٹھ جائے تلاش مین طائر جادو کی روانہ
ہوا دن بھر تلاش کی کہین پتا نہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن
دور پس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب ہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہے اور گرد اسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہے قضا کار
یہی مکان طائر جادو کا ہے اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہے عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت خوش ہوا
کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت تیری مشہور ہے پہچانے اور پکڑ لے
نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا ادھر طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہے کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس فکر مین تھا
کہ ہوا سے گلیم اُڑکر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پر پڑی اور بخوبی پہچانا سمجھا کہ
یہ تیرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر شمشش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہے بس یہ خیال کر کے ایک دستخر زمین پر
گیر کھٹ مارا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہو گیا اُسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم تیرے سر سے اُڑ گئی ناچار ہو کر گلیم جلدی
سے اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آکر ہاتھ پکڑ کر عمرو کو کھینچا کہ او قاتل ساحران دیکھ تیرا کیا حال
کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر شمشش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا ای دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے خوف سے
ساحر شمشش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہے عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر کو نہین مارا
اور میرے بدن مین گوشت نہین ہے فقط پوست و استخوان ہے طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور
عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچکر اُڑا اور ساحر شمشش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ
اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی قضا آپہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہے جاکو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے ✤ بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوے ✤
ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمر زاد کی آتی تھی دیو تندک ساتھ
تھا آگے آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہے تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ
سحر کرے تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑا کر سامنے قمر زاد کے لایا قمر زاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہے جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہے قمر زاد نے کہا کہ تو اسے کھا جا یہ تو
خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پر پکڑ لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گلگلی بناکر حلق مین ڈال گیا بس ایک
شور و غل ہوا تاریکی ہو گئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا بیر دن نے اسکے بہت ہاے واویلا مچائی
کچھ نہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام بن طائر جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم اب عمرو کو ہوش
آیا سامنے قمر زاد کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا کہ ای قمر زاد مین تمھین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا یہ صورت تمھاری خیالی
ہے قمر زاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑایا ہے حقیقت مین آپ میرے پاس
ہین عمرو قریب آکر بیٹھا دل کو تسلین ہوئی خوف مرگ دفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہے لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت
بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر کھاتے مدعیون کا بلوا رہتا ہے حمزہ ایسا خسیس
ہو گیا ہے کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمر زاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی
دعائین دیکے سبکو نذر زنبیل کیا اب قمر زاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بھیجیے اُنکے تمام دشمنون کا ایک
طرفۃ العین مین کام تمام کر دونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہے کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہے اور

خورشید جادو کا حال اور آنا قریشہ سلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اس احسان کا یہ ثمرہ ملا کہ حمزہ قریشہ سے بہت خفا ہو لیکن تم قریب لشکر اسلام کے رہو مین وقت اور موقع دیکھکر تمھین بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام مین پہونچا دو قمرزاد نے ایک نے کو سے کہا کہ تو جا کر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے تیسرے روز لشکر اسلام مین آیا یہان تمام دربار جمع ہو سب منتظر بیٹھے ہین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے تمھین معلوم اوسپر کیا گذری امیر نے خواجہ زادون سے کہا ہے کہ ابھی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہو برق جادو بھی پشیمان ہو کر مین نے کیون جدا کیا کوئی جو عمرو گیا دل مین دعا مین مانگ رہی ہو قریب ہو کہ بیقرار ہو نرود ہوے کہ دروازۂ بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری نمایان ہوا آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون طائر جادو کی کوئی ٹھکر کی کہا بی بی اسے جہنم کو بھیج دیا برق جادو پکاری کر جانور تو اوسی طرح موجود ہین کہا کہ مین اس سے ناچار ہون اور میری جان تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر شمشش جادو کے پاس لیے جاتا تھا کہ قمرزاد نے اسے دیو سے پکڑ وا کر بچوا دیا مجھے بچا لیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہی یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ دو ہزار آدمی اور پتھر کے ہو کر رہگئے امیر نے گھبرا کر کہا کہ اے برق جادو فکر ان جانورون کی کرو اسنے عرض کیا مین کیا کوتاہی کرتی ہون اور بہت جانور باز و عقاب بحری بنا بنا کر اڑائے کہ ان جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی کے ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور اسم اعظم نے بھی اوپر اثر نہ کیا صلاحین ہونے لگین ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے انکی تدبیر نہوگی عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سیکھ لیا ہو کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحبو عقل کے ناخن لو شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جبکہ ساحران عالم جمع ہین انسے یہ تم کندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا تو مجھسے کیا ہوگا بغیر ساحر شمشش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر بیٹھا فکر کرنے لگا ایک مرتبہ اٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جا کر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبا کر بیٹھ پیدا ہوا اور عمرو کو لیگیا سامنے ناہید قمر طلعت کے بٹھا دیا ناہید دوڑ کر لپٹ گئی کہا بھیا آج کدھر نکل آئے عمرو نے بولا کہ ہمشیرہ سخت مصیبت ہو لشکر اسلام پر کوئی آدھا لشکر پتھر کا ہو گیا ہو اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی رد نہین ہوتا سب نزدیک سحر شمشش جادو کا ہو چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس کہ تم ہمارے کچھ کام نہ آئین دیکھو برق جادو نے اسطرح تمام لشکر کی معاونت کی تمسے کچھ کام نہین نکلتا ناہید نے کہا کہ پھر مقصد تو اپنا بیان کرو آخر مین کیا کرون خواجہ آجتک جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا اے ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال ساحر شمشش کا مفصل معلوم ہو کہ کہان رہتا ہو اور کیونکر مارا جائے ناہید نے کہا کہ بھیا اسوقت تک مین نے چھپایا کہ فرعون مجھسے بہت محبت رکھتا ہو اور میرا بھی گھر بار برباد ہوگا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا اب کو ترک کیا اب صاف صاف تمسے کہے دیتی ہون خواجہ کنارے پر دریائے قلزم کے ایک جادوگر ہو کہ نام اسکا کوکب جادو ہو اسنے واسطے نگہبانی ساحر شمشش کے طلسم باندھا ہو کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہو وہ مارا جائے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر سو جگہ ہی خصوصاً محیط و قلزم کا انمین ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا پھرتا ہو اور آگے پیچھے اسکے ہزار ہا حیوان شیر سر و شتر سر و فیل سر وغیرہ مین بچھڑہ اور اسباب ضروری اوپر لدا ہوا ساتھ اسکے رہتے ہین بس اتنا تو حال مجھے معلوم ہو زیادہ اس مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم اب آپ جسطرح ممکن ہو اسے ماریئے عمرو بولا خیر خدا چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو بلکہ ناہید نے شمس جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آؤ شمس اسیوقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کر کے لایا اور لشکر اسلام مین اتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ دیکھیے

عمرو بر وقت کہین چلا گیا سچ ہی برے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکا چلے جانا بجا ہی کیونکہ ہر کام کے لیے اُسی کو جانا پڑتا ہی کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرما رہے ہین کہ بر ب گرد عمرو کی جان میری جان کے ساتھ ہی کبھی وہ اس بلا مین چھوڑ کر مجکو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا کنارہ دریا کا جہان ساحر مشمش رہتا ہی نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمھین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام بڑے ساحرون کا ہی امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اُسے دیکھ لون پھر مارنا اُسکا کچھ مشکل نہین ہی عمرو نے کہا کہ دکھانا اُسکا ذمہ میرا ہی آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم دونون کا نگہبان ہی برق جادو اُسیوقت ہنس پر سوار ہوئی اور اڑ کر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہی عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند باد صرصر کے اڑتا ہوا چلا جاتا ہی تمام دن ڈھونڈھا صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولاد ناب کا معلوم ہوا کہ مانند آسیا کے گردش مین ہی اور گنبد مین ستارے جڑے ہوئے ہین اور گرد قلعے کے خندق ہی کہ اُسمین سیماب بھرا ہوا ہی عمرو اس قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دفعتًہ برق جادو زمین پر اُتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو کا یہی معلوم ہوتا ہی برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہی یہین رہنا چاہیے مگر خواجہ رات بہت تکلیف سے بسر ہوگی عمرو نے کہا کہ اے محبوب جانی تمھارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہی لیکن قلعہ سے چھپکر بیٹھو برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پر بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولینگے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہی آرزو تمھارے وصل کی باقی نہ رہے ساحر مشمش سے سامنا ہی خدا جانے کیا ہوگا حسرت دل کی تو نکلجائے برق جادو تیوریان چڑھاکر بولی بس میرے ساتھ اب ایسی گفتگو نہ کرنا مجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر رہونگی عمرو نے کہا ملکہ مین تمھین بانسری سناؤنگا تم خفا نہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی عاشق ہی کہا کہ خواجہ خیر ہنسنے بولنے کا مضائقہ نہین ہی عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش نکال کر بچھایا پلنگ مسہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے بھوک سویرے سے لگی تھی عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکال کر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا برق جادو نے نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اُسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل مین منگل تھا اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کر خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور بانسری نکال کر قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل جلی غزل شروع کرو عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا — چین سے دل نہونا تھا نہوا
نالہ گو عرش تک رسا نہوا — پست اپنا تو حوصلا نہوا
تمنے نالون کی بھی شکایت کی — ظلم کا ہمسے کچھ گلا نہوا
رہ گئے لیکن اے غم فرقت — پاس سے ہاے تو جدا نہوا
اسپہ کیا گذری ہجر مین ہیہات — جسکے سر ابھی آسرا نہوا
یون تو ارمان کو تھا نکلنے کا شوق — وصل کی شب بھی حوصلا نہوا
مجکو تسکین کرکے فرقت مین — درد کو بھی سکون ذرا نہوا
ہنس پڑے وہ مری خموشی پر — جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پر آیا ہوا محبت مین — اور اپنا وہ دلربا نہوا
غیر سے بھی وہ ہوتے پوشیدہ — تجھسے یہ کام او حیا نہوا
یہ ہوا تجھسے دوستی کر کے — کہ عدو اپنا اک زمانا ہوا
آرزو اعتبار یار کا کیا — لے کے دل دوست پھر ہوا نہوا
فائدہ پھر مری برائی سے — جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا
درد گو دونون پہلوون مین تھا — پر طرفدار ایک کا نہوا
تھین وہ زنجیر ہجر کی کڑیان — کہ کبھی ختم سلسلا نہوا

غرضکہ عمرو نے ایسا بجایا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے بوس و کنار رہا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گلچینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منھ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیروین مین یہ غزل گائی

غزل

حسینون کے خیال آ کے یون دل سے نکلتے ہین
کہ دم بھی تیرے جانبازون کے مشکل سے نکلتے ہین
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہے
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہین
نہ جبتک خود اٹھائے یار ہم اٹھتے نہین ہرگز
بجائے خون وہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہین
وہ شبنم ہو کے گرتے ہین سحر تا دامن گل پر
یہ مشکل کام اپنے جذب کامل سے نکلتے ہین
ترقی لاغری کی ہو اسیری کا نہین کچھ غم
ہمارے دل کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہین
خلش تا عمر ان کی جاتی ہے پیوجگر کو جانان مین
نگاہین بنکے اپنے دیدۂ دل سے نکلتے ہین

بت لیلی ادا جس طرح محمل سے نکلتے ہین
دلون کی خیر ہو یارب کہ کچھ کھوئے سے تیور ہین
ہم آغوش خم شمشیر قاتل سے نکلتے ہین
مری صحرا نوردی سے ضرر مانگا نہین کسنے
سرافرازی کا خلعت پا کے محفل سے نکلتے ہین
جنھین اپنی طرف کھینچے ہوئے ہو جذبۂ کامل
جو آنسو رات بھر چشم عنادل سے نکلتے ہین
اثر ہوتا ہے ظاہر سوز باطن کا یہ فرقت مین
کرو وا کے زمین قید سلاسل سے نکلتے ہین
جو تیرے بزم مین جلتے بھی ہین وہ اف نہین کرتے
یہ کانٹے راحت و آرام منزل سے نکلتے ہین
وہ جا ہے پھول کے سوکھے ہوئے اپنے داغ دل

بھلا ارمان تو کب زیست مین دل سے نکلتے ہین
کلیجے جو سنبھالے اسکی محفل سے نکلتے ہین
مری باتون مین تم سبکی طلب کیون نہین ہو
کہ ہر ہر گام پر نالے سلاسل سے نکلتے ہین
لہو ہوتے رہے تا زیست جو ارمان ہی قاتل
کہین وہ تیر بھی بیچارہ گر دل سے نکلتے ہین
اثر الٹا کشیدہ خاطری کا انکی دکھلاتا
کہ چھالے پھوٹ کر شعلے مرے دل سے نکلتے ہین
گلے ملنے کی امیدین برائی ہین دم آخر
کہان شکوے زبان شمع محفل سے نکلتے ہین
کسی کو ڈھونڈھنے فرقت مین بیچارے ارمان
ہم اسکی اک نشانی لے کے محفل سے نکلتے ہین

وہ نالے آرزو رکھا ہین ضبط سے کیونکر — جو ہو ہو کر پریشان تنگی دل سے نکلتے ہین

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اب آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ بس تم جاؤ مین کوکب حرامزادے سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمھاری دانائی سے بعید ہے کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تو بدنام کرینگے کہ کیا سبب جو برق جادو اکیلی پھر آئی اور کوکب کو نہ مارا بغیر اسے مارے میرا جانا مناسب نہین ہے اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو مین جنگل مین اسے مارون عمرو نے کہا کہ اچھا اور تمام اسباب اٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا برق جادو تو ہنس پر سوار ہو کر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہان سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر ٹھہرا ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہے عمرو اسکے پاس آیا دو اشرفیان زنبیل سے نکال کر مصری کی بنی ہوئی اسے دین کہ تو جا کر دیوار قلعہ کی چھو کر چلا آ مین نے یہ دونون اشرفیان تجھے دین وہ بدبخت لالچ مین آ کر اشرفیان لے کر قلعہ کی طرف دوڑا خندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اسی قلعہ مین سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اسکے ہاتھ مین تھا جسمین اسباب سحر لگا ہوا تھا جہان سے کہ وہ ستارا ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اسی مقام پر ایک گولی موم کی بنا کر رکھی کچھ پڑھکر اسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو گلیم اوڑھے ہوئے پھرا دیتے ہیں کہا کہ کوکب جادو یہی ہے برق جادو کہ رات جو کی جاگی ہوئی تھی آنکھیں بند کئے پڑی ہوئی
تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جلنے کا بیان کیا برق جادو نے نہس لو پنجے آسمان
کی طرف اُڑایا اور اُس گنبد قلعہ سے بلند ہوئی سر پر کوکب جادو کے بالائے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ توڑا کے
اُٹھا تھا کہ قلعہ میں جا دے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا گڑگڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر کمر پر کوکب
جادو کے گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اک غلغلہ ہوا جہان تاریک ہوگیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی
ہوئی دیکھا کہ نعش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے نہ وہ گنبد ہے نہ قلعہ ہے نہ خندق ہے دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہے برق
جادو اور عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا تو برق بہت خفا
ہوئی کہ تیری خست کی حد بھی ہے عمرو نے کہا بی بی مال موذی نصیب غازی تم بڑی بیوقوف معلوم ہوتی ہو یہاں امیر شوکت گیر
منتظر بیٹھے تھے کہ عمرو اور برق دونوں سر کوکب جادو کا لیے ہوئے پہنچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف
برق جادو کی کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تم نے خوب مزے کیے معشوق
بغل میں تھی عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہے امیر نے کہا کہو تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دو تڑ کر ہاتھ پر
رکھ دیا کہ سوا اُسی شیشے کے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ آرزوئے قدمبوسی
رکھتا ہے فرمایا کہاں ہے عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤں ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو
کے پاس متعین کیے ہیں ایک یو ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہے وہ عمرو کو اُٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھ
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ عمو جان آپ مجکو بھول گئے تھے کہا کہ بھی میں نے کہہ گیا تھا کہ موقع دیکھکر ذکر تمھارا چھیڑونگا اب
اسوقت میں نے دیکھا کہ حمزہ خوش ہے ذکر تمھارا کیا اب چلو میرے ساتھ اُسی وقت قمرزاد اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ
تخت پر بیٹھکر بارگاہ صاحبقرانی میں آکر قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے
لشکر سے دور صحرا میں اُتارو قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران میں حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان نہنگ بحر عیاری کی مارنا ساحر مشمش کو دریا میں جا کر گذارش ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو
نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے اب تدبیر کرنا ساحر مشمش کی ضرور ہے کہ واسطے
کہ اگر یہ ایام نحس میرے گذر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم سر کمیہ ہو کر ساحر مشمش سے
نہیں لڑ سکتے ایک ہی انگلی زبردستی ظاہر ہے کہ جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہیں کتنے ہر چند سحر کیا لیکن وہ
آج تک نہیں مٹے یہ ہمسر سامری ہے ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس سے سامنا کر سکے ہم سے ساحر مشمش کا کچھ
نہو سکیگا جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوئے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمھارے
مارنے والا ساحر مشمش کا کوئی نہیں ہے عمرو بولا کہ حمزہ ساحر مشمش ساحر ہے میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا میں
رہتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں دریا سے کسقدر ڈرتا ہوں کہ کشتی کو بجائے ملک الموت جانتا ہوں مجھ سے کچھ
نہو سکیگا اُس وقت صاحبقران نے رقعہ ایک کرور اشرفیوں کا لکھ کر صحن بارگاہ میں پھینکا کہ جو ساحر مشمش کو
مارے یہ کرور اشرفیاں اُسکی ہیں اور لوٹ شہر فرعونیہ کی اُسے معاف ہے عمرو نے وہ رقعہ تو اٹھا لیا اور کہا کہ
حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہے کہ جس جس سردار کو میں چاہوں اپنے ہمراہ لیتا جاؤں اور جو
جانے میں انکار کرے نو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے وہ نوشتہ بھی سر مہر کر دیا عمرو کے دہنے ہاتھ سے تو

رقعہ لیا اور بائین ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ اُٹھئے میرے ساتھ ہو جیئے فرمایا کہ یہ مسخرہ پن ہو میرے ساتھ دغا کرتا ہے تو
میرا وہان کیا کام ہی عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہو تو کوئی اور کاہے کو اقرار کریگا اور جرمانہ داخل کیجیے اب مین ہرگز
نجانے دونگا اور کسی کو بھیجئے کیا ساحر مشتمش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہی امیر یہ بات سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا ہم بھی چلو مین تمھارے
ساتھ ہون بعد اسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمرزاد کو ساتھ لیا کسی نے انکار
نہ کیا عمرو نے قمرزاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اُترو اور نشان بنا دیا کہ فلان مقام پر اُترنا قمرزاد
تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیارون مین صرف مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو وہین چھوڑا صاحبقران
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوکان ہاشم وغیرہ موجود ہین انسے
لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بناکر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساحرون کو
وہین چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہین کہ خواجہ برق جادو سے خوب سازش کیا عمرو بولا
حمزہ کب کسدن یہ طوفان اچھا نہین کیون توکسی کو بدنام کرتا ہی امیر نے فرمایا جب تم کو کب جادو کے مارنے کو
گئے تھے برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ دہ علیحدہ کھی مین کہین اُس سے دور تھا امیر نے کہا کہ کھاؤ قسم
اُسوقت عمرو نے مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریاے محیط اخضر و قلزم کے پہونچے وہان خیمہ قمرزاد نے
پہلے سے استادہ کروا رکھا تھا اُسمین داخل ہوئے کھانا کھاکر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے
آئینہ آب بین کو ہاتھون مین لیکر دریا مین دیکھنا شروع کیا کہ کہین ساحر مشتمش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہو تو دکھائی دے کسی کو
نظر نہ آیا آخر سب مجبور ہوکر چار و ناچار وہان سے اُٹھکر چلے آئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجکو ناہید نے یہین کا پتا دیا تھا ال
جہان سے خوب دیکھا اور یہان ساحر مشتمش کو مین نہین معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ مین لشکر مین جاکر فرعون کو مارونگا پھر
حال ساحر مشتمش کا بھی معلوم ہو جائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہان بھی تو ساحر مشتمش نے طلسم باندھ دیا ہی جھنڈیان گرد شہر کے
گڑی ہوئی ہین کہ شہر فرعونیہ مین کوئی جا نہین سکتا جب تک ساحر مشتمش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر مشتمش
کی مقدم ہی فرمایا سوا تمھارے اور کسی سے فکر اسکی نہ ہو سکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے مین اُسکو مارنے دریا مین جاتا
ہون کہ برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہو جائے امیر نے برق جادو کو الگ لیجاکر خوب سمجھایا اُسنے عرض
کیا کہ مین کنیز ہون راہ اسلام مین جان تک میری کام آئے تو نثار کرنے کو موجود ہون مگر اسمین شرط یہ ہی کہ چاہ الماس
کے خراج سے سروکار نہ رکھیے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے
حاصلات سے خبر نہ ہو عرض کیا کہ غلام کو منظور ہی غرض دونون طرف سے نوشت و خواند ہوئی کاغذ پہ شاہدون کی
مہرین ہو گئین ایک کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریا کے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد دیکھ
ایک تدبیر خیال مین آئی اُسی وقت نجارون کو لشکر کے بلا کر انکو نقشہ بناکر دیا کہ اس صورت کا صندوق بناکر تیار کر دو کہ
دریا مین پڑے تو مچھلی کی صورت معلوم ہو نجارون نے علیحدہ قنات کھڑی کروا کر اُسمین بیٹھکر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا
اور چار طرف اسکے چار آئینے لگوائے آب بین کہ اُسمین احوال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہو اور دونون طرف اُس صندوق
کے دو سوراخ ایسے رکھے کہ اُسمین سے آمد و رفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور اُن سوراخون پر بھی آئینے نصب کروائے اور
درزین اسکی موم سے بند کروادین کہ پانی اُسمین سرایت نہ کر سکے جب وہ صندوق تیار ہوا نجار لیکر آئے عمرو نے رنگسازون
کو بلایا کہا کہ اسپر رنگ کیا جائے کہ مچھلی مین اور اسمین فرق نہ معلوم ہو رنگسازون نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے
امیر سے کہا کہ حمزہ غلام رخصت ہوتا ہی عفو تقصیرات کا امیدوار ہی کہ موت زیست سب کے ساتھ ہی خدا جانے زندہ پھر کر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پہ گذریگی وہ تم پر بھی
گذر جائیگی عمرو نے رو دیا کہ حمزہ یون جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلا کر کیون نہ مرین شاید مدد پروردگار ہو کر وہ
حرامزادہ ہاتھ آجائے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہون عمرو کی باتون پر کچھ شق ہوتے تھے کرب و
بدیع الزمان و علمشاہ سب لپٹے ہوئے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے پاس
رکھا اور سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسنے بھی امام ضامن بازو پر عمرو کے باندھا کہا
کہ خدا کو سپرد کیا ہو عمرو صندوق کھولکر اندر اُترے گئے اور دونون ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور کمند آصفائے باصفا
کا ایک سرا صندوق مین پکڑ کر ہاتھ مین لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ مین دیا اور ایک چرخی کھڑی کروائی امیر سے کہا کہ
اب صندوق میرا اُٹھا کر دریا مین پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو مین آپ کے سپرد کرتا ہون امیر
صندوق کو گلے لگائے رو رہے تھے کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوئے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے کہا اے شہریار اب
زیادہ مجکو خلائق مین رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر ششمش کی فکر مین جاتا ہے صندوق میرا اسی چرخی پر سے دریا مین ڈالدیجیے
اور سرا کمند کا اسی رہٹ پر باندھ دیجیے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے کا مین نے ساحر ششمش کو پکڑا اُسی وقت
کمند کھینچ لیجیے گا یہ کہکر دروازہ صندوق کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو دراز ہو جا امیر نے صندوق
عمرو کا رہٹ پر سے دریا مین پھینکا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے سر کمند کا لیے ہوئے انتظار مین بیٹھے تھے آنکھین
لگی ہوئی تھین کہ جب عمرو کمند ہلائے تو اُسے کھینچین لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا مین صندوق مین بیٹھکر
تلاش مین ساحر ششمش کے روانہ ہوا اور صندوق مین کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہیے کل کے زور سے صندوق
کو پھیر لیجیے غرضکہ تین روز تک عمرو تلاش نہنگ کی کیا کیا تہ زمین تک ڈھونڈھ مارا کہین پتا ساحر ششمش کا نہ لگا
دل مین کہا کہ اے عمرو نا امید نے تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہے اور نہین تو ساحر ششمش انسان
ہے اور انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس گرداب بلا مین زندگانی کرے یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا اور آئینہ آب مین
سے چہار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیان بھاگی چلی آتی ہین اور پانی صاف
ہوتا جاتا ہے اور پانی کی موجین اُٹھنے کا غل ہے اور پرکالہ ہائے آتش اُڑتے معلوم ہوتے ہین عمرو گھبرایا کہ یہ پانی مین
کیسی آگ لگی ہوئی ہے لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ مقرر آمد ساحر ششمش کی ہے کنارے ہوکر دیکھنے لگا کہ ہوا تیز چلی پھر
دیکھا کہ لکہ ابر درہ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دو سو گز کا قد اور تمام بدن منقش اور
سر پر ایک بڑا سا سینگ منھ سے شعلہائے آتش نکلتے ہوئے چہار طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے دل مین
کہا یہی ساحر ششمش ہے صندوق کی کل کو پھیرا برابر اُس نہنگ کے آیا اور کمند آصفائے باصفا کا حلقہ بنا کر شاخ
مین نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلے مین اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر ششمش حیران ہوا کہ
یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی ہے جو جو زور کرتا ہے گلے مین پیوست ہوتی جاتی ہے سانس تنگی
کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہان امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہین رہٹ کے سرے مین کمند بندھی
ہے کھانا پینا سونا جاگنا سب اُسی مقام پر مقرر کیا ہے جب تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی امیر کو
وہم ہوا کہ شاید عمرو گھٹ گھٹ کر مر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس چیخ مار کر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے کہ اے
حرباز وے اسلامیان کی وای بیکل بازوے صاحبقران اے انیس و مونس حمزہ وای عاشق و معشوق حمزہ
خدا کے واسطے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ مین طاقت تیری جدائی کی باقی نہین رہی اور اس حالت

اضطراب مین چاہا کر دریا مین گر پڑین کر جہان میرا یار گیا وہان مین بھی جاؤنگا کرب وبدیع الزمان وعلمشاہ لپٹے
اور کہا کہ ای شہریار جلدی نہ کیجیے ادھر برق جادو رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ افسوس فلک نے مجکو بے وارث
کر دیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی غل ہوا کہ کمند ہلی
امیر تو عاشق ہین عمرو کا راستہ دیکھ ہی رہے تھے مجرد حرکت کے بڑھکر کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر مین
صندوق عمرو کا رہٹ پر سے ہوکر زمین پر گرا امیر دوڑکر لپٹے کرب وبدیع الزمان وغیرہ بھی لپٹے ہوئے تھے
عمرو صندوق کھولکر باہر آیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگا کر رو دیے کہا خواجہ اگر آج تم
نہ آتے تو مین دریا مین کود پڑتا اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ ای شہریار مین تلاش مین تھا اُس کافر غدار لینے ساحر کش
کے فرمایا کہ پھر کچھ پتا لگا عرض کیا کہ ای شہریار مین کمند مین باندھکر اُسے چھوڑ آیا ہون حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی
نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اسکا قد ہے اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اسکے سر پر ہے رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے آدم
مین اسکی بڑے بڑے نہنگ گھڑیال سونس مگر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لکے سا آگ کے شعلے منھ سے نکلتے ہوے جب
اُسے مین نے دیکھا کانپنے لگا مگر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہے یہ چلا گیا تو پھر کاہے کو
ملیگا بس اپنے دل کو دلیر کرکے اسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اسکی مارا اُسنے جھکر لیے تو پیچھے کھینچا
وہ حلقہ اسکے گلے مین بھی ہوگیا جب وہ گرفتار ہوچکا تو تڑپا اور بھاگا مین نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو دراز ہوجا
جہان تک یہ بھاگے بڑہتی ہوجا اب گرفتار تو مین کرچکا کھینچنا آپ کا کام ہے اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہین
مین دبلا پتلا ہون امیر نے سردارون سے کہا کہ کھینچو زور کرو بس علمشاہ کرب بدیع الزمان حمزہ زادے سب باری باری
کھینچا کسی سے نہ کھنچا اسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کرکے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپکر نکلگیا کئی زور صاحبقران
نے کیے دو چار ہاتھ کھینچا پھر زور کرکے چلا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک
کرکے زور کیا لیکن ساحر مستمش ایک پہاڑ مین لپٹگیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھنچا آخر سب عاجز ہوے امیر نے فرمایا خواجہ
تمھین کھینچوگے تو کھنچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھمین اتنا زور کہان مگر روپیہ ہو تو مین کھینچوا دون امیر نے پانچ ہزار تومان عمرو
کو دیے اسوقت عمرو نے کمند ہاتھ مین لی اور معجزہ طلب کیا کہ ای کمند تو گز بھر کی ہو جا سب دیکھتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ
کھینچی تو ایک نہنگ عظیم الشان اسی چرخی پر سے ہوکر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کر زمین پر غار ہوگیا اور سب نے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوے مگر وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا تو
کمند مین پھنسا ہوا تھا مگر نتھنون سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا از بسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی نہ ٹوٹتی
تھی اور گلے مین نہنگ کے پیوست تھی پہر پہر تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سرا کمند کا عمرو کے ہاتھ مین دوسرا
سرا نہنگ کی گردن مین جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیون حرامزادے مستمش جادو تو نے مجھے بڑی محنت
لی دیکھا کیونکر پکڑا تجھے او حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہے نہ آئیگا مین تیرے لیے آگ مین جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بنا کر بھیجے سب کا ناک مین دم ہے اور سارا لشکر پتھر کا ہوگیا ہم تو عاجز ہوکر تجھکو پکڑنے آئے کہ دیکھا
کسی طرح جان نہین بچتی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگ گیا او حرامزادے دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت نہ تھی گلا کمند مین پھنسا نفس در نفس پیچیدہ تھا چپکا نگاہ حسرت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہوگیا تھا عمرو نے امیر سے کہا آپ دیکھتے کیا ہین قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے سردارون
سے کہا کہ یارو اس کافر کو ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردو یہ سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب دلاور

قمر وادی تلواریں کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد میں صد ہا تلواریں پڑ گئیں مگر یہ رومیں تن تھا نہیں بدن پر ہی خط تک نہ پڑا
جو تلوار پڑتی اچٹتی امیر نے خود تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہوا رونگٹا تک نہ کٹا جو تلوار پڑتی تھی ساحر ہنس
ہنستا تھا اور اب اسکے اوپر ڈھنڈہ بھرا اور سخت باقی رہگیا اسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کرلی ہو کوئی حربہ اثر نہیں کرتا
یہ سمجھے ہوے ہو کہ اتنا زمانہ گذرا اور میں چھوٹا پھر میری موت نہیں ہو لیکن امیر یا تو تینے مجبور ہو کر عمرو سے فرمایا کہ
خواجہ کہیں اسے مارو گے تو یہ مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت کچھ دو تو ملک الموت کو بلاؤں صاحبقران نے فرمایا
کیا واہیات بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہیں رشوت لی ہو مگر تم اسکی قبل کردائی یا جندار تو مان ہے تو عمرو نے کہا یہی
چاہتا ہوں امیر نے روپئے منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپئے تو نذر زنبیل کیے اور ڈراسا کرچھا نکالا آگ جلوا کر سیسہ
اسپر گرم کیا جب سیسہ خوب پگھلا عمرو نے اس کرچھے کو اٹھا کر منھ کے برابر نہنگ کے لایا نہنگ نے منھ بند کر لیا عمرو نے
ہتھوڑا دادو دی نکالکر جو منھ پر مارا جو کا دانتوں کا ٹوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک مدریچہ بنگیا عمرو نے سیسہ اسمیں ڈال دیا
بس سیسہ کے جاتے ہی اعضا اسکے ادھار ہونے پڑ رہے جلکر خاک ہو گئے بس تڑپنے لگا ایک چیخ مار کر تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی
چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوا کی اولا برسا کیا بعد بہر کامل کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ساحر شمش
بود بیرون نے اسکے بہت خاک اڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہو سکی خاک اڑا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم اُلٹا
مرا ہوا پڑا ہو سلاخ شیشے کی جو ٹوٹ کر درمیان سے گذر گئی ہو حال یہ کہ بیرون تک ہیں اور سیاہ فام ہو قد بیستالیس آرچ کا ہو
تنگ کمار وے کا بند جا ہو بت خانے کے کسی تک بندھے ہین عمرو نے دیکھا کہ بت چاندی سونے کے جواہر نگار ہیں بھول کر زنبیل
کرلیے بعد اسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پاے فیل میں بندھوا کر آگے سواری کے لیجلو امیر نے عمرو کو خلعت ایسا عنایت کیا کہ
آج تک کسی کو نہ دیا تھا برق جادو نے کہا کہ خواجہ وہ کام تمنے کیا ہو کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس را نبود دسترس بہ اژدہو کرے
نکند ایچ کس به خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر شمش کو ڈھونڈھتے یا اس سے سامنا کرتے یہ دل جگر تمہارا ہی
تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمہاری خاطر سے میں نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاشہ ساحر شمش کا پاے فیل میں بندھوا
لیکے روانہ ہوے رہے لشکر اسلام کا کیا مگر یہاں شہر فرعونیہ کا حال سُنیے کہ ادھر تو ساحر شمش مارا گیا اُدھر شہر فرعونیہ میں
زلزلہ ہوا گنبد بینائی کرچیان ہو کر اڑ گیا اور وہ جھنڈیاں کہ ایک یک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذ کی بیتوقیں بنکر رہ گئیں لڑکے
اسے لوٹ کر لیگئے بختیارک نے وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر شمش مارا گیا فرعون پکارا او ترساق
کیا واہیات بکتا ہو خبردار ایسی بات پھر منہ سے نہ نکالنا نہیں تو مار ڈالونگا کہ چند دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد بینائی کرچیان ہو کر
اڑ گیا اور وہ جھنڈیاں کہ ایک یک علم معلوم ہوتی تھیں وہ کاغذ کی ہو گئیں لڑکے لوٹکر لیگئے بختیارک یہ سنتے ہی تار و ہونا ہے
لگا فرعون حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہو گا پہر دن رہے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر شمش کو مارا عمرو دربار کے اندر
گھسکر اُسے پکڑ لایا لاشہ اسکا پاے فیل میں بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہے یہ سنتے ہی فرعون تو جیتے جی مر گیا بختیارک
نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کسواسطے کہ جب ساحر مرتا ہو تو اسکی بنائی ہوئی شے مٹ جاتی ہو غرض فرعون اگرا نے
قصر پر بیٹھا تھا بختیارک سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاشہ ساحر شمش کا پاے فیل میں بندھا ہوا لیے جاتے ہیں فرعون
نے چہا نا روتا پیٹتا وہاں سے اٹھا تمام شہر فرعونیہ میں ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہوے
شگفتگی انکی بیطرف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر شمش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا ہاتھ تخت کو بوسہ
دیا شہنشاہ گیتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے میں برچہ اخبار ماتم فرعون کا ساحر شمش کے غم میں اور

احوال شہر فرعونیہ کا گذرانا کہ جھنڈیان تو شہر دے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹین سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہین عمرو یہ اخبار پڑھ کر بہت اخبار نویسون اور جاسوسون پر خفا
ہوا کہ کوئی ایسی خبر وحشت اثر لاتا ہی خبردار اب اسطرح کی خبر و سُنانا اُنھون نے عرض کیا کہ اسمین غلامون کا کیا قصور
ہی جو کچھ وہان ہوتا ہو ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہین عمرو کو حول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ
مین تمھین ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہین ہی مجکو مطلب زر و مال سے
ہی غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیے اور بادشاہ نے بھی خلعت و زر بہت سا عنایت کیا سردارون نے
بھی حسب لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہین ہی عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب رفع ہوتا ہی مگر خیر آنسو تھم گئے
بعد اسکے امیر سب ساحرون کی طرف مخاطب ہوے کہ صاحبو تمسے اقرار اسلام لانے کا ساحر شمشش کے مارے جانے
پر تھا اب وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سبنے عرض کیا کہ ہمین انکار کب ہی
امیر نے سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای
شہریار اسی جشن مین شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے برق جادو سے کہا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز
ہون مجھے عذر کب ہی غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے
برق جادو کے کامیاب ہوا بعد اُسکے تمام ساحرون کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب
جادو قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی مہروق کہ شیروئیہ کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے
عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس کو جائیگی یہان زیر دست ہو کر رہنا ہے عمرو کی نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو
میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو کوئی قبائل عمرو سے تمسے کچھ خلقی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمھین بُری
نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ سب کو میرا بھی پاس خاطر ہی برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بندوبست کون کریگا
فرمایا کہ ادلوس جنی کو بھیج دو برق جادو نے ادلوس جنی کو اپنا نائب کر کے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے
پردہ نشینی اختیار کی لیکن حال فرعون کا سُنیے کہ مرنے سے ساحر شمشش کے نہایت اُداس بیٹھا ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ
بختیارک نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپ کی خدائی کا شمشش جادو کے دم تک درست تھا اب کیجیے کیا ہوگا
اگر خدا پرستون نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای بختیارک مین اپنے دوستون کو نامے لکھتا ہون
سب مدد کو آئینگے بختیارک نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو پہلے حمزہ سے چالیس روز کی مہلت مانگ لیجیے بعد اُسکے اپنے مددگارون
کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای بختیارک مین نے کئی ہزار برس بیشتر یہی تقدیر کی تھی حقیقت مین تو وزیر باتدبیر ہی
اُسیوقت دبیر سے نامہ لکھوا کر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران مین روانہ کیا یہان دربار جمع ہی سب سردار موجود
ہین خبر پہونچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہی فرمایا آنے دو ہمارے روبرو آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامے کو پڑھا لکھا
تھا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہون امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھدیا
کہ کیا مضائقہ ہی اور ای فرعون اب بھی ہوش مین آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک ہین
سب تجکو دیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجکو بڑا بھروسا ساحر شمشش کا تھا اُسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آتی ہی
پھر نہین ٹلتی ہزار پردون مین چھپے کیا ہو سکتا ہی یہی دلیل ہی خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات نصیحت آمیز
لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش فرعون پاس آیا نامہ دیا فرعون مہلت پا کر بہت
خوش ہوا اور اُسی وقت دبیر کو بُلوا کر حکم دیا کہ نامے ہمارے دوستون کو لکھو کہ لشکر حمزہ سے اور ہمسے

مقابلہ ہو اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحر بھی کام آئے کوئی لڑنیوالا باقی نہین ہے اگر حق دوستی ادا کرنا ہو تو اے فی
اور شہر یک جہان ہو کہ دوست وہی ہے جو برے وقت مین کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست + در پریشان
حالی و درماندگی + نامہ کو دیکھتے ہی کھانا ہو وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھو جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ ایک نامہ پرویز
بن ہرمز کو بھیجا اور ایک نامہ زیور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلازل کشمیری کے پاس ارسال کیا
ایک نامہ صلصال بن دال بن ریون شمامہ جادو کو لکھا اور جا بجا بہت سے نامے روانہ کیے آپ مصروف
عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعونون نے ہر طرف نامے لکھے ہین لوگون کو اپنی مدد کے لیے بلایا ہے
فرمایا کچھ پروا نہین ہے بندہ پروردگار ہین کسی سے نہین ڈرتا یہی باتین ہو رہی تھین کہ باہر سے بارگاہ کے آواز زنگولون کی
بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہان سے آئے ہین کہ چوبدار باہر گیا آکر عرض کیا کہ ملک باختر سے عیار آئے
ہین امیر نے فرمایا انھین سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے ہین دعا و ثنا بجا لائے عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ
بن قران و جانسوز بن قران ساتھ چند عیارون کے آئے ہین عمرو نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نوازش کی اور
حال باختر کا پوچھا انھون نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہین کوئی شہر نہین چھوڑا کہ جسے برباد نہ کیا ہو اور لوگون کو
ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگوشیم مین ترکیون خاوریون کو قتل کیا اختم بن جمشید آتشی شہید ہوا عنطلی آباد مین
ملکہ جادو کو غوجان وریا باری کے ساتھ منسوب کیا اس شیرزن نے غوجان کو بیجان کیا اور بھاگی ایرج
نے اسے ہفت درہ عنطلی آباد مین جا کر گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار بنکر ملکہ جادو کو کشتیون پر سوار
کر کے قلعہ ذوالامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مار کر چلا گیا بعد اسکے ایرج قلعہ ارمنو حصار پر پہونچا جہان
کہ مال و خزانہ چھپے مین کہ سر سنگ ناٹی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ایرج
عیاری کر کے قلعہ مین گیا سب کو خنجر اپا غلامون کو آپ نے قتل کیا سر سنگ نٹی بھی زخمی ہو کر شہید ہوا مال و
خزانہ آپ کا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غیظ مین آیا امیر سے کہا کہ اے شہریار اگر جا کر باختر
مین اس بزرا ترکچے کو سزاے معقول نہ دی ہو گی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہو گا تو نام اپنا مہر سپہر عیاری زنہ لکھا
ہو گا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اسنے میری استادی کا حق ادا کیا
حمزہ مین اب ایک دم یہان نہین ٹکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش مین نہین رہا ہے فرمایا
کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہان آؤ ان سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئین جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہو عمرو بولے کہ اے حمزہ ایسا ہی ہو گا سب کو شہر فرعونیہ
مین لاؤنگا غرض اسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ
مین بیٹھے ہوے تھے سراپچھے سامنے سے کھلوا دیے تھے سیر صحرائی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولا گرد کا اٹھا جب وہ گرد
غلطان پیچان قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سر برہنہ پیدا ہوا آکر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگون نے
اس سے پوچھا تو کون ہے کہان سے آیا اسنے کہا کہ شاطر ہون عجیل ماہرو کا دربند سیقولیہ سے آیا ہون عرضداشت
لایا ہون امیدوار ہون کہ مجھے سامنے صاحبقران کے لیچلو کہ جواب و سوال کر کے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اسے بلایا اسنے
عرضی گذرانی امیر نے کھولکر اسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب اتالیق عجیل ماہرو کا اسنے لکھا ہے کہ یا صاحبقران دوران
از قضاے الہی عجیل ماہرو [illegible] عالم بقا کو کوچ کر گئے تابوت مین نے امانت رکھا ہے اور تمام مال و اسباب
نقد و جنس [illegible] رکھا ہے [illegible] جیسا حکم ہو دیا جاے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

یہ پڑھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش میں آئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے نام
تجمیل باہرو کا وردِ زبان تھا کہ ہائے بھائی تم ہمکو چھوڑ گئے اور ایسے گم ہوئے کہ پھر ہمکو نہ ملوگے اب ہم تمھیں کہاں
پائینگے غرضکہ خوب روئے خوب پیٹے بہت حالت تباہ کی تین روز تک سیاہ پوش رہے بعد اُسکے اُسی عیار کو بیستونیہ
کی طرف روانہ کیا کہ جاکر تابوت تجمیل کا مکۂ معظمہ میں پہونچا دو اور ایک راوی روایت کرتا ہے کہ اب قاسم کو امیر روانہ
باختر کرتے ہیں کہ تم جاکر مال و اسباب تجمیل کا اپنے قبضے میں کرو اور ناموس کو اُسکے قلعہ ذوالامان میں پہونچاؤ
اپنے ہمراہ لیجاؤ اور تابوت کو اُسکے بیت المقدس بھیجو قاسم حکم امیر سے روانہ ہوا بعد چند روز کے بیستونیہ میں پہونچا تابوت
تو خانۂ کعبہ کو بھیجا سالم عرب کو ساتھ کیا اور آپ ناموس و مال و خزانہ ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا اثناے راہ
میں ایک شخص کو آتے دیکھا اُس سے پوچھا کہ کچھ حال ایرج کا جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے اُسنے جواب دیا کہ وہ نواحی
ذوالامان میں ہے اور چاہتا ہے کہ شہر کو تباہ کرے قاسم نے کہا کہ سبب شہر کے تباہ کرنے کا کیا ہے اُس اجل رسیدہ کے
منھ سے نکلا کہ ایرج ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہو چاہتا ہے کہ اُسکو اہل اسلام سے چھینے بس یہ کلمہ سنتے ہی جہاں آنکھوں
میں تیرہ و تار ہوگیا کھینچکر تیغہ کلارک افراسیابی مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اور مال و خزانہ مع ناموس تجمیل اپنے
رفیقوں کے سپرد کیا کہ تم لیکر آؤ میں یہاں سے جلد جاؤنگا اور آپ تنہا شبارہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا خیال دل
میں کیا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو سزاے معقول اور گوشمالی دونگا۔

اب دو کلمے داستان داراب کشور کشا کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ داراب کشور کشا نے بدر بن زلزال یا بتیجی کو مع لشکر کے ملک سنجان میں چاہ کے اندر قید کیا ہے اور داراب
شہر سنجان سے کوچ کر کے برابر قلعۂ سنگینہ ملک حرمان کے آیا اہرمن اور ساریخ بن اہرمن نے دروازہ بند
کر لیا داراب نے قلعہ کا محاصرہ کیا دوسرے روز پیغام بھیجا کہ اے اہرمن بہتر یہ ہے کہ خزانہ بدیع الزمان کا میرے
سپرد کر دو اُسنے جواب بھیجا کہ میں ایک حبہ اسمیں سے نہ دونگا تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر داراب یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور
چند تدبیریں کیں کہ کسی طرح قلعہ لوں کوئی تدبیر نہ چلی قلعہ ہاتھ نہ آیا اسواسطے کہ قلعہ پہاڑ پر ہے اور گھاٹیوں پر پتھر تراشے
ہوئے رکھے ہیں راستہ تنگ ہے ایک سوار کے سوا دوسرا نہیں جا سکتا یورش کرے تو کیونکر کرے ناچار دست بستہ ہوا جب یہ
خبر پہونچی سہیل بن جاودہ بدر بن زلزال کو جو خبر اگر ملیگی اور رنج زیادہ ہوا داراب نے کہا کہ قلعہ پر یکہ و تنہا جاؤں اُنکے لوگوں
نے منع کیا کہ ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا داراب ناچار و مجبور وہاں سے کوچ کر کے شہر زریں پر آیا شہر زریں بھی
بدیع الزمان کی طرف سے جمشید خورشید مالک ہیں اور طہماس خان بن گنجاب سپہ سالار ہے
داراب قلعہ سنگینہ سے ملک حرمان پر گیا تھا وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا اور بدر بن زلزال کو پکڑ لیا تھا
اب ادھر آتا ہے جلدی سے اپنے عرضی شاہزادہ نورالدہر کو لکھی کہ اے شہریار عالم
ہے دست راسیوں سے داراب کو لیکر آیا ہے ملک کو چھین باختر کو چاہتا ہے کہ تمام علاقہ بدیع الزمان کا
کے ہاتھوں برباد کرے اور شہر زریں پر آیا ہے ہم میں اتنی قدرت و طاقت نہیں ہے کہ داراب سے مقابلہ کریں
جلد ہماری خبر لیجیے نہیں تو ہم سب مارے جائینگے اطاعت اُسکی نہ کرینگے بس یہ عرضی لکھکر سر بمہر کر کے عیار کو دی
کہ جاکر خدمت میں شاہزادہ نورالدہر کے پیش کرنا وہ عیار عرضی لیکر روانہ ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا اُڑتا ہوا
چلا جاتا تھا قضاے کار اتفاقات روزگار لشکر غضنفر بن اسد کا دامنہ کوہ میں پڑا ہوا تھا اور غضنفر
ہوا سیر صحرا کی کر رہا تھا کہ دیکھا ایک عیار کمال چستی و چالاکی سے چلا جاتا ہے فولاد بن شہاب سے کہا کہ

اس عیار کو بلا لاؤ ملک سنجان کی طرف سے آتا ہے خدا جانے کہان جاتا ہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کے دوڑا عیار کو روکا
کہا چلو آقا ہمارا غضنفر بن اسد تمکو بلاتا ہے وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا
کہ تو کون ہے کسکا عیار ہے کہان جاتا ہے اُسنے تمام احوال داراب کا بیان کیا کہ عرضی طربدخان کی شاہزادہ نور الدہر
کے پاس لیے جاتا ہون غضنفر نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا کچھ نور الدہر پاس جانے کی ضرورت
نہین ہے مین چلکر اُس دھوبی بچے کو پٹرا کرتا ہون اور اسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے دوسری بوق
بجائی تھی کہ سب اُسکے ساتھ والے بارہ ہزار قزاق تیار ہو گئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیسری بوق بجا کر
چل نکلا اُسوقت پہونچا کہ داراب کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی سبز دخمہ کے استادہ ہوا تھا لشکر داراب کا کوسون تک
اُترا چھ لاکھ سوار کا لشکر ہے اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن کو تو دامنۂ کوہستان
مین اُترا لیکن طربدخان نے دروازہ قلعہ کا بند کروا لیا مستعد جنگ ہو کر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال بیان
کیا کہ کمک کو آپ کی آیا ہے طربدخان یہ سُنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب پر
شبخون کر کے قتل کرنے لگا بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آب پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا داراب شبخون
کی خبر سنکر باہر نکلا جو رہتا مین اُسکے ساتھ چلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا تھا اور قتل کر رہا تھا آب پرستون
کو دو دستی تلوار سے مار رہا تھا دیکھا ایک غلغلہ ہے آب پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی مُنھ پر چڑھ نہین سکتا اور قزاق بھی
قتل کر رہے ہین کوئی آب پرست مقابلہ نہین کر سکتا کہ داراب نے نعرہ کیا او دیوانے کہان جائیگا میرے
ہاتھ سے آیا ہے کیا مجکو ایرج کی طرح سمجھا ہے غضنفر پکارا او آب پرست دھوبی بچے عمرو کے تصدق سے
دھو دھا کر پاک ہوا ہے مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہے کہ تو یہان والون کو تنگ کر رہا ہے
اگر دعویٰ بہادری کا ہے تو قلعہ ذوالامان مین سب جمع ہین وہان چلکر زور آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ
کرتا ہے مین بھی جاتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چلا آ دھر سے داراب پکارا کہ تو نے اتنے لوگ میرے مار ڈالے مین مین
کیا تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجکو تو کیا خلوا سمجھا ہے یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر برس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑ گیا مگر شاگرد ہے عمرو
کا چوٹ نہین کھاتا ہے غضنفر نے دیکھا کہ آب پرست مار نہین کھاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری
کہ باگ کٹی گھوڑا ایلان ہو کے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا کہ غضنفر نے تلوار جو ماری گوشۂ سپر کو قلم کر کے
سر پر داراب کے پڑی کہ تین اُنگل اُتر گئی داراب نے دشنہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی مگر سر سے خون جاری ہوا
زخم سر کو باندھا چاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکل گیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور
نہین ہے اور بوق بجا کر اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہو کر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے
تھے اُنکی لاشین اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کر کے شہر زرین
سے دست بردار ہو کر قلعۂ ذوالامان کا راستہ لیا اُنکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے۔

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو پہلے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہے وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا منظر بن ضیغم خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کر کے ملک سبائل سے باہر آیا ادھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو
ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن کو میرے واسطے لیکر چلے آؤ تو بہتر ہی نہین تو زہرۂ
آفتاب پرستان آتا ہی تمسے مار کر چھین لیگا تمھارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہی جب نامہ لکھا جا چکا تو شہیم زنگی کو
دیا کہ یہ نامہ تو جا کر سلیمان شاہ فارسی کو دے آ اور جواب اسکا لے آ شہیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان کی بارگاہ
مین بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہی کہا بلا لو جو تھین شہیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ
نے دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے اسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران
دوران ہی اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی انکی طرف دیکھ نہین سکتا ہی پہلے ہمین قتل کریگا
تو انکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شہیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے ایک نامہ
نور الدہر کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان قلعۂ ذو الامان پر ایرج کیطرف سے
لاہوت شاہ آچکا ہی اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہی آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس برباد ہوگا اور ایک عیار
کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اور اعانت چاہی اودھر شہیم زنگی نے نامے کا جواب لا کر
لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی بھیجی کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ
سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا بر سر فساد ہی بغیر آپ کے آئے کچھ کام نہ نکلے گا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسیوقت طہماسپ
بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہاز و کشتیون پر سوار کر کے پیچھے یافث
کے روانہ ہوا اور اودھر نامہ سلیمان شاہ کا جو نور الدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب شہریار
ہمرکاب تاجدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون مجھے قلعۂ ذو الامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر یکہ و تنہا گھوڑے پر
بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ یکبیک کڑک کر گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو کو سامنے کھڑے دیکھا
پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہی کہا کہ کیا کام ہی وہ رونے لگا کہا کہ تجھے اس
قد و قامت پر روتے ہوئے شرم نہین آتی ارے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام
میرا دیو مراد ہی مگر نامراد ہون تجھے اسواسطے لایا ہون کہ مراد کو اپنی پہونچون کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو مراد
نے رو کر کہا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے
پہلو مین لیے بیٹھا تھا شرابخواری کر رہا تھا کہ دیو اژدہاش آیا اور میری معشوقہ پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس
پریزاد کو مجھے دے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھسے تو اُسنے مار کر ہٹا دیا اور میری معشوقہ کو لیے چلا گیا
مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ نبیرۂ زلزلۂ قاف ہین میرا معشوق مجکو دلوا دیجیے کہا کہ مکان دیو اژدہاش کا
کہان ہی عرض کیا کہ پردۂ دوم قاف مین کہا کہ تو مجھے وہان لیچل کہ مجھے پردہ دنیا مین بہت جلد جانا ہی لیکن پہلے
تیری معشوقہ کو تجھے ملا لونگا تو جاؤنگا اُسنے کہا کہ بہت خوب اور اپنے اوپر سوار کر کے اُڑ کر روانہ ہوا قریب مکان
دیو اژدہاش کے لا کر اُتار دیا اور بتایا کہ وہ سامنے مکان دیو اژدہاش کا ہی یہین وہ رہتا ہی تو نور الدہر
نے کہا تو یہین موجود رہ مین جا کر اُسے سزا دیتا ہون دیو مراد بولا مین حاضر ہون نور الدہر وہان سے چلا اور
دیو اژدہاش کے مکان مین بیخوف و خطر چلا گیا اُسوقت پہونچا کہ دیو اژدہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہ رہا ہی کہ مجھے
قبول کر نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہ رہی ہی کہ مجکو جان دینا گوارا ہی مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر زبردستی
کریگا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی مجھسے دور دور رہ نزدیک نہ آ دیو اژدہاش منتین کر رہا ہی کہ سامنے سے نور الدہر

دکھائی دیا دیو پکارا کہ او آدمزاد کہاں سے آیا ہو شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ پانو کے بندھے ہوئے ہیں اور
دیو اژدہاش تشنیع کر رہا ہی کہ نورالدہر نے نعرہ کیا او قرمساق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیو مراد کی معشوق کو چھین لایا
آیا ہوں کہ تجھکو سزا دوں منم نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان دیو اژدہاش پکارا کہ او
آدمزاد تو مجھے دھمکاتا ہی دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں اور دوڑ کر وار شمشاد شاہزادے پر ماری نورالدہر نے اسے خالی دیا
وہ زمین پر پڑی کہ خاک میں دراڑی گرد اڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب ہوا نورالدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا میں موجود ہوں کسکو تو نے مارا اسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کرکے ہاتھ سے دیو کے
لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تادیر کشتی رہی ایک مقام پر نورالدہر نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نورالدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیو مراد تیرے واسطے بیقرار ہی پریزاد شاہزادے کے
ساتھ ہوئی اُدھر سے دیو مراد آتا تھا دوڑ کر شاہزادے کے قدموں سے لپٹا گرد پھر اتصدق ہوا وہاں سے اُس پریزاد
سمیت اپنے مکان میں نورالدہر کو لایا دعوت کی نورالدہر نے کہا او دیو مراد خدا نے فضل کیا تو اپنی مراد کو پہونچا
اب ہمیں پردۂ دنیا میں پہونچا دے اُسنے کہا میں غلام ہوں جہاں فرمائیے وہاں لیجاؤں اور اپنی معشوقہ کو اپنے
مکان میں چھوڑ کر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے روانہ ہوا چوتھے روز پردۂ دنیا میں پہونچا گرد شہر عجم معروف
سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہاں اُترا ہوا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ میں زمین پر اُتر کے دیکھوں کہ یہ فوج کسکی ہی
دیو مراد شاہزادے کو زمین پر لایا نورالدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلازل عجمی قلعہ پر یورش کیے چلا جاتا ہی اور قلعہ
پر سے گولہ پڑ رہا ہی وہ کافر دکرتا ہوا چلا جاتا ہی نورالدہر نے دیو مراد سے کہا کہ اسکو تو پکڑ لا دیو مراد گردن بدر کی
پکڑ کر اُٹھا لایا نورالدہر قلعہ کے اندر جا کر اُترا قاہر بن قہرمان عجم نے آکر ملازمت حاصل کی نورالدہر نے حکم دیا
کہ بدر بن زلازل کو تو لیجا کر زندانخانے میں اسیر رکھو اور آپ فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور لشکر بدر پر گرا قتل کرنا
شروع کیا تمام مال واسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی نورالدہر پھر کر قلعے میں آیا قاہر بن
قہرمان نے دعوت کی مگر لشکر بدر کا بھاگ کر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا اور
نورالدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ میں ہر چند اُس نالائق سے منع کرتی ہوں کہ تو خدا پرستوں سے
نہ لڑ وہ نہیں مانتا خیر سمجھ لونگی یہ کہکر بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہاں نورالدہر نے دیو مراد کو رخصت
کر دیا آپ عیش و عشرت میں مصروف ہوا رات کو دریکیرہ بیہوش سو رہا تھا کہ برہمن جادو کی نگاہ جو نورالدہر
پر پڑی دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کرکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر اپنے پاس رکھا بدر بن
زلازل کو زندان سے رہا کرکے جزیرہ فندق میں لائی بدر نے کہا کہ او ملکہ برہمن جادو اس نبیرۂ حمزہ کو میرے
حوالے کر کہ میں قتل کردوں اُسنے کہا کہ بیٹھ نامراد و نالائق تجھکو اس سے کیا سروکار ہی اُسنے کہا اگر تم مجھے نورالدہر کو نہ دوگی
تو میں تمہارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا میں تیری خواہاں نہیں ہوں بدر بن زلازل تو برہم ہو کر
چلا گیا اب یہ نورالدہر کو صحبت میں لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نورالدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت میں پایا سامنے
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ میں تجھپر عاشق ہوں اور تیری محبت میں اپنے دوست قدیم کو میں نے
نکال دیا نورالدہر بولا او برہمن جادو ہمارے خاندان میں کوئی جادوگر سے ہمصحبت نہیں ہوتا مجھسے تیرا مطلب حاصل
نہوگا اُسنے کہا تو میں تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہی تو مار ڈال اُسنے ہر چند چاہا کہ شاہزادہ
کسی طرح راضی ہو نورالدہر راضی نہوا جھنجھلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے کباب کرکے کھاؤنگی

اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجا کر زندانخانے مین رکھو لوگ لیگئے قید مین بند کیا لیکن بیٹی ہی برہمن جادو کی کہ نام اسکا
مشک افشان جادو ہی اسکو نورالدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق مین
بند کر دریا مین بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نورالدہر کو مین کباب کھاؤنگی لوگ جو زندانخانے مین
آئے شاہزادے کو نہ پایا جا کر برہمن جادو سے کہا کہ نورالدہر غائب ہو گیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ ایک
ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہین تو سچ بتاؤ کہ نورالدہر کیا ہوا آخر کو لوگون نے ڈر کے مارے کہدیا کہ مشک افشان
جادو یہان آئی تہین بس اسنے جا کر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او بدبخت تو نے اُس خداپرست کو کیا کیا کہا کہ امان جان
مین نے اُسے دریا مین بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت برا بھلا کہا مگر اب کیا ہوتا ہی بدر
جو اُس سے بگڑ کر چلا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دل مین سوچ رہا ہی کہ کیا کرون مین ناحق چلا آیا غرضکہ رات
وہین بسر کی صبح کو نخچہ اُٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیون یاد کیا ہی برہمن نے
جھوٹ جانا نورالدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچہ تھی نادانی سے ایک حرکت اُس سے سرزد ہو گئی تم
کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونون مصروف عیش و عشرت مین ایک روز
بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تہے کہ نشہ شراب مین بدر کو گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور
رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیون روتا ہی کیا ہوا بدر پکارا ای برہمن کیا کہون مین ایک مدت سے گیتی افروز
پر عاشق ہون میری جان اُسپر جاتی ہی اور اندنون مین نے سُنا ہی کہ لاہوت شاہ قلعۂ ذوالامان پر آیا ہی
چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے لے مین جا کر خداپرستون کو مار کر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجکو قلعۂ ذوالامان
جانے کی رخصت تو دے اور میری مددگار بھی رہ یہ سُنکر برہمن آگ ہو گئی کہا کہ او نابکار مین نے تمام زمانے کا
چین تجھے کر دیا تیرے واسطے ہر وقت جان پر کھیلے رہتی ہون کہان کہان سے تجھکو چھڑایا اور تو میرے سامنے
سوت کا نام لیتا ہی او سگ بچے تجکو شرم نہین آتی اور کبھی تو خداپرستون پر فتحیاب ہوا ہی جو اب تو یہ باتین بناتا
ہی تیرے واسطے مین نے خفتان مریخ بند بنائی اور پھر تو یہ باتین میرے منہ در منہ کرتا ہی خالہ کا عشق تجھے چرایا ہی
خبردار پھر میرے سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا ای برہمن جادو مین مرتا ہون گیتی افروز پر ایک مدت
سے میری جان اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہین لا دیتی جب تو میرے برے
وقت مین کام نہ آئی تو مین کیا تجھے لیکر چاٹونگا اور تو نہ شریک ہو گی تو مین اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا
اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ لگ گئی تو پھر رو پیٹ کر رہجاؤنگا مین بغیر جائے نہ رہونگا تجھ شغل سے مجھے کام نہین
پس یہ سُننا تھا کہ برہمن جادو نے ایک دو ہتڑ اُسکی پیٹھ پر مارا کہ جا ایسے کے تیسے مین نے خفتان بھی تجکو
بخشی تو جہنم واصل ہو جو چاہے سو کر بدر برہم ہو کر اُٹھا خیمے سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا تین لاکھ
سوار اور پیدل کی جمعیت سے قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا

اب دو ورقے داستان نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صندوق شاہزادہ نورالدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم مرد مسلمان تھا
اُسنے صندوق کو نکلوایا کھولا سمجھا تھا کہ اسمین مال ہوگا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش اسمین پڑا ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کون ہی پھر جواب کے جو پڑھا معلوم ہوا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان ہی ہر چند تدبیرین کین لیکن شاہزادہ
ہوش مین نہ آیا آخر کار عاجز ہو کر دل کو طرف پروردگار عالم کے رجوع کیا اور دعا مانگنا شروع کی برقعۂ خضر

علی نبینا و آلہ و علیہ السلام نمایان ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا گرد سحر ہوا شاہزادہ ہوش میں آیا قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نور الدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کس طرف جاؤ گے اُسنے کہا کہ ملک سبائل کو جاؤنگا نور الدہر نے کہا ہان ہم اسی طرف چلو ابوالقاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز شاہزادہ واسطے شکار کے جہاز سے اُترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا ہرن بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نور الدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید کو بیخوف و خطر داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پر تکلف ہے کہ بیچ میں نہر ہے ایک طرف بارہ دری بلغ سرسبز و شاداب ہے میوہ لگا ہوا ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہوئے ہیں کہ جنکے دیکھنے سے آنکھوں میں تری آتی ہے غرضکہ نور الدہر سیر باغ کی کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہان بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھائے کہ باہیں کی گمک کی صدا کان میں آئی اُسیطرف کو روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کا اب یہ سوچے کہ خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے بس چاہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہان اُن جلسے والیون کی نظر جو شاہزادے پر پڑی غل ہوا کہ ارے یہ نامحرم کہانسے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہو کر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی بیساختہ منھ سے واہ دل سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان حسین آثار شاہی و شہریاری چہرہ سے ہویدا ہیں پکار کر کہا کہ ارے یہ کوئی مسافر ہے جو یہان آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے تم اسے بلا لو ہمارا مہمان ہے کنیزون نے آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہان تشریف لائیے ہماری ملکہ آپکو بلاتی ہیں آپ یہان سے کیون پھرے جاتے ہین اور کوئی یہان ایذا رسان نہین ہے یہ سنکر نور الدہر پلٹا اور اُس صحبت میں آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایک ماہ حسن کو جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانیوالیان موجود تھین ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ میں شاہزادے کے دیا نور الدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ اے شہریار پہلے آپ اپنا حسب و نسب بیان کیجیے اور یہان آنے کا حال بیان کیجیے تو میں بھی عرض کرون نور الدہر نے کہا کہ میں نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعۂ ذوالامان کو جاتا تھا راہ میں یہ سانحہ درپیش ہوا یہان تک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید کیا لیکن آپکی کمند زلف میں اسیر ہوا اب اے ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا اے شہریار یہانسے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار ہے بادشاہ یہانکا ذوالقاب نگلی ہے میں اُسکی بیٹی ہون ملکہ ماہ مینا میرا نام ہے اپنے باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپ کا گلزار حسن دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نور الدہر نے کہا کہ مذہب تمھارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون سوا زمرد شاہ باختر کے اور کوئی خدا نہین ہے نور الدہر نے کہا اے ملکہ لقا کیا ہے فاسق ہے اُسمین اتنی قدرت کہان جو وہ کسی کو پیدا کریگا یہ کیسا خدا ہے کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگا پھرتا ہے جتنے سب ملک اُس سے چھین لیے قسطول خدائی اُسکے برباد کر دیے اب وہ بھاگ کر فرعونیہ کو گیا ہے اُسپر لعنت کر و دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر یہی ہے تو مین نے لعنت کی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نور الدہر نے کلمہ بتایا ملکہ ماہ مینا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اور اپنی ساتھ والیون کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپکی کنیز ہوئی مجکو آپسے علاقہ ہے جہان جائیے لیچلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے نور الدہر نے کہا اے ملکہ ہمارے خاندان مین اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہین اگر خدا فضل کریگا تو تمھارے باپ کو مسلمان کر کے تمکو لے چلین گے ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہین تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نورالدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھ سے واقف نہین ہو تم نے ہماری جرأت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار اور لاکھ اور کرور سب برابر ہین تم دیکھو کیا ہوتا ہے اور اگر تم اجازت دو تو جاکر بارگاہ مین لشکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم وگمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤ گے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو پکڑنے کو نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ مینا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہو کر گئی اور خلوت مین ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہو کر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے تو دو ٹکڑے ہوے کہا او لکاتہ تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہو خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ ہان سے دربار مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا محل مین دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور پکاری کہ دریان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوے آیا ہے باغ کو گھیر لیا ہے اب اندر باغ کے آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ کی رنگت سفید ہو گئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبراتی ہو وہ آتا ہے آنے دو کیا کرے گا ہمارا کچھ اندیشے کا مقام نہین ہے کہ اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا ساول کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگ گئین لیکن کوئی کسی طرف کوئی کسی جا جاکر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے نعرہ کیا کہ او برباد کن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائے گا کہان میرے ہاتھ سے اور تلوار کھینچ کر دوڑا نورالدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہے تو یہان گھس آیا ہے سزا اپنے معقول پائے گا اور جس طرح بیٹھا تھا باطمینان تمام بیٹھا رہا اور ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اُسوقت شاہزادہ دونون گھٹنے ٹیک کر اُٹھا آتی تلوار خیال مین کر کے پھیکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن شانے چت گرا چاہا تھا اُسنے کہ مونہہ سے کچھ کہا کہ سنبھلون کہ نورالدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا شاہزادہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا در شناختن پروردگار رحیمی گوئی بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کر لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور مذمت لقا کی یہ سنکر زنگ کفر دل ولاد دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نورالدہر نے کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق ایمان ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نورالدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی بتخانے تڑوائے سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ مینا کا ساتھ نورالدہر کے ہوا ایک ہفتہ شاہزادہ یہان رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لے کر کوچ بکوچ ملک سباغل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذوالامان بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہوا اُدھر سلیمان فارسی اور مظفر بن ضیغم خون آشام کا لشکر اُترا ہے نامہ و پیام ہو چکا ہے لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا سنکر حکم کیا بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے کل آمادہ ہیجا آنکا معرکہ آرائے نبرد ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل لڑائی بجا دی

وبتائید ربانی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا کہ کل روز جنگ ہے دیکھیے کون مارا جاے
کون زندہ بچے انہین نغاگیر ہونے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرض کہ چار پہر رات تیاری رہی صبح
کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے نقیبین میدان تیار
ہوا نقیبون نے نیب ہی ابھی کوئی میدان مین نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو
تاریک کر دیا ہرکارے دونون طرف کے خبر کے واسطے روانہ ہوے کہ کسکی کمک آئی ہے مگر گرد جب قریب آکر شق ہوئی
تو دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا نمودار ہوے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گذرا اب جو دیکھا تو ایک بوڑھا کثیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دونون جوان
دہنی بائین طرف آکر سلیمان کے پاس موجود ہوے نام انکا ملک زرمان ببر اور خسرو شیر دل و محمل باختری تھا
مدد کو سلیمان شاہ کی آئے ہین یہ قائم ہوے تھے کہ ایک گرد اٹھی اور کامل خان اور نوفل خان بن کنجاب لاکھ
سوار کی جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والون
سے کہا کہ دیکھو یہ سب لقا پرست تھے اب یہ خدا پرستون کے شریک ہین سب نے کہا کہ پیر و مرشد جائینگے کہان آپکے
اقبال سے ہم سب کا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہے کوئی ایسا جائے اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے
ایک پہلوان ہے کہ نام اسکا صور بن صداق ہے گینڈے کو اپنے اڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا پسر دکیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو بس یہ سلام کرکے بار دیگر مرکب پر
سوار ہوکے میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت ایز تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اسکے مبارز طلبی کی
ادھر سے ملک زرمان ببر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لے کر مقابلے کو آیا صور بن صداق سے ہتکا دوزن
ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹ گئے مسالکر اتون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے
دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ اے ملک زرمان ببر تو آگے لقا پرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خدا پرستون
کا تو نے اختیار کیا اسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہے خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ بندون سے خوف کرتے ہین وہ
قابل لعنت ہے یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہے خیر اب
ہتھیار سے تجھ سے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرلے کہ دل مین حسرت نہ رہ جائے اسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے بچائے گا
تو مین اپنا حربہ کر لونگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زرمان نے نیزے کو نیزے پر رد کیا
لگی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زرمان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زرمان پر
ماری اسنے تلوار روکی اور کھینچکر تیغ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹ کر سر پر تڑاتا دوابرو اتر گیا زخم کاری لگا
صور نے دستانہ مارا کہ تلوار کو جھٹکا کر نکل گئی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زرمان نے کہا
کہ اس کافر کو بچاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو تو لوگ لے گئے لیکن حریق بن حراق لاہوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا کئی تلوارین ملک زرمان پر مارین ملک زرمان نے سب وار رد کیے اور تیغ آبدار
کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے کہ منصور بن ناضر میدان مین آیا لیکن ہاتھ سے ملک زرمان کے
مارا گیا یہان تک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دوپہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار
بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار دکھائی دیے
اور بعد اسکے ہتھنا بین شتر نا بین قبچیان بانون کے انکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ ساز و یراق آراستہ و پیراستہ

دو دو سائیس جو ڑیان ہاتھون مین لیے ہوے ہمراہ بعد اُسکے خاص برداردن کے غول خاصبان کا ندعون پر رکھے ہوے بعد اُنکے سقّے آبپاشی کرتے ہوے گذر گئے بعد ان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کسن کوئی اٹھارہ برس کا پوشاک نفیس پہنے ہوے یہ بیٹا ہی یاقوت شاہ کا زبور شاہ اسکا نام ہی بیابان ہفت پیکر اور درۂ البرز سے اپنے چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہی پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہین مثل شیر اس بن شماس و میرہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطروس بن اشکیوس تبردار و قہرمان بن غارون تبردار و کاروان بن بہرام تیغ باز و اشراق بن شارق تیغ باز و اظہر بن مظہر پیل گردان دار فیل بن افراخت انداز وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد مین اسکے شام ہوگئی طبل بازگشت بجا لاہوت شاہ زبور شاہ کو ساتھ لیکر پھرا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر داخل خیمہ ہوے لاہوت شاہ نے سات روز تک زبور شاہ اور اسکے لوگون کی دعوت کی بعد اُسکے ذکر اہل اسلام کا آیا زبور شاہ بولا کہ ان خدا پرستون نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہونچائے ہین اور یہ جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہین ان سب کے باپ اور بھائی اور چچا خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے ہین یہ سب عوض خون کا لینے آئے ہین اور مین تو جب تک ملک سبائل کو نہین لیتا ہون مجھے آرام و چین نہین ہی بس اتنے مین برقاس نے کہا کہ ان خدا پرستون کی حقیقت کیا ہی اگر کل ہی ان سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہون اُسی وقت طبل جنگ بجا ادھر خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوے تھے سلیمان شاہ سے کہا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سر فروشی کو حاضر ہین حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق مین بہتر چاہے گا وہ کرے گا ادھر بھی طبل جنگ بجا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی مع فوج میدان مین آیا لشکر صف آرا ہوا اُدھر سے لاہوت شاہ اور زبور شاہ مع اپنے پہلوانون اور فوج کے میدان مین آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوے جب صف آرائی ہوگئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ کون بہادر ایسا ہی کہ نکلے میدان کارزار مین دیکھا کہ لشکر کفار مین علمہاے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دمامون کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے گرگدن کو اڑایا سامنے تخت لاہوت شاہ اور زبور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونون کافرون نے کہا کہ لقا خداے باختر تیرا نگہبان ہو برقاس بن ارماس بار دگر گرگدن پر میدان مین آیا سراپا دکھایا جب خوب غرق عرق ہوگیا ٹھہر کر مبارز طلب کیا ادھر سے پھر ملک زرمان ببر سلیمان شاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از نگاورزنی ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھون مین سنبھالے برقاس نے نیزہ مارا زرمان ببر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ملک زرمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا برقاس نہایت غضبناک ہوا تلوار ملک زرمان پر ماری اُسنے بسبب سپرداری رد کیا اور ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا برقاس کے دو ٹکڑے ہوے طوطل بن بالا میدان مین آیا بعد از نیزہ بازی نوبت شمشیر زنی کی پہونچی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کو طوطل بھی ہاتھ سے ملک زرمان ببر کے مارا گیا سیماب بن سیماب آیا وہ بھی مارا گیا شریر بن اشرار نکلا وہ بھی جہنم واصل ہوا حاصل کلام کوئی پہر دن رہے تک سترہ سردار

زبور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دو بیٹے غنچہ روئین تن کے الجاے
روئین تن اور ملجاے روئین تن لاکھ سوار اور پیادوں سے ہو کے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی اور
زبور شاہ کو مرا کیا دن کم رہ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے
و ملجاے کو لیے ہوے خیمہ مین آیا دعوت کی ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجاے و ملجاے نے لقا کو
پوچھا کہ خداوند کہان ہین لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہین اور حمزہ بھی وہین ہے خوب
لڑائیان ہو رہی ہین ان دونون نے کہا کہ ان خدا پرستون کو مار کر یہان سے چل کر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خدا پرستون کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا اُدھر سلیمان شاہ فارسی
کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا غرض کہ ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر صفین
باندھ کر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نیب دیکر چلے گئے تھے کہ الجاے روئین تن لاہوت شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور ہیئت یہ کہ پیراہن آب رواں کا پہنے ہوے زمرد کے بکلے بازوون پر بندھے ہوے تاج سر پر
رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان مین ہو نجکر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زرمان بن سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد تکاور زنی الجاے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زرمان بن کہتے ہین الجاے
نے کہا کہ کل تو ہی نے صور بن صداق کو زخمی کیا تھا اور کئی سردارون کو مارا ملک زرمان نے کہا کہ قضا اُنکی تھی میرے
ہاتھ سے مارے گئے اُسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ کہ رکھتا ہو ملک زرمان نے کہا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے
یہ ہمارا دستور نہین کہ پہلے اپنا وار کجیے کہ مین تو پہلے اپنا حربہ کرے اُسنے کہا کہ میرا یہ حربہ غضب ہے خداوند باختر کا
ملک زرمان نے کہا وہ غضب تیرے ہی جان پر نازل ہوگا یہ سنکر الجاے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور
خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زرمان نے تلوار روکی اور اپنی تلوار اُس پر ماری الجاے نے سینہ سپر کر دیا تلوار جو
سینے پر پڑی جیسے گھڑیال سے موگری اچٹ جاتی ہے تلوار ملک زرمان کی اچٹ گئی الجاے نے دوسری
تلوار ماری کہ سپر ملک زرمان کی کٹی اور تیغ سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مار کر تلوار تو
جھٹکا کر نکل گئی سر سے جا در خون کی باہر آگئی چاہا اُس حرامزادے نے کہ تلوار مارون کہ کام اُسکا تمام ہو کہ طور سرکن
نبیرۂ پیل الملک زورگرا دکا فر کیا کرتا ہو زخمی پر تلوار مارتا ہو ٹھہر کہ حریف تیرا مین ہون یہ کہتا ہوا سامنے اُس کافر کے
آگیا اُسنے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچا دیا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائے گا طور سرکن
بولا کہ زخمی کو مارنا ان کونسی بہادری ہے ایک پیرزال چاہے تو سر اُسکا کاٹ لے الجاے بولا کہ زخمی بھی تو یہ
میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اُسے بچا دیا تو اب تجھے مارونگا غرض کہ بعد گفتگوے بسیار لگی تلوار چلنے کئی
تلوارین طور سرکن نے مارین مگر کچھ نہ ہوا جو تلوار پڑی اچٹ گئی اور طور سرکن نے کئی وارین الجاے روئین تن
کی بھی روکین آخر کار زخمی ہوا محمل باختری دوڑا مقابلہ کیا پہر بہر کامل لڑا کر تیغ قضا کی لگی سر تن سے جدا
ہو گیا شہید ہوا شام تک کوئی چار پانچ اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے خیمے مین لایا جام شراب گردش مین
آیا کہ الجاے نے نشۂ شراب مین پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام پریشان پھرے زخم مین ملک زرمان کے
ٹانکے لگنے جا رہے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی نا چار اس طرف سے بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جلال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے

کر انجاے روئین تن میدان میں آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے انجاے کے مارا گیا
عمر بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے
ہیں انجاے مبارز طلبی کر رہا ہے کوئی اُسکے مقابلے کو نہیں نکلتا ہے سلیمان شاہ مصروف دعا ہے کہ بیابان سے گرد
اُٹھی اور آوازیں بوق کی بلند ہوئیں کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا
سلیمان شاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمک خوار ہیں اے شاہزادے
ہیں غضنفر نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان میں کھڑا ہے روئین تن آہنین بدن ہے بہت سردار
اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہیں کوئی اسکے مقابلے کو نہیں نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہے کہاں
جائے گا یہ کافر میرے ہاتھ سے بچکر اُدھر انجاے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہے جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے مبارز طلب
کیا کہ اے خدا پرستو بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا میں ہوں چھری تلے دم لے آیا میں
اور اُڑا کر مرکب سامنے انجاے کے پہونچا بعد نگاہ درزنی کے انجاے نے کہا کہ او دیوانے کہاں سے گربہ بیابان تیرا پنجۂ اجل
میں پھنس گیا قضا تجھے کشان کشان یہاں لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پر کھیلتی ہے کوئی گھڑی کا تو مہمان ہے
تجھے جہنم کو پہونچائے دیتا ہوں بس یہ سنکر انجاے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت کا دیکھ تیری کیا
حالت کرتا ہوں یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اسکی روکی اور کھینچکر تیغۂ روئین شگاف جو اُسپر مارا تو سر پر بیٹھا کہ
ساغری سے گذر گیا دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس خدا پرست کو تمام کفار تلواریں
کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر اُنپر جا پڑا یہ دیکھکر سب قزاق غضنفر کے بوقیں بجا بجا کر جا پڑے ادھر سے سلیمان شاہ
نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اوج
خوب کشت و خون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامۂ محشر برپا تھا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر
پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اُدھر کفار لاشہ انجاے روئین تن کا لیے ہوئے
بھائی اُسکا ملجاے روئین تن روتا ہوا پھرا لاش اُسکی جلائی پھونکی اُسے جہنم کو پہونچایا اب سب گرد جمع ہوکر
بیٹھے ہیں کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایک طرف سے آیا بیچ لشکر سے
ہوتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار میں رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علیحدہ ہوئے
بہت کفار اُس رات کو مارے گئے لشکر تو ہارا رہا ملجاے روئین تن دو روز غم میں بھائی کے رہا تیسرے روز اسنے
طبل جنگ بجوایا کہ کل میں اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں میدان تیار ہو نقیب
نقیب دے کر چلے گئے ملجاے روئین تن جوشان و خروشان میدان میں آیا نعرہ کیا کہ کہاں ہو دیوانہ آئے میرے مقابلے
کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اُڑایا اور مقابل آکر نگاہ درزنی ہو ملجاے نے کہا اے دیوانے غضب کیا تو نے
کہ بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں غضنفر پکارا کہ او نالائق میں تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس
پہونچا دونگا یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اٹھا کر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے
ایک دو گھڑی میں غضنفر نے نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا ملجاے نہایت برہم ہوا ڈال کر قبضہ پر ہاتھ کھینچکر تیغۂ آبدار غضنفر پر
مارا غضنفر نے ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین کر قاش زین سے اُٹھا لوں پیادہ روہ کرکے گھوڑے کو بڑھایا کہ
زیر بغل جا رہے وہاں موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا اوپر سے تلوار جو پڑی ہالۂ ابرو اتر گئی

غضنفر نے جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا مگر زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اُسنے چاہا کہ اور تلوار مارے
کہ غضنفر کا کام تمام ہو کہ شہاب بن فولاد وارثر درگیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او کافر دست خود را نگہدار کہ آیا
ہین اور یہ نعرہ کرکے اُسکے برابر ہو پہنچا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہان سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب
کیا تو نے کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اُسکے عوض مین تجھے مارونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پر ماری
فولاد نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اپنا وار اُسپر کیا لیکن تلوار تڑکر اُچٹ گئی دو تلوارین فولاد نے مارین دونون اُچٹ
گئین کوئی کارگر نہ ہوئی ایک جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ ڈرک سکی سپر کو قلم کرکے
سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا چاہا کہ گھر
عنا دل شاہ نے مرکب اپنا اُڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر
خط تک نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے مین آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرض کہ شام تک سات پہلوان اور جان سے
مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ برائے ہر ایک اپنے خیمے مین داخل ہوا ملجاے صحبت مین
آکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اس کا فتے کئی جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش تر نے اپنا
اثر دکھایا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا ساری
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے جب میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب
نیب دے کر چلے گئے ملجاے نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا خدا تیرا
باختر اور نیر اعظم تیرا نگہبان ہو ملجاے بارد گر گھوڑے پر بیٹھا اور میدان مین آیا بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا ادھر سے
ببر خار اگن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار ردکیے آخر ضربین لگائین لیکن کوئی کارگر
نہ ہوئی آخر کار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوئے بعض مارے گئے دشام ہو گئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا تعریفین ملجاے روئین تن کی ہو رہی تھین کہ
جام شراب گردش مین آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت کوس حربی بجا
ادھر اہل اسلام کمال پریشان پھرے تھے کہ خبر طبل جنگ پہونچی یہان بھی نقارۂ زرمی گڑگڑایا ساری رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے نقیب نیب دیکر
نکل گئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا دکھایا بعد اُسکے مبارز طلب کیا
آج ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مظفر نے نیزہ ملجاے کا ہوائی کیا
اسنے غصے مین آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اُسکی سینے پر پڑی صاف اُچٹ گئی خط تک
نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹی تلوار سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی
لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میدان داریون مین تمام سرداران باختر اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوئے اور بہت سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آٹھوین روز یہ میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے
کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اُتارے دعا مانگ رہا ہے کہ اے
معبود حقیقی وا ہے رب تحقیقی اس وقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی ایسا نہین ہے کہ اس بلا کو دفع کرے اور ناموس
صاحبقرانی کو بچائے اب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ایک برتیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے آواز نقارے اور قرنا کی آنے لگی شور و غل بلند تھا کہ یکایک

وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اُسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر
سوار اور ایک تخت پر دس سوار انکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہی اور
ایک تخت پر ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا خفتان مرصع نگار لگے ہین اسکے
پڑی ہوئی دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا ہی عجیل ماہ چہر
کا پروردہ قاف مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھکر کھڑا ہوا احوال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین
ملجاے روئین تن کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت سے لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوے ہین اب کوئی اسکے مقابلے
کو نہین جاتا کہ اتنے مین پھر ملجاے نے مبارز طلبی کی بس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا ہنکایا
برابر ملجاے کے پہونچا تھا کہ وہ کافر گاوزن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور ملجاے کا گینڈا کوئی
آٹھ قدم پسپا ہوا جھونک مین اسکے پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا سنبھلکر رانون مین پھیر کر گینڈے کو مقابلہ کیا اور کہا کہ
اے خداپرست تو کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر ملجاے نہایت غضبناک ہوا پکارا
کہ خبردار رہنا یہی تلوار ہی جو خداپرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی سے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی لے اسے
یہ کہکر تلوار ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر حیتان تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب
آئی سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو دراز کرکے تلوار پر چھکی دی کہ تیغ پٹ پڑی پنجے پر
اُسکے ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی او ڈال کر کمر زنجیر مین ہاتھ قاش زین سے اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا
چاہا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے کود کر گھوڑے سے مشکین اسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا الا موت شاہ
نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لے کر پھرا بارگاہ
مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ ملجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائے گا اسکو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی دنگل شوکت مجمن ہوا سلیمان شاہ
فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسعد آتا ہی سلیمان
ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو استقبال کے واسطے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بلایا سلیمان ثانی خود بھی
تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑ کر لپٹ گیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین
غضنفر نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خداپرست دیوون
کی مدد سے کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپنے
خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی
سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ ملجاے روئین تن کو اسیوقت اسکو لوگ لائے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھون مین ہتھکڑیان
پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق اس ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا اے
گبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجھکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی ترک کر
اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نہ کرونگا کیونکہ تم
خداپرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خدائے دیدہ کو چھوڑ کر کبھی خدائے نادیدہ کی پرستش
نہ کرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اٹھا کر ملجاے کے منھ پر
مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اسکی کمر سے چھین کر سلیمان ثانی پر

دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی چار انگل سر مین اُتر گئی یہ توغش
کھا کر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازہ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی کو زخمی بھی کیا
قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہے نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر نکل جائے
اُسنے کچھ نہ سنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اُسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی باہر
نکلکر گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب مین اُسکے چلا مگر ملجاے روئین تن بھاگا بھاگ قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ چکا
ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجاے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہے بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا ملجاے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
دورہ جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کہ کیونکر چھوٹ کر آیا خداپرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی
اُسنے کہا کہ سلیمان ثانی سے اور مجھ سے بہت گفتگو ہے سخت آئی قید توڑ کے اُسکو زخمی کر کے چلا آیا یہی باتین ہو رہی تھین کہ
غضنفر بن اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کر کے آیا ہے مین
تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجاے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہو ابکی مارلے اور
پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت
ہون اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہی ہے یہ کہکر تلوار کھینچی اُدھر ملجاے نے بھی تیغ کھینچی اور غضنفر
پر ماری غضنفر نے تلوار اُسکی خالی دی ملجاے اپنے زور مین آپ ہی جھکا تھا کہ غضنفر نے تیغہ روئین شگاف جو کمرگاہ
پر مارا دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجاے مارا گیا اور غضنفر مرکب اپنا پھیر کر
کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آئی پسینے مین غرق گرد
مین غرق بدعادے کر عرض کیا کہ بدر بن زلازل یک حشمی آتا ہے لاہوت شاہ یہ سُنکر ٹھہر گیا اور تعاقب سے غضنفر
کے باندھا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجاے کا اُسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجاے کو
قتل کیے ہوے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار
ہمین صبر کب پڑتا ہے کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اُس کافر کو پھر کوئی میرے
منھ پر نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اُس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ
آپ کی مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہے پلٹ چلو مین تو اُس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اُسکے دیکھا کہ
سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہے کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ کہان
چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اُس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین چل کھڑا ہوا غضنفر نے کہا
بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اُس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا اب دونون
مل کر پھرے داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن اُدھر بدر بن زلازل
یک حشمی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پر اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ اُٹھاکر
بدعا دی اور عرض کیا کہ طرماسپ بن طہماس ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہے لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا اور حکم دیا
کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پا انداز ڈلوایا مخمل
عزت سے اُسے بلوایا اُدھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طرماسپ بھی آپہونچا یہ سُنکر سلیمان شاہ
نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کرے گا تو مارینگے اس کافر کو بھی مگر

طرماسپ آکر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سرداروں سے بالا دست تھا لیکن
طرماسپ نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں کہ مار کر ان خدا پرستوں کو چھینکر ملکہ گیتی افروز کو
واسطے زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیجاؤں بدر نے جو یہ کلمہ سنا نہایت قہر و غضب سے طرماسپ کی طرف
دیکھا لاہوت شاہ نے کہا اے بدر تمہارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہے بدر پکارا یا خداوندزادے مین مدت سے
ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوں اور شہر اختم مین خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہے مین اسی واسطے اپنی محسن ملکہ
برہمن جادو سے بگاڑ کر آیا ہوں کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف مین لاؤں اور کوئی لینے والا کون ہوتا ہے کیا حق رکھتا ہے
اب اگر کوئی نام اسکا بے ادبی سے لے تو زبان اسکی گدی سے کھینچ لوں طرماسپ نے جو یہ کلمہ سنا جہان آنکھوں مین تیرہ و تار
ہو گیا اور پکارا کہ او ور بخت زیادہ گوہ نہ کھا واہیات نہ بک ارے جہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان عاشق ہو وہان
دوسرے کی مجال ہے کہ قصد بیجا کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اٹھائے گا تو سزا پائے گا
سر تیرا دھڑ سے کھینچ کر پھینک دونگا اور تو نہین جانتا کہ مین کون اور کسکا بیٹا ہوں اور کسکا رفیق ہوں بدر نے کہا او
نالائق تو مجھ سے یہ کلمہ کلام کرتا ہے اور کھینچکر خنجر طرماسپ پر مارا طرماسپ نے ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور تلوار چھینکر کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا طرماسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور چاہا کہ
دھڑ سے سر کھینچ لوں کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طرماسپ کا پکڑ لیا کہا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا چھوڑ دو اسے کہ یہ
پیغمبر زادہ ہے خداوند کا طرماسپ اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام نہ لینا بدر نے کہا مجھ سے
خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑ کر طرماسپ کے پیروں پر گرایا طرماسپ نے اسے گلے سے لگایا اسی جا
بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشہ خوب ہوا بدر نے طرماسپ سے کہا کہ اگر حکم
ہو تو پہلے خدا پرستوں سے مین لڑوں اسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے بدر نے طبل جنگی بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا
کہ خدائے بزرگ ہست بموجب مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست + ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بقوت
ایزدی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونوں لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ساری رات اسی
حالت مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع غضنفر بن اسد و سلیمان ثانی میدان مین پہونچے لشکر کو
آراستہ کرکے کھڑے ہوئے اس طرف لاہوت شاہ و زنبور شاہ تخت پر سوار عقب مین تمام فوج طرماسپ اور بدر
ہمراہ تخت نمودار ہوئے میدان مین پہونچ کر صفوں کو آراستہ پیراستہ کرکے کھڑے ہوئے کہ نقیبوں نے نقابت کی
کڑکیتوں نے کڑکا کیا کہ کونسا ایسا بہادر ہے کہ میدان مین نکلے اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر
رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا + مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہے لیکن ایسا مرنا کہ
جسمین قیامت تک نام باقی رہے بہت بہتر ہے ایسی موت حیات جاودان ہے بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن
زلازل پاک حشمی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اجازت چاہی کہا سپرد کیا تجکو خداوند بخت
اور نیر اعظم آفتاب تابان کے اور جام شراب پی کر سلام کرکے باگ مرکب پر جھکر عازم میدان
ہوا ہنوز مبارز اسنے طلب نہین کیا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد آسمان
رسیدہ و بلے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اس
گرد کے اندر سے چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا گھیرے ہوئے علموں کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند بخیات
اور پیر زلال روشن ضمیر کی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا برچھی بردار جھنڈی بردار چوبدار جب سب جلوس

گذر چکا تو تخت کشورشاہ کا نمایان ہوا آگے آگے داراب مالک اژدر برابر اسکے چھ لاکھ سوار پشت پر میدان
مین پہونچکر ایک طرف قائم ہوئے لیکن داراب نے بدر بن زلازل کو جو دیکھا نہایت خوش ہوا ادھر بدر
نے پھر مبارز طلب کیا کہ داراب نے مرکب اپنا اُڑایا اور سامنے بدر کے آیا بدر نگاور خون ہوا کہ مرکب داراب
کا حسب دستور پیچھے ہٹا اور گھوڑا بدر کا بہت پسپا ہوا لیکن سنبھلکر رانون مین لجب مار کر پھر مقابل ہوا اور داراب
سے کہا کہ او آب پرست تو یہان کیونکر آیا کہا کہ تیری تلاش مین یہان آیا سنا کہ تو سائل پر گیا ہوا ہو مین بھی
یہان آیا بدر نے کہا کہ تجھے قضائے کرائی ہو اور نیزہ داراب پر مارا داراب نے نیزے کو نیزہ پر روکا اور چند طعن
مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر نے غصے مین آکر تلوار ماری داراب نے اُسے رد کیا اور اپنا وار اسپر کیا
لیکن تلوار داراب کی پڑتے ہی اُچٹ گئی اب داراب نے یہ ارادہ کیا کہ تلوار اُسکی چھین لے اور اُسے قاش زین
سے اُٹھالے اور مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل چلا کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بیلان ہوکر چلا داراب گھوڑے کو
سنبھالنے لگا کہ بدر نے گھات پاکر تلوار ماری پورا وار سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو تلوار بدر کی اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا
تلوار تو جھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا کہ داراب کو غش آگیا گھوڑے سے گرا بدر نے
چاہا کہ اور ایک ہاتھ مارون کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو جائے کہ سلیمان زرین زرہ دوڑ پڑا اور کہا کہ او نالائق کیا کرتا
ہو آیا مین بدر پکارا تجکو بھی قضا لیے آئی ہو لیکن سلیمان قریب پہونچا تھا کہ بدر نے تلوار ماری سلیمان نے وار اسکا رد
کیا اور اپنا وار اُسپر کیا مگر تلوار خفتان مریخ بند کے سبب سے جسم پر بدر کے اثر نہین کر گئی وار بدر نے ہنس ہنس کر سینے پر
روکے اور خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نے سپر کو کاٹا خود کو دو کیا تا دو ابرو
اُتر چلی تھی کہ سلیمان نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی اسی طرح کئی سردار زخمی ہوئے دو ایک مارے گئے شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے ادھر لاہوت شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھا
تمام سردار گرد و اطراف مین نگلون پر بیٹھے جام شراب گردش مین آیا بدر نے چاہا کہ پھر اپنے نام پر طبل جنگ
بجواؤن کہ طرماس نے کہا بس ایک روز تو لڑ چکا اب پھر دو چار دن کے بعد لڑیو کل مین لڑونگا اور عَلم کیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے مین فکر داراب کا ہو رہا ہو کہ آج
کی بلا داراب کے سر گئی کہ اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ بجا ادھر لشکر داراب مین بھی
طبل جنگ بجا غرض کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا بادشاہ خاور کی ہوئی سپاہ نجم
لرزان و ترسان اسقدر گریزان ہوئی کہ حد نظر سے غائب ہو گئی تیرگی ظلمات مین جاکر چھپی نسیم صبح چلنے لگی مرغان چمن
یاد الٰہی مین مصروف نغمہ سنجی ہوئے تمام عالم بیدار ہوا ہر ایک نے پرستش خداوند کریم کی اپنے اپنے طریقہ پر ادا کی غرض کہ
تینون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدیگر کھڑے ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ پردۂ بیابان
سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا سب نگران تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہو جب گرد
شق ہوئی تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف خداوند ستارہ پر دین
کی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا پھر تخت اختر اختران کا نمودار ہوا خورشید ستارہ پرست گھوڑے پر
سوار آگے آگے اور پیچھے تخت کے پانچ لاکھ ستارہ پرست دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آکر ایک طرف
قائم ہوئے کہ دوسری گرد اُڑی اب جو دیکھا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا بعد اسکے جلوس سواری کا
سیقول شاہ تخت پر سوار تورج ماہ پرست مرکب پر بیٹھا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار آکر ایک جانب

قائم نہ ہوا تھا کہ اور گرد واڑی جمشید و خورشید و رستم خان بن گنجاب لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور اگر لشکر
سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفین باندھکر کھڑے ہوے کہ اودھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ملکہ گیتی افروز کو سوار کرکے لے آؤ اور میرے حوالے
کرو نہین تو سب کو قتل کرونگا اور گیتی افروز کو زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تم سے چھین لیجاؤنگا
ادھر سے اہل اسلام للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہے خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جنگ معقول پائے گا بس
جھنجھلا کر طرماسپ نے مبارزطلبی کی رستم خان مرکب اڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو رستم خان بار دگر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ تگاورزن ہوا مرکب
رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گینڈا طرماسپ کا چار قدم پسپا ہوا سلکر دونون مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد
گفتگوے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا لگی طعنین چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی لیکن مطلب برآری نہ ہوئی آخر کار نیزہ توڑ ڈالا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکال دی رستم خان نے غصے مین اکر
ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب طرماسپ نے ساطور اپنا اڑا بے پر سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر
مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رکا ہی نہین ہے سپر کٹی خود کے دو ٹکڑے ہوے تا دو ابرو
اتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن جا در خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال
دیکھکر نوفل خان دوڑ پڑا رستم خان کو پھیر دیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار اسی طرح ساطور
سے یہ بھی زخمی ہوا کامل خان مقابلے کو آیا کئی تلوارین طرماسپ پر مارین آخر حربہ اسکا نہ روک سکا یہ بھی زخمی ہوا
ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیے کئی تلوارین لگائین طرماسپ نے بھی روکین آخر
جھنجھلا کر طرماسپ نے سر بتا کر جو کمر کا وار کیا پورا پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے اور یہ دیندار شہید ہوا یہ حال پر ملال دیکھکر
ملک اردوان جزیرہ نشین مرکب اپنا اڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام
نہ نکلا تلوار طرماسپ پر ماری اسنے پشت ساطور پر روکی اور اپنا وار کیا یہ ہوشیار غافل شعبدہ بازی فلک سوچا کہ
اسے سپر سے نہ روکیے بلکہ بند دست پر ہاتھ ڈال کر اس سے حربہ چھین لیجیے بس یہ سوچ کر آتے ساطور کو خیال مین کرکے
گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ سکندری کھائی اور دست ساطور گران کا سر پر ملک اردوان کے
بیٹھا کہ کالشہ سر چیر ہوا اور یہ بہادر بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ
پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے پھرا داخل بارگاہ ہوا تخت پر تھا طرماسپ
اپنے دنگل پر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا طرماسپ نے کئی جام برابر پیے اور نشہ شراب مین پھر طبل جنگ بجوایا
ادھر اہل اسلام کمال مغموم نہایت رنجور پھر کر داخل بارگاہ ہوے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہے شہیدون کے تابوت
انکے وطن کو بھیجے گئے ہین کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی تکیہ بر پروردگار طبل جنگ بجا رات تیاری مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوے نقیب نہیب دے کر نکل گئے تھے کہ پھر طرماسپ نے
گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور رخ میدان کا رزار کا کیا ہنوز مبارز نہین
طلب کیا تھا کہ لکۂ ابر نمایان ہوا جب وہ ابر میدان مین پہونچ کر شق ہوا تو نقا بدار پا قوت پوش اختر ران
پر سوار نمایان ہوا اور شریک خدا پرستون کے ہوا ادھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا تھا کہ نقابدار اسکے مقابلے کو گیا
تگاورزن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا سات قدم پسپا ہوا اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا بعد گفتگوے بسیار

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کہ نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکال دیا بس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی کیا
لیکن خیر نیزہ بازی غلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ کر نقابدار پر
مارا نقابدار نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا رد کیا یہان تک کہ ردن پھر تلوار چلی لیکن کچھ کام نہ نکلا
بس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پر وار اسکا لگا تھا لیکن تلوار دو انگل سپر کو
کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اس گبر نے دوڑ کر ساطور اپنے پر سے اُٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب نیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پہ
نہ روکون کیونکہ یہ حربہ سپر کے نہین رُکتا ہے اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دون کہ
گھوڑے نے سکندری کھائی ساطور سر پر بیٹھا کہ خود کو کاٹتا ہوا ابرو تک آ ترا آیا نقابدار نے دشانہ مارا ساطور تو چھٹا کر نکل
گیا ادھر مرکب پر اُن کا اثر کر رہی ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے مگر
طرماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بجا بجوا دیا غرض کہ رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان
مین آیا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا غرض کہ شام تک نہبت سردار زخمی ہوئے کئی مارے گئے یہان تک کہ سات روز کی
میدانداری مین کوئی لشکر اسلام مین آنا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے چند زخم اُنکے بھر بھرے
ہو چلے تھے وہ بھی دوبارہ زخمی ہوئے اب کوئی لڑنے والا نہین ہے طرماسپ ہم مبارز طلب کر رہا ہے ادھر سے سب
سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باشرا ہم گروہ خدا پرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑ سکتے
ہو تو سب مل کر میرے مقابلے کو آؤ اور نہین تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا
زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے
نہ پایا تھا کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہے آن واحد مین وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی تو دیکھا کہ شیر بیشہ کلگان
صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پرور ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر کر گدن پر بیٹھکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا
تھا کہ طرماسپ لگا وزن ہوا کہ سینے سے سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر مل گیا اور بھیون سے
بھیون کے چنگاریان اُڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسکے رانون مین
تنگ مار مار کر گینڈون کو پھر ایک دوسرے کے مقابل کیا ہے طہماس نے کہا او ناہنجار نطفہ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا
کر چلے تو بھائی کو میرے یعنی کلاہین پر زور کو مارا بعد اسکے بیگناہ عنقویل دیو پرور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر نفرین کرتی ہین ارے نہ تجکو خوف خدا نہ عزیز داری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا داماد ہے دیکھ تو اسکے عوض مین
کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ مجھکو تو نے شاہزادہ نورالدہر کے سامنے ذلیل کروایا اور اُسنے
قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا لاتا تو مجکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک تجھے مار کر سر تیرا
نہین لیجاتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے اُسکی محروم ہون طرماسپ پکارا اے بے نا خلف بیعقل اگر
عنقویل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اُسکو مارتا میرے واسطے بدنامی تھی کہ طرماسپ کا داماد مسلمان
ہو اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اُسکو مارا اور کلاہین کو بھی اسی لیے مارا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

نہ قبول کریگا تو تجھے بھی مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا تیرے باعث سے بڑی بدنامی میرے لیے ہو غرضکہ بعد گفتگوے بسیار
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اسکا رد کیا
اب بڑے زور و شور سے ساطور چلنے لگا سب دیکھ رہے ہین اور آفرین کہ رہے ہین کہ کبھی برابر کی لڑائی ہو دیکھیے کیا
ہوتا ہو دونون زبردست ہین کوئی کسی طرح پا یکمی کا نہین رکھتا ہو غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونون حربے بیکار
ہوگئے ہر وار مین ایک ساطور دوسرے کو کسیقدر کاٹ جاتا تھا یہانتک کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب دونون دست و گریبان
ہوئے مرکب لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کو دیڑے اب کشتی ہونے لگی پہر پہر کامل کشتی رہی لیکن طہماس
کو غصہ ہو قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہو اور طرماسپ کئی میدان داریان کر چکا ہو کسی قدر تھکا ہوا بھی ہو لیکن الجھا ہوا ہو
زور ہو رہے ہین کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین چرخ دیے اور ایک جھٹکا
مار کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھینچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا
اور حکم دیا فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے ادھر زبور شاہ نے اپنی فوج کو
بھیجا وہ بھی چلی لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک مین باندھا اور کھینچکر زیر رکابی ساطور چار چار جسکو ساطور مارا مع مرکب
چار ٹکڑے کر دیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا ادھر سلیمان ثانی کماک کو
چلا غضنفر اپنے قراقون سمیت جا پڑا انقابدار یاقوت پوش شتر سوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الغرض تلوار چلنے لگی
خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر طہماس نے ایک رخ کیطرف اپنا ڈال دیا ہو جو سامنے آیا مارا ساطور کہ دو دو تین تین کے برابر
قلم ہوئے یہ کیفیت ہو کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہین لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہو جیسے شیر غضبناک
مجمع روباہ مین شکار کھیلتا ہو یہانتک کہ تمام لشکر کو طے کرکے راستہ جنگل کا لیا جسطرف سے آیا تھا اسیطرف چلا گیا یہان کفار مین
اور اہل اسلام مین تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے مگر لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ و غمگین بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ تابوت زرین طرماسپ کا بنے اسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ
نے دربار بھی نہین کیا صبح کو بارگاہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہو حکم دیا کہ انتر بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان مین جائے وہ اسیطرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اتر کر تین
منزل کوچ کر کے آچکا ہو قصد ہو کہ جلد قلعہ ذوالامان کو پہونچکر گیتی افروز کو لیجیے کہ سامنے سے ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا ایرج
نے ہرکارون کو حکم دیا اسے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہو کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہو کہ دیکھتے ہی گرد کے دل میرا مکدر ہوگیا
ہر شخص نگاہون مین خاک معلوم ہوتی ہو کہ یکبایک وہ گرد قریب آ کر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا آگے آگے اسکے
بخور جلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان اُنکے پھٹے ہوئے ہاے طرماسپ واے طرماسپ کی صدائین بلند خاک
اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ایرج نے جو نام طرماسپ کا سُنا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا گیا لوگون سے پوچھا ارے کیا ہو
طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیسا ہو کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہو کہ اتنے مین انتر بن غنچہ رو مین تن سامنے آیا اور
حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ محبت فرزندی اُسے نہ آئی دھڑ سے سر کھینچ لیے چلا گیا ہر چند
لاہوت شاہ نے لشکر کو اسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگون
کو مارا یہ سُننا تھا کہ ایرج غصے سے تھرتھرانے لگا غم طرماسپ کا دل پر چھا گیا جہان نظر مین تیرہ ہوگیا اور ایک نعرہ
کو ونگاف کیا کہ ہاے طرماسپ یہ تو نے کیا کیا کہ بارگاہ میری سونی کر دی آرام و قرار میرے دل کا لیگیا لطف

زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤن یہانتک رویا اور حال اپنا
تباہ کیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھکر ہر کس و ناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ
کا وردِ زبان تھا کہ بہزاد مرتد نے پانی کے چھینٹے منھ پر ایرج کے دیے گلاب کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو
ہوش آیا دوڑکر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اُسکی نکالے منھ سے منھ ملے کہ انتر نے کہا کہ ای
زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اکھیڑ کر لے گیا یہ لاشہ بے سر ہو کہا کہ وہ عادی کدھر گیا ہو انتر نے
کہا خدمت نور الدہر مین ایرج نے کہا جہان ملے گا وہین اُس عادی کو مارونگا یہ کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار
سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا القصہ تب طہماس بن عنقویل دیو پرور کا کیا وہ گھوڑا کہ اشارہ پر چلتا تھا زندگی
مین کبھی پھندنا نہین چھوایا تھا اُسکو کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک کر کنارے دریا کے پہونچا
ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہو یقین ہو
کہ لشکر نور الدہر مین پہونچ گیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بعد اُسکے
کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور تعاقب مین اُسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپکا مناسب نہین ہو ایرج نے کہا ای
بہزاد جہان آنکھون مین میرے تیرہ و تار ہو رہا ہو جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس عادی
کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج نے
کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہو ارسلان شاہ بولا اب پھر چلیے قتل کرنا طہماس کا اور روز پر مقرر
رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو تو ہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قہرمین نے کہا کہ ای
شہریار باوقار ای صاحبقران نامدار ای زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہو اب مناسب یہ ہو کہ چلکر مفسدون کو ماریے اور گیتی افروز
کو اپنے قبضے مین لائیے دل شاد کیجیے غم غلط فرمائیے اب قلعۂ ذوالامان قریب ہو اور اگر اس اثنا مین نور الدہر
آگیا تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہو اور نور الدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہو خبر لگی ہوئی ہو ایرج کو یہ راے
پسند آئی کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان
گرد بھی پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہین قلعۂ
ذوالامان پر جاکر کیا کرینگے ایرج ناچار وہان سے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارنگو شیہ مین بھیجی
اور آپ قلعۂ ذوالامان کو بقصد کرو فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہر فرتاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نور الدہر کے کوچ بکوچ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طے مراحل ملک زرائل
پر پہونچا گیر زنگ بن گیر زنگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور درہ کو جو آگے قلعہ کے تھا آلات حرب و ضرب سے
آراستہ کیا اور راستہ پہاڑ کا اسقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جا سکے اور گھاٹیون پر پہاڑ کے
پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر ڈھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہو جائے ہر فرتاجدار وہان آکر
اُترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھوا کر بھیجا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای گیر زنگ پہلے تو مسلمان ہوا
اب یہ کیا تیری شامت آئی کہ اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا تو بکرا اپنے فعل پر عیار گیا اور نامہ بگیر زنگ نے جواب لکھا
کہ ای خدا پرستو مین ب کر ترس جان نسے مسلمان ہوا تھا اب خداوند آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کو

سلامت رکھے کہ اُسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہو اب ایسا روشن دین مین کب چھوڑتا ہون اور مین
کبھی یہان نہ آنے دونگا یہ سنکر ہر مز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے یورش کرکے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت
نقارہ زرمی پر چوب پڑی خبر کبرنگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست
پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی
صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین اُدھر
سے گولا پڑ رہا ہو توپخانہ رعد شکوہ گرج رہا ہو یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین
برابر رد کرتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ پائین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہانسے پتھر جو کھائی پر سے لڑھکائے
کتنون کے پیر ٹوٹ گئے کتنون کے سر پھٹ گئے کتنے گر کر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہو گئین ہرمز تاجدار نے
کہا کہ انھین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اسپر اڑے
ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھر نگے ایک غل و شور برپا ہی یہان کبرنگ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مرتبہ لوگ
دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرماسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اُسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو توڑ کر شہر مین گھس آیا
لوگون کو قتل کر رہا ہو اور چالیس ہزار عادی اُسکے ساتھ ہین اب یہ سُنتے ہی بدحواس ہو کر اُٹھا اور کہا کہ صاحبو جو سے ہو چکے
قصور نہ کرو یہ حکم دے کر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکل جاؤن یہان کشیدہ رو منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے
دروازہ شہر کیطرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سنا کہ طہماس نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہی
اُدھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعہ کے اندر آگیا مگر کبرنگ مرتد تیسرے دروازہ کی طرف سے
نکلا جاتا ہی طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اس کافر کو لیتا ہون اور یہ تعاقب مین
کبرنگ کے چلا شہر سے نکل گیا سنا کہ اس طرف گیا ہو اُس طرف گینڈے کو ڈالا اُدھر کبرنگ بھاگا ہوا چلا جاتا
ہو کہ سامنے سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگفتہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
ذو الالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سمیت لیے ہوئے ہویدا کبرنگ نے دیکھا کہ سامنے سے نور الدہر
آتا ہی اُدھر سے بھی بھاگا نور الدہر نے پوچھا یہ کون تھا جو اسطرف آتا تھا مجھے دیکھکر پھر چلا جاسوسون نے تمام
ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کرو جانے نہ پائے زنگی دوڑے اور جا کر کبرنگ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی یہانتک
کہ تمام ساتھ والے کبرنگ کے مارے گئے اور کبرنگ گرفتار ہوا کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا نور الدہر
نے کہ ایک بگولہ گرد کا نہایت زور شور سے چلا آتا ہو جب گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بن عنقویل دیو پردر
نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نور الدہر کے گرا اور بیہوش ہو گیا نور الدہر نے سر اُسکا نہایت شفقت و مہربانی
سے اُٹھایا اپنے زانو پر رکھا گرد منہ کی پاک کی گلاب منگا کر اپنے ہاتھ سے چھڑکا طہماس کو ہوش آیا جلدی
سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ ای شہریار کیونکر اس غلام نوازی پر جان نثاری کرین اور سر طرماسپ کا پیش کیا اور
رونے لگا نور الدہر نے کہا ای طہماس کیا بیٹے کے واسطے روتا ہو طہماس نے عرض کیا ای شہریار اس نالائق کے مرنے
کی تو خوشی ہو روتا اسواسطے ہون کہ اگر یہ نابکار نہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا مجلس مین کبھی مجکو
کاہیکو جگہ ملتی الحمد للہ کہ اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا اور سرخرو ہوا شاہزادے نے بہت شفقت
اسپر فرمائی اور کہا کہ ای طہماس وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہی اور وہانسے شہر مین آیا

یہان ہرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دہائی ہے ہرمز تاجدار کی دہائی ہے شاہزادہ نورالدہر
کی کہ اسی اثنا مین نورالدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار بغلگیر ہوا دونون اگر ایوان شاہی
مین بیٹھے روساے شہر آکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوتا جاتا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ لاؤ کیرنگ
بن گیرنگ شاہ زرایئلی کو اسی وقت لاکر موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نورالدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بموجب حکم جام شراب کا لبریز کر کے
گیرنگ کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا بلکہ پھینک دیا نورالدہر نے کہا اے کیرنگ بن گیرناگ تو آگے تو
مسلمان ہوا تھا اب آفتاب پرست ہو گیا بہتر یہ ہے کہ لعنت کر اپنے اعمال پر اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام
اختیار کر تو مین تجکو چھوڑ دون اور تیرا ملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگے گا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا
کہ مین پہلے لقا پرست تھا از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب تو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہے اسے
کب چھوڑتا ہون جان دونگا مگر دین آفتاب پرستی نہ ترک کرونگا نورالدہر یہ کلمے سُنکر نہایت برہم ہوا اور حکم
دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر کھینچو ہم اسے تیرباران کرینگے اسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر
کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادۂ بلند اقبال نے تیر اُس بدتقدیر و بدمآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر
پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خطا شعار تڑپ تڑپکر راہی و مسافر دارالبوار ہوا لاش کو اُس بدکردار
کی مزبلے پر پھنکوا دیا بعد اسکے حکم دیا کہ شاہزادے نے کہ لاؤ ملاحون کو جسوقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو
ہم تمھین بہت انعام دینگے اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کیرنگ بن گیرنگ نے ہزارہا جہاز آپ کے آنے کی خبر
سُنکر ڈبوا دیے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی تلاش کر کے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکالے گئے اور جہاز بھی آئے
شاہزادۂ والا تبار مع فوج سوار ہو کر طرف قلعۂ قروالامان کے بصد کروفر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طرماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا اُدھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سردارون سے معمور ہے ذکر ہو رہا ہے کہ
طہماس نے کس دلاوری سے طرماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہے کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی
کہتا ہے کہ حق بجانب ہے طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طرماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اُسکا
عنقویل دیو پر وار مارا گیا شیر دہن شہید ہوا کہان تک صبر کرتا کوئی کہہ رہا ہے کہ کچھ ہو لیکن مرنے سے طرماسپ
کے حوصلہ کفار کا پست ہو گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین غرق گرد سے اٹے ہوئے
آتے ہی دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے سلیمان شاہ نے کہا
کچھ پروا نہین بہ مدد کردگار ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نہیب پکر نکل گئے تھے
سب دیکھ رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے مقابلہ کرنے کو نکلتا ہے کہ بدر بن زلازل یکجشمی نے مرکب بنا بڑھایا سامنے
تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا آپ نے طرماسپ کس ذلت سے مارا گیا مجکو رنج دینے کی سزا پائی مگر آپکے
اقبال سے سب خدا پرستون کو مار کر ملک گیتی افروز کو چھینے لاتا ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ اے بدر طرماسپ ایسا بہادر
مارا جائے اور تو خوش ہو تجھے یہ بات سزاوار نہین ہے بدر بولا اے خداوند زادے جسنے زیادہ سر اُٹھایا ہے وہ یونہین خاک مین ملا ہے

اب مجکو اجازت میدان ملے کہا کہ جا ذولقا خداے باختر تمھارا نگہبان ہی بدر گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر میدان مین واسطے مقابلے کے
آیا بدر نے کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ بہتر یہ ہی کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر دے کہ مین لیکر چلا جاؤن پھر کچھ تمسے کام
نہ رکھونگا غضنفر پکارا کہ او نالائق تو مجھسے یہ کیا مہمل گفتگو کرتا ہی دیکھ اس زبان درازی کی تجکو کیسی سزاے معقول
دیتا ہون یہ سُنکر بدر پکارا معلوم ہوتا ہی کہ قضا تیری آئی ہی اور نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی طعن
چلنے ایک مقام پر غضنفر نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اب اُسنے غصے مین آکر تلوار ماری غضنفر نے سپر پر رد کی اور
اپنا وار کیا لیکن اُسنے بھی رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر غضنفر نے سپر جا کر کمر کا ہاتھ مارا کہ
پورا بیٹھا لیکن خط تک اُسکے جسم پر نہ پڑا ابکی بدر نے بھی دھوکا دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پر غضنفر کے پڑا تا دو ابرو
تیغ اُتر آئی دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا بدر چاہتا ہی کہ دوسری
تلوار مار کر کام تمام کرے کہ شہاب بن فولاد اژدر گیر نعرہ کر کے دوڑ پڑا کہ او نالائق یہ کیا کرتا ہی کہ زخمی پر تلوار
مارتا ہی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر آپڑا غضنفر کو پھیر دیا آپ مقابل ہوا بدر نے تلوار ماری شہاب
بن فولاد نے تلوار سپر پر رد کی اور اپنا وار کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر شہاب بھی زخمی ہوا اور ایک دو
پہلوان زخمی ہوا دو چار شہید ہوے یہانتک کہ شام ہوئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
کو پھرے لاہوت شاہ بدر پہ سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بیٹھا اُدھر سلیمان شاہ فارسی نہایت
ملول پھر کر داخل بارگاہ ہوے غضنفر کے زخمون مین ٹانکے لگے کا اسکو ہوش آیا خیال مین گذرا کہ اے غضنفر یہ
نالائق بدر یون نہ مارا جائیگا تو چل کر اسکی خفتان مرصع بند چرا لا یہ سوچکر اپنے عیار کو بلایا جب وہ آیا اس سے کہا
کہ ہمارا لباس شبروی لاؤ اُسنے کہا کہ کیا کیجیے گا جواب دیا کہ تو کیون پوچھتا ہی تجھے کیا کام ہی عرض کیا کہ حضور زخمی ہین
جو کچھ کام ہو غلام سے ارشاد فرمایئے کہ مین آپسے بجا لاؤن کہا کہ بھئی اپنا کام اپنے سے خوب نکلتا ہی بدر کی خفتان مرصع بند
چرانے جاتا ہون اُسنے کہا دو ایک دن صبر کیجیے زخم اچھا ہوے پھر اختیار ہی کہا اب تو مین قصد کر چکا مردون نے
جو ارادہ کیا وہ کیا اب مین کیا اس امر سے باز رہونگا ضرور خفتان مرصع بند لاؤنگا باپ کا بھی میرے یہی دستور ہی عیار
نے ناچار لباس شبروی لا کر موجود کیا غضنفر نے سیاہ بنڈی گلے مین پہنی اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تلوار
بغل مین دبا کر تنہا روانہ ہوا عیار بھی پیچھے چلا غضنفر نے اُسکو بھی منع کیا عیار نے کہا کہ ایک ہاتھ تلوار کا مار کر
میرا کام تمام کیجیے تو البتہ ساتھ نہ جاؤنگا ورنہ ضرور چلونگا غضنفر چپ ہو رہا اب آگے آگے غضنفر پیچھے پیچھے
عیار لشکر کو طی کرتے چلے جاتے ہین سیر تماشا دیکھتے ہوے بارگاہ لاہوت شاہ پاس پہونچے دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہی
دربار معمور ہی جام شراب گردش مین ہی تعریفین بدر کی ہو رہی ہین کہ یکایک دربار برخاست ہوا لوگ اٹھ اٹھکر
اپنے اپنے خیمون کو گئے بدر بن زلال تحتشی بھی نکلا اپنے خیمے مین آیا کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹ رہا ہی خواب خرگوش
مین گرفتار ہوا غضنفر گرد خیمے کے چرخ مار رہا ہی اور ہر طرف لوگون کو ہوشیار پاتا ہی لیکن پیچھے خیمے کے آیا دیکھا کہ
فراش بیٹھے ہوے چُسلی کھیل رہے ہین عیار سے کہا کہ انھین بیہوش کرا اُسنے ہوا کا رخ دیکھکر دارو بیہوشی اڑائی
خوشبو اُسکی دماغ مین پہونچی کہ وہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے اُن سب کے سر کاٹے اور قنات چاک کر کے اندر
خیمے کے گیا دیکھا کہ خاص بردار پہرے پر کھڑا اونگھ رہا ہی اُسکا گلا اس زور سے دبایا کہ آواز بھی نہ نکلی باہر کی
سانس باہر اندر کی سانس اندر گھٹکر دم نکل گیا خدمتگارون کو طرے پھولون کے مارے کہ ہر گل جھٹکا اور

دھواں اُسمین سے نکلا سب بیہوش ہوے اب غضنفر نے کنجۂ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے گیا جسوقت اسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مارکر بیہوش ہوا اب غضنفر نے ڈورا خفتان مرنجبند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا اسیدھا کنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرنجبند کو دریا مین ڈالدیا وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا مُنہ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہوکر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ لیا وہان صبح کو بدر بن زلازل نجمی جو بیدار ہوا دیکھا کہ خفتان مرنجبند نہین ہے حیران و پریشان ہوکر ڈھونڈھنے لگا کہ اتنے مین ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی اُنکو قتل کر گیا اور اُسی طرف سے قنات چاک ہے بدر نے کہا بس معلوم ہوا کہ چور آیا تھا خفتان مرنجبند چرا لیگیا روتا پیٹتا با حال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال بیان کیا کہ میری خفتان مرنجبند کوئی چرا لیگیا پوچھا کہ کچھ حال کھُلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ نے کہا معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شے کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہے اب میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجکو چور جیتے جی مار گیا اگر میرا سر بھی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہہ رہا ہے اور دربار ہی لاہوت شاہ دلداری کر رہا ہے کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہے ہاتھ تلوار کے قبضے پر پڑا ہوا آتے ہی موافق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگوا کر بچھوا دی غضنفر اسپر بیٹھا ساقی نے جام شراب کا بھر کر حاضر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا کہ میرا حریف اسیر کار گر نہوا مین زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اُسکے گلے سے اُتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ جس طرح چاہے مجھسے سمجھ لے بدر نے جو یہ سُنا کہا کہ اے غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکر میرے ہی نام کی وہ بنی ہوئی ہے تجکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور اگر کام کی بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا اے غضنفر سچ کہہ خفتان تو نے کیا کی غضنفر نے کہا اے بدر مین نے رات ہی کو لیجا کر دریا مین پھینکدی اب خفتان کہان بدر نے جو یہ سُنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجکو جیتے جی مار ڈالا مگر مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر دوڑا قریب غضنفر نے پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے تشبع شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود و دو بلغنے کے دو ٹکڑے کرکے سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی بدر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھرتھرا کر غش کھا کر گر پڑا غضنفر نے چاہا نکل جاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے نہ پائے ارے غضب کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبر زادے خداوند کو زخمی کیا یہ سُنا تھا کہ سب سردار نعرہ کر کرکے دوڑ پڑے اُدھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک کے جاتا سو سو کو شکار کرتا ہے یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوارین مارتا ہوا چلا جاتا ہے غلغلہ دار و گیر بپا ہے مگر غضنفر مضطر ہے کہ اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے اُمنڈا چلا آتا ہے لیکن رفیق غضنفر کے اسکے جانے کے بعد مسلح و مکمل ہوکر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا تنہا گیا ہوا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ جو ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوند زادہ کی پیغمبر زادہ خداوند کو مار لینا اسے جانے نہ پائے بس یہ سُنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر لشکر پر گر کے قتل کرنا شروع کیا اُدھر ہرکارون نے خبر نقابدار یاقوت پوش شتر سوار ایران کو پہونچائی

کروہ اپنے لشکر سمیت آکر گرا لشکر لاہوت شاہ کو قتل کرنا شروع کیا لیکن غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق تھے آگئے ہین
دل قوی ہوا اتنے مین دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آگیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر حال سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہی کہ یہ دربار مین تخت پر بیٹھا ہو دربار معمور ہی ذکر غضنفر کا ہو رہا ہی کہ
نہین معلوم وہ شیر بیشۂ شجاعت کیسا ہی کہ آج اسوقت تک دربار مین نہین آیا کوئی عیار خبر تو لائے اگر فراغ کچھ سامان
ہو تو مین خود عیادت کے لیے چلون ہر کارہ گیا اور بعد لمحہ بھر کے آکر عرض کیا کہ غضنفر دربار مین لاہوت شاہ
کے گھس گیا وہان بدر زلازل بخشی کہ جسکے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اُسے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ
بدر کیونکر زخمی ہوا اُسکے پاس تو خفتان مرنجند ہی کہ حربہ اُسکے جسم پر اثر نہین کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر
رات کو چرا لایا اور دریا مین پھینکدی اب تنہا گھر گیا ہی اُسکی مدد ضرور ہی یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا
لشکر تیار ہو اُسیوقت فوج مین کمر بندی ہوئی جو جس کام مین تھا اُسے ترک کرکے مسلح و مکمل ہوا آن واحد مین تیاری
ہو گئی سلیمان شاہ فارسی فوج لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی پہونچا غرض خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر داراب نے خورشید و تورج سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خدا پرستون کے شریک ہون اور لقا
پرستون سے تو ہمین کچھ مطلب نہین ہی خورشید از بسکہ غضنفر سے جلا ہوا تھا کہا کہ او برادر ہمین کیا ضرورت ہی کہ ہم کسی کو
مفت اپنا دشمن بنائین خدا پرست ایسے کہان کے ہمارے دوست ہین سر لقا پرستون کا گردن مین خدا پرستون
کے اور سر خدا پرستون کا گردن مین لقا پرستون کے ہمین کسی سے کچھ مطلب نہین ہی چلو ہم تم تماشا دیکھین داراب نے
کہا اچھا یونہین سہی چلو تماشا ہی دیکھینگے سب یہ آپس مین مشورہ کرکے گھوڑون پر سوار ہو ہو کر اپنے لشکرون سمیت آکر
کھڑے ہوئے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہین اور
لاہوت شاہ و زربور شاہ ہاتھیون پر سوار ہین فوج کو للکار رہے ہین کہ خدا پرست زندہ نہ جانے پائین اور
چہار جانب سے نرغہ ہی کفار کا لشکر بیحد و بے پایان ہی قریب ہی کہ اہل اسلام شکست کھائین کہ اس اثنا مین سلیمان شاہ
فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اور نعرہ کیا ماروان لقا پرستون کو بعد اُسکے رستم خان اور کامل خان اور تغل خان
اور جمشید و خورشید بن گنجاب اور مالک زمان ببر اور ببر خار افگن و غیور باختری و نوروز بن ملک
اردوان جزیرہ نشین وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل دمان کے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اہل اسلام
خوب جانبازی کرنے لگے غلغلۂ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہی کہ ہر چرخ اپنی چال بھولگیا ہی اور اسقدر کثرت ہی
فوجون کی کہ میدان مملو ہی کہین جگہ نہین ایک سے ایک اسقدر بڑھا ہوا ہی کہ تعجب نہین جو نوک مژگان سے بھی کارزار
ہونے لگے کہ تلوارون کی قیچیان لگی ہین اُن قیچیون سے سوا جامۂ ہستی کے اور کوئی کپڑا قطع نہو گا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر اُنکا پردہ نہ رہا چہار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گویا سب قرابتدار ہو گئے سب کا خون ملگیا اُس دریائے خون مین سپر مین جو گری تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کچھوے دریا مین پیر رہے ہین بازو و جزیرہ پوشون کے کٹکر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھڑک
رہی ہین قبضے تلوارون کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہین یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہی سبزہ کبھی وہان
روئیدہ نہ ہوگا اور اگر اُگیگا بھی تو لالہ مگر داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی دوسرا دن
ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن افوال سے سامنا ہوا کہ اُسنے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے ہاتھ تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغہ لنگر دار باندھتا تھا جھونک مین جا کر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر کی

کر دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر ارہنگ للکارتا ہوا دوڑا کر او دیوانے غضب کیا تو نے ارے ایسے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہی تو بڑا ہوشیار ہی لیکن کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب ہو کر تبر مارا غضنفر نے تبر باسیب سپر رد کیا اور رہنی سے ہتھکٹی لگائی کہ ہاتھ ارہنگ
کا مع تبر کٹکر دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغہ سر پر مارا اُسنے بائین ہاتھ سے سپر بلند کی لیکن تیغ نے قرص سپر کے دو ٹکڑے
کیے جامہ خود کو شکستہ کیا کاسۂ سر مین درآئی کہ پیمانہ عمر کو اُسکے بھر دیا سار آتشہ اُتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا دیا مع
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی ارہنگ کا گرز اٹھا کر دوڑا کر او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اُدھر تو اُسنے گرز اُٹھایا اِدھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اُسی کے
سر پر گرا مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بلائی اور ناب گردنے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ
غضنفر کے مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی ارہنگ کے غضنفر نے مارے اُدھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا
اُس طرف ارماق بن کہراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارماق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے پشت شمشیر پر
تلوار روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا پھر کر تلوار ماری
سلیمان ثانی نے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھینکر پھینکدی پکڑ کر کمر زنجیر کا بند اُٹھالیا اور آسمان کی طرف
پھینکا کہ نظر سے غائب ہوگیا جب ساعت بھر کے بعد گرنے لگا تو اُسے جو رنگ ہوائی کاٹا سرخاب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا
اُسنے چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اُٹھا کر سلیمان ثانی پر ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا لیکن چوبدست جو پڑی آواز تراقے کی بلند ہوئی گرد اُڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غیظ و غضب
مین آکر مارا اُسنے چوبدست پر روکا تیغہ نے چوبدست کو مانند کدوے درانے کے دو ٹکڑے کیے خود و بلغہ سر گردن
جا آئینہ زرہ کمر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے اُدھر
نقابدار یاقوت پوش بڑی شد و مد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہی ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہی کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغہ آبدار سے
اسے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اُسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہو کر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اتر گئی اوپر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار روانہ سقر ہوا سہم آدمخوار نے دوڑ کر دونون چنگال
آہنی مارے نقابدار نے پھیرا بدلکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے منھ جا رہا اب نقابدار نے تیغہ مارا کہ
دو ٹکڑے ہوئے ابرہہ ببردان بن ببردان پیر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا
وار کیا کہ پورا ہاتھ جنو کا بیٹھا دو ٹکڑے ہوئے مہران عیقاروس نے نیزہ مارا تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر
اُٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و بلغہ کاٹتی ہوئی سر پر رکی نقابدار نے جھٹکا دیا تا دو ابرو اتر گئی اُسنے دشنہ مارا
تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی لیکن مہران کو غش آگیا لوگ اُسے لیکر نکلگئے اب نقابدار زیور شاہ کی طرف چلا لوگ اُسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہی کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار کفار کے
قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زیور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا
باسیب سپر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو اُسکی کاٹ کر تا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا لوگ اُسکے لے بھاگے
اُدھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پر سوار ہی تیر و کمان ہاتھ مین ہی کفار کو نشانہ کر لیا ہی تیر مارتا چلا آتا ہی اُدھر
لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہی کہ دور سے اُسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا کہ

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا کہ اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کر توڑ کر
پار گذر گیا وہ مرد مسلمان شہید ہوا اگرچہ دیکھکر سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کہ لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا گُدّی کے
پار گذر گیا اُدھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام
نے تیرون کی بوچھار کر دی کہ لاہوت شاہ کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر برابر اُسکے
ہاتھی کے آیا جست کرکے اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا اُدھر
سلیمان ثانی نے علم فوج قلم کیا لوگ لاہوت شاہ نے شکست کھا کر جدھر منھ پڑا بھاگ نکلے زنبور شاہ بیٹے بھی بھاگا
تھا بدر بن زلازل حبشی کہ زخمی ہو چکا تھا اُسکو بھی لیکر لوگ بھاگے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا مال و اسباب لوٹنے
لگے تمام مال و خزانہ خیمہ و خرگاہ راوی لکھتا ہے جو کچھ تھا سب قبضے مین کیا ہر ایک لامال ہو گیا خزانہ پر شاہی پہرا ہو گیا باقی
لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے مین داخل ہوا تمام سردارون کو
خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اپنے تحت و تصرف مین لایا سلیمان شاہ فارسی نے
جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل حبشی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف
راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے بگولا گرد کا اٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہر جاتا ہے کہ خفتان مرتجنبد پاس نہین
ہو اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہو بھاگا بھاگ جزیرہ فندق مین پہونچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر زخمی خراب
ہو کر آیا یہ تو اسپر بدل مائل ہی مرتی ہی جان دیتی ہی کہا بلاؤ تو اُسے اب ایسا تم کیون یہان آیا ہی اپنی خالا کو لینے گیا تھا
جوتیان کھاکے یہان آیا لیکن بدر جو سامنے آیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ مجھسے خطا ہوئی تقصیر میری
معاف کرو اب مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اسکا پیرون پر سے اٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر
ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ ای مشفقہ مہربان اُس دیوانے نے خفتان مرتجنبد میری چرا کر دریا مین پھینکدی
اب مین بالکل بیکار رہو گیا اُسنے کہا کہ ای بیوقوف و نالائق مین کیا کرون مین نے تو ایک مدت مین اُسے بنایا تھا اب
مجھسے ویسی خفتان کہان بن سکتی ہی بدر نے کہا کہ ای ملکہ مین اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ ملیگی تو تمھارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا
اسنے کہا کہ جا موئے کل کا مرتا آج مر کو مین سمجھا پیچھے بدر نے اُسی صدمے مین خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
برہمن جادو نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے گو خفتان تو مجھسے ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہون دریا سے اُسی
خفتان کو دریا سے نکالکر لاتی ہون تو نہ گھبرا یہ کہکر مشت خاک اُٹھا کر سحر دم کرکے اپنے شانون پر ملی کہ پر پرواز پیدا ہوئے
اور اُڑ کر روانہ ہوئی آتے آتے کنارے دریا کے پہونچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی لب ساحل دریا کے بیٹھی اور
ایک بچہ خوک بھی تھا اُسکو جھٹکا کیا خون اُسکا تھال مین لیا تھوڑے خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے مین بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون خوک سے اُسکا بھی خمیر
کیا تھا ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیرون مین اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھون مین اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا
اسم شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور گویا ہوا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا
مین سے خفتان مرتجنبد ڈھونڈھ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا دریا مین کودا برہمن جادو نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ساکن
ہو گیا ایک پہر بھر کے عرصے مین وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے برہمن جادو کے رکھدی اُسنے خوش ہو کر
اُس پتلے کے منھ مین تھوک دیا بس وہ گر کر ہیئت اصلی ہو گیا صبح ہو چکی تھی برہمن جادو لیکر بدر کے پاس آئی بدر
منتظر بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہونچی اور خفتان بدر کو دی اور کہا کہ تیرے واسطے مین نے چار پہر رات محنت کی بدر خفتان کو

دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اُٹھاتی
ہی آپنے میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر برہمن جادو سے لپٹ گیا اُسنے کہا کہ موئے یا تو
مر رہا تھا یا اب یہ خرمستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدر نے کہا امان کے کیا کوئی شاخ ہوتی ہی
جیسے تم ویسے مان غرضکہ خوب اپنا کالا منھ کیا اور دونون مصروف عیش و عشرت ہوئے کہ اب یہان کا حال پھر بیان
کیا جائیگا اُدھر تمام کافر لاش لاہوت شاہ کی لیے ہوے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے
ادھر ایرج طی مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان رہگیا ہی
کہ ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا اور آواز گریہ و زاری نالہ و بیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نیر اعظم خیر کرے
اُس روز تو لاش طہماسپ کی آئی تھی کہ اُسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین
تھین کہ غل ہاے لاہوت شاہ والے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جانے بے اختیار
اُٹھ کھڑا ہوا کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سرداروں سمیت اُٹھا اور آکر دیکھا تو لاشہ
لاہوت شاہ کا غربال نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹ گیا اور پکارا کہ ای لاہوت شاہ تمنے حق رفاقت
خوب ادا کیا ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کر دی نیر اعظم تمکو بخشے یہ کہتا ہی اور روتا ہی کہ عجب سرزمین ہی ملک
سبائل اور قلعۂ ذوالامان کی کہ طہماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا مگر خیر اسکا
عوض خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض رو پیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق
مین رکھکر سیاہ مخمل سے منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر و مرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران
کیا کہا خیر سمجھا جائیگا اور لاش کو اُسکی بیشۂ تمرگ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعۂ ذوالامان
کے مجھے نہ سبائل سے کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی مین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان جان ملکہ گیتی افروز
کو اپنے قبضے مین لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ تم پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ
ذوالامان کیطرف لیکر روانہ ہو دیلم شاطر اُسیوقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا
بھی کوچ ہوا ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذوالامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذوالامان
اور ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بے پایان سے آ پہونچا سب اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشورکشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آرا تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار با سپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمے کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہی کہ ابتک
یہ جنگ و جدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سنکر ذوالامان کو روانہ
ہوا تمام فوج و لشکر و سرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب و خورشید و تورج بھی اپنے اپنے لشکرون سمیت
روانہ ہوئے یہان یہ خبر وحشت اثر مہرو ند عیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر
بن ضیغم خون آشام کو بلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ ای مظفر سنا تمنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے زہر الماس
تیار کر رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہو جائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور اسطرح
کا اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی و سرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ
سلیمان شاہ فارسی مع لشکر اور اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرضی شاہزادہ
نور الدہر کو بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آجائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات لاسے کے

ملکہ گیتی افروز سے کہے اور رخصت ہوکر قلعہ مین آیا آراستگی مین مصروف ہوا دوسری عرضی اور لکھکر شاہزادہ نورالدہر
کی خدمت مین روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا ای شہریار عالی وقار وای روح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی یہان کفار کی چڑھائی ہی ہم سب جانبازی وسرفروشی کو موجود ہین لیکن اُس آفتاب برج
کے اقبال کا ستارہ اوج پر ہی ہم اسکا کچھ ذکر نہ کرسکینگے اپنی جانین دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہی اگر جلد نہ تشریف
لائیے گا صاحبقران کو اور جملہ بزرگون کو اپنے کیا مُنھ دکھائیے گا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے
کو خدمت مین شاہزادہ کی پہونچا وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی ہر ایک نماز پڑھکر کھڑے کھڑے تسبیح وظیفہ کی پڑھ رہا ہی
کہ یکایک بروۂ بیابان سے شق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتین برجون مین سے جہانتک گرد دیکھنے لگین
کہ وہ مانند گرد کدورت کے بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے
آگے آگے سب کے ویلم شاطر زنگی دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے ارہ پشت نہنگ ہاتھ مین پیچھے اُٹھالا بارگاہ سلیمانی
کا میدان مین پہونچکر ٹھہرا جلد اچھی دیکھکر بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اُڑی اور اُن وجد
مین اُس گرد سے چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے آگے آگے سب کے ہزاد مدیر نہ پہونچے تھے کہ اور گرد اُڑی اور
مرجان دریا باری اور سام بن غوجان دریا باری پہونچے کہ اور گرد اُمہی قارن بن ملبوطنج گردن آتش سپہ سرگردان
سپہر سیر گردان پہونچے اسی طرح تانتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل حمید زنگی سلیم زنگی قمر طلاطل
کشتی گیر وغیرہ کے یہ سب پہونچکر گھوڑون سے نہین اُترے ہین اسی طرح پرے جمائے کھڑے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا
ہی اور گرد دیر و بلند ہوئی کہ زمین سے آسمان تک ایک سنہ نظر آنے لگا گویا وہ دیوار گلی آئینہ حلبی ہی کہ سب اُسطرف
دیکھ رہے تھے ساکت اور مودب تھے کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد
سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے اُسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور ارسلان شاہ کا ایرج مرکب
پری پیکر باد رفتار پر سوار لباس پرتکلف پہنے ہوئے کمال شوکت وشان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ
یکایک دوسری گرد مثل سبائل کیطرف سے بلند ہوئی اور سلیمان شاہ فارسی لشکر بے پایان فوج فراوان سے مدد کو
اہل اسلام کی پہونچا بعد اُسکے دوسری گرد اُڑی سلیمان ثانی پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسد دلاور آیا اور
گرد اُڑی نقاب دار یاقوت پوش شہر سوار پران آیا اسیطرح سب اہل اسلام مثل رستم خان بن گنجاب نوفل خان
بن گنجاب خورشید وجمشید تور سرکش ببر خار اکن ملک رضوان جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب خاتم ہونے نہ پائے
تھے کہ اور گرد اُڑی مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم
نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشور کشا تخت پر جلوہ فگن وداراب کشور کشا اسپ سنگ و پرسوار ماہانگ در ہمراہ
بعد اُسکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بعد اُسکے تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا
ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے اپنے کہا کیا کہ یہ سب مجھی سے لڑنے آئے ہین
مگر مثل مشہور ہی کہ ہجوم پروانگان شمع کا کچھ نہین کر سکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار ہین سب کہار ونگا یہی باتین کرتا ہوا
داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر اتر اسپ پٹے اپنے اپنے خیمہ مین بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ مین آکر داخل تخت
پر مشکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن طغیم خون آشام کو
اِس مضمون کا کہ اے مظفر آگاہ ہوکہ لقا خداے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخوشی مجھے بخشا ہی اور قاسم نے جبرا
گیتی افروز کو لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہین ہی بس تجھے لائق ولازم ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو

سوار کرکے میرے پاس لے آمین تیری نہایت عزت و حرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون
حمزہ میری نہیب شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا لندھور کہ اُسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس امن بنیاہ
لیا ہو جمعیت میری اختیار کی ہو میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر بھروسا ہو تو ایک لمحہ مین
لے لونگا اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھر کر رکھوایا اور پکارا کہ
میرے سرداروں مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جاے اور جواب اُسکا لاے یہ سُنکر میعاد ورشنگ دراز گردن اپنی جگہ
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہو کہا بلا لو اُسے جب میعاد ورشنگ دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا
ساقی نے بحکم مظفر جام شراب کا بھر کر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ متم نامہ دارِ زبدہ آفتاب پرستان
یعنے ایرج نوجوان مظفر ابن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سُنکر آگ ہو گیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینکدیا اور کہا کہ اُس کر پاس فروغ
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہو بہت سا جھک مارا ہو کہدینا اُس سے کہ کیوں شامت آئی ہو یہ ناموس ہو حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر ہو کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا تھوک اور چاٹ اب یہ نہ کہ کہ
مین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل و خراب ہوگا بس نامے کو چیر کر پھینکنا تھا کہ میعاد ورشنگ
دراز گردن آگ ہو گیا اور نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ نامہ زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ
پیر قطب دوران ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر
ماری مظفر نے آتے ہوے تلوار کو خیال کرکے جھکی دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور
ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ زور کیا کہ میعاد کو اُٹھا لیا اور زمین پر چاروں شانے چت گرا کر چڑھ کر چھاتی پر مشکین باندھین اور
حکم دیا لوگونکو اسکو اسیر کرو جانے نہ پاے بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو پکڑ کر مشکین باندھین
سب گرفتار ہو گئے یہان مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے منھ کالے کروا کر نکلوا دون یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا
کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر دروازے پر شہر کے چڑھوا دے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا میعاد ورشنگ دراز گردن
کا سر کٹوا کر شہر کے دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرست جو اُسکے ساتھ آے تھے اُنکو بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین
بیٹھا ہوا تھا لوگون سے کہ رہا تھا کہ یقین ہو مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا
بلکہ ملکہ گیتی افروز کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑ کر بر نہین ہو سکتا یہی ذکر ہو رہا تھا سردار بجا اور درست
کہ رہے تھے کہ سامنے سے جوڑی ہر کارون کی آئی کہ پسینے مین غرق خاک مین اٹی ہوئی اور دعاے ترقی اقبال و جاہ
دیکر عرض کیا کہ ایلچی زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد ورشنگ دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہو چکی تھی ہاتھ سے
خدا پرستون کے مارا گیا سر اُسکا دروازہ شہر پر لٹکا ہوا ہو یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غصے مین طبل جنگ بجاے
کہ بہزاد مرتد نے جھککے سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان تجھے مفصل خبر پہونچی ہو کہ میعاد حکم سے ملکہ گیتی افروز کے مارا گیا
مظفر کا یہ ارادہ نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفا کار ہوتے ہین اُنکا شیوہ یہی ہو اسکو عین محبت سمجھے ایرج بولا کہ تو سچ
کہتا ہو مگر مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارسی کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہو اور سن رسیدہ ہو نشیب و فراز عالم کو خوب جانتا ہو اُس سے جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

بچے

نامہ لکھکر معاد و رشک دراز گردن کو دیا کہ تو جا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہین ہو سلیمان شاہ مثل مظفر کے نہین
ہو معاد و رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیون سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلالو ایلچی کو
معاد سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا ماحصل مطلب یہ تھا
کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے سپرد کرو اس مضمون سے آگاہ ہوکر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سردارون سے کہا پکڑلو اس
ایلچی نالائق کو معاد و رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی مگر لوگ چار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اٹھا تھا اسی طرح
رہگیا لوگ لپٹ گئے مشکین باندھ لین سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹکر نکالدو اور اسکے
ساتھ والون کو بھی نکٹا اور بوچا بناکر چھوڑ دو کہ ذرا اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقران پر
نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہی اسیوقت انکی ناک و کان لوگون نے کاٹ ڈالے اور تلی سیاہی سے کالا منھ کرکے نکالدیا
وہ لوگ اسی ہیئت سے سامنے ایرج کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہوگیا اور طیش مین آکر حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زرمی نوازش مین آیا ادھر ہرکارون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی یہان بھی کوس حربی
بجا ادھر واراب آب پرست خورشید ستارہ پرست نوروج ماہ پرست سب کے لشکرون مین طبل جنگ بجا مگر لندھور
بن سعدان گرو جب ایرج کی بارگاہ سے اٹھکر اپنے لشکر مین آیا تو اکرمہ ہندی وغیرہ نے لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان
اب آپکا کیا ارادہ ہی اب تو ایرج بالاعلان کہتا ہی کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور نامہ بھی بھیجا ہی ہم لوگ
کہ صاحب غیرت مشہور ہین مگر آپ انتہا کے بیغیرت ہین کہ ایرج برملا ناموس صاحبقران کا نام اپنے عشق و عاشقی
سے لیتا ہی ہمسے سنا نہین جاتا ہمکو اجازت ہو کہ ہم لڑکر اسے مارین یا اپنی جان دین لندھور نے کہا تمھارا تو یہ قصد ہی اور
میرا یہ ارادہ ہی کہ مین جسوقت دیکھونگا کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب مارے گئے اور زخمی ہوئے تو مین دروازے
پر قلعہ ذوالامان کے جا بیٹھونگا اور اپنی جان دیدونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمھارا ارادہ لڑنے
کا ہی تو مین منع نہین کرتا مگر مین تمھارا شریک نہین ہون یہ سنکر سب چپ ہو رہے مگر یہان سب لشکرون مین طبل جنگ
تو بج ہی رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری مین مصروف تھا تمام رات اسیطرح بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور
نے مشرق سے طلوع کیا اور سریر نور پر بیٹھا کہ جسکے ڈر سے تمام لشکر انجم گریزان ہوا تیرگی پردۂ ظلمات مین جا کر چھپی ہر شخص
نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش خدائے یگانہ کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آئے ادھر سے اہل اسلام
ایک طرف سے آب پرست ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آکر میدان مین صف آرا ہوئے
نقیب حسب دستور نکلگئے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا کہ جاؤ شیر اعظم آفتاب تابان تمھارا نگہبان ہی ایرج سلام کرکے بادو گر مرکب پر بیٹھکر عازم [illegible] قتال
ہوا میدان مین پہونچکر سراپا میدان کا دیکھا نیزہ زمین پر گاڑکر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ
فارسی سے اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو مجھسے مقابلہ کو آیا ہی میرا کیا کر سکتا ہی یا زخمی ہوگا یا
مارا جائیگا بہتر یہ ہی کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان نہ دے غضنفر پکارا او کرپاس فروش بچہ بازاری تو
مجھے کیا ماریگا زخمی ہوئیگا اجارہ نہین جنگ دو سردار دیا تیری فتح ہی یا میری تلوار کی باڑھ کے آگے سب برابر ہین
یہ سنکر ایرج نہایت خشمناک ہوا اور پکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہو کرلے تاکہ ہوس دل کی نکلجائے غضنفر نے کہا تو
جانتا ہی کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو مین بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن چلنے لگی تھوڑی دیر مین ایرج نے نیزہ غضنفر کا

ہوا لی گیا غضنفر نے تلوار کھینچ کر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی
روکی پھر غضنفر برس پڑا سر سے پیر تک جھاڑ باندھ دی کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غنچہ بنا ہوا ہی ہمہ تن چشم ہو تلوار روکتا
ہی ایک مقام پر ہاتھ غضنفر کا شعلک کر شستہ ہوا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر غضنفر کے تڑی تا دو ابرو
اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ لیجاؤ
اس دیوانے کو لوگ اُسے لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد از در گیر نکلا بعد نیزہ بازی کے
نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی تلوارین شہاب کی ایرج نے روکین اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا نقابدار یاقوت پوش
اپنا مرکب چمکا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگاہ وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوتی
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی کہ سنانین اور سنانین بیکار ہوگئین نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل
ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر غالب ہو نقابدار بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ
کیا تھا کہ نکلون کہ مظفر بن ضیغم خون آشام پیشقدمی کر میدان سامنے ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی
اور کہا کہ اے مظفر تو نے غضب کیا کہ ایلچی کو میرے مار ڈالا زمانے مین کسی نے آج تک ایلچی کو نہین مارا مثل مشہور ہے کہ ایلچی را
زوال نیست مظفر نے کہا او نرار بچے تو نے ایسا واہیات نامہ کیون لکھا تھا یہ ناموس خدا جغرافی ہو مجال نہین ہے کسی کی
کہ اس طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہونا تھا ہوا
اب بھی تو میری اطاعت کر تو مین اپنے لشکر کی سالاری تجھے دون مظفر نے کہا او نرار بچے تو اپنی حقیقت اور لیاقت
کو بھول گیا تو وہی نرار بچہ ہے دعا دے عمرو کو اُسنے تجھے اس رتبے کو پہونچایا مین ایسے پاجی کی رفاقت کبھی نہ کرونگا ایرج
یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھوں ہے خیر آ اُسے جو کچھ کر حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم
اہل اسلام مین ہمارا یہ دستور نہین کہ حریف پر پیشدستی کرین ایرج نے کہا تو خبردار ہو اور نیزہ اُٹھا کر مارا مظفر نے
نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ایرج نے نیزہ مظفر کا ہوا لی کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری
ایرج نے بآسیب سپر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکلی سر سے چادر خون کی باہر آئی اُسی حالت زخمداری مین زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھالا نہ گیا
غش آگیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا اُسے اُٹھا لیجاؤ یہ اب زخمی ہو چکا ہے لوگ دوڑے مظفر کو پالکی مین ڈالکر لیگئے شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ پر آئے مظفر تو مع فوج قلعہ ذوالامان مین داخل ہوا سلیمان شاہ
زخمیون کو لیے ہوئے اپنے خیمے مین آیا اُدھر غضنفر کے زخم مین ٹانکے لگے علاج ہونے لگا مگر ایرج جو پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا
دنگل پر بیٹھا ہزاردم تہ سے کہا مین چاہتا ہون کہ کشتیان جواہر کی اور پوشاک و میوون کے خوان واسطے جان جہان ملکہ
گیتی افروز کے بھیجون اُسنے کہا کہ مناسب ہے اُسیوقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کروائے ہزار خوان مین جواہر اور پوشاک
اور ہزار خوان مین میوہ اور کہارون کی وردیان بانات سلطانی اور مخمل کا شالی نصر اول کشتی گیر کو ساتھ کر کے
روانہ کیا جب خوان دروازے شہر ذوالامان پر آئے یہ خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہا خوان لے آؤ ہو دیکھ
کہارون کے لباس چھین لو ناک کان کٹوا کر نکالدو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہا کہ خوان یہان لے آؤ اور اپنے
سامنے منگوا کر میوہ تو گدھون کو کھلوا دیا جواہر اور پشمینہ حلال خورون کو دیدیا اور عوض مین اُسکے لنگر تھر کوڑا کرکٹ اور
گوبر بھروا کر کھانچے اور سے ڈھانک کے کسنے کسوا کر کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو بھیجدو نصر اول کشتی گیر وہ
خوان لیکر خدمت ایرج مین روانہ ہوا اہر کارون نے خبر ایرج کو دی کہ ادھر سے بھی خوان آپ کے لیے آئے مین ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سرداروں سے کہا کہ ان خوانوں کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ تحفہ جان جہان آرام دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہے سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانوں کو
پہلا خوان جو کھلا اسمیں گوہر بھرا ہوا تھا اور دوسرے میں کنکر پتھر کوڑا کرکٹ بھرا ہوا دیکھکر حیران ہوا فطراول
کشتی گیر سے پوچھا کہ یہ خوان مظفر نے بھروا کر بھیجے ہیں اسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کنکر کا ان کشوا کر بھیجد
کر ملکہ گیتی افروز نے خوان اندر منگوائے جواہر پشمینہ پوشاک حلالخوروں کو دیدیا اور میوہ گدھوں کو کھلوا دیا
خوان بھروا کر آپکے واسطے بھیجے ہیں بہزاد مرد نے کہا ملکہ کمال محبت آپکے ساتھ رکھتی ہیں فقط آپکے بھیجنے
اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہے وہ کیا کرے چہار طرف سے تو گھری ہوئی ہے خدا پرستوں نے اسکو قید کیا ہے اسکو یقین جانیے
کہ وہ آپ پر فریفتہ ہے ایرج نے کہا کہ اس شب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ میں اسپر بیٹھا کرونگا اسیوقت مزدور آکر حاضر ہوئے
دم بھر میں چبوترہ بنا کر تیار کردیا ایرج اسپر بچھونا کرواکے بیٹھا اور پر تکیہ رکھکے ناچ ہونے لگا اس روز طبل جنگ نہ بجوایا
مصروف عیش و عشرت رہا دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی یہ خبر ہر طرف پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے علاوہ لشکر اسلام کے داراب و خورشید و تورج کے لشکر میں بھی
نقارۂ رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ایرج مرکب چمکا کر مالک
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر سے کے علم جلوہ گری پر آسکے دا
داراب کشور کشا مرکب اپنا اڑا کر سامنے تخت کشور کشا کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند کریم حیات
تمہارا نگہبان ہے داراب سلام کرکے بارہ گرم مرکب پر سوار ہوکر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگاہ وزن ہوا مرکب برابر ہے
ہنگے ایرج نے کہا اے داراب تو ان خدا پرستوں کی طرفداری کیوں کرتا ہے اور مجھسے کیوں لڑتا ہے پھر جا میدان سے
مجھے تجھسے کچھ عداوت نہیں ہے داراب نے کہا اے ایرج تیری حرکتیں بہت بد ہیں صاحبقران کی توجہ تھی
کہ انھوں نے ہماری تمھاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا تاکہ انکی جان کو کوئی ضرر
دیوے نہ پہنچے اور تمنے پیچھے انکے ملکوں کو انکے برباد کیا ہزارہا آدمیوں کو قتل کیا یہانتک کہ اب ناموس کی انکے خواستگاری
کرتے ہو کس مذہب میں زن شوہر دار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہے تجھکو لازم نہیں ہے کہ نام ملکہ گیتی افروز کا زبان پر
لائے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کر وہ آئیں اور انکے فیصلہ صاحبقرانی کا ہو لے تو تجھے
اختیار ہے نہیں تو ہم بیشک ناموس صاحبقران کی حفاظت کرینگے اور اے ایرج دیکھ میرے کہنے پر عمل کر
ناحق اپنے کو رسوا نہ کر دشمن اپنا دوستوں کو نہ کر اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا کسقدر ہے اسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا
نہ رہیگا لندھور بھی یہیں موجود ہے وہ ایسا بیغیرت نہیں ہے کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد
ہو جائیگا تیسرے آمد نورالدہر کی لگی ہوئی ہے کہ وہ بجائے حمزہ صاحبقران ہے قریب ہے کہ آئے مفت کی بدنامی اپنے سر لینا
سراسر عقل کے خلاف ہے دیکھو پھر کہتا ہوں کہ اس ارادے سے باز رہو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم تو میرے ناصح بنکر آئے ہو ہم تو عشق
میں مرتا ہوں ملکہ گیتی افروز ناموس میرا ہے لقا مجھکو بخش چکا ہے قاسم اس سے زبردستی چھین لایا میں بغیر اسکے لیے نہ جاؤنگا
تمام ایک طرف ہو جائے تو مجھکو پروا نہیں ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھوں میں لیے مگر
ایرج کہتا ہے کہ پہلے تو حربہ کر داراب کہتا ہے کہ میں صاحبقران ہوں پہلے وار اپنا نہ کرونگا ادھر ایرج کہہ رہا ہے کہ میں خود
صاحبقران ہوں بڑی دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ میں طرفدار ہوں خدا پرستوں کا اور وہ پیشدستی نہیں
کرتے ہیں میں بھی پیشدستی نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے بہت غرا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہے لے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ مارا

داراب نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئین جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے
داراب کھولتا ہی جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ
سنانین اور بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی
داراب نے لگائی ایرج نے گرز کو گرز پر روکا کہ تراقے کی آواز بلند ہوئی شعلہ افلاک کو نکلگیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایرج
مع مرکب اُس مین چھپگیا داراب نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم خبر لو اگر اسکی شاپور شیر دل چلاتا تھا کہ ایرج نے تتورہ گرد
سے نکلکر آواز دی کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا میرا مر گیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اسپر سوار ہوا اور کہا کہ اب ک
میری ضرب کو او دمانچا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پر چرخ دیکر داراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر روکا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تتورہ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش پڑا ہوا
ہی اور آنکھین بند ہین مو مو سے پسینہ جاری مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ مُنہ پر پانی کا چھینٹا دیکر
ہوشیار کرے کہ داراب نے آنکھین کھولدین اور مرکب کو اپنے مردہ پاکر دوسرے گھوڑے پر بیٹھکر پھر ایرج سے سامنا کیا
دونون نے تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار داراب
ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسنے پھر مبارز طلب کیا تورج ماہ پرست مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے لبیا تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک
رد و بدل رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پرست مرکب
کو جھکاکر میدان مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے خورشید مجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسد
نے وہ حرکتین ناشایستہ کین جس سے تیرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بلکہ تجھسے پیش آیا کہ ایسے تحفے تجھے لیگیا پھر کیا
تجھے اُنسے توقع ہی میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہوکر رہتے تو بہت خوب تھا مجھسے تو
برخاش نکر امیر اشریک ہو خورشید نے کہا اے ایرج تو ایسا بدوضع ہی کہ پرائے ناموس پر نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند
نہین ہی یا تو اس ارادے سے باز رہ نہین تو لڑ مجھسے ایرج نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھے دبکیا ہون خیر نہین تو
مانتا لا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی ہوئی برابر رہے نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جسکی ضرب پڑتی تھی معلوم
ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مرکب مارے گئے لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو بجلیان چمک رہی ہین آخر کار خورشید بھی ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا شام ہو چلی تھی ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل
بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا فارغ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پئے جب
دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوئے ہین
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے جارہے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا یہان
بھی بعد دو گھڑی کے کوس پیکار اُسیوقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے
کہا کہ یہ لوگ ہمارے رفیق لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی کیونکہ بوقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دن کو
مہلت کہان صبح کو پھر تلوار کا سامنا ہی پھر نہین معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب اسوقت میری
طرف سے عیادت کو اُن لوگون کی جائین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر دنگلون سے کودے
سلیمان شاہ کہ عاقل و فہمیدہ ہی کہا کہ اے غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمانی داراب و
خورشید و تورج کی عیادت کو غضنفر مایوس ہو گیا لیکن تو ارادہ اور ہی کچھ تھا غرضکہ غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار ترقون
واسطے عیادت نقابدار یاقوت پوش کے گیا وہان نقابدار اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی غریبا بلا لو جب غضنفر

سامنے گیا سلام کیا نقابدار نے دعائے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار
نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کر کے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام
پیا غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار نے کہا
کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ خارسی متردد
ہونگے مین اُنکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے اُٹھکر
چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہو دیکھا چاہیے اپنے خیمے مین آکر عیار سے لباس
شبرزی طلب کیا اور آراستہ ہو کر سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مار کر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا قریب بارگاہ
نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرچ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار سپاہی پہرے
پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھٹی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک خاصبردار
کی بنائی اور آکر انھین دربانون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم کیا کوئی نوکر ہو کہا
ہان نوکر تو نہین ہون بہت پُرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے اُنھون نے کہا کہ
اچھا بھئی آؤ حقہ پیو مگر جلگیا ہے کہا تمباکو ہمسے لو دیکھو تو کیا خوشبودار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو دی حقہ بھرا گیا
دم پڑنے لگے جسنے دو گھونٹ پیے جھلگیا اور ہر ایک کہہ رہا ہے کہ بھئی اسین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا تو بھئی یہ
سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک ہنڈا نکالکر رکھدیا سب ٹوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا
اب آپسمین جوتی پیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرضکہ لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر بارگاہ
کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے گرد جلے اور دھوین سے اُنکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے نقابدار
کو بھی بیہوش کیا نقاب کھولی یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران لیٹے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بیٹے ہین اسی کے
بند نقاب کا اُسی طرح باندھ کر اپنی راہ ہوا ہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان
کی وہان شاہزادہ سلیمان ثانی بیٹے لشکر داراب مین آیا خبر داراب کشور کشا کو ہوئی کہ سلیمان ثانی کی
عیادت کے لیے آتا ہے یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سردارون سمیت مع مالک اژدر استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا
دنگل جواہر نگار پر بٹھایا اور نہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور
بارگاہ خورشید مین آیا اُسنے بھی یونہین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کر دیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ
سلیمان ثانی یہان سے بھی مزاج پرسی کر کے اُٹھ کھڑا ہوا تو ایرج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور نہایت
ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج یہان سے بھی رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہو گا کہ آواز اذان کی
کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نصیب دے رہے
ہین کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ
جاؤ تیر اعظم تمھارا نگہبان ہو ایرج سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھ کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان جن گنجی
سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن لین تو رستم خان
کا ہوا اُلٹ گیا اُسنے جھنجلا کر تیغہ مارا ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جواب اپنا وار کیا سپر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دوسرا کیا
تلوار نکلگئی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوئے
طوس گرگین ببر خاراکن ملک اردوان جزیرہ نشین غیور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے

بھرون چڑھا ہوگا کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا جھکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی اُسے دیکھا نہ تھا پوچھا
تو خدا پرست نام اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل ماہرو کا پردہ قاف مین پیدا
ہوا ہون اسی باعث سے مجھے پردہ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہی ایرج کو یاد آیا کہ قصر البحرین
سلیمانی مین اسی کی بہن سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی تم کہ تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہی تم بیعت میری
کر لو میرے ساتھ رہو سلیمان ثانی نے کہا او پاجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے بیعت طلب کرتا
ہی تجکو غیرت نہین آئی کیا تیرے ساتھ نورالدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اُسکا عوض یہی تھا دیکھ
داراب و لقریح و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تجھ نالائق
پاجی نامرد ہی تجھسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہو گیا کہا کہ باش اے خدا پرست زیادہ
زبان درازی شیوہ شرافت کا نہین ہی گیتی افروز لقا کی بیٹی ہی اور مجکو لقا نے بخش دی ہی مین اسکا دعوی کیون
اپنے حق کا دعوی کرنے مین بیمروت و نامرد ہو گیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لائے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جائیگی
بہادری تمھاری غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے
عمود گران سر اُٹھائے وہ ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاؤ زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق
ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین بڑی دیر تک
رد و بدل رہی ایک مقام پر ایرج نے کمر بنا کر جو سر کا وار کیا گوشۂ سپر کو قلم کیا خود و دلبغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر آئی
جلدی سے دستانہ مار تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی سر سے چادر خون کی باہر آئی مگر اس بہادر نے ضماد التحت الحنک کا کھولکر زخم پر کو
کسکر باندھا اور پھر تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر روکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے کہ خالی
دے نہ بچ سکا جھلتی ہوئی شانہ پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آگیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اٹھالیجاؤ
اسے لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دو پہر ڈھلے تک
پرابند ہو گیا ہر چند ایرج پکارتا ہی کہ ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا کہ کوئی
مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہی کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے اُتار کر تخت
رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اُتار کر لباس رزمی زیب بدن کر کے مسلح و مکمل گھوڑے پر بیٹھکر مقابل ہوا ایرج
نے کہا اے سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل باختر کی بادشاہت
تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزاز بچے کیا واہیات بکتا ہی اُس مریم عصر و بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہی اور تو مجھے بادشاہ
کیا کریگا باختر تو حمزۂ صاحبقران کو بخشا ہوا ہی میرے قبضے مین ہی بغیر میرے حکم پتا تو ہل نہین سکتا نورالدہر کو تو
دور سمجھا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا اب تو تم سب کو مار کر اپنی
جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہی تیری کہ ناموس صاحبقرانی
پر قبضہ کرے القصہ بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہوا کیا سلیمان شاہ
نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے باسبب سپر روکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کر کے
خود و دلبغہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستانہ مار کر تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی اور اسی عالم خونخواری
مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سو بڑی کر دھا نکل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گھوڑے
کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے اُدھر سے اہل اسلام جا پڑے تلوارین

چلنے لگین دونون لشکر ملگئے غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب یادہ لاش کو
گھوڑے کی جھٹکلر چھاڑ نوچکر اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر بیٹھکر لڑنے لگا خون کی ندیان بہنے لگین شام تک کشت و خون ہوا
کر دامن صحرائے نبرد کا لاشون سے پر ہوگیا آخر کار طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوے
سلیمان شاہ و سلیمان ثانی اور جملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخمون مین ٹانکے لگ رہے ہین کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا یا ہے کل پھر ارادہ میدان داری کا ہے سلیمان شاہ کو ہوش آچکا تھا کہا کہ اب صبح کو
کون سامنا کرنے والا باقی ہے مفت مین سب مارے جائینگے بہتر یہ ہے کہ قلعہ ذو الامان مین چلے چلو لیکن غضنفر بن اسعد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہان بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کرین ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیر لیگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کرکے مال و اسباب اپنا لیکر داخل قلعہ ذو الامان ہوے اب کوئی میدان مین نہین ہے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تختہ اٹھا لیا
آگ خندق مین روشن کروادی یہان صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہو کر میدان کو جائے کہ ہرکارون نے خبر دی
خدا پرست رات کو بھاگ کر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہے ایرج نے کہا کہان بھاگ کر جائینگے میرے ہاتھ سے مگر
دغا کی ان خدا پرستون نے خیر ان سب کو قتل کرونگا اور حکم کیا کہ چار طرف سے نرغہ کر لو آفتاب پرستون نے
محاصرہ کر لیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشے
مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ نفیری پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان شاہ
کو ہوئی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازون کو بلا کر بہت کچھ انعام دیا
اور کہا کہ ہمتو جانباز یہان کر چکے اب عزت ناموس صاحبقران کی تمھارے ہاتھ ہے سب نے عرض کیا کہ دیکھیے کل
آپ کہ ہمنے کیا کیا القصہ رات بھر طرفین مین طیاری جنگ ہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فیلبند
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایان ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا پڑنے لگا لشکر رکگر کھڑا ہو رہا تخت
مالک بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب باد رفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند عروس شب دل
کے آراستہ ہے ایرج نے پکار کر کہا اے خدا پرستو اب بھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو مین اُسے لیکر چلا جاؤن
تمسے کچھ سروکار نہ رکھون اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کرونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگون نے
گالیان دینا شروع کیا کہ او نراز بچے کیا جھک مارتا ہے کیا واہیات بکتا ہے جب تجھے ہوسکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج
کیطرف دیکھا سبنے کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لین کہا انتظار کیا ہے جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہے یہ سنکر آفتاب پرستون
نے گھوڑے اٹھا دیے چلے یورش کرکے قلعہ کا رخ کر لیا ادھر لوگ قلعہ پر سے دوربینین لیے ہوئے دیکھ رہے تھے انھون نے
دیکھا کہ آفتاب پرست آتے ہین سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستون نے یورش کی ہے کیا حکم ہوتا ہے
اُسوقت ہوائی آتشبار کر واعی گولہ اندازون نے سیدھ باندھ لی اور گولے مارنا شروع کیے تو بجانہ رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا رنجک کی بجلی چمکنے لگی دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست جو آگے
بڑھے چلے آتے تھے مع مرکب اڑاڑ کر پیچھے والون پر جا پڑے وہ انکے باعث سے جہنم داخل ہوئے باقی بھاگ کر دور جا
کھڑے ہوگئے یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو روک لو دیکھو کیا
حال ہوا آفتاب پرستون کا گولہ اندازون نے ہاتھ رکھ لیا دیکھا کہ ہزارہا آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین باقی
بھاگ کے دور کھڑے ہو رہے ہین کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کرکے گئی تھی ناکام پھری کچھ نہ ہوا

ہزار ہا آدمی مارے گئے اور قلعہ پر شادیانے بج رہے ہین بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ قسم ہے نیر اعظم کی ابھی جا کر قلعہ
کو لونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اے ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ بہ تدبیر قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہین ہوتی ایرج
نے کہا پھر کوئی مددگار آجائیگا تو دیر ہوگی مین ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ مین لیکر چلا ہندیون نے لندھور
سے کہا اب آپ کس کا راستہ دیکھتے ہین ہمین تاب ضبط باقی نہین لندھور نے کہا اتنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر
پہونچ جائے سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک حقیقی
اس وقت مین آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہے کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری بیعت مین خلل نہ آنے پائے ادھر
دیدبانون نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اب یکہ سوار آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہوگا کہا نزدیک آنے دو جب ایرج نے جو تہائی
میدان طے کیا اسوقت پھر دیدبانون نے عرض کیا کہ اب خوب نزدیک آگیا ہے سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازون
نے توپون کو جھکا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپ خانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا گولہ مانند اولے
کے برسنے لگا کہ فتنۂ ظلمات و رعد و برق معلوم ہوتا تھا چہار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ
دہنی طرف جاتا ہے اُسے بھی جانے دیتا ہے جو بائین طرف جاتا ہے اُسے بھی جانے دیتا ہے جو منہ کے سامنے آتا ہے اُس پر طمانچہ
گرز کا مارتا ہے گولہ اسی طرف پلٹ جاتا ہے خاک ریز پر گر پڑتا ہے خاک وہان کی اڑا دیتا ہے تمام گولون کو رد کرتا ہوا
بر لب خندق جا پہونچا یہان گولہ اندازون نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم
ہوتا ہے کہا ہاتھ رکھ لو توپون پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوئین کا برطرف ہونا
روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہے دامن گردان رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ اے خدا پرستو آیا مین
کہان جاؤ گے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا ستعالا ایرج پر مار رہے ہین ایرج اُس سے بھی بچتا ہے وہان سلیمان شاہ
نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہے اور تاج سر سے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار
اس پیرانہ سالی مین آبرو میری تیرے ہاتھ ہے اس آفتاب پرست کے شر سے مجھے محفوظ رکھنا اور ناموس
صاحبقرانی کا بھی ضرر ہے آگے جو مصلحت تیری ابھی پھر دامن دعا مانگنے کے جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند
ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے مارا گرد کو گھونٹے اٹھا ہوا کو لوا دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے
ایک لشکر عظیم مثل دریائے موج کے بڑے زور و شور سے نمایان ہوا آگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نورالدہر کو دیکھا مایوس ہو کر قلعہ پر سے پھرا لندھور نے سجدۂ شکر ادا کیا اور
ہندیون سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہین تو مفت مین ایرج سے بڑے ہوتے اور بیعت شکنی بھی ہوتی اب
ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکر پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا مظفر بن ضیغم خون آشام نے
دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی
غضنفر بن اسد وغیرہ سے بھی ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھک کر ملا یہان تک کرتے آتے داخل
محل ہوا محلدارون نے بلائین لین اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لین صدقے
قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہان تھے اتنی دیر لگائی تھی نورالدہر نے حال اپنا بیان کیا ادھر سے رابعۂ اطلس پوش
گردیہ بانو وغیرہ آئین شاہزادہ نے سب کو سلام کیا انھون نے دعائین دین غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھین ایک
ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نورالدہر نے کہا کہنا ہے مین نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہین اور شاہزادہ
خاور سیاہ کو قید سے پوچپال جادو کے چھڑایا ہے ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہین خورشید خاوری نے کہا

کر میان تمھارے منھ کے قربان کیا خوشخبری سُنائی ہو تمنے غرض نور الدہر بڑی دیر تک محل مین رہا بعد اُسکے باہر آیا
اپنے خیمے مین داخل ہوا اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا اُدھر سلیمان ثانی کا لشکر
بھی قلعہ سے باہر آیا داراب و خورشید و تورج وغیرہ نور الدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کرکے انھین بیگیا
بہت تواضع تعظیم کی اسباب عوت پیش کیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے باتین کیا کیے بعد اسکے رخصت ہوکر چلے گئے
بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات کو آئے شاہزادہ بخوبی اُنسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا لگموس طرف ایرج
جو پھیر کر داخل بارگاہ ہوا ہی نہایت اُداس بکمال پریشان ہی اور قطع امید ہو گئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت
دشوار ہی مگر اسی حالت مین خیال گذرا کہ اے ایرج تونے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی
بدنامی اُٹھائی مگر ملکہ ابتک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کبھی رفیق تیرے مثل طرماسیب اور لاہوت
کے مارے گئے تم انکے خون کا عوض لینا تجھے ضرور ہی یا تو تو نور الدہر کو مار اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور دغدغہ
مٹجائے یا اپنی جان بھی دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید
بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اُسکی فلک تھرایا
ہرکارون نے خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل یزدی بتائید ربانی بجے طبل جنگی
ادھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش مین آیا اُدھر سلیمان شاہ کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا داراب
و خورشید و تورج کے لشکرون مین بھی نقارۂ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے جب میدان تیار ہوچکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے تو لشکر مین ایرج کے علمہائے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دم گاؤ دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو
ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کی طرف چلا گُبد بریان کرتا ہوا ران و باگ کی لڑکت دکھاتا ہوا
نصف میدان مین آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اُسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا
کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ کر آن واحد مین وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی شعر
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ٭ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ٭ کہ ہوانے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی بعد اُسکے ستھنا لین شتر نالکین قمچیان بالون کی اور خاص بردار سفید چھڑ کا ؤ کرتے ہوے اور پیچھے نقابدار
سفید پوش گرگدن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر دریائے آہنین مین غوطہ مارے ہوے چلے آتے ہین
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھہرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی بس
سنتے ہی گینڈے کو اپنے کچک مار کر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ نگا و زن ہوا نقابدار کا گینڈا اچھ سات قدم
پیچھے ہٹگیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکہ رانون مین مرکبون کو ایک دوسرے مقابل ہوا ایرج نے
کہا اے نقابدار تو کون ہی جو مجھسے مقابلے کو آیا ہی نقاب منھ پر سے دور کرتا کہ حال تیرا معلوم ہو جواب دیا
نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا ہی اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی ظاہر ہو جائیگا
ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا مغرور ہی لا جو حربہ رکھتا ہو حوصلہ اپنے دل کا
نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کرلے جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا اُسی وقت مین بھی

حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر رد کا
لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا بند باندھا کہ نیزہ اُسکا
ہوائی کیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھا کر دوڑا اور دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج
نے گرز اُسکا اپنے گرز پر رد کا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا رد کا مگر گرز گینڈے کی ٹوٹ گئی
نقابدار تنورہ گرز سے نکلکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے ذبح کرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا نقابدار
ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا ادھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن بھر
گذرا شام ہوئی ہر طرف سے سرداروں کی راوٹیان استادہ ہوئین آ آ کر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات بھی گذری
دوسرا دن ہوا وہی عالم دونوں کا تھا نہ اسکا دم بھرا نہ اُسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا وہ دن
بھی تمام ہوا رات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لاکر ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین
پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھکر عیاروں کے حوالے کیا کہ لیجا قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اور اب
بھی طبل باز گشت بجا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیموں مین داخل ہوئے ایرج نے بارگاہ مین آکر کھانا
کھایا بعد اسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا جب سردار آ آکر بیٹھے دربار معمور ہوا لندھور بھی
سویرے سے آگیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو لایا اُسنے بطریق
اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیوں نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اُسکی مُنہ سے
ہٹا دو اُسنے بند نقاب کا جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان خوش رو قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس کا سن ایرج
نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہین لندھور نے کہا کہ مین نہین پہچانتا مگر صورت سے ثابت ہوتا ہے کہ
طہماس کے عزیزون مین سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر جھکا لیا اور کہا کیا
نام اپنا بیان کرون ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو کر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی ذلیل کرواؤن
لندھور نے کہا برادر اس مین کچھ مضائقہ نہین ہے خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہے کوئی کمزور ہوتا ہے کوئی
شہزور ہوتا ہے یہ رسم دنیا ہے اسوقت نقابدار نے کہا کہ مین بیٹا ہون عنقویل دیوپرور کا بھائی ہون طہماس
کا سرخاب بن عنقویل میرا نام ہے آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لون فلک نے مجھکو
ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سنا بھائی ہے طہماس کا شاپور سے کہا کہ اُسے لیجا کر طہماس کے سپرد کرو کرو اور
قید سرخاب کی دفع کروائی شاپور اُسے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہان شاہزادہ نورالدہر بارگاہ مین
بیٹھا ہے سر مرتاجدار تخت پر متمکن ہے اور سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہین معلوم نقابدار
کون شخص ہے کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کر رہا ہے کہ مین نے خبردار بھیجے ہین خبر آیا چاہتی ہے اسی سخن
در دہان بود کہ ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ اے شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہے ایرج نے اُسے رہا
کر کے بھیجا ہے شاپور لیے ہوئے آتا ہے طہماس تو یہ سنتے ہی سُن ہو گیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آیا
نورالدہر سے مخاطب ہوا کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہے اور اسے بھیجا ہے یہ کہکر
چلا گیا اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ مین کمزور ہون یہان آکر آپ بھی ذلیل ہوا
مجھکو بھی ذلیل کیا اس سے اگر تو مر جاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکا لی عرق شرم مین تر ہو گیا اور
وہان سے خشمناک اپنے لشکر مین آیا اور رفیقون سے کہا کہ اب مجھکو اپنی زندگی منظور نہین ہے اور بیان کیا کہ طہماس نے

ایسا کچھ کہا اب مین جاکر شبخون مارونگا یا ایرج کو مین نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپکی جان سے
ساتھ ہی یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ غرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہوکر لشکر ایرج پر شبخون
گرا قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اُٹھ اُٹھکر مسلح و مکمل ہو ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے رہا کیا تھا
لشکر پر آپ کے شبخون گرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اُٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھکر اُسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہان سرخاب بن عنقویل نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین کبھی تو نیزے
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہی کہ جسپر ضرب ماری پیوند زمین کردیا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا لڑتا بھڑتا
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا ہو اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہی لشکر کو روندتا ہوا چلا
جاتا ہی مگر قضاے کار اُدھر سے ایرج اُسکی تلاش مین آتا ہی دونون کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش او عادی جان
جائیگا میرے ہاتھ سے سرنگھ ہوکر لڑا میرا کچھ نہ کر سکا تو اب شبخون گرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد کر رہا ہی دیکھ
تیری کیا حالت کرتا ہون ادھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست چھوڑتا تجھے کب ہون مین تو اپنی
جان سے بیزار ہوکر آیا ہون اور ہاتھ مین جو تلوار کھنچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر
ہاتھ تیغۂ دو دمۂ سکندری بزور تمام جو مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضائی کہین رکتی ہی آتو سر کو
جھکتی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے لوگ اُسکی لاش کو اُٹھاکر لے بھاگے روتے پیٹتے ہوے
روانہ ہوے یہان نورالدہر بارگاہ مین بیٹھا ہی سرفرزتا جدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار دنگلون حسب
مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہین طہماس سرنگون تیوریون پر بل مگر پژمردگی چہرے سے عیان بیٹھا ہوا ہی کہ
نورالدہر نے کہا ای طہماس برا کیا تمنے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی اور تمھارا ہی تو بھائی ہی ایسا
نہ ہو کہ غیرت مین آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ ای شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا مرجاے اچھا ہی باتین
تھین کہ آواز وا ویلا و امصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقویل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھون مین تاریک ہو گیا سا طور شیکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جاکر اُس آفتاب پرست کو نہ مارا ہوگا
تو نام اپنا طہماس بن عنقویل دیو پرور نہ پایا ہوگا نورالدہر نے کہا کہ ای طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا
نقارۂ رزمی اپنے نام پر بجوا و عرض کیا ای شہریار آگ تو اسوقت کلیجے مین بھڑکی ہوئی ہی میدان مین سمجھنے کی
تاب کسے ہی یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہوکر کوڑا کیا چلا بارگاہ ایرج کیطرف رفیقون نے
اُسکے کہا کہ ہم بھی ہمراہ ہین سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست
نہین ہی بلکہ دشمن ہی یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوا جب لشکر مین ایرج کے ہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ شل بگولے
کے چلا جاتا تھا کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اُسے روکے جو جھپٹ مین آگیا پامال ہو گیا اُنکو خبر نہ تھی یہ برابر چابک مارتا ہوا
چلا جاتا تھا یہانتک کہ نصف لشکر کو طے کرکے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہی کہ لوگون نے سامنے آکر روکا اُس نے اور گرگدن کو
تیز کیا کتنے ہی آدمی پس گئے کتنون کے منھ ہاتھ ٹوٹے کچلکر مر گئے یہانتک کہ دروازۂ بارگاہ پر پہونچا اُتر کر گینڈے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا اُسنے کوڑا مارا کہ گلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہو گئی یہان نالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج زنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف مین بیٹھے ہین لندھور مع اپنے رفقا کے بیٹھا ہی

ایرج لندھور سے کہ رہا ہو کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خداپرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اُسکے پاس
بھیجدیا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پر شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ او
زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تجنے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا اپنی قید مین رکھتے یہی باتین تھین
کہ دروازہ پر غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرزور آور طہماس بن عقنول
دیو پرور نمودار ہوا اور پکارا السّلام علیکم سلام من درین مجلس بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست دین حمزہ خدا
برحق است لندھور نے مع رفقا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تونے میرے
بھائی کو مارا غضب کیا کہ باز دہیرا توڑ دیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہو ایرج عذر خواہی کیواسطے اٹھا
سر بلوا بھی نہ لی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سر اُٹھاؤن کہ
ساطور سر پر بیٹھا تا دوابرو اُتر گیا جلدی سے وستانہ مارا ساطور تو نکل گیا مگر دونون کلائیان زخمی ہوئین زخم کاری لگا
بیہوش ہو کر سامنے طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور
دوڑ پڑا اور پکارا کہ او طہماس خبردار کیا کرتا ہو خبردار ساطور نہ مارنا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہو کیا مردانگی ہو دوسرے
یہ کہ تجکو حمزۂ صاحبقران نے فقط اُسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہو مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹ جا
یہان سے طہماس نے کہا او ہندی اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے
زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون ہٹ جا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا کہ او طہماس
یہ کیا جہالت ہو تجکو یاد نہین کہ صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہو جو اسے ماریگا مین ہرگز اُسے
زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک اُسکی قتل کرونگا بس اب جا کچھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس
نے کہا او لندھور اسمہ یج کہتا ہو کہ تو اسیر عاشق ہو نہین چاہتا کہ معشوق مارا جائے کیا خوب حمزہ کا کہا تو مانتا ہو کہ یہ
ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہو اور تو سنتا ہو جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا
معلوم ہوتا ہو کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہو خیر پہلے تجھے مار لون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا
بچا کر ترچھا ہوا کہ ساطور چھچھلتا ہوا شانے پر لندھور کے پڑ کر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پر رکھدیا اب
طہماس نے ساطور کھینچا مگر کب کھینچتا ہو لندھور ایسا زبردست ساطور بقوت تمام دبائے ہوئے ہو طہماس کہتا
ہو کہ ساطور چھوڑ دے مین بغیر مارے ہوئے اس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے ردّ و بدل
ہو رہی ہین جب طہماس زور کرتا ہو لندھور لنگر دیتا ہو ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان نامور ہیونچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہو لندھور کے شانے سے خون جاری ہو مگر ساطور پیر سے
دبائے ہو چھوڑتا نہین نور الدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے خیر یہ
سمجھ لیتا یہ کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپ کا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے
اس آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اپنا ہٹا لیا طہماس نے ساطور اپنا اٹھا لیا
مگر مالک بن ملکوت شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے سر پر تلوارین
پکڑے کھڑے تھے مگر سہاؤ ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچا دے شاہزادہ نور الدہر کا آجانا
غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عقنول دیو پرور کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخم مین
ٹانکے لگے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زرنگار بادی کو مارا وہان سے ملک زرائیل کو روانہ ہوا
قریب جو شہر زرائیل کے پہونچا سنا کہ ایرج قلعہ زود آلامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اُسی رنج مین چلا آتا تھا کہ
دیکھا سامنے سے ایک گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا کمگیرہ کھنچا ہوا اسکے نیچے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندوق کے بخور ہوتے ہوئے گنجے کے لوٹے چلتے ہوئے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے
لوگ سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہین اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لیجیو یہ تابوت کسکا ہے ضرغام گیا اور
حال دریافت کرکے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت مظہر بن گیرنگ شاہ زرائیل کا ہے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا
کہ یہ بادبان بحری کو پکڑنے گیا تھا اُسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ بادبان ہمیشہ سے یہین رہتا ہے کیونکہ
نانا جان جب آئے ہین تو انھون نے اسکی خبر سنی تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن
عنقویل دیو بور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا انکو لیگیا تھا اُسی دریا کنارے سے پہونچا انھا امیر تو دیوش
وہان گر پڑے تھے پھر اشقر س بادبان سے دریا کے اندر رہا کر جفت ہوا اور اس سے کرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ
وہی بادبان مان کرہ کی ہے اسد بادبان کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تابوت پر فاتحہ پڑھا اور ایک شخص کو عین
سے ساتھ لیا کر چلکر مقام بادبان کا بتا او وہ ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اُسکے ظاہر ہونے کا بتایا
کہ یہان سے وہ نکلتی ہے اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحبو اگر یہ بادبان ہاتھ آ جائے تو اُسپر سوار ہو کر ایرج
سے مقابلہ کرون سبھی نے عرض کیا کہ خدا فضل نباشد یک حال کیے تو سب کچھ ہوا ایک رفیق نے عرض کیا کہ پیر و مرشد
آپکے پاس تو کرہ بن اشقر سا گھوڑا ہے بادبان کو پکڑ کر کیا کیجیے گا چلیے ملک زرائیل کو ایرج سے لڑیے اسد نے بولا
جس بات کا مین نے ارادہ کیا پھر بغیر اُسکے سرانجام دیے نہین رہا اب جب تک بادبان کو نہ پکڑ لونگا یہان سے
نہ جاؤنگا اور اگر یہان سے بغیر گرفتار کیے بادبان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد بادبان سے ڈر گیا یہ کہکے ارادہ
اُسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا غرضکہ خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہین رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت مین آیا اور بادبان نے سر نکالا دریا پر کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہے اور بادبان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہین سمجھی کہ گھوڑے تو یہان ترا تر آ کر بھاگے بادبان آدمیون پر دوڑی اور لوگ تو دور دور ہٹ گئے مگر
اسد بن کرب غازی دامن گردان آستینین چڑھا کر دوڑا بادبان نے اسد کو دیکھکر کان اور دم کھڑی کی دانتون
کو چمکا کر دوڑی اسد بھی مردانہ وار چلا بادبان برابر آکر پہنچا ہوئی دونون اگلے پیر اٹھا کر اسد پر مارے اسد
جست کرکے پہلو مین ہو گیا پیر بادبان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہو گئی اسد نے جلدی
سے ہاتھ بڑھا کر کاکل اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ بادبان آگے آئی ایک گھونسہ بادبان کی گردن پر مارا کہ وہ جھکی اسد
جست کرکے اُسکی پشت پر آ گیا بادبان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ
اُسے روکے کب وہ رکتی ہے تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کود پڑیے دریا مین لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد
نے ہرگز نہ سنا کچھ لوگ کمندین بھی لیکر دوڑے کہ اُسے پکڑین ممکن نہ ہوا بادبان اسد کو لیکر دریا مین غرق ہو گئی اسد
نے اندر پانی کے بادبان سے لڑنا شروع کیا دو پہر تک کامل لڑائی رہی پھر بادبان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے
ممکن نہ ہوا بادبان داہنے پہلو سے زمین پر لوٹتی تھی تو اسد بائین پہلو پر جاتا تھا اگر وہ بائین پہلو سے گرتی تھی

تو اسد اُس کی دہنی طرف ہو جاتا تھا مادیان پیٹ زمین پر رگڑتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا
دو پہر مین خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دو پہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سست تھی یہان رفیق
اسد کے جب سے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے دیکھا کہ
دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آئی اب درختون سے
رگڑنا شروع کیا غرض پہر کامل یہان بھی وہ ڑی کھنچا ہوئی پہلوؤن کو درختون اور زمین سے رگڑا مگر اسد نے
اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہان تک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جھکا دیا اسد جدھر اشارہ
کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لایا دہانہ
اُسکے منھ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر بھر خوب پھیرا کہ مادیان مانند بکری کے ہوگئی اسد نے لا کر اُسے
باندھ دیا جتنے رفیق تھے سب گرد پھرے تصدق ہوئے ہاتھ چومے کہ شہریار آپ نے کار نمایان کیا ایک شب
اسد وہان رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھانس کھلایا اب وہان سے ملک زرائل کو چلا تھا کہ تتق گرد و غبار
کا بلند ہوا اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ نگیرہ بہت تکلف کا اُسپر کھنچا ہوا انبوہ ہوتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے
کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے ضرغام شیر دل گیا اور حال دریافت کر کے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہے خاب
بن عنقول دیو پرور کا ہے کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہے اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ
ملک زرائل مین داخل ہوا جہاز تیار تھے اُنپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیر دل کو عرضی دیکر پہلے خدمت
نورالدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی بر سر ایرج روانہ ہوا اسے راہ مین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اُسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آکر بارگاہ مین
بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادۂ نورالدہر کو پہونچائی اُسنے طبلچی کو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے بیلدارون نے نکلکر زمین کو
ہموار کیا صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نسیب پکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہاے
مہر طلعت جلوہ گری پر آئے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ
جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج تسلیم کر کے بادگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین بگدھر یان کرتا ہوا
ران و باگ کی لڑگت دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین ٹھہرا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کر کے مبارز طلب کیا پکارا
کہ اے خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو لشکر نورالدہر سے طہماس بن عنقول دیو پرور اپنے کر گدن کو اڑا کر سامنے
تخت شہریار سپہر تاجدار کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمہارا حامی و مددگار ہے طہماس
سلام کر کے بادگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا ایرج اُس سے تگا و دزن ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب ہنگے
مسلک پرانون مین ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا کہ اے آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے
بچ گیا آج کہان جائیگا مجھکو بھائی کے مارے جانے کا بڑا رنج ہے ایرج بولا اے طہماس اُس روز مین غافل بیٹھا تھا کہ تو
آپڑا اور سیدھے اوپر حربہ کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طہماسپ کو

مارا ہی اُسکا عوض تجھسے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگو کے بیار نیزے ہاتھون مین لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ
ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر رد کا اسطرح کہ
قبضہ سپر پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض مین کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و دبلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
لیجاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچگیا لوگ طہماس کو اُٹھانے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ نوفل خان بن گنجاب نے
مقابلہ کیا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار زخمی ہوا
شام ہوگئی طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے ہی حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نورالدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکر دن مین بھی
طبل جنگ بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیب نمیب پکر نکلگئے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد سلیح شوری
مبارز طلب کیا اُدھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلہ کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہی جو ایک مرتبہ زخمی بھی ہوا تھا کہا
کہ اے خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست
زخمی ہونے سے کیا بہادری مین فرق آجاتا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو نے اُس سے
پھر سامنا کیا تیرا ہاتھ اُسپر پڑگیا وہ زخمی ہوگیا اس سے جرات مین فرق نہین آتا ہی ایرج نے کہا خیر اب جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کرو سلیمان ثانی نے کہا کہ پیشدستی حریف پر ہمارا دستور نہین ہی تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا
خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی
آخر کار ایک مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا
کہ سنان نیزے کی نکل گئی سلیمان ثانی نے جھٹ کر ڈانڈ ماری کہ دونون ڈانڈین پرخچے اُڑ گئین ہاتھون سے
پٹک پٹک کر تلوارین کھینچ لین سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے باسیب سپر رد کی اور عوض مین اُسکے جو تلوار
ماری تو سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار انگل اتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو چھٹا کر نکلگئی مگر زخم کاری لگا چادر
خون کی سر سے بہکر آئی لیکن وہ مرد میدان نبرد پھر چلا تھا کہ تلوار ایرج پر مارون کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے
اور اُسے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین
آیا مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملک اردوان نے غصے مین آکر تلوار ماری
ایرج نے بپشت شمشیر رد کا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملک عنبور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھائے آخر کار زخمی ہوا طور سرکین اُس سے بھی دیر تک رد و بدل
رہی آخر کار زخمی ہوا ببر خار افکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان
بن گنجاب آیا خوب لڑا اُسکی تلوارین دھوکے کی لگاتین مگر ایرج کب چوٹ کھاتا ہی ایک مقام پر غصے مین آکر جو
تلوار ماری جمشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل ترمس نیر کے کاٹا خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ
کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہوکر گرا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے
گئے مگر ایرج نے بارگاہ مین آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر دون مین بھی نقارہ زنی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

ابھی لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہائے لشکر آفتاب پرستان جلوہ گری پر آئے اور داراب کشور کشا مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آفتاب تمھارا حافظ و نگہبان ہو
داراب سلام کر کے بارہ گرد مرکب پر بیٹھ کے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا ای داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہو تو
کیون مجھسے لڑتا ہو اُسنے کہا کہ اگر تو چندے لڑنا موقوف کر کہ حمزہ ظلمات سے آجائے پھر مین تو سب بنی اپنی زمانش
اُس سے کر لینگے جسکو خداوند آفتاب صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہو اور یہان اُس بہادر کا ناموس ہی
یہان لڑنا مناسب نہین ہو مفت کی بدنامی ہو ایرج نے کہا ای داراب مین تو فقط ملکہ گیتی افروز کے واسطے لڑتا
ہون کہ لقانے اُسکو مجھے بخش دیا ہو داراب نے کہا یہ دہی مشکل ہو کہ سوئی بچھیا برہمن کے نام لقا قاسم کے ساتھ
شادی بھی کر چکا نوشتہ بھی دیکھ چکا تجکو کچھ خبر ہو اب ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ تجھے
سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیگر کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون
تو لڑنا چاہتا ہی بسکر آیا ہو لڑنے تو آ داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو افعی زبا مین نکال کر گتھے گئے
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین سنانین نیزون کی بیکار ہو گئین ایرج نے
گرز اٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ زلزلہ آیا ہوا ہی جبکے ضرب پڑی یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہوا تلوار کھنچ گئین
ردو بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن تلوار چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر تھا قریب شام
داراب زخمی ہوا لوگ اُسکے اُٹھا لے گئے طبل بازگشت بجا ایرج ادھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا اہل
اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر مسند پر بیٹھا
ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہو گئے خبر شاہزادہ
نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اہل اسلام نے اپنے
لشکر کا پرا باندھا ایک طرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوئے کھڑا ہو ایک جانب تورج ماہ پرست
اپنی فوج سمیت پرا جمائے استادہ ہو ایک جانب لشکر داراب ہو کہ علم لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری
پر آئے اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ
خداوند نیر اعظم یعنی خورشید تمھارا دستگیر ہو ایرج سلام کر کے بارہ گرد مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا بکبر بیان کرتا ہوا
ران باگ کی زرنگ دکھاتا ہوا حصہ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلیح شوری اسپ نیزے کو
زمین پر گاڑا مرکب کو روکا ابھی مبارز طلب نہین کیا ہو مگر شاہزادہ نور الدہر کا ارادہ ہو کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردہ
بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد
کے ایک بگولہ خاک کا اڑتا ہوا چلا آتا ہو مگر نہایت تیز دم کر قریب آکر وہ بگولا شق ہوا اور اُسمین سے ضرغام شیر دل
نمایان ہوا اگر ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہی پکارا کہ او نابکار نجیب ہوشیار ہو کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت صف شکن وصفدر اسد بن کرب دلاور آ پہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا بھگایا ہوا ہو
آج وہ آکر کیا کریگا ضرغام پکارا ای تاجرزادے جب وہ آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہو اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد
میدان آپہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آئے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بلایا
اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت نظر گردہ ہونے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی
ایرج حیران کھڑا سن رہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ اور علمدار بھی فیروزہ پوش
ہاتھیون کی جھولین بھی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چکے تو ہتھنالین شترنالین شتربان
بانون کی خاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوے بعد اُسکے دیکھا تو سقے چھڑکاو کرتے ہوے چلے آتے
ہین اور اسد دلاور مادیان بحری پر سوار چالیس رفیق گرد و اطراف مین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش پشت پر
اور مال و خزانہ لاانتہا ہمراہ ایرج اس شان و شوکت کو دیکھکر حیران رہگیا یہ دیوانہ کہانسے اسقدر زر و جواہر
لوٹ لایا مگر اسد نے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کے حاضر رہو مین اس بزدلچے کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو اودھر گیا آپ مادیان بحری کو
اُڑاکر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد تنگاور زن ہوا برابر سپر پر سپر پڑی دونون مرکب برابر سے
ہٹے مثل مسلکر الون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ مجھسے یہ کبھی
ہم تنگاور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ تنگاور مین برابر رہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا
چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سر بکف ہوکر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا
ای تاجزادے جہان کہین تھا تیری خدمتگذاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھلجائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ
مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی بند بند ھکر کھلنے لگے شرفی پیترکی نیزہ بازی
رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکالدون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بنانین بیکار ہوگئین
ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکدیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ہاتھ مین اُٹھایا
کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دودستی گرز بقوت تمام مارا اسد نے گرز فیروزہ جمشیدی
اُٹھاکر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک ترا است پناہ دست و گرز ندارم پناہ
تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پر پڑا کہ پھل پڑگئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلنے لگے زمین کا ہوا سے
شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے انمین فرق نہ واقع ہوا مگر پلک
سے پلک بند ہوگئی پیرہن مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تنورہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لو اگر دیوانے کی دیکھو تو
کیا حالت ہوئی ضرغام شیر دل دوڑا قریب پہونچا گرد گروکے چرخ مارکے اندر گھسا دیکھا تو اسد بیہوش کھڑا ہی
آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار ہوجیے کہ حریف زیادہ کوئی کررہا ہی آنکھ اسد کی
کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ ای آفتاب پرست
نے بلا کی ضرب ماری تھی مگر بچایا پروردگار عالم نے یہ کہکر مادیان کو اشارہ کیا کہ وہ طبقۂ زمین لیکر نکلی گرز اسد کے ہاتھ
مین گویا اُس برج خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت برحیرت ہوتی جاتی ہی کہ ایسا گرز ور اتنا شہ زور کیونکر ہوا اسد
نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تراقا پیدا ہوا شرارے آسمان کو
نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو تودہ گرد مین چھپا مرکب

کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا ادھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکارا اگر خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے کہ گرد بیٹھی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و
گزاف کر رہا ہی ایرج ہوش مین نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہی ایرج
نے کہا ای شاپور مجھے حیرت ہی کہ اس دیوانے مین یہ زور یکایک کہانسے آگیا فراق تو ہی معلوم ہوتا ہی زور بھی کہین سے
لوٹ لایا ای شاپور مجھسے لندھور سے بھی گرز چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہین تھی یہ معلوم ہوا کہ مجھپر ایک کوہ گران
بہت بڑا مگر بچایا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا تڑپ رہا ہی
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہو گیا ایرج اُسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو اسد کے مارے
اسد نے جو ایرج کو بارادہ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب کی لڑنے کو آتا ہی کود پڑا مادیان پر سے سامنے ایرج کے آیا ایرج
نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان کے مارنے کا ارادہ کیا تھا
ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا مین نے دیدہ و دانستہ اُسے نہین
مارا مین کیا کرون کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لا سکا مر گیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ تو دیوانے کو کشتی مین زیر کر
اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی تھی برابر آکر ایک
ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ تیری گردن پر رکھا ہی حیران ہو کر
اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہانسے لوٹ لایا تو وہ کمزوری کہ تو مجھسے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا یا
یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ ای ایرج مین نے اپنی کمزوری سے تنگ آکر جان دینے کا ارادہ کیا گلے
مین پھانسی لگائی اور لٹک گیا کہ دم میرا گھٹکر نکلجائے اُس وقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب تشریف فرما ہوئے مجھکو بچایا میری جان بخشی کی مجھے نظر کردہ کیا یہ زور مجھکو عطا فرمایا اور تیرا
حال مین نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہی بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہو ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے
مارا جائے ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ جیتا ہی اولاد حمزہ مین کیونکر ہون اسد نے کہا معلوم ہو جائیگا
غرضکہ بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوئے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سردارون نے راوٹیان اپنے قریب استادہ
کرائین اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نورالدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ کسی طرح
کہین پر زور بل مین اسد ایرج سے کم نہین پڑتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلین
دونون طرف سے روشن ہوئین سردارون کو کھانا پانی حرام ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کون کسپر غالب آتا ہی نورالدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان اڑی ہی اسی طرح تین دن اور تین شب نہین گذرین چوتھے دن اسی کشمکش مین ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہان موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے
مین جا رہا اُدھر سے اسد نے زور کر کے ریلا ایرج کا کولا اتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور
چاہا کہ اسد کو زور کر کے ہٹا دے کہ ہوا جو لگی کولے مین درد ہوا دونون ہاتھ سینے پر اسد کے رکھدیے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا ای ایرج یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے مین جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ مین طاقت
کھڑے رہنے کی نہین ہی اسد نے کہا خیر ہم تم پھر لڑینگے اب جا کر اپنا علاج کرو آفندی کر ایرج کو لیجاؤ یہ
بیہوش ہی لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھرا پاس نورالدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نورالدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نظر کردہ ہوئے ہمین لازم ہو کر تمہاری آبرو کرین اور
آداب کورنش اسد نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی ہرمز نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ
نورالدہر اسد پر سے نذر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
نورالدہر نے کہا بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نظر کردہ ہونا اور طلسم
فیروزہ جمشیدی فتح کرنا تورج بدرگ حرامی کی لڑائی بادبان بحری کا پکڑنا سب بیان کیا نورالدہر کو مظہر بن
گیبرنگ کا بہت افسوس ہوا مگر اسد سے کہا کہ کپڑے اُتارو تا کہ پنجۂ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہون اسد
نے اُسیوقت لباس اُتارا نورالدہر نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجۂ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا ہرمز تاجدار بھی
زیارت سے مشرف ہوا سب سرداروں نے آنکھیں رگڑین لندھور نے یہ خبر سنی واسطے زیارت کے آیا اُدھر ملک اژدر
آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا مین اندر سے خواجہ سرا آیا
اور عرض کیا کہ خواتین مین تشریف لیچلیے اسد اُسی وقت محل مین داخل ہوا لیکن محل مین ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت
دوڑی پہلے زبیدۂ شیرگیر مان اسد کی آئی اُسنے بلائین لین گرد پھر بانو گردپیری سب خواتین بلا گردان ہوئین اسد
نے گیتی افروز سے کہا کہ بھابی جان مبارک ہو آپ کو شیر یزدان شاہ مردان سے سُنا ہو کہ قاسم زندہ ہین اور عنقریب ہی
کہ تشریف لائین غرض اُس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو دربار سے باہر آیا اُدھر ایرج کو جو لوگ اُٹھا کر لیگئے
تھے علاج کوے کا اُسکے ہو رہا تھا اور ہمراہ اہل اسلام مطمئن تھے مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت رقص و
غنا رہتی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تین دن
تک سرگردان رہا مگر کہین ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہو گئی تھی اسد ایک درۂ کوہ مین
گیا کہ رات یہین بسر کرینگے صبح کو اور کہین تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اُسکے سو گئے مگر اسد کو نیند نہ آئی
درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا مین ایک روشنی سی معلوم ہوئی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اس وادی پُرہول
مین یہ روشنی کیسی اُس طرف روانہ ہوا ضرغام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکلگیا مگر جب قریب پہونچا دیکھا
کہ ایک مقام پر چار طرف آگ روشن ہے بیچ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک
درخت پر چڑھ گیا اور وہین سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اُس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جاسکا
اب اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اُٹھی ہوا اس زور سے
آئی کہ درخت جڑوں سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا متزلزل اُسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے
جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہان ایک عمارت نگار کی
بنی ہوئی ہے اور اُسکے چار دروازے ہین ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اوپر ایک
بنگلہ مینائی بنا ہوا ہے اُسمین ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہے اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اُس
عورت کی نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوئی اُسی وقت اشارہ کیا لگاوٹ کی نگاہوں سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان
وہان درخت پر کیلیے بیٹھا ہے یہان آ یہی ہوتے ہین شاہ عیاران کے جواب یا کہ ہے نصیب میرے جو مجھے آپنے طلب کیا
لیکن مین وہان کہان پہونچ سکتا ہون بقول شاعر شعر ہے کیونکر ہمارا اُس پری پیکر سے یارانہ ٭ کہ وہ دربار شاہانہ
مری صورت فقیرانہ ٭ یہ سنکر اُس عورت نے دستک دی کہ چار عورتین ایک تخت اُٹھائے ہوئے زیر درخت
آئین اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہین یہ سنکر اسد دلاور درخت سے نیچے اُترا اُس تخت پر سوار ہو کر

بنگلے مین پہونچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے بچا رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین عشق آمیز
کرنا شروع کین اسد بھی اُسسے لگاوٹ کی باتین کرتا ہو وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دو چار مرتبہ بہانہ کر کرکے
ٹال دیا یونہین مین روز کا عرصہ گذرا تیسرے روز اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تونے انکار کیا تو مین تجھے نامرد جانونگی
جب وہ گلے لپٹنے لگی اور مُنہ سے اُسکے بوسے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ تھی
نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو سہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک
تو اپنی محبت جتاتا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد بُرا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دار و بیہوشی اسد کے
پاس نہ تھی کہ اُسے بیہوش کرکے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ بزور سحر سب
پہچانتی ہو کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین یہ خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارونگی
ابھی گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کر دونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحرون
کے برباد کر دیے چاہ الماس مین ملکہ دمامہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی تو کیا دیکھا کہ
وہی چار پریان اسیطرح تخت لیے ہوئے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کیا حکم ہوتا
ہی کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذو الامان سے گیتی افروز کو اور خیمہ سے ایرج کے اسکو ایک تخت پر بٹھا کر دے آؤ اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو تمسے کشیدگی کی باتین کرتے ہین
ہمین معلوم ہوا کہ تحقیق ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے
ہاتھ اسد کا پکڑ کر بانہین گلے مین ڈالدین مگر مُنہ سے اُسکے وہ بوے بساندی کہ دماغ اسد کا پریشان ہوگیا لیکن
گلے سے اُس مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین وہ ساحرہ پھڑکنے لگی ایک شور و غل
ہوا آندھی چلی آگ برسی وہ تمام عمارت ٹکڑے ہو کر اُڑ گئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین
ہوشیار جادو ہو داب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہی نہ کچھ ہی لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹ کر دامن
مین باندھا اور وہانسے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوے اور اپنے مالک کو نہ پایا
سب بہت پریشان ہوے دو روز تک ضرغام وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب
بیٹھے ہوے رو رہے ہین کہ دیکھا بالاے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اُٹھاے ہوے ہین
یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا ضرغام دوڑ کر قریب آیا دیکھا تو چار تیلے بانس کے آٹے کے بنے ہوے پڑے
ہین کہ جا بجا سیندور کے ٹیکے اُنکے دیے ہوے ہین ضرغام شیر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی اور اُن تیلون کو اُٹھا کر
چلا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا ضرغام دوڑ کر قدمون سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہریار آپ تین روز
سے کہان تھے ہم لوگون کو تو جیتے جی مار گئے بغیر کہے سُنے کسطرف تفریح چلے گئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول
تا آخر بیان کی ضرغام نے کیفیت تخت اور تیلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین تھین جو مجکو بھی درخت پر سے
بنگلے پر لیگئی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوے سب نے حال پوچھا اسد نے
کل کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین
کولا ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا
جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی آواز
نقارے کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے جلیداران نے نکلکر زمین کو ہموار کیا
سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نیب دیگر نکل گئے تھے کہ ایرج نوجوان نے مرکب بڑھا کے آیا اور
سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب درخشان تمہارا نگہبان ہے
ایرج باردگر مرکب پر سوار ہوا وہین سے بگد ہر پان کرتا ہوا ران باگ کی لڑگیعے دکھاتا ہوا میدان مین آیا نیزہ کے
ہاتھ نکالے خوب سراپا دکھایا جب عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور پکارا کہ کدھر ہو وہ دیوانہ نکلے میرے
مقابلہ کو مگر نورالدہر اسد کے نہونے سے متردد تھے اور خود ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند
ہوا اور آن واحد مین وہ گرد قریب آکر پھٹی دیکھا تو اسد من کرب دلاور مع رفقا چلا آتا ہے رفیقون کو خدمت مین
شاہزادہ نورالدہر کے بھیجا اور آپ گھوڑے کو چمکا کر بمقابلہ ایرج چلا نورالدہر نے ہرچند منع کیا کہ ابھی آج ہمین
لڑنے دو تم تو ایک مرتبہ مقابلہ کر بھی چکے ہو اسد نے نہ مانا کہا کہ بھائی صاحب سدن تو زخمی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا
آج باندھ لاؤنگا یہ کہتا ہوا سامنے ایرج کے ہو نکا ایرج نگاہون مین ہوا مرکب برابر ہٹ گئے ایرج نے کہا او دیوانے اس روز
مین زخمی ہوگیا اس سے تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا اسد نے کہا او کرباس فروش بچہ بازاری تو مجھکو جلوا
سمجھا ہے وہ خیال تیرے دل سے ابھی گیا نہین اُس روز تجھے زخمی جانکر چھوڑ دیا آج نہین چھوڑنے کا بغیر تجھکو گرفتار کیے
نہ رہونگا غرضکہ بعد گفتگو کے نیزہ ہاتھون مین سنبھالے اور نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل
نہوا سنانین بیکار ہوگئین ڈانڈین پرچے اڑ گئین پھینک پھینک کر ہاتھون سے گرز اٹھائے کہ زمین و فلک تھرائے مرکب
مارے گئے اور گھوڑون پر سوار ہوئے اور باہم مقابلہ کیا لیکن گرز سے بھی مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا دیر تلوار چلی ایک مقام پر ایرج نے غصہ مین آکر چوہاتھ تیغہ دودمہ سکندری کا مارا اسد نے ہرچند سپر کو چہرہ کی پناہ کیا
مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود دو طبقہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستاہ تلوار توجھکا کر نکلی مگر سر سے
چادر خون کی باہر آئی ایرج نے کہا اے اسد دلاور اُس روز مین تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج تو زخمی ہوا جب زخم
اچھا ہوگا تو پھر لڑنا اسد کو تو لوگ لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ علمہاے سوار بد پیکر جلوہ گر ہوا پیدا آئے
اور شاہزادہ نورالدہر مرکب اپنا پھیر کر سامنے مہر تاجدار کے آیا اُتر کے گھوڑے سے سلام کیا اجازت میدان چاہی
ابھی اجازت نہین پائی ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد ہی برخاست مگر گرد سُرخ رنگ نہایت تیز و تند مہر تاجدار
نے نورالدہر سے کہا کہ دیکھ لیجیے کون آتا ہے اور ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا مگر وہ گرد آن واحد مین قریب
پہونچکر شق ہوئی اور علم سرخ رنگ دکھائی دیے ہر نشان کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی سو علم
دکھائی دیے بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین فیلیان بالون کی خاصبردار سُرخ پوش جب سب جلوس سواری کا گذر چکا
دیکھا تو سقے آب پاشی کرتے ہوے اور زیر سایہ علم شیر پیکر نور حدیقہ و ساطت و شہامت شاہزادہ خاور سیاہ ملک
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور لاکھ زنگیان سیاہ و آدم خوار ہمراہ لیکن میدان مین پہونچکر جو ایرج کو مبارز
طلب کرتے دیکھا فوج کو وہین ٹھہرایا آپ مرکب جھکا کر سامنے آیا اُدھر لوگون نے قلعہ ذوالامان کے جو قاسم کو
دیکھا نقارہ شادمانی بجنے لگا سب کو ایک عید ہوئی اُسی وقت خبر خواتین حرم مین ہوئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ
آ پہونچا مبارک سلامت کی آواز بلند ہوئی گیتی افروز کو حمام کروایا پوشاک نفیس پہنائی نذر و نیاز کی تیاری
ہونے لگی مگر یہان قاسم جس وقت سامنے ایرج کے آیا محبت پیدا ہوئی ایرج نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو
تو اژدہا نگل گیا تھا آپ کیونکر چھوٹے قاسم ہرچند کہ غیظ و غضب مین ہے کہ روز روشن نگاہون مین تاریک

ہے مگر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا نہ تھا وہ بوتیسال جادو
ہین وہ نامہ جادو کی مجھپر عاشق ہوئی تھی مجکو اژدہا بنکر نگل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران
چاہ الماس مین تشریف لے گئے اور بوتیسال کو مارا جب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران
کہان ہین کہا کہ ملک فرعونیہ مین ایرج نے کہا کہ مجکو آپ سے کمال محبت ہے اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے
آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے لڑ لیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز
نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیارہ مکارہ کا کام تمام کر
کہ اُسنے مجھے زمانے مین رسوا کیا ایرج سے تو کہا کہ خیر مجھے کل سمجھا جائیگا اور آپ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوا سلیمان شاہ استقبال کو آیا سلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا اے
سلیمان شاہ مین اپنے ہوش مین نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین نمکخوار ہون آپ کے دادا
حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان آپ کو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپ کی خدمت کرنا
چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا مظفر بن ضیغم خون آشام نے دروازہ کھولا سلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے
ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ ہٹا لیگئے قاسم اسیطرح غضبناک چلا جاتا ہے یہانتک کہ
داخل محل ہوا جو خواجہ سرا ہمراہ مخلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ مارا وہ گر کر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز
مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنے کی خبر سنکر نہائی ہے پوشاک نفیس پہنے ہے عطر ملا ہے مسند پر بیٹھی ہے قاسم
کو آتے دیکھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی کہ قاسم نے چوٹی ملکہ کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ملکہ سامنے گری
قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے قاسم یہ کیا کرتا ہے پھر کر دیکھا کہ ملکہ
گردیہ بانو ہاتھ پکڑے ہے کہا کہ دادی جان آپ نے ہاتھ میرا کیون پکڑا ہے چھوڑ دیجیے کہ اسنے مجھ ایسے
شخص آتش خوشخوار مزاج کو بدنام کیا ہے مین نے کیسی کیسی جرائتین کین کہ طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس
کے سن مین ترک توسن کا تعاقب کر کے بارگاہ کیخسروی مین گھسکر مارا تمام زمانے مین بہادری میری مشہور ہے
یہ ناموس میرا کھلائے اور اپنے کو دکھلائے اور اپنے کو دکھا کر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے دی جاتی
مین اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا گردیہ بانو نے کہا کہ اے قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہے یہ تو آجتک تیرے غم مین سیاہ پوش
تھی اب تمھارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا گریہ وزاری
آہ وبیقراری کے کوئی شغل نہ تھا ایسی نیک بخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر ایرج نے اسے
نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہوا گردیہ بانو نے کہا کہ میان تم اُسے چھوڑ دو تو اگر اسکی ذرا بھی خطا ثابت ہو تو تم
اُسے مار ڈالنا اور اگر بغیر تحقیق کیے بے تقصیر قتل کرو تم جا تو خدا کو جواب دے لینا مین اصل قصہ اسکا
تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور غیر خطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز کی ہاتھ
سے چھوڑ دی اس اثنا مین خورشید خاوری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین گرد پھرین تصدق
ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسیر عاشق ہوا وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ
جانتا ہے میرے بیان کرنے پر منحصر نہین ہے بیٹا قصہ اسکا یون ہے کہ لقا شہر فرنگوشیہ مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے
پر سے گرا ایرج نے دوڑ کر اُسے بردے ہوا ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سنبھالکر زمین پر
رکھدیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی بس اُس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر اسکو دی اور

کہا کہ باختر مین نے تجاوز دیا حمزہ نے مجھسے زبردستی چھین لیا تو اُس سے لے اوہ بیٹی ہو میری نورخالص چکیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین و خوبصورت ہو کہ اُسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہو اور مجھ سے نبیرہ حمزہ یعنے قاسم
زبردستی چھین لے گیا تو اُسے خدا پرستون سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے مین نہ ملیگی اُس روز سے ایرج اُسے
بدنام کرتا ہو دم عاشقی کا بھرتا ہو یہ سبب ہو اُسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اسمین گیتی افروز کا قصور کیا ہو ناحق
وہ اُسکو بدنام کرتا ہو ای فرزند بارہ برس ہوے کہ ملکہ تیرے غم مین فراغت سے سوئی نہین جام شراب کبھی منھ
کے قریب نہین لائی اب تیرے آنے کی خبر سُنکر خورشید خاوری نے تبدیل لباس کروا دیا ہو بالکل گیتی افروز
بیٹھا ہو قاسم یہ سُنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذرخواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کر ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپ کے آنے پر یہ تقدیر مین لکھا تھا القصہ نذر و نیاز ہونے لگی ایک ہجوم ہو گئی کہ
شہریار خاور سیاہ آیا قصر یاقوت جھاڑا گیا اُسمین قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئین طفیل حمزہ صاحبقران کا پوچھا
عمرو کا حال سرو سیمین تن ملکہ جاہ وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان کی
ہونے لگی قاسم مشغول عیش و عشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ مین اپنی پھر کر آیا امرا و رفقا سب گرد و جوانب مین جمع
ہوے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا افسوس رقیب آ پہونچا اور عیش مین
مصروف ہوا اور مین محروم رہا اُسی حالت مین تھا کہ رات برج یاقوت مین تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازمون سے
کہا کہ دامنہ کوہ مین بھی ابھی چراغان کرو اُسی وقت ہزارہا فرد در لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو
تامی اور بادلے سے منڈھوایا منقش کے گنبد بنوا کر شاخہاے درخت مین لٹکوائے دو پہر رات گئے سب تیاری
وہان بھی ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہو گیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف
برج یاقوت کے بھی جان لڑی ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالاے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ مین چراغان ہو
اور ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو بس آگ ہو گیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر تو نہ لگا مگر
مہار بن انفاس خون آشام کہ رفیقان لاہوت شاہ مین سے تھا ایرج اُس سے محبت رکھتا تھا اُسکے سینہ پر پڑا
کہ توڑ کر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کہان سے آیا کس نے مارا اُٹھکر جو دیکھا تو قاسم
سامنے کھڑا ہو یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہو کہ دور سے تیراندازی کرتے ہو دعوی
شجاعت کا ہو تو آکر سامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہو ایرج نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین میدان آراستہ ہوا نقیب نقیب
ودیگر نکل گئے کہ ایرج مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان
مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہو ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان
مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ دکھائے خوب سلیح شوری کی بعد اُسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ
کرکے مبارز طلب کیا اودھر سے شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان عزیز خاوری نے نکلکر مقابلہ
کیا ایرج تنگاور زن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا
سنانین اور بانین بیکار ہو گئین پھینک پھینک کر دانڈین گرز سنبھالے وہ ضربین چلین کہ زلزلے آئے فلک
تھرائے گاؤزمین نے امان مانگی لیکن مطلب اس سے بھی نہ حاصل ہوا تلوارین کھینچ گئین رد و بدل ہونے لگی دو ن

تلوار چلی مگر مطلب حاصل نہوا آخرکار دونون دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی راوٹیان سردارون کے
گرد و پیش استادہ ہوگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی دن بھر کشتی رہی بھر رات بھر کشتی رہی
اسی طرح تین دن اور تین راتین گذر چکی ہین چوتھا روز ہے مگر دونون کی وہی کیفیت ہے کہ برابر لڑ رہے ہین
قضائے کار قاسم کو ایرج ریل کے لیچلا اور پیر قاسم کا موشخانے مین جارہا اور کولا اتر گیا ایرج جالی دیکھکر
واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اُٹھا لائے علاج ہونے لگا

اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری سے بیان ہوتے ہین

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک زنگوشیہ
مین پہونچا شہر اسب جنگی نعوذ الدہر کی طرف سے مالک وہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو
آیا خواجہ کو بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کیے عمرو نے نذر زنبیل کیے عمرو نے حال
ایرج کا پوچھا اُسنے تمام حال شہر ارمنو حصار کا قتل ہونا اور عنظلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا خیر سمجھا جائیگا
ابتو مین آیا ہون اور وہان سے چل نکلا شہر اختم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید اختمی استقبال کو آیا
وہ بھی سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اُسنے کہا خواجہ بڑا بھائی میر اجمشید کہ بجائے باپ کے تھا
وہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہے اب تک اُسکے غم مین سیاہ پوش ہون عمرو نے اُسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور کہا
اے خورشید مین ملک فرعونیہ سے آتا ہون زاد راہ میرے پاس نہین رہا اُسنے دو ہزار روپیہ حاضر کیے عمرو
وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرصع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا مشتری
حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھائی آگے روانہ ہوا شہر زرلقا مین آیا گلباش گلین
نے بہت خاطر داری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست و احباب جہانگیر نے استقبال
کیا زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنظلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر
گذرانی وہان سے بھی روانہ ہوا دور استے پر پہونچا کہ ایک راہ سیاحل کو گئی تھی دوسری قلعہ ارمنو حصار کو عمرو
ارمنو حصار کیطرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہے اور تعویذ قبر پر
کچھ لکھا ہوا ہے قریب جاکر جو پڑھا لکھا تھا کہ این قبر سرہنگ غلام عمرو است بس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین
زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ اے سرہنگ تم کہ ہماری توڑ گئے ہمکو بیدست و پا کر گئے تمہاری قبر یہان کس نے بنائی
غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعہ ارمنو حصار تھا دیکھا کہ قلعہ
کا نام و نشان باقی نہین ہے اور اُس سرزمین پر جو بوٹے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اُس مین بیٹھا ہوا ہے
عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اُسے کس نے برباد کیا اُسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ و برباد
کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا خاک اُڑانے لگا وہ پیر
دہقانی عمرو سے لپٹا کہ آپ کون ہین عمرو بولا کہ اے عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے تمام کمائی میری
برباد ہوئی مین عمرو ہون اُسنے کہا آپ تو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ایرج قلعہ ذوالامان پر گیا ہوا ہے جاکر
اُس سے لیجیے عمرو بولا اسیواسطے آیا ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اُسی کو
بخش دیا وہان سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعہ ذوالامان کے پہونچا بصورت عبدانی یہ قلعہ ہوگیا دیکھا کہ چہ لشکر
چہ طرف کو اترے ہوئے ہین ایک طرف قلعہ ذوالامان ہے خیال مین گذرا کہ اے عمرو اس آفتاب پرست کو پکڑ کر روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر میں تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے اور اُسوقت ایرج گھبرا کر یادِ گیتی افروز میں تنہا
نکل آیا کہ شاید ملکہ یا اُسے قصر آتی ہو دیکھوں قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہے اور اشعار عاشقانہ وردِ زبان ہیں
اسی طرح سبزہ زار میں پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا عمرو دیکھتا ایرج
نے پھر کر دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہے اُسنے دعا دی کہ زبدۂ آفتاب پرستان اقبالمند رہیں ایرج نے کہا کہ کیا
مطلب ہے بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ خوش طبعی کرتا ہے عرض کیا
میری کیا طاقت ہے کہ خوش طبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہہ اُس نے کہا آپ اکیلے ہوجیے تو بیان
کروں ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہے کہا یہ مراد نہیں ہے آپ کے ہمراہ ہزاروں نگاہیں ہیں کسی گوشے میں چلیے
تو عرض کروں ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ میں لایا اور کہا کہ میں عیار ہوں ملکہ گیتی افروز کا
وہ قاسم پر دلدادہ و فریفتہ تھی قاسم نے آتے آتے ہی زد و کوب کی اب وہ اُس سے بیزار ہے اور جدائی میں آپکی
بیقرار ہے غضب کی رہ سے نکالا کہستان میں ٹھہری ہے مجکو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اگر آپ اُسکی خواہش
رکھتے ہیں تو میرے ساتھ چلیے میں اُس سے ملا دوں ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے خوشی کے شادی مرگ
ہو جائے کہا کہ اے عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو میں تجھے اُس رتبے کو پہونچا دوں کہ تیری خواہش سے
وہ چند ہو اُسنے کہا اے شہریار چلیے پھر دیر کیا ہے ایرج نے اور لوگوں کو وہیں چھوڑا آپ تنہا ساتھ ساتھ اُس
پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل و مصری ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے ایرج
کے ہاتھ میں دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپ واسطے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے سر کی قسم کھا لینا ایرج نے
اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمیں سے نکلی کہ دماغ معطر ہوگیا ایرج نے اُسے چوما آنکھوں سے لگایا کھولکر
کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہوگیا عمرو نے
حلقہائے کمند میں گرفتار کرکے زنبیل میں ڈال لیا اور وہاں سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا مالک بن
ملکوت **شاہ** پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپکو زبدۂ آفتاب پرستان نے بلایا ہے مگر تنہا میرے ساتھ
چلیے کچھ راز کی باتیں ہیں مالک تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر اُسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوئے صحرا میں آیا اور
حلقہائے کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل میں قید کیا بعد اُسکے لندھور کی خوابگاہ میں جاکر اُسے بیہوش کرکے نذر
زنبیل کیا وہاں سے چلا دیکھا کہ داراب و تورج و خورشید بعزم شکار گھوڑوں پر سوار تنہا جاتے ہیں عمرو بھی
پیچھے پیچھے ہمراہ ہوا مگر گلیم اوڑھے ہوئے داراب و خورشید و تورج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑوں سے اُترے
اور انتظار اپنے اپنے رفیقوں کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا
ہے عرض کیا کہ میں کبابی ہوں حکم ہو تو کباب لگاؤں کہا اچھا کیا مضائقہ ہے اُس شخص نے وہیں چقماق سے
آگ نکال نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخیں نکالکر کباب لگائے داراب و تورج و خورشید نے
بہت تعریفیں کرکے کھائے اور دم بھر میں بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہاں سے
بارگاہ نور الدہر میں آکر نور الدہر کو بھی لیگیا اسعد کو بھی گرفتار کیا اور دامنہ کوہ میں لاکر سب کو کمند
آصفائے باصفا سے باندھا اور سب کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش میں آئے ایرج کی جو آنکھ کھلی عجب
کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار کیسے کیسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی ہے ایک جگہ بندھے ہیں لندھور سے
کہا کہ یہ کیا معرکہ ہے لندھور نے کہا کہ یہ سب تمہارا بس بویا ہے ہر چند میں نے تمہیں سمجھایا کہ قلعہ ازمنو حصار رکھو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا نہ لوٹتے نہ مانا اب دیکھو کیا ہوتا ہے تمنے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ہیں دیکھیے انکا
عوض کیا ہوتا ہے شکمین تو بنا رہ جکیین اور یہ قید وہ ہے کہ زور کیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یہ کہکر آنصفائے با صفا
معلوم ہوتی ہے بلکہ اسی سے مین نے سمجھا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑ لائے ہین یہی باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے
ہوئے آتا ہے دو چار غلام ہمراہ ہین ایک نے کرسی زرنگار بچھا دی عمرو اسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے
منہ پھیر لیا لیکن عمرو ہمراہ سرداروں کے عیاروں کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیردل و فتاح کشوری وغیرہ
کے عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور ہمنے جو تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے کہ
ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین کیا کرون میرا کہنا کون سنتا ہے یہ اختیار سرداروں کو ہے عمرو نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ لاؤ چھڑیان توڑ کر
وہ چھڑیان لیکر آئے عمرو تازیانہ ہاتھ مین لیکر پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون برازیچے مین نے تجکو کیڑا بچنے
سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اسکے عوض مین تونے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے مارا میری زوجہ کو
اپنے نوکر کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہے مجھسے واقع مین یہ امر
ہوئے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہے اور تازیانے مارنے لگا ایسے تازیانے مارے
کہ جابجا سے بدن ایرج کا شق ہو گیا شراٹے لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون ناجزادے اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے
کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہے مین خطادار ہون اب مین سزا کو پہونچ گیا کبھی ایسا قصور نہ ہوگا
مال آپ کا موجود ہے وہ لیجیے کہا منگوا اُسے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین اُنکا خونبہا دے ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے
اور دو لاکھ تومان اُسکے بھی لکھوا دیے اب عمرو نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ کیون حرامزادے
زرد گوش تو بادشاہ تھا تونے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہے میرا کہا بھی نہ سُنا عمرو نے دو چار
تازیانے اُسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھ میرے پاس ہے مجھسے بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان کا
رقعہ لکھدیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا لٹوایا زوجہ میری ملکہ
جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تونے قتل کروائے اور تو کچھ کام نہ آیا میرا مال نہ بچوایا تجکو اسی واسطے
صاحبقران باختر کا مختار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہوتا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو
تماشا دیکھے سرہنگ بکی کہ میرے فرزندی جگہہ پر تھا تونے اُسے اپنے سامنے قتل کروایا کافر پرستی تونے کی لندھور
نے کہا خواجہ جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھ کیا ہے موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہے اور مال آپ کا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہے اُسے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہے اور جرمانہ بھی جو
منظور ہو وہ حاضر کیا جائے عمرو نے کہا اچھا نوشتہ لکھدیے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اُسکے مال میرا
دے لندھور نے دو لاکھ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھدیا اب عمرو واسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تونے کیون بچایا
تیرے ہوتے مال میرا یون برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپ کا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ
سرخان مین رکھا ہے عمرو نے اُسے گلے سے لگایا کہ مرحبا بعد اسکے نور الدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران
زمانہ جانتا ہے اور میرے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور مین عنقلی آباد مین تھا
نہ ارمنو حصار مین اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا یا ناموس پر آپکے
زیادتی کرتا اور مجھسے جرمانہ پانچ لاکھ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہے زیادہ دے غرضکہ

سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کہ کیون صاحب ہمنے تمکو دھو دھا کر پاک کیا
اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی اوسنے کچھ خیال
نہ کیا داراب پکارا کہ بابیرزلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا کہ
مجھ مین قوت نتھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپکا مال لٹتا اور مین
نہ بچاتا مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نہ تھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایئے وہ جرمانہ دون مین کسی طرح باہر
نہین ہون چار لاکھ روپیہ اُس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ تورج سے بھی لیے اور عیارون کو انکے رہا
کیا شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لاکر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اسیطرح
سب نے روپیہ منگوا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی مار کر وہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے نتیس باقی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکر وہانسے
قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے آئے
ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش کین عمرو نے وہ سب لین نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت خدا سے زبرجد نگار فتح کرکے اب ملک فرعونیہ مین ہین بہت
اچھی طرح سے ہین مگر اے سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ ہر ایک انکا باختر سے میوہ اور اشیائے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو
جائے کہ وہان ہر شئے نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت سب سوداگرون کو نامے لکھے کہ جلد
یہان سے میوہ اور اشیائے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغلہ
ہوا کہ عمرو آیا ہر ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا اندر دائرہ محل پر پہونچا خبر اندر ہوئی ایک تہلکہ
مچگیا کہ عمرو حمزہ صاحبقران کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محلسرا ہوا خواتین
دوڑین عمرو نے ایک ایک کو سلام کیا گردیہ بانو البعہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے
سب سے حال بیان کیا علمشاہ بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوئے ہزار روپیہ عمرو نے
تحصیلا اب وہان سے ملکہ جادو پاس آیا اُسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے بھی آسیہ ایسا مارا
ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اُس سے لے لیا ملکہ نے کہا
خواجہ اب یہان رہوگے یا جاؤگے عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا عاشق ہون حمزہ تمہارا عاشق ہے مگر تمکو غنغلی آباد پہونچا کر
جاؤنگا اُسی وقت تیاری کی اور قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کرتا ہون
ملکہ جادو کو غنغلی آباد کو بھیجا وہان سے بارگاہ نورالدہر مین آیا ہر فرتا جبار کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور کہا کہ الحمد للہ
کہ آپ کو شرف اسلام حاصل ہوا اب تخت ایران آپ کو مبارک ہو نورالدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے
اپنے پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا اے نورالدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران
فرعونیہ مین ہین غلے کا وہان قحط ہو چلا ہے تمکو غلہ چہار طرف سے جمع کرکے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران
کی جلد پہونچاؤ نورالدہر نے کہا بہت خوب مین ابھی انتظام کرکے چلتا ہون وہان رخصت ہوکر بارگاہ لندھور
مین آیا لندھور نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا اے دارائے ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم درہ قلماق
کوہ کی طرف سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرائیل و اختم و مشتری حصار والون پر تاکید
کرو کہ غلہ اور میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے بسر کرتے

نے لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھ لکھ کر روانہ کیے کہ ہر سوداگر کو لازم ہے کہ جنس ملک فرعونیہ
میں بھیج نہ جائے اور باقی غلہ واسباب میرے ساتھ جائیگا خرید کر جمع کر دیں آتا ہوں ذرا نسے عمرو بارگاہ ایرج میں آیا
ایرج اور مالک بن ملکوت شاہ مع سرداروں کے تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے کہا ای ایرج
امیر جب تک ظلمات میں رہے اُنکی غیبت میں جو کچھ تو نے کیا اچھا کیا مگر اب صاحبقران ظلمات سے
پھر کر ملک فرعونیہ میں آئے ہیں اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُسپر غالب ہو بہتر مالک ہو
تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہے ایرج نے کہا
بہت خوب آپ تشریف لیجائیں میں تیاری کرکے روانہ ہوتا ہوں عمرو وہاں سے بارگاہ داراب میں آیا مالک
و داراب نے بہت عزت و حرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ
کو جاتا ہے تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرلو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ
کرکے ابھی روانہ ہوتے ہیں عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید میں آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیاں نذر دیں
عمرو نے سب نذر زنبیل کیں اور کہا کہ ای خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمایش کو
جاتے ہیں تم بھی جاؤ وہاں سے آکر تورج کو بھی روانہ کیا جب ان سب کو بھیج کے آپ بھی ملک فرعونیہ کا رستہ لیا
ہر سردار کو جدا جدا راستہ بتا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائیں سب نے اُسیوقت کوچ کرنیکی
تیاری کی لیکن لندھور نے جسوقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہے کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ میں آئے ہیں اشتیاق
ہوا ہے قدمبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے
تمھارے وعدہ تھا کہ آنے تک صاحبقران کے میں تمھاری بیعت میں رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمھارے
پاس رہیگی اب آقا میر حمزہ صاحبقران آ پہونچے ہیں اُنکی خدمت میں جاتا ہوں بارگاہ اور سامان صاحبقرانی
میرے ہمراہ بھیجو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ طبل سکندری علم
اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہاں سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جا چکے قاسم
ناموس کو لیکر روانہ ہوا خیال میں گذرا کہ اب یہاں رہنا لاحاصل ہے چل کر ملک فرعونیہ کو حمزہ سے مقابلہ کر
اگر جاہا نیز اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک و مال تیرا ہے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہو جانب الملک
فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیشۂ کلفکان کے
پہونچے وہاں ایرج نے مقام کیا بارگاہ میں آکر بیٹھا دبیر کو بلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس مضمون کا کہ
خزانہ طلسم سکندری کا بار کراکر حضور پُر نور میں لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا درپیش ہے دبیر نے اُسی وقت
مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا
کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دیو بل عاد ہندی بارگاہ سلیمانی کو
لیے جاتا ہے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ میں موافق آپ کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر
بزور شمشیر چھینیونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو چاہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش
سب کو رہی ہے اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہے آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سرداروں
کی طرف دیکھکر کہا کہ ہے تم میں سے کوئی ایسا کہ بارگاہ اُس ہندی سے چھین لاے دیلم شیا طرنگی یہ سنکر اُٹھ کھڑا ہوا
کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دے کہا جا نیز اعظم تیرا نگہبان ہے دیلم بارگاہ سے باہر آیا اور بیس ہزار

سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل عاد بارگاہ لیے جاتا تھا دیلم شباط نے نعرہ کیا کہ او ہندی کہان
جاتا ہوا آ پہونچا مین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر جس طرف سے آیا اُدھر چلا جا دیوبل پکارا کہ
او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون تو کون ہی جو مجھے دبیرون دیلم
غضبناک ہوا اور دوڑا تلوار کھینچکر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے بسبب سپر بردی کی اور
اپنا وار دیوبل پر کیا سپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہنچی خود دو لغہ کاٹتی ہوئی تا دوابرو اُتر گئی دستار مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہوگیا ہندی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی اُدھر سے
زنگی آپڑے دونون فوجین بلکنین تلوار چلنے لگی مگر فوج بے سردار کب ٹھہر سکتی ہی ہندی شکست کھا کر بھاگے دیلم نے
بارگاہ اپنے قبضے مین کی اور خدمت مین ایرج کی روانہ ہوا ایرج نے جو یہ خبر سُنی خلعت دیلم کے واسطے بھیجا کہ اسے لشکر
ہمارے سامنے آؤ جب دیلم کو خلعت پہونچا خوشی خوشی اُسے پہنکر خدمت مین ایرج کی چلا تھا کہ دامن صحرا سے تتق
گرد و غبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ باش اے زنگی تیرہ رو کہان جاتا ہی نعرہ اسد منم اسد شہسوار م
کرد روز جنگ ☆ بدرم دل شیر در چرم پلنگ ☆ آ پہونچا مین دیلم تو اسد کو دیکھتے ہی مردہ دل ہوگیا یہ سمجھ چکا تھا کہ
اب بارگاہ بچانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کرکے سامنا کیا اسد نے کہا او حرامزادے مین وامنہ کدہ مین شکار
کے واسطے آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اُس سے یہ سُنا کہ تو بارگاہ چھیننے لیے جاتا ہی ارے تیری بھی یہ قدرت ہوئی کہ تو
بارگاہ چھینے اور ایرج تک پہونچائے حرامزادے تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات
بکتا ہی مین کیا تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغ فرزدہ جمشیدی
کا مارا دیلم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھا کہ خود دو لغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا
تا دوابرو اُتر گیا دوسری تلوار اور ماری دیلم نے اپنے کو بچایا مگر تلوار پھسلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اُسے بھی نشانہ کر دیلم
نے گینڈے کو بھگایا کہ یہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑیگا اسد تلوار کھینچے ہوئے اور زنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آگئے تھے
اور اُنھین قتل کرنا شروع کیا بہت سے زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکر نکلگئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کرکے
جانب فرعونیہ روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچا نشان ہوئی غضنفر
اسد نمایان ہوا قزاق ہمراہ آکر اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ
کا دریافت کیا خیال مین گذرا کہ کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان
کیا آہ سرد کھینچی اسد نے جو بیٹے کو اُداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ اے فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار ابھی مجھے خبر پہونچی کہ شیردن ابروئی ملازم مالک بن ملکوت شاہ خزانہ زر نگوشیہ واسطے ایرج
کے لیے جاتا ہی مین بسبب کمزور ہونے اُسے زیر نہین کیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد
بولا اے فرزند تو آزردہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھ مین ابھی جاکر خزانہ اُس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب غضنفر کا
نہ سمجھا خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوئے فرعونیہ کو روانہ ہوا اسد
قزاقون سمیت بلغر کرکے شیردن ابروئی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین سراغ
نہ لگا ناچار پھر اب خیال گذرا اس ناہنجار نے تیرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر وہان آیا
جہان بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ہاتھ پر ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتون سے
کاٹی ابراہیم بن مالک سے کہا کہ دیکھی حرکت اس بدکردار کی اگر یہ مجھسے فریب نہ کرتا اور مجھسے یون نہین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغا کیون کی خیر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آگر نور الدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ بھئی تمھارا ہی تو بیٹا ہو الولد سر لابیہ اسد بولا کہ بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ
سے دغا نہین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ مثل ہو کہ چور کے گھر مور بیٹھا مگر یہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ
دیو پل عاد زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دیلم شباط زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلا تھا کہ دیلم کو
ایرج کی بارگاہ مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ پکڑ اٹھکھڑے ہوے تھے
کہ جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبر دی کہ اسد دیلم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جا کر کیا
کرون یہ تو پھر آیا اُدھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دیلم شباط زنگی زخمی چلا آتا ہو پوچھا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے
کیفیت اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جا کر اُس دیوانے کو مار کر ابھی بارگاہ مین
لاؤنگا یہ کہکر چاہا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور بیان کیا کہ غضنفر بکر بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح اپنے
آقا پاس پہونچون کہ درہ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اُترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جا کر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہو راستہ ہو یا نہین عیار گئے دوپہر بعد آکر عرض کیا کہ ہیرو مرد
قرطاس مردم در ساٹھ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوے ہو اور کہتا ہو کہ ادھر سے مین کسی کو نہ جانے دونگا
لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جائے یہ کلمہ سنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسی طرف سے جاؤنگا اور
اُسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اُترکر خیمہ برپا کروایا سُنا قرطاس مردم در نے کہ لندھور بارادہ
رزم وپیکار آتا ہو وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا
دو تین جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارون نے خبر لندھور
کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہو لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوے تیرداردون
نے لشکر شیب وفراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر نکلگئے تھے
کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان فیل اپنا بڑھا کر
اُسکے مقابل ہوا اور کہا کہ اے قرطاس یہ کیا بات ہو کہ تو مجھسے لڑتا ہو اور راستہ میرا تونے روکا ہو مین فرقت مین
اپنے آقا حمزۂ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہو قرطاس نے جواب دیا کہ تو
رفیق ہو حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہو مین تجھے کب چھوڑتا
ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہو یہ سُنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ تو کافر ہو اور دشمن
ہو میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تا کہ حوصلہ دل مین نہ رہجاے یہ سُنکر قرطاس
نے نیزہ مارا لندھور نے تیرے کو اسکے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن نیزہ قرطاس کا لندھور نے ہوائی
کیا قرطاس نے غیظ مین آکر گرز گران سر اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے گرز اُسکا گرز پر
روکا اور اپنا گرز سترہ سو من کا اُٹھا کر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور کے گرز کو روکا مگر لیکن گر
نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرائے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا کہ گرز سر مین سر گردن مین گردن سینے مین سینہ
شکم مین شکم کمر مین کمر کولون مین کولے گینڈے کی پشت مین گینڈا غرق زمین گرد اُڑی اور قرطاس

مع مرکب پیوند زمین ہوگیا یہ حال دیکھکر فوج اُسکی لندھور پر دوڑ پڑی ادھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر بھر لڑائی رہی آخر فوج بیسوار شکست کھاکر بھاگی لندھور مع فوج درے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب ورق گلشن داستان داراب کشور کشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درہ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو حکم دیا ہو کہ حال راہ کا دریافت کرکے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر درے کے آکر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہوا سرد چل رہی ہو درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہو اس کثرت سے کہ کوئی اُٹھانیوالا اُسکا نہین ہو نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگا رنگ خوش الحان درختون پر بیٹھے زمزمہ پیرائی کر رہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صدائے ساز کا انداز ہو بہت جانورون کی آواز دف و دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہو خنکی اسقدر ہو کہ گویا وہ مقام خطۂ کشمیر معلوم ہوتا ہو داراب مالک نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ چندے ہم یہان رہینگے عجب مقام جان فزا ہو ملازمون نے خیمے اُسی بیشے مین لاکر استادہ کیے معمول داراب کا یہ ہو کہ صبح کو شکار کھیلتا ہو رات کو سیر و تماشا راگ و رنگ مین رہتا ہو اسی طرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چارپائے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے کوچ کیا اب گذر داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ معلوم ہوئے داراب کو دیکھکر مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھاکر سامنے آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم دیدبان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر یہان آئے اُسے منع کرین تاکہ اس راہ سے نجائے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہو اُنھون نے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک اژدہا رہتا ہو کہ یہان تمام اُسنے ویرانہ کر دیا ہو آدمی تو کیا کہ وحش و طیر و جانوران درندہ تک یہان نہین رہتے داراب نے پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہو کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا ٹوٹا سا ہو کہ اُسے شکست درہ کہتے ہین وہان اژدہا رہتا ہو اور جسوقت وہ سر نکالتا ہو اور دم کشی کرتا ہو تو پہاڑ تک کے وحوش و طیور کھنچکر اُسکے پیٹ مین چلے جاتے ہین یہ سُنکر داراب نے کہا بس واپس جاؤ مین دور سے خاص اسی کے مارنے کو آیا ہون ایک گرز مارونگا کہ مغز اُسکا پریشان ہو جائیگا اور پوست کشی کرکے اپنے ہمراہ لیجاؤنگا یہ سُنکر دیدبانون نے کہا کہ اے پہلوان زمان اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ آب ہو جائیگا دیکھو یہ زہر اُسی کا ہو کہ تمام درخت و سنگ سیاہ ہو رہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رخ کرتا ہو تمام دریا جوش مارنے لگتا ہو داراب بولا کہ یہ سب مین نے سُنا ہو مین ابھی جاکر اُسے مارونگا اور چاہا کہ بقصد اژدہا مارنے روانہ ہو کہ اسوقت مالک اژدر اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوئے داراب کو مانع ہوئے کہ ہرگز نہ جاؤ اس سے فائدہ کیا اگر آپ اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے کہا کہ مین تمھاری زبانی سُن چکا ہون کہ صاحبقران نے کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مارونگا تو اپنے کو صاحبقران سمجھونگا نہین تو دعوائے صاحبقرانی میرا بیکار ہو یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے کی تلاش مین ہر ایک نے جانا کہ عمر داراب کی ختم ہوگئی مگر داراب چلا جاتا ہو کوہ کی طرف کہ قریب شکست درے کے پہونچا دیکھا کہ تمام سنگ و زمین جھلسی ہوئی ہو

علوم کیا کہ اژدہا یہان پھر آچلا ہی کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منھ اُسکا بہت کشادہ تھا بس گھوڑے
سے اُتر پڑا اور اُسکو کسی جلتے ہوئے نخل سے باندھ کر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا ظاہر
نہ ہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا جب تیسرا نعرہ کیا بس اُسی غار مین سے ایک دھوان اُٹھا زمین ہلنے
لگی پہاڑ جنبش مین ہوگئے داراب سمجھ گیا کہ اژدہا نکلتا ہی بعد ایک لحظہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ منھ سے قلاب
آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھین دونون سُرخ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوئے رکھے ہین اور
دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوئے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے سر پر
لاتا تھا کبھی بدن اپنا چھیلتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم مین خار ہین مثل سیاہی
کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم مین نیزے نصب ہین اور راہ چلنے مین آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کھدی جاتی تھی آواز
اُسکے خارون کے زمین پر کھنچنے کی کوسون جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیبت جو اژدہے کی دیکھی
درگاہ الٰہی مین دعا کی سر کو خاک پر ملا اور پکارا کہ یا خداوند آبحیات تو تو اتنا ہی ہر شے کو تونے پیدا کیا ہی اور
زندہ رکھا ہی تو زندے کو مردہ کرتا ہی اور مردے کو زندہ کرتا ہی خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہی
اور کمر کو مضبوط باندھ کر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ پیر و مرشد
پھر آئیے اُسکی طرف نہ جائیے داراب نے نہ سُنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو
دیکھا وہین ٹھہر کر قربان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو کھینچکر ناوک کمان مین پیوستہ کرکے ایک تیر بالائے ہوا مارا
بعد اُسکے کمان کو زہ کیا چہار طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل نیزے کے تھا کمان مین ملایا ایک قدم آگے بڑھا کر قریب
اژدہے کے پہونچا اژدہے نے داراب کو جو دیکھا قلاب آتشین چھوڑ نفس کشی کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا
زمین وہان کی جلنے لگی خس و خاشاک سوختہ ہوگئی مگر داراب تیر کمان مین پیوستہ کیے ہوئے تھا آنکھ اژدہے کی
تاک کر تیر مارا کہ دہنی آنکھ مین اژدہے کی سوفار تک غرق ہوگیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی
دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوست ہوگیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہوگیا دنبالہ داراب
پر مارا داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ مین ہوا
زہر لو وہ پہونچی بیہوش ہوکر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آئے تھے وہ بھی مدہوش ہوگئے مگر یہان مالک اژدر
اور رفیقان داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوئے تھے دو تین بار داراب کے نعرے کی آواز سنی سمجھے کہ
داراب اژدہے کے پاس پہونچگیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری کہ خبر کو گیا تھا وہ
بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسی وقت مالک اژدر نے
مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ درے کے پہونچا دیکھا کہ
فتاح کشوری بیہوش پڑا ہی اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا کہ داراب
کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہی مگر اپنے ہوش مین نہین ہی اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہی سر اُسکا پھٹا ہوا ہی عقل سے
دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہی کشور شاہ سے کہلا بھیجا خوب درانہ
جاکر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آئے نبض دیکھکر زہر مہرہ وغیرہ منگواکر گھسوایا اور داراب کو پلایا
تھوڑی دیر مین داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف کی داراب
نے کہا کہ اب آپ اِسکی پوست کشی کروائیے کہ ہم اپنے ساتھ لیجاینگے مالک نے اُسی وقت چمارون کو بلایا

پوست کشی کروائی خار اُسکے الگ نکلوائے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیتے ہین بعد اسکے داراب نے
تیاری سفر ملک فرعونیہ کی کی رہانسے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طے کیا خیمہ استادہ
ہوا کہ رات آرام سے بسر ہو تو صبح کو کوچ کرین مگر وہان دو دیدبان کہ نشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے انھون نے
جو دیکھا کہ اژدہے کو اسنے مارا اور پوست کشی کرواکے اپنے ساتھ لیے جاتا ہی جاکر تمام کیفیت نشواط زنگی سے بیان کی
اُسنے کہا کہ کتنا لشکر اُسکے ساتھ ہی بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہی کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اُس آب پرست کو کہ
لشکر نے اُسکے تمام علاقہ میرا پامال کیا ہی بہتر یہ ہی کہ نعلبندی اور راہ داری دیکر ادھر سے چلا جائے نہین تو مین برزور
اُس سے لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچائینگے دبیر نے لشکر
اُسیوقت نامہ لکھکر تیار کیا نشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہی داراب نے
اُٹھکر منھ ہاتھ دھوکر کھانا کھایا ہی خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہی کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت
تیز و تند معلوم ہوا آن واحد مین قریب لشکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے
نکالکر داراب کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون نشواط زنگی کا اُسی کا نامہ
لایا ہون داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان
اسکے کاٹ کر نکالدو نامہ بیچ سے چاک کر کے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے
نشواط زنگی کے پہونچا تمام حال بیان کیا نشواط نے جو ناک کان اُسکے کٹے ہوئے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا کہ لشکر
ہمارا ابھی تیار ہو مین اب اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اُسی وقت مسلح و مکمل ہوئے صبح کو نشواط زنگی سوار ہوا
راہ میدان کی لی ادھر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک و کان کٹوائے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا حکم دیدیا
تھا صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا لشکر ہمراہ لیکر چلا ادھر سے لشکر داراب کا جاتا ہی ادر اُس طرف سے لشکر نشواط زنگی کا
آتا ہی بیچ مین مقابلہ ہوا صف آرائی ہوگئی نشواط زنگی نے اپنے لوگون سے کہا کہ اگر مین میدان مین جاؤنگا تو
میرے مقابلہ کو وہی آب پرست کہ جسنے اژدہے کو مارا ہی آئیگا اور وہ نہایت زبردست ہی اُس سے عہدہ برا
نہو سکونگا چاہیے کہ ایکسرنبہ لشکر پر اُسکے گر پڑین لوگ اُسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے وہ تنہارہ جائیگا
بہر طریق پھر مار لینا اُسکا آسان ہی سب زنگیون نے کہا کہ یہی صلاح بہتر ہی بس ایک مرتبہ زنگیان آدمخوار نے
یورش کیا اگر لشکر داراب پر گرے داراب کا لشکر بھی لڑنے لگا مالک اژدر بھی تلوار کھینچکر زنگیون کو قتل
کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا زنگیون کی یہ کیفیت ہی کہ آب پرستون کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر ڈالتے ہین ادہر
آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار رہے ہین اور نشواط زنگی مثل شیر ہمہمہ کرکے ہر طرف
دوڑتا ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرتا ادھر داراب زنگیون کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا ہی جسپر تلوار ماری
دو ٹکڑے ہوئے کہ نشواط زنگی اور داراب سے سامنا ہوا نشواط نے گرز مارا داراب نے تلوار سے گرز کو مثل
کدو کے قلم کیا نشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا خداوند آبحیات
کہکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارے نشواط پکارا الامان داراب بولا اشہد
ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت
کی فرعون پر داراب نے اُسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر داراب کے گرا دین آب پرستی اختیار
کیا اور پکار کر اپنے زنگیون سے کہا کہ بس اب لڑائی موقوف کرو مین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کی

سب علیحدہ ہوئے نشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی نشواط مع لشکر اپنے شہر مین آیا تمام ملک
کو آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کرکے داراب کو لیگیا داراب تین روز وہان رہا تمام شہر کو آفتاب پرست کیا
بعد اسکے نشواط زنگی سے کہا کہ اب مین ملک فرعونیہ کو حمزہ سے آزمایش کرنے کو جاتا ہون اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج کوچ کرکے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طی کرتا ہوا جاتا تھا آتے آتے برابر ایک درۂ کوہ کے
پہونچا وہان خیمہ استادہ ہوا شاپور سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین شاپور
واسطے خبر کے گیا اور حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ حاکم یہان کا ہامان زحل پیشانی ہی اور فرعون پرست ہی تمام
درہ پہاڑ کا بند ہی اسقدر فوج اسکی پڑی ہوئی ہی پہاڑ پر اسکا قلعہ ہی قلعہ پر توپین چڑھی ہین کوئی قریب درے کے
نہین جاسکتا ہی ایرج نے کہا اگر چاہا نیر اعظم نے تو مین اس قلعہ کو لونگا یہ تو ادھر ارادہ قلعہ گیری مین ہی مگر ہامان
زحل پیشانی نے کہ شب ماہتھی اور قلعے کے فلکبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا دور سے اسنے چراغ و مشعل
کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا ٹہراؤ معلوم ہوا ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کہان کا ہی
جاسوس گئے ایک پہر بھر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہی مالک اسکا ایرج نوجوان ہی اور دو
صاحبقران وقت ہی ارادہ اُسکا ہی کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہی اس سے
سامنا کرنا بہت دشوار ہی اور یہ دشمن ہی میرا فرنگوشیہ پر بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہی عیارون کو اپنے بلا کر کہا
کہ تم مین سے ہی کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ مین اپنے بھائی الگین بن لکنات زنگی کے
خون کا عوض اس سے لون عنطر باد رفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین جاکر اُسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہوکر
روانہ ہوا پہر رات گئی ہوگی کہ یہ لشکر ایرج مین پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بناکر
لشکر کو طی کرتا ہوا بارگاہ ایرج کے پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہین نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہین آپسمین
باتین کر رہے ہین کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہی رات کو نہین معلوم کیسی گذرے وہ یہ رنگ دیکھکر
اُدھر سے پھر اپشت خیمہ پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے چیسی کھیل رہے ہین اسنے ہوا کا رُخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی سب
فراموش چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئے عنطر باد رفتار قریب آیا قنات چاک کرکے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی پہرے
پر کھڑے ہین دو خدمتگار چپی پر بیٹھے ہین شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ دھوان اُسکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب
بیہوش ہوگئے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلا کر روشنی گل کی بعد اُسکے کفچۂ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اُسمین بیہوشی رکھکر
قریب ایرج کے لایا جیسے ہی اوسنے سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچگئی چھینک مارکر بیہوش ہوگیا جلدی سے طقہائے
کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طی کیا طلائے کی گشت سے گذرا
بھاگا بھاگ دروازۂ قلعہ پر پہونچا دربانون کو بیدار کیا اُنھون نے دروازہ کھولا عنطر پشتارہ بدوش اندر آیا سامنے
ہامان کے پشتارہ ایرج رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری تھی کہ یکایک عنطر پشتارہ بدوش پہونچا کہا
کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہی ہامان نے کہا بلاؤ آہنگرون کو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے عنطر کو خلعت زر عنایت
کیا اور آہنگرون سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر غل و زنجیر کرو آہنگرون نے خوب قید گران ڈالی دو بیڑی
بیڑیان دوہرا طوق دوہری ہتھکڑی اب عنطر سے کہا اسے ہوش مین لاؤ عنطر نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا ایرج
نوجوان کی آنکھ جو کھلی بارگاہ غیر نظر آئی متعجب ہوکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اور مجھے

کس واسطے پکڑوا کر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تو نے میرے بھائی الکن بن لکنات زنگی کو مارا ہی
مین تجھے اسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو عنطر اسی وقت جلاد کو بلا لایا ہامان نے جلاد سے
کہا کہ قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اور ایرج کو بٹھایا سیاہ خط گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے
جو کھانا ہو کھالے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے تغیظ سے کہا کہ تو اپنا کام
میری کوئی حاجت نہین ہی ادھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو حکمون کا او منتظر ہی ہامان نے پھر
جھنجھلا کر کہا کہ قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین ادھر جلاد دوسرے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا
ہی کہ مرد مند وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو انکے لشکر مین کیسے کیسے سردار
ہین اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تہس نہس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا
مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید رکھیے ہامان نے کہا اچھا لیجا کر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانہ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا نگہبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا مگر حال سنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو چرا کر لیگیا ادھر مالک بن ملکوت شاہ تخت
پر آکر بیٹھا سردار دنگلون پر آکر بیٹھتے جاتے ہین مالک کہ رہا ہی کہ آج مجھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج
نوجوان ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا ہی یا تین شخص رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ
نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو انھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ سُن ہو گیا مگر شاپور سے کہا کہ جا کر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اسی وقت
بارگاہ مین آیا پیچھے اعیار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیار لیگیا ہی آکر مالک بن
ملکوت شاہ سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر چرا لیگیا ہی مگر مین اُسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ اے شاپور تم بھی جاؤ
اور عیارون پر بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کسنے چرا منگایا ہی عیار یہان سے صورتین
بدل بدلکر چلے شاپور شیر دل ایک صحرا مین جا کر سوچا کہ کسی تدبیر سے چلکر دریافت کرنا چاہیے خیال مین گذرا کہ سوداگر
بنکر چلنا چاہیے اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب ہی تاکہ گمان حریف کا اہل قلعہ
کو نہو سو چکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ پر
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا ہی ہامان نے کہا بلا لو لوگ آئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا تمکو طلب کرتا ہی جواب دیا کہ بادشاہ تمھارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
ہمین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اترا ہوا ہی کہا کہ تم نہ گھبراؤ بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی عیار سے پکڑوا کر قید کر لیا ہی اب کسی کا حوصلہ نہ ہوگا کہ ہمسے لڑے
جب تک سردار انکا قبضے مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ اُن لوگون کے اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمھارا کیا ہی اور کہان سے آئے ہو اسنے بہت پست عرض کیا کہ نام میرا مشکل فروش ہی آتا ہون ملک فرغونیہ
سے جہازون پر مال و اسباب بہت لدا ہی مین کچھ آدمیون سے تھوڑا جواہر ساتھ لیکر نکلا تھا اسطرف بھی آگیا
کیسے آپنے کیون مجھے طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ بھی کچھ اشیاے جواہر تمسے ہم بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنظر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھا دی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مشکل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا
جیب سے نکالی کہ مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہی عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور ڈبیا
جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہی بس یہ سنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو ڈبیا مین
رکھکر اُسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا بھئی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو بادشاہ مال دیکھکر
خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزار ہا نقص نکالتا ہی لوگون کے کہے سُننے پر پھیر دیتا ہی
یہ سنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری + ہم کسی کے کہے سُننے مین
کیون آئینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکار کے دو کرور روپیہ قیمت کے کہے اور ڈبیا آگے بڑھا دی
ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھائے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ شاپور شیر دل کی عنظر
سے لڑی ہوئی ہی کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو خرید پر پکار کر لیا غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ
سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنظر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے اُسے بھی دکھایا عنظر بتعجب دیکھکر
چپ ہو رہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا
وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل چھوٹ کر جام مین جاتے رہے ہامان
نے جلدی سے انھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہو رہا ہی اور لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا
یہ کیا سحر کیا ہی عنظر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ لے گیا یہ مصری ہی چاہے نوش کرکے دیکھ لیجیے
بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب پرستون
کا خبر کیواسطے آیا تھا جب ہی میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین آئینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوئے ہو
اس فریب سے حال دریافت کر گیا مگر کیا پروا ہی اور عنظر سے کہا اب انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آنے پائے ادھر
شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ
زبدۂ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو
اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہوگیا اب حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ
کرلو لشکر نے چار طرف سے گھیر لیا ہامان نے قلعہ بند دروازے پر سے دوربین لگا کر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا
ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج نوجوان کو بھیج دو
نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھین جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے قلعہ پر یورش
کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کروا ڈالینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھا لاؤ پکار کر کہا کہ تم آگے بڑھے اور
ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر داخل بارگاہ ہوا اور کہا کہ یہ قلعہ بغیر شیوۂ عیاری
کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی ہی ہامان کی کہ حسن مین یکتائے زمانہ ہی
اور نام اسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو ہی جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین لائے تھے ملکہ اپنے قصر پر
بیٹھی تھی اور زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا ہی اور نگاہ اسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی ہزار جان سے
دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہی دم بھر مین نقشہ بدل گیا غم و الم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ ہر وقت یار کا خیال
فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نفرین کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اس سے محبت کیسی دوسرے وہ شخص جسکا تیرا
باپ دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لینا ہی تو اسکا عشق بجا ہی غرضکہ طرح طرح کے خیال انواع و اقسام کے

ملال دل پر گند سے جب بہت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق آمیز زبان پر لائی غزل

جادہ ہی عدم کا اسی منزل کے برابر
اس قید سے ہوتی نہیں تا زیست رہائی
قاتل کی رکاوٹ بھی ہو قاتل کے برابر
آئے مرنے کی خبر سُنکے وہ خوش خوش
یہ آگ بُری بھڑکی ہے ساحل کے برابر
جب ہجر میں لی سانس چُھری چلگئی دلپر
دو چار بگولے جو ہیں محمل کے برابر
ارمان سے آسان ہے گو دم کا نکلنا

لی آہ نے فرقت میں رسائی بھی نہ پیدا
ہو رشتۂ اُلفت بھی سلاسل کے برابر
اُلفت میں اسے گرگ بغل جانتے ہیں ہم
ہے بزم غزا عیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہے ملجائے اگر دلسے دل اسطرح
کھنچنے میں ہے دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اے درد محبت
لیکن یہ سہولت بھی ہے مشکل کے برابر

ہے راہ فنا کوچۂ قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے تھے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو لیے ڈالتی ہے ذبح
کب ہم شکن میں شمن ہے کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہے آنکھوں نے مرے دلکی لگی کو
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہیں شاید
بھولوں میں جدائی میں تجھے دل کے برابر

اس اس طرح کے اشعار محبت خیز عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل پر بھی ضبط نہ ہو سکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہریار رہا ہو ظلم قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز پکوایا اور اپنی دو چار رازدانوں کو ساتھ لیکر دروازۂ زندان پر آئی زندانبانوں کو حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قید خانہ دشمن سے آباد ہوگا تو میں زندانبانوں کو حلوا کھلاؤنگی کہاری نے یجاکر زندانبانوں کو دیا اُنھوں نے ہزاروں دعائیں دیکر کھا لیا لیک آن واحد میں بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع انیسوں دروازۂ زندان پر آئی سب کو چھوڑکر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہی کچھ فکر کر رہا ہی کہ ای ایرج بُرے پھنسے اب یہاں سے چھوٹنا دشوار ہی کہ یکایک دروازہ زندان کا کُھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ میں لیے ہوے آتی ہی کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہی پروانے شمع کو چھوڑکر اُس روے روشن کے گرد پھرتے ہیں ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حور وش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ میں کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ ای شہریار نوش فرمایئے آپ نے قید میں طعام لذیذ کئی روز سے نوش کیا ہوگا ایرج اُسکی گفتگوے محبت آمیز سے اور لینے لگا پوچھا کہ آپ کون ہیں اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار میں بیٹی ہوں ہامان کی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو میرا نام ہی جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہانتک لے آئی اور سب میں بھی لیتی آئی ہوں کہ قید آپ کی کاٹ دوں ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیوں کے زور سے قید کٹیگی کہا کچھ قید کاٹنے کی حاجت نہیں ہی اور پکڑ کر قید کو بایتر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر میں لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پر تکلف ہی سب سامان عیش مہیا ہی ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ رو دم بدم متغیر ہوا جاتا ہی ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کہ ای ملکہ کیا خوف ہی کس بات کا ڈر ہی یہ چشم نرگسین میں آنسو کیوں ڈبڈبائے آتے ہیں یہ کیوں تمھارا چہرہ خود بخود زرد ہوا جاتا ہی اُس نے عرض کی کہ ای شہریار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہی جسوقت اُسے خبر پہونچیگی یہاں اگر مجھے اور آپ کو دونوں کو قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بموجب شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + ای شہریار افسوس ہی کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم کچھ اپنے دل میں خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ میں گھسکر اُسے باندھ لاؤں اُسکے سرداروں کے ٹکڑے اڑاؤں ملکہ نے کہا ای شہریار آپ تنہا ہیں وہاں لشکر کثیر آپ کیا کر سکتے ہیں اگر آپ نے وہاں جانے کا ارادہ کیا

تو مین اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی بہتر ہی کہ یہ جو چند ساعت کی زندگی ہی اسے عیش و راحت سے بسر کیجیے غم کو دل سے دور
کیجیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا باہم اختلاط ہونے لگا
مگر وہان زنداں نبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہی اندر آکر جو دیکھا قیدی کو نہ پایا روتے پیٹتے
اپنے مالک کی خدمت مین آئے دست بستہ لرزان و ترسان عرض کی کہ ای شہریار عجب واردات ہی کہ آپ کے
قلعہ مین سے کوئی قیدی کو چرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا جلد تلاش کرو
جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اسکے گھر بار کو مٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھنڈھیا پڑ گئی ہر گھر مین عورتین گھستی پھرتی
ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہی دیکھو جو چھپائیگا سزائے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہی ایک مرتبہ دو ایک عورتین روڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین عرض
کی ای شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمھاری جان تمکو بخشی عرض کی ای شہریار اور تو
کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہی
یہ سنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچ چلا کہ ابھی جاکر مار ڈالونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ
ایرج ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا مینخواری کر رہا ہی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین سبق دیکھکر
آگ ہو گیا جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہو گیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے
خلل انداز ہوا بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹ کر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہو گئی ایرج نے بجرأت تمام
آئی تلوار خیال مین کرکے ٹیکلی دی کہ تلوار پٹ پڑی مڑ کر ہاتھ تلوار پہ چھینلی ڈالکر کمر زنجیرون مین ہاتھ یا میر عظم آفتاب کا بان
کہکر ہاتھ مار کر سر سے بلند کر دیا سر پیچ چرخ دیکر زمین پر مار کر چاروں شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہتا
تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے تو مین
چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپ کا اختیار کیا ایرج اُسکے سینہ پر سے اترا وہ ایرج
کے قدمون پر جھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہان سے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر کے
کھولدو جاکر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ ای شہریار اب آپ قلعہ مین بیخوف و خطر تشریف لائیے مین نے
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سنکر اہل دربار بہت گھبرائے کہ یہ کیا معاملہ ہی یا یہ دشمنی ہی یا یہ دوستی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کرکے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ
ہوا وہان مالک دربار مین شاہ پورے کہہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا
شاہ پور عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
عنطر باد رفتار عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہی کہا بلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی
کہ بادشاہ تمہارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ ایرج
دیدار کا نہایت مشتاق ہی یہ سنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت دیا اور
تیاری کرکے روانہ ہوا اودھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آئے باعزاز و اکرام تمام اندر قلعہ کے
لائے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرضکہ
دو دور تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ مین نے

شوخ نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی مین دیا مالک نے کہا ہمین منظور ہی اب مالک نے کہا کہ تم تیاری کرو ہم قلعہ سے باہر جاتے ہین برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعہ سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اور تاریخ برات کی قارن قہرمین نے ٹھہرائی اب جبتک دن برات کا آئے ایرج زرد مانجھا پہنے ہوے دربار مین آتا ہی تمام اہالیان دربار کی کلاہین زرد مین ایک دن ایرج دربار سے اٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہی بہزاد مرتد و دیلم شبا طاز نگی ہمراہ ہین کہ یکایک برق چمکی کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو دیکھا تو ایرج نہین ہی بہزاد و دیلم نے کہا نیر اعظم خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی روتے پیٹتے خدمت مین مالک شاہ کی آئے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے انکے خیمے کیطرف جاتے تھے کہ ایک تجلی ایسی چمکی کہ آنکھین ہماری جھپک گئین پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اسیوقت قارن کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہ تھی تو تو نے کیون نہ آگاہ کیا دیکھ اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان غائب ہوگیا قارن نے عرض کی کہ مین نے پہلے علم نجوم مین دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان مین کوئی افتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے دن جو برات کا دن ہی آپ رسوم شادی کے مثل ساچق مہندی کے بھیجے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان آجائیگا انکو تو یہین چھوڑیے مگر حال سُنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا ایرج تو جو ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ قصر تکلف مین مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہی اور زانو پر اُسکے میرا سر ہی تو یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہون تیری نام میرا دل افروز جادو ہی لیکن واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل سمتمش جادو و فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہی اور اس صحرا مین رہنا اختیار کیا ہی ایرج نے کہا مین ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل قبول نہ کریگا تو مین تجکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا مین عورت کی مدد نہین چاہتا ہرچند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون سے بندھوا دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار کردیے اور آپ چلی گئی ایرج ہرچند زور کرتا ہی لیکن جس رسی مین بندھا ہوا ہی وہ نہین ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر عاشق ہوگئی کہا کہ بہن دل افروز یہ کون ہی اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہی چشم افروز نے کہا تمہارا گنہگار ہی تو ہمارا دلدار ہی اسے ہمین دیدو اتنے دل افروز گھبرائی کہا کہ مین نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہی ورنہ مین تو خود عاشق ہوکر اسے لائی ہون چشم افروز نے کہا او قحبہ تو نے مجھسے چھپایا کیون تھا اب یہی تیری سزا ہی کہ اسے تجھسے چھین لیجاؤن دل افروز نے کہا جب تک میرے دم مین دم ہی اُسوقت تک کوئی نہین لیجاسکتا بس خیر اسی مین ہی کہ یہان سے چلی جاؤ تم بڑی ہو مین نے تمہارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری مین تم سے کسی طرح کم نہین ہون یہ سنکر چشم افروز نے کہا لو تجھے اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلدی سے ایک گولہ جوفی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھین دل افروز کی جھپک گئین لیکن اب جو دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر بھڑک رہی ہی گولہ سینے کو توڑکر پار نکل گیا ہی یہ وہ مارا کہ جلتی تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوے اور چشم افروز نعرہ کرکے آسمان پر سے زمین پر آئی اب دیکھا ایرج نے اُس باغ مین آگ لگی ہی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی نمودار ہوا اب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بود حیف جان دادم و بمطلب
خود نرسیدم ایرج نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ اے تو بڑی ظالم ہی کہ اپنی بہن کو
تو نے مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت مین یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہی کہ مجھسے وصل
قبول کر ایرج نے کہا تو ساحرہ ہی مجھسے یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تو یہ ردوقدح ہی کہ یکایک دو پنجے پیدا ہوے ایک نے گلا
چشم افروز کا پکڑا دوسرے نے کمربند ایرج کا تھاما اور اُٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا
مین دیکھا کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک پری ہر دیو پکارا او آدمزاد غضب تو نے کہ معشوقہ کو میری مرڈالا مین نے
چشم افروز کو تو کھا لیا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھا لون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے مُنھ زمین پر آیا ایرج پشت پر اُسکی
چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا دیو توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجکو قریب قلعہ ہامانیہ کے پہونچادے
تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا غرضکہ دیو ایرج کو لیکر اُڑ کر طرف قلعہ ہامانیہ کے روانہ ہوا یہان مالک
بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی کے ادا کیے یہان تک کہ دن
برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت عمدہ آراستہ کی گئی قلعہ تک بارگاہ سے دو رستہ
تھا ٹھر بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب سب تیاری ہو چکی ہی
اور مسند خالی ہی دولھا کا پتا نہین مالک تارن قمر مین پر خفا ہو رہا ہی کہ اس وقت تک زبدۂ آفتاب پرستان
نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو شکل ایرج بنا دیا تھا کہ وہ دنگل پر ایرج کے
بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی مگر شاپور شیر دل انتظار کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے روشنی کروا تا پھرتا تھا
کہ دیکھا اسنے کہ یکایک ہواے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آ رہا اس نے فتیلہ عیاری
روشن کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہی اور زبدۂ آفتاب پرستان پشت پر اُسکی سوار ہی ایرج پشت
سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ اے شہریار آپ کے لیے سب پریشان تھے
جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے کہ شاید آندھی آئی
ہی مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے بڑھکر خبر دی کہ
زبدۂ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے یہ بھی شوق مین
طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی شاپور ہمراہ ہی مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر پھرا دل مین
سوچا کہ اب عیش تیرا مٹ چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری بھی عبث ہی تو نے اس آدمزاد کو
کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صداے قدم جو سنی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو دوبارہ
پشت نہنگ پکڑے ہوئے چلا آتا ہی ایرج پیترا بدلکر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر ارہ مارا
ایرج نے پیترا بدلکر خالی دیا ارہ زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا کھڑے
دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے ہاتھ اکھڑ آیا
دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو زمین پر تڑپ تڑپکر
مر گیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا حمام مین بھیجا ایرج
نہا دھو کر خلعت پہنکر مسند پر آکر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سردارون نے پوچھا

کہ ای شہریار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سردارون نے عرض کی کہ نیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہ جبین طوائفین خوب ناچین گائین صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوئے لباس پر تکلف پہنے ہوئے آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

ٹلگیا وہ وقت بات او بمروت رہگئی
اشک چشم دستور دل مین لاگ ہی اب تک رہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو کر طبیعت رہگئی
اُسکے غم کی آج تک ہی دل مین عاشق کے جگہ
ایک دن کیسا یہان برسون قیامت رہگئی
دید کی حسرت وہ یون نکلی کہ نظر آئی نہ وہی
شکر ہی بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وای ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کون سی چال آرزو تیری نحافت رہگئی

کٹگئے ایام فرقت دل کو وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا اُنمین عداوت رہگئی
طول مین روز جدائی روز محشر بنگیا
جسکے دل مین کچھ دنون تیری محبت رہگئی
ناز سے ٹھکرا چلا ہی کیا کوئی محشر خرام
ترک اُلفت ہو کے بھی باقی مروت رہگئی
مجھپہ کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی خبر
ایک مدت آنکھ مین جو بمروت رہگئی
تیغ اُٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی اپنے دل ہی مین وہ شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیرے یاد دینے کا ہم کرچکے شکر ای زبان
جب مرے گھر آئی برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین ہو پیش و پس
کیا ہوا کیون زلزلے مین اسکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے انکے داد او بیداد کا
آکے شاید تیری شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹ کر اگر نکلی تو سید کیا اسکا غم
جب کمر لچکی ارے کھکر نزاکت رہگئی
اُسکے کوچے سے نہ اُٹھنے کی تھی یہی یکبات

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گاتی کہ سمان بندھ گیا اُدھر محل مین رسوم ادا ہوے دولہا دلھن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارکباد دی گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام ملا برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہوگئے ایک روز ہامان زحل پیشانی بھی بارگاہ مین ہی کہ ایرج نے کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہوگا یہ سنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوئے آخر کیا صدمہ ہو تمکین اُسنے کہا ای صاحبقران زمان وای زبدہ آفتاب پرستان یہان سے دو منزل پر ایک قلعہ ہی کہ اُسے پروین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہی کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہی وہ اکثر ادھر کو بھی رخ کرتا ہی تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہی کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے سبب آہ کا یہ ہی کہ اب آپ یہانسے چلے جاینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے کہا کہ پروین حصار مین وہ زنگی رہتا ہی ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہی اُس مین وہ رہتا ہی اور پروین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کردیا وہ شہر ویران پڑا ہی ہمارے یہان سے ایک آدمی روز اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جب سے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہی ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی آدمی نہین ہی بلکہ کوئی بلا ہی آپ نہ تشریف لیجائین ہمپر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا سنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اگر زخو ہون گویا قسم ہی نیر اعظم کی بغیر اُسکو سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون ایرج نے

کہا تمہاری کچھ حاجت نہین ہی یہ کہکر تنہا روانہ ہوا ہر چند اور سرداروں نے مثل دیلم شباطہ زنگی و شہزادہ فرخ
وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی چنانچہ تمام
بیابان کو طی کر کے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پروین حصار نہایت مضبوط ہی اور سامنے
پہاڑ ہی بہت بلند ہو سر بفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ ہی درہ کوہ سے نکلکر ایک صحرا ہی اور نیچے پہاڑ
کے ایک غار ہی مگر نہایت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو مردم آزار نکل غار سے
بمجرد نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم کرے گویا خداے تعالی نے دود دوزخ
سے اُسے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوے قد مانند مینار بلند کے دیونما اُس سے ترسان تھے
اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ
کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے مین دس کنیزین اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذار تھے
القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سُنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین لیے ہوئے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہی
ایرج نے کہا منم صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگبار کو مین نے زیر کیا ہی دیلم شباطہ زنگی میرا غلام
حلقہ بگوش ہی آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر یہ سُنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پر
چڑھ گیا وہانسے ایک گول پتھر اُٹھا کر ڈھلکایا جب وہ سنگ گران قریب ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے
ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا کئی سنگ اُس نے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے سب رد کیے اب وہ زنگی وہی
استخوان ماہی اُٹھا کر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان کے ٹکڑے ہوگئے کسی قدر جو
اُسکے ہاتھ مین باقی رہی وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ ماری ایرج نے اُسے خالی دیا اور گرز اپنا بقوت تمام
اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پہ رد کا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہوگیا خون ناک کان سے
مانند فوارے کے جاری ہوا چرخ کھا کر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا اور دیدبانون کی طرف
پھینکدیا آپ قلعہ پروین حصار مین داخل ہوا ہرکارون سے کہا جاکر لاؤ ہامان دربندی کو اور
ہمارے سردارون کو ہامان یہ خبر سُنکر دوڑا مالک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین کر رہا تھا یہ خبر
جو سُنی مخوش ہو کر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گرد پھر تصدق ہوا دست بستہ عرض کیا کہ آپنے
وہ کار نمایان کیا کہ اس نواح والون کی جان بچائی ایرج نے کہا ای ہامان آباد کرو اس شہر کو اُسنے عرض کیا
ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضہ مین کیا چند روز وہان استقامت کی مگر دیدبانون نے
جاکر تمام کیفیت گرد نواح مین بیان کی کہ وہ بلا تم سے ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ پروین حصار
مین موجود ہی سب رئیس قصبون اور قریون کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو دیکھا چاہیے
کہ وہ بہادر کیسا ہی تحفے وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا اسپ قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر
ہوے اور پیش کیے اور شکر یہ بجا لاے کہ آپنے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سب کو آفتاب پرست
ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہان سے پھر
دربند ہامانیہ مین آئے یہان بھی دو چار روز رہکر فرعونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کر کے اور جابجا حکم جدا جدا بھیجکر کہ غلہ جمع کر کے فرعونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کوچ بکوچ متصل درۂ قلماق کوہ کے ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جاکر خبر لائے کہ حاکم اس درے کا
بہرہ بن زلازل تحشیمی خود تو مدد فرعون کو بمقابلہ حمزہ صاحبقران گیا ہی دو سردار اسکی طرف سے حاکم ہین
کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہی فرمایا سمجھا جائیگا اہراس زنگی و
اخراس زنگی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو جاکر لڑین اور اس درے پر قبضہ کرین فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ یہ دونون
ساٹھ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوے درے کے سامنے پہونچکر خیمہ استادہ کیا ہرکارون نے خبر سرخاب و مقاتل
کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوے آیا ہی کوئی تین منزل پر لشکر اسکا ہی جاہتا
ہی کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جائے یہ سُنکر دونون کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ کو نہ جانے دینگے
کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہین ہی آگے نہین بڑھا مگر دو رفیق اُسکے اہراس و اخراس زنگی فوج
لیکر درے پر آئے ہین یہ سُنکر دونون مسلح و مکمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و
اخراس نے خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر میدان مین صف آرا ہوے سرخاب
و مقاتل یہ دونون میدان مین آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب کے مقابل ہوا اور
اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب نہ حاصل ہوا
سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے روکی اپنا وار کیا اُس نے بھی رد کیا سرخاب نے دوسری
تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا اہراس چاہتا تھا
کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگرگاہ تلوار اُتر آئی اہراس شہید ہوا اُدھر اخراس
مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا ہاے بھائی کہکر طرف سرخاب
کے جھپٹا کہ پہلے تجھے مارلون تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری اُسنے سپر پر روکی لیکن
پشت سے مقاتل نے آنکر تلوار ماری کہ سر پر اخراس کے پڑی یہ سعید بھی شہید ہوا فوج انکی دوڑ پڑی ادھر سے
سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آ پڑا لگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہی
آخر اپنے سردار کی لاشین لیکر بھاگے اور خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہوئے اور تمام حال اُنکے
مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی اُنکے نماز پڑھی اور وہین دفن کروایا
اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہی مگر جو یورش کرونگا تو درہ کوہ پر توپین چڑھی ہوئی ہین
لوگ مارے جائینگے مگر حملہ تو کرونگا نہین بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہی کہ اسد بن کرب غازی
نے چپکے سے کان مین کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اُتریے مین اور طرف سے جاکر داخل قلعہ
ہوتا ہون ہرکارون کو حکم دیدیجیے کہ خبر رکھین جسوقت آواز میرے بوق کی قلعہ سے آئے اُسوقت آپ
یہان سے یورش کیجیے گا پھر گولا گولی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر اُدھر سے اپنے
قزاقون کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کر کے سامنے قلعہ کے
آکر اُترا اُدھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پر اور توپین چڑھوائین کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا تو نہین
کر سکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت کئی منزل
اُس طرف قلعہ سے نکلگیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کر کے دوسرے دروازے
کی طرف آیا یہان سے لوگون نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا اور ایک آدھ گولہ دغا اسد گولے کی زد سے

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیر دل کو دی کہ اسے لیجاکر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو
دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازۂ قلعہ پر پہونچا اور پکار کر کہا کہ عرضی خواجہ
بازرگان کی لایا ہون کہ دونون مالکان قلعہ کو دو ان لوگون نے شہر قلماق کے چاہا کہ ضرغام کو پکڑ لین اور
بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان کی عرضی
لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب
کرین فبہا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر اُن لوگون کو دین خوب چیتے یار بنایا کہ ان لوگون
نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمھاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ نکلا گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل
کے حال بیان کیا وہ حال اُس عرضی کا سُنکر جمعدار پر خفا ہوا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا
یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اُس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کر وہ گیا اور بارگاہ مین لایا
ضرغام نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہی کس نے تجھے یہان بھیجا ہی کسکی عرضی
لایا ہی کہا کہ خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہی مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی وزیر سے
پڑھوائی اُسمین تحریر تھا کہ ای شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان بہت اسباب نفیس و اشیاے لطیفہ شہر دیار
سے لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب لیجاکر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون باختر
سے آتا تھا سنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوے درے پر اُترا ہی مین اُسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون
آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجکو آنے دیجیے جو اسباب کہ آپ کو درکار ہو آپ لین باقی لیکر شہر فرعونیہ کو چلا
جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیر دل سے کہا کہ جلد جاکر تو اُس سوداگر کو لاؤ اور سہمان راہ دار سے کہا کہ تو جاکر
اچھی طرح سے لا سہمان اپنے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے تو چلیے ساتھ
روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا مین قافلہ اُترا
سہمان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروان سرا مین داخل ہوے کہا صبح کو ہمارے پاس لانا
کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین پھر دیکھا کہ
چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہی بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر
حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا کہ اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہی کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا سردار
ہی کہا کہ نہایت زبردست بہادر و بامروت ہی شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہی سرخاب و مقاتل
یہ سُنکر بہت ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درۂ قلماق کوہ پر پڑا ہی دیکھتے ہین
کہ وہ کیونکر ادھر سے جاتا ہی یہ تو کیا ہی اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جاسکے اور اُسکی حقیقت کیا ہی مین نے
سنا ہی کہ حمزہ ایک مجاور زادہ مکہ ہی اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہوگئی نوشیروان سے نمکحرامی
کرے حمزہ بیحیا محسن کش ہی بس واہیات بکنے لگے جو اسد نے سُنے تاب باقی نہ رہی پکارا کہ او منکر چپ رہ کیا
غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو بُرا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو کہا کہ
طرفداری پر کیا ہی جو بہادر ہوگا بہادر کی بُرائی نہ سُن سکیگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو اور ہمارے سامنے
اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جس طرح ہو سکے ہمین آزما لو حال ہماری بہادری کا معلوم ہو جائے

کہ

بس یہ کلمات سنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑ لو انھین یہ سوداگر ہین یا طرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کر کے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوارم کر در روز جنگ * بدرم دل شیر و جرم پلنگ * اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
وہان رفیق اسد کے آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جاے بس
جیسے ہی اسد کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی وہین سے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے اندر قلعہ کے گھس گئے
سہمان راہ وار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سہمان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھ کے جھٹکا دیا کہ صاف ہاتھ سے سہمان کے نکلگیا اور اسی نیزے سے کونچکر اُسے اٹھا لیا کہ سہمان تڑپ کر
واصل جہنم ہوا راہ کھلی تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان کی تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو
نورالدہر کے لگے ہوے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعہ مین لڑ رہا ہے اُسی وقت مرکب بلند چلکر
چل کھڑا ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوے اور اندر قلعہ کے
گھس آئے بس ایک غلغلہ ہوا اب چہار طرف تلوار چلنے لگی نورالدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اسپنے کو قریب
اسد غازی کے پہونچاؤ اور اُسکی کمک کرو دیکھو تو کسطرف ہے طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا یہان اسد نے کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہے کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری
اسد نے تلوار اُسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے
کہا ہزار جانین میری نثار لقا پر بس یہ سنتے ہی اسد غازی نے چکر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور ہو گئے وہ
شقی جہنم واصل ہوا بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سرخاب نے جو سنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جا کر
عوض خون کا لون کہ اُدھر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور آتا تھا کہ اُن دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے
تلوار ماری طہماس نے پشت ساطور پر روک کر جو ہاتھ ساطور گران کا مارا سر پر اُس مغرور کے ٹھہرا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوے اب تو فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا دو پہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر ہر طرف سے
آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی رؤسائے
شہر حاضر ہوے نذرین دین شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوے
ہر مرتا جدار تخت پر جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے بتخانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا پڑی آواز اذان
کی چہار طرف بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادہ نورالدہر کے داخل
کر دیا گیا لاشین کفار کی مع سرخاب مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈلوا دی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا
عنظر باد پا ہے پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نورالدہر نے طلسم فتح کیا
اور انجم جادو مارا گیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر بکر بہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج بھی عنظر شہر قلماق کو وہ
مین موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے
جا کر بکر بہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب مقاتل مارے گئے اور مال و اسباب بدر کا برباد ہوا
بس بکر بہمن جادو یہ سنتے ہی آگ ہو گئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہے اس نبیرۂ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا بقول شخصے
گھر چڑھکے لڑنے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین پہنچایا
لیکن اب مجبور ہون کہ اس موے نے میرا گھر مٹایا تو مین کب چھوڑتی ہون لیکن دو بیٹیان ہین اُسکی اور

دو بہنین ہین کہان کو زرنگار جادو اور زر افشان جادو اور سمن جادو اور گلبدن جادو کہتے ہین
سبہون نے کہا کہ بلا لون آپ غصہ نہ کیجیے ہم ان سبھون کو پکڑ لائینگے اور گلبدن جادو رخصت ہوئی اسیوقت
ایک اسم سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کر کے طرف لشکر شاہزادہ
نورالدہر کے روانہ ہوئی جب وہان پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر مین ہوئی کہ نورالدہر کو کیونکر پہچانیے سیر کرتی
ہوئی چلی آتی ہر ایک ایک خیمے کو بخوبی دیکھتی ہو تھا کہ سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تہی جلسہ
ہوا ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نورالدہر ہی اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کیا جب
صحبت برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اُسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہو گئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرہ فندق میں
پہونچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی ہون دشمن کو کہا سامنے لا اُسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے غور سے
دیکھا کہا اے گلبدن یہ نورالدہر نہین ہے مین نے بارہا اُسے دیکھا ہے مین خوب پہچانتی ہون خیر اسے بھی دہر رکھ
اسکا خیر خواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جا کر نورالدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا لا سکیگی مین لاؤنگی گلبدن
نے کہا اچھا تو بھی چل مین بھی چلون دونون شب کے وقت ایک ایک سردار کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین زرنگار
جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا ہو نہو یہی نورالدہر ہو کیونکہ یہی سب سے زبردست اور قوی معلوم
ہوتا ہے یہ خیال کر کے کمر مین پنجہ ڈالکر اُٹھا لیگئی گلبدن نے کیوان انجم سپاہ کو دیکھا اسکی شان و شوکت
پر نورالدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے لیجا کر رکھدیا برہمن نے دیکھا
کہا اے سحر دار یہ بھی نورالدہر نہین ہے ان دونون کو بھی زندانخانے مین بھیجدیا آج سمن جادو نے کہا
کہ مین جا کر نورالدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کر کے شانون پر ملی پر پیدا کر کے روانہ
ہوئی طرف لشکر نورالدہر کے خیمہ و بارگاہ مین دیکھتی چلی آتی ہے کہ ایک بارگاہ نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھی
کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشان تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور دو سردارون کو لیکر گئی نام
ایک کا صفدران ماہ منظر اور دوسرے کا دُرلج دُر گوش تھا لیجا کر برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا
بے میرے جائے نہ بنے گا مگر یہان شاہزادہ نورالدہر کو روز خبر پہونچتی ہے کہ آج فلان سردار گم ہو گیا اور آج
فلان بادشاہ غائب ہو گیا شاہزادے نے عیارون سے کہا کیا کہ تلاش کرو وہ سب طلایہ کرتے ہین
عیارون کو کمینگاہ مین بٹھاتے ہین مگر انکو کوئی لیجانے والا نظر نہین آتا ناچار ہر روز جدا جدا سے آکر حال
بیان کرتے ہین کہ ہم ہر چند تلاش کرتے ہین ہمکو پتہ نہین معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہے یا زمین سے نکلتا ہے مگر
ہم بلائے ارضی و سماوی سے مجبور ہین مگر وہان وہ دونون جادوگرنیان روز آتی ہین اور ایک دو تین سردارون
کو لیجاتی ہین برہمن نے عاجز ہو کر کہا ارے تم ان سب کو لاتی ہین مگر ابتک نورالدہر اور وہ دیوانہ بانی فساد
نہ گرفتار ہوا زر افشان جادو نے کہا کہ آپ مجھے شکل و شمائل کا پتا دیجیے آج مین جا کے لاؤنگی برہمن نے
دونون کے نقشے کھینچدیے زر افشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز اسد
بن کرب غازی تیر کمان ہاتھ مین لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھا ہو شاہزادہ نورالدہر
اسد سے باتین کرتے کرتے سو گیا زر افشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نورالدہر تو سو رہا ہے اور
وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور دانے زمین کی

گے اسد پر مارے کہ ہوا سے سر چلی اسد سو گیا زر افشان جادو نے ایک ہاتھ کمر مین اسد و لاور کے اور
دوسرا ہاتھ کمر مین شاہزادہ نور الدہر کے دیا اور وہان سے اڑی تیغ قریب تھی کہ یہ خدمت مین برہمن جادو
کے بھیجی برہمن نور الدہر کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور اسکو لیکر تنہائی مین آئی ہوشیار کیا اور کہا کہ ای نور الدہر
تو نے سرخاب مقاتل کو مارا شہر قلماق کوہ کو برباد کیا مال و اسباب بدر کا لوٹا مین نے تجھے قتل کرنے کو بلایا ہی مگر
کیا کرون دل میرا تجھپر مائل ہی تو مطلب دل میرا حاصل کر جو تیری مراد ہوگی وہ مین بر لاؤنگی نور الدہر نے کہا
او برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے مصحبت نہین ہوا مجھسے مطلب دل تیرا نہ بر آئیگا اس نے کہا
تو مارا جائیگا جواب دیا کہ جان دینا گوارہ ہی اُسنے برہم ہوکر کہا کہ ارے اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور زر افشان
جادو سے کہا کہ ہان اُس دیوانے کو میرے سامنے لاؤ کہ جسنے تمام فساد کر رکھا ہی سرخاب و مقاتل کو مارا ہی
زر افشان جادو اسد کو لائی اسد بیہوش تھا برہمن نے جو صورت زیبا اسد کی دیکھی بدل مائل ہوگئی اور
زر افشان جادو نے صحبت خاص کی اور اپنے کو ایک حسین بنا کر بیٹھی اسد کو اسم پڑھکر ہوشیار کیا اسد جو
ہوش مین آیا سامنے ایک نازنین خوبصورت کو بیٹھے ہوے دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ مقرر جادوگرنی ہی اور
اسی نے سب کو گرفتار کروایا ہی اسکو ملکر مارا چاہیے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مجکو آپ ہی نے بلوایا ہی برہمن جادو نے
کہا ہان مین نے تجکو گرفتار کیا نور الدہر اور اسکے چند سردارون کو بھی گرفتار کروایا ہی اس لیے کہ عوض خون
سرخاب و مقاتل کا تم سب سے لون مگر تجھے جو دیکھا دل میرا تجھپر آگیا جو تو اپنے وصل سے دل میرا شاد کر دے
تو تجھے اور جسکو تو کہے اسے چھوڑ دونگی اور جو جو کہیگا وہ بجا لاؤنگی اور اگر انکار کیا تو مفت مین مارا جائیگا بلکہ
یہ سب مارے جائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اسد شاگرد عمرو کا ہی خود بھی کیسا عیار ہی کہا کہ ای ملکہ برہمن
جادو مین اوصاف حمیدہ تمھارے سنکر مدت سے غائبانہ عاشق ہوا آرزو تھی کہ کسطرح آپ کو دیکھون کیونکر
آپ تک پہونچون کہ میری قسمت نے رسائی پیدا کی کہ آپ نے خود مجھے بلا یا گویا میرے جذبہ دل نے اثر دکھایا برہمن
جادو نے جو یہ کلمے محبت آمیز سُنے شاد و خرم ہوگئی زر افشان جادو سے کہا کہ تو سحر اپنا اسیر سے اُتارے کہ یہ میرا
عاشق ہی اُسنے کہا بہت خوب اور اُسیوقت اپنا رد سحر کیا کہ اسد کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی کچھ اثر سحر کا
باقی نہ رہا بس جا کر پاس برہمن جادو کے بیٹھا وہ اور بھی خوش ہوئی اور شراب طلب کی زر افشان جادو نے
گلابیان ساغر کی اور سب کچھ حاضر کیا برہمن نے اپنے ہاتھ ایک جام لبریز کیا اور سامنے اسد کے لائی اسد
نے بے تکلف یہ شعر پڑھکر جام پی لیا شعر دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو ✤ کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو
اسد کی اس عشق آمیز حرکت پر برہمن جادو اور بھی کھچی جاتی ہی اب اسد نے گلابی اپنی ہاتھ مین لی اور جام لبریز
کرکے برہمن جادو کو دیا وہ بھی پی گئی اسد نے کئی جام پلا کر اُسے خوب مست کیا قضاے کار ضرغام شیر دل بھی
ایک کنیز کی صورت بنا ہوا وہان موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ اسد خود عیاری کر رہا ہی یہ چپ ہو رہا شاہزادہ
نور الدہر اور جملہ سردار اُس صحبت مین موجود تھے مگر گرفتار سحر تھے اسد بحکمت عملی سے چھوٹا ہوا تھا مگر برہمن جادو
نے مست ہوکر ہاتھ گلے مین اسد کے ڈالدیے اور بوسے لینے لگی اسد اگرچہ بوسے بدلے اسکے دہن کی تحسین ہی
مگر چپ ہی آخرکار اسد نے اُسے گودی مین اُٹھایا خوب سا پیار کیا باتین محبت کی کرنے لگا برہمن جادو
سمجھی کہ اب مطلب دلی حاصل ہوگا اب اسد نے اُسے دبوچ لیا وہ شتر غمزہ کرنے لگی کہ یہ تو کیا کرتا ہی اسد
چڑھ بیٹھا چھاتی پر اُسکی ہکہ مارا کہ پسلیان ٹوٹ گئین مُنہ کو اُسکے بند کر لیا کہ روح نجس اُسکی اور طرف سے

راستہ پاکر راہی سقر ہوئی بس ایک شور وغل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیر اسکے خاک اڑایا کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر آواز
آئی کشتی مرا نام من برہمن جادو بود حیف جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم آتمین جادو نے جو دیکھا کہ اسد
نے برہمن جادو کو مار ڈالا پکاری او دیولنے غضب کیا تو نے کہ ماں کو میری مار ڈالا کب چھوڑتی ہوں تجکو
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پر سے ضرغام شیردل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے گلبدن جادو
پکاری ارے سوؤ تمنے گھر ہمارا برباد کردیا میری ماں اور بہن دونوں کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے
ملا چکا تھا اب جو مارتا ہی سینے پر گلبدن کے پڑا کر پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زرنگار جادو نے دیکھا
کہ سب مارے گئے اسنے پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلی تھی کہ کہتی تھی خیر اسوقت تو میں جاتی ہوں مگر سمجھا جائیگا کہ
ضرغام شیردل نے پتھر منجنیق میں رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا تیورا کر زمین پر گری ضرغام
نے خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا مگر زرافشان جادو بیر مار کر غرق زمین ہوکر بھاگی اسکا حال بر وقت گذارش
ہوگا یہاں سب سردار قید سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتیں تھیں سب کو پکڑ لیا گلے دبائے کہ سحر نہ کرسکیں جو سحر
نہ جانتی تھیں وہ بچیں باقی سب جادوگرنیاں ماری گئیں اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر مشہور
ہوئی کہ برہمن جادو اپنے ہمراہیوں سمیت ماری گئی تمام روساے جزیرۂ فندق حاضر ہوے سلام کیا ملازمت
حاصل کی شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا سب مسلمان ہوے تمام خزانہ بدرو برہمن کا نورالدہر کے
سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدوں کی بنا پڑی اب نورالدہر نے عرضی ہرمز تاجدار کو
لکھی کہ ہمنے بفضل خدا سے برہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہاں تشریف فرما ہوں یہاں کی سیر
کر لیجیے تو فرعونیہ کو روانہ ہوں ضرغام شیردل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہاں ہرمز تاجدار اور سب
سردار نورالدہر کے جو باقی تھے حیران و پریشان ہیں کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نورالدہر اور اسد بھی
غائب ہوگئے چہار طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہیں سراغ نہیں لگتا ساتواں دن تھا کہ ضرغام عرضی
لیے ہوئے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور زبانی حال بھی بیان کیا عرضی بھی پڑھی گئی سب
سنکر خوش و محظوظ ہوئے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور حکم کیا کہ پیش خیمہ جزیرۂ
فندق کو روانہ کردو دوسرے دن کوچ کر کے روانہ ہوے جب قریب پہونچے نورالدہر استقبال کو
آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان میں برہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا بعد اسکے
صدران ماہ منظر کو وہاں کا حاکم کیا دراج دُر در گوش کو شہر غلماق کوہ میں حکومت بخشی اور تاکید
کی کہ دورے سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کر کے فرعونیہ کو روانہ ہوا پانچویں منزل تھی کہ کئی افسران
فوج غائب ہوگئے شاہزادہ نورالدہر نے وہیں مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جاکر خبر دریافت کریں
کہ یہ کیا سانحہ ہے کوئی بلا یہاں کہیں ہے عیار چار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ ای شہریار یہاں سے
چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہے وہاں ایک دیو رہتا ہے کہ قہرات اسکا نام ہے اسکے سبب سے یہ راہ مسدود
ہے جہاں آدمی اس نواح میں نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھا گیا نورالدہر نے کہا ابھی جاکر اسے مارونگا خیر
اسد اور طہماس نے کہا کہ غلام آپکے کافی ہیں اس ایسے ہزار دیو دن کو مار لینگے لیکن نہ مانا اور کہا
کہ بھئی اب تو میں ارادہ کر چکا ہرچہ باداباد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہاں پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جاکر
دیکھا تو ایک سنگ پر دیو پڑا سو رہا ہے اور سامنے مکان ہے اور اسمیں کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں

نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر مردم آزار اُٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہی دیو تھرات خواب غفلت سے بیدار
ہوا دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہی تھرات پکارا او آدمزاد تجکو خدا و ند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی شاہزادے نے کہا کہ مین جان نکالنے آیا ہون یہ سنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری کہ
زمین ہل گئی اور دونون ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر حلق مین رکھ لے نور الدہر نے ہاتھ اُس نابکار کے
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مُنھ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مار کر ہاتھ سر مین گھس گیا مغز اُسکا پریشان ہو گیا دیو چیخ کھا کر
زمین پر گرا اور تڑپا کہ پہاڑ ہلنے لگا آخر مر گیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدمون پر گرے کہ شہریار آپ نے کیا
کارنمایان کیا کہا کہ بھی ہمارے عزیزون نے ہزارہا دیو مارے ہین مال جو اُس دیو کا تھا شاہزادے نے اپنے قبضے
مین کیا اُن لوگون کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوئے وہان سے شاہزادہ اپنے لشکر مین آیا
جن لوگون کو کہ دیو پکڑ لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کر کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا
لیکن حال بیان ہوتا ہی بدر بن زلازل مکحشبی کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا تھا
کوچ بکوچ چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر ہاتھ سے اسد
و طہماس رفیقان نور الدہر کے مارے گئے بدر یہ سنکر برہم ہوا اُس روز اُسنے وہین مقام کیا کہ دوسرے روز
خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سنتے ہی مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا ارے کس نے برہمن کو
مارا ہرکارون نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کر کے مارا بدر نے کہا اب مین فرعونیہ کو جاکر کیا کرونگا
پہلے اس نبیرۂ حمزہ کا کام تمام کرون تو پھر فرعونیہ کو جاؤنگا لشکر کو لیکر پلٹ پڑا دوسری منزل تھی کہ تتق گرد
و غبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم و نشان نمودار ہوئے بدر اُسی جگہہ اُتر پڑا ادھر لشکر شاہزادہ نور الدہر کا
آتا تھا سنا کہ بدر بن زلازل سدراہ ہوا ہی شاہزادے نے اُدھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ
داخل بارگاہ ہوا ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ زنگل جواہر نگار پر متمکن ہوا سردار
چپ و راست بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر مین بدر بن زلازل
کے بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ زرہی پر چوب پڑی
اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے تبردار نکلے نخل کاٹ کر زمین کو ہموار کیا سقون
نے آبپاشی کی نقیب نہیب دے کر نکلگئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا دکھایا
نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کر کے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی سامنے تخت ہرمز تاجدار کے
آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم مالک و مختار ہی سہمان سلام کر کے
بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا
برابر رہے یہان تک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی سہمان نے کئی تلوارین دھوکا
دے دے کر لگائین لیکن بدر کے چرکا بھی نہ آیا جب تلوار بڑی اُچٹ گئی آخر نہ کیا بدر نے سر بچا کر کمر کا
وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید ہوا قنشواط زنگی نکلا کئی تلواریں ماریں کچھ اثر نہ ہوا
آخر کار اسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا یہ بھی کامل لڑا لیکن بدر کا کیا کر سکتا ہی کہ اُسکے پاس
خفتان مرخیند ہی ایک مقام پر بدر نے کمر بچا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا لاش اس

غریب کی تڑپ رہی تھی بدر ہباز طلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ و
سر گرد بر آسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ہزار علم نمایان ہوئے اور لشکر بے پایان دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر دریافت کرکے آکر
عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسرے حصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی مدد کو جاتا ہی ہنوز
یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اڑی اور زنبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونون کی آمد مین دن تمام
ہوگیا تھا بدر ہین نزلا نزل پرویز بن ہرمز اور زنبور شاہ کو لیکر پھر داخل بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا
کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت مین پرویز نے کہا ای بدر یہان جنگ وجدال کرنے
سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہان
لڑائی ہوئی اور نور الدہر ہارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نور الدہر اکیلا تھا ان سب نے ملکر مار لیا بدر نے کہا
کہ اب اگر مین نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نور الدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ ای بدر ہم اس بدنامی کو
اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمہارے پہلو تہی کرنے کا نہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی پرویز نے اسی وقت
ایک نامہ نور الدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای نبیرۂ حمزہ صاحبقران فرعونیہ یہان سے قریب ہی
تھا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہین ہین یہان ہمارا تمہارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ مین چلکر لڑیے کہ
سب دیکھین اور داد فردی و مردانگی دین یہ نامہ لکھکر عیار کے ہاتھ نور الدہر کو بھیجا ادھر شاہزادہ نور الدہر
لاشین سہمان زنگی وغیرہ کی دفن کرا کر بارگاہ مین بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقون کا کر رہا ہی کہ چوبدار نے آکر
عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آتا ہی شاہزادے نے فرمایا بلالو قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے نے
نامہ دبیر کو دیا اُسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دیکر رخصت کیا جواب نامہ
نامہ کا لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمنے تحریر کیا ہمکو منظور ہی چلو میدان فرعونیہ مین انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کرکے
روانہ ہوا مگر ہرمز تاجدار کی مہر پدری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جا کر دیکھ آؤن نور الدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت
دین تو ایک نظر جا کر فرزند کو دیکھکر چلا آؤن اور اُسکو نصیحت کرون شاید راہ راست پر آجائے شاہزادے
نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا اُن کافرون مین مناسب نہین اگر اُسے اسلام لانا منظور ہوتا
تو وہ خود آپ کے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہو کہ آپ سے دغا کر بیٹھے ہرمز بولا نہین وہ
میرے ساتھ بدی کیا کریگا نور الدہر نے کہا تشریف لیجائیے آپ جانین آپ کا کام جانے مین خوشی سے
اجازت نہین دیتا ہرمز نے کہا مین جا کر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ اگر آپ جاتے ہین تو
رات کو وہان نہ رہیے گا ہرمز بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب قریب اُسکے
لشکر کے پہونچا پرویز نے سُنا ہرمز آتا ہی بہت خوش ہوا اور اُسی وقت واسطے استقبال کے روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مین آیا مسند پر بٹھایا صحبت عیش ہوئی ناچ
ہونے لگا ایک پریوش یہ غزل گانے لگی

غزل

همه آفاق پر از فتنہ و شر مے بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است
هیچ مهرے نه پدر را به پسر مے بینم

هر کس روز بهی مے طلبد از ایام
قوت دانا همه از خون جگر مے بینم
دختر را همه جنگ ست و جدل با مادر

این چه شوریست که در دور قمر مے بینم
مشکل انیست که هر روز بتر مے بینم
هیچ الفت نه برادر به برادر دارد
پسران را همه بد خواه پدر مے بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان　　طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن　　زانکہ این پند بہ از گنج گہر مے بینم

جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی عبرت در و دیوار پر چھاگئی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہی کہ آپنے دین قدیم کو چھوڑکر مذہب جدید اختیار کیا ہی بس بہتر اسی مین ہی کہ مجکو بدنام نہ کیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب بزرگ اسی دین پر تھے ہُرمز نے یہ سُنکر کہا کہ اے فرزند تو چند کلمے سُن لے اگر تجکو پسند آئین بہتر نہ پسند آئین خیر پھر مین کہونگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا وادیٔ ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجکو راہ راست پر لگایا الحمد للہ مین اسلام کی ہین نے جب مجھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہی کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہی نہین کہ وہ خود حرکت کر سکے یہ سب چیزین دُنیا کی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہی کیونکہ کوئی چیز بے بنائے نہین بنتی ہی تو معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ہی اور وہی خدا ہی اور خدا کی یہ صفت ہی کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے اور سُننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہی تجکو بھی راہ راست پر لاؤن کہ دین اسلام قبول کرے اور شرف اسلام سے مشرف ہوکر خدمت شاہزادۂ عالی وقار مین جاکر شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا اے پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سُنا صبح کو مین آپکے ہمراہ خدمت شاہزادہ نور الدہر مین چلونگا ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نور الدہر کا پوچھنے لگا ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے نور الدہر سے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر آؤنگا میری نصیحت اسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا اُسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی پرویز نے ہرمز سے کہا کہ کچھ نوش فرمایئے ہرمز نے کہا جو تمہاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا لیکن پرویز نے اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لا اُسنے ویسا ہی کیا ہرمز نے دو چار نوالے کھائے تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہوگیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگرون کو وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق مین بند کروایا اور زبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسرے حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا تو سمجھ لونگا زبور شاہ اُسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسرے حصار کے روانہ ہوا لوگ ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نور الدہر کی خدمت مین آئے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زبور شاہ کسرے حصار کو قید لیکر چلا گیا نور الدہر نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نجایئے میرا کہنا نہ مانا افسوس ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار بے ترکیب قید ہوئے اسد نے جو نور الدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمایئے مین ابھی جاکر ہرمز کو چھڑائے لاتا ہون اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام قزاق اُنکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب سوار ہوگئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوئے ادھر تو اسد مع قزاقون کے تعاقب مین زبور شاہ کے جاتا ہی

اور اُدھر زبور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار ہر فر تاجدار کی لیے ہوئے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز
سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کہ رون بھی نہ کھولی تھین
کہ عقب سے تتق گرد و غبار ہوا اور آواز برق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار جرّار تو سے آکر گیا قتل کرنے لگا اور
نعرہ کیا زبور شاہ کو دیکھکر کہ باش او گبر نابکار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو قید ہر فر تاجدار
کی لیجائے زبور شاہ نے دیکھا کہ دیوانہ آ پہونچا عنطر تیز پا عیار بھی ساتھ تھا قید ہر فر کی اُسکے سپرد کی کہ تو
لیکر جا مین سدراہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھ تک پہونچ جاے تو تو سر ہر فر کا کاٹ ڈالنا
کہ دیوانہ اُسکو زندہ نہ لیجائے عنطر پشتارہ ہر فر کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زبور شاہ نے لشکر سے کہا کہ مارلو
اس دیوانہ کو جانے نہ پاے لوگ زبور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد نے تلوار کھینچ کر گرا تمام رفیق اور
قزاق اسد کے کفار پر بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کر کے طرف
تخت زبور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخرکار اسد قریب تخت پر پہونچا ایک پہلوان ہی کہ
نام اُسکا سہیم بن شہیم ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب ہوکر تیر بارا اسد نے تیر کو قلم کیا اور ایک
ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع کر گردن چار ٹکڑے ہوے اب اسد تلوارین مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور آوازدی کہ
او کافر لیجلا تھا ہر فر کو آیا مین زبور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کلیجا پکا ہوا ہی آج تجھے بغیر مارے
نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور مڑوڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
کود کر چھاتی پر مشکین باندھ لین فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی اسد نے پوچھا او کافر بتا تونے
ہر فر کو کیا کیا اُسنے کہا اُسے عنطر عیار لے گیا اسد نے زبور شاہ کو تو باندھکر خدمت مین شاہزادہ نور الدہر
کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنطر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ
بر دوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اُس حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا
جلدی سے اُسنے سر کاٹ کر پھینک دیا اور بھاگا اسد نے دیکھا کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو
رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادۂ نور الدہر کی لیجاؤ اور آپ پیچھے اُس عیار کے چلا کہا کہ او حرامزادے
کہان جائیگا اب آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار گھوڑا اُڑائے چلا جاتا ہی عنطر بھاگتا ہوا قریب
لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنۂ کوہ مین اُترا ہوا تھا عنطر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین
گھس گیا اسد بھی بیخوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اُڑائے ہوئے چلا جاتا ہی جو جھڑپ مین آیا
پامال ہوا عنطر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان مجھے بچانے مین دامن پناہ
لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنطر چاہتا ہی کہ حال بیان کرے کہ غل ہوا
اور اسد مع مرکب دارنہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنطر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی نعرہ کیا کہ او کافر آیا
مین اور کود کر گھوڑے سے عنطر کی طرف دوڑا عنطر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے نیچے گھس گیا
اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کر کے کمر بر عنطر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہو گئے
ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تونے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسد
نے پھر کر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا کہ تیغہ تا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے دستانہ مارا

تلوار تو جھنا کر نکلگئی لیکن جا در خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آیا دیلم شباط زنگی دوڑا
کہ او دیوانے ارے یہ کیا کیا تونے کہ بادشاہ کو مارا نزیدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جائیگا کہان میرے ہاتھ
سے بچکر یہ کہکر وارہ اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پر مار کر شل خیار تر کے دو ٹکڑے
ہوئے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی شمشیر پر روکی اور اپنا وار کیا کہ
یا تو تلوار سر پر جمکی تھی یا زمین مین اُتر گئی دو ٹکڑے ہوئے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے غضب کیا
تونے کہ دو سرداروں کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اُسکے حملے کو بھی رد کیا
اور ہاتھ چلینو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اُتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن بن طوطج گردن
سے مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو تو قتل کیے جاتا ہے اور چوبدست سر پر چرخ دے کر
اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو شل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے القصہ جتنے سردار
ایرج کے تھے اُس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر سر عنطر عیار کا کاٹ کر
فتراک سے باندھکر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے ہجوم کیا اُدھر سے قزاق بو قین بجا بجا کر آ پڑے
لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہمیشہ کے اسد کے مارے ہوئے ہین تمام بھاگ بھاگ کر دور رہ چلے گئے
اسد رفیقون سمیت صاف نکلا ہوا چلا گیا یہان جب اسد جا چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کی جان مین جان
آئی زخم سر مین ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رویا حال تباہ کیا آخر ارتھی اُسکی بنوائی اور جا کر
مرگھٹ مین جلا پھونک آیا اور سرداروں کی لاشین اُٹھوا کر اُنکے وطنون کو روانہ کین ایرج نے ایسا زخم
کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش و حواس اسکے بجا ہوئے اپنا علاج کرتا ہوا طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا
اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کرونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہان نورالدہر بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے جب سے
اسد گیا ہے اُسی کا تصور بندھا ہوا ہے کہ رہا ہے کہ خدا جانے کیا ہوا اسد تعاقب مین زبور شاہ کے گیا ہوا
ہے لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوئے ہین تیسرا دن ہے کہ ابراہیم بن مالک تابوت ہرفر کا اور قید
زبور شاہ کی لیے ہوئے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد تعاقب مین عنطر عیار کے گیا ہے نورالدہر لاش
ہرفر کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت و ارمان دُنیا سے
گیا بہت رویا بعد اسکے تابوت اُسکا درست کروایا لوگون کو ساتھ کر کے طرف ملک مدائن کے روانہ کیا
اور فرمایا کہ باغ داؤدی مین دفن کرنا زبور شاہ کو زندان خانہ مین بھیجدیا کہ صاحبقران کے سامنے
دیوان اُسکا کیا جائیگا اور فکر مین غرق ہوا کہ اُسکے دوسرے روز اسد سر عنطر کا لیے ہوئے آیا اور تمام
حال بیان کیا نورالدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامہ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا
ہے آج اسد کارے کردی کہ یادگار زمانہ رہیگا اُسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا
اسد نے ایک روز بعد رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دو کلمے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ امیر حمزہ بارگاہ مین تشریف فرما ہین ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہے کہ خواجہ کو گئے ہوئے عرصہ ہوا
ابھی تک پھرے نہین بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہے جلدی کیونکر پھریگا یہی باتین تھین
کہ صحرا سے ایک بگولا گرد نمایان ہوا اور آواز نگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری آتا ہے امیر اسے

دیکھکر خوش ہوئے عمرو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
عرضیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کہو مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ بھلا کہیں گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہو امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہو عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا
دو کرور روپیہ حرجانے کا آپ کو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب دوب
کی مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانور خانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ شکار
ملک فرعونیہ مین بہت ہو اور جانوران صید گیر بھی خوب طیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ بالفعل
فرعون نے مہلت لی ہو جب تک کمک اسکی آئے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردارون نے کہ مشتاق تھے مدت سے
شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے حکم دیا
کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جائینگے جانوران صید گیر دروازے پر حاضر ہوئے دوسرے روز صاحبقران متوجہ شکار
ہوئے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک گرد
بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک ہرن عجیب و غریب
خط و خال اسیر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہو کہ مین بادشاہ کو نذر دون اگر تم اسے زندہ
گرفتار کرو تو پانچسو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے تعاقب مین چلا امیر بھی
مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنہ کوہ مین پہونچے کہ نہایت سبز و خرم
تھا مگر ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اُتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو میرے واسطے کھانا
کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر زین پوش پہ بیٹھے
سایہ درخت کا گھنا تھا امیر سو گئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اُسکے بہت سے بھائی بند امیر
کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو جو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا بخوبی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہو اپنے دل مین
کہا کہ خوب دشمن تیرے ہاتھ لگا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا کر لیچلا کہ پردۂ قاف مین جاکر اسے مارا اور کباب کر کے
کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فرّاٹے سے آنکھ امیر با توقیر کی کھلگئی دیکھا کہ دیو لیے جاتا ہو پوچھا کہ تو کون ہو کیون
مجھے لیے جاتا ہو اُسنے کہا کہ میرے بھائی بندون کو تو نے قتل کیا ہو تجکو اسلیے لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کے عوض
قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹے غلطان و پیچان دریا مین گرے مگر
یہان عمرو نے تعاقب کر کے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا ادھر سے مقبل کو آتے دیکھا مقبل
جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران کہان ہین عمرو نے کہا مین
کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو بھیجا تھا عمرو یہ سُنکر
متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی اُنگلیون کے زمین پر
پائے مقبل سے کہا کوئی دیو حمزہ کو لیگیا ہو کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر کر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا کہ یہ
تو حمزہ سے زیادہ ہو مقبل خنگ سیہ قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھون کے کھاؤنگا عمرو نے کہا اے عزیز مین افیون اسقدر پیتا ہون
اور دُبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی کثرت افیون نوشی سے تلخ ہوگئے ہین
عمرو نے ہر چند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا رونے لگا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھ سے کوہ سراندیپ پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے مُنھ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہی ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا لکۂ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیوون کی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک
نقابدار سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیوون نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار
تخت پر سے کودا اور نعرہ کیا کہ او حرامزادے چھوڑدے خواجہ کو آیا ہین ویو زرین دوڑا کہ آ اسمین میرا پیٹ
نہ بھرتا تجھے بھی کھاؤنگا اور دونون ہاتھ بڑھائے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑ لیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ دیو کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جاکر عمرو کو کھولا کہ دیو نے ایک
رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے اُنھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای نقابدار کچھ
حمزہ کا حال معلوم ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ بردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو پکارا ای نقابدار زبان اپنی بند کر
کہ امیر زندہ وسلامت ہین یہی ویو زرین عالم خواب مین اُنھین اُٹھا کر نہین معلوم کہان پھینک آیا نقابدار
چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آئے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسائۂ صاحبقرانی مجھے دیدین نہین تو
بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے ہاتھ
سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچے اب جو پانی نے اُچھالا امیر شناوری کرنے لگے امیر
بڑے بڑے دریاہاے بردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین اس دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین طے کیا کنارے
پر پہونچے ایک بیشۂ سبز وخرم دکھائی دیا اُسی بیشے مین چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا ایک چنار
کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوئے ہین آگ روشن ہو اور کچھ آدمی مرے ہین اُنکے کباب لگا رہے ہین آپسمین
ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ اُن زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہوکر کہا کہ اس آدمی کو
حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہی دیکھو تو کیا فربہ ہی گوشت اسکا نہایت مزے کا اور چربیلا
ہوگا ایک زنگی اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کھڑا رہ کہان جاتا ہی تو میرا لقمہ ہی صاحبقران پکارے او
ناپاک مین لقمۂ سخت آدم زنگی خوار ہون تمھارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہوکر دوڑا کہ تو ہین دھمکاتا
ہی اور دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اُٹھالے امیر نے ہاتھ بڑھاکر دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا
کہ وہ مُنھ کے بل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اُسکے مارکر بھیجا ناک کان کے راستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین
پر گرا اور زنگی جو بیٹھے تھے اُنسمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوئے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھاکر دونون کی کلائیان پکڑلین اور بغدے جھٹکر پھینک دیے دونون کی گردن مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے اُن دونون کی لاشین پھینک کر اور زنگیون پر دوڑے وہ بھاگے کہ میان
یہ آدم زنگی شکار آیا ہی بھاگو یہان سے دور جاکر پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے لاتے ہین کہ
اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ بچا سکیگا یہ کہکر بھاگے چلے گئے امیر بیشے کی سیر مین مصروف
تھے کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہی کہان جائیگا اور دوڑے امیر پر امیر اُنپر دوڑے تھے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

انکا سردار تھا اُسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اُسے بلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبردار آپ کی ہمارے بادشاہ کو ہوچکی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آئے امیر کو اسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اس بیشے سے آئے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی اور ایک
زنگی قوی ہیکل درشت چنگال تکیہ لگائے ہوے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اُسنے جواب
سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا جب
اُسنے جانا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ باادب ہوکر سلام کیا اور عرض کیا کہ ای
شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین لاکر
تخت پر بٹھایا مانند ملازمون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑکر برابر بٹھالیا پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی
اُسنے عرض کیا کہ مجھے نریمان زنگی کہتے ہین نام اس شہر کا بہزادانیہ ہی نام بیٹے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر مجھے
حضرت سلیمان نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اُس شہر کے آصف بن برخیا نے ایک
طلسم بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحے بنائے ہین اور اُسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک
آدمی کے شکل کا پتلا بناکر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین
اور اُس صورت پر صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے
ہین کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپ کی اختیار کرون
امیر نے فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ نریمان زنگی امیر کو ساتھ لیکر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی
تھی امیر وہان ایک روز ایک رات رہے جو کچھ نریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے نریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرا اُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کرکے اندر راوٹی
کے داخل ہوے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنا شروع کیا کہ ای خالق عالم مجکو اس راز سے آگاہ کر
بہت الحاح وزاری کی قریب صبح آنکھ لگ گئی خواب مین حضرت سلیمان علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کو دیکھا
امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت بنیان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی کہ رات بھر
جانوران چرند و پرند اس تصویر سنگی پر تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی سنکر چلے جاتے ہین
حضرت نے فرمایا کہ ای فرزند جسوقت موت میری قریب ہوئی مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے مرنے
بعد جسکے ہاتھ لگیگی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی اُس بت کے
نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بند کروادیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت قریب پہونچوگے
تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قلابہ آتشین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس اژدہے کے
مُنھ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ طلائی نصب
ہی کہ اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسے کھولکر انگوٹھی نکال لو جہان وہ انگوٹھی ہوگی جانور بھی
وہین آئینگے یہ فرماکر حضرت نظر سے غائب ہوگئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدہ شکر بجا لاکر عبادت خانہ
سے باہر تشریف لائے احوال نریمان زنگی سے بیان کیا وہ سنکر چپ ہوا فرمایا مدد پروردگار سے انگوٹھی لاکر
تمکو دکھاوینگے مگر ای نریمان مجھے اژدہا نگلجائے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

یہ کہکر اُسی تخت کی طرف راہی ہوئے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا قلعہ برآتشین چھوڑتا
ہوا نمودار ہوا مُنہ کھولکر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے مُنہ مین کود پڑے
تریمان نے دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ وتار ہوگیا پکارہا ہے آتش اُڑنے لگے تمام مکان دھوان دھار
ہوگیا مگر امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہے صندوق میخ طلائی مین لٹکا ہوا امیر نے درود پڑھکر
اس صندوق کو اُتارا اُسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہے امیر انگوٹھی لیکر باہر آئے اور انگوٹھی
تریمان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب چرند وپرند اُسی وقت حاضر ہوئے تریمان زنگی نے قدمون کو بوسہ
دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم اعظم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوئے اور
صحرائے لق ودق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کردیا پھر وہان سے آئے تریمان زنگی شہر مین لایا
دعوت کی امیر دو روز یہان رہکر تریمان کو ساتھ لیکر وہان سے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے
ہرکارون نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران باقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سنکر خوش ہوگئے
اور جملہ سرداران سمیت واسطے استقبال کے آئے امیر نے راستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین بادشاہ
کے قدمبوس ہوئے بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش تھی جب سے
عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اُٹھائے گیا ہے ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے کہا کہ
لقا بدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہے کہ اساسہ صاحبقرانی دیدو نہین تو سر میدان بزور شمشیر
آکر لے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلمات واہیات مزخرفات بہت سے سُنے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب
چار صاحبقران وہ جو آتے ہین تورج وخورشید وداراب وایرج خصوصًا ایرج جو سب پر غالب
ہے اُنکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آئے ہوئے صحبت عیش
مین بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی نامیان خبری وتومیان خبری دوڑی ہوئی آئی دعائے ترقی
جاہ وجلال دے کر عرض کیا کہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آپہونچا امیر نے عمرو سے کہا
خواجہ خبر تو لاؤ عمرو یہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ واجناس لیے ہوئے
آتا ہے عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران باقبال کا پوچھا عمرو بولا کہ ای
لندھور حمزہ تجھ سے نہایت بیزار ہے خبر جو سُنی ہے کہ شہر فرنگوشیہ برباد اور رستم قتل ہوا اور لندھور دیکھا کیا
اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ سے تمھارا خادم ہون عمرو
پکارا ای ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے لندھور بولا خواجہ جو کچھ روپیہ میرے
پاس تھا مین قلعہ ذوالامان پر آپ کو دے چکا اس آمد ورفت مین میرا بہت کچھ صرف ہوا اب میرے
پاس کیا ہے ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپیہ لیکر تو
نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہے لندھور امیح بر عاشق
ہوا ہے تجھ سے لڑنے آتا ہے پھر لشکر اُسکے ساتھ ہے فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہے برائے خدا میرے اُسکے صفائی
کراؤ عمرو بولا مجھ سے کیا ہو گا مین نے ہر چند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ کبھی دس ہزار روپیہ مجھ سے لو
اور مجھ سے اُس سے صلح کرادو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہو سکتی ہے جو آپ اُسکے استقبال کو چلیے فرمایا کہ
ابھی سر کے بل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیہ امیر سے لیے امیر سردارون سمیت استقبال کے لیے

روانہ ہوئے عمرو بشیر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور کمال
خوش ہوا یکہزار روپیہ عمرو کو اور دیئے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشور گیر کے سامنے آیا سلام کرکے
پیرون پر جھکا امیر نے اُسے گلے سے لگایا فرمایا کہ بھئی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہان سے روانہ
ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا اپنے دنگل
پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہریار یہ دو قلعے جو
قتل ہوئے تو اسد کے ورغلانے سے کیونکہ اسکو ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی ترکون کو بہکایا ایرج
کی بیعت نہ کرنے دی یہان تک کہ شہر فرنگوشیہ قتل ہوا اور اختم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا کہ بھئی تم
آج تک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوئے مین تمسے بہت راضی ہون یہی
باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا کہ غضنفر بن اسد
دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اُسکے ہاتھ کیونکر آئی اُسنے تمام
حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے اور اسباب
لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو
بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کرو غضنفر کرب دلاور سے آکر لپٹا کرب نے بھی
بہت مہربانی کی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے امیر نے کل سردارون
کو واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کرکے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایۂ تخت شاہی کو
بوسہ دیا نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا اب قاسم نے علمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے
گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان
و علمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی مان کے قدمبوس ہوئے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجب صحبت
رہی منتین جو مانی تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت و جاہ دنگل شوکت پر
جلوہ افروز تھے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری سنجر بلخی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ
دوڑے ہوئے آئے دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان آپہونچا
امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جائین بدیع الزمان پہلے آکر بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے
لپٹا خاک قدم طوطیائے چشم کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے
نور الدہر نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے مثل
جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمہارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام حال
اسد کا بیان کیا کہ شہریار جو جو کار نمایان اسد سے ہوئے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نظر کردہ بھی ہو چکا ہے
غلہ ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیر دل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد شیر دل
آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے مگر غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار مار ڈالینگے
امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہین مین خطا تمہاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے
استقبال کو جاؤنگا اسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشور گیر مرکب پر بیٹھ کر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثنائے راہ مین اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا جلد مرکب سے کود زمین
ادب چومی سلام کیا کوئی سو قدم پر اسد تھا کہ امیر بھی پیادہ ہوئے تمام سردار بھی پیادہ ہوئے اسد نے چاہا کہ
قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونون ہاتھون مین لیا اور جھک کر پیشانی کو بوسہ دیا
سب سردارون نے آکر آنکھین اپنی پشت اسد سے رگڑین ایک ایک گرد پھرا تصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ
امیر کے بلاگردان ہوں امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہین ہم جہانتک
ہوسکے تمھاری بزرگی کرین تو بجا ہی اور خوب اسد سے بغلگیر ہوئے پھر کرب سے کہا کہ بھئی مین اس فرزند شیر دل سے
بہت راضی ہوں خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردہ شاہ مردان ہو چکا ہی کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا
آنکھین چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای فرزند مین نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر بن ہیکلان عاد کا شائیس
شبخون مار کر پیدا کیا ہی وہ سب مین نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری بھی تجھے دیا اور تیغہ گرز نبوس عاد
بھی لے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ مین آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اسکی بوسہ دیا گلے سے لگایا پھر تو تمام سردار اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدمون پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمھارا فرزند ہی خطا اسکی معاف کرو اسد نے اسے دلاسا
دیا گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا آکر اپنے دنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی مگر ہرکارے فرعون ولقا کے لگے
ہوئے تھے انھون نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہوگیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر مین تھی
وہ سب آگئی اور ایک ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لے آکر آیا ہی وہ دونون کافر بولے کچھ اندیشہ نہین ہی
فرعون نے زمرد شاہ سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران
کو پہونچائی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے
کوئی صورت ایسی نکالو کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے نسبت رہے عمرو نے کہا حمزہ اسکے لیے روپیہ چاہیے مزدور
لگائے جائین فرمایا پچاس ہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جتنا روپیہ مزدورون مین صرف ہو وہ ہمسے لو عمرو نے کہا
آپ مجھسے ہاتھ دو ہاتھ گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلدارون کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا
اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا ٹیوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگ گئے تین روز کے عرصہ مین وہ دمامہ برابر گنبد مینائی
کے بلکہ کچھ اونچا بنکر تیار ہوگیا عمرو نے اوپر اسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہائے طلا
پر قائم کیا اور کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ حضور چلکر اس
دمدمے کو ملاحظہ فرمائیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہوکر گئے اس دمدمے
کو دیکھکر بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا وہان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پانچسو علم ہاتھیون پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے ہر علم
پر تعریف خداوند پروین مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا گذرا دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار
تخت پر اختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آکر صحرا مین خیمہ برپا کروایا خورشید مرکب سے
اترا آکر بارگاہ مین بیٹھا جام شراب گردش مین آیا دو تین جام لیکر نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح
کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہی اسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک و مختار ہی

اُدھر فرعون کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو تینون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیب نیب دے کر نکلگئے خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پروین معاون و مددگار ہے خورشید اجازت لڑائی کی لیکر دوسری مرتبہ مرکب پر سوار ہوکر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا اور کہدیا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان کو قرق کرو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمد اُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر خود میدان مین نکلینگے تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے سب سردار پیادہ پا ہوکر امیر کے پاس آئے امیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اجازت طلب کی فرمایا جایئے پروردگار آپ کا نگہبان ہے امیر سلام کر کے اشقر پر سوار ہوئے چلے طرف میدان کے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا ہے لقا اور جملہ سردار زیر گنبد مینائی ٹھہرے ہین اور ادھر بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر فروکش ہین سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہین امیر اشقر کو اُڑا کر سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کرون فرمایا کیا مضائقہ ہے خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہین کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر پا تو تیر پر مارا امیر نے نیزہ اُسکا نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کیا خورشید نے برہم ہوکر گرز مارا امیر نے گرز کو خورشید کے گرز سام پر روکا مگر گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی اشقر زمین مین دھنس گیا امیر تا کمر گرد مین چھپ گئے بیہوش طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے بیقرار ہوکر اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا اے شہریار ہوش مین آیئے کہ حریف لاف وگزاف کر رہا ہے امیر نے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوئے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری کہ یہ برسون کا جھگڑا فیصل کرتی ہے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکی اُسمین سے چار پنجے پیدا ہوئے خورشید کی تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہرچند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر پکارا کہ یا صاحبقران کیسی سپر ہے آپ کی کہ تلوار نہین چھوڑتی امیر نے کہا اے خورشید مجکو تلوار کی لڑائی منظور نہین ہے تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہے نہین کوئی شہزوری کمزوری ظاہر نہین ہوتی مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے کشتی ہو خورشید نے کہا مین کشتی مین بھی موجود ہون باہر نہین ہون مگر تلوار میری چھوٹ جائے قبضہ ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے پنجے اُسکے ڈھیلے کردیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان مین کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوئے دونون کشتی لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دونون طرف سے روشنی آئی سب سردار ادھر اُدھر جمع ہین تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ دیکھیے کون کس پر غالب آتا ہے اسی حالت مین صبح ہوگئی دیکھا تو اُسی طرح جھگڑا کشتی کا بندھا ہوا ہے کسی کے زور مین کمی نہین دم تک نہین پھولا تھکنا کس کو کہتے ہین یہ دن بھی گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُسوقت خورشید نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار ہوجیے مین زور آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ خورشید نے کمربند مین ہاتھ ڈال کر زور کیا لیکن امیر کوئی بالشت بھر زمین سے اونچے ہوے تھے کہ چھوٹ گئے اب خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اور زور کیا

لنگر خورشید کا توڑا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا مگر نعرہ
صاحبقرانی سے گھوڑے بھاگ گئے تھے بہت سے بزدلون کے جگر شق ہوگئے بہت سے بیہوش
ہوگئے کتنے گھوڑے اور آدمی صحرا کو بھاگ گئے فرعون گنبد مینائی پر تھرا گیا القصہ صاحبقران نے سر پر
چرخ دے کر زمین پر مارا اور باندھکر شکنین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو
خورشید کو لیگیا دونون لشکرون نے مراجعت کی بختیارک نے لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کھلجائیگا کہ
خورشید حمزہ کا بیٹا ہی یا پوتا ہی لقا نے کہا تجکو ایسی ہی سوجھتی ہی کیا واہیات بکتا ہی فرعون بولا ای لقا بختیارک
عاقل ہی کہنا اُسکا خلاف نہین ہوتا یہان تو یہ گفتگو ہی مگر امیر نے شبکو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر
جلوہ افروز ہوئے تمام سردار آ آ کر اپنے اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوئے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ
عمرو خورشید کو لایا خورشید نے بطریق ستارہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے
طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر مے گلرنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر کے
پی لیا اب امیر نے فرمایا ای خورشید مین نے تمکو کیونکر زیر کیا ہی کہا جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین اسطرح
آپ نے گرفتار کیا امیر نے فرمایا کہ ای خورشید دین اسلام اختیار کرین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا
خورشید نے کہا کہ ہمیشہ سے بزرگ میرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے
نورالدہر و اسد سے کہا کہ بھی تم لیجا کر خورشید کو سمجھاؤ نورالدہر کو تو ہمیشہ سے خورشید سے محبت ہی اپنے ہمراہ
خیمے مین اپنے لایا صحبت عیش برپا ہوئی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھی صاحبقران نے سب کو زیر کیا ہی تمپر کچھ مقرر
نہین ہی اور ہم تم ہمسن ہین تم ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ وہ دن کونسا ہوگا کہ ہمارے آپکے یکجائی ہوگی اب
خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار کرتے خورشید
بولا ای شاہزادہ نورالدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہی مگر دین اپنا نہین ترک کیا جاتا اگر مین
مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین ہی جان دونگا مگر
مسلمان نہونگا رات بھر یہی خورشید سے صحبت رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار نہ کیا صبح کو امیر سے
آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا لیجاؤ ذوالخمار عادی کے حوالے
کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لے کر ذوالخمار عادی پاس آئے اُسنے لباس خورشید کا اتارا ایک ہیکل
اُسکے گلے مین سے نکلی ذوالخمار نے چاہا کہ اُسے اتارے کہ عمرو اُدھر سے آتا تھا دیکھا عمرو نے کہ ذوالخمار نے
ہیکل گلے سے خورشید کے اتاری عمرو نے کہا ای ذوالخمار مین دیکھون اُس ہیکل کو ذوالخمار نے چاہا کہ پوشیدہ
کرلون عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی دیکھا تو اُسمین جواہر اعلے بیش قیمت نصب ہین اور ایک فیروزہ
بہت بڑا ہی اُسپر نام حمزہ صاحبقران کا کھدا ہی یہ دیکھکر عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ خبردار خورشید
کو ابھی قتل نہ کرنا اور خود وہان سے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل آپکی
ہی امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہی عمرو نے کہا آپکو یاد ہی کہ یہ ہیکل آپنے کسے دی تھی امیر نے فرمایا مجھے
یاد ہی کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو وہان سے گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے
دی تھی اُسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو بخشا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان پاس
آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تمنے یہ ہیکل کسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا اے
ملکہ ماہ اختری جلد بیان کرو رو و نہین اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد
ہوا مین تو چھپ کر وہان سے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین
لپیٹکر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا اے
ماہ اختری تو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہے اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا
صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا وہان
اختران شاہ جب سے خورشید زیر ہوا ہے خبر دمبدم کی منگاتا ہے ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہے یہانتک
کہ خبر حکم قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دے دے یکایک
چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہے حال خورشید کا پوچھنے
اختران شاہ اُسی وقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید کو
بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوئے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے پوچھا
کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہے اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا نیچے ایک نخل
کے پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کے رونے کی آواز آتی ہے دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا پڑا ہے بس
مین اُٹھا لایا اور پرورش کی یہ خورشید وہی ہے اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین خورشید
تھا وہ بھی موجود ہے امیر نے کہا منگاؤ اس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا وہ کپڑا امیر
نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھجوایا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا کپڑا ہے اب بالکل
ظاہر ہوگیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہے امیر نے خورشید کی طرف دیکھکر کہا کہ اب تمھین اسلام لانے
مین کیا عذر ہے تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پر ہین اب تو ثابت ہوگیا کہ تم ہماری اولاد ہو
خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کروائی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا خلعت
پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لے کر داخل محل ہوئے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہے ملکہ ماہ اختری نے
خورشید کو گلے سے لگایا پیار کیا سجدہ شکر بجا لائی گریہ بانو نے بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوئی ہر ایک نے
ماہ اختری کو مبارکباد دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر جھکا اُسنے گلے لگایا پیشانی
کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا اگر صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام قبول
کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے رہو وہ بھی اُسی وقت از صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا امیر اگر حکم
ہو تو جا کر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کرکے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اسی وقت اپنے لشکر مین آیا
اور افسران فوج کو بلا کر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہے تو تم بھی مسلمان ہو نہین جہان چاہے
رہو سب نے عرض کیا ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم
کیا سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ
اپنے لشکر کو مسلمان کرکے ہمراہ لے کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی مگر
غضنفر بن اسد خورشید کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکلگیا اور ایک درہ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا
بر وقت ہوگا یہان امیر شورگیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب و کباب سب

مہیا ہے جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہے ایک نازنین مہ تمکین مصروف رقص و غنا ہے غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ میں نہیں ہوں کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہے جو پیے دعب سے بادہ نوش
زاہد بھی ہم میں بیٹھ کے انسان ہو گیا
گر دل پھٹا ہے مجھ سے تراسہل ہے علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہیں کہ دم عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا

میں بت پرستیوں سے مسلمان ہو گیا
قاتل زرا سا ہاتھ کرتی ہے میری جان
میں توبہ کر کے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے میں سمائی ہے وحشت بزنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوئے مزے ترے خنجر کے غیر کو
تیر اعتاب حلق کا دربان ہو گیا
لو اے بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست

کیا جانئے چپ ہوں کیوں تری صورت کو دیکھ کر
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہو گیا
زندان بے ریا کی ہے صحبت کے نصیب
دل تنگی تنگیوں پہ بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہے تمنا کسی طرف
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہے کہ پھر عبادت وہ کرینگے
مسجد میں جا کے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت میں خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نامدار غضنفر مجھے دغا دے کر انگشتری مہر و ماہ اور اسپ باد و خود تیغہ رومین شگاف لیگیا ہے امید وار ہوں کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ بھئی غضنفر کو بلاؤ خورشید کا اسباب لوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ لاؤ غضنفر کو دیکھو تو کہاں ہے ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہیں نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آکر عرض کیا کہ غضنفر اپنے لوگوں سمیت کہیں چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر میں نہیں ہے خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جسوقت وہ لشکر میں آئیگا میں اُس سے تمھارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوے تھے اپنے اپنے خیموں میں آکے سو رہے مگر ہرکاروں نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہے بختیارک نے صلواتیں پڑھیں اور خوب تا دھنا تا چالقا سے کہا سنیا آپ نے مجکو آپ واہی بتاتے تھے فرعون نے کہا اے بختیارک تو سچا ہے مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہے منور وزیر کی منسوب ہے روشن تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہے اور ناہید عاشق ہے خورشید ستارہ پرست پر اُسنے جو سُنا کہ خورشید پوتا ہے صاحبقران کا اُسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آکر خیمے میں عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہاں آنا ہوا کہا بھیا میں مسلمان تو جب سے ہوں کہ تمنے جب سے مجکو بہن کہا اور میں عاشق ہوں خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہیں اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہے کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کر کے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیر نہ گھبراؤ بخوبی اسکا سرانجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کر کے آپ خدمت میں حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا اور امیر دربار میں بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا اسلام کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ اے شہریار آپ کو معلوم ہے کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہے فرمایا واقعی میں ہم اسکے ممنون ہیں عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے میں آئی ہے اور مدت سے مسلمان ہے مگر خورشید پر عاشق ہے اُسی کی محبت میں چلی آئی ہے چاہتی ہے کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جائے امیر مخاطب ہوئے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہے کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے مجھپر عاشق ہے کہ امیر نے فرمایا خورشید تحسین کیا منظور ہے اسد نے کہا نانا جان یہ تو مدت سے ملکہ ناہید پر عاشق ہیں

انکی تو مراد برآئی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسد نے امیر کشور گیر سے
عرض کیا کہ زبور شاہ مدت سے قید ہی فرمایا کہ حاضر کرو اُسی وقت ضرغام شیردل قید زبور شاہ کی لایا امیر نے
تلقین بدین اسلام کیا وہ از روے ترس مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اُسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہان جائیگا لیکن
ہرکارون نے خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہوا اور خورشید کے ساتھ
شادی کی طیاری ہی فرعون نے منور وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمھاری بیٹی نے کیا کیا منور وزیر تو غیرت ار
ہی سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا اے وزیر اعظم کچھ تمھارے اوپر یہ نئی نہین ہوئی ہی لقا
خداے باختر کی دو بیٹیون کو خدا پرست لے گئے فرامرز بن نوشیروان بیٹھے ہین اُنکی بہن کو حمزہ لے گیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور وزیر صاحب غیرت ہی بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا وہان سے اُٹھکر ایک گوشے مین آیا
خنجر نکال کر سینے پر زور کیا کہ پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر مین تمام ہو گیا جب کچھ لوگ ادھر
سے آئے لاشہ اُسکا پڑے دیکھا اُٹھا کر پاس فرعون کے لائے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اُسکا گھر اُسکے
بھجوا دیا ناموس مین اُسکے کہرام پڑ گیا مگر روشن تاجدار کہ بیٹا ہی فرعون شاہ کا خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی
سُنکر لشکر صاحبقران مین چلی گئی زہر کا پیالہ تیار کیا چاہتا تھا کہ پیے ادھر سے ایک عیار آتا تھا اُسنے دوڑ کر وہ
پیالہ ہاتھ سے لیلیا اور خبر فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ مین
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور لقا سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہی کہ میرا بھی لحاظ نہ کیا
دیکھو کیسا اپنا غضب اُنپر نازل کرتا ہون بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عروس ملجائے
فرعون پکارا کہ بعض امور خدائی کے ہین اُنکی تقدیر مین نے تیرے اوپر مقرر کی ہی کہ کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ آپ
نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی مذہب مین روا نہین ہی کہ زن شوہر دار
کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہی اور دعوے مردی کا رکھتا ہی تو ملکہ ناہید قمر طلعت کو
سوار کر کے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہین ہی تو نتھ چوڑیان پہنکر عورتون مین بیٹھ بس یہ نامہ پڑھکر
حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کر کے بھیجدیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار کو دیکر روانہ فرمایئے
فرعون یہ سُنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگا دیا اور نامہ لکھوا کر روشن تاجدار کو دیا بختیارک سے
کہا ایسا نہو حمزہ غصے مین آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا حمزہ بہادر ہی کبھی ایسا
نہ کریگا فرعون نے یہ سُنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہان جاسوسون نے خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک
نے ایسا کچھ لکھوا کر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہی عمرو اپنے خیمے سے بارگاہ
صاحبقران مین آیا سلام اور عرض کیا کہ اے شہریار ایک عرض ہی امیر نے فرمایا کہو عمرو نے کہا بختیارک
کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہی وہ آپ کے پاس آتا ہی یہ مقدمہ عورت کا
اے شہریار زن مسلمہ کافر کو دے دینا کسی طرح درست نہین ہی ورنہ ناہید یہان سے زندہ نجائیگی امیر نے
فرمایا خواجہ مین ایسا نادان نہین ہون تم اُسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
بیٹا فرعون کا برسم ایلچی گری آتا ہی فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق فرعون پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا دنگل آہنی بیٹھنے کو ملا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

کہ دے اسے جام شراب کا ساقی نے بمجرد حکم جام لبریز کر کے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر امیر
باتوقیر کے ہاتھ مین دیا امیر جو نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوئے مارے غصے کے تھرتھر کانپنے لگے فرمایا ای
عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو مین بہت بُری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہین لایا
وہ مدت سے مسلمان تھی میرے لشکر مین چلی آئی مین ناانصاف نہین ہون کہ تجھ کافر کو اُسے حوالے کردون
مگر تیرے آنے سے اتنا کرتا ہون کہ مین اُسکو محافے مین سوار کر کے میدان مین بھیجدونگا تو طبل جنگ بجوا کر میدان
مین نکل اُدھر سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اُٹھوا لیجائے روشن تاجدار
نے کہا کہ مجھے منظور ہے یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے مین
تقدیر کی کہ تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی خبر امیر کشور گیر کو ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا تمام رات طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے میدان مصاف ہوئے محافہ ملکہ ناہید قمر طلعت کا میدان مین آیا فرعون گنبد مینائی پر
بیٹھا بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر متمکن ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب بیادیگر نکلنے روشن تاجدار
میدان مین نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آئے میرے مقابلے کو تاکہ اُسے عروس اجل سے ہمکنار کرون
خورشید مرکب چمکا کر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن
مین نیزہ روشن تاجدار کا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہو کر تلوار ماری خورشید نے بآسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا اسپ مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اُسکے کہ نام ایک
کا قابض دوسرے کا مبارک تھا دونون تلوارین کھینچکر دوڑے اور چپ و راست خورشید کے آکر وار کیا
خورشید نے نگاہون پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوارین چھینکر پھینکدین گردن مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اُٹھالیا
اور تلقین دین اسلام کیا جب اُنھون نے نہ مانا تو سر ٹکرا دیے کہ بھیجے باہر نکل پڑے پھر مبارز طلب کیا معاد
زرہ پوش نکلا بعد گفتگو معاد نے حلقہاے کمند درست کر کے آنکھ بچا کر خورشید پر مارے کہ ساتون حلقے گردن مین
خورشید کے پڑے معاد نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا دیکھا اُسنے کہ میرے آقا کو اُسنے کمند مین گرفتار
کیا غضب ہوا ایک تیر جو تاک کر اُسے مارا کہ سینے پر معاد کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے جہنم واصل ہوا تب عاد نے دیکھا کہ میرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑ کر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اُسے مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
وسواس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرا دے کہ
مہتر قران حبشی دوڑ پڑا مثل باد صرصر کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
بغدہ کمر پر اُسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا دوپہر ڈھل چلی تھی کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کر دیا جسوقت گرد شق ہوئی تو چھ سو علم ماہی پیکر نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے اور جلوس سواری کا گذرا
بعد سب کے داراب کشور کشا مالک اژدر کے ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان مین ہو چکا
ایک جانب قائم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب مین خدمت مین اپنے آقاے نامدار
کی جاتا ہون اور رخصت لیکر پاس امیر کشور گیر کے آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو
گلے سے لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکا یک اور گرد اُڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی اور چار سو

علم نشانہ چار لاکھ سوار کا نمایان ہوئے بعد اُن سب کے توج ماہ پرست مرکب پر سوار میدان مین پہونچا ایک طرف
اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہین استادہ ہوئین توج اپنی بارگاہ مین آیا داراب نے اپنی بارگاہ مین آکر
قرار لیا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم مین کمال
پریشان پھرا لیکن یہان امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کرلون کیونکہ
جنگ و جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہے سب سامان موجود ہے اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے
مانجھا پہنا امیر نے داراب اور توج کو بلا کر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام
درخت صحرا کے تمامی سے منڈھوائے اور قندیلین لٹکوائین ہر طرف چراغان کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا
آگ لگی ہوئی ہے غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئین داراب
و توج بھی آئے شریک محفل ہوئے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلۂ عروسی مین لایا گوہر مقصد حاصل
کیا ناہید اسی روز حاملہ ہوئی اُس سے لڑکا پیدا ہوگا توج نامہ مین اس سے بڑے بڑے کام ہونگے بعد
شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ مین اپنی آزمائش آپ سے کرونگا فرمایا بہتر کیا
مضائقہ داراب نے اپنے لشکر مین پہونچتے ہی طبل جنگ بجوا دیا ادھر امیر کے لشکر مین کوس حربی بجا اور لشکرون
مین بھی نقارۂ رزمی بجا رات طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو چارون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے داراب کشورشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے یا آپ صاحبقران ہون یا مین ہون امیر اشقر
کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا غرضکہ امیر
اجازت لے کر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ مارا امیر نے
نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہین تو داراب کھولتا
ہے داراب بند باندھتا ہے تو امیر کھولتے ہین ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوائی کیا
داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ دے مارا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی
تتق گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین مین دھنس گیا عمرو دوڑ کر گرد گرد
کے چیخ مار کر اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار رہیے کہ حریف لاف و گزاف کرتا ہے امیر نے آنکھین کھول دین
کہا خواجہ واقع مین داراب نہایت زبردست ہے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے
ہوشیار باش کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا گرز پر روکا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی تتق
گرد اُٹھا کہ داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہے مُنھ پر
پانی کا چھینٹا دیا داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہے اشارہ کیا گھوڑا اتنی دیر مین سر دھی ہو چکا تھا
دیکھا داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پے کرون امیر اسے آتے دیکھکر
خود بھی گھوڑے سے کودے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا ادھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے
سب لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دوسرا دن ہوا وہی
کیفیت تھی یہان تک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پر چرخ دے کر
زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھکر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون و لقا داخل قلعہ فرخ نیہ
ہوئے امیر نے آکر خاصہ نوش کرکے آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کرکے زنگل شوکت پر
متمکن ہوئے اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لاکر سامنے موجود کیا داراب نے بطور
آب پرستان سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمنے کیونکر تمھین
زیر کیا داراب نے کہا سچ ہے بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون سکندر گاؤ در کا باپ میرا شہر کشوریہ مین موجود ہے امیر نے فرمایا ای داراب تو ہماری اولاد
مین سے ہے سکندر کا بیٹا تو نہین ہے سکندر نے کہا کہ جسکا باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہین کہتے ہین باپ میرا موجود ہے امیر نے
ارشاد کیا ای داراب بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے
کہا ہوگا اب امیر با توقیر نے کشور شاہ کو بلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہے اُسنے عرض کیا مین اتنا ہی
جانتا ہون کہ داراب سکندر کا بیٹا ہے امیر نے قمرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیوون مین سے ایک دیو تیز پر کو بلاؤ
قمرزاد نے اُسیوقت بلایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہان سے شہر کشوریہ مین جاکر سکندر گاؤ در کو
لے آ دیو نے عرض کیا کہ مین اسے کیا جانون کیونکر پہچانون فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا مین
چلتا ہون سکندر کو لیے آتا ہون امیر نے فرمایا بہت بہتر ہے دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ مین آیا سکندر گاؤ در
سے ملاقات ہوئی اُسنے فتاح کو بیٹا سمجھکر گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا
چلو حمزہ صاحبقران نے تمھین بلایا ہے جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا ای
فرزند ایسا ہی کرونگا اور صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا سلام کرکے ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای سکندر تو سچ سچ حال کہہ کہ داراب تیرا بیٹا ہے اُسنے کہا ای شہریار مین نے اسے پالا ہے
سب اپنی دولت اُسپر صرف کی ہے فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریار ایک روز
مین سویرے سے دریا کیا کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا مین نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہے مین نے اُس صندوق کو دریا
سے نکالا اور گھر مین لاکر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمین سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی مین نے دائی کو بلایا نال کٹوائی
دودھ پلائیان رکھین پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق مین ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی
ان لڑکون کو پالے اور مثل فرزندون کے رکھے وہ فیضیاب ہوگا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہین ای شہریار مین نے انکے
پڑھانے لکھانے مین بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہے اپنی جان سے زیادہ اُنھین عزیز رکھتا تھا فرمایا وہ
سفارشنامہ کہان ہے اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فرمایا صاحبو اس خط کو پہچانو کہ کسکے ہاتھ کا
خط ہے طہماس پکارا یہ خط میری بہن کا ہے امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجا کر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقع مین یہ خط میرا لکھا ہوا ہے مین حاملہ تھی جسوقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے مین نے لڑکے کو صندوق مین بند کرکے سفارشنامہ رکھکر دریا مین بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا خواجہ تمھارا
ہے کہ شگوفہ سے پیدا ہوا ہے عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمھارا فرزند ہوا دھر امیر سے
آکر تمام حال بیان امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قید اُسکی دور کی عمرو نے فتاح کو پیار
کیا کشور شاہ مسلمان ہوا سکندر گاؤ در بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغان کی تیاری کی گئی
صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھکر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لاڈلے مرزا صاحب بنارسی کی گانا شروع کی غزل

ہم کہین کچھ اور شرما جائین آپ
سنکے جوڑا پھر پہن کر آئین آپ

ہم ابھی گردن جھکا دین بہر قتل
تیغ کھینچے سامنے تو آئین آپ

روغن ہا دام پان چھڑکائین آپ
وصل مین اسدم حیا کا ہو فزہ

ہو مزا عاشق کسے چھپنے کا جبھی
نکلے عنقا حشر مین بھی آئین آپ

غیر سے جوڑا اگر کھلوائین آپ
ہو پریشان حال شیدا اسقدر

وصل کا اسدم سمان دکھلائین آپ
حسرتون کا خون بھر کر جائین آپ

کشتۂ چشم سیہ چشمان ہین دفن
شرم بھی آئے تو شرما جائین آپ

زندگی کیونکر نہ ہو میری وبال
یا علی ہبسر مدد اب آئین آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گا ئی کہ سمان بندھ گیا یہان تو جشن ہو رہا ن خبر فرعون کو پہونچی کہ داراب
کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہی فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن بدن زور
پکڑتا جاتا ہی جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کرون لقا نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر
لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون مین طبل جنگ بجا ہی
فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا بہادر
آراستگی مین مصروف ہوئے حربہ ہائے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکل گئے ابھی کوئی
میدان مین نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے دیکھا
کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اُسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار تلوارین
اُسکے سر پر چلتی ہوئین نمایان ہوئی آن واحد مین قریب پہونچی ہرکارون نے یہ خبر دریافت کرکے فرعون
کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ یہ بہن ہی ساحر شمشش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہی فرعون یہ سنکر بہت خوش ہوا
لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہان سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا وہ پکاری ای
عزیز میرے قریب نہ آنا نہین تو مارا پڑیگا فرعون سے کہدینا کہ مین خدا پرستون سے مقابلہ کر لون تو آپکی
خدمت مین آتی ہون لقا تو اُدھر پھر گیا یہ لگاتہ میدان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ
خدا پرستان تمنے ساحر شمشش کو نہین معلوم کیونکر مارا اگر اُسکے عوض مین نے تم سب کو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ
شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہی بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان مین آیا وہ
دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہی تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہی یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہی کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلوارین جو اسکے سر پر چلتی تھین ایک تلوار بہزاد پر گری کہ اسکا تن سے
جدا ہوا دھڑ اُس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر توریح کا تھا
وہ لکاتہ اُدھر رخ کرکے پکاری کہ ہی کوئی تم مین کہ آئے میرے مقابلے کو ہزبر نامے ایک پہلوان تھا اُسے
جوش شجاعت بلکہ قضا دامنگیر ہوئی سیفول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اُسیطرح اُس لکاتہ نے تلوار
کو اشارہ کیا سر پر ہزبر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ ای
خدا پرستو وای ماہ پرستو اگر تم نے کل آکر فرعون کو سجدہ کیا فبہا نہین تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا کر پھر گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی بختیارک نے اٹھکر
سلام کیا شور انگیز وضع اُسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملک جی تم تنک صحبت ہو

نختیارک بولا جب ساحر شمشش مارے گئے تھے اُسوقت آپ کہان تھین اُسنے کہا کہ مین ظلمات مین گئی ہوئی
تھی نختیارک نے کہا اے ملکہ شور انگیز کیا بیان کرون کہ ساحر شمشش کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر نہنگ
بنے ہوئے پھر رہے تھے مرشد دریا مین گھسکر اُنکو پکڑ لائے اور سینہ چاک کرکے مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہین
شور انگیز نے کہا ملک جی مین تدبیر سے اُسے گرفتار کرونگی میدان مین دیکھائی وہ عیار دکھائی نہ دیا نختیارک
نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہین مگر عجب بلا ہین شور انگیز بولی کہ ملک جی سب کو مارونگی
نختیارک نے کہا کہ خدا پرست ساحر پر غالب آئے ہین شور انگیز نے کہا کس باعث سے نختیارک بولا ایک تو حمزہ کا لک
اسم اعظم باطل السحر ہے دوسرے عمر و سر برندہ جادوگران ہے شور انگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہون
اور عمر وجسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی نختیارک نے کہا تجھے کرو خدا پرست متعین زندہ نہ چھوڑینگے
فرعون نے کہا کیا بکتا ہے القصہ شور انگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور
آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر مین ہوئی شور انگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے یہان بھی طبل جنگ بجا
لیکن لشکر مین ایک انتشار ہو گیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر شخص آمادہ
مرگ و حویلے قضا تھا یقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہان تو یہ حال وہان شور انگیز جادو طبل جنگ بجوا کر رات
کو ہوم خانے مین آئی اور ایک پتلہ موم کا بنا کر اُسکے منہ اور دل پر سوئیان مار کے شیشے مین بند کیا دو پہر رات گئے
خواب مرگ مین گرفتار ہوئی ادھر امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نسیب دیکر چلے گئے تھے کہ شور انگیز جادو میدان
مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے مالاگر دفرنگی رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے
کو آیا قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ شور انگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار جھک کر سر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا
اسیطرح بہت سے اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے امیر کا اسم اعظم بند ہے کوئی مقابلے کے لیے انھین جانے نہین
دیتا سب رکاب پکڑے لپٹے ہوئے ہین یہ لکا تہ مبارز طلبی کر رہی ہے بادشاہ دعا مانگ رہے ہین عجب غلغلہ ہے پر اسمین کوئی
مقابلے کو نہین آتا شور انگیز پکاری اے خدا پرستو اگر تم نہین آتے تو مین تمپر آتی ہون اور چاہا اسنے کہ اپنے اژدہے
کو بڑھائے لشکر اسلام پر جائے کہ صحرا سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی غضنفر بن اسعد
بتیس ہزار قزاقون سے پہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب طاری ہوا مرکب اڑا کر
اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا مین موجود ہون آیا مین نختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ لکا تہ ماری
اب نہین بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہین یہ دیوانہ کیا کریگا نختیارک بولا دیکھیے کیا ہوتا ہے
مگر اسعد و کرب گھوڑے اُٹھا کر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو نہ جانا اگر قریب پہونچیگا
مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشور گیر بھی اسکے مقابلے کو نہین جاتے ہین غضنفر نے کہا حضور تشریف لیجائین مین
جاکر اسے مارے ڈالتا ہون سحر اسکا مجھپر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر شور انگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا کہ او قحبہ
آیا مین تیری خدمت گذاری کو شور انگیز پکاری نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شور انگیز نے تلوار
کو اشارہ کیا تلوار جھلکر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ باد خور کو اڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہر و ماہ کا ڈالکر پکڑ لی
اور سامنے شور انگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر مرکب اڑا کر آسمان پر گیا
دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چارون تلوارین جو سر پر اُس لکا تہ کے تھین اُنکو توڑ ڈالا

اور نعرہ کیا کہ او قحبہ خبر جو کچھ تونے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہے غضنفر بولا
مین ساحر پر لعنت کرتا ہون لیکن ساحر کش ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کرکے پھینکے وہ
اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آگئے کسی نے غضنفر کو گزند نہ پہونچائی
اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہوکر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونون بازودون سے پر پیدا
ہوے اُڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ نکلی جاتی ہے اسپ باد خور کو اشارہ کیا وہ بھی اُڑکر چلا عقب
مین شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہرچند اپنے کو بچایا کی کچھ نہوا غضنفر سر پر پہونچ گیا اور ہاتھ تیغہ
رو مین شگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے غضنفر زمین پر اُترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من ملکہ شور انگیز جادو بود حیف جان را دیم و بہ مطلب خود نہ رسیدیم اسد
نے دوڑکر غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھی کیا کار نمایان
تمنے کیا یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا مین نے بخوشی تمھین دیا اب تم کچھ خیال دل مین نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
مین لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون لقا مضطر و پریشان
پھر گئے مگر تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر مین
تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ تورج ماہ پرست مرکب بڑھا کر سیقول شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور پکارا کہ ای شاہان و ای یاران مین اپنے میدان مین سوا
حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی بھیج دے مانند بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل سکندری وغیرہ کے امیر یہ
آوازہ سُنتے بغیر اجازت بادشاہ مرکب اُڑاکر دوڑ پڑے کہ آیا مین تورج تنگا در زن ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی مین آپ کو یہ حرارت ہے مگر مین آپ کا حربہ دیکھون کہ کیا ہے فرمایا کہ مین نے کبھی پیش دستی نہین
کی تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقادیر امیر
نے نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب مین آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
اُس سے بھی مطلب حاصل نہ ہوا دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے
دن امیر نے لنگر تورج کا توڑا اسے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھ کر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہے عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہون حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب
وہ آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہے اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیو کو اشارہ کرونگا کہ وہ کھا لیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین شکار کے واسطے
گیا تھا دامنہ کوہ مین پہونچا ایک زن جمیلہ کو دیکھا کہ گود مین اس لڑکے کو لیے ہوے بیٹھی ہے مین تنہا اسکے پاس

گیا اور پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ لڑکا کسکا ہی اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے
قسم کھائی کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا
نام ہی یہ لڑکا ہاشم تیغزن کا ہی مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا از بسکہ اُسنے ایذا
بہت اُٹھائی تھی بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مر گئی اُسے دفن کردیا اور اس لڑکے کو بجاے
فرزند پالا توریج نام رکھا صاحبقران نے جو حال سُنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید توریج کی دور کی اُسے
گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پنہایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا
امیر نے سیقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی توریج کو تم اپنا فرزند جانو سیقول شاہ
از سر صدق مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا شریک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکاردن نے
یہ خبر زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہونچائی کہ توریج بھی حمزہ کا پوتا ہی حکم کیا کہ بجے نقارہ رزمی خبر امیر کو ہوئی
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہو فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی کوس حربی بجے اُسوقت
نقارہ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون
گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا فوج کو لیکر نیچے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر نیچے
دمدمے کے مع لشکر صفین باندھکر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نقیبے کر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے
نقابدار زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑاکر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار جھناکر نکل گئی سر سے چادر
خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ توریج دوڑ پڑا کہ او کافر خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور
آکر سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ ای خدا پرست تو نے شکار کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو پہلے مارون
تو پھر سمجھ لونگا یہ کہکر وہی تیغہ توریج پر مارا توریج نے سپر پر روکا اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری
اُسنے پشت تیغ پر روکی اب رد و بدل ہونے لگی دو گھڑی تک خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے
توریج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دستانہ مارا تلوار تو جھناکر نکل گئی مگر چادر خون
کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ توریج کے آکر اُٹھا لیگئے القصہ شام تک کوئی چار سردار اس
نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ پر آئے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد صف آرائی پھر نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی سردار نکلے کچھ زخمی
ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدانداری مین بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور کچھ زخمی
ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا ہی اسد گھوڑا اُٹھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا ہی پیادہ ہوکر
اجازت طلب کی ہی ہنوز اجازت نہین ملی ہی کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ چیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو اور دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نو سو علم ہاے زرین نشانہ نو لاکھ سوار کا نمودار
ہوے اور تمام علم مع فیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریا کے طلا مین غوطہ مارے ہوے زنجیرین

طلائی سونڈون مین لپٹی ہوئین ہر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذرا بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج سر پر رکھا ہوا گھوڑے کو جبلیان کرتا ہو پشت پر
مالک بن ملکوت شاہ تخت پر سوار نولاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا دیکھا کہ
عادی نقابدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہے ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین موجود ہون
آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجھکو کہان سے کھینچکر قضا تیری
میرے سامنے لائی ہے تو نہین جانتا مین کون ہون مین عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا
عزرائیل ہون یہ سُنتے ہی وہ بولا کہ لا حربہ ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیش دستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کرلے
جب نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرونگا اُسوقت اُس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے
پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے چند طعنون مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے
تا سیب سپر پر روکی اور ہاتھ تیغہ ابدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار
ایرج کی جوہری صاف سپر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر بیٹھی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کیے اور زمین مین ڈوب کر نکلی
ایک غل ہوا کہ وہ عزرائیل فرعون کا مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو دیکھا
تمنے کہ کیسے پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف وگزاف سُنی پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری اس
گھسن کھائے پہلوان کو مار کر غرہ کرتا ہے ایرج پکارا کہ اے دیوانے مین تجھسے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مار لو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پائے تمام فرعون پرست
ایرج پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آپڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از زر پرستان روزگار ہے اور آگے بھی آپ ایرج
کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہوجیے لقا نے کہا اے بختیارک مین نے ستر ہزار برس پیشتر ہی تقدیر
کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ مارو فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہوا کہ لقا فرعون سے
باغی ہوگیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن لاکھون آدمی اس
لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بہت عزت وحرمت سے بارگاہ مین لایا لقا
نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان مین نے آگے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب ہاتھ میرا ہے اور
دامن آپ کا ہے ایرج بولا اے زمرد شاہ مین نے جو تجھسے وعدہ کیا ہے وہی ہوگا کہ بعد قتل حمزۂ صاحبقران
کے تجھین قیطولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت برہم ہوا کہ لقا سے
سمجھونگا مگر ایرج نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک نے کہا
کہ اے ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر دیوزاد ایسا موجود ہے حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین آئیگا تم
کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا اے بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہے بختیارک بولا کہ حمزہ
کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جاکر حمزہ سے مانگ لائیے یا یہ کہ اسد کے پاس کرہ بن اشقر اور
مادیان بحری ہے اُنمین سے ایک مانگ لیجیے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر حمزہ سے
جاکر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزۂ صاحبقران مین جب دربارگاہ پر
پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہے فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین
آیا ایرج نے کئی جام پیے کہ دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ او ایرج کیونکر ادھر آنا ہوا
عرض کیا کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمائش کرون جو غالب ہو وہ
صاحبقران ہو امیر نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپ کے پاس اسباب صاحبقرانی ہو وہ میرے
پاس کہان آپ اس اسباب کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپ کے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے
امیر نے فرمایا کہ اچھا تم خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہو مین عاریتاً تمھین دیتا ہون
ایرج نے کہا مجھے قبول ہو امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آئے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ ای
سیہ قیطاس ہمنے تمھین عاریتاً دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہو تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہماری
اولاد مین ہو کوئی غیر نہین ہو خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ ابھی لیجاؤ ایرج خنگ کو
لے کر روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زیر نگمیرہ اُسے بندھوایا آپ کھانا کھاکر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا
چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئی
نقیب نہیب دیکر چلے گئے ایرج نے پورا راگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان
مانگی کہا جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہو ایرج بادگر مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان
مین آیا دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعنون مین نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے تلوار
ماری ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخرکار ایرج بہرام کو گرفتار
کرکے لیگیا دوسرے روز جمہور جانسوز تبرزن نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام
نہ چلا نوبت کشتی پر آئی دو شبانہ روز کشتی رہی آخرکار رنگ جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین باندھکر عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھرا خاصہ کھاکر آرام کیا دوسرے روز
طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے
ایرج نے میدان مین آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہان تک کہ کل
سرداران حمزہ صاحبقران سوا علمشاہ اور قاسم بدیع الزمان و نور الدہر ولندھور و مالک اژدر
و کرب دیہا شم کے اور سب گرفتار ہوئے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہو کہ کل حمزہ سے
مقابلہ کرونگا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو بھی ہو چکا ہو کل مین سامنا
کرونگا خدا میری آبرو رکھ لے تو بڑی بات ہو دونون لشکر دن مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپس مین کہے
لگتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو ایرج ایسا زبردست ہو کہ اتنے سوار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تمام
ہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہو عجب طرح کا غدر ہو سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار
کی دھار دیکھتا ہو کوئی سیف کو تیز کرتا ہو کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہو کہ کل کفار سے سامنا ہو ادھر لشکر
آفتاب پرستان مین بھی ایک ہل چل ہو کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر یہ اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہو تو
حمزہ کو زیر کر لیگا کیونکہ اتنے سردار اُسکے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح
آیا شاہ خاور تخت نور پر جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین حمل تا قاف سے

تا قاف بٹھا دیا لشکرون مین در دیان بجین اہل اسلام اذانین لیکر مصروف نماز ہوے آفتاب پرستون مین با
نیر اعظم آفتاب تابان کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ مین مصروف ہوا سلاح حرب تن پر آراستہ کرکے متوجہ عرصہ کارزار
ہوا ادھر حمزہ صاحبقران بعد فراغ فریضۂ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوے کہ ای کارساز
بے نیاز اس پیرانہ سالی مین شرم میری رکھو کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہی۔
و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر جسے چاہے تو عزت دے جسے چاہے تو ذلت دے اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ عمرو بھو بچار اور امیر کی یہ حالت دیکھکر پکار اکر پروردگار دعا
حمزہ کی مستجاب کر اس ضعیفی مین اسکی مدد کر امیر نے پھر کر عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور
ضعیفی کے دعا کر رہا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکھو اپنے دل مین غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہوگی جسنے
تجھے صاحبقران کیا ہو وہی مدد گر ہیگا خوش و خرم سوار ہو کر لشکر میدان مین ہو پہنچگیا ہی امیر اُسوقت مسلح و کمل ہوے
مقبل صندوق تبرکات پیغمبرون کا لایا فرمایا کہ اسے لیجاؤ کہ ایرج مجھسے منع کر گیا ہی اور قریب اشقر کے آکر اسے پیار کیا
اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی پر آئے سب سردارون نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی برآمد ہوا امیر نے سلام کیا چوبدار
نے سلام کروایا پھر اور سردارون نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت دنقارہ بجتا ہوا اسلامی آرٹی ہوئی آکر
قلب سپاہ پر تخت بادشاہی قائم ہوا گرد دار دست راس دو دست چپ پرے باندھ کر کھڑے ہوئے امیر بہ مرتبہ
صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھکے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوے اُدھر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا فوج
اُسکی نیچے گنبد کے کھڑی ہوئی اُدھر سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی کہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونون ایک
تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان خنگ سیہ قیطاس پر سوار دریاے آہن مین غرق پیچھے نو لاکھ آفتاب پرست
حلقہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند روش بدوش آگرد دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے تیرداورون نے
نکلکر درخت کاٹ کر پھینکدیے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیب نکلکر نہیب دینے لگے کہ کہان ہو رستم کہان ہو سام
کون نامدار ہو کر نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے
مٹا دے انکا نہیب پیکر نکلجاتا تھا کہ ہر بہادر کی رگون مین خون جوش مارنے لگا امنگین بڑھ گئین پیرون کے بھی
ولولے جوان ہو گئے ہر شخص آمادہ مرگ مہیاے قضا تھا کہ یکایک لشکر مین آفتاب پرستون کے علماے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرّہ دم گاؤ دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج نے پو داباگ کا لیا مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو ہاتھ
مین ہاتھ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہی ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو جھکا کر بگد ریان کرتا ہوا
میدان مین آیا کہا لاؤ ہمارا اسباب اسلحہ شوری اُسیوقت چالیس ہاتھی کہ سونڈون مین اُنکے تلوارین بندھی
ہوئی تھین ایرج آکر اُن فیلان مست پر گرا اُن سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتھی کا بھسونڈا کھینچ لیا
کسی کے دانت گھسیٹ لیے کسی کی مستک پر گھونسا مارا کہ سر پھٹ گیا کسی کو ڈھکیل دیا اسیطرح چالیسون
ہاتھی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین و آفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان مین پیوستہ کر کے طرف آسمان کے
مارا کہ وہ گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار مین پہلے تیر کے در آیا اور اسے لیکر بلند ہوا
وہ گرا نہ تھا کہ تیسرا تیر مارا وہ اسکو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اوتارا ہر طرف سے صداے احسنت و مرحبا
بلند ہوئی پھر نیزے گے ہاتھ نکالنا شروع کیے نیزہ ہاتھ مین گھوڑا رو مین چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گھوڑے کے

پیٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہوکر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان جھنگلین نشان نیزے پر
روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قائم کیا ایرج نے
جھپٹکر گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہوگیا اور ایک تالاب بنگیا پھر فرروزون نے زمین کھود کر اُسے نکالا اور میدان
مین قائم کیا ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج
نے جھپٹکر ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم ہوا ہر طرف سے
شور احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے
مین خوشہ مروارید نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اُڑا دیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار
ایک ہی موتی اُنمین سے اُڑ جاے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اُڑا دیا اور دوسرے خوشے کو جنبش
بھی نہوئی القصہ ایسی سلحشوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہوگئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین
پکارا نعرۂ ایرج - منم ایرج شاہ عالیجناب + کہ ہستم غلامی رہے آفتاب + اگر قطب دوران یاری کند +
فلک رحم بر خاکساری کند + اور آواز دی کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے
امیر نے یہ آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان فرق کرو عمرو نے کلاہ نمدی اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ
صاحبقران خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوگئے آکر امیر کو گھیر لیا امیر سامنے تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے
سلام کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوا دیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب رُوئے کہ بادشاہی میری
آپکے دم سے ہے خدا آپ کی عزت و حرمت رکھے اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا امیر نے جام پی کر تنگ دم کیب
کو جست کیا اور سوار ہوکر باتند باد تند کے وہان سے چلے یہان تک کہ متصل ایرج نامدار پہونچے اور تلوار کھینچی
اُسنے گھوڑا چمکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سمون پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اُڑ گئے اور اسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا
سرپٹ چلا گیا چہار طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے ایرج کی رنگت زرد ہوگئی
امیر سامنے ایرج کے آئے ایرج کا وزن ہوا کہ کوئی پانچ قدم اشقر پیچھے ہٹا اور چھ قدم خنگ پیچھے سرکا اب
ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام بہ تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا تھا کہ بعد میرے فرنگوشیہ اور
اختر کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز تھا فرنگوشیہ مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین نے اُسے بر روے ہوا
روکا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اُتار کر دی کہ با اختر مین نے تجکو دیا اور گیتی افروز کو کہ قاسم مجھسے زبردستی
لیگیا ہے وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سُنا آزردہ ہوکر کہا کہ ای
آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ایرج نے کہا آپ پہلے
اپنا حربہ کر لیجیے فرمایا یہ نہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی آخرکار امیر نے نیزہ ایرج
کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور دوڑکر اپنے عربیے سے گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو پر جو کوہ پیندرہ سو من کی ضرب اُٹھا کر پکارا یا حمزۂ صاحبقران غضب کیا آپ نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا خبردار رہیے گا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے
اپنے گرز پر روکا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست دگر ندارم پناہ تو دارم
یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز تڑاتڑ آنے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون تک کر ہوگئے
طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جس طرح ستون گرز سے تھے اسمین خلل

نہ واقع ہوا مگر زمین شق ہوئی اشقر کے دونون زانو زمین سے جا لگے مُنہ زمین پر اس زور سے پڑا کر دو دانت ٹوٹ
گئے اشقر تھر تھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے آفتاب پرستون مین غل ہوا ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم عمرو دو
گرد گرد کے چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہین اشقر کے مُنہ سے لہو جاری ہے عمرو نے پکارا حمزہ ہوش مین
آؤ کہ حریف زیادتی کر رہا ہے امیر ہوشیار ہوئے اشقر کو اُس حال مین دیکھکر اُتر پڑے اسد کے پاس سے
مادیان بحری کو منگوایا اُسپر سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت
پھر ہوئی اور کمر مادیان کی ٹوٹی تڑپ کر مر گئی اب امیر نے کرہ بن اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور
خنگ سیہ قیطاس پر آپ سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دو دستی کہ خنگ سیہ قیطاس بھی تھرتھرا
گیا جب امیر گرد سے نکلے تو دیکھا کہ خنگ کا تپ رہا ہے اُتر پڑے اشقر پکارا کہ آقا مجھی پر سوار ہو جیسے میری زندگی
مین دوسرے گھوڑے پر نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوئے ایرج سے کہا کہ تین ضربین تیرے ہاتھ کی مین سہہ چکا
اب ایک ضرب میرے ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہون امیر گرز اُٹھا کر چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی
دو دستی گرز مجھپر لگائیے امیر نے دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر روکا دونون گرزون سے شرارے
آتش کے نکلے جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا کرہ بن اشقر زمین مین سما گیا کمر مرکب کی ٹوٹی ایرج بیہوش ہو گیا
ہر سر مو دہن ہو کے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ تنورہ گرد مین تھا امیر نے پکار کر کہا کہ
صاحبو اگر اسکی خبر لو تو دیکھو کیا گذری شابور دوڑا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہے پانی کے
چھینٹے دے کر ہوش مین لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو تڑپتے دیکھا کود پڑا تڑپ کر مر گیا ایرج پھر خنگ پر سوار
ہوا اور تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے با سیب سپر پر وار ایرج کا رد کیا راوی کہتا
ہے کہ جنگ ایرج مین امیر کے بدن پر اسلحہ پیغمبران سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کروا ڈالا تھا غرضکہ امیر نے اپنی
تلوار ایرج پر ماری اُسنے بھی پشت شمشیر پر روکی یہان تک تلوار چلی کہ تیغون کی آریان بنگئین آخر تلوارین
ہاتھ سے پھینک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریبان ہوئے اور ایک روایت یون ہے کہ بعد کرہ کے
مارے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا ایرج اشقر پر دوڑا
اور کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نچ گئے اشقر غضبناک ہو کر مُنہ پھیلا کے دوڑا اور چاہا کہ سر ایرج
کا دھڑ سے اُتار لے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا اے ایرج یہ کیا کیا تونے کہ بال اشقر کے نوچے اگر مین
اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضائع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا اے ایرج اب کشتی ہماری تمہاری
باقی رہی وہ بھی ہو جائے ایرج نے کہا کہ مین موجود ہون دونون دامن گردان آستینین چڑھا کر سرگرم
تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو دونون طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینون کا ہر طرف
سے ہجوم سب کو اس اشتیاق مین کھانا پینا حرام کہ دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب
اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز عصر کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریل کرکے چلا امیر دم کے بھروسے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہین آٹھ نو قدم تک ایرج ریل کے گیا وہان جا کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے
زمین سے آشنا ہوئے مگر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہو سکا لنگر
امیر کا نہ اُکھڑا ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ مین اتنا زور کر چکا اب آپ بھی زور کیجیے امیر نے اُٹھکر بازو ایرج
کے پکڑے اور ریلکر لیچلے تو دس قدم لیگئے وہان پہونچکر جھٹکا دیا دونون گھٹنے زمین کو جا لگے مگر تڑپ کر

لنگر مار کر پشت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر نے بھی ہاتھ اُٹھا لیے اور کہا اے ایرج ہم تم ہر لڑائی مین برابر رہے مآل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا کیا جائے امیر نے کہا اے ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہو عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیان ہمارے تمہارے ہو چکین ایک جنگ عربی باقی ہو ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہو فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو مین زور کرون مین بیٹھون چار زانو تم زور کرو جو جسپر غالب ہو وہ صاحبقران ہو ایرج نے کہا یا امیر باتو فیر چار زانو بیٹھنے مین لنگر تو قائم ہو نہ سکیگا مقرر ایک دوسرے کو اُٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے مین بیٹھونگا تم تین زور مجھپر کرو اگر تمنے مجھے اُٹھایا تو بہتر نہین تو پھر مین تمپر زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس کشتی کو جانے دیجیے مین آپ برابر ہون نصف ملک مین آپ صاحبقرانی کیجیے نصف مجکو دیجیے فرمایا کہ اے ایرج دو چھریان ایک میان مین نہین رہ سکتین دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دو درویش در گلیمے بخسپند اے ایرج دو صاحبقران نہین رہ سکتے ہین بغیر فیصلہ ہوے کچھ نہو گا اس سے بہتر یہ ہو کہ پہلے مین چار زانو بیٹھتا ہون تم اگر مجھپر زور کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہو پہلے ایرج کو بٹھال امیر نے نہ مانا چار زانو ہو کر بیٹھے ایرج نہایت خوش ہوا کر اب تو نے امیر کو اُٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہ گری مین یگانہ آفاق ہین مگر یہان آپ چوکتے ہین اگر آپ سوار آہن بنکر بیٹھینگے یا اہرمن زمانہ ہونگے تو مین آپ کو اُٹھا لونگا فرمایا تم سچے ہو دیکھین کیونکر اُٹھا لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان اور زور کیا لنگر صاحبقران کا اکھڑا ایرج آہستہ آہستہ اُٹھائے جاتا ہو اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج نے اُٹھا لیا یہانتک کہ کمر تک اُٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت زرد ہو گئی عمرو پکارا کہ اے حمزہ بسبب پیری کے تو ناطاقت ہو گیا ہو بلا کر پہلوان عادی کو کمر مین تیری باندھ دون کہ لنگر تیرا بھاری ہو جائے امیر نے جو یہ کلمہ سنا غیظ وغضب طاری ہوا مانند ماہی بے آب کے تڑپے کہ کمر بند ٹوٹ گیا زمین پر گرے اور کمال طیش مین لنگر مار کر نصف ران تک غرق ہو گئے ایرج نے امیر سے کہا کہ ابکی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ ہاتھ سے میرے گر پڑے ابھی دو زور میرے باقی ہین امیر نے کہا اے ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اُٹھیگا تم شوق سے زور کرو ایرج نے کمر بند خوب کسکے باندھا اور پھر زور کیا ابکی لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا اے ایرج دیکھا تو نے اُسنے کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہو امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا زور کیا پھر بالکل لنگر نہ ہلا تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا امیر نے پوچھا اے ایرج کیون ہاتھ اُٹھایا کہا کہ دروغگوئی بہادرون کو پسند نہین آتی مین نے آپ کو سب طرح آزمایا دیکھا مین نے کہ مین آپ کا کچھ نہین کر سکتا ہاتھ اُٹھا لیا اب باری آپکی ہو امیر بولے تمنے تین زور کیے تو مین بھی تین زور کرون ایرج بولا آپکو اختیار ہو مین آپکے سامنے بیٹھتا ہون فرمایا کہ اگر مین نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو مین راہ خدا پر چھوڑتا ہون دوسرا زور واسطے خلق اللہ کے کہ سات روز سے بیخواب ہین ایک زور مین تمپر کرتا ہون اُس ایک زور مین اگر مین نے لنگر تمہارا توڑ ڈالا تو فبہا نہین پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار رہو کہ مین نعرہ کرتا ہون ایرج نے کہا صحرا کشادہ ہو جتنا جاہے غل مچائیے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگون کو خبردار کرو کہ مین نعرہ کرتا ہون عمرو نے کلاہ نمد سر سے اچھالی سب آگاہ ہوئے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال نکال کر اپنے کانون مین اور گھوڑے کے کانون مین سب نے دی کہ امیر نے دوہری زنجیر کمر مین ایرج کے خوب کسکے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے غرش کر کے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا نعرہ امیر چنان نعرہ زد میر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف +

یکے نعرہ زد آن نخلقش دگر ☆ کہ آہن دلی را دریدہ جگر ☆ زور جو کیا لنگر ایرج کا اُکھڑا پہلے زورمین تا بکمر لائے
دوسرے زورمین تا بسینہ تیسرے زورمین سر سے بلند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا نورالدہر نے اسعد
سے کہا کہ مجکو بھی صاحبقران نے یونہین زیر کیا تھا مگر امیر نے ایرج کو سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بندھ
گیا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھکر مشکین آصفائے باصفاے
باندھین کر اور کمند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے
پاس رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت
کیا جائیگا طبل بازگشت بجواکر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا آفتاب پرست
نہایت پریشان کمال اُداس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی ہوا ای
لقا چلکر فرعون کے شریک ہوا اُسنے کہا جو تیری راے یہ تو فرعون کی طرف روانہ ہوا مگر امیر آکر داخل
بارگاہ ہوئے دربار نہ کیا خاصہ کھاکر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین کرسی اقرو
کے آکر بیٹھا دونون بیٹے ملک زاد و ملک شاہ دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ای فرزند
اس آفتاب پرست نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب گویا سرپر
آکر موجود ہوا بہتر یہ ہو کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہو اُسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہو لیکن خواجہ عمرو
کو طمع دے کر قتل کیجیے یہ صلاح کر کے سیارہ عیار کو بلاکر کہا کہ تم جاکر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ نے
عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا مگر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کرکے اپنے شاگردون سمیت
چوکی دینے کو بیٹھا کہ سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہو عرض کیا خلوت مین عرض
کرونگا عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم نے آپ کو یاد کیا ہو عمرو نے کہا اولاد حمزہ کی بہت ہین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا کچھ
دینے کو بلایا ہو اور واسطہ خدا کا دیا ہو کہ مجھے کچھ ضروری کام ہو لحظہ بھر کے واسطے ہو آئیے عمرو بولا واسطے خدا
کے جان تک حاضر ہو اُسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھکر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے
پاس بٹھایا دو توڑے پیش کیے کہ یہ آپ کی نذر ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بلایا
ہو قاسم نے کہا دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام
کیا ہو اگر یہ مسلمان ہوا تو بڑا غضب ہوگا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جائے لاکھ روپیہ دیتا ہون گر
آپ ایرج جوان کو میرے سپرد کیجیے کہ مین اسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا اور
تو نے اُسے قتل کیا تو حمزہ تجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ
جواہر کا کھول کر دیا کہ یہ بھی حاضر ہو عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل سے کہا کہ یہ
مال و اسباب ہاتھ تو آتا ہو مگر خطرہ جان ہو ای عمرو سونے کی کٹاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا بھاڑ مین پڑے وہ
سونا جس سے ٹوٹے کان یہ خیال دل مین ہو مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منھ مین بھر آیا۔ دریاے فکر مین غوطہ
مارا بعد تھوڑی دیر سر اُٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کر کہ نہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست راہی
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آؤ پیچھے خیمے کے کھڑے رہو مین سب کو
وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالکان صندوق جواہر آؤ اپنی امانت لو تم اُسی وقت اپنے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اُسکے مین شور و غل مچاؤ نگا کہ کوئی ایرج کو مار گیا
اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام ہونگے اور کام بھی ہو جائیگا قاسم یہ سُنتے ہی گلے عمرو کے لپٹ گیا کہا سبحان اللہ
کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جاکر تدبیر کرون قاسم نے کہا بسم اللہ
وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور آیا ہو گا کہ دیکھا ایک
آفتاب پرست لشکر اسلام سے پھرا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے راستے مین کمند بچھا کر پوشیدہ
ہوا جب وہ آفتاب پرست اُس جگہ پہونچا عمرو نے جھٹکا دیا وہ گرا آگر بیہوش کیا اور پُشتارہ باندھکر
اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو بیچا کرسی اور جگہہ پوشیدہ کر دیا اور اُس آفتاب پرست کو ایرج کی صورت
بناکر غل و زنجیر مین گرفتار کرکے بٹھا دیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹا دیا تھا کہ کسی پہ یہ راز ظاہر نہو اب
سب کو بلا لیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہو کر آیا پشت خیمے کے کھڑے
ہو کر کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹا دیا کسی کام کا بہانہ کر دیا اور آواز دی کہ ای مالکان
صندوق آؤ اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سُنتے ہی چوب خیمہ کی اُکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے
قاسم دیکھتے ہی غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہو گئین کانپنے لگا پکارا کہ او نرازبچے خوب تو نے مجکو بدنام کیا تھا
اور تلوارین کھینچکر جو گرے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا خیمے سے نکلکر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا
کہ کوئی آکر ایرج کو مار گیا اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہائے زبدہ آفتاب پرستان وای شاگرد رشید عمرو
کہ اور عیار بھی عمرو کا نالہ سُنکر دوڑے ہوئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی
تین شخص گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے مین نے مارے خوف کے اُنکے سامنا نکیا وہ صاف نکلگئے عمرو
صبح تک بلبلایا کیا صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جا بجا کرسی ذنگلون پر حسب مراتب کرفروکش
ہوئے امیر نے فرمایا عمرو سے کہو کہ ایرج کو لے کر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریار شب کو پہر رات رہے کئی شخص
خیمے مین گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے سے عمرو اُسوقت سے اب تک رو رہا ہے امیر یہ سُنتے ہی گریان ہوئے اور
فرمایا کہ افسوس ایرج ایسا بہادر تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روئے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا لیکن ہائے کا نعرہ
مارا خاک اُڑانے لگے گریہ جاری تھا بدیع الزمان نور الدہر و اراب کشور کشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی
اتنے مین لاش ایرج کی اُٹھکر سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ ای مقبل جلد جاکر عمرو کو لاؤ مقبل
اُسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے جو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت
خوش و خرم ہے ہرگز رنج و الم چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین
کہا کہ سوا قاسم کے کسی اور نے نہین مارا ہے یہ اُسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اُسنے بدنام کیا تھا اُسنے عمرو کو
رشوت دی ہوگی کہ اتنے عرصے مین مقبل جاکر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک
بیٹھے ہین اور روتے ہین غم و غصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کرکے
ایرج کو تمھارے سپرد کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مار گیا اور اُسکے
قاتل کا بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ ای شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان
کرو عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار مین تین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور
مسلح مکمل بے تحاشا خیمے مین گھس آئے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت اُنکی تھی کہ مین بدحواس ہو گیا

منھ بند ہوگیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ بہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوئے ایرج پر جا پڑے
مارے تلوارون کے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے مین نے غل مچایا ایک ایک
کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھون کدھر جاتے ہین کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد باریک گردن یہ سب باتین
مکاری کی ہین تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو
کسی کو ہوگی کہ مین نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور مین اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری
کی گفتگو مجھے پسند نہین آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے
تاکہ ایرج کے ساتھ دفن کرون اور قسم ہے مجھے کہ اگر بغیر مارے چھوڑ دون تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھون چوبدار
نے جانے مین تامل کیا فرمایا خیر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور با شمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا ای طوطہ چشم
بے دید تو کیون اسقدر برہم ہوتا ہے ایرج کو مجھے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑ دے مجھے کہ مین ایرج کو لاکر تجھے
سپرد کرون فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہے کہ مین تجھے چھوڑ دون تو بھاگ جائے عمرو نے کہا مین لندھور کو ضامن
دیتا ہون یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران مین عمرو کا ضامن ہون اگر عمرو بھاگ جائے
تو آپ اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا لندھور تم اسمین دخل نہ دو کہین مرے زندہ ہوئے ہین لندھور
بولا کہ حضور عمرو کو چھوڑ دین مجکو اسکے عوض قید کرین امیر نے فرمایا کہ واللہ مین تجھے عمرو کے عوض مارونگا لندھور
پکارا مجھے قبول ہے امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا لندھور کو قید کر لیا عمرو نے کہا ای دارائے ہند مین ابھی ایرج کو
لاتا ہون تم کچھ وسواس اپنے دل مین نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہین ہے القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے
اپنے بیٹون سے کہا کہ یہ معاملہ کیا ہے ماہ ملک شاہ نے کہا اے پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہین عمرو اس حیلے
سے اپنی جان بچا کر چلا گیا ہے آپنے اُسکو مار ڈالا مردہ کہین زندہ ہوا ہے ادھر امیر لندھور سے فرما رہے ہین کہ
تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوئے ایک مکار کے لیے مین دو چار گھڑی انتظار کرتا ہون لندھور سر جھکائے بیٹھا ہے
امیر فرماتے ہین کہ کبھی عمرو پر تاکید کر دو اپنے لوگون کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لائے لندھور عرض کر رہا ہے کہ بہت اچھا
کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لے کر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہان امیر نے جلاد سے کہا لندھور کو
قتل کر جلاد کو تامل ہوا ہے خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکایا کہ اتنے
مین عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کر دیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش
ہوئے مگر خیال آیا کہ شائد عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھلاؤ ملازمون نے
اُسی وقت گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر پر بٹھایا
قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہے نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے تیرے ساتھ دغا کی خیر دیکھو تو کہ اب کیا ہوتا ہے
مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمین خوب آزما چکے اب ہم تم پر غالب ہوئے بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ایرج نے کہا
کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر مین ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہے مین اسے کیونکر
چھوڑون یہ کبھی نہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نور الدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ لیجاؤ صحبت عیش
برپا کرو اور اُسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تامل بایدت ٭ جب
اسکا غصہ فرو ہو گا جب یہ سمجھیگا نور الدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی
اسد سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی تورج داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

صحبت گرم ہوئی جام مئے ناب گردش مین آیا ہر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہین
امیر نے ہم سب کو زیر کیا ہو ہمنے اطاعت اختیار کی ہو ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
تمھارے یہی گفتگو رہتی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمھارا مقدمہ فیصل ہو جائے کہ ایک جگہہ رہین اب خدا نے فیصل کیا
تم پھر کیون انکار کرتے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہو آفتاب و مہتاب دو ستارے ہین اور یہ بھی اسی کے
محکوم ہین دیکھو کہ آفتاب رات کو نہین رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہین نکلتا کیا حکم ہو اُسکا برادر خدائی پروردگار عالم
اور ایسے قادر مطلق کو زیبا ہو اور سزاوار ہو اور کوئی سوا اُسکے خالق نہین ہو خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا مگر ایرج
نے جواب صاف دیا کہ مین دین اپنا چھوڑونگا مجھے مارے جانا قبول ہو ناچار صبح کو امیر پاس لائے حال
بیان کیا امیر نے بار دگر زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الٰہی مین جنبان کیا اور اسقدر حمد و ثناء خالق بیچون
کی بیان کی کہ سب کی زبانون پر صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی گوش دل سے سُنا اور جی مین قائل
ہوا کہ بیشک یہی دین برحق ہو مگر جوش شجاعت مین سر اُٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر مین مسلمان ہوا تو کیا دیجیے گا اور اگر مسلمان
نہونگا تو کیا کیجیے گا فرمایا کہ ای ایرج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندون نور الدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا
ارادہ ہوگا وہی کرونگا اور اگر مسلمان نہوگا تو قسم ہو خانۂ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نہ رہوگا یہ سُنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب
کا کلمہ کہا آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہو گیا امیر آپ کو قسم ہو کہ میرا سر بدن سے
جدا کیجیے جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب مین مسلمان نہ ہونگا اور جلد جلاد کو بلائیے تاکہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤن
عمرو نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہین ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہر فشان سے نصیحت کرین غضب ہی
اگر تم نہ مانو اور کلمہ سخت زبان پر جاری کرو کسی وقت سوائے حمزۂ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجکو ہر وقت
لوگ کہا کرتے تھے یہ فروش بچہ بازاری تاجرزادہ کہا کیے ہین مین نے اگر حمزۂ عرب کہا تو کوئی بری بات نہین کہی اور مین
تو آمادہ مرگ مہیائے قضا ہون جو میرے جی مین آجائیگا وہ کہونگا امیر یہ کلمہ سُنکر بہت برہم ہوئے رنگ و متغیر
ہو گیا فرمایا کہ یہ واجب القتل ہو قاسم اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ مین بسزا پہونچاؤن اور اگر اسے
مجھے عنایت نہ کیجیے گا تو قسم ہو روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ریش مبارک حضور مین اپنے کو ہلاک کرونگا
فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہو لیجا کر اسے تیرباران کر ایرج تو یہ سُنکر سرنگون ہوا قاسم نے سر زنجیر پکڑ کر کھینچا کہ آ او
آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا تار گردن مین ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھین ایرج کی غصہ سے
لال ہو گئین اور ایسا جھٹکا مارا کہ سر از زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کر کے قید توڑ ڈالی اور خنجر ایک
شخص کا چھینکر قاسم پر دوڑا پکارا کہ ای خاوری کہان جائیگا اب امیر نے جو دیکھا رگ ہاشمی جوش مین آئی دنگل پر
سے اُٹھے کہ او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا امیر نے
ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی مین مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا کہ لیجا کر قتل کر
عمرو اور قاسم ایرج کو لے کر باہر چلے اندر سے بارگاہ کیطرف اُردو بازار کے لیے چلے بارگاہ حشامی مین ناموس تھا
تمام خواتین رابعہ اطلس پوش گردیہ بانو گوہر ملک وغیرہ سب عورتین دیکھنے کو آئین اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگین گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیون مین بھر آیا مہر مادری حرکت مین آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیون رو رہی
ہو کیا ایرج کے لیے غمگین ہو گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کرون مین جب ایرج کو دیکھتی ہون دودھ

چھاتیون مین میری بھر آتا ہی اور مہر مادری جوش مارتی ہی گوہر ملک یہ سنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہی وہ تمکو چاہتا ہی تمھین اسکی
محبت ہی شعر دل را بدل رہی ست درین گنبد سپہر ✤ از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر ✤ دیگر دلے داند کہ او
آگاہ باشد ✤ کہ از دلہا بدلہا راہ باشد ✤ گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دودھ کیا ہی یہان تو یہ
باتین ہین مگر قاسم ایرج کو کوتوالی چبوترے پر لایا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کر اسی وقت اسباب
سیاست موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکے جدا کر کے ملک باختر
مین بھیجونگا تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ
قاسم سے اتنی سعی میری فرمائین کہ قتل مجھے شوق سے کرین مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران
نہ کرے دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اسکا ہرگز جدا نہ کرنا
اور اگر کہا میرا نہ مانیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہی کہا کہ جیسا آپ
فرماتے ہین ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ اسکے دار پر کھینچو ہی گفتگو
تھی کہ نورالدہر اور اسد اور داراب اور خورشید ہو پہنچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے
ہو ایرج بولا قول مردون کا ایک ہی جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نہ رسد
وعدہ ہر کار کہ ہست ✤ سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست ✤ تا بر دے گرمی نہ زمستان نخشند ✤ پر گل نشود دمن ہر خار کہ ہست
سب سمجھا کر تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوے پھرے قاسم نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا دیر
لگائی ہی ذوالخمار ایرج کے پاس آیا لباس اسکا اتارنے لگا قاعدہ جلادونکا ہوتا ہی کہ جسکو گردن مارتے ہین لباس
اسکا اتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہو ایرج کو برہنہ کر کے نطعہ پر بٹھایا خط سیاہ گردن پر کھینچا نگاہ ذوالخمار
کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازو بند بہت نایاب دیکھا اسے کھولا قاسم نے کہا کہ یہ کیا ہی ذوالخمار بولا کہ تعویذ ہی اور
کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اسکے ہاتھ سے لے لیا اسد و نورالدہر و بدیع الزمان وغیرہ سب
تھے عمرو نے دیکھا پہچانا کہ یہ بازو بند قباد کا ہی کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیوبند
کو دیا تھا امیر نے جب قارن کو مارا ہی تو مین نے بازو بند اسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بیچا تھا
عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نکرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازو بند دکھا آؤن یہ
کہکر جلد خدمت صاحبقران مین آیا اور بازو بند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لائے
کہا کہ ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اسپر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جا کر اسے لاؤ
عمرو روانہ ہوا یہان قاسم ذوالخمار سے کہ رہا ہی اس آفتاب پرست کو جلد دار پر کھینچ وہ کہ رہا ہی کہ عمرو کو آلینے دیجے
قاسم برہم ہو کر اٹھا تازیانہ اٹھایا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو پہونچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی
جلد لے چلو ناچار ہو کر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر با توقیر کے لایا امیر نے اسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا اور فرمایا کہ ایرج سچ کہ کہ یہ بازو بند کہان سے لایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے
بازو پر بند یہ دیکھا تھا مجکو معلوم نہین کسنے باندھا امیر نے فرمایا تو میری اولاد سے ہی پھر فرمایا کہ اے ایرج اسلام
اختیار کر ایرج نے کہا کہ کلام مردون کا ایک ہی جب تک کہ حقیقت بازو بند کی ظاہر نہوگی مین مسلمان نہونگا اور
مجھے کیونکر یقین ہو کہ مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یا امیر توقیر
جسوقت مجھے علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہی مانند سلیمان فارسی کے موت سے بچایا ہی کہ نیند حوائی مین سے

استدعا کی کہ یا حضرت ایسا زور مجھے عطا ہو کہ مین ایرج کو پکڑون اور قتل کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج
نسل بنی ہاشم سے ہو سوا امیر کے اور کسی کی قدرت ممکن نہین ہو کہ اُسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اُسکے قتل کا نہ کرنا
کیونکہ بہت جلد اسکا حال کھلجائیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسکو تاجزادہ نہ کہنا اور مین نے یہ مقدمہ میدان مین بھی ایرج
سے بیان کیا تھا ایرج نے کہا سچ ہو مجھے یاد ہو کہ تمنے کہا تھا مگر مجکو کیونکر معلوم ہو کہ مین اولاد صاحبقران سے
ہون میرا باپ زندہ و سلامت موجود ہو کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہو
کہ ایرج آپ کی اولاد مین سے ہو یا نہین یا صاحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازو بند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے
ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ مین نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیا تھا تم جا کر اُس سے پوچھو کہ اُسنے کسے دیا
تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اُسنے کہا کہ مین نے بازو پر علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا
علمشاہ بولا کہ مین نے خورشید خاوری کو دیا تھا عمرو پھر محل مین آیا خورشید خاوری کو وہ بازو بند دکھایا اُسنے کہا
مین نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا قاسم نے کہا کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب پر قیطول ملاقات ہوئی
تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا ای ملکہ قاسم نے جو بازو بند تمھین باغ شبستان مین دیا تھا وہ تمنے کیا کیا گیتی افروز
یہ سنکر بہت روئی کہا کہ خواجہ کیا حال گردش فلکی کا بیان کرون جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگرون سے برف باری
کروائی ہو اہل اسلام قتل ہوئے ہین اور لوگ بھاگے ہین تو مین اور فتنہ گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگی مین حاملہ تھی راہ مین
دردزہ نے بیچین کیا کچھ درخت ایک مقام پر لگے تھے اور چشمہ آب تھا وہان مین اُتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند
آفتاب کے چہرہ اُسکا روشن تھا جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود مین ڈال دیا کہ اُسیوقت فتنہ کے درد نے
شدت کی اور اُسکے بھی لڑکا پیدا ہوا وہ تمھارا لڑکا تھا اُسکو غسل دیا کہ اُسی وقت ایک جانب سے گرد اڑی مین
خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا تعاقب مین آتا ہو بیحرمتی کے ڈر سے اُن دونون لڑکون کو دامن پیشواز مین لپیٹا اور تھیلی
جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکون کے پاس رکھدیا اور یہ بازو بند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ یہ بازو بند
ایرج کے بازو پر سے نکلا ہو مین نے پہچانا لا کر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اُسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے
ہو ای ملکہ مبارک ہو کہ ایرج تمھارا فرزند ہو گیتی افروز یہ سنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو گئی عمرو باہر آیا امیر سے
تمام حال بیان کیا قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تمکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے
بیٹے ہو ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہو اس سے یہ حال دریافت ہو تو مین بھی جانون اور یقین لاؤن امیر نے
پوچھا کہ فرخ بازرگان کہان ہو کہا کہ شہر فرنگوشیہ مین امیر نے قمرزادے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جا کر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لائے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اُسے لاؤن شاپور شیردل کہ آیا ہوا تھا ساتھ ہوا
دیو جا کر فرخ کو اُٹھا لایا امیر نے اُسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجا لایا امیر نے بیٹھنے کی اجازت
دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوئے کہ ای فرخ سچ کہو کہ ایرج تمھارا پسر صلبی ہو اُسنے کہا ای شہریار میری کوئی
اولاد سوا ان دو لڑکون کے نہین ہو امیر نے فرمایا تجھے قسم ہو اپنے دین و مذہب کی سچ کہو اُسنے قسم کھا کر کہا کہ
ایرج میرا بیٹا ہو امیر نے فرمایا کہ تم محض دروغ کہتے ہو اُسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہو نہ کہو اور کسی دیو
سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجا کر چھوڑ دے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جائے اور اگر سچ کہنے کا اقرار کرے تو
نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اُسی وقت مانند بلاے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان کی طرف چلا
دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہین بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب مین سچ سچ کہونگا فرمایا کہ ہمارے پاس لاؤ

دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہو عرض کیا اے شہریار سچ تو یہ ہو کہ مین ترکستان سے آتا تھا برابر دامنہ کوہ
کے پہونچا تھا کہ ایک درعہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب وہان رکھا اور وہ
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف و شفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر واسطے منھ ہاتھ
دھونے کے گیا بیٹھا ہوا پیر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جاکر جو دیکھا تو شاخ درخت پر
دو لڑکے کپڑے مین لپیٹے ہوے رکھے ہین مین اُنھین اُتار لایا دیکھا مین نے کہ ایک سفارشنامہ ہو اور ایک لڑکے کے بازو
پر بازو بند بندھا ہوا ہو اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہو سفارشنامہ جو پڑھا اسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے
ہو جو کوئی اسے پالیگا رتبۂ اعلے سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا اور
دوسرے کا نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہوا مین نے ان دونون کو کمال محبت و مشقت سے پالا کہ
اپنی جان انکے ساتھ لگادی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نرکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ
کہان ہو عرض کیا کہ شہر فرنگوشیہ مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہو فرمایا کہ
دیو پر سوار ہوکے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہوکے گیا ایک گھڑی
مین وہ صندوق لے کر آیا جسمین سفارشنامہ اور تھیلی رکھی تھی اور امیر کو دیا امیر نے مہر انکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی
جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا نوشتہ پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز
پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ یہ خط تمھارا ہو عمرو محل مین گیا گیتی افروز کو ہر ملکہ وغیرہ سے کہ رہی تھی کہ مجھے
جو محبت ایرج سے تھی اب تم سبھون پر حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی چھاتیون مین دودھ بھر آتا تھا اور مین
انکے واسطے روتی تھی اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرتی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی
ہو یعنے ایرج کو محبت ہو تو تمکو بھی اُس سے محبت ہو سب نے کہا اے ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین مگر خدا نے فضل کیا کہ
ایسا فرزند تمکو ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو
گیتی افروز نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہو اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو پیٹا تھا وہ دامن اُس
پیشواز مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط
پہچانا کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہو غرض سب پر
ثابت ہوگیا کہ ایرج فرزند ہو ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوئے سب سردار شادان و
فرحان ہوئے امیر نے ایرج سے کہا کہ اے فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہو ایرج نے عرض کیا کہ آپنے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جوارشاد ہو
فرمایا کہ پڑھو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان ابراہیم خلیل اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ
ایرج کو حمام مین لیجاؤ ملک زاد و ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لے گئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا
امیر نے کشتیان جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ انواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج
اسطرح آئے ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر یا توقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی
امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ بالا تر بچھے ملازمون نے اُسیوقت
دنگل مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہن کر آیا نذر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم ہو کہ مارے خوشی کے

پھولا نہین سماتا ہی اور سب بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہین شاپور ہر ایک سے جھک جھک کر ملتا ہی ادھر
قاسم اور علمشاہ ایرج کو گلے لگا رہے ہین اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچائے تھے انھین یاد کر کے رو رہا ہی
نور الدہر نے آکر قاسم کو ایرج سے علیحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہی اور آپ ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب ویا
پھر اسد کرب سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور
سردار ایرج سے ملے ایرج ہر ایک سے بخلق پیش آتا ہی جھک جھک کر ملتا ہی امیر نور الدہر اسد سلیمان ثانی داراب
تورج خورشید سکندر فرخ لقا بدیع الزمان اور شاہزادے سب نے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اسکے عمرو نے
شاپور کو لا کے قدمون پر امیر کے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے سے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد
اُسکے نور الدہر کی قدمبوسی کی پھر تو شاپور شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجا لایا سب نے اُسے بہت سا مال و زر
دیا عمرو کی خاطر سے مال و جواہر کا انبار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہ مبارک
ہو کہ ایرج تمھارا بیٹا ہی ہمنے کیسا دریافت کیا گیتی افروز بیرون پیر گر پڑی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ مفت مین بیٹا لیا
چاہتی ہو کہا کہ خواجہ مین کیا آپ سے باہر ہون اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا او صاحب پوتا
مبارک ہو مگر وہی مثل ہی کر بویا نہ جوتا اللہ نے دیا پوتا مفت مین پوتے والی آپ ہوئین اور ساری محنت و مشقت
ہمنے کی بنایا سنوارا ایرج کو ہمنے خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہان سے باہر چلا تھا کہ
گیتی افروز نے کہا خواجہ مین مشتاق ہون ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ مین جا کر ایرج کو لاتا ہون تم سب تصدق
کے خوان تیار کر دو یہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر بھیجیے کہ تمام خواتین مشتاق
ہین خصوصاً گیتی افروز چاہتی ہی کہ ایرج کو دیکھون امیر نے ایرج سے کہا کہ بھئی اندر محل مین چلو ایرج اُٹھ کھڑا ہوا
قاسم علمشاہ نور الدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہو کر ایرج کو اندر لے گئے تمام خواتین
مشتاق کھڑی تھین امیر کے استقبال کو آئین ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گرد پھری بلائین لین پیشانی کو
بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بھجواتا ہی کہ یہ دادی ہی یہ چچی ہی اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا وہ لے لیتا تھا یہانتک
کہ گیتی افروز کی بارگاہ مین پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے پیر دوڑی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑ کر پیرون
پر گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت مین چھاتیون سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے
بیہوش ہو گئی تمام خواتین دوڑین گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش مین آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ
قریب تھا کہ ایرج اُنمین غرق ہو جائے انبار ہو گیا تھا مگر ایرج کا دل سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا
کمال شرمندہ ہوا جب محل سے باہر آیا اسد نے خوش طبعی کرنا شروع کی کہ کیون ایرج مدت سے تمھین آرزوے
وصل تھی اب تو وصل گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمھاری بر آئی ایرج یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد
یہ کیسی ہنسی ہی اسے چھوڑو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین آیا امیر نے فرمایا کہ بمقابل شاہزادہ نور الدہر صندلی
ایرج کی بچھاؤ ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی پروردگار اس دین مبین پر میرا خاتمہ کیجیو اور پایون کو صندلی کے
چوما جا کر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان کو بلا کر مسلمان کیجیے
امیر نے حکم دیا کہ جلد جا کر کوئی انکو لائے اُسی وقت چوبدار نے جا کر کہا کہ امیر با توقیر نے یاد کیا ہی دونون خرم
و شادان خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد
کیا کہ تم دونون دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس رہو دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

انھین خلعت دیا اور ملک فرنگوشیہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اُسکے بعد جشن ہلوکارہ
کیا اور نور وزبھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی ایسی
خوشی اور جشن مین نہ کی تھی تمام لشکر کو ادنے سے اعلے تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نرہا تھا تمام لشکر مین عجب دھوم دھام
تھی ہر طرف نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی
اُسکے آگے کوئی حقیقت نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن ندیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال وزر لٹایا تھا کہ جسکا شمار
نہ تھا حاتم کی سخاوت کی حقیقت نرہی تھی اور تمام لشکر یکرنگ سرخ پوش تھا دست راستی تک دست چپی ہو رہے تھے
وہ اتحاد بڑھا تھا کہ گویا ہمرنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور اور فرزندون سردارون کے دنگل
چہار طرف بچھے ہوئے تھے ڈورا بندھا ہوا تھا اور تمام سردار لباس جواہر نگار پہنے ہوئے تھے اور شاہزادے تو دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے تھے اور بیچ مین طائفے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی
نہایت خوشی تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام برپا کی اُسمین صحبت آرا تھا دو لاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے
حقہاے آتشبازی چھٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے وزن دکھا رہے تھے عمرو دیو جامہ
پہنے ہوئے شاپور کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوئے انواع طرح کا جواہر اُسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک
وامیہ وسیارہ وابوالفتح گلباد برق غرنلی یزک خطائی سنجر بلخی جواہر مین لدے ہوئے تھے اور طائفے بہت
اچھے اچھے سامنے ناچ رہے تھے اور مہتر قران جہتم کار تھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہی
قران کو نہایت محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہی مگر لقا نے جب دیکھا کہ
ایرج گرفتار ہو گیا بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ اب کیا تقدیر کرون مین اُسنے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ چلکر فرعون کے
پانون پر گر اور تقصیر اپنی معاف کروا کہ ابھی اُسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہی لقا نے کہا کہ تقدیر کی مین نے کہ تو جاکر صفائی
کروا بختیارک نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت خدمت فرعون شاہ مین روانہ ہوا جب دروازے پر
فرعون شاہ کے پہونچا عرض کروا بھیجی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جاکر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر لوٹنے لگا
مسخرہ پن کرنے لگا خوب فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ ای بختیارک لقا کہان ہی بختیارک نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ یا خداوند لقا نہایت شرمندہ ہی مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ ای بختیارک
دیکھا تو نے ہماری تقدیر کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کروا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر پھر
میری طرف رجوع کیا خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کی جا اور اُسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا
اور لقا کو مع سردارون اُسکے کے لایا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اُسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر
ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے کہا کہ ای فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہوگی فرعون نے لقا کو مع سرداران خلعت دیا
لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر فرعون ہوا فرعون خوش و محظوظ بیٹھا ہی کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین عرق گردین
آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اٹھا کر بد دعا دی بعد اُسکے عرض کیا کہ مقباط بیرزندان اور بہرام قیلزور کوہ مقناطیس
کی طرف سے لاکھ سوار کی جمعیت سے آپ کی مدد کو آ پہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل شادیانی
لشکر مین اُسکے طبل شادمانی بجنے لگا اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جا کر مع لقا سب استقبال کرکے لائین لقا و بختیارک
کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا سواری اُنکی ٹھہر گئی تھی جسوقت گرد تھم گئی
تو سو علم نشانہ لاکھ سوار کا دکھائی دیے بعد اُسکے اور جلوس سواری کا تھا یعنی شترنالین قیچیان بانون کے اُسکے بعد خاصبردار

بہت تکلف کے لباس پہنے ہوئے خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سامنے سے گذرے بعد اُسکے مرکب باساز و
یراق مرصع دو دو سائیس چوریان ہاتھون مین لیے ہوئے بعد اُسکے ایک پہلوان زبردست کو دیکھا کہ گرگدن
سیاہ رنگ پر سوار اور برابر اُسکے ایک پہلوان اور زبردست چلا آتا ہے لقانے ان دونون سے ملاقات کی اور ہاتھ
اپنے لیکر فرعون شاہ کے پاس آیا دونون کافرون نے فرعون کو سجدہ کیا فرعون نے دست نجس اپنا انکی پیٹھون
پر پھیرا خلعت دے کر سرفراز کیا غرض جام شراب گردش مین آیا دونون کافر جب خوب نشے مین ہوئے اُسوقت
فرعون شاہ سے کہا کہ یا خداوند کون لوگ ہین کہ جنکے ہاتھ سے آپ عاجز آئے ہین اُسوقت فرعون نے
اشارہ لقا کی طرف کیا کہ یہ بلا اُسکی ذات سے ہے آئی ہو مقیاط ببر دندان لقا کی جانب مخاطب ہوا کہ آپ
بیان کیجے حال ان خداپرستون کا لقانے بختیارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خوب بیان کریگا بختیارک نے
مسخرہ پن کرکے حال صاحبقران کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حقایہ از بردستان
زمانہ ہین مگر عنایت خداوند سے آن سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا مقیاط نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہا کہ آپ طبل جنگ
بجوائیے کہ کل ان سب خداپرستون کو مارونگا فرعون نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارے باہر جاسوسی لگے ہوئے
تھے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے اور عرض کیا کہ مقیاط کے
نام پر طبل جنگی بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی دبتا یدہ بانی بجے طبل جنگی
جو کچھ پروردگار عالم بہتر جانیگا وہ کریگا اُسی وقت عمرو بن امیہ ضمری نامدار اُٹھ کر نقارخانہ سلیمانی مین آیا
بعد اُسکے نقارخانہ جمشیدی مین گیا داروغہ نے نذر گذرانی عمرو نے نذر انکی لیکر نذر زنبیل کی اور طبل سکندری
پر سے غاشیہ اُٹھاکر دوال طبل سکندری پر مارا کہ آواز اُسکی بلند ہوئی اور تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہے
سب اپنی اپنی طیاری مین مصروف ہوئے رات بھر طیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے
ہمراہ تمام سردار ساتھ نوبت و نقارہ بجتا ہوا آکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچے تخت بادشاہی قلب سپاہ پر
قائم ہوا دست راسی دست راست کو دست چپی بسوے چپ پرے باندھکر کھڑے ہوئے صاحبقران
بمرتبہ صاحبقرانی صف سے چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر سے آمد آمد لشکر کفار
ضلالت شعار کی ہوئی کہ فرعون تخت پر سوار آگے آگے لقا فوج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہے ایک طرف کو مقیاط
ببر دندان بہرام فیلزور دونون دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوئے فوج انکی ساتھ ایک طرف کو چلے آتے
ہین غرضکہ لشکر کفار سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر کھڑا ہوا صفوف جدال آراستہ ہوئے نگین صف آرا
صف آرائی کرتے پھرتے تھے تبردار درختون کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے بیلچہ کار پست و بلند زمین کو
ہموار کرتے پھرتے سقّے آبپاشی کررہے تھے جب میدان تیار ہوچکا نقیبون نے نکلکر نہیب دی کہ کہان ہے رستم
کہان ہے سام کہان ہے اسفندیار کہان ہے سہراب کونسا بہادر نامدار ہے کہ میدان مین نکلے اور اپنے باپ دادا کا
نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے مٹادے نقیبون کا نہیب دیکر نکلنا تھا
کہ مقیاط ببر دندان نے اپنے کرگدن کو بڑھایا اور سامنے تخت فرعون شاہ کے آیا گینڈے پر سے اُتر کر
سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا فرعون شاہ نے کہا کہ جا تو سب پر غالب آئیگا مین نے اپنی ید قدرت
کے سپرد کیا مقیاط ببر دندان سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب
کیا اسطرف سے شاہزادہ جمہور جہانسوز تبرزن نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا مرکب سے

اُتر کر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہو جمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا مقیاط
سے سامنا کیا بعد از نگاورزنی ونیزہ بازی نوبت بشمشیر پہونچی مقیاط نے تلوار ماری جمہور نے مرکب کو بڑھایا
کہ قبضے پر ہاتھ ڈال دون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھتا تا دوابرو اُتر گیا جمہور نے دستانہ مارا کہ تلوار
جھٹکا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا چاہا مقیاط ببر دندان نے کہ ایک تلوار اور لگا کر جمہور کا
جدا کرے کہ فرامرز مغربی دوڑ پڑا اور پکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہو زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہو مقیاط پکارا او خدا پرست تو نے
شکار کو میرے بچا دیا اب تجھے اور اُسے دونون کو قتل کرونگا یہ کہکر تلوار فرامرز پر ماری فرامرز نے بآسیب سپر
رد کی اور اپنا وار کیا مقیاط نے بھی حربہ فرامرز کا رد کرکے پھر تلوار ماری یونہین چار گھڑی تک تلوار چلی آخر فرامرز
بھی زخمی ہوا اسی طرح کئی سردار نکلے اور زخمی ہوئے اور دو ایک شہید ہوئے مقیاط نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
شیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران تہمتن زور آور طہماس بن عنقویل دیوبر در بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا
بعد از نگاورزنی مقیاط ببر دندان نے نام پوچھا طہماس نے اپنا بیان کیا مقیاط نے کہا کہ تو تو ہمیشہ سے پرستار
تھا لقا کا اب تجھے کیا ہوا کہ خدا پرستون کے شریک ہو گیا ہو طہماس نے کہا کہ یہ دین ومذہب کا مقدمہ مین نے لقا
کو قابل خدائی نجانا اسپر لعنت کی اور اسلام قبول کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حال تیرا معلوم ہوا اب قضا
تیری میرے سامنے لیکر آئی طہماس نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ تو اپنا حربہ مجھپر کر طہماس
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین ہمارا دستور پیشدستی کا نہین ہو مقیاط ببر دندان بولا کہ میرے حربے کا طالب ہو میرا حربہ
غضب ہو خداوند فرعون شاہ کا طہماس نے کہا کہ وہ تیری جان کے اوپر نازل ہوگا جھنجلا کر مقیاط ببر دندان
نے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا تھا طہماس پر ماری طہماس نے اُسکو پشت ساطور پر روکا تلوار جھٹکا کر اُچٹ
گئی طہماس پکارا کہ او کافر تو اپنا وار کر چکا اب میری باری ہو یہ کہکر ساڑھے نو سومن کا ساطور اُٹھا کر اسپر مارا اُسنے
سپر تلوار دونون اکٹھا کرکے چہرے کی پناہ کی کہ یا خداوند فرعون شاہ تو ہی بچانے والا ہو مگر ساطور جو آکر
پڑا سپر تلوار دونون کے دو ٹکڑے کیے اور سر پر اُسکے گرا کہ خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر
سر پر پڑا کہ سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ سیماب کے گذر گیا صندوق سینہ کو کاٹ کر
شرمگاہ تک پھاٹک کو بھی ویران کرکے گینڈے کو بھی کاٹ کر زیر تنگ اُس کرے کہنہ لنگ کے بوسہ دیا غل ہوا کہ
وہ مقیاط ببر دندان مارا گیا بختیارک تو اُٹھکر تا دھنا ناچنے لگا پکارا کہ صلوٰۃ بر محمدؐ ولعنت برلات اعلیٰ
ومنات معلیٰ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ طہماس سے کیا مریگا آخرش کو مارا گیا یہ تو لقا سے باتین کر رہا تھا
مگر بھائی مقیاط ببر دندان کا بہرام فیلزور آسنے جو بھائی کا لاشہ دیکھا وہین سے گریبان کو چاک کیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے خدا پرست غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا کہ جسکا عدیل ونظیر نہ تھا مگر جاتیگا
کہان میرے ہاتھ سے نہ مارا ہوگا تجھے تو نام اپنا بہرام فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری
طہماس نے ساطور کے اوپر روکی اور رد کرکے اُسکی تلوار کو ساطور اُسپر مارا بہرام نے ساطور کو خالی دیا
اور دوسری تلوار طہماس پر ماری طہماس نے ساطور کا ہاتھ آتی تلوار پر مارا کہ تین ٹکڑے ہوئے قبضہ اُسکے
ہاتھ مین رہگیا تھا پھر اکر طہماس کے منہ پر مارا طہماس نے خالی دیا اور پھر ہاتھ ساطور کا مارا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر فرعون شاہ پکارا کہ ارے مارلواس عادی کو غضب کیا اُسنے کہ ایسے پہلوانون
کو مارا لشکر کفار دوڑ پڑا لگی تلوار چلنے ادھر سے سب سے پہلے شاہزادہ نورالدہر طہماس کی مدد کو پہونچا

بادشاہ نے لشکر کو اشارہ کیا کہ مارلوان کا فرون کو جانے نہ پائین اہل اسلام تکبیر بن کہہ کر تلوارین کھینچ کھینچ کر کفار پر
جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی مصرع ہیجان دریا در آمد بجوش + اسطرح سے بھر کر تلوار چل رہی تھی کہ تیغون
کی قیچیان لگی تھین اوراق جیبون سے سوائے کفن کے دوسری چیز قطع نہ ہو گی اور خون اسقدر بہا تھا کہ سبزہ بھی
اُس سرزمین پر نہ آگیگا اگر آگیگا بھی تو لالہ وہ بھی داغ بر دل یا دم الاخوین اگیگا کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا ہی
اور اُس دریاے خون مین جو سپرین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ چھوے تیر رہے ہین اور بازو زرہ پوشون کے
کٹ کٹ کے گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان جال مین پھڑک رہی ہین عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہی ملک الموت
لوٹ مین پڑا ہی ایک کی قبض روح نہین کر چکتا ہی کہ دس اور مر کر گر پڑتے ہین فرعون اور لقا یہ بھی دونون تلوارین
ہاتھون مین کھینچے ہوئے لڑتے پھرتے ہین اور لاش بر لاش اُنھون نے بھی گرا دی ہی اسی حالت مین شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان سے اور فرعون سے سامنا ہوا فرعون نے کہا او خدا پرست تو میرے غضب سے
نہین ڈرتا ہی کہ ابھی تجکو سنگ سیاہ کر دون نور الدہر نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہی یہ سنتے ہی تلوار جو اُسکے ہاتھ مین
کھچی ہوئی تھی نور الدہر پر ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر فرعون کو نور الدہر
نے گرفتار کر لیا ادھر لقا سے اور ایرج سے سامنا ہوا اُسنے بھی تلوار لقا کی چھینکر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور
پھر لگے لڑنے جو اُنپر تلوار مارتا تھا یہ فرعون و لقا کو سامنے کرتے تھے اور یہ دونون پکارتے تھے کہ میان ہمارے
تلوارین مارتے ہو اُنکے ہاتھ رک جاتے تھے اُنکی تلوار اوپر سے پڑتی بھی اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے مگر ہاتھ مین یہ
دونون کے دونون تڑپ رہے تھے کہ کمر بند اُنکے ٹوٹ گئے ہاتھ سے چھوٹ گئے بھاگے سامنے سے ادھر مین
گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان اور ضیغم بن خون آشام سے سامنا ہوا ضیغم پکارا کہ او ہندی آج بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور یہ کہکر اُسنے گرز اپنا لندھور پر مارا لندھور نے اپنے گرز پر اُسکا گرز روکا اور اپنا
گرز جو اُسپر مارا اُسنے گرز پر تو گرز اُسکا روکا مگر دونون ہاتھ تھر اگئے اور گرز سر پر ضیغم بن خون آشام کے پڑا کر سر
تو اُسکا گردن مین اور گردن چھاتی مین اور چھاتی پیٹ مین اور پیٹ جوڑ دن مین اور سب گینڈے مین گیڈا
اور ضیغم خون آشام دونون پر اٹھا بنکر رہ گئے ادھر سعادت شاہ بھائی زبرجد شاہ کا شہزبرجد نگار سے
لقا کے ساتھ آیا تھا اُس سے اور داراب کشورکشا سے سامنا ہوا سعادت شاہ نے دوڑ کر تلوار ماری داراب
نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اُسی الجھادے مین سے ہاتھ نکالکر جو تلوار سعادت شاہ پر ماری تو سپر کو اُسکی
کاٹ کر زیر تنگ جا کر بوسہ دیا مع مرکب و راکب چار ٹکڑے ہوئے جالوت رعد آواز سے اور خورشید یزدان پرست
سے مقابلہ ہوا جالوت نے کہا او خدا پرست نہین ڈرتا تو مجھ سے کہ ابھی آواز مارونگا تو زہرہ تیرا آب ہو جائیگا
خورشید نے کہا کہ پھر تو کیون نہین چیخ مارتا اُسنے نعرہ کیا اور تلوار خورشید پر ماری خورشید نے تلوار اُسکی سپر پر
روکی اور کہا کہ خبردار ہو یہ کہکر جو تلوار اُسپر ماری سر پر اُسکے پڑی کہ مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر
افرلوق خونخوار اور نور الدہر سے سامنا ہوا ارہ پشت نہنگ اُسکے پاس تھا نور الدہر پر مارا نور الدہر نے
تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا جو اُسکے ہاتھ مین تھا اُسے پھر اُٹھا کر نور الدہر پر مارا شاہزادے نے خالی دیا
اور تلوار جو کمر گاہ پر اُسکے ماری شل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اہرمن خونخوار سے اور ایرج سے سامنا ہوا اہرمن
نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے آتی تلوار خیال مین کر کے خالی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر قاش زین پر سے اُکھیڑ لیا ہاتھ پر تول کر آسمان کیطرف کو پھینکا کہ وہ مرغ چڑیا سا لگا نظر آنے اترتے ہوئے

تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرغ روح اُسکا قفس تن سے جہنم کو چلا گیا سامان باختری سے اور بہرام گردین
خاقان چین سے سامنا ہوا تلوار اُسنے بہرام نے پشت شمشیر پر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری شانے پر اُسکے پڑی
کمر زیر بغل اُتر گئی عاد شتر لب سے اور مالک اژدر سے سامنا ہوا عاد شتر لب نے ساریخ مالک اژدر
پر ماری مالک نے اُسے سپر پر روکا اور برچھا دو زبانہ مارا سینے پر عاد شتر لب کے پڑا کر پشت کو توڑ کر پار
گذر گیا مالک نے اُسے نگاہ دے کر برچھے پر اُٹھا لیا جس طرح کہ کباب سیخ سے چھید کر اُٹھا لیتے ہین اور چرخ
دے کر زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ تھا اُدھر شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن
بدیع الزمان گردشکر شکن سے اور کلکال خون آشام سے سامنا ہوا کلکال خون آشام پکارا کہ او پسر
حمزہ تیرے ہاتھ سے تو جگر خون ہو گیا ہے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری
بدیع الزمان نے تلوار اُسکی رد کی اور تیغہ افعی سلیمانی اُسپر مارا کہ اُسکے جس بازو پر پڑا تھا اُس بازو کو کاٹ کر
گذر گیا زنگار خون آشام سے اور قاسم سے سامنا ہوا قاسم نے تلوار اُسکی رد کرکے جو تیغہ پلارک افراسیابی مارا
اُسکے مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے ادھر سے اسد لڑتا چلا آتا تھا اور اُدھر سے سہراب اژدر گیر مارتا ہوا آتا تھا دونون
کا سامنا ہوا بعد از گفتگوے بسیار سہراب نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا اسد ہر چالاک زیر بغل جو خالی پایا تیغہ فرق جمشیدی
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر عمرو بن امیہ ضمری خنجر ہاتھ مین کھینچا ہوا گول اور گندھول لڑتا چلا آتا تھا کبھی تو
بیٹھکر پالٹ مارتا تھا کہ حریف کے پانون کٹ جاتے تھے اور گر پڑتا تھا اور کبھی اُچک کر کندھے پر حریف کے جا رہتا
تھا خنجر مار کر سر گرا دیتا تھا اور اچھے کپڑے جو حریف کے پاتا تھا وہ زنبیل مین رکھ لیتا تھا اُدھر سے بھاے دوندہ
عیار فرعون کا لڑتا ہوا چلا آتا تھا عمرو سے سامنا ہوا لگا نیمچہ چلنے لڑتے لڑتے خواجہ عمرو نے اُسے غافل
کرکے ایک خنجر اُسکے سینے پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب لقا بار دگر تخت پر سوار ہوا ہے اور فوج کو کہ رہا ہے کہ
خدا پرستون کو مار لو کہ امیر کافرون کو قتل کرتے ہوئے برابر لقا کے ہو پہنچے اور نعرہ کیا کہ او روباہ خصلت کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ اے حمزہ نہین ڈرتا تو میرے غضب سے امیر نے کہا کہ کیا بکتا ہے کیا جھک مارتا ہے
تیرا غضب کیا اور تو کیا یہ کہکر برابر اُسکے ہاتھی کے گھوڑا لے آئے لقا نے دیکھا کہ حمزہ میرے پاس آ گیا ناچار تلوار اُسنے کھینچی
مگر وہ تلوار مانند انگشت ششم کے بیکار تھی اُسکو ہلانا شروع کیا یعنے صاحبقران پر تلوار ماری صاحبقران نے
ہاتھ بڑھا کر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ہاتھی پر سے اُٹھا لیا اور عمرو نے حلقہ ہاے کمند
مار کر بختیارک کو پکڑ لیا اور بعضون نے بیان کیا ہے کہ ضیغم خون آشام اب تک زندہ رہا اور ہاتھ سے لندھور بن
سعدان کے اسیر ہوا شاہزادہ سلطان سعد نے فرامرز بن نوشیروان کو حملہ اُسکا رد کرکے کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا مشکین اُسکی باندھ لین تورج یزدان پرست لڑتا ہوا چلا آتا تھا اُدھر سے یاقوت شاہ تلوار
ہاتھ مین کھینچی ہوئی اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا آتا تھا کہ تورج للکار کر دوڑا جب قریب یاقوت شاہ کے پہونچا للکارا کہ
او کافر کہان جاتا ہے یاقوت شاہ نے کہا کہ مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار تورج پر ماری تورج نے دھار
تلوار کی بچا کر ضلعی دیکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا توڑ لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین اُسکی باندھکر عیار کے حوالے کیا ایک طرف کو قبہ دین ستون اسلام کرب بن حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر
شرق و غرب لڑتا ہوا برابر علمدار کے ہو پہنچا علمدار کو مع علم قتل کیا علم کفار سرنگون ہوتا تھا کہ فوج کفار مین شکست ہوئی
فرعون بھاگ گیا وہان سے رستم بیلتن و پیل کش شاہزادہ علمشاہ رومی فرعون کے پیچھے تعاقب مین چلا بھاگتے بھاگتے فرعون

قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند ہو چکا تھا کہ علمشاہ مع رومیون اندر قلعہ کے گھس آیا اور قلعہ لگا قتل
ہونے فرعون تو بھاگ کر قیطولون کے اندر بند ہوا اور دروازے قیطولون کے بند کیے اور پرسے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا
کہ اسی عرصہ مین حمزہ صاحبقران بھی قلعہ کے اندر داخل ہوئے آکر قیطولونکو گھیر لیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف قیطولون کو
گھیر و یہ کافر نکلکر کسیطرف جا نہ سکے اور یہان قلعہ کے باہر لڑائی پڑی ہوئی ہے اہل اسلام کفار کو قتل کر رہے ہین ہر گلی کوچہ
مین لڑائی ہو رہی ہے لوگ اپنے اپنے ناموس کے بچانے کے لیے کوٹھون پر چڑھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہے جو انکے
مکان کی طرف آنے کا ارادہ کرتا ہے اور قریب پہونچتا ہے یہ بارش تیر کرتے ہین لوگ رک جاتے ہین مکان کے اندر نہین
جاتے اور بڑے مکانون مین لوگ سنگین باندھے بیٹھے ہین کسی کو اپنے مکان کی طرف آنے نہین دیتے دوڑتے پتھر مارتے
ہین اہل اسلام رکجاتے ہین مگر عمرو کا یہ عالم ہے کہ کھاروے کا تھان انکے ہاتھ مین ہے جس مہاجن کا مکان دیکھا اسپر ایک
جھنڈی کھاروے کی بنا کر اپنا نام اسپر لکھکر کوٹھے پر اس مہاجن کے گاڑدی لوگ جو لوٹتے ہوئے آتے تھے انکی نگاہ جو
اس جھنڈی پر پڑی بس وہین رک رہے کہ بھئی یہان نہ جانا یہ خواجہ عمرو سے علاقہ رکھتا ہے ایک حبہ کا اسباب جائیگا
تو ہزار روپیہ بھرے گا غرض عجب طرح کا غل تھا شہر مین دکانین بند راستہ مسدود غلغلہ دار و گیر برپا ہر گلی کوچہ مین
ہر بازار مین لاشون کے انبار کوئی زخمی پڑا سسک رہا ہے کوئی تڑپ رہا ہے بہتیرے فرعون کو گالیان دے رہے ہین
کہ اسکی دوستی مین جان بھی گئی مال بھی برباد ہوا پہلے سے جانتے تو اسپر لعنت کرتے بعضے کہتے ہین میان خیر جو ہو سو ہوا
بہادرون کا یہی کام ہے جسطرف ہوئے اپنی جان تک دیدی غرض کہان تک بیان کرون کہ ایک دن اور ایک رات قلعہ
فرعونیہ قتل ہوا آخر شب کو چہار طرف سے الامان کی صدا بلند ہوئی کہ دہائی امیر کی اور بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین
ہماری کیا خطا ہے ہمنے لعنت کی فرعون کے اوپر جب یہ آواز کان مین امیر کے پہونچی فرمایا کہ بھئی اب انہین قتل نہ کرو ہمنے
انکو امان دی سب طرف قتل ہونا موقوف ہوا امیر آکر ایوان بادشاہی مین پر جلوہ افروز ہوئے رئیسان شہر آنے لگے اور نذرین
گذراننے لگے خلعت پانے لگے بعد اسکے امیر نے حال فرعون کا پوچھا عرض کیا کہ قیطولون پر بیٹھا ہوا لڑ رہا ہے کسی کو قیطولون
پر نہین آنے دیتا امیر مع سردارون کے سوار ہو کر سامنے قیطولون کے آئے اور نعرہ کیا کہ او فرعون بہتر ہے کہ اپنے اعمال
شنیع اور افعال قبیح سے باز آ خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی اگر دین اسلام قبول کر ایک شہر فرعونیہ کیا اور جو ملک
تو مانگیگا مین تجھے دونگا فرعون یہان سے پکارا کہ حمزہ تو نہین ڈرتا میرے غضب سے ابھی زمین کو حکم کرون کہ زمین پھٹ جاے
اور تو سما جائے آسمان کو اشارہ کرون کہ تجھپر پھٹ پڑے امیر نے جو یہ کلمے اسکی زبان سے سنے فرمایا کہ یہ کافر کبھی مسلمان
نہوگا عمرو کو بلا کر حکم دیا کہ خواجہ تبردارونکو حکم دو کہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لائین اور گرد قیطولون کے انبار کرین اسیوقت
تبردارون کو حکم پہونچا تھا لکھا ہے کہ تبردارون نے جا کر درخت کاٹ کاٹ کر چھکڑون پر لدوا کر بھجنا شروع کیا کہ ایک دو پہر
مین گرد قیطولون کے انبار ہیزم ہو گیا امیر نے پھر واسطے اتمام حجت کے فرعون کو سمجھایا جب اسنے نہ مانا تو حکم دیا کہ
آگ لگا دو چہار طرف سے آگ لگائی گئی فرعون مع اپنے متعلقین کے جلکر جہنم واصل ہوا امیر نے جشن کیا واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت بخدمت عاشقان مزاجان باوقار و فراق زدگان نادیدہ روے نگار التماس ہے کہ کہان ہین وہ لوگ جو ایک
مدت دراز سے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے مطالعہ کے واسطے چشم براہ رہتے تھے اور تہ دل سے دعائین مانگتے
تھے کہ اس ناطورہ دلفریب کے جمال جہان آرا سے دل کا سرور اور آنکھونکا نور حاصل کرین ہم سب حضرات کو مژدہ ہو کہ
یہ شاہد دلفریب جو آج تک احباب ناظرین مخفی و مستور تھا بکوشش بلیغ اور بصرف زر کثیر بہ حسن باقبال زیب دہ

وسادہ عظمت و اجلال عالی ہمت مشہور شام و روم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم آرایش طبع سے بغرض عام
مصروف خود نمائی ہو حقیقت مین جسطرح سے یہ داستان رفیع الشان کل قصون اور فسانون کی سرتاج ہو ویسا ہی اُسکے ترجمہ
کرانے اور طبع ہونے مین بھی انتظام مالاکلام ہوا ہو آفرین اسکے اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی پر
جنھون نے اس داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے کسقدر خون جگر کھاکر تصنیف فرمایا ہوگا
وسعت بیان ملاحظہ ہو کہ اس داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہین اور کئی دفتر کی متعدد جلدین اور بعض
جلد بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہو اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدین دفتر دوم کوچک باختر
ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد
مین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہو اور پھر اسی طلسم ہوش ربا کی باقی داستانین جو طبع
اول مین رہگئی تھین بنام بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین طبع ہوئین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین
دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین دفتر ہشتم لعل نامہ دو جلدین۔ تمام زمانہ واقف ہو کہ اس داستان کو سوائے
روسا و امرا کے علی العموم کوئی سن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز وسیلہ داستانگو کے اسکا سننا ممکن نہ تھا اور اس مین ہزارون روپیہ کا
صرف اور برسون کی محنت درکار تھی۔ مالک مطبع ممدوح نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفترون کے
ترجمہ و طبع کو بنظر رفاہ عام اپنے ذمہ لے لیا اور بڑے بڑے نامی و نامور شاران داستانگو سے ترجمہ کراکے طبع فرمایا اور
کوڑیون کے مول مین اسکی سیر سے تمام عالم کو شادکام فرما دیا چنانچہ اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار
جلدون کا ترجمہ شاعر بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون
اور بقیہ طلسم ہوش ربا کی دونون جلدون کا ترجمہ استاد باکمال سخنور شیرین مقال ذی استعداد دیرینہ منشی احمد حسین صاحب
قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانہ عجائب از جانب مطبع فرمایا اور یہ جلدین مکرر طبع ہوکر
نذر شائقین ہوگئین۔ باقی دفترون مذکورہ بالا کا ترجمہ کمال جانفشانی اور لیاقت علمی سے بزبان شستہ درخت
گل گلزار خوش بیانی بلبل شاخسار شیرین زبانی البری من الشین منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا۔
واقع مین اس مترجم لائق و فائق نے بھی عجب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہو کہ لائق صد ہزار تحسین و آفرین
ہو اس ماہر ہمہ دان نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی صنعت کی ہو کہین حشو و زوائد کا نام نہین رکھا اور فقط اصل مطلب سے
کام رکھکر گویا دریا کو کوزے مین بند کردیا۔ اب بفضل ایزدی کل دفاتر مذکورہ پورے پورے مع جلد دوم
تورج نامہ کے طبع ہو کر موجود مطبع ہین۔ دستون ہاتھ فروخت ہو رہے ہین اور اکثر دفتر مکرر معرض طبع مین آچکے
علاوہ ان دفاتر مذکورہ کے ماہر با ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے از جانب مطبع طلسم نور افشان تین جلدون مین
تصنیف کیا اور وہ بھی طبع ہوگیا اور طلسم ہفت پیکر بڑی فصاحت سے تین جلدون مین تصنیف کیا جسکی جلد اول دوم
و سوم سب طبع ہو چکی ہین پس الحمد للہ والمنۃ کہ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ ایرج نامہ جلد
دوم مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع
موصوف بماہ جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بارسوم حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر زیب محافل شائقین باتمکین ہوئی

نام کتاب	قیمت
کامروپ کا جادو۔ اُردو ...	۶/
الف با تصویر۔ کامل ... جان ... مولانا محمد حامد علیخاں صاحب مطبوعہ ۱۹۰۲ء	۱۴/
قصۂ سند باد جہازی۔ ماخوذ از الف لیلہ	۲/
سروش سخن با تصویر بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵/۳
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۴/۳
طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ۔ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔	۵/
باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر	۲/
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳/
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیبہ غریبہ از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۹/
آرائش محفل قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۶/
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵/
مقتول جفا معروف بہ فسانۂ غم آسود تالیف امیر الدین	
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱/
بستان حکمت اُردو ترجمہ انوار سہیلی ترجمہ محمد ... خان	عہ
سیراب باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور۔	۲/
فسانۂ دلپذیر مصنفہ منشی محمد علیخاں تائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم و فنون عشق	۸/
فسانۂ جمیل مترجمہ منشی حامد حسن	۴/
قصۂ سیاہ پوش از عنایت اللہ تخلص قیس	۶/
فسانۂ معقول از سید غلام حیدر خاں بہادر	۸/
فسانۂ دلفریب از منشی فدا علی عرف چھٹے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی۔	۳/
ناٹک نل دمنتی مولفہ منشی بنایک پرشاد۔	۲/
قصۂ موتی و نیولہ مذخیرہ پند خردمندانہ	۹ پائی
بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور۔	۳/

نام کتاب	قیمت
گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔	۳/
طوطا کہانی با تصویر از سید حیدر بخش متخلص حیدری	۲/
قصۂ گل صنوبر۔ از منشی بیم چند۔	۱/
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمہ مسٹر نہری فانتوم صاحب۔	۵/
نورتن قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور۔	۵/
قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور۔	۲/
سیر مقبول فسانۂ نادر از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/
قصۂ گوپی چند بھرتھری۔	۹ پائی
لطائف ہندی۔ چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دیبی پرشاد صاحب۔	۲/
بزم قہقہہ۔ انگریزی لطیفے و چٹکلے۔	۲ روپیہ
قصۂ چہار گلزار۔ از منشی ہر گوپال۔	۴/
ریاض تحقیق نادرہ اُردو شرح سکندر نامہ بری مصنفہ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت	عہ ۱۲/
کتب قصہ جات نظم اُردو	
الف لیلہ منظوم۔ کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت میں ہیں۔ جلد اول۔	۱۲ روپیہ
ایضاً۔ جلد دوم از منشی طوطا رام شایان۔	۱۰ روپیہ
ایضاً۔ جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایان۔	۶ روپیہ
ایضاً۔ جلد چہارم مترجمہ منشی شادی لال۔	۱۲ روپیہ
مجموعۂ قصص۔ با تصویر شامل پانچ قصہ۔ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم۔	۱/
قصۂ سوداگر بچہ۔	۶ پائی
قصۂ ماہی گیر۔	۶ پائی
ناٹک ہمت عالی معروف بہ گل بکاولی۔ حصۂ اول مولفہ مولوی الٰہی بخش صاحب۔	۲/
قصۂ ماہ رمضان۔ از عبد اللہ خان۔	۳/
قصۂ قاضی جونپور حمق و عقل کا امتحان۔	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
قصۂ جمجمہ	۶ پائی
قصۂ شاہ روم - باتصویر	۶ پائی
قصۂ شیخ منصور - از شیخ احمد متخلص بر سا	۶ پائی
سنگاسن بتیسی منظوم - از منشی لکھن لال	۴ر
گلزار ابراہیم - قصہ حضرت ابراہیم ادہم	۲ر۳ پا
چشمۂ شیرین - قصہ شیرین و فرہاد	۱ر۲ پا
جوگن نامہ - از میاں باطن اکبر آبادی	۶ پائی
ایجاد رنگین - حکایات نصائح از رنگین دہلوی	۱ر
مجموعہ چوہے نامہ بلی نامہ وافیونی نامہ از منشی [illegible]	۱ر
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعر بہ شعر ملک محمد جائسی	۱۲ر
پدماوت اردو از عبرت و عشرت	۳ر
فسانہ عجائب منظوم - از منشی بھولا ناتھ	۱ر
نل دمن اردو	۱ر۳ پا
ہدیۂ انتظار - از مولوی ممتاز علی	۶ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم	۸ر
قصۂ عابد و شیطان - موعظت آمیز	۳ پائی
شیرین خسرو - باتصویر	۲ر۹ پا
بنجارہ نامہ - از نظیر اکبر آبادی	۳ پائی
لیلی مجنون - از میر تقی ہوس	۲ر
بہار دانش - اردو منظوم از تپش	۲ر۹ پا
مجموعۂ قصہ سپاہی زادہ - شامل بارہ قصہ (۱) قصہ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴) قصہ سوداگر بچہ (۵) عاشق گلبخارہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دکھ سکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱) بھونچال نامہ (۱۲) رنگین نامہ	۱ر۳ پا
شاہنامہ - اردو باتصویر از منشی مولچند	۵ر۹ پا
طلسم شایان - ترجمۂ داستان امیر حمزہ	۱۰ر۳ پا
بکٹ کہانی	۶ پائی
سراپائے تصویر غم - از منشی اشرف علی مست	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
قصۂ گلفام نثر مصنفہ منشی اشرف علی مست	۱ پائی
باغ عاشق - تکملہ گل و صنوبر	۳ر
گلدستۂ شجاعت - ترجمۂ اردو نظم سکندر نامہ بحری و بری از مولوی غلام حیدر گوپاموی	۱۲ر
کتب ناول مرغوب دل اردو	
خدائی فوجدار ترجمہ کتاب ڈان کوئکساٹ ڈی لامانچ جلد اول و دوم یکجائی مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب در لکھنوی	[illegible]
فسانۂ آزاد - کل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی - یہ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ و مشہور افسانہ ہے - اور متفرق جلدیں بھی بابر فروخت ذیل میں درج ہیں	[illegible]
۱- جلد اول	[illegible]
۲- جلد دوم	[illegible]
۳- جلد سوم	[illegible]
۴- جلد چہارم	[illegible]
فسانۂ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث کے ماہواری رسالہ بھی علیحدہ متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود ہیں - فی رسالہ	۳ر
سیر کوہسار کامل دو جلد مصنفہ پنڈت صاحب موصوف	[illegible]
جام سرشار باتصویر جسکا پہلے نام فسانہ جدید تھا منظر تا پنڈت صاحب موصوف چھپا	[illegible]
فسانہ جدید کے متفرق رسالہ ماہواری بابت ماہ جون وست لغایۃ دسمبر ۱۸۸۶ع علیحدہ علیحدہ فی ماہ	۲ر۹ پا
فریب حسن - ترجمۂ ناول فوسٹ مصنفہ انلڈ صاحب مترجمۂ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن ریاست ہینگن پلے	[illegible]